بعون خالق لوح و قلم تحریر یافت و بفضل خلاق زمین و زمان

الحمد لله که درین زمان سعادت آثار نامبارک انجام داخل سلک طبع گردید

تذکرة السلوک

١٣١٨ ه

از تالیفات علامهٔ زمان حکیم مولوی محمد نجم الغنی خان صاحب حنفی رامپوری

در مطبع منشی محمد ادریس بن علی موسوم به مطلع العلوم مرادآباد طبع شد

طبع اول ۵۰۰ جلد   نمبر ۱۰۳ - از ۱۹۲۰ء   قیمت ۸

مولفات مصنف

جناب مولوی حکیم محمد نجم الغنی صاحب ابن مولوی عبد الغنی صاحب بن مولوی عبد العلی صاحب ابن مولوی عبد الرحمن صاحب ابن حاجی محمد سعید صاحب رامپوری -

تاریخ اودھ - زبان اردو ساٹھ ستر جز کی کتاب ہے

اخبار الصنادید - ساٹھ ستر جز کی کتاب ہے زبان اردو مین روہیلونکی تاریخ ہے -

مقاصد البلغا - بحر الفصاحت - علم معانی بیان بدیع - عروض و قافیہ وغیرہ کے بیان مین - اردو زبان کی کتاب ہے -

قانون فارسی - اسمین زبان فارسی کی صرف و نحو کو علحدہ علحدہ حصونپر لکھا ہے - سو جز کے قریب اسکی ضخامت ہے زبان اسکی فارسی ہے ۔

رسالہ نجم الغنی - یہ قانون فارسی کا زبان فارسی مین انتخاب ہے -

منتہی القواعد - عرف قواعد حامدی - یہ قانون فارسی زبان اردو مین انتخاب ہے -

نجم العقاید - عقاید نسفی کی شرح ہے - زبان اردو مین ساٹھ ستر جز کی ضخامت ہے

تہذیب العقاید - یہ نجم العقاید کا اختصار ہے -

میزان الافکار - فن منطق کو زبان فارسی مین بیان کیا ہے اور مواد قیاس کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ مروج رسالونمین یہ بات نہین -

مذاہب الاسلام - اردو زبان مین اسلام کے تمام مذاہب کو تفصیل سے بیان کیا

خواص الادویہ - اس ضخیم کتاب مین ادویہ مفردہ کا بیان ہے - مخزن سے بہت بڑی اور محیط اعظم سے جو بہت سی دوائین چھوڑ دی ہین اونکو بھی ذکر کیا ہے اور محیط کے نقصانات کتاب کے اول ہی مین ۷۰ نمبرون مین ظاہر کیا ہے - عنبر کا فور مونگا - اسفنج - لاکھ - مازو - شکر وغیرہ کو جدید تحقیقات انگریزی سے بڑی تفصیل سے لکھا ہے جس سے مخزن اور محیط کی تحقیقات کا بطلان ہوتا ہے

شرح نکتہ [illegible] اردو زبان مین ہے القول [illegible] فی شرح [illegible] شرح وقایہ کے [illegible] کیا ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے قلم کیا ترا بیانِ زبان
کیا ترا منہ ہے کیا زبانِ بیان
تو کرے حمد خالق اکبر
یا ثنائے جناب پیغمبر
تجھکو حاصل کہاں لیاقت یہ
تو نے پائی ہے کب فراست یہ
حمد ایزد ہے بحر بے پایان
اسکے ساحل سے دور وہم و گمان
در گزر اس خیالِ مشکل سے
شکر کر دمبدم تہِ دل سے
کہ خدا نے کمال احسان سے
بخشش و رحمتِ فراوان سے
کی عطا الفت اہل ایمان کی
پیشوایانِ راہِ عرفان کی
آرزو ہے کہ روزِ شورِ نشور
ہوں اونہیں کے گروہ میں محشور
یہ رسالہ جو میں نے لکھا ہے
اونہیں پاکانِ دین کا صدقہ ہے
ورنہ میری تھی یہ مجال کہاں
تھا نصیب اسقدر کمال کہاں

صوفی متصوف مستصوف اور تصوف کی تعریف و فوائد

صوفی اہل تصوف کی اصطلاح میں اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی ذات سے فانی اور خدا کی ساتھ باقی اور طبائع سے آزاد اور حقیقۃ الحقائق سے واصل ہو۔ اور **متصوف** وہ آدمی ہے جو اس درجہ کی طلب میں کوشش کرتا ہو اور **مستصوف** وہ ہے جسنے اپنے آپ کو صوفیوں کی طرح بنا رکھا ہو اور مقصود اسکا اس سے طلب دنیا ہو۔ جنید اور تستری رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ صوفی وہ آدمی ہے جو خدا کے سوا دوسرے کی طرف متوجہ نہو اور اسکو خدا کے سوا کوئی اعد نجانتا ہو۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ صوفی وہ ہے جسے اللہ اوسکے حظوظ

نفسانی سے مار ڈالے اور اپنے مشاہدہ کے ساتھ باقی رکھے۔ اور **تصوف** اخلاق الٰہی کے مطابق عادات
اختیار کر لینے اور آداب شرع پر ظاہر و باطن کے قائم ہو جانے کو کہتے ہین۔ اور بعض نے کہا ہی کہ تصوف
وہ صفات ہین جنکو ہر زبان مین اچھا جانتے ہون اور اُنکی ضد ہر زبان مین ناپسند ہو۔ اور جنید رہ نے کہا ہی کہ تصوف
ترک اختیار کا نام ہی اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ حواس کی حفاظت اور سانسونکی رعایت کا نام تصوف ہی۔ اور
بعض صوفیہ کا قول ہے کہ تصوف طلب مقصود مین کوشش کرنے اور معبود سے اُنس رکھنے اور دوسری چیزون سے
ترک شغل کرنے کو کہتے ہین۔ بعضون نے تصوف کی یون تعریف کی ہی دل کو صاف کرنا مخلوق کی صحبت سے اور اخلاق
طبیعیہ چھوڑنا۔ اور صفات بشریہ کا مٹا دینا اور نفسانی خواہشون سے دُور رہنا اور صفات روحانی اختیار کرنا۔ اور علوم
حقیقی کو حاصل کرنا اور جو چیز ہمیشہ کے لئے اَولیٰ ہے اُسکو استعمال کرنا اور تمام اُمت محمدی کو نصیحت کرنا اور واسطے
اللہ کے وفا کرنا۔ اور شریعت مین رسولؐ کا متبع ہونا۔ اور بعض نے کہا ہی کہ تصوف اعتراض سے اعراض کرنے کا
نام ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ تصوف کہتے ہین شرافت کے حاصل کرنے اور تکلف کے ترک کر دینے اور ہوشیاری
کے برتنے کو اور بعضون نے کہا ہی کہ حقایق کے حاصل کرنے اور دقایق کے بیان کرنے اور خلق کے ہاتھ مین جو کچھ ہے
اُس سے مایوس ہونے کو تصوف کہتے ہین اور تمام تعریفون مین جو تعریف جامع ہی وہ ایک عارف کا یہ قول ہی کہ تصوف
خیال کے صحیح کرنیکا نام ہی اور تصوف کی تعریفین اور بھی کئی طرح سے آئی ہین اور ہمارے نزدیک تصوف ایک ایسا اسم ہی
کہ جو اُن تمام تعریفون کو جامع ہی اس لئے کہ اوسکے مفہوم مین کوئی ایسی چیز موجود نہین ہی جو اُن تعریفون کے ارادہ کرنیکو
مانع ہو الیس جس عمدہ وصف اور اچھی خصلت کے ساتھ اوسکی تعریف بیان کیجاے وہ درست ہی۔ اور صوفیہ نے کہا ہے
کہ تصوف ابتدائی علم ہی اور اوسط اوسکی عمل ہی اور انتہا اوسکی بخشش منجانب اللہ ہی۔ جنید رح نے کہا ہی کہ صوفی کو چاہئے
کہ زمین کی مثل ہو جائے یعنی جس طرح زمین عاجز ہی ایسی ہی وہ بھی عاجزی اختیار کر لے۔ سعدی نے کیا اچھا کہا ہے ؎
در خاک بیلقان برسیدم بہ عابدے + گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن + گفتا برو چو خاک تحمل کن اے فقیہ
یا ہر چہ خواندہ ہمہ در زیر خاک کن + اور لواقح الانوار مین مذکور ہی کہ تصوف ایک ایسا علم ہی کہ وہ اولیا کے دلون مین
پیدا ہوتا ہے جبکہ اونکے دل انوار عمل قرآن و حدیث سے منور ہو جاتے ہین پس جو شخص قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہی اوسکو
یہ علوم و آداب اسرار و حقایق حاصل ہوتے ہین کہ جنسے انس و جن عاجز آتے ہین اور نظیر اسکی یہ ہی کہ جب علماء ظاہر نے
عمل ان چیزون پر کیا تو اونکو کیسے کیسے علوم و حقایق نصیب ہوئے پس تصوف بندہ کے اُن اعمال کا خلاصہ ہی جو وہ احکام
شرع کے مطابق کرتا ہی اور اوسکے اعمال مین غرضون اور حظوظ نفسانی کو دخل نہین ہوتا۔ جو کچھ کرتا ہی خاص خدا کے لئے
کرتا ہے جیسا کہ علم معانی و بیان علم نحو کا خلاصہ ہی پس جس شخص نے تصوف کو ایک مستقل علم مانا ہے اوسکی رای صحیح ہے
اور جس نے احکام شریعت مین سے شمار کیا ہی اوسکی رای بھی درست ہی جیسا کہ علم معانی و بیان ایک حیثیت سے مستقل ہے

اور دوسری حیثیت سے نحو کا حصہ بھی ہے۔ مگر یہ بھی خیال رہے کہ علم تصوف اوسی شخص کو علم شریعت مین سے حاصل ہوا ہے جسنے اتنا تبحر علم شریعت مین حاصل کیا ہے کہ اوسکی انتہا کو پہونچ گیا ہے۔ پھر جب بندہ قوم کے طریق مین داخل ہوتا ہے اور اوسمین اُسکو تبحر حاصل ہوتا ہے تو وہان اُسکو اللہ تعالےٰ استنباط کی قوت عطا کر دیتا ہے جو ہو بہو احکام ظاہر کی نظیر ہوتے ہین پس وہ طریق واجبات و مندوبات و آداب محرمات و مکروہات و خلاف اولیٰ مین اسی طرح سے استنباط کرتا ہے جیسے مجتہدین کرتے ہین اور جسطرح مجتہد کا کسی بات کو اپنی راے سے مقرر کر دینا بالکل ہیچ ہے جب تک شرع نے اوسکی نسبت صراحت نہ کی ہو اسی طرح کسی ولی اللہ کا کسی بات کو مقرر کر دینا اپنی طرف سے جب تک شرع مین وہ بات موجود نہو بالکل بیکار ہے ظاہر ہے کہ یہ بزرگوار شرع کے سب معاملات مین صاحب عدالت مین اونکو اللہ نے اپنے دین کے لئے منتخب کیا ہے پھر کیسے اہل اللہ کے علوم مین وہ بات ہو جو شرع سے خارج ہو شرع نے تو اونکو ہر لحظہ اللہ سے ملایا ہے پھر اونکے علوم کیسے شرع سے خارج ہو سکتے ہین جو لوگ علم تصوف کو شرع سے خارج جانتے ہین وہ اس کوچہ سے نابلد ہین کیونکہ تصوف کی ایسے شخص مین صلاحیت ہی نہین ہوتی جو علم شرع مین متبحر نہو پس ہر صوفی فقیہ ہے اور ہر فقیہ صوفی نہین جو لوگ صوفیہ سے انکار کرتے ہین وہ اونکے حالات سے غافل ہین۔ مجتہدانِ امت نے اِن بزرگون کی تعریف مین جو کہا ہے ہمکو یہی کافی ہے امام شافعی نے شیبان راعی کو اور امام احمد حنبل نے ابو حمزہ بغدادی صوفی کو اور ابو عباس ابن شریح نے جنید بغدادی کو اور ابو عمران نے شبلی کو تسلیم کیا ہے امام احمد حنبل ہمیشہ اپنے بیٹے کو صحبتِ صوفیہ کی ترغیب دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ صوفیہ کے علم اس ایسے مقام مین پہونچے ہین جہان اورون کو رسائی نہین۔

علم سلوک اور سالک کے معاملات

ابجد العلوم مین لکھا ہے کہ علم سلوک عبارت ہے وجدانیات مین سے ایسی چیزون کا بیان لینے سے جو نفس کے لئے مفید یا مضر ہین اور اسکا نام علم اخلاق اور علم تصوف بھی ہے اور مجمع السلوک مین لکھا ہے کہ تمام علوم مین سے بہتر وہ علم ہے جسمین حقائق اور منازل اور احوال اور معاملہ اور اخلاص طاعات اور توجہ الی اللہ کا ذکر ہے اسی کو علم سلوک کہتے ہین۔ اور جو کوئی اسمین غلطی کرے اوسے چاہیئے کہ کسی سالک کامل العرفان سے دریافت کرے اور ہدایہ۔ شرح وقایہ۔ منیہ اور قدوری کی طرف رجوع نکرے اور علم حقایق تمام علوم کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جب سالک اسمین پہونچتا ہے تو ایک دریاے بے پایان مین پڑجاتا ہے اور یہی علم قلوب اور علم معارف ہے اسی کو علم اسرار اور علم اشارہ بھی کہتے ہین۔ موضوع اسکا اخلاق نفس ہے اس لئے کہ اس مین نفس کے عوارض ذاتی سے بحث کرتے ہین جیسے غضب

صوفیہ کے اس قول مین حب الدنیا راس کل خطیئۃ۔ یعنی دنیا کی محبت پر سب گناہونکا مدار ہی حب دنیا نفس کے اخلاق مین سے ایک خلق ہی جسکی نسبت یہ حکم کیا کہ تمام بری عادات کی یہ جڑ ہے اسی طرح بغض الدنیا راس الحسنات یعنی دنیا کی دشمنی پر تمام نیکیون کا مدار ہی۔ دنیا سے بغض رکھنا بھی نفس کی ایک خصلت ہی جسکو سب نیکیون کی جڑ بتایا ہے اور غرض اس علم سے خدا تعالے کا تقرب حاصل ہونا اور بارگاہ جل و علا مین پہونچنا ہی اور اللہ تعالی اپنے بندون مین سے جسپر چاہے احسان کرے تو اسکو طریقہ سلوک عنایت کرتا ہے اور کتنی ہی عارف یہ نکتہ لما حقہ نہ سمجھے بسا اوقات اللہ تعالے ذکر و فکر پر مطلع کرتا ہے کہ اس سے سالک فنا و بقا کو پہونچ جاتا ہی اور کہنے لگتا ہی کہ اللہ تعالے نے مجھے سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول مین اپنے گمان کے موافق سچا ہے۔ مگر تحقیق یہ ہی کہ طریقت ذکر و فکر سے عبارت نہین ہی بلکہ وہ ایسی حقیقت ہی کہ ملاء اعلی مین منعقد ہی کہ اللہ تعالے آسمانون پر سے حکم کرتا ہے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلی مین اور وہان ٹھہرتا ہی پھر حکم نازل ہوتا ہی اوسکے موافق عالم ناسوت مین پس اللہ تعالے کا ایک داعیہ ہی ملاء اعلی مین کہ ہمیشہ ناسوت مین اوسکی صورت اور جگہ ہی۔ جب تک وہ موجود ہے اور جب وہ طریقہ منسوخ ہوجاتا ہی اور وہ داعیہ جاتا رہتا ہی تو لوگون مین اوسکی صورت اور جگہ باقی نہین رہتی پس اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ اس طریقہ کو معدوم کردین تو ہرگز نہین معدوم کرسکتے جب تک وہ داعیہ موجود رہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ اس طریقہ کی کجی کو سیدھا کردین اور اوسکے بگاڑ کو درست کردین تو اونکی قدرت مین یہ نہین ہے

صوفی مصافی صافی اور ولی اور صاحب دل کے حالات

شوکانی نے در الفاخرہ مین لکھا ہی کہ علما کے درمیان اس بات مین اختلاف ہی کہ صوفی کس کو کہنا چاہیے بعض کہتے ہین کہ صوفی ہر صافی مصافی کا نام ہی۔ صافی وہ ہی جس سے گناہون اور عیبون کی کدورت بالکل دفع ہوگئی ہون۔ اور مصافی وہ ہی جو رتبہ محبت کو پہونچ گیا ہو یہانتک کہ لائق دوستی الہی کے ہوگیا ہو اور یہ حالت تمام انبیا کو شامل ہے اور اسی طرح تمام پیروان انبیا کو شامل ہی۔ بعض کے نزدیک صوفی وہ ہی جو اہل صفہ کے طریقے پر ہو صاحب مواہب لدنیہ لکھتا ہے کہ مسجد نبوی مین ایک مقام سایہ دار تھا کہ وہان وہ مساکین رہتے تھے جنکے گھربار نہ تھے اور اس جگہ کو صفہ کہتے تھے اور اوسکے رہنے والون کو اصحاب صفہ اور صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ وہ ستر آدمی تھے کہ کسی کے پاس کوئی چادر نہ تھی سوائے ازار یا کملی کے کہ گردن مین باندھ لیتے بعضون کی نصف پنڈلی تک آتی اور بعضون کے ٹخنون تک پہونچتی اور کبھی اہل صفہ چارسو تک ہو جایا کرتے تھے اور کبھی کم ہو جاتے تھے اور بعضون نے کہا ہے کہ صوفی وہ ہی جو صاحب کشف و کرامات ہو مسافت بعیدہ کو تھوڑی سی دیر مین طے کرکے اللہ کی طرف متوجہ ہو دنیا سے قطع تعلق کیا ہی تمام کامون کو اللہ کی قدرت سے جانے اسباب عالم کی طرف خیال نکرے اور یہان یہی مراد ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ صوفی وہ ہے جس کا دل صاف ہے

اور خاطر کدورت و خواہشات سے صاف ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی - الا وان فی الجسد مضغة اذا
صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب یعنی بدن مین ایک مضغہ گوشت
ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام بدن درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہی تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہی اسی کو
دل کہتے ہیں اور صوفیہ کو **صاحبدل** کہنے کی یہی وجہ ہی بعضون نے کہا ہی کہ صوفی وہی جو اس حدیث قدسی کا
مصداق ہو من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب یعنے جو شخص ایذا دے میرے دوست کو بس تحقیق خبردار
کرتا ہون مین اُسکو ساتھ لڑائی کے مگر یہ حدیث ہر نیک آدمی کے حق مین ہی - خواہ وہ عرف کے موافق صوفی ہو یا نہو -

صوفیہ کے شرع سے مخالفت کرنے مین اسرار ہوتے ہین

بعض اہل علم نے کہا ہی کہ صوفیہ کی جماعت نہایت بلند رتبہ اور نہایت مطیع ہی اللہ تعالی انبیا علیہم السلام کے بعد تمام
خلق سے اونہین کو دوست رکھتا ہے - اور اگر اونکے کچھ قول یا فعل خلاف شرع ہوتے ہین تو وہ ظاہری ہین ایسا
ہوتا ہے نفس الامر مین ہرگز وہ شرع کی مخالفت نہین کرتے اور علماے محققین نے جو اونکی توصیف مین بیان کیا ہی
اس سے اونکے حال کی بخوبی توثیق ہوتی ہی چنانچہ حلیہ ابو نعیم اور صفوة الصفوة ابن جوزی اور طبقات شرجی اور
طبقات رافعی وغیرہ سے اسکی بخوبی تصدیق ہوتی ہی اور صوفیہ کا خلاف شرع کے ساتھ ایسا ہی جیسے حضرت موسیٰ
کا خلاف حضرت خضر کے ساتھ کہ حضرت موسی نے حضرت خضر سے ملکر کہا کہ مین اس لئے آپ کے پاس آیا ہون کہ
چندے زمانہ آپکی صحبت مین مشرف رہون اور وہ علم کہ خدا نے تم کو بخشا ہے سیکھون - حضرت خضرؑ نے کہا کہ آپ کا
التماس قبول ہی لیکن رفاقت ہماری تمہاری مشکل ہی اس لئے کہ شاید مین علم باطن کی رو سے ایک کام کرون کہ ظاہر
اُسکا کراہت ہو اور انجام اُسکا خیریت اور کرامت ہو اور بغیر حقیقت ظاہر ہونے کے تمسے صبر نہو سکیگا اور
عذر و انکار سے پیش آوگے اس لئے مصاحبت کی گرہ ٹوٹ جاے گی حضرت موسی نے کہا انشاء اللہ تعالی
مین صبر کرونگا اور تمہارے حکم سے نافرمانی نکرونگا حضرت خضر نے کہا کہ اگر تم میری مصاحبت چاہتے ہو تو
جب تک مین نکہون تب تک سوال کچھ بعد اس قول و قرار کے وہ دونون روانہ ہو کر کشتی مین بیٹھے حضرت خضر نے
ملاحون سے پوشیدہ دو تین تختے کشتی کے اوکھاڑ کر دریا مین پھینک دے اور ملاحون سے کہا کہ جلد اپنی کشتی کا بندوبست
کرو نہین تو ڈوب جائے گی - حضرت موسی نے فرمایا ایسی مضبوط کشتی مین سوراخ کرنا اور اتنے لوگون کے غرق ہونیکا
خیال نکرنا نہایت ظلم اور خلاف شرع ہی حضرت خضرؑ نے کہا مین نے تمسے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نکرسکوگے
حضرت موسی نے عذر کیا کہ مین نے بھولے سے یہ بات کہی پھر مین نہ بولونگا - جب کشتی سے اوترے اور ایک شہر کے
پاس پہونچے وہان کئی لڑکے کھیل رہے تھے اونمین سے ایک حسین و ملیح لڑکے کو خضر نے پکڑ کر گرا دیا اور اوسکا
گلا چھری سے کاٹا - حضرت موسی نے کہا کہ بیگناہ کا قتل کرنا کسی دین و ملت مین جائز نہین تمنے یہ کیا غضب

کیا - حضرت خضر نے کہا کہ مین آگے ہی کہہ چکا تھا کہ تم صبر نکرسکوگے - پھر حضرت موسیٰ نے عذر کیا اور فرمایا کہ
ابکی بار ہوون تو مجکو اپنی مصاحبت مین مت لیجیو اور وہان سے آگے چلے رات کو ایک گاؤن مین پہونچے
موسم سردی کا تھا اُس گاؤن والون سے ضیافت مانگی اونہون نے کہانا ندیا - بھوکے پیاسے پڑرہے -
پھر کو اُسی گانون مین ایک دیوار ٹیرھی گرنے کے قریب تھی - حضرت خضر نے اُسکو بغیر مزدوری کے درست
کردیا - حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اس گانون کے لوگون نے بے مروتی سے طریقہ مہمان نوازی سے مُنہ موڑا
مناسب تو یہ تھا کہ اونسے مزدوری لیتے اور بھوک کا غلبہ دفع کرتے ایسے بے مروتون سے مروت کرنا
مناسب نہین ہے - خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو اپنی صحبت سے علیحدہ کردیا اور اُن تینون کامونکی حکمت جو بظاہر
خلاف شرع معلوم ہوتے تھے یون بتائی کہ کشتی کے توڑنیکا سبب یہ تھا کہ اُس کشتی کا رستہ ایک بادشاہ ظالم
کے شہر پر تھا اور وہ مضبوط کشتیون کو چھین لیتا تھا - اس لئے اوسے توڑ ڈالا کہ بسبب عیب کے اوسکی دستبرد سے
بچے گی - اور لڑکے کے قتل کرنیکی وجہ یہ تھی کہ ماں باپ اوسکے نیک اور موحد تھے اور لڑکے سے سواے
کفر و عصیان و فساد کے کچھ وجود مین نہ آتا تو مین ڈرا کہ اوسکے کفر و فساد کا اثر ماں باپ کو پہونچے گا اور وہ اوسکی
بدی مین گرفتار ہونگے - اس لئے مین نے اوسے مار ڈالا - خدا اوسکے ماں باپ کو فرزند صالح عنایت کریگا
اور فائدہ دیوار کے بنانے کا یہ ہے کہ وہ دیوار دو یتیمون کی ہے اور باپ اونکا مرد صالح اور متقی تھا اور اس دیوار کے
تلے خزانہ تھا اگر وہ دیوار اب گرتی تو وہ یتیم اُس خزانہ سے بے نصیب رہتے اس لئے مین نے بموجب
الہام ربانی کے اُس دیوار کو بنایا کہ بعد اونکے بالغ ہونے کے اگر گرے گی تو خزانہ اونکے ہاتھ لگے گا - اور حضرت
عمرؓ نے جب مدینہ مین منبر پر خطبہ مین کہا یا سارية الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار ہو جاو
تو صحابہ نے اونکی نسبت کچھ اور گمان کیا جب یہانتک خبر آئی کہ ساریہ نے ملک شام مین اونکی آواز سنی اور اونکے
حکم کے موجب دشمنون پر فتحیاب ہوئے تو صحابہ اُس قول کی حقیقت کو پہونچے - اور اس قسم کے بہت سے معاملات
ہین جو ثقہ لوگون نے نقل کئے ہین کہ وہ حد تواتر کو پہونچ گئے ہین - اور بعض صوفیہ پر محبت کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ عقل
ٹھکانے نہین رہتی - پس ایسی حالت مین شرع سے مخالفت واقع ہونا قابل معذوری ہے -
اور علما کی دوسری جماعت نے صوفیہ کی بڑی ہجو کی ہے اور بہت کچھ تلخ باتین انکی نسبت لکھی ہین - اور بعض علمائی ظاہر نے
جو ان سے کوئی خلاف کام صادر ہوتے دیکھا یا کوئی فعل انکا ایسا سُنا جو ظاہر علم کے خلاف تھا یا کوئی دعوی غیر مناسب
انکا پایا جیسے غائب چیزونکا ظاہر ہوجانا یا مُردے کا بات کرنا تو صوفیکی تکفیر کرنے لگے حالانکہ یہ ساری چیزین
محال نہین نہ شرع کے نزدیک مستبعد ہین اور نہ عقل کے نزدیک ممنوع ہین - سیوطی سے نقل کیا ہے کہ انہون
نے بیداری مین کئی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور اس بات پر قدرت رکھتے تھے کہ حرم مین نماز

ادا کر لیتے حالانکہ مصر مین مقیم تھے ۔ تحقیق یہ ہی کہ جو کوئی اہل کرامات مین سے ہے وہ اللہ کے نزدیک مکرم ہی اوسکی تعظیم کرنا چاہیئے اور جو بناوٹ سے اونمین اپنی جان کو داخل کرتا ہی اور لوگون کو فریب دیتا ہی اوسپر اوسکے گناہ کا وبال اور عذاب ہی ۔ اور علما کی تیسری جماعت ایسی بھی ہے کہ وہ صوفیہ کے حالات سے کچھ تعرض نہین کرتے نہ برا کہتے ہین نہ اچھا کیونکہ اونہون نے دو چیزین دیکھین ۔ ایک کرامات جو صدق پر دلالت کرتی ہین ۔ دوسرے بعضے کام اونکے خلاف شرع پائے ۔ بہتر یہی ہے کہ جب تک صوفیہ کے حالات کی حقیقت اچھی طرح نہین کھلتی اور اونکے طریقے مین سلوک حاصل نہین ہوتا اسوقت تک انکی شان مین خوض کرنا بے فائدہ ہے ۔

صوفیہ کی قسمین

صوفیہ تین قسم کے ہوتے ہین (۱) ظاہر (۲) مشابہ ساتھ انکے ۔ مگر اسکے عقل و حال پر تغیر آجاتا ہی (۳) اہل عزلت کہ پہاڑونکے غارون اور جنگلون مین رہتے ہین لوگون سے بھاگتے ہین ۔ یہی لوگ ایسے ہین کہ جنہون نے دنیا پر لات ماری ہی اور اس دار فانی کو بے حقیقت جانکر اسے طلاق دیدی ہی پھر اونکی دو قسمین ہین ۔

(الف) طالب و مطلوب ۔ (ب) قاصد و مجذوب ۔ طالب و قاصد وہ ہی کہ قرب محبت الہی کے اسباب مین کوشش کرتا ہی ۔ اور رب کی مراد کا متبع رہتا ہے اور عبادات کے ذریعے سے نفس کی صفات چاہتا ہے اور جو راستہ مطلوب کی طرف پہونچا سکتا ہی اوس مین مشغول رہتا ہے اس قسم کے صوفیہ اکثر ممالک مین پائے جاتے ہین اور طالبین انکے پاس پہونچ کر انسے فیض باطنی حاصل کرتے ہین اور وہ صوفی ان طالبون کے نفوس کی تعلیم و تہذیب کرتے ہین اور انکے رتبے و حالات بدلتے رہتے ہین یہانتک کہ یہ طالبین بھی اوس مرتبہ کو پہونچ جاتے ہین اور کبھی مرتبہ نہایت کو نہین پہونچ سکتے اور طالب و مجذوب اس صوفی کو کہتے ہین جسکو بغیر تصفیہ باطنی کے شروع ہی سے اللہ کی جانب سے اس مرتبۂ عظمیٰ کی توفیق عطا ہو جائے ۔ اسی لئے کہا ہی کہ جذبات حق تعالیٰ مین کا ایک جذبہ بھی ثقلین کی عبادت سے بہتر ہے اور مجذوب کی حالت طالب کی حالت سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہی اس لئے کہ طالب کیلئے منزل مقصود تک پہونچ جانا ضرور نہین کبھی پہونچ جاتا ہی اور کبھی باوجود محنت و ریاضت کے نہین پہونچ سکتا ہے

ارباب طریقت سے دعا لینا چاہیئے

علم تصوف کے رستے مین انوار الہی کی قندیلین روشن ہین فیض اسمین بیحد ہے ماہ سے ماہی تک تمام اشیا کے حالات اسی مین کھلتے ہین اسی رستے کے چلنے والے دریاے یقین مین غرق ہو رہے ہین جو کچھ سنتے ہین حق سنتے ہین اور جو کچھ دیکھتے ہین حق دیکھتے ہین ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول مین انہین بزرگون سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا تھا واشوقاہ الی لقاء اخوانی من بعدی ۔ انکے دل کا صحیفہ غیر کے حرف سے پاک ہے انکے آئینۂ دل پر کبھی زنگ نہین آتا انکا بادۂ توحید بے رنگ ہی ؎ غلام ہمت آنم

کہ زیرِ چرخِ کبود ✤ ز ہرچہ رنگِ تعلق پذیرد آزاد است ✤ یہ قوم بہت بڑی عظمت رکھتی ہی انکو مشاہدہ حق اسطرح حاصل ہوتا ہی جیسے لوگ چودہوین رات کے چاند کو دیکھتے ہین ~ تا من خبر از طور تصوف دارم ✤ بریاضی عمر خود تاسف دارم ✤ چون ترک تکلفات رسمی کردم ✤ صد عیش و نشاط بے تکلف دارم ✤ پس اے عزیز اولیاء اللہ کے انکار سے بچ جہانتک ہو سکے۔ اِنسے حُسنِ عقیدت رکھ۔ شیخ محی الدین نے فتوحات کے باب ہفتاد و سوم مین لکھا ہے کہ شیخ ابو یزید نے ابو موسیٰ دیلمی سے کہا کہ اے ابو موسیٰ اگر تجھکو کوئی ایسا آدمی ملے جو اربابِ طریقت کی باتون کا ماننے والا ہو تو اُس سے اپنے حق مین دعا کرا کہ بے شبہ دعا اوسکی مستجاب ہے۔ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل نہین ہو دیکھو اونکو حضرت خضرؑ کے ساتھ کیا معاملات پیش آئے۔

جو کچھ اولیا پر نقص ثابت کرتے ہین اُس سے المضاعف اور فرقہ ہائے اسلام پر متوجہ ہے

بزرگونکا قول ہی کہ علما کے سامنے زبان کی محافظت چاہیے اور سلاطین کے آگے آنکھ کی۔ اور اولیا کے سامنے دل کی ~ دل نگہ دارید اے بے حاصلان ✤ در حضورِ حضرتِ صاحبدلان ✤ اگر یہ لوگ مال کی طرف رغبت کرین تو یہ راحت فقر کے لئے ہی انکو اس سے کوئی حرج نہین۔ قرآن مین اللہ انہین کے حق مین فرماتا ہی رجالٌ لا تُلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة یعنی وہ مرد ہین کہ نہین غافل ہوتے سودا کرنے مین نہ بیچنے مین اللہ کی یاد سے اور نماز کھڑے رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے اور دوسری جگہ انکے حق مین فرمایا ہے مما رزقناهم ينفقون۔ یعنی ہمارا دیا خرچ کرتے ہین کبھی پانی چشمہ سے قوت کے ساتھ نکلتا ہی اور کبھی اوسپر گرتا ہی پانی کب چاہتا ہی کہ گھاس چشمہ کی طرف جاوے تو یقین اُس پانی کی طرح ہی اور عارفون کا دل چشمہ کی طرح اور دنیا گھاس کی طرح امام احمد غزالی سے جو امام حجۃ الاسلام غزالی کے بھائی اور عین القضاۃ ہمدانی کے پیر ہین۔ ایک شخص نے کہا کہ تم اپنی جان کو درویش سمجھتے ہو اور کئی طویلے گھوڑے اور خچرون کے رکھتے ہو فرمایا کہ مین نے اونکی میخ مٹی مین گاڑی ہی دلمین نہین گاڑی۔ جن لوگون نے مطلقاً اولیا سے انکار کیا ہے وہ اپنے اجتہاد مین مخطی ہین۔ اس لئے کہ اس کام مین اسم و رسم کو دخل نہین۔ دل کی حالت اور اسلام کی علامت اور زیورِ ایمان رکھنا ظاہر مین اور احسان کے ساتھ فرین ہونا باطن مین ہی کافی ہی اللہ تعالے صورت کو نہین دیکھتا سیرت چاہتا ہے اور جو کچھ اولیا پر نقص و جرح ثابت کرتے ہین اُس سے المضاعف اور طوائف اسلام پر بھی متوجہ ہے شیطان رجیم جو خون کی طرح انسان کی رگون مین جاری ہی اوسنے کسی جماعت کو علما و قرا و وعاظ و فقہا و شعرا و سالکان طریقت مین سے اپنے کام سے بیکار نہین رکھا جس طرح ممکن ہوا ہر اک کو ہر طرح کے ساتھ گمراہی و بدعت

مین ڈالدیا ہے صرف صوفیہ کا کیا قصور ہے کہ او نھین پر سارے اعتراض ختم کرتے ہین شریک کی خست نے ستم مین
اثر کیا ہی یہ بالکل انصاف کے خلاف ہے کہ ایک خاص طریقے کو برا کہنا اور ان طریقون کی مدح کرنا جن مین آپ مبتلا ہین ؎
تا کہ ملامت مژۂ اشکبار من * یکبار ہم نصیحت چشم سیاہ خویش * محدث ابو الفرج ابن جوزی نے کتاب تلبیس
ابلیس مین صرف اسی قوم کے زلات و خرابات کو نہین بیان کیا ہے بلکہ جمیع طوائف اسلام کی روایات وحکایات
تلبیسات کو ذکر کیا ہے اور ہر ایک قوم کے غرور اور مکر وکید اور ریاکاری و فتنہ پردازی کا پردہ کھولدیا ہے —

حدیث من عادلی ولیا کی شرح

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء اللہ کی جب توصیف کی ہے تو ہم لوگون کی کیا مجال کہ علی الاطلاق اولیاء
کی مذمت کرین اور اونسے دشمنی پیدا کرکے اللہ سے حرب کا بیڑا اوٹھائین - بخاری ومسلم نے ابو ہریرہ سے
روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے **من عادلی ولیا فقد
اذنتہ بالحرب** یعنی جو شخص عداوت رکھے میرے ولی سے پس تحقیق خبردار کرتا ہون مین اسکو ساتھ
لڑائی کے - اللہ نے اپنے ولی کی عداوت کو اپنی عداوت کی برابر قرار دیا اور بسبب عداوت ولی کے اپنی لڑائی
کے ساتھ خبردار کیا - پس ولی سے عداوت رکھنے والا گویا کہ اللہ سے لڑنے والا ہے - علما کہتے ہین کہ کوئی گناہ
ایسا نہین جسکے کرنے والے کو اللہ نے فرمایا ہو کہ مین اس سے لڑنے والا ہون سوا اس گناہ کے اور بیاج
کھانے کے کہ اس مین بھی یہی فرمایا ہے **فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ** یعنی خبردار ہو جاؤ لڑنے کو
اللہ سے اور اسکے رسول سے - پس معلوم ہوا کہ ان دونون مین خطر عظیم ہے اس لئے کہ اللہ کی لڑائی بعد
سے اسکے خاتمۂ بد پر دلالت کرتی کیونکہ جس سے اللہ لڑا نہین فلاح پاتا وہ کبھی اور اس حدیث کے مضمون کی تائید
و تاکید اس حدیث صحیح کے ساتھ ہوتی ہے جو ابو ہریرہ سے صحیح مسلم مین مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالے
قیامت کے دن فرماوے گا - اے بیٹے آدم کے مین بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نکی - بندہ کہے گا کہ
مین تیری عیادت کسطرح کرتا تو تو رب العالمین ہے - اللہ فرماویگا کہ میرا فلان بندہ بیمار ہوا تو نے اسکی عیادت کی
اگر تو اسکی عیادت کرتا تو مین تجھسے خوش ہوتا - ثواب عطا کرتا پھر فرماویگا اے آدم کے بیٹے مین نے تجھسے کھانا مانگا تو نے
مجکو نہ کھلایا - بندہ کہے گا اے رب مین تجکو کسطرح کھانا کھلاتا تو رب العالمین ہے - اللہ پاک فرماویگا تجھسے میرے
فلان بندے نے کھانا مانگا تھا تو نے اسکو نہ کھلایا اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو مین تجھسے خوش ہوتا ثواب دیتا -
پھر فرماوے گا اے آدم کے بیٹے مین نے تجھسے پانی مانگا تو نے مجکو پانی نہ پلایا - بندہ کہے گا - اے رب مین تجکو
کسطرح پانی پلاسکتا تو تو رب العالمین ہے - اللہ فرمائیگا میرے فلان بندہ نے پانی مانگا اور تو نے اسکو پانی
نہ دیا کیا تجکو یہ معلوم نہ تھا کہ اگر تو اسکو پانی پلاتا تو اسکا ثواب مجھسے پاتا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیا

اِن درجات کو پہونچتے ہین - پھر جو کوئی اونکے ساتھ عداوت ظاہر کریگا تو وہ اللہ تعالے کے مخالفین مین سے
ہوگا - اور اللہ اپنے مخالف سے وہ معاملہ کریگا جو ایک دشمن دشمن کے ساتھ کرتا ہے محمد بن علی شو کانی نے اُس
حدیث قدسی کی شرح بڑی تفصیل سے لکھکر اُس کتاب کا نام قطر الولی علی حدیث الولی رکھا ہے اور دار و مدار
جملہ کا . وبا صوری معنوی طریقۂ صوفیہ کا سلف سے خلف تک اسی حدیث پر رہا ہی کہتے ہین کہ اس حدیث کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بلا واسطے فرشتے کے خود رب العزۃ سے سُنا ہی یا بذریعہ فرشتے کے کرمانی نے
کہا ہے کہ راجح قول اول ہی - صحاح مین لکھا ہے کہ ولی ضد ہی عدو کی یعنی ولی دوست کو کہتے ہین اور اوسکے مقابل
مین دشمن ہی پس ولایت عداوت کی ضد ہے - اصل ولایت کی تقرب اور محبت ہی جیسا کہ اہل لغت نے بیان کیا ہے

لیا کے یہ مین عاداہ من اجل ولایتہ یعنے اللہ کہتا ہے جو میری دوستی کی وجہ سے کسی کو ایذا
دے تو مین اُسکو لڑائی کے لئے خبردار کرتا ہون - ابن حجر نے کہا ہی کہ یہی معنی معتمد ہین اور جو کوئی مقدمہ مالون
یا محزون کا اولیاء اللہ مین پیدا ہو یا ایک ولی اور ایک غیر ولی مین ایسا قضیہ کھڑا ہو اور حاکم شرع کی رو سے
اوسے فیصل کرے تو اس حکم عداوت مین وہ داخل نہین اور حاکم پر جو شرع کا تابع ہی گناہ نہین ہان جو شخص
ولی سے مقدمہ کرتا ہی اور اُسکو معلوم ہی کہ میرا یہ دعوی غلط ہی وہ اللہ کے اس فرمان مین داخل ہی کیونکہ جھوٹا
دعوی کرنا سراسر ولی کے ساتھ عداوت ہی پس ایسا شخص خدا کی طرف سے لڑائی کا مستحق ہی اور قاضی نے کہ اپنے
گمان مین قرآن و حدیث کے موافق حکم کیا اور بحث و تلاش مین اجتہاد کیا اور حکم کرنے کی اہلیت بھی رکھتا تھا
اُس سے کوئی حکم ولی پر جاری ہو تا معادات نہین کیونکہ شرع کی اتباع سب پر لازم ہی - ولی اور غیر ولی دونون پہ
اسکی تعمیل ضروری ہی اور مجتہد کا کبھی حکم خطا ہوتا ہے کبھی صواب اور خطا پر بھی اُسکو اپنے اجتہاد کی محنت کا ایک
اجر ملتا ہے پس جو کوئی حکم سے خروج کرے وہ کافر ہی اور جو یہ خیال کرتے ہین کہ اولیا کا رستہ خدا کی طرف
قرآن و سُنّت کے علاوہ ہی وہ غلطی پر ہین - بہت سے آدمیون نے یہ غلطی کی ہی اور لفظ شریعت کو دونون معنی
کے لئے شامل سمجھا ہی اور من عادلی مین لفظ لی جسکے معنی میرے کے ہین ولی پر مقدم واقع ہوا ہے -
اس میں ایک بڑا فائدہ ہی وہ یہ کہ ولی اللہ تعالے کی ذات کے ساتھ مخصوص ہی نہ غیر خدا کے ساتھ اور یہ علم معانی
کا نکتہ ہے اور ولی کو جو اللہ پاک نے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا اسمین اوسکے لئے بڑی رفعت کا مقام ہے اور
ابن ابی الدنیا اور ابو نعیم نے حلیہ مین اور بیہقی نے زہد مین اور احمد نے بھی باب الزہد مین حدیث بی عائشہ سے
. کی ہے اوس مین بجائے عادلی ولیا کے اذے لی ولیا ہے - یعنی جو شخص کہ ایذا دے

میرے ولی کو اور ایک اور روایت مین لفظ من اذی ہے اور اسکی اسناد مین عبدالواحد بن میمون عروہ سے ہے اور وہ منکر الحدیث ہی لیکن طبرانی نے اسکو عروہ سے دوسرے طریق سے روایت کیا ہی کہ یعقوب نے مجاہد سے اور اوسنے عروہ سے روایت کی اور آذنتہ مد اور بغیر مد کے دونون طرح آیا ہی اور معنی اسکی یہ ہین کہ خبردار کرتا ہون مین اوسکو اور اس مین ایک قسم کی تہدید اور دہمکی ہے اور غرض اس سے یہ ہی کہ ولی سے عداوت نکرنا چاہیئے اور اُسکو ایذا نہ دینا چاہیئے اور ایک روایت مین بالحرب کی جگہ بحرب آیا ہے اور معاذ سے ابن ماجہ نے اور ابو نعیم نے حلیہ مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین یون روایت کیا ہی من عاد للہ ولیا فقد بارز اللہ بالمحاربۃ یعنی جو شخص کہ دشمنی رکھے خدا کے کسی دوست سے پس تحقیق مقابلہ کیا اللہ کا ساتھ لڑائی کے اور طبرانی اور بیہقی نے ابوامامہ کی حدیث مین باب الزہد مین سند ضعیف کے ساتھ فقد بارزنی بالمحاربۃ یعنی مقابلہ کیا مجھسے ساتھ لڑائی کے روایت کیا ہی اور میمونہ کی حدیث مین قد استحل محارمی یعنی حلال کیا میری گناہون کو ہے۔ اور ابن عنبہ کی روایت مین من اھان ولی المومن فقد استقبلنی بالمحاربۃ یعنی جس نے میرے دوست مومن کی توہین کی اوسنے سامنا کیا میرا لڑائی کے ساتھ واقع ہی۔ فتح الباری مین کہا ہی کہ محاربہ باب مفاعلت سے ہی جس مین جانبین سے حرب کا ہونا چاہیئے اور جبکہ خالق کی قید مین ہی تو بندہ کو اللہ سے حرب کرنیکی کیا مجال ہے تو پھر یہان لفظ محاربہ کے کیا معنی لئے جاوینگے۔ جواب اسکا یہ ہی کہ یہ کلام ایسا ہی کہ اسکو ہر ایک سمجھ سکتا ہے اس لئے کہ لڑائی عداوت سے پیدا ہوتی ہی اور عداوت مخالفت سے پیدا ہوتی ہے اور حرب کی انتہا ہلاکت ہی اور خدا پر کوئی غالب نہین ہوسکتا تو گویا یہ معنی ہونگے فقد تعرض لاھلاکی ایاہ یعنے درپے ہوگیا واسطے ہلاک کرنے میرے کے اوس کو حرب کو استعمال کیا اور مراد اوسکی معنی لازمی رکھے اور وہ یہ ہین۔ اعمل بہ ما یعمل العدو المحارب یعنی مین کرونگا اوسکے ساتھ وہ جو کرتا ہی دشمن لڑنے والا اور لیکن یہی جواب ہوسکتا ہی کہ اگرچہ مفاعلت کا صیغہ استعمال کیا گر مراد اس سے لڑائی کا وقوع دونون طرف سے نہین پس مراد یہان محاربہ سے خاص خدا کی طرف سے لڑائی کا واقع ہونا ہے۔ جیسا کہ لفظ قد اذنتہ بالحرب اوسپر دلالت کرتا ہی اور یہی ممکن ہی کہ بندہ اللہ کا جب معاذ اللہ دشمنی اولیاء اللہ کے ہوگیا تو بمنزلہ ایسے آدمی کے ہوگیا جسنے اپنے نفس کو اللہ کے ساتھ لڑائی کے لئے قایم کیا اگرچہ اوسکی قید مین ہی اور اتنی مجال نہین رکھتا کہ اُس سے لڑائی کرسکے لیکن بندہ کے نفس اماّرہ نے یہ خیال باطل پیدا کردیا پس وہ اُس شخص کا دشمن بنگیا۔ جسکے ساتھ محبت رکھنے کے لئے اوسے حکم تھا۔ باوجود اسکے کہ جانتا تھا کہ اس عداوت پر اللہ مجھسے ناراض ہوگا اور نجات ممکن نہین۔ فاکہانی نے کہا ہی کہ اس حدیث مین بڑی تہدید اس بات کی ہی کہ جس سے اللہ محاربہ کرتا ہی وہ ہلاک ہوجاتا ہے اور یہ اعلیٰ درجکا مجاز ہے اس لئے کہ جو کرہ جانے اس شخص کو جسکو اللہ دوست رکھتا ہی تو اوس نے اللہ سے مخالفت کی اور جس نے اللہ سے مخالفت کی اوسکو

اللہ نے دشمن جانا اور جسے اللہ نے دشمن جانا اوسے اللہ نے ہلاک کیا اور جب کہ یہ بات دشمن کے
حق مین ہی تو جو اولیا سے دوستی رکھے گا اللہ اوسکو بزرگی عطا کریگا اوسکے ساتھ مہربانی سے پیش آئیگا۔
طوفی نے کہا ہی کہ جبکہ ولی اللہ اُن آدمیون مین سے ہی جسے اللہ نے بوجہ تقوی اور طاعت کی دوست رکھتا ہی
تو اللہ اسکو نصرت و حفاظت کے ساتھ دوست رکھے گا اور عادت اللہ اسپر جاری ہی کہ دشمن کا دشمن دوست ہی
اور دشمن کا دوست دشمن ہی۔ اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہی تو اولیاء اللہ کا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔
پس جس نے اولیا کو دشمن رکھا وہ مثل اوسکے ہی جسنے اونسے لڑائی کی اور جسنے اونسے لڑائی کی سوا اسکے نہین
کہ اوسے اللہ سے لڑائی کی۔ فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے شان ولی کی عجیب عظمت ظاہر ہوتی ہی،
اس لئے کہ وہ اپنی تدبیر مین سے نکلکر اللہ کی تدبیر مین داخل ہو گیا اور اُسکو اپنی جان کی آپ مدد کرنے کی ضرورت
نرہی بلکہ اللہ اوسکی مدد پر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ اوسکو اللہ پر بخوبی توکل ہی انتہی۔ اور حق بھی یہ ہے کہ ولی کی
عظمت مرتبہ مین کوئی شبہ نہین۔ اس لئے کہ اللہ اُسکا سمع و بصر و ہاتھ پاؤن ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک حدیث
مین آیا ہے کنت سمعہ الذی یسمع بہ الخ اور جبکہ اللہ اوسکا ہاتھ پاؤن سمع اور بصر بن گیا تو وہ اپنی تدبیر
سے نکل گیا اللہ خود اوسکی تدبیر کریگا اور جبکہ اللہ نے دشمن ولی کو حرب کا اذن دیا تو وہ ضرور واقع ہونیوالا ہی
جلدی ہو یا دیر مین اور دشمن کی ذات مین ہو یا مال مین یا اولاد مین ان سب پر اللہ کی لڑائی ولی کے دشمن کے ساتھ
صادق آتی ہے۔

اشراق اور اشراقیونکی تحقیق اور بعض حکمای اسلام کا بیان

طریق اشراق درمیان تفکر و تصوف کے برزخ ہی اور اشراقیونکی تحقیقات شریف و لطیف ہوتی ہین اور مکاشفات
صوری و معنوی انکو حاصل ہوتے ہین اور متقدمین حکما سارے اشراقی تھے اور بعض انبیا ہین اور بعض اولیا
اور علوم حکمت کو انہون نے وحی والہام سے معلوم کیا ہی۔ کہتے ہین کہ آغاثا ذیمون شیث علیہ السلام ہین اور
ہرمس ہرامسہ ادریس علیہ السلام ہین انہین نے احکام نجوم و طلسمات و طب کو جمع کیا ہے۔ حضرت لقمان اوسکے
شاگرد تھے اور فیثاغورس حضرت سلیمان کا شاگرد تھا اور افلاطون حکمای اشراقی کا خاتم ہی اور ارسطو اُسکا
شاگرد تھا اور شیخ شہاب الدین ابوالفتح یحیی سہروردی معروف بہ شیخ مقتول کہ مرید مولانا شمس الدین تبریزی کے
ہین اُنھون نے حکمت اشراقیہ کو اسلام مین رونق دی اور مرتاض و قلندر و مسافر تھے۔ تلویحات مین اونھون نے
لکھا ہے کہ مین نے ارسطو کو خواب مین دیکھا وہ افلاطون کی بہت کچھ مدح و ثنا کرتا تھا مین نے پوچھا کہ فلاسفہ اسلام
مین سے کوئی بھی اوسکے مرتبہ کو پہونچا ہے۔ جواب دیا کہ اوسکے مرتبہ کو پہونچنا تو بڑی بات ہی اوسکے مرتبہ کے
ہزار یا ستر ہزار جزون مین سے ایک جز کو بھی انمین سے کوئی نہین پہونچا۔ پھر مین نے اُن لوگون کا نام لیا

جنہین مین جانتا تھا اوس نے کسی کی طرف التفات نکیا اور جب ابو یزید بسطامی اور ابو محمد بن سہل بن عبد اللہ تستری اور جنید بغدادی وغیرہ صوفیہ کا نام لیا تو خوش ہوگیا اور کہا کہ یہ لوگ بے شک فلاسفہ و حکمای برحق ہین علم رسمی سے نکل گئے ہین اور علم حضوری و اتصالی و شہودی کو پہونچ گئے ہین اور علایق ہیولی سے مشغول نتھے ان لوگون کی جنبش بھی وہین سے ہے جہان سے جاری ہے اور انکی باتین بھی وہین سے ہین جہان سے جاری ہین۔ مولانا قطب الدین علامہ نے شرح حکمت الاشراق مین لکھا ہے کہ افلاطون کہتا ہے کہ خلوت اختیار کی مین نے اور ریاضت کی مین نے اور خلع بدن کرکے طبیعت کے لباس سے مجرد ہوا مین اور اپنے مین ایک عجیب حسن و غریب نور پایا مین نے اور اپنے آپ کو اجزاے عالم روحانی مین سے پایا مین نے اور صاحب تاثیر تھا مین پھر ترقی کی مین نے حضرت ربوبیت تک اور ایک نور مشاہدہ کیا مین نے جسکا وصف نہ زبان سے ادا ہوسکتا ہے اور نہ کان اسکا وصف سن سکتا ہے۔ ناگاہ میرے اور اوسکے نور کے درمیان مین فکر حجاب واقع ہوگئی۔ اور مین تعجب مین پڑگیا کہ کس طرح اس عالم سے تنزل کیا مین نے۔ اور افلاطون انہین علوم کو بکارآمد جانتا ہے کہ جو انسان کو درجۂ ربوبیت تک پہونچا دینے کی صلاحیت رکھتے ہین عام اس سے کہ کوئی علم ایسا ہے یا نہین ہے مرکوز افلاطون یہی امر تھا کہ علم وہی ہے جس سے انسان ترقی کرکے عالم بالا مین شامل ہوجائے۔ تزکیہ روحیہ کی طرف تمامتر تعلیمات فلاطون کو میلان تھا اور غرض دانست علم یہ نہ تھی کہ انسان کسی طرح کا نفع جسمانی اوٹھائے انہین سب تعلیمات روحانیہ کے سبب حکمای اہل اسلام اس حکیم نامدار کی طرف اشراقیت کی نسبت کرتے ہین۔ کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ حکماے اشراقین بوجہ تزکیہ روحیہ ارش جسے درک حالات پر قادر ہوجاتے تھے کہ عموماً حکمائے مشائین یا عوام کو اس طرح پر صلاحیت ادراک کی نہ تھی اور ہے مثلاً اگر دو شخص حکماے اشراقین مین سے چاہین توسیکڑون کوس سے تصفیہ قلبی کے باعث کلام ہولین الموفوج العلوم کے پانچوین مسئلہ مین جو حدوث عالم کے باب مین ہے محقق دوانی نے لکھا ہے ونقل عن افلاطون القول بحدوثه یعنی افلاطون کا مذہب اس باب مین وہی ہے جو اہل اسلام کا ہے کہ عالم حادث ہے قدیم نہین اور اوسکے قول کی یون تاویل کرنا کہ مراد حدوث سے اوسکی حدوث ذاتی ہے نہ زمانی درست نہین کیونکہ حدوث ذاتی کی تو تمام فلاسفہ قائل ہین اسمین افلاطون کی کیا خصوصیت ہے اور شیخ مجد الدین بغدادی خلیفہ نجم الدین کبری نے جو ۶۱۶ھ مین فوت ہوئے ہین کہا ہے کہ خواب مین مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور اوس نے عرض کیا کہ حضور بوعلی حسین بن عبداللہ بن سینا کے حق مین کیا ارشاد فرماتے ہین فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہے اوس نے ارادہ اس بات کا کیا کہ ہمارے ذریعہ کے بغیر اللہ سے مل جائے پس ہمنے اپنے ہاتھ کو اوسکی آڑ کر دیا جس سے وہ دوزخ مین جا پڑا۔ مولانا جمال الدین جلبی کہتے

ہین کہ مین نے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور ابن سینا کے باب مین کیا فرماتے ہین فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہے کہ اسکو اللہ نے علم پر گمراہ کردیا پھر مین نے عرض کیا کہ آپ شہاب الدین مقتول کے حق مین کیا فرماتے ہین۔ جواب دیا کہ وہ میرے متبعین مین سے ہی پھر مین نے عرض کیا کہ حضور فخرالدین رازی کے حق مین کیا فرماتے ہین کہا وہ ایک شخص معاتب ہی پھر مین نے عرض کیا حجۃ الاسلام غزالی کے حق مین آپ کیا فرماتے ہین کہا وہ ایک آدمی ہی کہ اپنے مقصود کو پہونچ گیا ہے۔ پھر مین نے عرض کیا کہ آپ امام الحرمین جوینی کے حق مین کیا ارشاد کرتے ہین۔ کہا وہ اُن آدمیون مین سے ہے جنہون نے میرے دین کی مدد کی ہی۔ پھر مین نے عرض کیا کہ حضور ابوالحسن اشعری کے حق مین کیا فرماتے ہین جواب دیا انا قلت وقولی صادق الایمان والحکمۃ یمانیۃ یعنی اپنی حیات مین کہہ چکا ہون اور وہ قول میرا صحیح ہے کہ ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ اور دارمی نے یہ لفظ ابن عباس سے روایت کیا ہے یہ شیخ ابوالحسن اشعری ابوموسی اشعری کی اولاد سے ہین اور اشعرمین کا ایک قبیلہ ہی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے ابوموسی اشعری اور اونکے دوستون کی مدح کی تھی جسکا ظہور اور وصول شیخ ابوالحسن اشعری کی وراثت سے ہوا جو اہل سنت وجماعت کے رئیس ہین **فائدہ** بعض حکمای اسلام مثل ابوالنصر فارابی وابوعلی وغیرہ کو ساری فرقہ ہای اسلام سے تین مسئلون مین خلاف ہی (۱) حشر اجساد کے منکر ہین (۲) کہتے ہین کہ اللہ تعالی کو جزئیات کا علم نہین ہی بلکہ اونکو وجہ کلی پر جانتا ہی (۳) عالم کو قدیم جانتے ہین نہ حادث۔

ولی۔ اقسام ولایت عامہ و خاصہ۔ ولایت انبیا و اولیا مین فرق

مفاتیح الاعجاز مین لکھا ہی الولی ھو العارف باللہ وصفاتہ بحیث ما یمکن المواظبۃ علی الطاعۃ المجتنب من المعاصی المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات ولی اسکو کہتے مین جو جاننے والا ہو ذات الٰہی کو اور صفات کو اوسکی جسقدر کہ ممکن ہو مداومت کرنے والا ہو عبادت کی۔ بچنے والا ہو گناہون سے۔ روگردانی کرنے والا ہو ڈوبنے سے دریاے لذات و شہوات مین قیصری نے تعریف ولی کی شرح فصوص کے مقدمہ مین یون لکھی ہی الولی ھو الفانی فی اللہ الباقی بہ مولانا جامی نے نفحات الانس مین کہا ہی کہ ولایت مشتق ہی ولی سے اور ولی دوست کے معنی مین ہے۔ اور ولایت دو قسم پر ہی عامہ اور خاصہ ولایت عامہ شامل ہی تمام اہل الایمان کو چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور اللہ دوست رکھتا ہے اُن لوگون کو جو ایمان لائے نکالتا ہے اونکو تاریکیون سے طرف روشنی کے یعنی شک سے طرف یقین کے یا صفات

بشریت سے طرف صفات ربوبیت کے۔ عام مومنین بھی اللہ کے دوست اور ولایت عامہ مین شریک ہین۔ اور ولایت خاصہ خاص ہی ارباب وصال اور اصحاب سلوک کے لئے اور مراد ولایت خاصہ سے فنا ہونا بندے کا حق کی ذات مین اور باقی رہنا اوسکا ساتھ اوسکے ہی۔ پس تعریف ولایت خاصہ کی یہ ہوئی۔ هو الفانی فیه والباقی به اور فنا مراد ہی انتہای سیر الی اللہ سے اور بقا عبادت ہی ابتدا سے سیر فی اللہ سے۔ سیر الی اللہ اوسوقت تمام ہوتی ہی کہ سالک اپنے بیابان وجود کو قدم صدق سے یکبار قطع کرے اور سیر فی اللہ جب حاصل ہوتی ہی کہ خدا یتعالے بندے کو بعد فنا سے مطلق کے وجود مطہر لوث حدوث سے عطا کرے کہ بندہ بسبب اُس وجود کے عالم اوصاف الٰہی اور تخلق باخلاق ربانی مین ترقی کرے۔ اور بعضون نے تعریف ولی کی یون لکھی ہے الولی هو الفانی من حاله الباقی فی مشاهدة الحق لم یکن له عن نفسه اخبار ولا مع غیر الله قرار ولی وہ ہے کہ فانی ہووے اپنے حال سے اور باقی رہے مشاہدہ مین حق سبحانہ کے نہ وہ اپنے حال کی خبر رکھتا ہو نہ اوسے غیر خدا کے ساتھ قرار ہو۔ شیخ نجم الدین محمود نے گلشن راز مین کہا ہے ؎ ولی در پیروی چون ہمدم آید + نبی را در ولایت محرم آید + اور اسکی شرح یعنی مفاتیح الاعجاز مین لکھا ہے ولی جب متابعت اور پیروی نبی کی کرتا ہی اور تمام حال مین قدم سعی اور اجتہاد کا طریق اطاعت اور انقیاد مین دھرتا ہی اور ظاہر و باطن اقوال و افعال مین متابعت سے تجاوز نہین کرتا اور ماموریجمیع اوامر ہوکر مناہی سے گزرتا ہے تو اس صورت مین وہ ولی شریعت اور طریقت مین ہمدم اور ہمراز نبی کا ہوا جیسا نبی کو مقام محبوبیت کا حاصل ہی ویسا ہی ولی بھی بسبب حسن متابعت نبی کے مقام محبی سے مقام محبوبی کا واصل ہے محبوبیت سے نبی کی بذریعہ متابعت سرفراز ہے اور نبی کی ولایت و قرب کا ہمراز ہے۔ اور ولایت انبیا و اولیا مین فرق اصطلاح ہی کہ ولایت کی دو قسمین ہین۔ ایک ولایت عائدہ اسمین عالم دنیا کی طرف لوٹ آنا لازم ہی۔ تاکہ صاحب ولایت خلق کی تعلیم مین متوجہ ہووے اور اُسکی ہدایات اور پیغام رسانی پر احکام اور حدود قرار پاوین اور اس قسم کی ولایت انبیا کو حاصل ہوتی ہے۔ دوسری منقطعہ ہے جس مین عالم دنیا کی طرف عود کرنا لازم نہین ہی اسی واسطے ایسے صاحب ولایت پر ابلاغ واجب نہین ہی اور یہ ولایت اولیاء کی چار قسمین ہین ایک سالک محض دوسرے مجذوب محض تیسرے سالک مجذوب یہ وہ لوگ ہین جنکا سلوک جذبہ پر مقدم ہی۔ چوتھے مجذوب سالک انکا جذبہ سلوک پر مقدم ہی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تفہیمات الٰہیہ مین بیان کیا ہے ومن اعلمك ما التوسلی فهو کالبخت الا انه فیه ظلمة وهذا فیه اشراق فالبخت یسعد السعد او یشقی الاشقیاء اما البخت فبدیهی وانما انکره قوم لیسوا من اهل التمیز ومن تجلیات الاشراق مثل ان یقال

انک فعلت فی بیتک کذا وکذا وسیکون غدا کذا وکذا یعنی آیا اسکھلاؤن مین تجکو کہ کیا ہے ولایت پس وہ مثل بخت کے ہے یعنی جسطرح نصیب اور بخت امر وہبی ہے کہ خدا ہی کی طرف سے حاصل ہوتا ہے ایسے ہی امر ولایت بھی وہبی ہے کوئی اسکو نہین پاسکتا لیکن بخت مین ظلمت اور تاریکی ہوتی ہے نیک اور بد دونون ہوتے مین اور ولایت مین اشراق یعنی نور ہی نور ہوتا ہے۔ پس ساتھ بخت کے نیک ہوتے ہین نیک لوگ اور شقی ہوتے ہین بدکار لیکن بخت بس بدیہی ہے یعنی ظاہر ہے اور سوا اسکے نہین کہ انکار کیا اُسکا اُن لوگون نے کہ جو اہل تمیز سے نہین اور تجلیات اشراق سے مثلاً یہ ہے کہ کہا جاوے تمنے اپنے گھر مین ایسا ایسا کیا ہوگا اور کل ایسا ایسا واقع ہوگا۔ شاہ صاحب نے اول ولایت کو وہبی ہونے مین بخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور ثانیاً چونکہ مشبہ اور مشبہ بہ مین مغائرت ہوتی ہے۔ فرق درمیان ولایت اور بخت کے بیان فرمایا کہ بخت مین ظلمت بھی ہوتی ہے اور ولایت مین سراسر نور ہوتا ہے بعد اوسکے بطور تفریع کے فرماتے ہین کہ اسی واسطے بسبب بخت کے سعید لوگ سعید ہوتے ہین اور اشقیا لوگ شقی ہوتے ہین۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ بخت کا انکار کرتے ہین وہ نادان و بے تمیز ہین کیونکہ بخت تو بدیہی ہے پھر اُس اشراق یعنی نور کا بیان فرمایا جو ولایت مین حاصل ہوتا ہے کہ اوسی اشراق کی وجہ سے بعضے حوادث ماضی و مستقبل متجلّی ہو جاتے ہین۔ جسکے سبب اولیاء اللہ خبر دیتے ہین کہ انک فعلت فی بیتک کذا وکذا وسیکون غدا کذا وکذا

انسان کی پیدایش سے کیا مقصود ہے؟

علما اور صوفیہ مین اس مسئلہ مین بڑا اختلاف ہے کہ مقصود اور مطلوب انسان کی پیدایش سے کیا ہے؟ صوفیہ نے کہا ہے کہ مطلوب اس سے یہ ہے کہ لاہوت مین فنا اور ہلاک ہوجاے اور عالم تعین سے نکل جائے اور لطائف خفیہ کی وجہ سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین۔ شارع نے ان لطائف کی اصل کو بیان کردیا ہے اور ان مطالب کی طرف خواص کی دعوت کی ہے اور بڑی تفصیل کے ساتھ اونکے کانون تک پہونچا دیا ہے اور شرع مین جو معاملات معاش کے قواعد اور عبادات بدنیہ کی ضوابط مذکور ہین اور ان مطالب کی تفصیل و ضوابط بیان نہین ہوئی ہین۔ سو اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک آدمی اُن لطائف خفی کو نہین سمجھ سکتا تھا اور نہ بجالا سکتا تھا اس لئے عوام کی طبائع کی طرف لحاظ کیا گیا۔ ورنہ مقصود اصلی وہی مطالب ہین اور یہ عبادات اور معاملات کے مسائل و قواعد محض اجازت و رخصت کے طور پر ہین اور یہ اسلئے مقرر ہوے ہین کہ تمام بندے اونکو ادا نہین کرسکتے تھے اس لئے انکی اجازت دیدیگئی اور علماے ظاہر کہتے ہین کہ جو کچھ ظاہر شرع نے بیان کیا ہے وہی مقصود اور مطلوب ہے اور انسان کی پیدایش خاص انہین کے واسطے ہے اور جسپر ظاہر شرع کو دلالت نہین وہ کسی طرح مطلوب نہین اور اسکا ثابت کرنا

شرع کے مخالف ہی اور ان لطایف خفیہ کے حالات بیان کرنا ایک قسم کا زندقہ ہے - اور قول فیصل یہ ہے
کہ انسان کی صورت نوعیہ کے اعتبار سے مطلوب صرف تہذیب اعضا اور اخلاق ہے اعمال صالحہ کے ذریعہ
سے اور احوال و مقامات کے ذریعہ سے لطایف یازدہ کی تہذیب مقصود نہین اسلئے کہ انسان ایسے طور پر موجود
ہوا ہی کہ اوسکی سعادت اسمین ہے کہ اس تجلی اور ملاء اعلیٰ کی طرف متوجہ ہو اور شقاوت اوسکی اسمین ہے کہ
ان سے اعراض کرے اور افراد انسان اس طور پر واقع ہوے ہین کہ انکی جماعت عالم برزخ مین اور بعد
اوسکے معذب ہوگی اور اس مہلکہ سے انکو نجات خاص ان کی فکر کے ذریعہ سے میسر نہین ہوسکتی تھی اسلئے
باری تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ان کی کارسازی کی اور ان کے لئے ایک راستہ تیار کیا اور صورت
اسکی یہ ہے کہ انہین سے ایک شخص کو منتخب کرکے اوسے زبان غیب کا ترجمان بنایا تاکہ انپر اپنی نعمت کو تمام
کردے اس لئے انسان کی صورت نوعیہ نے اپنی زبان حال سے سواے شرع اور تہذیب اعضا اور
لطایف یازدہ کے مبدء فیاض سے کچھہ اور نہین چاہا ہے نوع انسانی اور اوسکے خواص سوا ان چیزون کے
اور کسی بات کو نہین چاہتے جو کچھہ شرع سے لازم ہوگیا ہے نوع انسانی کی یہی اصلی تہذیب ہے اور اسکی صورت
نوعیہ اسی کو چاہتی ہی وجود روحانی کا فنا کرنا اور لاہوت کے ساتھہ باقی ہونا اور لطایف یازدہ کو لطایف خفیہ
کے حکم مین ہلاک کرنا یہ اوسکے نوع کے اعتبار سے مطلوب نہین ہے اگرچہ اوس کے بعضے افراد مین یہ باتین
بہی پائی جاتی ہین مگر خصوصیت افراد کو نوع مین کوئی دخل نہین ہان انسان کی بعض فردین ایسی اعلیٰ درجہ
کی لطیف اور عالی پیدا ہوئی ہین کہ وہ اپنی لطافت اور علو کی وجہ سے اون مطالب کی خواہان ہین کیونکہ اون
کی طبایع مین ان مقامات کی طرف میل ڈالدیا گیا ہے اور اونہین شوق وقلق ان چیزون کے لئے الہام ہوتا
رہتا ہے اس خصوصیت فردیت کی وجہ سے ان کو ان مقامات کی طرف بہی دعوت کی جاتی ہی اور یہ سر کے بل
اودہر دوڑتے ہین اور چونکہ خداے تعالیٰ کی حکمت مین توفیر ہے اس لئے جو کوئی شخص کسی کمال کیلئے مستعد نکلتا ہے
اوسپر اوس حقیقت کے کمالات کو اور اوس راہ کو بخوبی آسان کردیا جاتا ہے اور اوس کے مقصد تک اوسی
جلدی پہونچا دیتے ہین قرآن مین آیا ہے کلا نمد ھٰؤلآء وھٰؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء
ربك محظورا ہر ایک کو ہم پہونچاے جاتے ہین اونکو اور اونکو تیرے رب کی بخششون مین سے اور تیری
رب کی بخشش نہین بند کیگئی ہے اور یہ ہرگز خیال نکرنا چاہیئے کہ یہ علم عام اور کلی ہے اور نوع انسانی کی
تمام افراد کی ان مطالب کی طرف دعوت ہے نہ یہ علم عام ہے اور نہ دعوت عظمیٰ مین داخل ہی کیونکہ صورت
نوعیہ انسانی اس بات کو نہین چاہتی ہے بلکہ یہ تو خاص ایک طریق ہی خاص خاص آدمیون کے لئے اور
دعوت صغریٰ مین داخل ہے کہ بعض طبایع کی وجہ سے یہ امر مقرر ہوا ہے اور شارع نے ظاہر طور پر

جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب مراعات معاش و طاعات بدنی سے متعلق ہی اور وہ بیان ان مطالب پر نص صریحا
محمول ہی اور نہ اشارۃً ہان بعضے آدمی شارع کا کلام سنکر ان باتون کو بھی اوس کے کلام سے بسبب ذکاء طبیعت
کے سمجھ لیتے ہین اور اوس سے ان مطالب کو نکال لیتے ہین جیسے کوئی لیلی مجنون کا قصہ سنے اور جو کچھ اس کی
اور اس کے معشوق کی سرگذشت ہو اوسوقت اپنے خیال مین جمالے بلکہ ہمنے جہان تک غور کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ
شارع نے ان اسرار کو حتی المقدور چھپایا ہے تاکہ جو لوگ اون کے لئے مستعد ہون وہ تو جان لین اور سمجھ لین
اور جو مستعد نہون وہ اپنے سادہ سادہ طبیعت پر جمے رہین اور جہل مرکب مین نہ پڑجائین رسائل کتب صوفیہ
اگرچہ خواص کے لئے کیمیا کی تاثیر رکھتی ہین مگر عوام کے حق مین سم قاتل اور زہر ہلاہل سے بدتر ہین اللہ اوسکو
جزاء خیر عطا کرے جو اسرار باطنی کو غیر مستعدین سے چھپاتا ہے اسلئے کہ کلام شارع کا اوسپر حمل کرنا صحیح نہین
مگر بطور مجاز کے ہماری یہ تقریر اکثر صوفیہ کی خاطر پر بار ہوگی مگر ہمین حق بات کے اظہار سے کام ہے زید و عمرو
کی محبت و عداوت اور رد و قبول سے کیا کام +

شریعت طریقت حقیقت معرفت

لفظ شریعت کے دو معنی ہین ایک عام دوسرے خاص معنی عام وہ عقائد و اعمال ہین جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے پہونچایا ہے اور خلق اور حال اور نیت اور رخصت اور عزیمت اور امر و نہی سب اسمین داخل ہی اور معنی خاص صرف
اعمال ہین جو مقابل ہین اعتقادیات کے جیسے عبادات بدنی و مالی اور معاملات بدنی و مالی جب شریعت کو طریقت
وغیرہ کے مقابل مین بولتے ہین تو شریعت کے یہی خاص معنی مراد ہوتے ہین۔ کیونکہ پہلے عام معنی کے اعتبار سے
شریعت مین طریقت وغیرہ بھی داخل ہی اوس کے مقابل نہین۔ پس جو کچھ اخلاق اور آداب عبادات اور نیتون سے
بطور عزیمت کے متعلق ہو اور مقصود اصلی ہو وہ طریقت کہلاتا ہے اور جو کچھ اخلاص اور عین الیقین اور تحصیل مشاہدہ
اور اوسمین استغراق سے تعلق رکھتا ہے وہ حقیقت ہے اور جو کچھ اسرار اعتقادات کے مکاشفہ سے متعلق
ہے مثلا جس سے توحید الہی کے اسرار کہلتے ہین اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ساتھ ہے اور قائم ہی اور جنت
و دوزخ کے اسرار اور ولایت اور اولیاء اللہ کے مراتب اور اس قسم کے اور مطالب مکشوف ہوتے ہین اسکو معرفت
کہتے ہین اور یہ سب شریعت کے پہلے عام معنی مین داخل ہین مگر ہر ایک فن کے کاملون نے غیر منصوص کو نکالکر منصوص کے
ساتھ ملا دیا ہے اور اپنی طرف سے شرح و بسط کرکے ایک ایک علیحدہ علم قرار دیلیا ہے اور ہر ایک کا ایک نام
علیحدہ مقرر کرلیا ہے مالا بد منہ مین کہا ہے کہ یہ خیال نکرنا چاہیئے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے کیونکہ یہ بات
جہل و کفر ہی۔ طریقت اور شریعت مین کوئی فرق نہین جب درویشون کے پاس رہنے سے دل سے ماسوی اللہ کا
نقش مٹ جاتا ہی کسی چیز کا خیال سوا اللہ کے باقی نہین رہتا اور تمام رذائل دفع ہوکر نفس اطمینان کے ساتھ متصف

اور اخلاص اوسکو حاصل ہوتا ہے تو شریعت اوس کے حق مین معزز دار ہو جاتی ہے اوس کی نماز مین اللہ کے نزدیک
ایک اور ہی تجلی پیدا ہو جاتی ہے اوسکی دو رکعتون مین دوسرون کی لاکھ رکعتون پر فضیلت ہوتی ہے اسیطرح
اوسکا روزہ اور صدقہ دوسرون کے روزون اور صدقون سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ اگر تم راہ خدا مین کوہ احد کی برابر سونا خرچ کرو تو وہ اوسکی برابر نہو جو صحابہ راہ خدا مین سیر یا آدہ سیر
دیتے ہین اور یہ مرتبہ صحابہ کو قوت ایمان و اخلاص کی وجہ سے حاصل ہوا ہے نور باطن رسول علیہ السلام کو درویشون
کے سینہ سے تلاش کرنا چاہیے اور اوس نور سے اپنا سینہ روشن کرنا چاہیے تاکہ ہر خیر و شر فراست صحیح کے
ساتھ دریافت ہو سکے +

صوفی کا لقب کب سے مقرر ہوا اور صوفیہ کی ریاضت کے طریقے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اکابر اہل اسلام کسی خاص نام کے ساتھ موسوم نتھے جن لوگون نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت پائی تہی وہ صحابہ کہلاتے تھے پھر ان کے زمانہ کے بعد جو لوگ ہوے اور اونہون نے انکو دیکھا
وہ تابعین کہلائے ان کے بعد لوگون مین اختلاف ہونے لگا اور مرتبے آدمیون کے متبائن ہوے پس اون
خاص خاص لوگون کو جو دین کے کامون مین زیادہ دلچسپی رکھتے تہے زہاد اور عباد کہنے لگے پھر بدعت
ظاہر ہوئی اور فرقے مقرر ہونے لگے اور ہر فرقے نے زہد و عبادت کا دعوی شروع کیا خواص اہل سنت جو
اپنی جانون کی مراعات اللہ تعالی کے ساتھ کرتے تہے اور دلون کو غفلت کے راستون سے روکتے تہے تصوف
کے نام کے ساتھ منفرد ہو گیے اور دوسری صدی ہجری مین یہ نام شہرت پکڑ گیا اور جو شخص اول اس نام کے ساتھ
موسوم ہوا وہ ابو ہاشم صوفی ہین جنہون نے ۱۵۰ھ ہجری مین وفات پائی ہے جن کے حق مین سفیان ثوری نے
کہا ہے لولا ابو ہاشم الصوفی ما عرفت دقیق الریاء یعنی اگر ابو ہاشم صوفی نہوتے تو ہم باریک ریاکاری کو
نہین سمجھ سکتے سفیان ثوری ہی نے اونکو صوفی کہا پہلے اون سے کوئی شخص صوفی نہین کہلاتا تہا اگرچہ ان سے
پہلے ہی بڑے بڑے صاحب ورع زاہد لوگ گذرے ہین اور جس شخص نے اول مسئلہ فنا و بقا مین بات چیت کی
وہ ابو سعید خراز ہین کہ صوفیہ کے طبقہ دوم مین سے ہین اور ۲۸۶ھ مین انتقال کیا اور ان کے استاد ابو حاتم عطار نے
اول علوم اشارات کی باتین کی ہین ابن خلدون نے کہا ہے کہ علم تصوف ایک علم شرعی ہے جو شریعت مین حادث
ہوا ہے اور طریقہ اس قوم کا عصر صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے طریقہ حق اور ہدایت تہی اور اصل اس طریق
کی یہ ہے کہ اللہ کی عبادت پر جم جاے اوسی کیطرف رجوع کرے سب کو چھوڑ بیٹھے مال دنیا اور زینت اور جاہ کی
خواہش چھوڑ دے جیسا عام اشخاص خواہش رکھتے ہین اور مخلوق سے علیحدہ ہو عبادات کے لئے خلوت
اختیار کرے اور یہ بات صحابہ اور سلف مین علی العموم تہی جب کہ دوسرے قرن مین اور پھر اوس کے بعد

مسلمانون نے دنیاداری کی طرف زیادہ توجہ کی اور انقطاع دنیا سے کنارہ کیا حرص و ہوا مین پہنس گئے
تو جو لوگ ایسے وقت مین عبادت الہی مین مصروف ہونے لگے وہ صوفیہ اور متصوفہ کہلانے لگے۔ پہر ان صوفیون
نے نہایت مشقت کے ساتھ ریاضت کی اور نفس کشی کا حکم شارع سے سنکر بلا اسکے کہ اعتدال سے کام مین لیا
جاتا کاہی کے ساتھ اوسکی تعمیل کی اور رعایت وزن اور تشخیص سے قطع نظر کرکے ہر ایک بیماری نفسانی کی دوا کرنے
لگے یہ اعتقاد تہا کہ مانع سوامے نفس و عادت و رسم کے اور کوئی چیز نہین پس جہان تک ہوسکے کوشش کرکے
نفس شہری و سبعی کو توڑنا ہے اسی وجہ سے ان لوگون نے بالکل عیش و عشرت اور نعمات و لذات سے یا دنیا
جماع مطلقاً چھوڑدیا عمدہ کہانا عمدہ پہننا ترک کردیا یہانتک نوبت پہونچی کہ انکی طبیعتین طبایع ناقصین کی شکل ہوگئین
جو خواہشات کو یک قلم بہول جاتی ہین یا اون لوگون کی طبیعت کی شکل بن گئین جو شہریون کی سی آرام اور لذتون سے
ناواقف محض ہوتے ہین ان تمام مصیبتون کے ساتھ یہ لوگ نفس کی زندگی قائم رکہنے کے لئے اوسکی ضروریات
سے قدرے قلیل کبہی کبہی دینے بہی لگتے تہے جسطرح دوا کی تلخ مریض کو دیجاتی ہے تاکہ صحت بدنی مین خلل نہ آجاے
ان لوگون نے رسوائی اور ذلت اختیار کرلی اور سیر و سفر مین رہنے لگے اور نفس کو ایسے ایسے کامون مین لگایا
جس سے وہ جاہ و منصب اور حرص مال و شہوت و حکومت کے خیالات مطلقاً بہول گیا اور ہمیشہ جنگل مین
رہنے لگے موت و ہلاکت سے نڈر ہوگئے نہ انہون نے دنیا سے سر مو علاقہ رکہا اور نہ دنیا کو ان سے سروکار رہا
اور قوت ذاکرہ سے ریاضت لینے لگے تاکہ اذکار الہی کے سوا دل مین کوئی اور چیز باقی نہ رہے حتی کہ نفس کا خیال
بہی دل سے محو ہوجاے اور معاملات و ریاضات مین اختلاف فقہا کو چہوڑدیا اور اون کے شبہات کو بالکل
نظر انداز کردیا اور راتدن اتنی عبادت کی کہ اوس سے مافوق ممکن نہین مگر یہ تصوف عامیانہ ہے جو مرحلہ جادہ
اعتدال سے منحرف ہے اسی لئے اس سے کشود کار نہین ہوسکتا اور یہ لوگ اصل مقصود سے بالکل بے خبر رہتے ہین
اور جس شخص نے اول یہ قاعدہ جاری کیا تہا اوسکا نام حارث محاسبی ہے کہ طبقہ اول مین سے ہین انہون نے
بغداد مین ۲۴۳ھ مین انتقال کیا تہا اور انہون نے چالیس برس تک اس سختی کے ساتھ مراقبہ کیا کہ دن رات
دو زانو بیٹہے رہے کمر کسی چیز سے نہ ٹیکی اسطرح کی ریاضت شاقہ کے بعد بعض مستعدون کو ملائکہ سفلی کیطرح کا ایک
اور مرتبہ بہی حاصل ہوجایا کرتا تہا اور بعض کو الہام بہی ہوتا تہا کہ بنی آدم کے کامون مین تصرف کریں جسطرح
ملائکہ سفلی تصرف کیا کرتے ہین اور یہی ابدال ہوتے ہین اور بعضون کو اس قسم کے الہام تو نہین ہوتے مگر بعض
قوای مثالیہ انمین جستہ جستہ ظہور کرجاتی تہین اور کشف اور رویاے صادق اور ہاتف کی آواز بلکہ ہوا پر اڑنا
اور پانی پر چلنا انکو حاصل ہوجاتا تہا جب سید الطائفہ جنید کا عہد ہوا جو طبقہ دوم مین سے ہین تو انہون
نے یہ راہ دشوار چہوڑکر راہ متوسط اختیار کی اور ہر ایک ریاضت کو اپنے اپنے موقع کے مناسب قدر رکہا

کے موافق کرنا اختیار کیا پھر جنید کے بعد جو کوئی صوفی ہوا وہ اونہین کی طریقت و معرفت پر چلا انکا طریقہ بڑا عمدہ ہے ان کے راستے سے علحدہ بہت سی ایسی جماعتین صوفیہ کی ہین کہ اون کے مزاج مین دنیا کی باتین پڑگئی ہین اور طرح طرح کے فرقے پیدا ہوگئے ہین۔

بعض ایسے فرقے جنھون نے حضرت جنید کے طریقہ سے علیحدہ راہ اختیار کی

تھوڑے سے ایسے فرقون کا حال یہان بیان کرتا ہون ناظرین کو بطور نمونہ کے انکا حال معلوم ہو جائیگا (۱) ایک جماعت ہے کہ بے سمجھے تصوف کا ادعا کرتے ہین عورتون کا لباس پہنتے ہین گلے اور ہاتھون مین زیور پہنتے ہین چوڑیان ہاتھون مین ڈالتے ہین اس فرقہ کا سرگروہ موسی سدا سہاگ تھا اسکی قبر احمد آباد گجرات مین ہے ان کے معتقدین کو ایک بڑا خبط پیدا ہوگیا اور خیالات عادی مین مصروف ہوگئے انکو جو کچھ قبولیت حاصل ہوئی تو وہ جذب کی راہ سے ہے کچھ طریقہ تصوف کی وجہ سے نہین ہے تجلی الہی جو انسان کیا پتھر تک پہونچتی ہی اونسے تھوڑا سا اونکو بھی دیا اگرچہ وہ تجلی علانیہ نہو بلکہ بہت سے پردون مین مخفی ہو اور اس تھوڑی سی تجلی کی وجہ سے انکو بہت بڑا آرام ملگیا اور ان کی نسبت جذبیہ نے ان کے مزاجون مین دو چیزین پیدا کین ایک استعداد جو عورتون اور مخنثون کے مزاج کے ساتھہ مناسبت رکھتی ہے دوسری عجیب غریب وہم جنکی وجہ سے انھون نے محبوبیت اعلی کو دنیا کے معشوقون کی محبت سے ملا دیا اور پھر دنیا کی زیب و زینت کی باتین یعنی زنانہ لباس اور زنانہ شکل کو بڑی پختگی اور استقلال کے ساتھہ اختیار کرلیا اور یہ سمجھے کہ خدائی محبوبیت بھی دنیا کے معشوقون کی سی ہوتی ہے اور ان کے مذہبون کی وجہ سے ان کو یہ بات حاصل ہوگئی کہ کبھی کبھی دعا قبول ہونے لگی دونون کا حال مل گئے اور آدمیون مین ان کی تقلید سے ایک عظیم الشان شبہہ پڑگیا شیخ محی الدین عربی نے جو ملامیہ کے ضمن مین فرمایا ہے و تلامذتہ یتقلبون فی اطوار الرجولیہ یعنی ملامیہ کے تلامذہ تبدیلی کرتے ہین مردی کے اطوار مین یعنی زنانی وضع اختیار کرلیتے ہین مردانہ وضع کو چھوڑ دیتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ملامیہ ہین اور شاید اس شیخ کے زمانہ مین بھی اس وضع کے لوگ ہونگے یا ان مین اور ان مین کچھ فرق ہوگا دونون کی وضع ایک سی ہو (۲) دوسرا فرقہ یہ ہے کہ امرد پرستی پیشہ کرلیا شراب پینے بے قید رہنے لگے اس قسم کا فرقہ پہلے بھی گذرا ہے کہ کہتے تھے ہم شیخ فخر الدین عراقی و شیخ اوحد الدین کرمانی اور مولوی روم کے طریق پر ہین اپنے بعد ایک فرقہ پیدا ہوا کہ اپنی جانون کو خواجہ خرد کا متبع کہتے تھے اور چاردان بزرگ متقین اولیا مین سے تھے اور حقیقت کے بڑے بڑے مقامات طے کئے تھے مگر اور لوگون نے ان کو ناحق بدنام کیا ہے بدمستی بے باکی خود کرتے ہین ان کی تقلید کا نام لیتے ہین (۳) تیسرا فرقہ یہ ہے کہ افیم کھاتے ہین بھنگ وغیرہ مخدرات پیتے ہین مگر شہوت پرستی اور شکم پرستی سے دور ہین اور بالکل تجرید کو اختیار کرلیا ہے یہی لوگ بے قید ہین اور

اپنے سلسلہ کو خاندان قادریہ وسہروردیہ سے ملاتے ہین ان کے سرگروہون نے اپنے طریقہ مین تجرید اور ترک شہرت و دنیا حاصل کی تھی اور انکو عالم غیب کے ساتھ نسبت میسر ہوگئی تھی مگر متاخرین کو جب یہ کمالات نملے تو بہت سونا اور نیم کھانا اوس کے بدلے اختیار کرلیا اون کی عمدہ باتین تو چھوڑ دین اور اون کے بدلے مین بُری باتین افیم کھانا بھنگ پینا اختیار کرلیا اور یہ نسمجھے کہ وہ کیسے تھے اور کس لئے کرتے تھے اور ہم کسواسطے ایسا کرتے ہین اور ان کے آرام طلبی اور ذکر الٰہی کے ترک کردینے نے انکے اوس خیال کو کہ ہم کو اس صورت مین تقدس حاصل ہو جاے گا دوبالا کردیا (۴) چوتھا وہ فرقہ ہے کہ اونھون نے مشایخ طریقت کو گانا بجانا سننے اور وجد کرتے دیکھکر یہ بات اون کی اختیار کرلی اور انکو اونکا کچھہ نمونہ حاصل ہوگیا کہ قوالی مین جوش و خروش پیدا ہونے لگا پھر اونھون نے اپنی طبیعت حیوانی پہ رجوع کیا اور اپنی عادت ناقص کی متابعت کرنے لگے دوکانے بجانے کے دام مین اسیر ہے اور اپنے رنگ کو اون مشایخ کے رنگ مین ملادیا اور عوام مین یہ شبہہ پڑگیا کہ اگلے مشایخ بھی راگ سنتے تھے اور یہ بھی سنتے ہین تو اس مین کوئی خوبی ہو گی (۵) پانچوان فرقہ وہ ہے کہ اون کے نفسون مین نسبت اویسی نے اثر کیا چونکہ وہم و خیالات کا ان پر غلبہ تھا اور ان کو یہ ممکن نہ تھا کہ بدون اتباع کاملین کے وہ فیض جو کاملون کو ہوتا ہے حاصل کرسکین پس فایدہ دیکھتے ہی ظاہری باتون مین مشغول ہوگئے اور محققین نے ان کے دعوون کو تسلیم نہین کیا خواجہ محمد ماہ جو امیر ابو العلی کے پیرون مین سے تھے سید حسین رسول نما کی صحبت مین رہے تھے حکایت کرتے ہین کہ ایک دن سید حسن رسول نما نے ایک قوال سے ایک شعر سنا جس مین محبوب کے گلے کے ساتھہ ہی بالون کو تشبیہہ دی تھی سید صاحب کو اس شعر سے بڑی لذت حاصل ہوئی مگر وہ لذت جمتی نہ تھی آتی تھی اور جاتی رہتی تھی سید صاحب ایک کوٹھے مین چلے گئے اور گلے مین اپنے رسی باندھی اور میخ سے باندھکر جھولا اپنی کمر پر ڈال لی اور وہی بیت پڑھنے لگے اور میخ کے آس پاس گھومتے تھے اس حرکت سے اوس لذت کی کیفیت اون مین جمگئی اور کامیابی حاصل ہوگئی (۶) چھٹی وہ جماعت کہ جنون یا اون کے مزاج پر غالب ہوگیا اور نتیجہ دیوانہ پن اور اسکے بیہوشی ان مین سماگئی اور اس عارضہ کی وجہ سے حواس ان کے بیداری مین بھی مختل ہوگئے خیالات اور اوہام مٹ گئے پس جو چیز عوام خواب مین دیکھتے ہین انہین وہ بیداری مین معلوم ہونے لگے اور بعض اندیشے اور خیالات کہ عوام کے لئے بہت سے پردون مین صورت پذیر ہوتے انکے نزدیک جلد ہی ظاہر ہونے لگے اور پیران کے بڑے بڑے کمالات اور الہامات اور اشراقات لوگون مین مشہور ہوگئے حالانکہ یہ سب بے اصل بات ہے اس لئے کہ کتب طب مین ثابت ہو چکا ہے کہ جب سودا مزاج انسان پر غالب ہوتا ہے تو اوس کے سارے حواس کام سے جاتے رہتے ہین پس وہ جانتا ہے کہ مین خواب مین ہون

حالانکہ جاگتا ہے اور سمجھتا ہے کہ تنہا ہون حالانکہ مجلس مین ہوتا ہے اور ایسے شخص پر آیندہ کی باتین اور دل کے بہید روشن ہوجاتے ہین اور وہ ان کی خبرین دیتا ہے اور عرف مین اوسے مجذوب کہتے ہین اور حقیقت مین اوسکا نام مجنون ہے ایسے شخص کا اولیا مین شمار قطعا نہین اگرچہ عوام اوس سے خوارق عادات دیکھین اور معتقد ہوجائین اور کبھی آسمانی اسباب کے حادثہ کے واقع ہونے کے ساتھ اتفاق کرتے ہین اور عالم ملکوت مین اوسکی کوئی شکل بندہجاتی ہے اور اس شکل کی روشنی کا کوئی پرتوہ اہل صفا کے نفسون پر بھی پڑجاتا ہے پس اگر یہہ پرتوہ کسی دل پر پڑا تو وہی عزم وہمت کی شکل ہوگئی اور لوگ کہنے لگے کہ فلان کی دعا سے ایسا کام وقوع مین آیا ہے اور اگر عقل پر پڑا تو مکاشفہ کی صورت پیدا ہوگئی اور یہہ مشہور ہوگیا کہ فلان درویش کو ایسا مکاشفہ ہوا تہا حالانکہ جسپر یہہ پرتوہ پڑتا ہے کبھی وہ اس تفصیل کو جانتا کبھی نہین جانتا اور پہر نقد بریارون سے یہہ نکتہ بیان کرتا ہے اور وہ اپنے مقامات مین اوسے قلمبند کرتے ہین اور اس شخص کی تاثیر اور خرق عادت سمجہتے ہین حالانکہ حقیقت مین یہہ کچہہ بہی نہین صرف اسی قدر ہے کہ عالم ملکوت مین جو شکل اوس حادثہ کی بندہگئی تہی اوسکا پرتوہ اس شخص پر پڑگیا ہے اور یہہ بمنزلہ رویا اور خواب کے ہے بہت سے حالات اور سیر لکہنے والون کو یہہ شبہہ پڑگیا ہے (۷) ساتوین ایسے لوگ ہین کہ پاکیزگی کی نسبت ان مین متمکن ہوگئی اور پہر دہ کہنچتے کہنچتے یہان تک آئی کہ ہر چیز مین اونکو وسواس کی نوبت پہونچگئی اصل مین یہہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے کہ مبادی کے پہندے مین پہانسکر وصول مقاصد سے محروم رکہا ہے اور برکات عبادات سے باہر پہینکدیا (۸) آٹھوین وہ جماعت ہے کہ ملائکہ سفلی کی جو طہارت ہے اوسکی مناسبت انہین جم جاتی ہے اس لئے نکاح اور آدمیون سے میل اور ترک حیوانات کردیتے ہین اور ان کے نفس کو اس معنی سے ایک لذت حاصل ہوجاتی ہے اور اسکو تحقیق کی طرح لازم پکڑ لیتے ہین کچہہ فراموشی سے ایسا نہین کرتے بلکہ اصل اور اچہا سمجہکر دانستہ ایسا کرتے ہین اور بہت سی باتون مین شرع کے احکام سے بہی مخالفت کرنے لگتے ہین زبان سندی مین ورس اور کشمیری زبان مین ریشی ایسے لوگ کہلاتے ہین۔

خاتمہ رسول شاہ کے متبع داڑہی مونچہہ منڈواتے ہین اور سفید کپڑا مانند ٹوپی کے سر پر رکہتے ہین اور تہ بند باندہتے ہین اور بدن اور سینہ پر خاک ملتے ہین اور مسکرات پیتے ہین اور توحید وجودی کا راگ زبان سے گاتے ہین حالانکہ اس سے اونکو کچہہ مس نہین ہوتا ہے بعضے ان مین سے کہانا کم کہاتے ہین کم سوتے ہین نماز کے تارک ہین رسول شاہ کا سلسلہ خانوادۂ سہروردیہ مین ہے شاہ نعمت اللہ رح کے مرید تہے کوہستان الور مین جہیا کرتے تہے وہین مدفون ہوے پہر ایک سانحہ کے سبب اون کی ہڈیان اوکہاڑکر فیروزپور جہرکہ مین دفن کیا

قاعدہ ۲ اور خلیفہ کے پیرو داڑھی منڈواتے ہین تہ بند باندھتے ہین کمبل پہنتے ہین بعضے انمین سے سوائے شراب کے حقہ پیتے ہین اور نماز و روزہ بالکل چھوڑ دیتے ہین اور خلیفہ کے الفاظ اختراعی کو تعلیم باطنی اپنے حق مین جانتے ہین اور وہ کلمات یہ ہین اَلُوْ لَتْ لَالَتْ لِیْ لَتْ ہُوْلِی لت لالت لولت ہوسیم ہوسیم ہو بدوح ہو ہیر اور پیر کی قبر کا طواف و سجدہ کرتے ہین اور اپنی جانون کو خلیفہ شاہی کہتے ہین اور نگاہ نہیں نوشہ شاہی کہتے ہین۔

عبادات مین محنت و مشقت کا زیادہ ہونا

بعض بزرگون کا یہ قول ہے کہ جس عبادت مین محنت و مشقت زیادہ ہو وہ عبادت نفس کے رذائل دور کرنیکے لئے زیادہ مؤثر ہے اس لئے ذکر جہر و چلہ و خلوت وغیرہ اختراع کئے ہین اور یہ بات اونہون نے حضرت کے اس قول سے سمجھی ہے فالصوم لہ وجاء یعنی روزہ اوس کے لئے بچاؤ ہے مراد یہ ہے کہ جسکی شہوت غالب ہو وہ اوسکو روزہ رکھنے سے دور کرے جو کہ روزے مین مشقت ہے اس لئے اوسی کو واسطے دفع کرنے خواہشات و شہوات کے تجویز فرمایا اور نماز کو اس کام کے لئے تجویز نہین کیا مگر خواجہ نقشبند اور اون کے امثال نے فرمایا ہے جو عبادت کہ سنت کے مطابق ہے وہ عبادت واسطے ازالہ رذائل نفس و تصفیہ عناصر و حصول قرب الہی کے زیادہ مفید ہے اسی لئے بدعت حسنہ سی بھی مثل بدعت قبیحہ کے بچتے ہین اگر مشقت کو حصول قرب و دفع رذائل مین دخل ہوتا تو رسول کریم اوس سے منع نہ فرماتے ابوداؤد نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوما شددوا علی انفسہم فشدد اللہ علیہم فتلک بقایاہم فی الصوامع و الدیار یعنی تم اپنی جانون پر سختی مت کرو پس سختی کریگا اللہ اوپر تمہارے تحقیق ایک قوم یعنی بنی اسرائیل نے سختی کی اپنی جانون پر تو سختی کی اللہ نے اون پر پس یہ جماعت ہے بقایا اون کی صوامع اور دیار مین مراد اس سے یہ ہے کہ ایسی ریاضت اور مجاہدہ مت کرو کہ نفس اوسکی طاقت نہ رکھے اور مباح کو اپنے اوپر حرام نہ کرو پس سختی کریگا اللہ اور فرض کر دیگا اوسکو اور تمکو اوسکے حق ادا کرنیکی طاقت نہین ہو نصاری کے گرجا کو صومعہ کہتے ہین اور یہود کے عبادت گاہ کا نام دیار ہے اور بعد اس ارشاد کے حضرت نے یہ آیت پڑھی رہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم رہبانیت تھی کہ نکالا اوسکو نہین فرض کی تھی ہم نے اونپر رہبانیت سے مراد ہے بہت عبادت کرنا اور لوگون سے انقطاع کرنا اور ٹاٹ وغیرہ پہننا اور زنجیرین گردنون مین باندھنا اور عضو تناسل کاٹ ڈالنا اور جنگل و پہاڑون مین جا رہنا وغیر ذلک کہ راہب اور زاہد اہل کتاب کرتے تھے پس فرمایا کہ یہ چیزین اونہون نے اپنی طرف سے اختراع کرلی تھین ہمنے اونپر فرض نہین کی تھین آخر کو اوس کے

روایت کو نہ ادا کر سکے اور اکثر کافر ہوئے دین عیسٰی کے ساتھ پس یہودی ہو گئے یا نصرانیت قبول کی بطور دین
بادشاہ ہو گئے اور رہبانیت چھوڑ دی پس اسطرح تمام ہو گیا اور شیخ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ تین شخص
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کے پاس آئے اور آنحضرت کی عبادت کا حال دریافت کرنے لگے امہات المومنین
نے انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے خبر دی انھون نے اس مقدار عبادت کو کم جانا اور کہا کہ رسول خدا
کے ساتھ ہمکو کوئی برابری نہین قد غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر تحقیق بخشے اللہ نے واسطے انکے
جو پہلے کیے گناہ اور جو پچھلے تھے پھر ان مین سے ایک نے کہا کہ مین نماز پڑہا کرونگا تمام رات ہمیشہ اور دوسرے نے
کہا مین روزے رکھا کرونگا دن کو ہمیشہ اور افطار نہ کرونگا اور تیسرے نے کہا مین عورتون سے علحدہ
رہا کرونگا کبھی نکاح نہ کرونگا حضرت آپ مکان مین تشریف لائے اور یہ قضیہ سنا فرمایا اما واللہ انی لاخشاکم
للہ واتقٰکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی
یعنی خبردار ہو قسم ہے خدا کی تحقیق مین بہت ڈرتا ہون بہ نسبت تمہارے اللہ سے اور بہت تقوی کرتا ہون بہ نسبت تمہارے
واسطے اللہ کے لیکن مین روزے بھی رکھتا ہون اور افطار بھی کرتا ہون اور نماز بھی پڑہتا ہون رات کو اور سوتا بھی
ہون اور نکاح بھی کرتا ہون عورتون سے پس جس شخص نے اعراض کیا طریقے میرے سے وہ نہین ہے میرے تابعون
کے زمرے مین سے اور یہ کہنا چاہیے کہ ہم ریاضت شاقہ سے ترقی دیکھتے ہین اور ملکات صفات باطن
پاتے ہین جسکا انکار ہم سے نہین ہو سکتا اس لیے کہ کشف کونی و خرق عادات و تصرف اس جہان مین ریاضت سے
حاصل ہو سکتا ہے حکماے اشراقین اور جوگی لوگ بھی اس سے بہرہ ور ہو سکتے ہین مگر یہ کرامات اہل اللہ کی
نظر اعتبار سے ساقط ہین ازالہ رذائل نفس و تقلیل وسواس شیطانی بے نور سنت کے غیر ممکن ہے مصرعہ محال است
سعدی که راه صفا * توان رفت جز در پے مصطفٰی و سارے اولیاے خدا سنت کے تابع ہو کر بعضے اولیاء کرام
متابعت مین بعض پر فوقیت رکھتے ہین اگر کچھ بدعت بھی ان سے ظہور مین آئی ہے تو بعضے اعمال ہین نہ کہ ایسے
اعمال قرب الہی کا موجب نہین ہو سکتے اور نیز اگر کوئی بدعتہ ریاضت کششین کے اعمال مین ہے اگر کمی ہے تو اسکا
سبب خطاے اجتہادی ہے اور مجتہد مخطی معذور ہے بلکہ اسکو ایک درجہ ثواب ملتا ہے اور مصیب کو دو
دو درجہ ثواب ملتا ہے اگر ایسا نہو تو عافیت تمام فقہا بلکہ سارے عالم پر تنگ ہو جاوے۔

علم تصوف کی تدوین

جب علم مدون ہونے لگے اور فقہا نے فقہ اور اصول اور کلام اور تفسیر وغیرہ مین کتابین بنانا شروع کین تو
صوفیہ مین سے بھی ایک جماعت ایسی ہوئی کہ اوس نے بھی اس طریقہ مین کتابین لکھین بعضے صوفیہ نے
تقوی مین اور حساب نفس مین اعمال کی پیروی پر تصنیف کی قشیری نے رسالہ مین اور سہروردی نے

عوارف المعارف مین اس قسم کو لکھا ہے اور امام غزالی نے شریعت اور طریقت دونون کو احیا مین جمع کیا اور احکام
تقوی اور آداب صوفیہ اور اصطلاحات تصوف کو عبارتون مین زیادہ کیا اور انہین کی وجہ سے تصوف طریقہ
علمی مین جمع ہوا لیکن ابن تیمیہ نے کہا ہے کلامہ فی الاحیاء غالبہ جید لکن فیہ اربع مواد فاسد
مادۃ فلسفیۃ ومادۃ کلامیۃ ومادۃ ترہات الصوفیۃ ومادۃ الاحادیث الموضوعۃ
یعنی احیا مین اگرچہ امام غزالی کا زیادہ کلام جید ہے مگر چار چیزین بری ہین مطالب فلسفہ و کلام اور صوفیہ
کے جھوٹے قصے اور احادیث موضوع فواتحہ سبعہ مین لکھا ہے کہ مین نے سُنا ہے کہ ایک عالم ظاہری
نے ایک کتاب امام غزالیؒ کے رد مین لکھی تھی جسکا شروع یہ تھا الحمد للہ الذی اخرج الغزالی
من بین العلماء بتصنیف الاحیاء اور بعید نہین کہ امام یہی زبان حال سے یہ کہین کہ اللہ کا شکر ہو
جس نے مجھکو احیا کی تصنیف کی بدولت اون علما کے زمرہ مین سے نکال دیا جو علماے بے راہ ہین کہ حقیقت
مین جہال ہین اور علما کا اطلاق ان پر عرفی ہے عین القضاۃ نے اپنے ایک مکتوب مین لکھا ہے کہ اہل باطن
مین سے کم لوگ ایسے گذرے ہین جو علم ظاہری بھی رکھتے تھے خواجہ ابوحامد امام غزالی اور اون کے بھائی شیخ
احمد غزالی جامع تھے علوم ظاہری و باطنی کے۔ ابن رشد نے اپنے ایک رسالہ کے اوائل مین جہان ہر
حی بن یقظان و ابسال و سلامان کا ذکر کیا ہے وہان کئی علماے معقول اور صوفیہ کا بھی حال بیان کیا ہے
اوسکے بعد لکھا ہے واما کتب الشیخ ابی حامد الغزالی فھی بحسب مخاطبۃ الجمہور یربط فی موضع
ویحل فی اخر ویکفر باشیاء ثم ینحلھا ثم انہ من جملۃ ما کفر بہ الفلاسفۃ فی کتاب التہافت
انکارھم حشر الاجساد واثباتھم الثواب والعقاب للنفوس خاصۃ ثم قال فی کتاب
المیزان ان ھذا الاعتقاد ھو اعتقاد شیوخ الصوفیۃ علی القطع ثم قال فی کتاب المنقذ
من الضلال ان اعتقادہ ھو کاعتقاد الصوفیۃ وان امرہ انما وقف علی ذلک بعد طول
البحث وفی کتبہ من ھذا النوع کثیر یراہ من تصفحھا وامعن النظر فیھا وقد اعتذر عن ھذا الفعل
فی اخر کتاب میزان العمل حیث وصف ان الرای ثلثۃ اقسام رای یشارک فیہ الجمہور فیما ھم
علیہ ورای یکون بحسب ما یخاطب بہ کل سائل مسترشد ورای یکون بین الانسان وبین
نفسہ لا یطلع علیہ الا من ھو شریکہ فی اعتقادہ ثم قال بعد ذلک ولو لم یکن فی ھذہ الالفاظ
الا ما یشکک فی اعتقادک الموروث لکفی بذلک فان من لم یشک لم ینظر ومن لم ینظر
لم یبصر ومن لم یبصر بقی فی العمی والحیرۃ ثم تمثل بھذا البیت ؎ خذ ما تراہ ودع شیئا سمعت
بہ ٭ فی طلعۃ الشمس ما یغنیک عن زحل ٭ یعنی امام حجۃ الاسلام غزالی کی کتابون کے دیکھنے سے علوم

معلوم ہوتا ہی کہ جب یہہ بطور عام آدمیون کے کلام کرتے ہین تو کسی جگہہ مضمون کو باندہتے ہین یعنی اشارہ مین بیان
کرتے ہین اور کبھی کھولتے ہین اور لوگون کی بعض باتون کی وجہ سے تکفیر کرتے ہین اور پھر اونہین باتون پر عقیدہ
قایم کرتے ہین پھر جن باتون کی وجہ سے اونہون نے اپنی کتاب تہافۃ الفلاسفہ مین فلاسفہ کی تکفیر کی ہی
اون مین سے ایک بات یہ ہے کہ وہ حشر اجساد کا انکار کرتے ہین صرف نفسون ہی کے لئے ثواب و
عذاب ثابت کرتے ہین پھر اپنی کتاب میزان مین یہ لکھا ہے کہ یہی اعتقاد قطعًا اکابر صوفیہ کا ہے اور پھر
اپنی کتاب منقذ من الضلال مین لکھا ہے کہ اعتقاد اس بات کا مانند اعتقاد صوفیہ کے ہے اور تحقیق
غزالی کا یہ حال ہے کہ وہ طول بحث کے بعد واقف ہوے کہ یہی عقیدہ حق ہے اور پہلے زمانہ مین جو تکفیر
کی تہی تب انکی سمجھ ٹھیک نہ تھی اور انکی کتابون مین اسطرح کی باتین بہت ہین کہ کبھی ایک شے کو برا
کہتے ہین اور کبھی اسکو اچھا سمجھتے ہین اون کی کتابون مین تلاش اور غور کرنے سے یہ سارا حال معلوم ہوسکتا ہی
اور غزالی نے کتاب میزان العمل کے آخر مین اسکا عذر بھی کیا ہے جہان یہ بیان کیا ھے کہ آدمی کی راے تین
قسم پر ہوتی ہی ایک وہ ہے کہ اوسمین آدمی اور لوگون کی راے کے موافق ہوتا ہے دوسری راے یہ
کہ لوگ جیسا اوس سے سوال کرتے ہین وہ ویسا اونکو جواب دیتا ہے تیسری راے آدمی کی خاص اپنے
جی کی ہوتی ہے جسپر کوئی مطلع نہین ہوتا سوا اوس شخص کے جو اوسکا ہم مشرب ہے بعد اس بیان کے
لکھا ہی کہ یہ الفاظ جو ہم ذکر کرتے ہین اسمین اگر تجھے کوئی نفع نہین تو بھی اتنا ضرور ہے کہ تجھکو اپنے موروثی عقیدہ
مین شک پڑجاے گا پس اتنا ہی نفع بس کرتا ہے کیونکہ جو شک نہین کریگا نہین بحث کرے گا اور جو بحث
نہین کرے گا نہین بینا ہوگا اور جو نہین بینا ہوگا وہ اندہے ہین اور حیرت مین پڑا رہے گا پھر امام نے
ایک شعر متنبی کا بطور تمثیل کے لکھا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ جو چیز تو دیکھتا ہے اوسے لے اور جو تو نے
سنا ہے اوسے چھوڑدے آفتاب کے نکلنے مین وہ چیز ہے جو تجھے زحل کی تلاش سے بے پروا کرتی ہے
انتہی مین کہتا ہون کہ اسمین شک نہین کہ اوائل مین امام غزالی کو فلسفہ کے ساتہہ زیادہ گرویدگی تہی لیکن آخر
عمر مین وہ سب کچھہ چھوڑکر اہل حق کی طرف رجوع ہوگئے تہے ملا علی قاری رح نے لکھا ہے کہ مات الغزالی و
البخاری علی صدرہ یعنی جب غزالی مرے تو اوسوقت تک صحیح بخاری اون کے سینہ پر رکھی ہوئی تہی جسکو
مطالعہ مین مصروف تہے اور معاند اس قسم کی باتین امام کی زندگی مین بہی کہتے تہے اور ان کے جواب مین امام
نے ایک رسالہ لکھا تہا مولانا سعد الدین نے شرح مقاصد مین کہا ہے جو کہ امام نے اثبات حشر روحانی
کا کیا تہا تو لوگ اون پر انکار حشر جسمانی کا اتہام کرنے لگے تہے نعوذ باللہ منہ شیخ محی الدین امام کا نام نہایت
تعظیم سے لیتے ہین اور درۃ فاخرہ مین لکھتے ہین کہ شیخ ابن زید اندلسی رح نے کہا کہ احمد بن قاضی قرطبہ نے ایک

رسالہ امام کے رد مین لکھا تھا اور اوسمین امام پر لعنت کی تھی مین نے اس رسالہ کو بازار مین خریدا اور تھوڑا سا
مطالعہ کیا تھا کہ اندھا ہو گیا مینے جب توبہ کی تو اللہ تعالی نے بینائی واپس دی اور شیخ ابن زید سے روایت
کی ہے کہ مین نے امام غزالی کو خواب مین دیکھا کہ ایک سور کی گردن مین زنجیر ڈالکر کہینچ رہے تہے مین نے
پوچھا یہ سور کون ہے جواب دیا کہ یہ احمد بن قاضی قرطبہ ہے کہ خدا نے مجھے اوسپر مسلط کیا ہے تاکہ دیکھون کس
سبب سے مین اوسکی نزدیک لعنت کا مستحق ہوا ہون ؎ اے کہ از کشمکش قال و مقال ٭ نیست
حالت دریاب کمال ٭ ہیچ نایافتہ در خود اثرے ٭ نشنیدہ یکسان جز خبرے ٭ قایل کار نہ معذوری
یا خود از کوشش آن بس دوری ٭ باش کین راہگذارے دگرست ٭ ہر کسے قابل کارے دگرست ٭ لیکن اندر
پے انکار مرو ٭ در جہان منکر این کار مرو ٭ بنگر این حالت درویشان را ٭ کوشش و سوز غم ایشان را ٭
کہ درین رہ چہ طلبہا دارند ٭ در طلبہا چہ تعبہا دارند ٭ زین طلب گرنہ خدا یافتہ اند ٭ اینہمہ بہر چہ بشتافتہ اند
در طلب اینہمہ جانبازی چیست ٭ مانع اسباب خدا سازی چیست ٭ کشف اگر نیست قیاس از کجاست ٭ عقل کو
درک حواس از کجاست ٭ بارے ار نیست ترا وجدانے ٭ معتقد باش و بیار ایمانے ٭ انتباہ مین لکھا ہے کہ شیخ
ابو طالب مکی رح کی تصنیف سے کتاب قوت القلوب ہے محققین نے لکھا ہے کہ کوئی تصنیف اسلام مین اسکی مثل
دقایق طریقت مین نہین اور یہی کتاب اصل تصوف ہے اسکے سوا اور جو کتابین سلوک مین تصنیف ہوئین وہ
اس سے ماخوذ ہین جیسے احیاء العلوم او غنیۃ الطالبین اور عوارف المعارف اور علم تصوف کی تدوین اور اس
فن مین تصنیف کتب سے قبل طریق فقط عبادت تہا اور اسکے احکام سینہ بسینہ چلے آتے تہے اور زبانی ہی
آپس مین حاصل کرتے تہے جسطرح سارے علوم مدونہ تفسیر و حدیث و فقہ و اصول وغیرہ مین بہی کتب ہونے
سے قبل یہی اتفاق تہا پہر متاخرین صوفیہ نے او زیادہ مراتب اور کشف حجاب مین کوشش کی اور ریاضت کے
طریقے بہی مختلف ہو گئے اور بات زمین سے آسمان تک پہونچ گئی اور جو کچہہ صوفیہ کی تحقیقات و تدقیقات ہین اسکی
صحت یا غلطی برہان عقلی سے ثابت نہین یہ ساری مباحث وجدانیات مین سے ہین جنکا علم انسان کو خود
اپنے نفس یا اپنی فراست باطنی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے پہر بعض مصنفین نے ان بیانات مین بہی نہایت
باریکیان نکالنا شروع کین فرغانی نے شرح قصیدہ ابن الفارض مین یہی کیا ہے اور دوسرے
لوگون نے وحدت مطلقہ کو بیان کیا ابن دہقان نے اس مسئلہ کو بیان کیا مگر اچہی طرح اوسکو کہولکر
نہ کہا پہر کچہہ متاخرین متصوفہ نے کشف اور ماورا حس مین توغل کیا اور ان مین سے بہت سے وحدت
الوجود اور حلول کے قائل ہو گئے اور ان بیانات مین بہت سی کتابین لکھہ ڈالین ہروی نے کتاب مقامات
مین اور ابن عربی اور ابن سبعین اور اون کے شاگردون نے اپنی اپنی تصنیفات مین اس مسئلہ مین

بہت کچھ زور رہا ہے اور ابن عفیف اور ابن فارض اور نجم اسرائیلی قصائد مین اون کی راہ کے پیرو کار ہوئے ان صوفیہ مین سے بعض قدیا نے فرقہ شیعہ اسماعیلیہ و حلولیہ سے زیادہ میل جول رکھا جو ائمہ کی الہیت کے اور اون مین خدا تعالی کے حلول کے قائل تہے اور ان صوفیہ اور اسماعیلیہ نے ایک دوسرے کی باتین اپنے اپنے مذاہب اور کلام مین ملا لین اور ایک کے عقائد دوسرے کے عقائد کے ساتہہ مشابہ ہوگئے اور پہر متصوفہ کے کلام مین قطب وغیرہ الفاظ ظاہر ہوئے کہ پہلے اس سے نہ تہے شیخ بو علی سینا نے کتاب اشارات کی فصول التصوف مین اسی مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہا ہے جل جناب الحق ان یکون شرعۃ لکل وارد او یطلع علیہ الا الواحد بعد الواحد یعنی اللہ تعالی کی جناب اس سے برتر ہے کہ ہر ایک پانی طلب کرنے والے کیلئے گھاٹ ہو جاے یا ہر اک اوس سے واقف ہو جاے مگر ایک بعد ایک کے ابن خلدون نے کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر مین کہا ہے وھذا کلام لا تقوم علیہ حجۃ عقلیۃ ولا دلیل شرعی وانما ھو من انواع الخطابۃ وھو بعینہ ما تقول الرافضۃ ودانوا بہ یعنی شیخ کا یہ کلام ایسا نہین جسپر کوئی برہان عقلی قایم ہو یا شرع سے اوسپر دلیل ہو یہ کلام ظنی ہے کہ یقین کے قابل نہین اور یہ کلام بعینہ وہی ہے جو روافض کہتے ہین اور اوسے اپنا دین بنا لیا ہے اس لئے کہ شیعہ ولایت کے منکر ہین۔

صوفیہ متاخرین کی وہ باتین جنپر غور کرنا اور پرکھنا چاہئے اور منصوبہ حالات

ابن خلدون نے کہا ہے کہ بہت سے فقیہون اور مفتیون نے ان متاخرین صوفیہ کے اقوال کو رد کیا ہے بلکہ یہان تک مبالغہ کیا ہے کہ عام طور پر طریقہ تصوف کو برا جاننے لگے اور تحقیق یہ ہے کہ صوفیہ کے کلام اور مسائل مین چار مقام ایسے ہین کہ اون کی تفتیش اور تنقیح کرنا چاہیئے (۱) مجاہدہ اور ذوق اور وجد اور نفس کا محاسبہ اعمال پر ذوقون کے حاصل کرنے کے لئے جو آخر کار مقام ہو جاتے ہین (۲) کشف اور وہ عالم غیب کے حقائق معلوم ہوتے ہین مثلاً صفات ربانی اور عرش و کرسی اور ملائکہ و وحی و نبوت و روح اور ہر موجود کی حقیقت غائب ہو یا حاضر اور ترکیب موجودات کی اوس کے موجد سے (۳) عالم اور موجودات مین تصرفات بطور کرامات کے (۴) وہ الفاظ جو ظاہر مین خلاف شرع معلوم ہوتے ہین اور انہین شطحیات کہتے ہین - ان چارون قسمون کی نسبت آدمیون کے خیالات تین قسم پر منقسم ہین ایک قسم کے وہ آدمی ہین جو ان سب باتون سے انکار کرتے ہین دوسری قسم کے وہ ہین جو انکو صحیح جانتے اور مانتے ہین تیسری قسم کے وہ ہین جو ان کی تاویل کرتے ہین اور تحقیق یہ ہے کہ پہلی بات کا کوئی آدمی انکار نہین کرتا صوفیہ کے ذوق اوسمین صحیح ہین اور اوسکا حاصل عین سعادت ہے اور دوسری بات بھی صحیح ہے اوسمین بھی کوئی چیز قابل انکار نہین اگرچہ بعض علما اوس کے انکار کی طرف مائل ہین مگر مقام تحقیق مین اونکا انکار غیر معتبر ہے اور تیسری بات کی نسبت تحقیق یہ ہے کہ کلام

اکثر صوفیون کا اوسمین ایسا واقع ہوا ہے کہ وہ صاف نہین کسیقدر اوسمین پیچیدگی ہے اس لئے کہ یہ بات وجدانی
ہے اور صوفیہ کے نزدیک جو صاحب وجدان نہین وہ تصوف کے مزے سے واقف نہین ہو سکتا اور لغات سے
صوفیہ کے مقصد بخوبی کھل نہین سکتے کیونکہ انکو واضع نے متعارف معانی کے لئے وضع کیا ہے جو اکثر
محسوسات ہین اس لئے ہمکو مناسب ہے کہ اون کے کلام کی رد و قدح نہ کرین بلکہ اس طرح چھوڑ دین جیسے
متشابہات کو چھوڑ دیتے ہین اور چوتھی بات کی تحقیق یہ ہے کہ صوفی غیب کی باتون پر وقوف رکھتے ہین اور
ان کے دلون پر اکثر غیب کی چیزین وارد ہوتی رہتی ہین اور زیادہ تر ادھر ہی مصروف اور ادھر سے غافل
رہتے ہین پس جو کچھ دل پر وارد ہوا کبھی زبان پر آجاتا ہے باوجودیکہ اون کو اظہار کا قصد نہین ہوتا اور صاحب
غیبت قابل باز پرس کے نہین وہ معذور و مجبور رہے پس جو صوفی قابل اقتدا کے ہو اور صفت فضیلت سے
آراستہ ہو اوس کے کلام کو اچھے پہلو پر حمل کرنا چاہیے کیونکہ ایسی باتون کو بیان کرنا ایک مشکل امر ہے جن کے
سمجھنے کے لئے الفاظ نہین سے ہین جیسا بایزید اور اون کے طور کے صوفیون پر یہ معاملات گذرے ہین
اور جسکے فضل و کمال کی خبر نہین وہ ایسی باتون پر ماخوذ ہوتا ہے کہ ہمکو وہ چیز معلوم نہو سکی جس سے اوسکی
تاویل ہو سکتی پس جو کوئی ایسا شخص ایسی باتین منہ سے نکالے جسکے حواس قائم ہین اور حال کا غلبہ
اوسپر نہو اوسپر بھی مواخذہ واجب ہے اسی لئے فقہا اور اکابر صوفیہ نے حلاج کے قتل پر فتوی دیا اس لیے
کہ اونہون نے حالت حضور مین انا الحق کہا تہا اور وہ اپنے حواس مین برقرار تہے کہتے ہین حلاج پر جو کچھ
گذرا اون کے استاد عمر بن عثمان مکی کی بددعا کا نتیجہ تہا کہ عمر نے ایک جز توحید اور علم صوفیہ مین
تصنیف کیا تہا حلاج نے اوسے خفیہ طور پر نقل کر کے لوگون پر ظاہر کر دیا باتین باریک تہین لوگ سمجھ نسکے
انکار کرنے لگے اور عمر سے نفرت کرنے لگے اونہون نے حلاج کے حق مین بددعا کی کہ یارب اسپر کسی ایسے کو
مسلط کر جو اوس کے ہاتہ پاؤن کاٹ ڈالے اور آنکھین نکالے اور سولی پر چڑہا دے پھر ایسا ہی واقع ہوا شاہ
حبیب اللہ قنوجی مناقب الابرار مین لکھتے ہین کہ جب آوازہ انا الحق کا شائع ہوا تو علما نے ایک محضر لکھا
اور حسین بن منصور کے قتل کا فتوی دیا علی بن عیسی حسین پر برہم ہوا اور اونہین قید کر دیا مقتدر باللہ خلیفہ عباسی نے
کہا کہ جب تک جنید فتوی نہ دینگے مین حلاج کے قتل کرنیکا حکم ندونگا جب جنید کے پاس محضر آیا تو بعضے صوفیون نے
کہا کہ اسکی تاویل کرنا چاہیے جنید نے کہا کہ وقت تاویل کا نہین رہا اور لباس صوفیانہ اوتار کر اور علما کے کپڑے
پہنکر اوس فتوی پر لکھا کہ ہم ظاہر حال پر حکم کرتے ہین کہ وہ ظاہر کے موافق قابل قتل ہین اور باطن کا حال اللہ
جانے شیخ الاسلام لکھتے ہین کہ حسین کو بسبب مسئلہ الہام کے مار ڈالا اور اسمین او نپر جبر تہا لوگ یہ کہتے تہے کہ
حسین جو کچھ کہتے ہین یہ پیغمبری کا دعوی ہے حالانکہ ایسا نہ تہا یہ بیانات اون کتابون کے موافق ہین جو حلاج

اولیا مین ہین مگر تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ حسین حامد وزیر مقتدر کی وجہ سے مارے گئے ہین کہ اوسکو حسین کو
قتل پر بڑا اصرار تہا وزیر نے حسین سے بہت بحث کی مگر کوئی بات اوسکے منہ سے ایسی نہ نکلی جو شرع اسلام کے
خلاف ہوتی البتہ اون کی تالیفات مین سے ایک کتاب ملی جس مین مرقوم تہا جب انسان حج کا ارادہ کرے
اور وہ اوس سے بن نہ پڑے تو اپنے مکان مین سے ایک کوٹھری پاک صاف منتخب کر لے اور اوسمین کوئی
شخص نہ گھسے جب حج کے دن آئین تو یہ شخص اوسکا طواف کرے جو کچھ حجاج عمل کرتے ہین وہ یہ بھی کرے
پھر تیس یتیم اوس کوٹھری مین جمع کرکے اچھا کھانا جو اوس سے ہوسکے اونکو کھلاوے اور کپڑے پہناوے اور
ہر ایک کو سات درم دیدے یہ شخص بمنزلے اوس شخص کے ہوگا جس نے حج کیا ہے وزیر نے یہ کتاب قاضی
ابو عمرو کو سنوائی قاضی نے حسین سے دریافت کیا کہ یہ تم نے کہان سے لکھا ہے اونھون نے کہا حسن بصریؒ
کی کتاب اخلاص سے قاضی کے منہ سے نکل گیا ای حلال الدم (کشتنی) مین نے وہ کتاب مکہ مین پڑہی ہے
اوسمین یہہ کہان ہے وزیر نے قاضی کا یہ لفظ پکڑ لیا اور اصرار کرکے حسین کے مباح الدم ہونے کا فتویٰ
لکھا لیا جب حلاج کو یہہ خبر ہوئی کہ میرے قتل پر فتویٰ لیا گیا ہے تو بولے میرا خون تمکو حلال نہین میرا دین
اسلام ہے اور مذہب سنت ہے اور میری اس باب مین کتابین موجود ہین میرے خون سے درگذر و اور خدا
سے ڈرو مگر وزیر نے حلاج کی ایک نہ سنی اور خلیفہ سے اجازت لیکر ایکہزار کوڑے لگواکر اور ہاتھ پاؤن کٹواکر
پھر قتل کراکر دہڑ کو آگ مین جلواکر سر اون کا بغداد مین لٹکوا دیا اور تاریخ الخلفا مین لکھا ہے کہ حسین کی تشہیر
اسطرح کرکے کہ یہ شخص فرقہ قرامسطہ کا داعی ہے اونکو سولی پر چڑہایا اور لاش کو جلوا دیا۔ سید محمد بن جعفر مکی حسنی
کہ چراغ دہلی کے خلیفہ ہین اور بحر المعانی اور بحر الانساب اون کی تصنیفات سے ہین لکھتے ہین کہ ابن عربی صاحب
فصوص لکھتے ہین کہ حسین بن منصور حلاج کو تجلی ذات حاصل نہی اور مقام افراد کا رکھتے تھے لیکن مین کہتا ہون
کہ اون کو تجلی ذات ہوتی تو ہرگز انا الحق نہ کہتے اور ایسا لفظ زبان پر نہ لاتے اس لئے کہ تجلی ذات مین محویت ہوتی
ہے اور محو کو کیا معلوم کہ مین کون ہون اور کیا ہون ۔ یہ جو مشہور ہے من عرف اللہ کل لسانہ جس نے اللہ کو
پہچان لیا اوسکی زبان بند ہوگئی یہ معاملہ تجلی ذات مین ہے اور یہ جو کہتے ہین من عرف اللہ طال لسانہ یعنی
جس نے اللہ کو پہچان لیا اوس کی زبان دراز ہوگئی یعنی خوب بیان کرنے لگا یہ معاملہ تجلی صفات مین ہو بعد اسکے
کہا مین کیا کرون کہ ابن عربی آج زندہ نہین ورنہ مین یہ اون سے کہتا اور ضرور اپنی بات کی داد پاتا شیخ فریدالدین
عطار کہتے ہین کہ مجھے اس سے تعجب ہے کہ درخت موسیٰ سے تو انی انا اللہ کی آواز آوے اور درخت درمیان
مین نہو پھر کیون لوگ روا نہین رکھتے کہ منصور سے انا الحق کی آواز آوے اور منصور درمیان مین نہو مولانا جلال الدین
رومی نے اپنی وفات کے وقت مریدون سے کہا کہ میرے مرنے سے غمگین مت ہو کہ منصور کے نور نے ڈیڑہ سو

برس کے بعد شیخ فریدالدین عطار کی روح پر تجلی کی تہی اور اون کا مرشد ہوا تہا۔ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار معروف بہ طبقات کبریٰ شعرانی مین حضرت غوث اعظم کے حالات مین مذکور ہے کان رضی اللہ عنہ یقول عثر الحسین الحلاج عثرۃ فلم یکن فی زمنہ من یاخذ بیدہ یعنی حضرت غوث اعظم فرمایا کرتے تہے کہ حسین حلاج کو ایک قسم کی لغزش ہوگئی تہی کوئی ایسا شخص اوس زمانہ مین نہ تہا جو حلاج کو سنبہال لیتا۔ مجدد الف ثانی نے عوارف لدنیہ مین کہا ہے پیش از ظہور غلبہ حال عدم امتیاز میان اسلام و کفر چنانکہ نزد اہل شریعت کفرست نزد اہل حقیقت نیز کفرست و مذموم اگر اختلافی ہست میان اہل شریعت و اہل حقیقت در صورت غلبہ حال ست در رنگ منصور حلاج کہ مغلوب حال بودہ است اہل شریعت حکم بکفر او کردہ اند اہل حقیقت اما نزد اہل حقیقت ہم منقصت و امنکیر اوست از کاملان نمی شمرند و از مسلمانان حقیقی نے انگارند این شعر منصور باین معنی شاہد اوست ؎ کفرت بدین اللہ والکفر واجب ؛ لدی وعند المسلمین قبیح

شیخ الاسلام ہروی نے کہا ہے کہ حلاج پر بہت سی جہوٹی باتین جوڑلی ہین اور کلمات نامفہوم و ناراست اون پر باندہ لئی ہین اور مجہول کتابین اور حیل اونکی طرف منسوب کرتے ہین اور جو کچہہ درست ہے وہ اوس سے ظاہر تہا متقدمین اونہین ملحد جانتے ہین جنمین سے ابن تیمیہ ہین اور متاخرین موحد مانتے ہین اون سے حق مین ایک فرمان لعنت صاحب الزمان کی طرف سے جو شیعہ امامیہ[۵] کے نزدیک مہدی موعود اور بارہوین امام ہین اور اعدا کے خوف سے چہپے ہوسے ہین کتب امامیہ مین نقل کرتے ہین بلکہ جمہور امامیہ مذہب تصوف کے بالکل مخالف ہین حسین بن منصور اور سفیان ثوریؒ اور بایزید بسطامیؒ اور محی الدین عربیؒ اور اور بہی اکثر صوفیہ متقدمین و متاخرین کی ذم و قبیح علمای امامیہ نے اپنے نزدیک بہت کچہہ ثابت کی ہے اور بڑے بڑے علماے امامیہ جیسے شیخ ابن بابویہ اور شیخ مفید وغیرہ نے فرقہ صوفیہ پر بہت کچہہ جرح و طعن کی ہے اور اس مسلک کو برا جانتے ہین خاصکر وحدت الوجود کے تو بالکل مخالف ہین اور قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین اور دوسرے بعض علماے امامیہ نے جو صوفیہ کی تعریف لکہی ہے تو اس کے اسباب اور جواب ہین۔

روح کی غذا اور صحت و مرض

جس طرح جسم کے لئے غذا اور صحت اور مرض ہے اسی طرح روح کے لئے بہی یہ باتین ہین قرآن مین جو آیا ہے الا من اتی اللہ بقلب سلیم مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس چنگا دل لیکر اور فی قلوبہم مرض اون کے دل مین آزار ہے اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے اور جسطرح ہر مرض جسمانی کے لئے سبب اور دوا مخصوص مقرر ہے جسے سوا طبیب حاذق کے دوسرا شخص نہین جانتا اسی طرح ہر مرض روحانی کے لئے سبب اور دواے مخصوص مقرر ہے جنکو انبیا و اولیا کے سوا دوسرے آدمی نہین جان سکتے اگر کوئی مرض سوداوی معالجات صفراوی مین

[۵] امامیہ ایک قسم کے شیعہ ہین جنکا اعتقاد ہے کہ زمین تکلیف امام فاطمی کے خالی نہین ہوتا اور امامت اولاد علی فاطمہ مین ہے پہر بہت سی شاخین ہین فرقہ امام محمد بن حسن عسکری تک جناب امیر کی اولاد کو امام مانتے ہین اور امام محمد کو مہدی موعود اور قائم الامر کہتے ہین اثنا عشریہ کہلاتے ہین کیونکہ ان کے نزدیک امام بارہ ہین بارہوین امام زندہ ہین مگر خوف سے مخفی ہو گئے ہین ۱۲

مشغول ہو تو ضرور مرجاوے گا اسی طرح ہر مرض روحانی کا علاج ضرور ہے جس سے تجاوز نہین ہو سکتا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی وبدالھم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون
یعنی نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سے جو خیال نہ کرتے تھے تو آپ نے فرمایا اعمال حسبوھا حسنات فوجدوھا
فی کفۃ السیئات اس سے مراد ایسے اعمال ہین جنکو نیکیان خیال کرتے تھے اور حقیقت مین برائیان نکلین اسلئے
ولی واصل اور مرشد کامل کی صحبت اختیار کرے مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی
کوئی مرے اس حال مین کہ نہین اوسکی گردن مین بیعت امام کی مرے گا مرنا جاہلیت کا سا اور جس طرح
نبض وقارورہ بدن کے احوال پر دلالت کرتے ہین واقعات احوال نفس پر دلالت کرتے ہین اس لئے
سالک اپنے واقعات کو پیر و مرشد کی خدمت مین عرض کرتے ہین اور پیر نفس کی ترقی و تنزل معلوم کرتا ہے
اور اوسی کے موافق ذکر وغیرہ کے تعین کا حکم دیتا ہے ثمرہ بن جندب سے بخاریؒ و ترمذیؒ نے روایت کی ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے پوچھا کرتے تھے ھل رأی منکم احد رؤیا کیا دیکھا ہے تم مین
کسی نے خواب اور صرف تصوف کی کتابون کا مطالعہ کرنا اس معاملہ مین مفید نہین دیکھو اگر کوئی شخص بیمار ہو
اور وہ اکسیر اعظم یا طب اکبر یا علاج الامراض کو دیکھتا ہے تو کیا اس سے اوسکو آرام ہو جاوے گا۔

کمالات باطنی کا آنحضرت کے قول سے ثبوت

جس طرح انسان مین کمالات ظاہری ہین اور وہ کمالات ظاہری یہ ہین اعتقادات صحیح موافق قرآن و حدیث
و اجماع اہل سنت و جماعت کے اور اعمال صالحہ جیسے اداے فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات
اور ترک محرمات و مکروہات و مشتبہات و بدعات و محدثات اسی طرح انسان مین کمالات باطنی ہوتے ہین
صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ ایک اجنبی آدمی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور کہا اسلام کیا ہے حضرت نے فرمایا الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ
وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا یعنی مسلمان
وہ شخص ہے جو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے
رسول ہین اور نماز پڑھا کرتا ہے زکوۃ دیا کرتا ہے رمضان کے روزے رکھا کرتا ہے اللہ کے گھر کا حج بجالاتا ہے
اگر اوس تک پہونچ سکنے کی قدرت پاتا ہے اوس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ کہا پھر اوس شخص نے سوال کیا کہ ایمان
کیا ہے اوسکی تعریف مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم
الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ یعنی ایمان یہ ہے کہ یقین لاے دل سے اللہ پر اور اوسکے فرشتون اور کتابون

و رسولون اور روز آخرت پر اور ایمان لاے تقدیر کی بھلائی برائی پر اوس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ کہا پھر
اوس نے کہا کہ احسان کیا ہے اسکی تعریف حضرت نے یون کی ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن
تراہ فانہ یراک یعنی وقت عبادت خدا کے یون سمجھے کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہے پھر اگر یہ جانے کہ اوسکو نہین دیکھتا ہے
تو اسمین تو کچھ شک نہین ہے کہ اللہ اوسکو دیکھ رہا ہے جب وہ شخص سوال و جواب کے بعد چلا گیا تو حضرت نے
فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے کہ تمکو دین سکھلانے کے لئے آئے تھے۔ ارشاد الطالبین مین لکھا ہے کہ عقاید
اور اعمال کے سوا ایک اور کمال بھی ہے جسکا نام احسان ہے اوسی کو درویشون کے عرف مین تصوف و سلوک
و ولایت کہنے لگے ہین جب صوفی پر اللہ کی محبت غالب ہوتی ہے جسکو اصطلاح مین فناے قلب کہتے ہین
تو اوسکا دل محبوب حقیقی کے مشاہدہ مین ڈوب جاتا ہے اور پھر غیر کی طرف متوجہ نہین ہوتا اس حالت مین خدا کو
اگرچہ نہین دیکھ سکتا کیونکہ رویت الہی دنیا مین محال ہے مگر اوسپر ایک ایسی حالت طاری ہوجاتی ہے کہ گویا
خدا کو دیکھتا ہے اور اس حالت کے حاصل ہونے سے پیشتر وہ تکلیف کے ساتھ اپنی جان کو اس حال مین رکھتا ہے
اسی حالت کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ اگر تو اوسکو نہین دیکھتا ہے تو یہ جان لے کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے
دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے جسم مین گوشت کا ایک ٹکڑا ہے
اگر وہ اچھا ہوتا ہے تو تمام بدن اچھا رہتا ہے اور اگر بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ گوشت کا
پارچہ دل ہے اور یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین نعمان بن بشیر سے روایت کی گئی ہے اور اسمین شک نہین کہ دل کا
اچھا ہونا جو بدن کے اچھے رہنے کے سبب ہے اسی کو صوفیہ فناے قلب کہتے ہین جب محبت الہی مین فانی ہوا تو
نفس بھی متاثر ہوکر سرکشی چھوڑ دیتا ہے اور حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کسب کرتا ہے اس صورت مین
سارا بدن شرع کا مطیع ہوجاتا ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کے تمام امت سے افضل ہونے پر سب کا اتفاق
ہے اور علم و عمل مین صحابہ کے ساتھ غیر صحابہ بھی شریک ہین اور باوجود اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
فلو احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ یعنی اگر تم مین سے کوئی خرچ کرے راہ
خدا مین کوہ اُحد کی برابر سونا تو نہ پہونچے ثواب اوسکا مُد ایک اون کے کو اور نہ آدھے مُد کو۔ مُد ایک پیمانہ ہے
تخمیناً تین پاؤ پختہ کا ہوتا ہے یہ حدیث بخاری و مسلم نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے پس یہ شرف
صحابہ کو کمال باطنی کے سبب سے حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور صحبت سے انکا باطن منور
ہوگیا تھا اور اولیاے امت نے جو یہ دولت پائی ہے تو پیرون کی صحبت سے پائی ہے اور اون کا باطن ایک
ذریعہ کے ساتھ آنحضرت کے باطن سے منور ہوا ہے اور ان دونون صحبتون مین فرق ظاہر ہے پس معلوم ہوا
کہ کمالات ظاہری کے سوا ایک کمال باطنی بھی ہے کہ اوس کے درجات مین بڑا تفاوت ہے اسی لئے

اسی لئے حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی مجھسے ایک بالشت نزدیکی چاہتا ہے مین اوس سے ایک گز نزدیکی چاہتا ہون اور جو کوئی مجھسے ایک گز نزدیکی چاہتا ہے مین اوس سے ساڑھے تین گز نزدیکی چاہتا ہون اور ایک حدیث قدسی مین یہ آیا ہے کہ بندہ ہمیشہ مجھسے نزدیکی حاصل کرتا ہے نفلون کے ذریعہ سے یہانتک کہ مین اوسے دوست رکھتا ہون اور اوسکی بینائی اور شنوائی اور قدرت ہو جاتا ہون چوتھی دلیل یہ ہے کہ ایک بڑی بھاری جماعت نے جنکا کذب پر اتفاق کرلینا عقل کے نزدیک محال ہو اور اوس جماعت کا ہر ایک آدمی علم و تقویٰ سے پورے طور پر آراستہ ہے خبر دی ہے کہ ہمکو مشائخ کی صحبت کی وجہ سے جنکی صحبت کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے باطن مین ایک حالت پیدا ہو گئی ہو جو عقائد اور فقہ سے علیحدہ ہے اور اس حالت سے محبت خدا اور دوستان خدا اور اعمال حسنہ کی ساتھ پیدا ہو گئی ہو اعتقادات فقہ مین پختگی آگئی ہے پس یہ حالت کمالات کا موجب ہے پانچوین دلیل اسکی خرق عادات کا وقوع ہے اگرچہ یہ دلیل ضعیف ہے مگر جب تقویٰ اسکے ساتھ ہو تو سحر مین اور اسمین امتیاز بخوبی ہو جاتا ہے اور کمال پر دلالت کرتی ہے۔

خرق عادت یعنی کرامت

مثلاً عادت اور قانون فطرت اس طرح پر ہے کہ بھوک اور پیاس کھانے پینے سے دور ہوتی ہو اور درخت و پتھر اور حیوانات گائے بھینس وغیرہ انسان سے کلام نہین کرتے کوئی درخت یا پتھر کسی کے بلانے سے بحرکت ارادی نہین آسکتا یا کوئی شخص دریا پر زمین خشک کی طرح نہین چل سکتا یا ایک آدمی کا کھانا صدہا آدمیون کو کافی نہین ہو سکتا نہ سیر آدھ سیر پانی کیسکے ہاتھ لگانے سے لشکر کو سیراب کرسکتا ہے وغیرہ ذالک پس جب ایسی بات ظاہر ہو گی تو اوسکو خرق عادت بولینگے اب یہان سے ظاہر ہے کہ جو کام بذریعہ آلات و اسباب ہون خواہ وہ اسباب مخفی ہون یا ظاہر جیساکہ دوا سے بیمار کو تندرست کرنا یا کشتی کے ذریعہ سے دریا عبور کرنا خارق عادت نہین ہین پس جو باتین کہ سحر اور طلسم کے ذریعہ سے ہون یا نیرنجات کے شعبدے ہون محققین کے نزدیک خارق عادت نہین کیونکہ اون کے اسباب مخفی ہوتے ہین کہ ہر شخص کی سمجھ مین نہین آسکتے اور ایسا ہی معلوم ہوا ہے کہ سحر کا ایک طور یہ بھی ہے کہ بذریعہ ارواح خبیثہ و شیاطین بعض کام کئے جاتے ہین ان کے لئے اسباب عادی سے کوئی سبب نہین ہوتا ہے اس لحاظ سے اوسکو خارق عادت کہہ سکتے ہین ہان اگر اون شیاطین و ارواح خبیثہ کو سبب مخفی قرار دیا جاوے تو خارق عادت نہین پھر اگر یہ خارق عادت مقرون بالتحدی یعنی اگر مجادلہ اور معارضہ اور مقابلہ مین ظہور پکڑے تو وہ معجزہ ہو کہ مخالف کو اوس کے مثل کام کرنے پر عاجز کر دیتا ہو اور اگر مقرون بالتحدی نہو تو وہ کرامت ہے مگر معتزلہ نے کرامت کا انکار کیا ہے اور استاد

ابو اسحاق اشعری بہی معتزلہ کے موافق ہے اور ابو الحسین بصری معتزلی اور اوسکا شاگرد محمود خوارزمی کرامات اولیا
کے قائل ہین اور تمام اہل سنت کا جایز ہونے پر کرامت کے اولیا سے اتفاق ہے اور دلیل کرامت کے واقع
ہونے پر قرآن و احادیث اور تواتر اخبار ہے صحابہ سے اور اون سے کہ بعد اون کے ہین یعنی تواتر معنوی
اس طرح کا کہ اوس کے قدر مشترک مین وقت انصاف اور ترک عناد کے مجال شبہہ اور انکار کی نہین ہے
فتوحات مکیہ مین لکھا ہے کہ ۵۸۶ھ ہجری مین ایک عالم ہماری مجلس مین حاضر ہوا کرتا تھا جو فلاسفہ کے مذہب
چلتا تہا اور نبوت کو جسطرح مسلمان لوگ ثابت کرتے ہین وہ اسطرح ثابت نہین کرتا تہا اور خوارق عادات
و معجزات انبیا کا منکر تہا اور ایکبار جاڑون کے دن تہے اور مجلس مین انگیٹھی دہکتی تہی اوس فلسفی نے کہا کہ
عموماً لوگ کہتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالا اور نہ جلے مگر یہ محال ہے اس لئے کہ آگ بالطبع اجسام قابل کو
جلاتی ہے پہر تاویل کرنے لگا اور کہا اوس آگ سے مراد جسکا قرآن مین ذکر ہے نمرود کا غضب ہے اور حضرت ابراہیم کے
اوسمین ڈالنے سے یہ مراد ہے کہ نمرود کا غضب اونپر واقع ہوا اور مراد اس سے کہ اوس آگ سے وہ نہ جلے یہ ہے کہ حضرت
ابراہیم نے دلیل اور حجت سے نمرود پر غلبہ پایا اس لئے اوس نے غضب اون پر نچلایا جب وہ فلسفی کلام کر چکا تو بعضے
حاضران مجلس نے کہا کہ تو یہ کیا کہتا ہے مین تجہے اللہ کے اوس کلام کی کہ ابراہیم پر آگ کو سرد اور سلامتی کر دیا سچائی
دکہا دیتا ہون اور میرا مقصود اس سے یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے معجزے سے اعتراض دفع ہو جائے
اپنی کرامت کا اظہار مقصود نہین ہے اوس منکر نے کہا کہ یہ کبہی ممکن نہین ہو سکتا اوس درویش نے کہا کہ یہ جو آتش انگیٹھی مین
دہک رہی ہے وہی ہے جو بالطبع محرق ہے یا نہین منکر نے کہا کہ ہان یہ وہی ہے درویش نے اوس انگیٹھی کو اوس کے
دامن مین لوٹ دیا اور دیر تک رہنے دیا اور اپنے ہاتھ سے ہر طرف پہیرا مگر کپڑا نجلا پہر اوس آتش کو انگیٹھی مین
ڈالدیا اور منکر سے کہا کہ اپنا ہاتھ تو ادہر لا جب اوسنے انگیٹھی کی طرف ہاتھ بڑہایا تو جلنے لگا پہر درویش نے کہا
کہ یہ تجہپر روشن ہو گیا کہ آگ کا جلانا اور نجلانا اللہ کے حکم پر ہے منکر معترف ہو گیا اور ایمان لے آیا۔

فائدہ کوئی ولی ہو یا صدیق یہ ضرور نہین کہ اوسکی صحت کی علامت ظہور کرامت ہو اس لئے کہ جایز ہے کہ صاحب
کرامت سے اوس شخص کا پایہ جو صاحب کرامات نہین ہے رفیع ہو اور اوسکا حال اس کے حال سے کامل ہو اور وجہ
اسکی یہ ہے کہ کرامات کا ظہور زیادہ تر صاحب کرامات کے ایمان کی تقویت اور تائید کے لئے مدد کرتا ہے پس
جن کی قوت یقین درجہ کمال پر ہوتی ہے اون کو آثار قدرت کے مشاہدون کی جو حکمت سے خالی ہون احتیاج
واقع نہین ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرامات اور خوارق عادات بہت کم سرزد
ہوئی ہین اور مشایخ متاخرین سے زیادہ وقوع مین آئے ہین حالانکہ صحابہ کا حال اون سے بہت بڑہکر تہا
کیونکہ اون کی چشم بصیرت مین مشاہدہ انوار قدرت کا حکمت سے خالی عجیب و غریب معلوم ہوتا تہا اور نہ انکو

انکی تقویت یقین مین کوئی تاثیر پیدا ہوتی تھی اور دوسرون کو چونکہ مشاہدہ اوسکا ہمیشہ حاصل نہ تہا اس لئے جب اوسمین سے کچھ بھی ان پر ظاہر ہوتا تہا تو استغراق اور استعجاب کی وجہ سے اوس سے متاثر ہو جایا کرتی تہی اور اون کے یقین مین زیادہ قوت آجایا کرتی تہی۔

کرامت کا قرآن سے ثبوت

اول اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ بی بی مریمؑ کے پاس غیب سے کھانا اور پانی پہونچتا تہا اور صورت استدلال کی یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ جب جاتے اون کے پاس حضرت زکریاؑ محراب مین پاتے نزدیک اون کے رزق کہا اے مریمؑ تمہارے پاس یہ کہان سے آیا اونہون نے جواب دیا کہ یہ رزق کہ تم دیکھتے ہو خدا پہونچاتا ہے پس حصول اس رزق کا مریمؑ کے پاس یا تو خارق عادت ہوگا یا نہوگا اگر یہ کہا جاے کہ خارق عادت نہین ہے تو یہ کئی وجوہ سے باطل ہے (۱) خدا تعالی کو حضرت مریمؑ کی علو شان اور تمام عورتون پر بزرگی بیان کرنا مقصود ہے اور یہ جب بن سکتا ہے کہ حصول رزق کو خارق عادت مانا جاے و اگر خارق عادت نہ مانا جاویگا تو امتیاز اور شرف درجہ اونکا ثابت نہوگا (۲) جب حضرت زکریاؑ نے یہ صورت دیکہی کہ غیب سے غیر رُت کا میوہ مریمؑ کے پاس آجاتا ہے تو اونہون دعا مانگی کہ خداوندا تو ایسا قادر ہے کہ مریم کو غیر موسم مین میوہ پیدا کرتا ہے تو مجھکو بھی بڑہاپے مین فرزند دے سکتا ہے حالانکہ حضرت زکریا اوسوقت مین اولاد سے مایوس ہو چکے تہے کیونکہ بوڑہے ضعیف تہے اور اون کی بی بی بانجھ تہی مگر چونکہ زکریاؑ نے مریمؑ کے حق مین خرق عادت ملاحظہ کی تو اونکو اپنے حق مین بھی طمع پیدا ہوا چنانچہ اس مطلب پر یہ قول دلالت کرتا ہے هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً یعنی جب حضرت زکریا نے غیر وقت مین میوہ تازہ دیکھا باوجود کلان سالی کے اولاد کی طمع پیدا ہوئی اور دعا کی کہ اے پروردگار میرے مجھکو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بخش اگر حضرت مریمؑ کے پاس میوہ پہونچنا خارق عادت نہوتا تو زکریاؑ کو بھی اس خرق عادت کی آرزو نہوتی کہ اونکی بانجھ اور بوڑہی بی بی کے بیٹا پیدا ہو جاے (۳) قرآن مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ اور کیا اوسکو اور اوسکی بیٹی کو معجزہ جہان والون کے لئے اور یہ قول جب ہی راست آسے گا کہ مریمؑ اور اون کے بیٹے دونون سے خوارق عادت ظہور مین آئین **سوال** جعلنها وابنها اية للعالمين سے مراد یہ ہے کہ حضرت مریمؑ کو بیٹا بے شوہر کے دیا **جواب** بیٹا بغیر باپ کے پیدا ہونا آیت نہین ہے بلکہ اس امر کی **صحت** کہ یہ بیٹا واقعی بے باپ کے پیدا ہوا ہے موقوف ہے کسی آیت پر اسوجہ سے آیۃ للعالمین سے حضرت عیسی کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مراد نہوگا بلکہ مراد آیت سے وہ بات ہے جو حضرت مریمؑ کی صداقت اور پاکیزگی پر دلالت کرتی ہو پس صداقت اور پاکی پر دلالت بی بی مریمؑ کی وہی چیز کر سکتی ہے جو خارق عادت ہو اور ظہور اوسکا حضرت مریمؑ کے ہاتھ سے ہوا ہو جیسا کہ بہت سے خارق عادات

اون کے بیٹھنے کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے تھے **سوال** بی بی مریم کے پاس جو میوہ وغیر موسم کا آیا کرتا تھا اوسکو بی بی مریم کی کرامت سمجھنا کیا ضرور ہے حضرت زکریا کا معجزہ کہنا چاہیے جو اوسوقت مین تھے **جواب** اگر حضرت زکریا کا معجزہ ہوتا تو اونکو بلا شبہہ اوسکی اطلاع ہوتی پھر اونھون نے بی بی مریم سے کیون استفسار کیا اور ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ یعنی اوس جگہ پکارا زکریا نے پروردگار اپنے کو بھی صاف اس بات دلالت کرتا ہے کہ جب بی بی مریم نے وہ بیان کیا تو حضرت زکریا کو بوجہ خرق عادت ہونے کے اس بات کا طمع پیدا ہوا کہ جو خدا بی بی مریم کو غیر موسم کا میوہ پہونچاتا ہے وہ بالضرور مجھے باوجود مایوسی کی حالت کے فرزند عطا کرسکتا ہے اور اسی بات سے یہ سمجھ لیا گیا کہ حضرت زکریا کو صرف مریم ہی کی زبانی اس خرق عادت کا حال کھلا پھر اونکا معجزہ کیسے ہوسکتا ہے اور ابو علی جبائی نے لکھا ہے کہ یہ فی الواقع حضرت زکریا کا معجزہ تھا کیونکہ وہ حضرت مریم کی کفالت اختیار کرچکے تھے چنانچہ قرآن مین ہے وکفلھا زکریاء اور سونپا اوسکو حضرت زکریا کو پس اس لئے حضرت زکریا نے بی بی مریم کے حق مین اللہ سے مجملاً دعا کی تھی کہ اونھین رزق پہونچاتا رہے اللہ نے اونھین رزق پہونچایا وہ تفصیل سے ناواقف تھے کہ اللہ حضرت مریم کو کیا کیا پہونچاتا ہے اور جب غیر موسم کی شئے اون کے پاس دیکھی سوال کیا سو یہ سوال اون کے معجزہ ہونے کے منافی نہین یا حضرت زکریا نے بی بی مریم کے پاس معمولی کھانا دیکھکر جو آسمان سے اترا تھا اس خیال سے سوال کیا ہو کہ شاید کوئی آدمی دے گیا ہو اور حضرت زکریا کے اسی شک کے رفع کرنے کو بی بی مریم نے یہ جواب بھی دیا تھا کہ ھو من عند اللہ یعنی یہ چیزین اللہ کے پاس سے آتی ہین کسی غیر کے پاس سے نہین ہین بلکہ ابو علی کی ایک تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر اوس کے نزدیک نہ بی بی مریم کی کرامت ہے اور نہ حضرت زکریا کا معجزہ اس لئے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی نے اون دیندار باایمان لوگون کو بی بی مریم کی پرورش کا سبب مقرر کردیا تھا جو عابد زاہد عورتون کو دیکھنے کی رغبت رکھتے تھے اور اونکی خدمت کرتے تھے اور حضرت زکریا کو بھی یہ حال معلوم تھا کہ مومنین صالحین بی بی مریم کے پاس چیزین پہونچاتے رہتے ہین اور سوال اس احتیاط کے لئے کیا تھا کہ مبادا کسی ناجائز طریقہ سے اور بدچلن آدمی کے ہاتھ سے ایسی عمدہ اور نایاب چیزین بی بی مریم کو ملتی ہین پس مقصود حضرت زکریا کا سوال سے کیفیت حال کا معلوم کرلینا تھا مگر یہ رائے جبائی کی سراسر ضعیف ہے اس لئے کہ جب حضرت زکریا کا یہ معجزہ ہوتا تو اللہ تعالی اونکو اذن دیتا کہ تم یہ اشیا بی بی مریم کے لئے ہمسے طلب کرو اور جب اونکو اذن طلب حاصل ہوتا تو قطعاً خبر ہوجاتی کہ بی بی مریم کو فلان فلان چیزین اللہ تعالی کی طرف سے پہونچتی ہین پھر وہ بیکار سوال کیفیت حال کے انکشاف کے لئے ہرگز نہ کرتے اور دوسرے اس قول کے معنی کیونکر صحیح ہون گے ھنالک دعا زکریا ربہ اور اس کے ذکر سے کوئی فائدہ بھی باقی نہ رہے گا اور تیسری وجہ اگر تسلیم کرلیجائے اور یہ مان جائے کہ یہ بی بی مریم کی

کرامت نہ تہی بلکہ پرہیزگار دیندار مومن لوگ اونہین چیزین پہونچاتے رہتے تہے تو اس صورت مین بی بی مریم
کی تخصیص کی اس واقعہ کے ساتہہ کیا وجہ ہے بلکہ اس طرح تو اور بہی نیک عورتون کو اللہ رزق پہونچایا کرتا ہے
اللہ نے جو بی بی مریم کو عورتون پر شرف دیا ہے وہ تو اس سے ثابت نہو سکیگا اور جبکہ زکریا کے دل مین یہ کہٹکا
پیدا ہوا کہ مبادا ایسا عجیب بیوقت کا میوہ کسی ناجایز طریقہ سے بی بی مریم کو پہونچتا ہو اور اس لئے اون سے کیفیت
حال دریافت کی تو صرف بی بی مریم کے جواب سے کیسے اون کے دل کو اطمینان ہوگیا اور اون کے چال چلن
کی طرف سے شک اون کے دل مین کیون باقی نرہا **دوم** اصحاب کہف ایک مدت دراز تک غار مین سوتے رہے
اور کتے نے اون سے بات چیت کی اور غار مین وہ کروٹین بدلتے رہے چنانچہ اللہ تعالی قرآن مین اون کے حالات سے
یون خبر دیتا ہے **ولبثوا فی کہفہم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعا** یعنی رہے وہ اپنے غار مین تین سو نو برس
اور اس عرصہ تک وہ زندہ اور سوتے رہے اور اللہ تعالی اونہین دہوپ سے امن مین رکہتا چنانچہ فرماتا ہے **وتری
الشمس اذا طلعت تزاور عن کہفہم ذات الیمین واذا غربت تقرضہم ذات الشمال** کہ جب آفتاب
طلوع کرتا جہک جاتا اون کے غار سے داہنی طرف اور جب غروب کرتا کترا جاتا بائین طرف اور یہ معجزہ حضرت عیسی کا
اس لئے قرار نہین دیا جا سکتا کہ اصحاب کہف کا سونا خارق عادت نہین ہے ہان اگر خارق عادت ہے تو یہ امر ہے کہ نبی
اس بات کا دعوی کرتا کہ یہ لوگ تین سو نو برس سوتے اور زندہ رہینگے اور پہر بہی تصدیق اس دعوی کی جب
ہوتی کہ اصحاب کہف اتنی مدت تک سوکر بیان کرتے کہ ہم وہ لوگ ہین جو فلان وقت مین اس غار مین سوے تہے
سو نہ تو حضرت عیسیٰ نے اسکا دعوی کیا تہا اور نہ اصحاب کہف نے بیان کیا کہ اون کے معجزہ کی وجہ سے ہم اتنی
مدت تک سوتے اور حیات رہے **سوم** کشف المحجوب مین لکہا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے یہ چاہا کہ ملک سبا سے تخت
بلقیس اوس کے آنے سے پیشتر ہمارے پاس پہونچ جاے تو اللہ تعالی نے اوسوقت آصف کی کرامت لوگون پر
ظاہر کی اور اہل زمانہ پر یہ ثابت کر دیا کہ کرامات اولیا جایز ہے چنانچہ آصف کی زبانی قرآن مین فرمایا ہے **قال الذی
عندہ علم من الکتب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک** کہا اوس شخص نے جسکے پاس علم کتاب کا تہا
مین لے آونگا اوسکو تمہارے پاس پہلے اس سے کہ لوٹ آوے تمہاری طرف نظر تمہاری اگرچہ اختلاف ہے اس کلام
مین کہ قائل اسکا کون تہا بعضے کہتے ہین کہ وہ حضرت خضر تہے یا فرشتہ تہا کہ دفتر معادیر اوسکے ہاتہہ مین ہے اور مادہ قوت
اوسکو خداتعالی نے بہیجا تہا یا جبریل علیہ السلام تہے یا آپ حضرت سلیمان تہے یا کوئی شخص مستجاب الدعوات تہا یا
فرشتہ تہا جو حضرت سلیمانؑ کا مددگار رہتا تہا مگر تحقیق یہ ہے کہ قائل اس عبارت کے آصف بن برخیا وزیر سلیمان تہے
وہ اسم اعظم جانتے تہے جب اللہ تعالی سے اس اسم کے ساتہہ دعا کرتے تہے تو دعا اون کی مقبول اور مستجاب
ہو جاتی تہی اونہون نے کہا مین لاتا ہون اوس تخت کو اتنی دیر مین کہ آپ آنکہہ نہ جہپکاؤ گے یا کسی طرف آپ نگاہ

کرین اور اودہر آنکھہ نہ پہیرنے پاوین حضرت سلیمانؑ کو یہ بات مستحیل نہ معلوم ہوئی اور اس دعویٰ کا اون کے انکار کیا بلکہ
اونکو اجازت دی اور وہ تخت اپنی جگہہ سے زمین مین دہنسا اور طرفۃ العین مین حضرت سلیمانؑ کے سامنے زمین شق
ہوئی اور وہ برآمد ہوا اور وسیط مین لکہا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اوس تخت کو وہان سے وہین ناپید کر دیا
اور اون کے روبرو موجود کر دیا ظاہر ہے کہ آصف پیغمبر نہ تھے تو یہ بات کرامت ہوگی معجزات مین داخل
نہین ہوسکتی۔

کرامت کا حدیث سے ثبوت

صحیحین مین مذکور ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھولے مین تین بچون نے کلام کیا ہی ایک حضرت عیسیٰ
بن مریم نے دوسرے ایک لڑکے نے جریج نام کے عہد مین تیسرے ایک بچہ نے اور جریج ایک عابد کا نام ہے
کہ قوم بنی اسرائیل مین سے تہا ایک دن وہ اپنے عبادت خانہ مین نماز پڑھ رہا تھا کہ اوسکی مان اوس سے ملنے کے لئے
آئی اور اوسکو اپنے پاس بلانے لگی جریج نے کہا اے پروردگار مین نماز پڑہتا ہون اور مان بلاتی ہے یہ کہکر پہر نماز
مین مشغول ہو گیا اوسکی مان نے دوبارہ آواز دی اور اوسنے وہی بات کہی مان نے تیسری بار پہر پکارا اور وہی جواب
پایا اور نماز مین جریج بدستور مصروف رہا اور مان سے ملاقات نکی اوسکی مان کو یہ امر بہت ناگوار گذرا اور اوس کے
حق مین بددعا کی کہ ای رب تو جریج کو نمار یوجب تک اسکی کسی فاحشہ عورت کے ہاتہہ سے رسوائی نہو جاے راوی
کہتا ہی کہ بنی اسرائیل مین جریج کی عبادت کا تذکرہ ہونے لگا اور اوس زمانہ مین بنی اسرائیل مین ایک عورت بدکار
تہی جسکے حسن کا شہرہ مثالون مین زبان زد تہا اوس نے لوگون سے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین اس شخص کی آزمایش کرون
اس ارادہ سے وہ جریج کے پاس آئی وہ مرد باخدا اوسکی طرف مائل نہوا اور وہان ایک چرواہا بہی رہا کرتا تھا جو جریج کی
عبادتگاہ کے تلے رات کو سویا کرتا تہا جب اوس فاحشہ کی طرف جریج نے التفات نکیا تو اوس نے اوس چرواہے
سے بدکاری کی اور حمل رہگیا دن پورے ہوئے تو بچہ جنی لوگون سے بیان کیا کہ یہ بچہ جریج کے نطفہ سے ہے بنی اسرائیل
کو یہ بات ناگوار گذری جریج کا مکان توڑ ڈالا اور بہت لعنت ملامت کی اور مارا جریج نے کہا کہ تم لوگون کا کیا حال
ہی اونہون نے کہا کہ تونے اس عورت فاحشہ کے ساتہہ زنا کی ہے کہ اوسکے ایک لڑکا تجہسے پیدا ہوا اوس نے کہا
کہ تم اوس لڑکے کو میرے پاس لے آو وہ لوگ لڑکے کو لے آئے جریج نے کہا کہ اوسکو یہان تک ٹہراؤ کہ مین نماز
پڑھ لون لوگون نے اوسکو ٹہرایا اور جریج نے نماز پڑہی اور دعا مانگی پہر بچہ کے سامنے آکر اوسکے بدن مین انگلی
گڑو کر کہا کہ ای بچہ تیرا باپ کون ہے وہ بولا فلان چرواہا میرا باپ ہے یہ کرامت دیکھکر بنی اسرائیل اپنے فعل پر
بہت شرمندہ ہوے اور جریج سے معذرت کی اور کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہارا مکان عبادت سونے یا چاندی سے
بنوا دین اوس نے کہا نہین بلکہ مٹی سے اوسکو بنا دو جیسا کہ وہ تہا بس اونہون نے ایسا ہی تیار کرا یا جیسا کہ تہا

مین بنا ہوا تھا اور دوسرے لڑکے کا قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک عورت کے پاس ایک بچہ تھا وہ اوسے
دودھ پلا رہی تھی کہ اتفاقاً ایک مرد سوار نہایت شکیل وجیہ خوش پوشاک اودہر سے گذرا وہ عورت بولی کہ
ای اللہ تو میرے بچہ کو مثل اسکی کردے بچہ نے اپنی مان کی چھاتیان چھوڑدین اور کہا کہ ای اللہ میرے تو مجھے ایسا
نہ کرنا یہ کہکر دودھ پینے مین مشغول ہوا ابو ہریرہؓ راوی اس حدیث کے کہتے تھے کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی جانب دیکھا تو آپ اوس لڑکے کی دودھ پینے کی کیفیت اپنے کلمہ کی اونگلی منھ رکھکر اوسکو چوس کر دکھاتے تھے
پھر اودہر سے ایک عورت نکلی اور اوسکے ساتھ بہت سے آدمی تھے کہ اوسکو مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے زنا
اور چوری کی ہے اور وہ یہی کہتی تھی کہ حَسْبِیَ اللّٰہ یعنی اللہ مجھکو کافی ہے یہ حال دیکھکر لڑکے کی مان نے کہا
کہ ای اللہ تو میرے بچہ کو اسکی مثل نکرنا بچہ نے کہا کہ اے اللہ تو مجھکو ایسا ہی کرنا اوسوقت بچہ کی مان نے اوس سے
کہا کہ جب ایک خوبصورت مرد نکلا تو مین نے دعا کی کہ اے اللہ تو میرے بیٹے کو اسکی مثل کرنا مگر تو کہتا ہے کہ ای اللہ
تو مجھکو مثل اسکی نکرنا بعد اوسکے ایک عورت نکلی اس حالت مین کہ لوگ اوسکو مارتے ہین اور کہتے ہین کہ تو نے چوری
اور زنا کی ہے مین نے دعا کی کہ اے اللہ میرے بیٹے کو مثل اسکی نکرنا اور تو نے کہا کہ اے اللہ تو مجھکو مثل اسکی کرنا لڑکے
نے کہا ہان سچ ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ وہ نوجوان ستمگار شریر آدمی تھا اسلیئے مجھے برا معلوم ہوا کہ مین ستمگار
ہوجاؤن اور اوس عورت نے زنا کی تھی نہ چوری ناحق اوسکے اوپر بہتان رکھا گیا تھا اس لئے مین نے کہا
کہ ای اللہ تو مجھکو مثل اسکی کرنا یہ قصہ سار التفسیر کبیر اور فتوح الشام مین بھی موجود ہے اور مسلمؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت
کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص جنگل کی زمین مین کھڑا تھا کہ ایک آواز ابر مین سنی کہ
کوئی کہتا ہے کہ فلان شخص کے باغ کو پانی دے پھر ایک طرف ابر چلا اور اپنا پانی پتھرون کی زمین مین برسایا اور ایک
نالی نے اون نالیون مین سے وہ سارا پانی جمع کرلیا اور وہ شخص اوس بہتے ہوئے پانی کے پیچھے چلا تاکہ معلوم کرے کہ
جسکے باغ مین پانی پہنچتا ہے وہ کون ہے باغ مین پہونچا تو ایک آدمی کو کھڑا ہوا دیکھا کہ پانی کو بیلچے کے ساتھ پھیرتا
تھا اس شخص نے اوس باغ والے کا نام دریافت کیا اوس نے اپنا نام بتایا جو اس شخص نے ابر مین سنا تھا پھر
باغ والے نے کہا کہ تم میرا نام کیون پوچھتے ہو جواب دیا کہ مینے ایک آواز اس ابر مین سنی ہے جسکا یہ پانی ہے کہ وہ
آواز اس ابر سے کہتی تھی کہ فلان شخص کے باغ کو پانی دے پس تم اس باغ مین کیا بھلائی کیا کرتے ہو جسکی وجہ سے
اس بزرگی کے لائق ہوے باغ والے بیان کیا کہ جسقدر چیزین پیدا ہوتی ہین اون مین سے تہائی تو اللہ کی
راہ مین دیا کرتا ہون اور تہائی اپنے اور تمام عیال کے خرچ مین صرف کرتا ہون اور تہائی اس باغ مین لگاتا ہون
اور انسؓ سے بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ مین اور ترمذیؒ نے بھی روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
بہت سے پراگندہ بال غبار آلودہ صاحب دو پرانے کپڑون کے ہین کہ نہین پروا کیجاتی اون کی اور نہ اون کی طرف

التفات کیا جاتا ہے بسبب حقارت کے مگر وہ جب قسم کہاوین کہ خدا ایسا کریگا تو اونکو اللہ اوس قسم مین
سچا کر دیتا ہے اور اوس کام کو کر دیتا ہے اور اس مضمون کی حدیث ابو ہریرہؓ سے صحیح مسلم مین بھی مروی ہے
اور ابو ہریرہؓ سے صحیح مسلم و بخاری مین مروی ہی کہ حضرت نے فرمایا ایک شخص ایک گائی کو ہانکتا تہا جب تہک گیا
تو اوسپر سوار ہوا گاے بولی کہ ہم سواری کے لئے نہین پیدا کئے گئے ہین بلکہ ہم کہیتی کے کام کے لئے پیدا کئے گئے ہین
جو لوگ وہان موجود تھے بولے کہ سبحان اللہ گاے بولتی ہے حضرت نے فرمایا کہ مین اسپر ایمان لاتا ہون اور ابو بکرؓ
و عمرؓ بھی ایمان لاتے ہین اور دونون اوس جگہ موجود نہ تہے اور مسلمؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کیا تم نے سُنا ہے کہ ایک شہر ایسا ہے کہ اوسکی ایک جانب جنگل ہے اور دوسری طرف
دریا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہان سُنا ہی یا رسول اللہ پہر فرمایا کہ قیامت برپا نہوگی یہان تک کہ اوس
شہر والون کے ساتھ ستر ہزار آدمی اولاد اسحاقؑ مین سے جنگ کرینگے اور اولاد اسحاق جسوقت اس شہر کا محاصرہ
کرینگی تو اوس شہر والون سے ہتہیارون سے جنگ نہین کریگی بلکہ کہیگی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو ایک جانب
اوسکی گر جائیگی اور دوسری بار یہی کہیگی تو دوسری جانب منہدم ہو جائیگی اور تیسری بار کہنے سے رستہ اوس
شہر مین داخل ہونے کو اون لوگون کے لئے ہو جاے گا اور وہ داخل ہو کر شہر کو لوٹ لین گے انتہیٰ بعض کے
نزدیک مراد اس شہر سے قسطنطنیہ ہی اور اسکا فتح ہونا بہی علامات قیامت سے ہے اور بعض کہتے ہین کہ
قسطنطنیہ بہت سے کشت و خون کے بعد مفتوح ہوگا یہ کوئی اور شہر ہوگا جو محض تکبیر اور تہلیل اور کرامت سے فتح ہو جائیگا

آثار و حالات صحابہ و تابعینؒ و اولیاے امت سے ثبوت

خلفاے راشدین اور صحابہ کی بہت سی کرامات کتب حدیث وغیرہ مین بالتفصیل مذکور ہین عبد الرحمن بن ابو بکرؓ سے
صحیح بخاری و مسلم مین مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اصحاب صفہ کو کہانا کہلانے کی ترغیب کے لئے
صحابہ سے فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو شخصون کا کہانا ہو تو وہ تیسرے کو لے جاوے اور جسکے پاس چار کا کہانا ہو تو
پانچوین کو یا چہٹے کو لیجاوے پس حضرت ابو بکرؓ تین شخصون کو لاے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس کو لے گئے
اور حضرت ابو بکر نے شب کا کہانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہایا پہر ٹہرے رہے یہان تک کہ عشا کی
نماز پڑہی گئی پہر رسول اللہ صلی اللہ کے گہر بیٹھکر کچھ رات گئے اپنے گہر کو آئے اون کی بی بی بولین کہ تم نے اتنی
تاخیر کیون کی کہ مہمان انتظار کرتے رہے حضرت ابو بکر بولے کہ کیا اونکو ابہی کہانا نہین کہلایا بی بی نے کہا کہ اونہون
نے تمہارے بغیر کہانے سے انکار کیا حضرت ابو بکر غصہ ہوئے اور قسم کہا کر کہا کہ مین اس کہانے کو ہرگز نہ کہاؤنگا
پہر اون کی بی بی اور مہمانون نے بہی قسم کہا کر کہا کہ ہم نکہائینگے حضرت ابو بکر پشیمان ہوے اور بولے کہ یہ
غصہ اور قسم کہانی میری شیطان کے اغوا سے تہی پہر کہانا منگایا اور سب نے کہایا حدیث مین اس بیان کے بعد

یہ عبارت ہے فجعلوا لا یرفعون لقمۃ الا ربت من اسفلہا اکثر منہا فقال لامراتہ یا اخت بنی فراس ما ھذا
قالت وقرۃ عینی انہا الآن لاکثر منہا قبل ذلک بثلث مرار فاکلوا وبعث الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فذکر انہ اکل منہا یعنی ہوے ابوبکر اور اون کے مہمان جو لقمہ اوٹہاتے اوس کے نیچے کہانا بڑہ جاتا ابوبکر نے اپنی بی بی
سے کہا ای بہن ابو فراس کی یہ کیا عجیب بات ہے کہ کہانا بڑہتا جاتا ہے اونہون نے کہا کہ قسم اپنی آنکہہ کی ٹہنڈک کی
کہ یہ کہانا پہلے سے اب سہ چند زیادہ ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور اونکی بی بی نے اور مہمانون نے اوسمین سے کہایا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہی بہیجا کہ اونہون نے بہی اوسکو کہایا اور امام مستغفری نے دلائل النبوۃ مین
جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی تہی کہ جب مین مرون تو
میری جنازے کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے دروازے پر لیجانا اور کواڑ مارنا اگر کہلجائین تو وہان دفن
کردینا جابرؓ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی تو وہان اونکا جنازہ لیگئے اور قبر نبی کے دروازے کے کواڑ مار کر عرض
کی یا رسول اللہ یہ ابوبکرؓ ہین اونہون نے آرزو کی تہی کہ مجہے حضور کے پاس دفن کرنا چاہیے پس دروازہ کہل گیا اور
آواز آئی کہ لے آو اونہین اور دفن کرو اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کسنے دروازہ کہولا اور کسنے آواز دی اور عمر رضی اللہ عنہ کی
بہت سی کرامات منقول ہین چنانچہ ایکبار مدینہ کے محلون مین آگ لگ گئی حضرت عمرؓ نے ایک پرچہ پر یہ مضمون لکہکر کہ ای
آگ اللہ کے حکم سے ٹہنڈی ہوجا اوسمین ڈلوا دیا وہ فوراً بجہ گئی اور ایکبار قیصر روم کا سفیر اون کے پاس آیا اور مکان
دریافت کیا سفیر کا خیال یہ تہا کہ اون کے رہنے کی عمارت نہایت عالی شان بادشاہون کی سی ہوگی لوگون نے بیان کیا
کہ وہ کہین جنگل مین دودہ دوہتے ہون گے وہ جنگل کو گیا تو دیکہا کہ حضرت عمرؓ کے سر کے تلے دُرّہ تکیہ کی جگہہ رکہا ہوا ہے
اور مٹی پر سو رہے ہین اس بات سے سفیر بہت متعجب ہوا اور دل مین سوچنے لگا کہ جس آدمی کے نام سے بادشاہان روی زمین
تہرّاتے ہین اور اوسکی دہشت سے اہل عالم کا زہرہ آب ہوتا ہے اوسکی یہ کیا حالت ہے اسوقت اکیلے پڑے ہین بہتر
یہ ہے کہ انکو قتل کرکے قصہ پاک کیا جاے کہ آدمیون کو ان کے ہاتہہ سے مخلصی حاصل ہوجاے جب یہ ارادہ دل مین
مضبوط کرکے تلوار نکالی تو غیب سے دو شیر ظاہر ہوئے اور سفیر کی طرف حملہ کرکے جہپٹے وہ ڈر کر سہم گیا تلوار ہاتہہ سے
ڈالدی حضرت عمرؓ بہی بیدار ہوگئے اور شیر غایب ہوگئے حال دریافت کیا تو سفیر نے سارا واقعہ بیان کیا اور اسلام
لے آیا اگرچہ یہ قصے اخبار احاد سے معلوم ہوئے ہین خبر متواتر کے ساتہہ منقول نہین مگر حضرت عمرؓ کے صاحب کرامات
ہونے مین شک نہین اس لیے کہ یہ بات بالتواتر معلوم ہو کہ انہون نے کبہی زینت دنیا کی طرف میل نہین کیا
اور تکلفات اور خدم و حشم اور ہر طرح کے ٹہاٹ اور دبدبہ کے سامان سے احتراز رکہتے تہے اور پہر شرق سے
غرب تک ملک فتح کرلیا لاکہون آدمیون کو دین اسلام مین داخل کردیا بڑے بڑے شہنشاہون کی سلطنتین خاک
مین ملادین کتب تواریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کے عہد سے اسوقت تک کسی آدمی کے ہاتہہ سے

ایسے مسلسل فتوحات ظہور مین نہین آئین باوجود اسکے کہ وہ نہایت بے تکلف تھے کیونکر ایسی فتوحات عظیم پر قادر ہوگئے
سو یہ سب اونکی اعلیٰ درجہ کی کرامت ہی اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین رسول نہین
محدثین ہین اور عمر رضی اللہ عنہ اون مین سے ہین اس مضمون مین اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ علم غیب مین سے کچھ
حصہ اونکو بھی حاصل ہوتا ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب جہجاہ الغفاری نے اون کے ہاتھ
مین سے لاٹھی چھین کر اپنے زانو سے دبا کر توڑ ڈالی تو مرض آکلہ اوس کے زانو مین پیدا ہوگیا اور امام مستغفری نے اپنی
اسناد سے نافع سے اور اونہون نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جسدن حضرت عثمان شہید ہوئے اوس شب مین
آنحضرت کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ اے عثمان تم ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے چنانچہ اوسی دن وہ مارے گئے
اور حضرت علیؓ کی کرامات مین سے ایک یہ کرامت منقول ہے کہ ایک غلام حبشی اون کے شیعون مین سے تھا اوسکو
کسی کی چوری کی پکڑا گیا حضرت علیؓ کے پاس اوسکو لائے اقرار کر لیا آپ نے اوسکا ہاتھ کٹوا ڈالا جب وہ اپنے مکان کو
لوٹا تو راستے مین سلمان فارسیؓ اور ابن کرا ملے غلام سے ابن کرا بولے کہ تیرا ہاتھ کسنے کٹوا ڈالا ہے اوس نے حضرت
علیؓ کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اونھون نے کٹوایا ہے ابن کرا بولے باوجودیکہ تیرا ہاتھ اونہون نے کٹوا ڈالا تو اونکی
مدح کرتا ہے غلام بولا کس لئے تعریف نہ کرون کہ اونہون نے حق بات کی اور مجھے دوزخ کی آگ سے نجات دلائی
سلمانؓ نے یہ سارا ماجرا حضرت علیؓ کے آگے بیان کیا اونہون نے غلام کو بلا کر اوسکے کٹے ہوئے ہاتھ کو جوڑ پر
رکھکر چادر سے چھپایا اور دعا شروع کی پس ایک آواز غیب سے ہوئی کہ چادر اوٹھاؤ جب وہ اوٹھائی تو وہ ہاتھ
جڑا ہوا پایا۔ اور امام مستغفریؒ نے اپنی اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک آدمی سے کوئی بات
پوچھی اوس نے جھوٹ بیان کیا آپ نے کہا تو نے جھوٹ بولا اوسنے کہا کہ مین نے جھوٹ نہین بولا جناب امیر نے
فرمایا اللہ سے دعا کرتا ہون کہ اگر تو نے جھوٹ بولا ہو تو اندھا ہو جاے اوسنے کہا ضرور ایسا کیجیے آپ نے
دعا کی وہ اندھا ہوگیا۔ اور خالد بن ولید کو خبر لگی کہ تمہارے لشکر مین لوگ شراب پیتے ہین وہ ایک رات تلاش کیلئے
سوار ہوکر خفیہ نکلے ایک آدمی گھوڑے پر سوار ملا جسکے پاس شراب کا مشکیزہ تھا پوچھا یہ کیا ہے کہا سرکہ ہے
خالدؓ نے کہا اللہ اوسکو سرکہ ہی کر دے وہ آدمی شراب لیکر دوستون کے پاس پہونچا اور بولا آج ایسی شراب
لایا ہون کہ اہل عرب نے کبھی آجتک نہ پی ہوگی جب اوسکو کھولا تو وہ حقیقت مین سرکہ ہی تھا لوگ بولے کہ
خدا کی قسم تم ہمارے واسطے سرکہ لائے تھے اوس نے قسم کھا کر کہا کہ مین سرکہ نہین لایا تھا بلکہ یہ دعاے خالد کا
اثر ہے مولوی جامیؒ نے شواہد النبوۃ مین اور شوکانیؒ نے قطر الولی مین بہت سی کرامات صحابہ کا تذکرہ کیا ہے اور
حکایات انکی کرامات کی ثقات کے ذریعہ سے نقل کی ہین اور اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کی کرامات کا ذکر بڑی
سند کے ساتھ کیا ہے اور کتب صوفیہ مین بہت سی کرامات اولیاے سلف و خلف کی مذکور ہین خصوصاً بعضے اکابر

مشائخ سے مانند حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کرامات ایسی حد کثرت کو پہونچی ہین کہ بیشمار
ہین چنانچہ اون کے زمانہ کے مشائخ سے منقول ہین کہ کرامتین آپ کی مانند رشتہ مروارید کی تہین کہ پے درپے
صادر ہوتی تہین —

دلائل عقلی سے ثبوت

اور دلائل عقلی بھی وقوع کرامت پر بہت سی قایم ہین **دلیل اول** یہ ہے کہ بندہ اللہ کا ولی اور دوست ہے
چنانچہ قرآن مین ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ؕ سن رکھو کہ جو لوگ دوست خدا کے ہین
نہ ڈر ہے اونپر اور نہ وہ غم کہاوین اور اللہ بندے کا دوست ہے چنانچہ فرماتا ہے اللہ ولی الذین آمنوا اللہ دوست
ہے ایمان والون کا اور دوسری جگہہ ہے وہو یتولی الصالحین وہی دوستی کرتا ہے نیک بندون سے اور ایک
جگہہ ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ تمہارا دوست اللہ ہے اور اوسکا رسول ذلک بان اللہ مولی الذین آمنوا
یہ سبب اسکے ہے کہ اللہ رفیق اون لوگون کا ہے جو ایمان لاے تو ثابت ہوا کہ اللہ بندے کا دوست ہے اور بندہ
اللہ کا دوست ہے اور نیز اللہ بندے کا حبیب ہے اور بندہ اللہ کا حبیب ہے جیسا کہ قرآن مین ہے والذین آمنوا
اشد حبا للہ ایمان والے زیادہ ہین محبت مین اللہ کی اور دوسری جگہہ قرآن مین ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب
المتطہرین اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنے والے اور خوش آتے ہین پاک کرنے والے اور جبکہ یہ ثابت ہوچکا تو جب بندہ
اپنی طاعت مین اس رتبہ کو پہونچ جاے گا کہ جو بات اللہ کی مرضی کے موافق ہے اوسے بجالاے اور جو خلاف مرضی ہے
اوس سے پرہیزگار رہے تو کچھہ بعید نہین ہے کہ اللہ تعالی وہی کرے جسکی خواہش اوسکے ولی کی ہو بلکہ اولی یہی ہے کہ اللہ
تعالی ایسے بندے کی مرضی وخواہش پوری کرتا رہے اس لئے کہ بندہ باوجود اپنے ضعف وعجز کے جبکہ خدا کی فرمانبرداری
مین کوتاہی نہین کرتا تو اللہ تعالی اپنی قدرت اور قوت کے ساتھہ کیونکر اوسکے ارادے کو یکبارگی پورا نہ کرسکیگا اسی لئے
قرآن مین فرماتا ہے اوفوا بعہدی اوف بعہدکم یعنی پورا کرو قرار میرا تو مین پورا کرون قرار تمہارا **دلیل دوم** یہ ہے
کہ اگر کرامت محال ہو تو اسکا استحالہ یا اسوجہ سے ہوگا کہ اللہ تعالی ایسے کام کرنے پر قادر نہین ہے یا اسوجہ سے کہ مومن
ایسے کام کی لیاقت نہین رکھتا اس لئے اللہ اوسے وہ عطا نہین کرتا پہلی صورت مین قدرت الہی مین عیب لگتا ہے
اور یہ کفر ہے اور دوسری صورت باطل ہے اس لئے کہ اللہ کی ذات وصفات اور احکام واسما کی معرفت اور
اوسکی محبت وطاعت اور اوسکی حمد وتوحید پر مواظبت اعلی واشرف ہے اور مومن کی دعا سے بلا کا ٹلنا اور دشمن پر
فتح پانا اور کسی بے زبان کا بولنا اوس سے کچھہ مناسبت نہین رکھتا پس جبکہ اللہ تعالی نے مومن کو وہ اعلی نعمتیں بلا
سوال مرحمت کین تو وہ ادنی چیزون کو سوال کے وقت کیونکر عطا نہین کرسکتا ہے **دلیل سوم**
ومسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ما تقرب الی عبدی

بشیٔ احب الی افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ
الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا یعنی میرے بندے نے
فرایض کے ذریعہ سے جو مجھکو بہت محبوب ہین میرا قرب حاصل کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کرتا
ہی رہا یہانتک کہ مین بھی اوس بندے سے محبت کرنے لگتا ہون اور جبکہ مین اوس بندے سے محبت کرتا ہون تو مین
اوسکی شنوائی بن جاتا ہون جسکے ذریعہ سے وہ سُنتا ہے اور اوسکی نظر بن جاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکا
ہاتھ ہوجاتا ہون جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پاؤن ہوجاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے یہ حدیث دلالت کرتی ہے
اس بات پر کہ ولی کے عضو مین سواے اللہ کے اور کا حصہ باقی نہین رہتا اگر غیر کا حصہ باقی رہتا تو اللہ یہ نفرماتا
کہ مین اوسکی شنوائی اور بینائی اور ہاتھ اور پاؤن بن جاتا ہون شوکانی نے قطر الولی مین کہا ہے کہ تقرب اللہ تعالی
کی طرف صلوٰۃ نافلہ کے ذریعہ سے تمام وقتون مین عمدہ عبادات مین سے ہے مگر وہ اوقات مین ایسا نہین اور
جو شخص ان مین کثرت کرتا ہے اوسکو اوسی قدر اللہ کے ساتھ تقرب حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالی ان کے ذریعہ سے
اوسکو دوست رکھتا ہے - اور جبکہ یہ ثابت ہوگیا تو معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مقام بہت ہی برتر ہے اور بہتر ہے اس سے
کہ ولی کی دعا سے بلا ٹلجاے اور دشمنون پر فتح حاصل ہوجاے اور کوئی بے زبان باتین کرنے لگے جبکہ اللہ بندہ کو
اوس درجہ تک اپنی رحمت سے پہونچا دے تو پھر کیا بعید ہے کہ اوسکی دعا سے بلا ٹالدے اور دشمنون کو مغلوب
کردے اور کسی بے زبان کے لئے زبان کھولدے ابن حجر نے فتح الباری مین کہا ہے کہ بعضے جہلا اہل ریاضت مین سے
اس حدیث کے ساتھ استدلال و سند کرکے کہتے ہین القلب اذا کان محفوظا مع اللہ تعالی کانت خواطرہ
معصومۃ عن الخطاء یعنی جبکہ دل اللہ تعالی کے ساتھ محفوظ ہوگیا تو سارے خطرات اوسکے خطا سے معصوم ہون گے
مگر اسکو اہل تحقیق رد کرتے ہین اور کہتے ہین لا یلتفت الی شیٔ من ذلک الا اذا وافق الکتاب والسنۃ والعصمۃ
انما ہی للانبیاء ومن عداہم قد یخطی فقد کان عمر رضی اللہ رأس الملہمین ومع ذلک کان ربما
رای الرای فیخبرہ بعض الصحابۃ بخلافہ فیرجع الیہ ویترک رایہ فمن ظن انہ یکتفی بما وقع فی خاطرہ
مما جاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فقد ارتکب اعظم الخطاء اما من بالغ منہم فقال حدثنی قلبی عن ربی
فہو اشد خطاء فانہ لا یأمن من ان یکون قلبہ انما حدثہ عن الشیطان واللہ المستعان انتہی کلام
الفتح یعنی ایسی باتون کی طرف التفات نکرنا چاہیے مگر جبکہ قرآن و حدیث کے ساتھ موافق ہو اور عصمت ذات پاک
انبیا کے ساتھ مخصوص ہے اور اون کے سوا اور تمام آدمی خطائین کرتے ہین دیکھو عمر رضی اللہ عنہ تمام مسلمانون کے سردار
تھے پھر بھی اکثر معاملات مین راے دیتے اور بعض صحابہ اون کی راے سے مخالفت کرتے تو وہ اپنی راے کی خطا
تسلیم کرلیتے اور اوس سے پھر جاتے پس جو کوئی یہ خیال کرے کہ میرے دل مین جو کچھ آتا ہے وہ مجھے رسول علیہ السلام

کی خیر سے کفایت کرتا ہے تو یہ خطا پر ہے اور پہر جو انہین سے اتنا مبالغہ کرتا ہے کہ میرا دل جو کچھ بیان کرتا ہے وہ اللہ کیطرف
سے بیان کرتا ہے تو یہ بہت بڑا خطا کار ہے اسکو کیا خبر ہے کہ جو کچھہ اسکے دل نے بیان کیا ہے وہ شیطان کیطرف
سے نہین ہے اس بات سے مامون رہنے کی کون سی صورت ہے۔ **دلیل چہارم** بخاری و مسلم مین جو ابو ہریرہ رضی سے
حدیث قدسی مروی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جس نے ایذا دی میرے ولی کو مین اوسکو خبردار کرتا ہون ساتھ لڑائی کے
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اولیاء اللہ کا ایسا درجہ ہے تو پہر کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالی کوئی کرامت اون کے
ہاتھ پر ظاہر کر دے جیسے اون کی دعا سے بلا کا ٹلنا اور دشمنون پر فتح پانا اور کسی بیزبان کا بولنا اور کسی درندہ کا مسخر
ہو جانا اور کہانا پانی اونہین غیب سے پہونچنا جو اوس درجہ سے بدرجہٗ اولی کمتر ہے **دلیل پنجم** یہ بات
سب پر ظاہر ہے کہ جب کسی آدمی کو کوئی بادشاہ کسی کام کے ساتھ خصوصیت عطا کرتا ہے اور اوسکو اجازت
دیتا ہے کہ ہمارے دربار مین حاضر ہوا کرے تو شک نہین کہ یہ شخص ایسے ایسے معاملات اور کارروائیون پر قادر
ہو جاتا ہے جنپر وہ لوگ جو بادشاہ کی خدمت مین تقرب نہین رکہتے قادر نہین ہوتے بلکہ حق یہ ہے کہ قرب کا حاصل
ہونا ہی مشکل ہے اور جب وہ حاصل ہو چکا تو پہر ایسے مناصب کے حصول مین دقت نہین ہوتی اور جبکہ خدای تعالی
کی جناب مین کہ وہ مالک الملوک ہے تقرب حاصل ہوا تو پہر یہ کیونکر ممکن نہین کہ صاحب تقرب کے ہاتھہ سے کرامات
اس عالم مین ظہور پائین باوجودیکہ اس عالم کے تمام معاملات اللہ تعالی کے قرب اور معارف کے سامنے ہیچ ہین
دلیل ششم ظاہر ہے کہ افعال روح سے صادر ہوتے ہین نہ بدن سے پس جب بندہ طاعت الہی کی
مواظبت کرتا ہے تو وہ ایسے مقام پر پہونچ جاتا ہے جسکی نسبت اللہ ارشاد کرتا ہے کہ میری بینائی اور شنوائی اوسکی
بینائی اور شنوائی اور میرا ہاتہہ اور پاؤن اوسکا ہاتہہ اور پاؤن ہو جاتا ہے اور جبکہ نور جلال الہی اوسکی بینائی بن جاتا
ہے تو وہ نزدیک و دور کو دیکھہ سکتا ہے اور جب یہ نور اوسکی شنوائی بن جاتا ہے تو دور و نزدیک کی بات سن سکتا
ہے اور جبکہ یہ نور اوسکا ہاتہہ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان اور دور و نزدیک پر قدرت رکہتا ہے اور جبکہ یہ نور
اوسکا پاؤن ہو جاتا ہے تو مسافت دور و دراز کو پل مارنے مین طے کر سکتا ہے **دلیل ہفتم** یہ دلیل
مبنی ہے قوانین حکمت و فلسفہ پر تفصیل اسکی یہ ہے کہ جوہر روح جنس اجسام مین سے نہین ہے جسکے بگڑ جانے کا اندیشہ
ہوتا ہے بلکہ وہ جواہر ملائکہ اور عالم آسمانی کی قسم سے ہے اور مبرا ہے خرابی اور بگڑنے سے مگر چونکہ روح بدن
سے متعلق ہو جاتی ہے اور اوسکی تدبیر و تصرف مین رہتی ہے اس لئے اپنی اصلی حالت کو بہول جاتی ہے
اور بالکل بدن کے مشابہ ہو جاتی ہے اس لئے اوسکی قوت گہٹ جاتی ہے کہ کوئی مشکل کام اوس سے صادر
نہین ہو سکتا پس جبکہ ریاضت کی وجہ سے معرفت و محبت الہی کی خوگیر ہو جاتی ہے اور بدن کی تدبیر و تصرف
کی طرف سے توجہ اوسکی کم ہو جاتی ہے اور انوار ارواح مقدسہ آسمانی اوسمین چمکنے لگتے ہین تو اوسکو بہی

ارواح آسمانی کی طرح قوت اس عالم کے اجسام مین تصرف کرنے کی پیدا ہو جاتی ہے اور نور معرفت صمدی
کی مدد سے ہیولاے عالم دنیا مین ہر طرح کا تصرف کر سکتی ہے اور اسی سے مراد کرامت ہے۔
شاہ ولی اللہ دہلوی رح نے حسن العقیدہ مین لکہا ہے کرامات الاولیاء وهم المومنون العارفون بالله وصفاتہ
المحسنون فی ایمانهم حق یعنی کرامات اولیا کی اور وہ لوگ ایمان لانے والے ہین پہچانتے ہین اللہ تعالی کو اور
اوسکی صفات کو احسان کرنے والے ہین اپنے ایمان مین حق ہے اور شاہ صاحب رح نے حجۃ البالغہ مین کہا ہے کہ کرامات
اولیا منجملہ اون امور کے ہے جو کتاب و سنت سے ظاہر ہوئے ہین اور پہر یہ کہا ہے کہ ہم ان سب امور پر کہ جن مین
کرامات اولیا بہی شامل ہے اللہ کی حجت کے بموجب ایمان لائے ہین اور ہمارے نزدیک دلائل معقول بہی اوسکے
شاہد ہین پس بیان سے ثابت ہوا کہ سید احمد خان نے جو اپنی تفسیر مین لکہا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب رح نے
کرامات اولیا سے انکار کیا ہے بالکل کذب و افترا ہے اصل یہ ہے کہ دو فرقے ہین ایک تو فرقہ نیچریہ جنمین سے
ہندوستان مین سید احمد خان سر بر آوردہ ہین دوم فرقہ تہیوسوفٹ فرقہ نیچریہ کا تو یہ اعتقاد ہے کہ جملہ بعثت
اور مذہب لغو اور باطل اور محض تضییع اوقات ہے اور معجزات کرامات خوارق عادات سب غلط اور بے اصل ہین
اور تہیوسرا فرقہ تہیوسوفٹ اسکا مطلب نیچریہ سے بہی زیادہ فریب دہی کا ہے یعنی یہ لوگ معجزات و کرامات کو برحق
اور صحیح مانتے ہین اور پہر ثابت کرتے ہین کہ ہر ایک آدمی مین یہ قوت خدا نے پیدا کی ہے جو خرق عادت کے
امور کر سکتی ہے اور جسقدر انبیا اور صاحبان اعجاز گذرے ہین سب اسی مسمریزم کے ذریعے سے خلایق کو دہوکا
دیتے تہے اور آپ کو موید من اللہ اور رسول اور نبی بیان کرتے تہے اب دیکہئے کہ یہ فرقہ بہ نسبت دہریہ اور نیچریہ کے
زیادہ تر ارباب ہدایت کا دشمن ہے اس لئے کہ دہریہ کا یہ قول کہ ہرگز کسی شخص سے خلاف عادت اور خلاف عقل
ظاہری کوئی فعل صادر نہین ہوتا اسکو تو شاید سچی سچی تاریخین اور لاکہون مشاہدات اور بچشم دید امور باطل بہی
کر دین اور یہ دشمن دوست نما جو سب کرامات کو مسلم مان کر پہر اونکی عظمت کو باطل کرنیکا ارادہ کرتے ہین انکی
فریب دہی پہلے فرقہ سے زیادہ ہے لیکن جو لوگ اپنے پچہلے علوم سے آراستہ ہین وہ خوب جانتے ہین کہ پچہلے زمانہ مین
بہی یہ دونون فرقے تہے اور ہمیشہ انکی ابطال اور رد ہوا کی ہے کچہہ نئی بات نہین ہان جدید اوسی شخص کو معلوم ہوتی
ہے جسکو اپنے قدیم علوم سے بالکل اجنبیت ہے اہل اسلام کے علوم ایسے مضبوط اور مستحکم ہو چکے ہین کہ اون دونون فرقون
کے رد مین صدہا کتب موجود ہین۔ اور بہت سے ولی اللہ رحمہم اللہ ایسے بہی گذرے ہین کہ اون سے ایک کرامت بہی
صادر نہین ہوئی تو اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ وہ بزرگان طریقت ولی اللہ نہ تہے کیونکہ صدور کرامات ولی
ہونیکو شرط لازم نہین ہان البتہ استقامت علی الدین ولایت مین شرط ہے جیسا کہ تعریف ولی سے کہ اہل عقائد و
اہل تصوف لکہتے ہین سمجہا جاتا ہے الولی هو العارف بالله وصفاته بما یمکن له المواظب علی الطاعات المجتنب

عن السیئات المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات انتہی ما فی شرح الفقہ الاکبر اس
عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ولی اوسے کہا کرتے ہین جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف ہو بقدر طاقت بشری
اور ولی کی نشانی یہ ہے کہ زہد اور تقویٰ اختیار کرے اور یاد حق مین ہمیشہ مشغول رہے خلاف طریقت وسنت نبوی
کے کوئی کام نکرے اور لذات وشہوات مین منہمک نرہے اعتماد اوسکا خداے کریم پر ہو ماسوی اللہ سے بالکل قطع تعلق
لیا ہو امید کسی طرح کی سواے اوس ذات پاک کے دوسرے سے نرکھے عشق ومحبت نے اوسکے ظاہر وباطن مین بقدر
تفاوت مراتب سرایت کیا ہو پس ولی کے واسطے مواظبت علی الطاعات شرط ہو اور اسی مواظبت کو استقامت
عرف مین کہتے ہین اور بغیر اس استقامت کے ولی ہونا ممکن نہین پس طالب صادق کو چاہیے کہ طالب استقامت کا
رہے نہ طالب کرامت کا کیونکہ نفس خواہش کنندہ اور طالب کرامت کا ہے اور پروردگار تیرا تجہسے استقامت
طلب کرتا ہے جیسا کہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین اصحاب طریقت ابو علی جرجانی سے نقل کرتے ہین کن طالبا
للاستقامۃ لا طالبا للکرامۃ فان نفسک متحرکۃ فی طلب الکرامۃ وربک یطلب منک الاستقامۃ
انتہی ما فی شرح فقہ الاکبر اور پہر اوسی کتاب مین شیخ شہاب الدین سہروردی سے نسبت عطا ہونے خرق
عادات یعنی کرامات کے جو بزرگون کو بعض اوقات مین فضلاً من اللہ ہوتی ہین لکہتے ہین کہ حکمت اس کرامات کے
عطا ہونے مین اور فائدہ اس خرق عادات کے صادر ہونے کا بزرگان موصوفین کو یہ تہا کہ انکی اس خرق عادت
وکرامت کو آثار قدرت دیکہکر یقین زیادہ ہو اور عزم زہد اور ارادہ موجبات حرص وہوا سے خارج ہونے پر دنیا
مین قوی ہو اور عبارت اوسکی یہ ہے والحکمۃ فیہ ان یزداد بما یری من خوارق العادات وآثار القدرۃ
یقینا فیقوی عزمہ علی الزہد فی الدنیا والخروج من دواعی الہوی اور یہ بہی یاد رہے کہ کرامت اولیا
اللہ کی حقیت اون کی زندگی مین ثابت ہے اور صدور کرامات کے بعد ممات کے حق ہونے مین کوئی معتبر روایت کسی
کتاب فقہ وعقائد کی نظر سے نہین گذری باقی اشارۃً موافق تصریح شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اوس کی حقیت کی
بطلان سمجہی جاتی ہے کس لئے کہ اب صدور کرامات یعنی خرق عادات سے اون بزرگون کو کچہ فائدہ نہین کیونکہ وہ
بزرگان دین اس دار المحن اور دار الفراق سے دار العشرت اور دار الوصال کو ہو پہنچے اب کوئی درجہ یقین کی زیادتی
کا باقی نہین رہا اور یہ جو اعتقاد بعض جہلا کا ہے کہ جو خرق عادت حالت حیات مین صادر ہوتی ہے خلاف اہل سنت
وجماعت کے ہے خصوصاً ہمارے فقہاے حنفیہ کے اصول کی بنا پر محض باطل ہے جیسا کہ ماہر کتب عقائد وفقہ پر پوشیدہ
نہین ہے اور علم تصوف مین بہی ایسا ہی لکہتے ہین۔ امام نجم الدین عمر نسفی سے سوال ہوا کہ یہ جو حکایت ہو کہ کعبۂ معظمہ
ایک ولی کی زیارت کو جاتا تہا یہ کہنا جائز ہے یا نہین۔ مفتی ثقلین نے جواب مین کہا کہ خرق عادت بطریق کرامت
کے اہل ولایت کے لئے اہل سنت کے نزدیک جائز ہے۔

کرامت کی قسمین

کرامت کی بہت سی قسمین ہین بعض جزئیات کرامت کی تفصیل ذیل مین ذکر کرتا ہون (۱) مسافت بعیدہ کا
تہوڑی ہی دیر مین طے کرنا نہر الفائق مین لکہا ہے کہ مسافت بعیدہ کا طے کرنا زمانہ قلیل مین کرامت مین داخل نہین
شارح کہتا ہے لیکن شرح عقاید نسفی مین ملا سعد الدین تفتازانی رح نے طے مسافت کو کرامت مین داخل کیا ہے
امام نجم الدین رح کی متابعت سے علامہ عبد البر رح ابن شحنہ نے شرح وہبانیہ کی کتاب السیر مین اس قول کو منظوم کرکے
پاس لکہا ہے ؎ ومن لولی قال طی مسافة * یجوز جھول ثم بعض یکفر + اثباتها فی کل ما کان خارقا
عن النسفی النجم یروی وینصر + یعنی جو ولی کے واسطے طے مسافت کو جایز کہے وہ جاہل ہے پہر بعض علما اسکو کافر
کہتے ہین اور اثبات کرامت کا ہر امر خارق عادت مین خواہ طے مسافت ہو یا غیر اسکے نجم الدین نسفی سے منقول اور
مشہور ہے یعنی اس قول کی نصرت اور تایید امام محمد رح کے اس قول سے ہے انا نؤمن بکرامات الاولیاء - ہم
تصدیق کرتے ہین کرامات اولیا کی - شارح وہبانیہ رح کہتا ہے کہ طے مسافت بعیدہ کو زمانہ قلیل مین ولی کیلئے
بعض علما جایز نہین کہتے اور اوسکے مجوز کو جاہل کہتے ہین اور بعضے کافر اسی طرح ظہور معجزات کبار کا مانند احیاے
میت اور عصا کو سانپ کر ڈالنا اور انشقاق قمر اور انگلیون سے جوش مار کر پانی بہنا اور طعام قلیل مین جماعت
کثیر کو سیر کر دینا بطریق کرامت کے ناجایز جانتے ہین اور حق یہ ہے کہ جو شخص مسافت بعیدہ کے قطع کرنیکا
اور اون کامون کا جو انسانون کی طاقت سے باہر ہین کرامت نہین جانتا بلکہ افعال شیطانیہ اور تصرفات ابلیسیہ
مین سے تصور کرتا ہے وہ غلطی پر ہے اسلئے کہ جو شخص مجاب الدعوات ہے اوسکو خدا سے مسافت بعیدہ کا تہوڑی سی
عرصہ مین قطع کرا دینے کا سوال کرنا اور ایک لحظہ مین دور و دراز شہر مین پہنچ جانیکی دعا کرنا ممتنع نہین اللہ
تعالیٰ بڑا قادر ہے اوسکے نزدیک ایسے داعی کی دعا قبول کر لینا محال نہین ہے جس شخص نے حلیہ ابو نعیم اور صفوۃ
الصفوۃ ابن جوزی رح کو ملاحظہ کیا ہے اوسکے نزدیک اس بات کی صحت مین کلام نہین اور اجابت دعا کی سب سے
بڑی کرامت ہے جسکو اللہ تعالیٰ اس کرامت کے ساتھہ ممتاز کرے وہ ہر کام کی بڑا اوہیا ہوتا دعا کر سکتا ہے کتب
حدیث و سیر مین اس قسم کے معاملات بہت سے موجود ہین اور انبیاے سابقین کی امتون مین بہی اولیاء اللہ
بہت سے گذرے ہین اور اون سے ایسی کرامات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم تک پہونچے ہین اور
توراۃ و انجیل و زبور مین بہی ایسی حکایتین موجود ہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون پر ہر طرح کا
فضل کرتا ہے ہمکو یہ لایق نہین کہ کسی چیز کا انکار کرین جب تک شرع کے مخالف نہو یا ان شرع کے خلاف ہنوا اسکو
تسلیم نہ کرنا چاہیے اور صرف اسوجہ سے کہ ایسے عظیم الشان کامون کا انسان ضعیف البیان کے ہاتہہ سے
سرانجام پانا کیسے ممکن ہو سکتا ہے کرامات سے انکار کرنا انصاف اور ادب کا خون بہانا ہے تمنے اکثر دیکہا

ہوگا کہ اگر کسی بزدل کے سامنے کسی بہادر کے کارنامے بیان کئے جاتے ہین تو وہ اوسے بہت بعید جانتا ہے
اور وجہ اوسکی یہ ہوتی ہی کہ اوسکی طبیعت جو بزدل واقع ہوئی ہے وہ ایک ادنیٰ سے شجاعت کی متحمل بہی نہین
ہوسکتی تو وہ پہر کیسے ایک سخت کام کو قبول کریگی اور اگر کسی کنجوس کے سامنے کسی فیاض کی فیض رسانی بیان کیجای
تو وہ بوجہ اسکے کہ اوسکی طبیعت کو لگاؤ اوس سے نہین ہوتا ضرور اوسے تعجب سے سنیگا اور قبول نہ کریگا اسی طرح
اور صنائع و بدائع کا حال ہی جو اوس سے نابلد ہوتا ہے وہ مشکل سے قبول کرتا ہے اور متعجب ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ
کی عنایات کو کسی مقام پر اپنے بندون کے ساتھ دریغ نہین ہے دیکھو بعضے بندون کو نبوت مرحمت کی اور
خلق کے اور اپنے درمیان مین پیغام رسان اور واسطہ بنایا اور بعضون کو سلطنت اور ملک عطا کیا اور تمام عایا پر
تفوق عطا کیا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ سلطان غیر شریف الاصل ہوتا ہے چنانچہ ملک مصر اور شام اور حرمین وغیرہ
شاہان چراکسہ کو دیا جو غلام تھے اور بازار مین بیچنے کے لئے حاضر کئے جایا کرتے تھے اور تہوڑے سے زمانہ کے بعد
اعلیٰ درجہ کے شہنشاہ بن گئے ایسے ہی بنی قلاؤن کو کہ ترکون کے بادشاہی عطا کی اور بنی بویہ کو کہ مچھلیان پکڑنے
والے کی اولاد تھے خلفاء عباسیہ اور رعایاے ممالک پر حکمران کیا ہندوستان جیسی عظیم الشان سلطنت کو بھی
تحت قدم غلامون کے رکھا تہا اور ہم انسان سے درگذر کرین کہ وہ اشرف المخلوقات ہی اور حیوانات کو دیکھین تو اونمین
یہی حالت جاری ہے جو شجاعت شیر کو دی ہی وہ اور کسی ذی روح مین کب ہی اور یہ اللہ کی بڑی مہربانی اور عنایت
ہی اسی طرح کسی کو جثہ قوی دیا ہے کسی کو قوت بڑی عطا کی ہے کسی کو حُسن صورت کے ساتھ آراستہ کیا ہے کسی کو ہوا مین
اوڑنا نصیب کیا ہے کسی کو پانی مین اوڑنے کی طاقت بخشی اور جو کوئی خدا تعالیٰ کی عنایات صحابہ کے حق
مین نظر غور سے ملاحظہ کرے تو اوسے پہر اولیا کی کسی بات مین تعجب نہ رہے جامی رح نے شواہد النبوۃ مین اور شعرانی
نے قطر الولی مین پوری طرح سے صحابہ کی کرامات کو بیان کیا ہے اور تابعین اور تبع تابعین وغیرہ کے خوارق کو ثقات کے
ذریعہ سے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے حاصل یہ ہے کہ جو کوئی خیر و شر قدر پر ایمان رکھتا ہے اور طاعات بجالاتا ہی
اور منہیات سے بچتا ہے اوس سے جو کوئی کرامت کی بات ظہور کرے اور شرع کے مخالف نہو تو سمجھنا چاہیے کہ یہ
اللہ کی بخشش ہی انکار اسکا کسی مسلمان کو حلال نہین ہی اور جو کوئی اسکے برعکس ہو وہ ولی نہین ہی اور نہ اوسکی
ولایت رحمانی ہی بلکہ کرامت اوسکی تلبیس ابلیس ہی اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین اس لئے کہ بہت سے ایسے
آدمی ہوتے ہین کہ جن یا کوئی روح خبیث اونکی خدمت گذاری کرتی ہی اور اون کی خواہشات کو پورا کرتی ہی پس اس
باب مین میزان قرآن و حدیث مین جو انکا متبع ہو وہ معتمد علیہ ہی اور جو انکی راہ پر نہین وہ شیطان کا نائب ہے
خلاصہ کلام یہ ہی کہ طے مسافت کرامت مین داخل ہی اور اوسکا معتقد جاہل یا کافر نہین اور شرح مسلم الثبوت کے
تتمہ خاتمہ مین بحر العلوم نے لکھا ہے ابدال مین سے ایک بزرگ کا روم یا شام مین انتقال ہوا اوسکے جنازہ کی

نماز کے لئے قطب الوقت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الشریف ایک یا نصف ساعت مین وہان پہونچگئے اور آپ کا مقام زمین عراق مین تہا۔ امام الحرمین نے کہا ہے کہ قول پسندیدہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ خوارق عادت بطریق کرامت کے جایز ہین سواے اوس امر کے جو بدلیل قطعی ممنوع الوقوع ہے جیسے قرآن کی برابر دوسرا کلام ظاہر کرنا اور حق تعالی نے ہمکو قرآن مین آصف ابن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام سے خبردی ہو جبکہ سلیمان علیہ السلام نے کہ وہ ملک شام مین تشریف رکہتے تہے چاہا کہ بلقیس کے تخت کو جو یمن مین تہا اوس کے آنے سے پیشتر یہان حاضر کردیا جاے حق تعالی کو منظور ہوا کہ آصف کا مرتبہ لوگون پر ظاہر ہو جائے اور کرامات اولیا کے حق ہونے کا سب اعتراف کرنے لگین جب بلقیس نے اپنے ملک سے روانہ ہوکر منزل بمنزل طے کرکے لشکر حضرت سلیمان سے ایک فرسنگ پر آکر قیام کیا اور حضرت سلیمان نے ملکہ کے آنے کی خبر پائی تو اہل مجلس سے فرمایا کہ کون ہے تم مین سے ایسا جو بلقیس کے تخت کو اوسکے آنے سے پہلے میرے پاس لائے قال عفریت من الجن انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک ایک دیو عفریت نے عرض کی کہ مین اوسکو اس سے پیشتر لاؤنگا جو حضور اس مقام سے اوٹہین اور حضرت سلیمان صبح سے زوال تک مجلس حکم مین بیٹہتے تہے حضرت سلیمان نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اس سے بہی جلد پہونچے آصف بن برخیا جو وزیر اعظم تہے اور اسم اعظم الہی جانتے تہے بولے انا اٰتیک بہ من قبل ان یرتد الیک طرفک مین اس سے پیشتر لاؤنگا جو تم پلک مارو اور پہر آنکہہ کو کہولو چنانچہ آصف نے وہ تخت یکبارہ راہ سے لاکر حاضر کیا حضرت سلیمان نے جب تخت بلقیس کا اپنے روبرو دیکہا تو فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے وہ مجہکو آزماتا ہے کہ مین شکر کرتا ہون یا کفران نعمت اور چونکہ آصف پیغمبر نہ تہے اس لیئے یہ معجزہ نہین کہلائیگا۔ پس یہ اون کی کرامت ٹہری (۲) غیب سے کہانے پینے کی چیزون کا ظاہر ہونا اور کپڑا حاجت کے وقت غیب سے میسر آنا چنانچہ حق تعالی نے قرآن مجید مین بی بی مریم کے حق مین فرمایا ہے جب بی بی مریم بڑی ہوئین تو بولین کہ مین مسجد کی خدمت اور عبادت کے لائق ہون۔ حضرت زکریا اونکو مسجد مین لائے اور حجرہ بنایا کہ بغیر زینہ کے کوئی جا نہ سکتا تہا۔ جب حضرت زکریا مسجد سے باہر جاتے تہے تو بی بی مریم زینہ کو اوپر کہینچ لیتی تہین اور وہ در کو مقفل کرجاتے تہے فلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا یعنی جب حضرت زکریا آتے تو کہانا اون کے پاس دیکہتے قال یا مریم انی لک ہذا پوچہتے اے مریم یہ تیرے پاس کہان سے آیا وہ کہتین ہو من عند اللہ یعنی اللہ کے پاس سے (۳) پانی پر چلنا۔ تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن حضرمی کو ایک لڑائی پر بہیجا رستے مین ایک گہری ندی ملی اونہون نے اللہ بزرگ کے نام کے ساتھہ دعا کی اور پانی پر چلنے لگے۔ خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے حالات مین نفحات الانس مین لکہا ہے

کہ شیخ الاسلام احمد جام چشت کے رستے مین ایک دریا پر پہونچے جو بہرا ہوا جاتا تہا مریدون سے کہا بسم اللہ
الرحمن الرحیم کہکر آنکہین بند کرو پس جسنے جلدی آنکہہ کہولدی اوس کے جوتے بہیگ گئے اور جس نے
ذرا دیر سے کہولی اوس کے جوتے خشک رہے اور سب نے اپنے آپکو دوسرے کنارہ پر پایا اور اخبار الاخیار مین لکہا ہے
کہ خواجہ حسین ناگوری (جو بہت بڑے عالم اور درویش کامل تہے اور اول روضہ خواجہ معین الدین چشتی پر انہین
اونہین نے عمارت کی بنا ڈالی تہی) سماع کی حالت مین جنگل کیطرف نکل گئے اور ایک ہنگی جو اون کے ہاتہہ پر اسلام
لایا تہا اور ایک قوال بہی اون کے پیچہے پیچہے ہولئے ناگور کے باہر ایک گہرا تالاب ہے خواجہ اوسی حالت مین اوس تالاب پر
اس طرح چلنے لگے جیسے پانی پر چلتے ہین اور ہنگی اون کے پیچہے پیچہے اوس پانی پر چلنے لگا مگر قوال رک رہا۔ شیخ اکبر خضر
علیہ السلام کے حالمین بیان کرتے ہین رأیت منہ ثلث اشیاء من خرق العوائد رأیت یمشی علی البحر
وعلی الارض ورأیت یصلی فی الھواء یعنی مینے دیکہا کہ وہ دریا پر چلتے تہے اور مسافت بعید کو تہوڑے سے
عرصہ مین طے کرتے تہے اور ہوا مین نماز پڑہتے تہے (۴) ہوا مین اوڑنا چنانچہ جب غزوہ موتہ مین زید شہید ہوئے
تو اونکا علم جعفر بن ابی طالب نے اپنے ہاتہہ مین لیلیا کفار نے اون کے اتنے زخم پہونچائے کہ دونون ہاتہہ کٹ کر
گرگئے حضرت جعفر صرف شانون سے مقاتلہ کرتے رہے یہان تک کہ روح نے بدن سے مفارقت کی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اون کے حالات پر مطلع ہوکر فرمایا کہ جعفر شہید ہوگئے اور اللہ تعالی نے اونہین جنت عطا کی اور دونون
ہاتہون کی عوض دو پر دار بازو یاقوت سرخ کے دئیے ہین تاکہ فضائے جنت مین اون سے اوڑتے پہرین یہ حدیث
ترمذی اور حاکم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے اور ابن سعدؒ نے طبقات مین حضرت علی سے مرفوعًا روایت
کی ہے اور طبرانی نے حسنؓ سے روایت کیا ہے۔ بعضے علمانے اسکو ظاہر ہی پر حمل کیا ہے مگر محققین نے
صفت ملکی اور قوت روحانی کے ساتہہ تاویل کی ہے اور حق یہ ہے کہ ہوا مین اوڑنے سے دنیا مین زندگی کی
حالت مین اوڑنا مراد ہے نہ جنت مین مرجانے کے بعد اور جعفر کو جو یہ مرتبہ حاصل ہوا تہا وہ عالم عاقبت کا معاملہ
ہے پس علامہ تفتازانی نے جو شرح عقاید نسفی مین والطیران فی الھواء کے تلے جعفر کے ساتہہ مثال دی ہے
یہ بے موقع ہے جعفر کا لقب طیار اسوجہ سے مقرر نہین ہوا ہے کہ وہ دنیا مین اوڑتے پہرتے تہے کرامت کی وجہ سے
بلکہ آنحضرت کے اس ارشاد کی وجہ سے اون کو طیار کہنے لگے ہین رأیت جعفر ایطیر فی الجنۃ مع الملائکۃ
بجناحین۔ نفحات الانس مین لکہا ہے کہ ابو الخیر تیناتی نے ابو عبد اللہ بن جلاد کو دیکہا کہ ہوا مین بادل کے اندر
اوڑتے جارہے ہین آواز دی کہ مینے پہچان لیا جواب دیا کہ تمنے نہین پہچانا۔ اور اخبار الاخیار مین لکہا ہے کہ ایک روز حضرت
شیخ عبد القادر جیلانی کچہہ ارشاد کر رہے تہے یکایک ہوا مین چند قدم اوڑگئے اور کہا اے اسرائیلی ٹہرو اور کلام
محمدی سنتے جاؤ یہ کہکر اپنے مقام پر آئے تو اون سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا معاملہ تہا فرمایا ابو العباس

خضر ہماری مجلس سے گذر رہے تھے اور تیز جاتے تھے مین اونکے پاس گیا کہ آپ تیز مت جاؤ او نہون کہا مجہکو ہمارا نفس (۵) بیجان چیزون کا
کلام کرنا شیخ محی الدین رحمۃ فرماتے ہین کہ مین سنتا ہون کہ پتھر خدا کا ذکر کرتے ہین اور اللہ تعالی کی شان مین وہ
باتین کہتے ہین جو ہر ایک آدمی کی سمجہہ مین نہین آسکتین اور صوفیہ کی یہی راے ہی کہ عالم سارا ہی ناطق ہی یہانتک
کہ جمادات بھی مگر ظہور نطق سب مین موقوف ہی اعتدال مزاج انسان پر صاحب فتوحات نے اپنے پیر شیخ ابو عبد اللہ
غزالی سے نقل کیا ہی کہ اونہون نے کہا ایک دن مین اپنے پیر ابن عریف رحمۃ کے پاس سے اوٹھہ کر جنگل کیطرف نکل گیا
اور پھرنے لگا جس درخت اور سبزہ کے پاس سے گذرتا وہ کہتا کہ مجہکو لے لے کہ فلان مرض اور فلان ضرر کو دفع
کرتا ہون مجھے اس حال سے حیرت ہوتی تھی اپنے پیر کے پاس لوٹ گیا اور سارا قصہ اون سے بیان کیا اونہون نے
فرمایا کہ ہم نے تمکو توبہی وجہ سے توبہ کی تربیت کی تھی تم مین نفع وضرر کیہین موجود تہا جبکہ تم سے اونہون نے کہا
کہ ہم نافع اور ضار ہین ابو عبد اللہ نے کہا ای میرے پیشوا مینے توبہ کی ابن عریف رحمۃ نے کہا کہ خداے تعالی نے تمہارا امتحان
کیا ہی مدینہ مین تمکو بغیر خداے تعالی کے راہ نہین دکہا سکتا اور تمہاری توبہ کی صدق کی علامت یہ ہی کہ تم اوسجگہ پہ
جاؤ اور وہ درخت وسبزہ تم سے کچہہ نکہین ابو عبد اللہ کہتے ہین کہ مین پہر اودہر گیا اور مجہسے کسی درخت وسبزہ نے
کچہہ نکہا بیہقی رحمۃ اور ابو نعیم رحمۃ نے اپنے دلائل مین قیس رحمۃ سے روایت کی ہی کہ سلمان فارسی رضی اور ابو دردا رضی کے پاس ایک کاسہ تہا
کہ وہ حمد الہی کرتا تہا جسکو ان دونون صحابیون نے سنا اور بی بی فاطمہ رضی سے مروی ہی کہ جب شب اول حضرت علی رضی
میرے بستر پر آئے تو مین نے اپنے کانون سے سنا کہ زمین اون سے باتین کرتی تھی صبحکو مین نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بیان کی آپ نے فرمایا کہ ای فاطمہ تمہین بشارت ہو کہ حق تعالی نے تمہارے شوہر کو وہ رتبہ عطا کیا ہی کہ زمین اونسے
راز کہتی ہی اور جو اوسپر زمانہ آیندہ مین گذرے گا وہ بیان کرتی ہی اور حضرت علی رضی سے ترمذی رحمۃ اور دارمی رحمۃ نے روایت کی ہی
کہ اونہون نے کہا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مکہ مین تہا ہم مکہ کے بعض گرد و نواح مین نکلے حضرت کے سامنے کوئی
پہاڑ اور کوئی درخت نہ آیا مگر وہ کہتا تہا السلام علیک یا رسول اللہ ظاہر یہ ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اوسکو سنتے تہے
پس یہ حدیث معجزہ ہی نبی کے لیئے اور کرامت ہے ولی کے لیئے اور احتمال ہی کہ حضرت علی کو آنحضرت کے خبر دینے سے
معلوم ہوا ہوا اور صحیح بخاری مین عبد اللہ ابن مسعود رضی سے مروی ہی لقد کنا نسمع تسبیح الطعام وھو یوکل یعنی ہم تسبیح
کرنا طعام کا سنتے تہے اس حال مین کہ کہایا جاتا تہا شیخ نجیب سہروردی رحمۃ ایکبار بغداد کے بازار مین سے گذرے اور ایک
قصاب کی دوکان پر پہونچے کہ بکری وہان لٹکتی تہی شیخ کہڑے ہوگئے اور کہا یہ بکری کہتی ہے مین مردہ ہون نہ کشتہ قصاب کو
غش آگیا جب افاقہ ہوا تو شیخ کے قول کی صحت کا اقرار کیا اور توبہ کرلی (۶) جانورون کا باتین کرنا اور وحشی درندونکا
مطیع ومنقاد ہوجانا چنانچہ اصحاب کہف کے کتے نے بات چیت کی تہی اور بغوی رحمۃ نے شرح السنۃ مین ابن منکدر سے
روایت کی ہی کہ سفینہ غلام آزاد کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملک روم مین لشکر کا راستہ بہول گئے تہے یا قید کرلیئے گئے

انہو کا فرون کے ہاتہہ سی بہاگ کر لشکر اسلام کی تلاش مین چلے رستے مین ایک بڑا شیر ملا سفینہ نے کہا اے ابو الحارث
(یہ کنیت شیر کی ہی) مین رسول خدا کا مولی ہون اور سارا قصہ اپنی راہ بہولنے یا قید ہونے اور بہاگ آنیکا شیر سے کہا
شیر اونکے سامنے دُم ہلانے اور خوشامد کرنے لگا اور سفینہ کے پہلو مین یعنی برابر چلنے لگا جب شیر کوئی آواز خوفناک
سنتا تو اوسکی طرف قصد کرتا تاکہ دفع کرے پہر متوجہ ہوتا اور آتا اور سفینہ کے پہلو مین چلتا یعنی جیسے عادت رہبرون کی ہی
کہ خبرداری اور محافظت کرتے چلتے ہین یہان تک کہ سفینہ لشکر مین پہونچ گئے پہر شیر لوٹ گیا - اور شیخ فرید الدین
عطارؒ نے تذکرۃ الاولیا مین لکہا ہے کہ اویس قرنیؓ نے تین دن تک کچہہ کہایا نہ پیا چوتہے روز اپنے حجرہ سے
باہر نکلے ایک دینار راہ مین پڑا ملا اوسے نہ اوٹہایا اس خیال سے کہ شاید کسیکا گر گیا ہو اور گہانس کہانیکا ارادہ کیا ایک
بکری ملی جسکے منہ مین گرم روٹی تہی بکری نے وہ روٹی اون کے سامنے رکہدی اویس نے پوچہا کہ یہ کسکی روٹی ہے
بکری نے کہا کہ مین بندۂ خدا ہون جسکے تم بہی بندے ہو جب روٹی اویس نے اوٹہائی تو وہ چلی گئی (۷) آنیوالی
بلاؤن کو دفع کر دینا اور دشمنون کی مہمات کو سہل کر لینا چنانچہ منقول ہی کہ ایکبار مدینہ مین زلزلہ آیا حضرت عمرؓ نے یہ
کہکر زمین پر درہ مارا کہ ٹہر جا وہ خدا کے حکم سے وہ ٹہر گئی اور پہر مدت تک وہان زلزلہ واقع نہوا اور دارمی نے ابو الجوزاؒ
سے کہ تابعی مشہور ہے روایت کی ہی کہ ایکبار مدینہ مین بارش نہوئی اور سخت قحط واقع ہوا سب لوگ حضرت عائشہؓ کے
پاس آئے کہ دعا کرین اور تدبیر بتاوین آپ نے فرمایا کہ حضرت کی قبر سے کئی روشندان آسمان کی سمت کہولدو اور کوئی
چیز اون روشندانون اور آسمان کے درمیان حائل نرہے سب نے ایسا ہی کیا اتنا مینہ برسا کہ تمام زمین سیراب
ہوگئی اور گہاس خوب جم آئی عرب نے اوس سال کا نام سال فتق رکہدیا حضرت عائشہ کا تدبیر بتانا اور اوسکا اثر ہونا
اونکی کرامت ہی اور حقیقت مین یہ معجزہ ہی حضرت کا اس لئے کہ کرامتین سب اولیا کی معجزے ہین نبی کے اسی قبیل سے
ہی دریاے نیل کا حضرت عمرؓ کے خط سے جاری ہوجانا یہ اجہا مفاتیح الغیب مین تفسیر سورۂ کہف مین نقل کیا ہے اور تفصیل
اسکی ابن حبانؒ نے بہی کتاب العظمۃ مین لکہی ہے کہ جب مصر پر مسلمانون کا تسلط ہوگیا اور عمرو عاص کے سپرد وہان کی
حکومت ہوئی تو ماہہاے حرام کے ایک مہینے مین باشندگان مصر جمع ہوکر عمروؓ عاص کے پاس آئے اور بیان کیا کہ دریاے
نیل کی قدیم سے یہ عادت ہی کہ جب گیارہوین اور پچہلے بارہوین شب اس مہینے کی گذرتی ہی تو تمام پانی اوسکا خشک
ہوجاتا ہی اور جب تک ہم یہ نکرین کہ ایک کنواری لڑکی کو عمدہ عمدہ زیور اور کپڑے پہنا کر اوسمین نہ ڈالین وہ کسی طرح
جاری نہین ہوتا خشک پڑا رہتا ہے اس لئے ہم کسی کی لڑکی ایسی تلاش کرکے اوس کے ماں باپکو بہت سامال اور
دیکر راضی کرتے ہین اور پہر اوسے تیار کرکے اوسمین ڈالدیتے ہین اوسکے گرتے ہی پانی جاری ہوجاتا ہے عمرو عاص نے
جواب دیا کہ ایسی باتین دین اسلام مین ناجائز ہین اور تمام بری باتین جو دین اسلام سے قبل جاری تہین اسلام
اون سب کو اوٹہا دیتا ہی مین تمکو اس کام کی اجازت نہین دیسکتا جب وہ مدت گذر گئی تو واقعی دریاے نیل خشک ہوگیا

اور تین ماہ تک یون ہی پڑا رہا یہان تک کہ باشندگان مصر ملک چھوڑنے لگے عمرو عاص نے جب یہ حالت دیکھی
تو تمام کیفیت سے حضرت عمرؓ کو مطلع کیا آپنے عمرو عاص کو جواب مین لکھا کہ تنے اچھا کیا جو ایسی رسم مذموم جاری کی
اور اپنے خط مین ایک رقعہ رکھدیا اور ہدایت کی کہ اوسکو نیل مین ڈالدیجیو اوس رقعہ مین یہ مضمون تہا کہ خدا کے بندے
عمر کی طرف سے دریاے نیل کو معلوم ہو کہ ہم رسوم جاہلیت کو ہرگز جاری نرکھینگے اگر تیرا بہنا تیری مرضی پر منحصر ہے تو
مت روان ہو اور اگر خدا کے حکم سے تجھمین روانی ہے تو ہم خدا سے التجا کرتے ہین کہ وہ تجھے جاری کردے تجھکو بہنا مناسب
ہے کہ اللہ کے حکم سے روان ہوجا اگر جاری نہوگا تو یاد رکھنا کہ خدا تعالی قہار ہے وہ تیرے جوش خروش کو تہس نہس
کردیگا عمرو عاص نے وہ پرچہ نیل مین ڈالدیا دوسرے دن صبحکو دیکھا تو سولہ ہاتھ اونچا اوسمین پانی جاری تہا اوسدن
سے یہ عادت مصریون مین سے موقوف ہوگئی اس قصہ کو ابو الشیخ نے بہی ابن لہیعہ عن قیس بن الحجاج کے طریق سے
روایت کیا ہے اور اسی قبیل سے ہے پینا خالد رضی اللہ عنہ کا زہر اور اوسکا ضرر نکرنا بلکہ اس کرامت کے ظہور سے
دشمنون نے مغلوب ہو کر صلح کر لی تہی تفصیل اسکی یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ مین خالد بن الولید کو
دس ہزار سوار جرار ہمراہ دیکر حیرہ کے فتح کرنیکے لئے بہیجا اہل حیرہ نے ایک مرد پیر کو کہ نام اوسکا عبد المسیح اور زبان
اوسکی فصیح تہی اپنی طرف سے ایلچی بناکر گفتگوے صلح کیلئے خالد کے پاس بہیجا اور سم الساعہ یعنی وہ زہر کہ جسکے کہانے
سے ایکساعت مین آدمی مرجاے اوسے دیدیا کہ یہ خالد کو کسی ترکیب سے کہلادے عبد المسیح خالد کے پاس آیا
خالد کی نظر اوس زہر کی پڑیا پر پڑگئی پوچہا کہ یہ کیا ہے جوابدیا کہ زہر ہے اوسکو مینے اپنے پاس اسلئے رکہا ہے کہ اگر میری
بات تمہاری حضور مین مقبول نہوگی تو مین قوم کی شرم سے اسکو کہاکر مر رہونگا خالد نے اوسکے ہاتہہ سے وہ زہر لیکر بسم اللہ
وباللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء پڑہکر نوش کرلیا اوسنے کچہہ بہی
اثر نکیا عبد المسیح متحیر ہو کر اپنی قوم مین واپس آگیا اور اون سے کہا کہ اے یاروان لوگون سے جلد صلح کرلو یہ لوگ کسی کے قابو
مین نہین آینگے چنانچہ صلح ہوگئی اور خالد نے جزیہ اونکے ذمہ مقرر کیا اور عبد المسیح نے دین محمدی اختیار کیا۔ یہ بیان ابو
یعلی موصلیؒ نے مسند مین اور ابو نعیمؒ نے دلائل مین لکہا ہے اور بیہقی وغیرہ نے بہی ذکر کیا ہے اور صحیح بخاری اور مسلم
مین عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل پر اروی دختر اوس نے مروان کے اجلاس مین دعوی کیا
کہ میری کچہہ زمین دبالی ہے سعید نے انکار کیا اور کہا کہ مین کبہی ایسا نکرونگا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ جو شخص ایک بالشت کسی کی زمین دبالیگا اللہ تعالی قیامت کو اوسکی گردن مین اوسقدر زمین کا ساتون
طبقات تک طوق ڈالیگا۔ مروان نے اون کے قول کی تصدیق کی اور سعید نے اوس عورت کے حق مین بددعا
کی کہ اللہ تو اوسکو اس جہوٹے دعوے کی سزا مین نابینا کردے اور اوسی زمین مین اوسے ہلاک کر چنانچہ وہ نابینا
ہو کر اوسی زمین مین ایک گڑہے مین گر کر مرگئی (۸) خرق عادت کی ایک قسم کشف ہے اور یہ دو طور پر ہے ایک

کشف کونی کہ جو موجودات نظر سے غائب ہین اونپر مطلع ہو جانا چنانچہ بیہقی نے دلائل النبوۃ مین ابن عمرؓ سے روایت کی
ہے ان ابن عمر بعث جیشا و امر علیہم رجلا یدعی ساریۃ فبینما یخطب فجعل یصیح یا ساری الجبل
فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المومنین لقینا عدونا فهزمونا فاذا الصائح یصیح یا ساری
الجبل فاسندنا ظهورنا الی الجبل فهزمهم الله تعالی یعنی حضرت عمر نے ایک لشکر نہاوند کی طرف
بہیجا اور اوسکا سردار ساریہ کو مقرر کیا ایک دن حضرت عمر مسجد مین خطبہ پڑھ رہے تھے اسی حالت مین پکار کر کہتے تھے
اے ساریہ پہاڑ کی پناہ پکڑو یعنی اوسکو اپنی پشت کے پیچہے کر لو لوگون نے تعجب کیا بعد اسکے ساریہ کے لشکر مین سے
ایک قاصد آیا اور اوس نے بیان کیا اے امیر المومنین ہمسے دشمنون کا مقابلہ ہوا اونہون نے ہمکو شکست دی کہ یکایک
ہمنے یہ آواز زور کی سُنی کہ ای ساریہ پہاڑ کی پناہ پکڑو ہمنے اپنی پشتین پہاڑ کی طرف کین اور اونکو خدائے تعالی نے
شکست دی اسمین حضرت عمر کی کئی کرامتین ہوئین **ایک** تو نظر آنا اوس معرکہ کا مدینہ سے جو مدینہ سے ایکماہ کی راہ ہے
اور مقصد الاقصی مین لکھا ہے کہ مدینہ اور لشکرگاہ ساریہ کے درمیان مین تین سو فرسنگ یعنی نو سو میل کا فاصلہ تہا۔
دوسرے پہونچنا اونکی آواز کا اور اوسکو سُننا تمام لشکر کا **تیسرے** فتحیاب ہونا لشکر اسلام کا اونکی برکت سے اس قصہ کو
واقدی اور لالکائی اور دیر عاقولی اور ابن اعرابی اور ابن حجر اور ابن مردویہ اور حافظ قطب حلبی وغیرہ نے بہی
کئی طریقون سے لکھا ہے **دوسری** کشف الہی اوسے کہتے ہین کہ سلوک طریق مین اپنے اور دوسرے سالکون کے
حالات معلوم کر لینا اور یہ ظاہر ہو جانا کہ کسکو کس قدر اللہ کے ساتھ قرب ہے اور ذات و صفات الہی کے علوم کو
عالم مثال مین نظر کشفی سے دیکھنا بہی اسی قبیل سے ہے (۹) تاثیر بہی خرق عادت کے قبیل سے ہے اور اوسکی دو صورتین
ہین **ایک** تو مرید کے دل مین تاثیر کرے اور اوسکے باطن کو اللہ کی طرف جذب کرے **دوسری** عالم دنیا مین تاثیر
کرے کہ اللہ تعالی اوسکی دعا کے موافق ظہور مین لے آوے (۱۰) کسی پوشیدہ بات کا ظاہر اور ظاہر کا پوشیدہ
کر دینا (۱۱) ایک وقت مین مختلف مقامون مین ظاہر ہونا (۱۲) ایسی طاقت کا ظاہر کرنا جو قوت بشری سے باہر
جیسے کسی بڑے سے درخت کا ایک ٹہوکر مین جڑ سے اوکہیڑ ڈالنا اور دیوار پر ہاتھ مارنے سے اوسکا پہٹ جانا
(۱۲) انگلی سے کسی درخت اور قلعہ کی طرف اشارہ کرنا تو اوسکا ٹوٹ جانا اور کسیکے سر کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا
تو اوسکا دہڑ سے جدا ہو جانا اور اسکے سوا اور بہت سی باتین ہین کہ وہ خرق عادت کے قبیل سے ہین۔ بخاری مین انسؓ
سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کہ دونون صحابی جلیل القدر ہین پیغمبر خدا کے پاس اپنی کسی
حاجت مین باتین کر رہے تھے یہان تک کہ رات زیادہ چلی گئی اور نہایت اندہیری رات تہی پہر وہ دونون
آنحضرت کے پاس سے باہر نکلے اور اپنے گہر کی طرف چلے اور ہر ایک کے ہاتھ مین ایک لاٹہی تہی اونمین سے ایک
کی لاٹہی روشن ہو گئی اور وہ دونون اوس روشنی مین چلنے لگے جب ایسی جگہ پہونچے کہ وہان سے ایک کے گہر کو راہ

جاری جاتی تہی تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور وہ دونون اوسی روشنی مین اپنے اپنے گہر پہونچگئے اور بخاری نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ اُحد مین ایک رات میرے باپ نے مجھکو بلا کر کہا کہ مین گمان کرتا ہون کہ مین آنحضرت کے اصحاب مین اون لوگون سے پیشتر مارا جاؤنگا جو دشمنون کے ہاتھون سے مقتول ہونگے اور مین اپنے بعد ایسا کسی کو نہین چھوڑتا جو میرے نزدیک تم سے زیادہ عزیز ہو سوا ذات آنحضرت کے کہ وہ میری جان سے بھی عزیز ہین اور مجھپر بہت سا قرض ہے وہ میرے بعد تم ادا کردینا اور اپنی بہنون کے حق مین بھی میری وصیت قبول کرو صبح ہوئی تو وہی سب سے اول قتل کئے گئے اور دارمیؒ نے سعید بن عبد العزیزؒ سے روایت کی ہے کہ جب یزید بن معویہ نے مدینہ پر لشکر بہیجا اور اوس نے حرہ کی جانب سے حملہ کیا او رتین روز تک مسجد نبوی مین اذان نہوئی اور نہ کوئی نماز کے لئے وہان آسکتا تھا سعید بن مسیب اوسمین سے نہین نکلے نماز کا وقت وہ اسطرح پہچانتے تھے کہ اوس حجرہ مین سے جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تہی گلا گھونٹنے کی آواز سنتے تہے اور ایکبار حضرت عمرؓ نے لشکر ایک ملک کے فتح کرنیکے لئے بہیجا کچھ عرصہ کے بعد ایک روز پکار کر کہا لبیک لبیک لوگون نے سنکر تعجب کیا اور کسی کو اصل حال معلوم نہوا کہ یہ الفاظ کہنے کا کیا سبب ہے جب وہ لشکر مدینہ کو لوٹا تو امیر لشکر نے آپکے سامنے اپنی کل فتوحات بیان کرنا شروع کین آپنے کہا کہ ان باتوںکو تو چھوڑدو اوس آدمی کا حال بیان کرو جسکو جبراً پانی مین گہسایا تہا امیر لشکر نے قسم کہا کر کہا کہ مجھے اوس سے کوئی عناد نہ تہا دریا کے کنارے پہونچے تہے اور پانی کا حال معلوم نہ تہا کہ کتنا گہرا ہے اوس سے کہا کہ تو اسمین جاکر دیکھہ کہ آیا عبور کے قابل ہے یا نہین ہوا سرد چل رہی تہی اوسکو جب بہت سردی لگی تو چلا کر کہنے لگا واعمراہ (اے عمر فریاد کو پہونچو) اور شدت سردی کی وجہ سے مرگیا جب لوگون نے یہ قصہ سنا تو معلوم ہوا کہ لبیک اسکے جواب مین تہی حضرت عمر کو اوس آدمی کی ہلاکت کا حال سنکر کمال افسوس ہوا اور امیر لشکر پر بہت خفا ہوے اور خون بہا متوفی کا دلوایا۔

معتزلہ کے کرامت کے وقوع پر شبہات

معتزلہ اس بات پر جمے ہوئے ہین کہ ظہور کرامت اولیا سے بعید ہے اور اپنے قول کی تائید مین وہ ظہور کرامات اولیا پر کئی طرح شبہے بیان کرتے ہین **شبہ اول** اولیا سے خرق عادت کے وقوع مین معجزہ کے ساتھ اشتباہ ہوگا پہر اس صورت مین نبی اور غیر نبی مین تمیز کرنا مشکل ہوجائیگا حالانکہ اللہ تعالی نے خرق عادت کے ظہور کو نبوت کی علامت و دلیل بتایا ہے پس جب غیر نبی سے بہی یہ امر واقع ہونے لگیگا تو خرق عادت نبوت کی دلیل نہ رہیگی تو لازم ہے کہ خرق عادت غیر انبیا کو عطا نہو جیسے کوئی عمدہ کام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اس فن کے عالم کے ہاتھ سے ظہور مین آیا ہے اور ممکن نہین کہ غیر عالم بہی ویسا کام کرسکے اور **جواب** اسکا یہ ہے کہ جب کوئی امر خارق عادت کسی صاحب ولایت سے ظاہر ہو تو اوسکا نام کرامت ہوتا ہے اور جب کسی پیغمبر سے ایسا فعل ظہور مین آتا ہے تو اوسکو معجزہ کہا کرتے ہین اور کرامت اولیا بہی درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اس لئے کہ وہ ولی آپکی

امت مین ہوی ہے اور آپ کے معجزے انواع قسم کے ہین جو بعثت کے پہلے وقوع مین آئے اونکو ارہاصات کہتے ہین
اور اکثر آپکی حیات مین ظاہر ہوئے اور اکثر آپ کی رحلت کے بعد آپ کی امت کے اولیا اللہ سے ظاہر ہوے
اور ظاہر ہوتے ہین کیونکہ کرامت جس سے وقوع مین آتی ہے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص ولی ہی اور کوئی شخص ولی
نہین ہو سکتا جب تک اپنے دین مین ثابت نہو اور دینداری اوسکی یہ ہی کہ اپنے رسول کی رسالت کا مقر ہو دل
اور زبان دونون سے اگر ایسا نہوگا تو وہ ولی نہوگا اور جو کچھہ اوس سے صادر ہوا ہے داخل استدراج مین سمجہا جاویگا
جیسے قرآن مین مکر اللہ اور کید اور املا اور ہلاک کے ساتہہ بہی تعبیر کیا ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ کرامت مین معجزہ کے
ساتھہ کچھہ التباس نہین یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ کرامت اور معجزہ دونون خارق عادت ہین تو کرامت اور معجزہ مین
کیا فرق ہی اس لئے کہ معجزہ دعوی پیغمبری کے بعد ہوتا ہے اور ادعاے رسالت سے ولی فوراً کافر ہوتا ہے پہر کرامت
کہان بلکہ وہ استدراج ہے چنانچہ اگر فرعون پانی کو حکم دیتا کہ پہاڑ پر چڑھہ جا تو وہ چڑھہ جایا کرتا اور اگر دریاے نیل کو
حکم دیتا تو اوسکا پانی گزون بلند ہو جایا کرتا اور اگر اوسکا کوچ کہین ہوتا تو نیل کا پانی بھی اوسکے ساتھ ساتھ چلتا
اور جب وہ ٹہر جاتا تو وہ پانی بہی رک جاتا پس ایسی باتین فرعون کی کرامت نہ کہلائینگی اگرچہ اوسکی قوم کو یہی
دہوکا تہا کہ یہ سارا معاملہ فرعون کی محض قدرت اور اعجاز کی وجہ سے ہے حالانکہ یہ تمام باتین مکر الہی تہین اور اوسی
سے اوسکا اور اوسکی قوم کا کفر بڑہتا جاتا تہا اور ایمان سے دور ہو جاتے تہے اسی لئے شیخ الاسلام احمد جامی
نے اپنی ایک تصنیف مین لکہا ہے کہ اگر کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ پانی پر سجادہ بچہا کر نماز ادا کرتا ہے یا ہوا مین عبادت
کر رہا ہی مگر شریعت کا پابند نہین ہی تو اوسکی یہ سب باتین شیطانی سمجہنا نہ رحمانی **دوسرا جواب** یہ ہی
کہ خارق عادت کام جس سے ظہور مین آتا ہے تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ آدمی گناہون سے پاک اور بے لوث ہے
پہر اگر خارق عادت کا ظہور مدعی رسالت کے ہاتہہ پر ہو تو وہ معجزہ ہے اور اگر مدعی ولایت کے ہاتہہ پر ہو تو کرامت ہی
ولایت کی تصدیق کریگا **تیسرے** جب نبی دعوی معجزہ کا کرتا ہی تو وہ بالضرور ظہور مین آجاتا ہے اس لئے
اوسپر یقین کرنا واجب ہی اور ولی دعوی کرامت کرتا ہے تو اوسپر وثوق نہین ہوتا اس لئے کہ کرامت کا ظہور
واجب نہین ہے کہ بالضرور ولی سے وہ صادر ہو جاے **چوتھے** معجزہ کا معارضہ ممکن نہین اور کرامت کا معارضہ ممکن ہی
پانچوین خرق عادت دلیل ہے صدق دعوی کی تو جب مدعی نبوت کے ہاتہہ پر واقع ہوگا تو اوسکے نبی ہونیکی
صداقت کریگا اور اگر مدعی ولایت کے ہاتہہ سے واقع ہوگا تو اوسکے ولی ہونے کی صداقت کریگا پہر غیر ولی کو
خرق عادت حاصل ہونے مین نبوت کا کیا نقصان ہے یہ جوابات اون لوگون کی راے کے مطابق ہین جن کے
نزدیک ولی کو اپنی ولایت کا دعوی کرنا جایز ہے اور جن علما کی راے یہ ہے کہ ندرت کے ساتھہ دعوی نبوت کا
شائع ہونا مشہور ہے بخلاف ولایت کے کہ اوسکا دعوی جایز نہین اون کے نزدیک معجزہ اور کرامت مین یہ

فرق ہے کہ معجزہ دعوی نبوت کے بعد ہوتا ہے اور کرامت کے قبل ولایت کا دعوی نہین ہوتا اسوجہ سے کہ انبیا خلق
کو کفر سے ایمان کی طرف دعوت کرنے کے لیئے مامور ہین پس وہ معجزہ اس لیئے ظاہر کرتے ہین کہ ہمکو دعوی نبوت مین
سچا جان کر ایمان لائین دعوی نبوت سے اونکی غرض خلق کی رہبری ہوتی ہے نہ اپنی تعظیم و توقیر سو یہ دعوی صرف
اس غرض سے کرتے ہین کہ لوگ ہمسے جاہل نہ رہین کہ یہ جہالت اون کی گمراہی اور ایمان سے محرومی کا باعث ہوگا
پس اسمین بجز خلق پر اظہار شفقت اور مہربانی کے ان کا ذاتی کوئی نفع نہین اور ولی کی ولایت سے اگر کوئی
غافل رہے تو اوسپر کفر عائد نہوگا اور نہ اوسکی واقفیت موجب ایمان ہے اور جب یہ بات ہے تو ولی کی
غرض دعوی ولایت سے یہی ہوگی کہ وہ اپنی تعظیم قائم کرے اور اپنا بڑا آدمی ہونا ظاہر کرے ورنہ جبکہ ولایت
مفید خلق نہین تو اوسکا دعوی کرنا کیا ضرور ہے اور جس چیز مین خواہش نفسانی کو دخل ہو اوسکا اظہار جائز
نہین خلاصہ یہ ہے کہ کرامت کا ظہور معجزہ کے منافی نہین ہو سکتا کیونکہ اوس کے قبل دعوی ولایت نہین ہوتا
اور اسکے قبل نبوت کا دعوی شرط ہے اسی لیے بعض علما یون کہتے ہین کہ صاحب معجزہ اپنے معجزہ کے اظہار کے لیئے
مامور ہوتا ہے بخلاف ولی کے کہ اوس کے واسطے اخفا لازم ہے **شبہ دوم** یہ ہے کہ بخاری ومسلم نے ابوہریرہ
سے روایت کی ہے کہ حضرت نے کہا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ما تقرب الی عبدی بشیٔ احب الی مما
افترضت علیہ یعنی میرے بندے نے فرایض کے ساتھ جو مجھکو بہت محبوب ہین میرا قرب حاصل کیا۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جتنا تقرب بندے کو ادائے فرایض کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اتنا نوافل کے ادا کرنے
سے حاصل نہین ہوتا اور ظاہر ہے کہ فرایض کے بعد جو کچھ ریاضت اولیا کرتے ہین وہ سب نوافل ہین داخل
ہے حالانکہ فرایض ادا کر کے تقرب پانے والے کو تو کرامت حاصل ہوتی نہین جنہین نوافل سے قرب حاصل ہوگا
اونہین کرامت کب حاصل ہوگی۔ **جواب** یہ تو مسلم ہے کہ فرایض سے جو قرب حاصل ہوتا ہے وہ اعلی ہے
قرب نوافل سے تو جو شخص صرف فرایض پر اقتصار کر کے قرب الہی حاصل کرتا ہے اسکے قرب کی بہ نسبت اوس
شخص کا قرب اعلی وکامل ہوگا جو دونون کو ادا کر کے حاصل کرے اور بے شک ولی جب ہی بنتا ہے جو فرایض
و نوافل کی بجا آوری مین سرگرم رہے اور جسکو اللہ تعالی کی جناب کے ساتھ زیادہ تقرب ہوگا اوسکو ضرور
کرامت حاصل ہوگی **شبہ سوم** اللہ تعالی فرماتا ہے تحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ
الا بشق الانفس یعنی اوٹھالے چلتے مین بوجھ تمہارے اون شہرون تک کہ نہ پہونچے وہان مگر جان توڑ کر
تو یہ کہنا کہ ولی مسافت دور و دراز کو ایک ذرا دیر مین طے کر لیتا ہے ناجائز ہے اس لئے کہ آیت مذکورہ پر
طعن لازم آتا ہے اور نیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تو کئی دن مین اتنے
سے رستے کو بڑے تعب کے ساتھ طے کیا تو اس بات پر کیون کر یقین آسکتا ہے کہ ولی

اپنے شہر سے ایک دن مین بلکہ آن واحد مین مقام حج مین پہونچ جاتا ہی **جواب** یہ آیت خاص سفر متعارف کے باب مین آئی ہے اور کرامت جو ہے وہ احوال نادرات مین سے ہے تو اس آیت کے عموم سے مستثنےٰ ہوگی **شبہ چہارم** اگر ولی صاحب کرامت کسی آدمی پر اپنا ایک روپیہ قرض ہونیکا دعویٰ کرے تو مفتی اوس سے گواہ طلب کریگا یا نہین اگر طلب کریگا تو یہ عبث ہوگا اس لئے کہ اوسکے ہاتھ سے ظہور کرامت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اپنے دعویٰ مین جھوٹا نہین ہے کیونکہ جس سے کرامت صادر ہوتی ہی وہ جھوٹا نہین ہوتا ہی اور دلیل قاطع کے موجود ہوتے دلیل ظنی طلب کرنا محض بیکار ہے اور اگر گواہ طلب نہ کریگا تو پیغمبر خدا کے قول کا خلاف لازم آئیگا چنانچہ ترمذیؒ نے کہا ہے کہ عمرو بن شعیبؓ نے اپنے باپ کی زبانی اپنے دادا سے روایت کی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ شاہد مدعی پر ہے اور قسم مدعا علیہ پر دوسرے نوویؒ نے شرح مسلم مین لکھا ہے کہ بیہقی کی روایت مین اسناد حسن یا صحیح کے ساتھ ابن عباس سے بطریق مرفوع کے آیا ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر شاہد مدعی پر ہوا اور قسم اوس شخص پر کہ انکار کرے اور حدیث کا خلاف ممنوع ہے تو معلوم ہوا کہ کرامت باطل ہی **جواب** یہ احادیث متعارف معاملات کے باب مین ہین اور کرامات اولیا امور نادرہ مین سے ہین اس لئے وہ ان کے عموم سے مستثنیٰ ہین **شبہ پنجم** اگر کرامت بعض اولیا کے ہاتھ سے ظہور مین آے تو جائز ہے کہ کل اولیا کے ہاتھ سے بھی ظہور مین آئے اور جبکہ کرامت کا ظہور کثرت کے ساتھ شیوع پاے گا تو خرق عادت نہ سمجھی جاے گی بلکہ موافق عادت کے ہو جاے گی اور خرق عادت کا موافق عادت کے ہو جانا معجزہ اور کرامت کی شان کے منافی ہے **جواب** اللہ تعالیٰ کے مطیع اور ولی کم ہین جیسا کہ وہ فرماتا ہے وقلیل من عبادی الشکور تھوڑے ہین میرے بندون مین شکر کرنے والے اور ابلیس کی زبانی کہتا ہی لا تجد اکثرھم شاکرین نہ پاے گا تو اکثر اون مین شکر گزار اور جبکہ ایسے لوگون کا وجود کم ہی تو اون سے بہت کم اوقات مین خوارق عادات ظاہر ہونگے اور کمتر ظاہر ہونے مین ایسے امور عادت کے موافق کیسے سمجھے جا سکتے ہین۔

کرامت کا صدور قصد و اختیار سے ہے یا بغیر قصد و اختیار کے

بعض کتب مین لکھا ہے کہ بعض اکابر نے کہا ہے کہ ولی سے کرامت بقصد و اختیار صادر نہین ہوتی بلکہ بے قصد و اختیار صادر ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ کرامت معجزہ کی جنس مین سے نہین ہوتی یعنی ولی سے ایسے عظیم الشان امور ظاہر نہین ہو سکتے جیسے نبی سے ہوتے ہین مثلاً تھوڑے سے کھانے کا بڑھ جانا یا انگلیون مین سے پانی کا بہہ نکلنا وغیرہ اور بعض اہل تحقیق کی راے یہ ہے کہ کرامت کا بقصد و اختیار اور بے قصد و اختیار و جنس معجزہ و غیر معجزہ سے واقع ہونا جائز ہے۔

فائدہ شیخ اکبر نے فصوص الحکم کی فص لوطی میں اس آیت کو لکھکر اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ یعنی اللہ وہ ہے جس نے بنایا تمکو کمزوری سے پھر کمزوری کے بعد زور دیا پھر زور کے بعد کمزوری دیگا اور سفید بال جاتا ہے اسکی تفسیر میں لکھا ہے کہ دو کمزوریوں کے درمیان ایک زور رہی پس ضعف انسان کی اصلی حالت ہے اور بڑھاپے میں حالت اصلی عود کرتی ہے ظاہر عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہے مگر حقیقت میں اس ضعف سے مراد تصرف میں ضعف ہے اور اس ضعف کی وجہ سے اوسکی ہمت عالم میں تصرف نہیں کرتی حاصل یہ ہے کہ انسان کو کمال عرفان حاصل ہونے سے قبل ضعف ہوتا ہے اور اوسکی ہمت کو کسی طرح تاثیر نہیں ہوتی اس لئے کہ ہمت میں تاثیر عرفان کے بعد پیدا ہوتی ہے جب عرفان حاصل ہوا اور فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہوا تو قوی ہو گیا اور قوت تصرف اوسکو حاصل ہو گی اور اوسکی ہمت موثر ہوئی بعد اسکے مقام اعلی پر پہونچ جاتا ہے بقا بعد الفنا اور تفرقہ بعد جمع میں کسیطرح تصرف کی قوت نہیں رہتی اور اسکے دو سبب ہیں ایک یہ کہ تمام کائنات میں حق کو مشاہدہ کرتا ہے پس ہمت نہیں پڑتی کہ حق تعالی میں تصرف کرے دوسرا سبب یہ ہے کہ یہ مقام خاص عبدیت کا ہے اور عبد کو تصرف لایق نہیں یہ مقام بہت ہی اعلی ہے یہ مقام خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اونکی عنایت سے اور انبیا و اولیا کو ملتا ہے پس ساری انبیا مقام عبدیت میں ہیں اور اپنی ہمت سے ذرا بھی تصرف نہیں کرتے تھے بلکہ ہمت میں اونکی تاثیر ہی نہ تھی ہاں جب حکم ربی تصرف کے لئے ہوتا تو تصرف کرتے اپنی ہمت کو صرف نہیں کرتے اور جسقدر معجزات ان سے صادر ہوئے وہ سب اللہ کے حکم سے یا انبیا کی دعا سے صادر ہوئے انکی ہمت کو انکے ظہور میں دخل نہیں اور اولو مکام کی دعا کے لئے انبیا مامور ہوتے تھے اسی طرح کل انبیا مقام عبدیت میں ہیں کسیطرح اپنی ہمت سے کام نہیں لیتے اور اپنے تصرف کو کسی تاثیر میں دخل نہیں دیتے اور ان کے تصرف نکرنے کی دو وجہیں ہیں کہ یا تو ان میں قوت تصرف بالکل نہیں یا یہ وجہ ہے کہ اونکو تصرف کرنیکی قوت دی تو گئی لیکن عبودیت اختیار کرلی اور تصرف سے ہاتھ کھینچ لیا اور جن کاملوں سے کچھ خرق عادات ظاہر ہوئے وہ عبدیت کی وجہ سے ہوئے کہ وہ اسکے لئے مامور تھے پس حکم الہی کی تعمیل کرتے تھے۔

ولی کو ولایت کا دعوی کرنا جایز ہے یا ناجائز

علما و صوفیہ کو اختلاف ہے اسمین کہ ولی کو ولایت کا دعوی کرنا جایز ہے یا نہیں استاد ابو بکر بن فورک کی رائے ہے کہ جایز نہیں اور ابو علی دقاق اور اون کے شاگرد ابو القاسم قشیری کہتے ہیں کہ جائز ہے جن کی رائے یہ ہے کہ نہیں جایز ہے اون کے دلائل اسی معیار پر ہیں (۱) جب کسی شخص نے ولایت کا دعوی کیا اور اس نے اپنے آپکو ولی جانا اور اسکو جب اس ارشاد الہی سے امنیت حاصل ہو گئی کہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون یعنی سن رکھو جو لوگ خدا کے دوست ہیں نہ انکو ڈر ہے نہ وہ غم کہاوینگے اس کا حاصل ہونا ناجایز ہے

اور اسکے کئی سبب ہین **پہلا** سبب یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے لَا یَامَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ نڈر نہین
اللہ کے داون سے مگر جو لوگ خراب ہون گے اور نا امیدی بھی ناجایز ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے لَا یَیْئَسُ
مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکَافِرُوْنَ نا امید نہین اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو منکر ہین اَیْضًا وَمَنْ یَقْنَطُ مِنْ
رَحْمَۃِ رَبِّہٖ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ اور کون نا امید ہوا اپنے رب کی رحمت سے مگر جو گمراہ ہین تحقیق اس باب مین یہ ہے
کہ امن تو اوسوقت حاصل ہوتی ہے جبکہ عجز کا یقین کر لے اور نا امیدی اوسوقت ہوتی ہے جبکہ بخل کا یقین پیدا ہو جائے
اور خدا کو عاجز یا بخیل سمجھہ لینا کفر ہے پس بالضرور امن اور نا امیدی کا حصول کفر ہے **دوسرا** سبب یہ ہے
کہ عبادت کتنی ہی زیادہ ہو مگر قہر الہی سب سے بڑا ہے اور جبکہ قہر بڑا ہے تو امن کیسے حاصل ہو سکتی ہی **تیسرا** سبب یہ ہے
کہ امن پیدا ہو جانے سے عبودیت اور خدمت ترک کرنے پر آمادگی ہوتی ہے اور عبودیت کے ترک کرنے سے عداوت
پیدا ہوتی ہے اور خدا کی عداوت کا جو برا ثمرہ ہے وہ ظاہر ہے **چوتھا** سبب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے مخلصون
کی تعریف مین فرماتا ہے وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خَاشِعِیْنَ پکارتے تہے ہمکو توقع سے اور ڈر سے
اور ہمارے آگے دبے ہوئے تہے بعضون نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ پکارتے تہے ہمکو توقع سے ہمارے ثواب کی
اور ڈر سے ہمارے عذاب کی اور بعضون نے کہا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ پکارتے تہے ہمکو توقع سے ہمارے فضل کی اور
ڈر سے ہمارے عدل کی اور بعضون نے کہا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ پکارتے تہے ہمکو توقع سے ہماری وصال کے اور ڈر سے
ہمارے فراق کے (۲) آدمی ولی جب ہوتا ہے کہ اللہ اوس سے دوستی رکھے ہو نہ اس سے ہوتا ہے کہ اللہ سے
دوستی رکھے یہی عداوت کا حال ہے پہر اللہ کی کسی سے محبت و عداوت ایسی چیزین نہین کہ وہ ظاہر ہو سکین بلکہ یہ
مخفیات مین سے ہین جنپر کسیکو وقوف نہین ہو سکتا پس ہماری عبادت اور گناہ کو اللہ کی محبت و عداوت مین
کوئی دخل نہین اس لئے کہ بندے کی عبادت و عداوت محدث ہین اور اللہ کی صفات قدیم اور غیر متناہی اور محدث
و متناہی کو قدیم و غیر متناہی پر غلبہ نہین ہو سکتا اور اس صورت مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بندہ فی الحال گناہگار ہوتا
ہے مگر اوسکی قسمت مین ازل سے محبت الہی لکھی ہوتی ہے اسی طرح اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فی الحال بندہ اطاعت شعاری
مین مستغرق ہوتا ہے مگر اوسکی قسمت مین ازل سے عداوت لکھی ہوتی ہے اور وجہ اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ اللہ کی محبت
و عداوت یہ دو خاص اوسکی صفتین ہین اور اللہ کی صفات کے لئے کوئی چیز علت نہین ہے اونکا ظہور بغیر کسی
سبب کے ہوتا ہے اور جو ذات ایسی ہے کہ اوسکی محبت کسی خاص سبب سے نہو پہر کیسے ممکن ہے کہ وہ کسی گناہ
کی وجہ سے کسیکا دشمن بن جاوے اسی طرح جبکہ اوسکی عداوت کے لئے کوئی سبب نہو تو پہر وہ کیسے کسیکی عبادت
و طاعت کی وجہ سے اوسکا دوست بن سکتا ہے اور جبکہ اللہ کی محبت و عداوت ایسی چھپی ہوئی چیزین ہین جنپر
کوئی آگاہ نہین ہو سکتا اسی لئے حضرت عیسی نے کہا تہا تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ

انت علام الغیوب تو جانتا ہے جو میرے جی مین ہے اور مین نہین جانتا جو تیرے جی مین ہے تحقیق توہی چھپی باتونکا جاننے والا ہے (۳) کسی شخص کا ولی اور جنتی ہونا موقوف ہے حسن خاتمہ پر اور دلیل اسپر اللہ تعالی کا یہ قول ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها یعنی جو کوئی ایک نیکی لایا اوسکو ہے اوس کی دس برابر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی نیکی کرے اور خاتمہ تک اوس کے ساتھ جاے وہ معتبر ہے صرف نیکی کا کرنا معتبر نہین ممکن ہے کہ صاحب نیکی بد ہو جاے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ کوئی عمر بہر کفر کرے اور آخر مین مسلمان ہو جاے سارے گناہ اوسکے دہلکر اہل ثواب مین سے ہو جاتا ہے اسی طرح کوئی عمر بہر مسلمان رہے نیک کام کرے آخر مین مرتد ہو جاے تو ساری حسنات اوسکی جاتی رہتی ہین تو معلوم ہوا کہ اعمال مین خاتمہ کا اعتبار ہے نہ اون اعمالون کا جو خاتمہ سے قبل کرتا ہے۔ بخاری و مسلم نے سہل بن سعدؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان العبد ليعمل عمل اهل النار وانه من اهل الجنة وانه من اهل النار وانما الاعمال بالخواتيم یعنی بندہ دوزخیون کے کام کرتا ہے اور وہ جنتیون مین سے ہوتا ہے اور جنتیون کے کام کرتا ہے اور وہ دوزخیون مین سے ہوتا ہے عمل کا اعتبار خاتمہ کے ساتھہ ہے اسی طرح اللہ تعالی نے فرمایا ہے قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف تو کہدے کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہین اون کو جو ہوچکا اس سے ثابت ہوا کہ ولایت وعداوت اور صاحب ثواب وعداوت ہونے مین خاتمہ کا اعتبار ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خاتمہ کا کسی کو حال معلوم نہین پس یہ بات یقینی ہوئی کہ کسیکی نسبت اس بات کا علم نہین آسکتا کہ یہ ولی ہے اور جب یہ بات ٹہری تو ولی کو دعوی کرنا ولایت کا جائز نہین اور جنکا قول یہ ہے کہ ولی کو ولایت کا دعوی کرنا جائز ہے اونکی دلیل اپنے قول کی صحت پر یہ ہے کہ ولایت کے دو رکن ہین (۱) ظاہر مین شریعت کا منقاد ہو (۲) باطن مین نور حقیقت مین مستغرق ہو اور جبکہ یہ دونون باتین حاصل ہون اور آدمی کو ان کے حصول کا یقینی طور پر علم آجاے تو وہ یہ ضرور جان لیگا کہ مین ولی ہون اور اسوقت مین اوسکو جائز ہے کہ ولایت کا دعوی کرے پہلا رکن تو ظاہر ہے اور اچھی طرح شرع کا انقیاد معلوم ہو سکتا ہے اور دوسرے رکن کی شناخت یہ ہے کہ باطن مین عبادت الہی پر اوسکو فرحت حاصل ہو اور ذکر الہی کے ساتھہ دل انس رکھے اور کسی چیز کے ساتھہ سواے اللہ کے قرار نہو اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس باب مین بہت سی ایسی غلطیون کے داخل ہونیکا احتمال ہے جن کا سمجھنا مشکل ہے اور قضا سخت ہے اور تجربہ خطر ہے اور حرم قریب ہے اور عالم ربوبیت تک پہونچنے مین جو رستہ ہے اسمین بہت سے پردے ہین کہ کبھی وہ پردے آتشی ہوتے ہین اور کبھی نورانی۔ پس محقق راے یہی ہے کہ ولایت کا دعوی ناجائز ہے۔

امتیاز اور تفرقہ کرامت واستدراج مین

صاحب کرامت کرامت کے ظاہر ہونے سے مسرور اور مطمئن نہین ہو جاتا بلکہ اسوقت مین اوسکو اللہ کا

حیرت اور جعل بن مقری نے ایکبار استاد ابوعلی دقاق کے سامنے یہ آیت پڑھی الیه یصعد الکلم الطیب والعمل
الصالح یرفعه۔ اوسکی طرف کلام پاکیزہ چڑھتا ہے اور کام نیک اوسکو اوٹھا لیتا ہے علامہ نے اوسوقت کہا کہ اللہ
تعالیٰ اوسوقت بندہ کے عمل اوٹھاتا ہے جبکہ بندے کے پاس وہ باقی نہین رہتے اور جب تک اوسکی نظر مین باقی
رہتے ہین تو اوسکو وہ نہین اوٹھاتا بلکہ دفع کرتا ہے اور جبکہ بندے کے پاس باقی نہین رہتے تو اللہ اوٹھا لیتا ہے اور
قبول کرلیتا ہے (۴) صاحب کرامات کو جب کرامت حاصل ہوتی ہے تو وہ اپنی جان کو اللہ کے حضور مین ذلیل
اور عاجز کردیتا ہے اور جبکہ کرامت کے حصول کے بعد وہ تکبر کریگا سر اوٹھائے گا تو وہ بات جو باعث تھی کرامت
کے حصول کی جاتی رہے گی تو یہ طریق جو اوسکے ثبوت کا ہے وہی اوسکے عدم کا باعث واقع ہوگا اسلئے مردود ہے
یہی وجہ ہے کہ جہان نبی علیہ السلام نے اپنے فضائل بیان کیے ہین اوسکے یہ بھی کہدیا ہے ولا فخر اور مطلب
آپ کا اس لفظ سے یہ ہوتا تھا کہ مجھکو اپنی ان کرامات پر افتخار نہین بلکہ باری تعالیٰ پر جسنے یہ کرامات عطا کی
ہین افتخار کرتا ہون (۵) کرامات ظاہری ابلیس و بلعم بن باعور کے حق مین کتنی بڑی بڑی تہین پھر اللہ نے
ابلیس کے حق مین کہا وکان من الکافرین یعنی منکرین مین سے تہا اور بلعم باعور کے حق مین کہا فمثله کمثل الکلب یعنی اوسکا
حال کتے کی طرح ہوا اور اسکا قصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کا لشکر ایک بادشاہ پر چلا اوسکے ملک مین ایک درویش صاحب تصرف
تہا جسکا نام بلعم اور باپ کا نام باعور تہا بادشاہ نے اوس سے مدد چاہی اوسکو باطن سے منع ہوا پھر بادشاہ نے اوسکی عورت کو طمع دیکے
اوسکو راضی کرکے بہیجا وہان اوس درویش نے اپنا عمل چلتا نہ دیکھا تو بادشاہ کو یہ حیلہ سکھایا کہ لشکر حضرت موسیٰ مین فاحشہ عورتین
بہیجے اور لوگ بدکاری کرین تو اونپر ذلت پڑے حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے یہ حیلہ
چلنے نہ دیا لیکن سکھانے والا مردود ہوا شاید دنیا مین یا آخرت مین اوسکو یہ عذاب ہوا کہ کتے کی طرح زبان لٹکی رہی
اور علمائے بنی اسرائیل کے حق مین حق تعالیٰ فرماتا ہے مثل الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوها کمثل الحمار
یحمل اسفارا یعنی جن لوگون کے سر پر توریت حکماً لادی گئی پھر اونہون نے اوسکو انگیز نکیا یعنی اوسپر کاربند ہوئے
اونکی مثال گدہے کی سی مثال ہے جسپر کتابین لدی ہین اور ایک جگہہ فرمایا ہے واختلف الذین اوتوا الکتب الا
من بعد ما جاءهم العلم بغیا بینهم اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ نے جو دین حق سے مخالفت کی تو حق بات
معلوم ہونے کے بعد کی اور آپس مین ضد سے کی۔ ان آیات سے معلوم ہوگیا کہ یہ لوگ جو گمراہی مین پڑ گئے اسکی وجہ
یہ تہی کہ جو کچھہ اونکو علم و زہد اللہ نے دیا اوسپر فرحت اور تکبر اور غرور کرنے لگے (۶) کرامت غیر ہے کرامت
کے عطا کرنے والے سے اور جو چیز کرامت کے عطا کرنے والے سے غیر ہو وہ ذلیل ہے پس جو شخص ذلیل کے ساتھہ
عزت افزائی اور فخر سمجھے وہ خود ذلیل ہے (۷) اپنی ذات و صفات کی وجہ سے افتخار کرنا ابلیس و فرعون کی
صفات مین سے ہے کیونکہ اوسنے کہا انا خیر منه یعنی مین آدم علیہ السلام سے بہتر ہون اور فرعون نے اپنی قوم

کما تہا الیس لی ملک مصر کیا مجہکو نہین حکومت مصر کی پس جو شخص کرامت کا دعویٰ کریگا تو اوسکی غرض بہی نفس کی زینت اور حرص کی تقویت اور فخر و مباہات ہوگا (۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فخذ ما اتیناک وکن من الشاکرین یعنی لے جو مینے تجہکو دیا اور شکر گزار رہ اور دوسری جگہ کہا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین بندگی کر اپنے رب کی جب تک پہونچے تجہکو موت پس جبکہ اللہ نے عطیہ کبریٰ عطا کیا تو یہ حکم دیا کہ معطی کی خدمتگذاری مین مشغول رہو یہ نہین کہا کہ عطیہ کی فرح مین لگا رہے (۹) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا کہ تم چاہو تو بادشاہت اور نبوت اختیار کر لو اور چاہو تو عبودیت اور نبوت اختیار کر لو تو آپ نے دوسری صورت اختیار کی اور اسمین شک نہین کہ سلطنت دنیا کی کہ مشرق سے مغرب تک ہو اعلیٰ درجہ کی کرامات و معجزات مین سے ہے پہر حضرت نے اوسے ترک کر کے عبودیت کو اختیار کیا اس لئے کہ جب عبد الہی ہونگے تو اونکو افتخار مولا کے ساتہہ ہوگا اور جبکہ بادشاہ ہوتے تو افتخار خدم و حشم کے ساتہہ ہوتا (۱۰) مولا کا محب غیر ہے مولا کی چیزون کے محب سے جو مولا کا دوست ہوگا وہ کبہی غیر مولا کے ساتہہ مسرور نہوگا غیر مولا کے ساتہہ محبت کا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص اپنے نفس کے نصیب کا محب ہے اور جو شخص نفس کا نصیب طلب کرتا ہے وہ نفس کا دوست ہوتا ہے اور مولا کا دوست نہین ہوتا بلکہ وہ تو مولا کو حظ نفس کے حصول کا وسیلہ و ذریعہ بناتا ہے اور بڑا بُت نفس ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ارایت من اتخذ الٰہہ ھواہ کیا تو نے اوس شخص کو دیکہا جسنے معبود بنایا اپنی خواہش کو پس ایسا شخص صنم اکبر کا عابد ہوگا اسی لئے محققین نے کہا ہے کہ بتون کی عبادت مین وہ نقصان نہین جو نفس کی عبادت مین ہے اور نہ اتنا خوف بتون کی عبادت مین ہے جتنا کرامت سے مسرور ہونے مین ہے (۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ یعنی جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اوسکا گذارہ کر دے اور اوسکو روزی ایسی جگہہ سے دے جہان سے اوسکا خیال نہو جو کوئی اللہ پر بہروسا رکہے تو وہ اوسکو کافی ہے اور یہ کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو کوئی اللہ سے نہ ڈرے اور اوسپر بہروسا نہ کرے اوسے یہ چیزین حاصل نہونگی۔

علم غیب

بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ کہتا ہے بندہ جب ادائے فرائض کے ذریعہ سے مجہسے تقرب حاصل کرتا ہے تو مین اوسکو اتنا دوست رکہتا ہون کہ اوسکی شنوائی بنجاتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور اوسکی بینائی ہوجاتا ہون جس سے وہ دیکہتا ہے اور اوسکا ہاتہہ ہوجاتا ہون جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پاؤن ہوجاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے فتح الباری وغیرہ مین لکہا ہے کہ یہ قول دلالت کرتا ہے اوپ

اس بات کے کہ ولی کو مغیبات پر اللہ تعالیٰ اطلاع دے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عالم الغیب فلا یظھر
علیٰ غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول اللہ بھید کا جاننے والا ہے کسیکو خبر نہین دیتا اپنے بھید کی مگر جو پسند کر لیا
کسی رسول کو مانع اوس بات کے نہین اس لئے کہ بعض اتباع رسول کا بوجہ متابعت کے رسول کے ساتھ داخل
ہونا جایز ہے کیونکہ یہ قول صادق ہے کہ بادشاہ کے دربار مین آج بجز وزیر کے کوئی نہین جا سکتا ظاہر ہے کہ وزیر کے
ساتھ بعض اوسکے خدمتگار ضرور گئے ہونگے غرضکہ جواز اس بات کا کہ ولی کو مغیبات پر اطلاع ہو سکتی ہے اللہ
کے اس قول سے ثابت ہے کہ اوس نے کہا ہے مین بندہ کا سمع و بصر ہو جاتا ہون اور جبکہ اللہ سمع و بصر ہو گیا
تو بعض اسرار الٰہی پر اطلاع حاصل ہونا ممنوع نہین خاصکر جبکہ یہ کہا کہ میرے ساتھ سنتا ہے اور میرے ساتھ
دیکھتا ہے اور میرے ساتھ پکڑتا ہے اور رسول کے ساتھ بعض متبعونکا اسرار الٰہی مین داخل ہونا اس لئے صحیح ہے
کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس رسول کو پسند کرتا ہے اوسکو علم مین سے جسقدر چاہتا ہے اوس پر اطلاع دیتا ہے اور رسول
کو جن چیزون پر مطلع کیا ہے اون کو اپنے مخصوصون کو خبر کر دینے کی ممانعت نہین کی ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اون لوگون کے حالات کی اطلاع کی تھی جن کے نفاق کا علم
صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور انکو بعض آیندہ کے کامون کی بھی خبر دی تھی خصوصاً فتنون کی جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حادث ہونے والے تھے اور حذیفہ کو ان کی خبر تھی اور صحابہ اون سے ان فتنون کی حالت دریافت کیا کرتے تھے
چنانچہ حضرت عمرؓ نے اون سے باب کے فتح ہونے اور ٹوٹنے کی خبر پوچھی تھی اور انہون نے کہا تھا کہ ٹوٹ جاے گا اور حضرت
عمر نے معلوم کر لیا تھا کہ باب اون کی ذات ہے اور وہ مارے جاوینگے اور یہ اور مثل اسکی تمام کرامات اسرار ذکر کی گئی ہے
ہین اور اسی قسم سے ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ لعھد النبی
الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم عن زر بن
حبیش یعنی قسم ہے اوس خدا کی کہ پھاڑا دانہ کو اور پیدا کیا تمام ذی روح کو پیغمبر خدا نے مجھسے یہ عہد لیا ہے کہ مجھکو سوا
مومن کے کوئی دوست نرکھیگا اور سوا منافق کے کوئی مجھسے دشمنی نکریگا اور اسی قسم سے ہے قصہ مخدج کا کہ جب
خوارج کے ساتھ جنگ نہروان مین مارا گیا تو حضرت ابو عبیدہ نے علی مرتضیٰ سے کہا انہ لعھد النبی الیک
قال نعم یعنی یہ وہی شخص ہے جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمکو وصیت کی تھی جواب دیا ہان بلکہ بخاری
و مسلم نے حذیفہ سے روایت کی ہے قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون
فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ یعنی نبی علیہ السلام
نے اون فتنون کی ہم کو خبر دی جو ظاہر ہون گے ایسی کوئی چیز باقی نہین چھوڑی جو قیامت تک ظاہر ہونے والی
ہے کسیکو وہ خبرین یاد رہین اور کوئی بھول گیا اور حضرت نے ابو ذر و ابو ہریرہ وغیرہ صحابہ کو بہت سی ایسی چیزون

کی خبر دی جو قیامت تک ہونے والی ہین چنانچہ اہل حدیث وسیر نے اونکو بیان کیا ہے اور اسی قسم سے ہی قصہ
اہل تتار کے غلبہ کا ممالک اسلام پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر دی تہی اور صحیح مسلم مین ابو ہریرہؓ سے
مروی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یك فی
امتی احد فانہ عمر یعنی امم سابقہ مین لوگ الہام دئیے گئے تہے اگر میری امت مین کوئی ایسا ہو تو وہ عمرؓ ہونگے
واضح ہو کہ آنحضرت کی اس قول سے اس امر مین شک اور تردد نہ تہا کہ میری امت مین کوئی محدث نہین ہے
اس لیئے کہ یہ امت خیر الامم ہے اور جبکہ اگلی امتون مین موجود تہے تو اس امت مین بطریق اولی موجود ہونگے
بلکہ مقصود اس کلام سے تخصیص و تاکید ہے جیسے کہتے ہین کہ اگر کوئی میرا دوست دنیا مین ہو تو فلان شخص ہوگا
تورپشتی نے کہا ہے کہ محدث والے معنی کے صحت سے اوس شخص کو کہتے ہین جو صادق الظن ہو اور وہ ہوتا ہے جسکے
باطن میں ۔۔۔ کوئی امر ڈالی جاوے غرض کہ یہی شئ ہے جس سے الہام ہوتا ہے اور اسی
قبیل سے ہے فراست مومن کی حدیث جامع صغیر مین لکہا ہے کہ تاریخ بخاری و ترمذی مین ابو سعیدؓ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ عز وجل یعنی
مومن کے فہم سے بچو اس لیئے کہ وہ اللہ تعالی کے نور سے دیکہتا ہے ۔
اور یہ ایک قسم کا علم غیب ہے اسمین تو کچھ نزاع نہین کہ جس سوال کا اللہ نے بسند کر لیا ہے اوسے علم غیب کی خبر
دیا ہے کلام اسمین ہے کہ رسول کو جو علوم غیب کے اللہ نے بخشے اور ۔۔۔ خبر دیا وہ کسکو ہی لائق ہے یا نہین شوکانی
نے قطر الولی مین کہا ہے کہ جو کوئی اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ رسول کو یہ جائز نہین کہ اسرار الہی کی کسی کو
خبر دے یہ قول درست نا درست ہے کیونکہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزارون غیبی باتون کی اپنے متبعونکو
خبر دی ہے جیسا کہ احادیث سے ابہی ثابت ہو چکا ہے اور بڑی دلیل اسپر اللہ کا یہ قول ہو یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیك ای رسول پہونچا جو تجکو اترا تیرے رب کی طرف سے اور اسی وجہ سے کہا ہے وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ اور اگر یہ نکیا تو کچھہ نہ پہونچایا تو نے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ بی بی عائشہؓ کہتی ہین من
زعم ان محمد اکتم شیئا فیما اوحاہ اللہ الیہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ یعنی جو شخص یہ خیال کرے کہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے اون چیزون سے جو اللہ نے اونکی طرف وحی کی ہین کچھہ چہپالیا ہے تو یہ اوس نے اللہ پر
بڑا سخت افترا کیا اور کوئی یہ کہے کہ یہ علم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اون احکام شرعی کے لیئے ہے جنکی طرف
لوگ محتاج ہین اور علوم غیب کے لوگ چندان محتاج نہین تو ہم کہینگے کہ ہم نے جو اوپر احادیث سے ثبوت
دیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھہ علم غیب کی اپنے متبعون کی اطلاع دی ہے جواز کے لیئے دلیل
کافی ہے اور بڑا استدلال اس بات پر کہ بعضے صلحا اور اولیا بہی بعض اون علوم پر جو اللہ نے پردۂ غیب

میں رکھے ہیں ظفریاب ہوتے ہیں یہ حدیث ہے کنت سمعہ الذی یسمع بہ الی اخرہ اگر کوئی کہے کہ یہ جو قرآن میں آیا ہے لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضے من رسول اللہ اپنے بھید کی کسیکو خبر نہیں دیتا مگر جو پسند کرلیا کسی رسول کو اس سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث کنت سمعہ الذی کی دلالت مخصوص ہے اور اس سے علم خارج ہے اس حدیث نے ثابت کردیا کہ حدیث مذکور میں علم غیب مراد نہیں اگرچہ اللہ تعالی کسی کی سمع و بصر بن جاتا ہے مگر اوسکو بموجب اپنے اس قول کے کسی مغیبات پر اطلاع نہیں دیتا اور سب طرح سے اوسکو مراتب عطا کرتا ہے غیب کا علم اوسی کو بخشتا ہے جو جامع ہو درمیان مرتبہ ارتضا و رسالت کے اور ولی اگرچہ اون لوگوں میں سے ہے جنہیں اللہ نے پسند کرلیا ہے اس لئے کہ محبت کا وصف اوس کے لئے یہ بات ثابت کرتا ہے کہ وہ ضرور وصف ارتضا سے بہی بہرہ ور ہے لیکن رسول نہیں تو ہم یہ جواب دینگے کہ حضرت نے جو حکم دیا ہے کہ اس امت میں بہی محدثین ہیں اور حضرت عمر بہی اونہیں محدثین میں سے ہیں اس سے صاف یہ بات ثابت ہے کہ اس امت کے برگزیدہ لوگون کو بہی علم غیب میں سے کچہہ حاصل ہوتا ہے اسلئے کہ محدثین اونہیں کو کہتے ہیں جنہیں علم غیب کی باتون کا الہام ہو دیکہو حضرت عمر نے ساریہ کو ایک لشکر کے ساتہہ نہاوند کی طرف بہیجا اور جب کفار نے اونپر پہاڑ کی طرف سے حملہ کرنا چاہا اور اوسوقت مدینہ میں حضرت عمر مسجد کے اندر خطبہ پڑہ رہے تہے یہ حال معلوم کرکے پکارا یا ساریۃ الجبل یعنی ای ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار ہوجاؤ مگر اتنا عقیدہ رکہنا چاہیے کہ پانچ چیزون کی خبر کسیکو نہیں ہے یہان تک کہ اگر کوئی کہے کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچون کو جانتے تہے تو جان لیجئے کہ اونپر یہ افترا کرتا ہے وہ پانچون یہ ہیں **ایک** قیامت کا آنا **دوسرے** مینہ برسنا **تیسرے** شکم کا حال دریافت کرنا کہ لڑکا ہے یا لڑکی گورا ہے یا کالا پست قد ہے یا بلند قد سعید ہے یا شقی **چوتھے** آگے کا حال معلوم کرنا کہ کل مجہسے کیا فعل ہوگا **پانچوین** یہ معلوم کرلینا کہ میں کس زمین پر مرونگا اور صوفیہ کہتے ہیں کہ امور آیندہ کی خبر دینا اور مسافت بعیدہ کا تہوڑے سے عرصہ میں طے کرنا وغیرہ باتیں فرشتہ اور جن کے خواص میں سے ہیں اگر کوئی اس کا دعوی کرے اور اوس سے ایسا فعل واقع ہوجاوے تو یہ سمجہنا چاہیئے کہ اوس نے جن یا فرشتہ کی معاونت سے یہ کام کیا ہے لیکن جنکو مافی الضمیر پر اطلاع ممکن نہیں اور تصرف کرنا ملک و ملکوت میں جیسے زندہ کرنا مردہ کا یا زندہ کو مار ڈالنا اور برزخ سے محبوس کو نکال لینا اور مرید کو عالم ملکوت میں پہونچا دینا یہ تمام معاملات خواص مرتبۂ الہیہ سے ہیں ۔

صوفیہ کے اعتقادات

وجود مغیبات کی جو صورت علمی دل نشین ہوتی ہے اوسی کو اعتقاد او عقیدہ کہا کرتے ہیں اطفال کے

سادہ نفسون مین پے در پے آثار جو منطبع ہوتے ہین اور شروع سے وہ جو بار بار خبرین سنتے ہین اوس سے یہہ
صورت پیدا ہوتی ہی اور جتنا زمانہ گذرتا جاتا ہے اتنا ہی دلون مین رسوخ حاصل ہوتا جاتا ہے اور تمام ظن اور
وہم اوس سے مٹتے جاتے ہین یہی عقیدہ عوام کی تقلید کا موجب ہے پھر اسکے خلاف کسی صورت کے حاصل ہونیکی
گنجایش نہین رہتی بلکہ ایسے عقیدے والا جسکو اپنے عقیدے کے خلاف پاتا ہے اوسے گمراہ اور عقیدہ صحیحہ سے
منحرف خیال کرتا ہے اور ان مین سے جن لوگون نے اپنے اپنے مذاہب پر دلیلین قایم کی ہین اور یہ تصور کیا ہی
کہ ہم اپنی تحقیق پر ہین دایرہ تقلید سے باہر ہین اگر یہہ اپنی حقیقت پر غور کرین تو معلوم ہو کہ یہ بہی اوسی طرح ائمہ
کی تقلید مین جکڑے ہوتے ہین کہ ان کو اون ائمہ اور علما کے حق مین حسن ظن تہا اور اون کی راے کو اچہا
جانتے تہے اس لئے اون سے دلائل لیکر اپنے عقائد پر جمائے ہین اور پہر یقین اور تحقیق کا مرتبہ ہم پہونچا لیا ہی اور
اختلاف جسقدر پڑا ہے اوسکا سبب خواہشات نفسانی ہین اور پہر تنازع دنیاوی شہرت اور مناصب کے حصول
کے لئے جسکی تلاش اکثر دلون کو ہے زیادہ ترقی کرتے گئے اور جب یہ اختلاف اگلے شخص کی جانب سے پچہلے شخص تک
شروع ہی سے پہونچتا ہے تو پچہلے کے دل مین جم جاتا ہے اور اسی طرح رفتہ رفتہ فرقون مین منتشر ہو کر بغض و نفاق پیدا
ہو جاتا ہے اور یہی بغض و عداوت سلف سے خلف کو وراثت کے طور پر پہونچکر قرنون تک اسکی ظلمت جمکر جنگ و
خصومت باہم ہوتی ہی اور ایک دوسرے کی تکفیر پر کمر باندہتا ہے پس جہان عنایت ازلی شامل حال ہوتی ہے
اور چاہتی ہی کہ بندے کو اعتقاد صحیح بخشے تو پہلے اوسے آثار اور رسوم کی قید سے بری کر کے فطرات اولی کے ساتھ
مطہر کرتی ہے اور خواہشات نفسانی اور بغض و عداوت کی جڑ اوس کے دل سے کاٹ دیتی ہے تاکہ اوس مین
اعتقاد صحیح کے حاصل کرلینے کی قابلیت آجاے اور حق خالص کا مشاہدہ اوسپر آسان ہو جاے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین اون کی صحبت اور نزول وحی کی برکت سے امت کے نفس سوم و عادات کی ظلمات سے
پاک و صاف تہے اور بالکل دل سے اغراض دنیا کے خیالات دور تہے سب کی توجہ عالم آخرت کی طرف تہی اور
ہر ایک حق کا طالب تہا اور نور ایمان کی مدد سے حجابون مین سے صورت غیب کا مشاہدہ کرتا تہا اسی وجہ سے انکی
عقائد اختلاف سے بری تہے سب ایک دل ایک راے ایک زبان تہے جب آفتاب نبوت پردہ غیب مین چلا گیا تو
امت کے نفوس کہ نور رسالت سے منور ہو رہے تہے اپنی خواہشات کو بڑہانے لگے اور تہوڑا تہوڑا نورانیت کو
چہوڑکر تاریکی مین جانے لگے اور دلون کے مزاج اعتدال استقامت سے اختلاف کی طرف منحرف ہونے لگے
اور پہر عقاید مین شیطان نے خرابیان ڈالنا شروع کین اور جتنا عہد رسالت کو بعد ہوتا گیا اوتنی یہ خرابی بڑہتی
رہی اور اختلاف پہیلنے لگا اور اب تک یہ بات جاری ہے پس جس شخص کو اس بات کی طلب ہو کہ وہ عقیدہ صحیح حاصل
کرے تو اوسے چاہیے کہ طبقہ اولی یعنی صحابہ کی اتباع اختیار کرے اور محبت دنیا سے دل کو پہیر دے تاکہ نور یقین

اوسکا دیدہ منور ہوجاے اور حق خالص اوسپر کھلجاے اور یہ شرف اوسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالی سے
صدق نیت کے ساتھہ التجا کرے کہ مجھکو نفس کی شر سے بچاے اور اپنی پناہ مین رکھے اور یہ مرتبہ صوفیون کی
خصوصیات مین سے ہے جن کے دل دنیا کی طرف سے بالکل پھرے ہوئے ہین عشق الہی نے اون کے ظاہر و باطن
مین غلبہ کرلیا ہے اور مخلوق کی طرف عام طور پر شفقت کی نظر سے دیکھتے ہین اور عذاب و عداوت و مخالفت خلق سے
آزاد ہین۔ پس علماے صوفیہ علم یقین بلکہ کشف اور ذوق و جدان سے یہ بات جانتے ہین اور دیکھتے پاتے ہین اور
گواہی دیتے ہین کہ کوئی چیز اللہ کے سوا لائق معبودی اور مسجودی کے نہین وہ ایک ہے اور وہی اس عالم کے
پیدا ہونے کے قبل تہا اور عالم کے مٹ جانے کے بعد بہی وہی رہے گا نہ اوسکی ابتدا ہے نہ انتہا ہے نہ وہ بدلتا ہی
نہ اوسکو فنا ہے ذات اوسکی واجب الوجود ہے یعنی اوسکے وجود کی علت اور کوئی نہین بذات خود موجود تہا اور رہے
اور ہیگا زن و فرزند سے پاک ہے کسی طرح کا نقصان اوسمین نہین ہے اور نہ اوسکو مددگار کی ضرورت ہے نہ اوسکی
کوئی شبیہ نہ نظیر نہ مماثل نہ اوسکا کوئی وزیر نہ مشیر نہ اوسکے حکم کے مقابلہ مین کوئی ضد نہ اوسکے ملک مین کوئی
شریک موجود ہے زندہ ہے دیکھتا ہے سنتا ہے سب نہان و آشکارا اوسپر عیان ہی علم اوسکا کل کائنات
کی نسبت تحت الثریٰ سے ماوراے افلاک تک محیط ہے مگر نہ جان ہی نہ آنکھہ ہے نہ کان ہے نہ دل ہی نہ دماغ
ہی یعنی یہ صفتین اوسمین یون نہین ہین جیسے انسان اور حیوان مین پائی جاتی ہین کیونکہ یہ صفات متعلق بہ اعضاء
جوارح و حواس و جان و دل ہین اور وہ ذات پاک ان سب سے بری ہی اور باانیہمہ سب صفات کامل طور پر اوسمین
موجود ہین کہ اوسکی دریافت سے جن و انس و ملائکہ کل عالم متحیر و مجبور ہے کوئی نہین جان سکتا کہ ذات اوسکی
کیا چیز ہے قدرت اوسکی ایسی ہے کہ اگر چاہے تو سو ہزار عالم اس عالم موجود سے درجے بڑھکر ایک آن مین
پیدا کردے اور اگر ارادہ کرے تو ایک ذرے مین تمام عالم کو بہر دے خود قدیم ہے اور ارادہ اوسکا قدیم ہے
فیض اوسکا عمیم ہے ذات اوسکی حکیم ہے ہر چیز کھلی ہو یا چھپی اوسپر ظاہر ہے ہر جزو کل کا ماہر ہے خالق ہی ازلی
ہے آفریدگار ہے مختار ہے نہ عرض ہے نہ جوہر ہے نہ کل ہے نہ بعض ہے نہ صورت رکھتا ہے نہ جہت رکھتا ہی
نہ دہنی طرف ہے نہ بائین جانب ہے نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے نہ آگے ہے نہ پیچھے ہے اور ہر سب جگہہ موجود ہے
اور اتصال اور انفصال اور قرب و بعد اور حلول و خروج اور دخول و تغیر اور زوال و تبدل و انتقال سے بری ہی۔

قرب الہی

اللہ تعالی کو کل کائنات سے قرب ہے اور تمام موجودات پر محیط ہے مگر یہ قرب و احاطہ ایسا نہین ہی کہ بشر کے
فہم مین آئے مراقبہ مین جو کچھہ ارباب کشف اور اصحاب ریاضت کو معلوم ہوتا ہے وہ سب مثال ہی پس مسلمانون کو
اتنی بات پر ایمان لانا چاہیے کہ اللہ بلاشبہ کل اشیا سے قریب اور تمامی کائنات پر محیط ہے مگر اس قرب و

احاطے کی کیفیت کی تحقیق کا درپے نہو کہ کیونکر محیط ہے اور کیونکر قریب ہے اور قرب ومعیت جو ملائکہ اور انبیا اور
اولیا اور خاص بندون کو اوسکے ساتھہ ہے وہ اوس طرح کا قرب ہے کہ احاطۂ تقریر وتحریر مین آنہین سکتا
جاننے والے اوس کیفیت قرب کے سالکان راہ طریقت وحقیقت ہین درجے اور مراتب اوسکے بے نہایت ہین
عوام کی سمجھہ مین اوسکا آنا دشوار بلکہ محال ہے کیونکہ حال قال مین نہین آسکتا ہے اور ایک قسم کا قرب حضرت
ذو الجلال سے عوام کو بھی حاصل ہے مگر مشارکت اسمی کے سوا وہ قرب اور کچھہ نہین ہے مختصر یہ ہے کہ یہ مقام بہت
دقیق اور یہ راہ نہایت باریک ہے سیدھی راہ شریعت ہے یہ وہ راہ ہے جسکا آغاز خوب انجام اچھا ہے اور
جس طرح خدا کی ذات بیچون وبیچگون ہے یہی حال اوسکے قرب کا بھی ہے اور یہی قرب نسبت ہے خالق ومخلوق
کے درمیان مین قرب الہی اپنی ذات وصفات مین قرب زمانی ومکانی اور اور قسم کے قربون کی مثل نہین

سوال جبکہ ولایت اوس نسبت بے کیف کو کہتے ہین جو بندے کو خدا کے ساتھہ حاصل ہے تو اوسکا قرب
کیون نام رکھا ہے **جواب** یہ مطلب دو باتون کے جاننے پر موقوف ہے **ایک** یہ کہ کشف ورویا دونو
اسی کو کہتے ہین کہ صورت مثالی آئینۂ خیال مین مرتسم ہوتی ہے خواب ہو یا بیداری جسقدر آئینۂ خیال صاف ہوتا
ہے کشف ورویا صادق ہوتے ہین اسی لئے پیغمبرون کی خواب وحی قطعی سمجھی جاتی ہے کیونکہ وہ خطا سے معصوم
ہین اور خیالات اون کے صحیح اور باطن اون کا بہت ساف وپاکیزہ ہوتا ہے اور خواب اولیا کی بھی غالباً
صادق ہوتی ہے اس لئے کہ یہ لوگ برکت صحبت پیغمبر اور اتباع شریعت کی وجہ سے اپنے خیالات کی
صفائی اور دل کی پاکیزگی حاصل کر لیتے ہین لیکن اسوجہ سے کہ اون کے باطن کی صفائی عرضی ہے ذاتی
نہین اور وہ معصوم نہین بلکہ انبیا کی متابعت کی وجہ سے انجلاے باطن اونکو میسر ہوتا ہے اس لئے کبھی ظلمت
اصلی بھی ظاہر ہوکر آئینۂ خیال کو مکدر کر دیتی ہے اس لئے ان کے کشف ورویا مین خطا بھی واقع ہوجاتی ہے
اور اس خطا کا باعث کبھی کسی حرام یا مشتبہ کا ارتکاب اور کبھی حد اعتدال سے تجاوز یا عوام کے ساتھہ اختلاط
ہوتا ہے اور عوام کی رویا غالباً کاذب ہوتی ہے کیونکہ ان کے باطن مین بالکل ظلمت بھری ہوتی ہے اور
دوسری بات یہ ہے کہ عالم مثال مین ہر چیز کی واجب سے ممکن تک مثال موجود ہے اگرچہ اللہ تعالی کی ذات
وصفات کے لئے مثل نہین مگر مثال ہے کیونکہ مثل اور چیز ہے اور مثال اور چیز ہے مثل اور مثال باہم متغایر
ہین مثل اوسکو کہتے ہین جو تمام صفات مین مساوی ہو اور مثال مین مساوات تمام صفات کی شرط نہین ہے
مثلاً عقل کہ آفتاب سے تمام صفات مین مثل نہین باوجود اسکے آفتاب کو مثال عقل بولتے ہین اسلئے مناسبت
کہ جس طرح محسوسات نور آفتاب سے منکشف ہوتے ہین اسی طرح معقولات عقل سے منکشف ہوتے ہین باوجود اسی قدر مناسبت
ہونیکے اسی کا نظیر اللہ تعالی نے سورۂ نور مین فرمایا ہے مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح یعنی نور الہی کی مثال کہ مومن کے

دل مین ہو ایک طاق ہے جس مین ایک چراغ دہرا ہو قرآن شریف کی تمثیل جبل سے فرمائی ہے ظاہر ہے
کہ جبل مثل قرآن کے نہین ہے بلکہ اوسکی ایک مثال ہے اسی لئے حق تعالیٰ کو خواب مین دیکھنا جایز قرار دیا ہے جیسا کہ
احادیث مین آیا ہے اور یوسف علیہ السلام نے سالہاے قحط کو دبلی گایون کی شکل اور سالہاے ارزانی کو موٹی
گایون کی صورت مین اور گیہون کی بالیون کی شکل مین دیکھا اور بخاری و مسلم نے ابو سعید سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین ایسے لوگون کو جو کرتے پہنے ہوئے ہین جن مین سے
بعضے کرتے ایسے ہین کہ سینہ تک پہونچتے ہین اور بعضے اوس سے بہی چہوٹے ہین اور میرے روبرو حضرت عمر
لائے گئے اس حالت مین کہ کرتے کو درازی کی وجہ سے زمین پر کہینچتے تہے بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ
آپ نے حضرت عمر کے اس کرتے کے کہینچنے کی کیا تعبیر کی فرمایا مینے اوسکو دین کے ساتہ تعبیر کیا ہے انتہی
اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز بے مثل ہو اور مادی نہو اوسکا بہی خواب مین دیکہنا ممکن ہے
اور نظر کشفی مین آجاتی ہے جب یہ دونون باتین معلوم ہوگئین کہ وہ نسبت جو اللہ اور بندے کے درمیان
مین ہے جسے ولایت کہتے ہین کبہی نظر کشفی مین قرب جسمانی کی صورت مین متمثل ہوتی ہے اور جس قدر اوس
قرب مین ترقی حاصل ہوتی ہے نظر کشفی مین دکہتی ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت مین سیر کرتا ہے اور اسی
صورت مثالی کی وجہ سے اوس نسبت کو قرب اور اوس ترقی کو سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ اور سیر مع اللہ
کہا کرتے ہین اور شیعہ کے بعض فرقے ایسے ہین کہ حلول الٰہی کی حضرت علی مین اور غیر حضرت علی مین قائل ہین اور
ابن مطہر حلی کتاب نہج الحق مین دعوی کرتے ہین کہ صوفیہ اہل سنت وجماعت کے بہی حلول کے اپنے غیر مین قائل
ہین اور اتحاد بالغیر کے بہی قائل ہین اور یہ راے ابن مطہر حلی مین وحدت الوجود کے مسئلہ کی وجہ سے پیدا ہوئی
ہے اور سبب اسکا حضرات صوفیہ کے مدعا سے ناواقفیت ہے کیونکہ وہ تو حلولیت کی بالکل تکذیب کرتے ہین بلکہ
جس توحید و اتحاد کی صوفیہ وجودیہ قائل ہین اوسکے معنی یہ ہین کہ حق تعالیٰ خارج مین موجود ہے سواے اوس ذات
کے وجود ممکنات کے مرتبہ وہم مین البتہ قائل ہین قال الشیخ الاکبر الاعیان ما شمت رائحۃ الوجود یعنی اعیان نے
وجود کی بو نہین سونگہی ہے اور ممکن کا وجود جو عدم کے بعد مرتبۂ وہم مین صورت پذیر ہوا اس سے وحدت وجود
حقیقی مین کوئی تغیر راہ نہین پا سکتا ہے اور یہ توحید کہ عبارت نفی وجود ممکنات سے ہے خواہ شہودی ہو کہ بسبب
غلبۂ محبت محبوب حقیقی کے غیر محبوب نظر عاشق سے مختفی ہوگیا ہو اور سواے واحد حقیقی کے اوسکی نظر مین کچہ
باقی نرہا ہو گو در حقیقت وجود غیر منتفی نہوا ہو یا وجودیہ کہ حقیقت مین اللہ تعالیٰ کا غیر موجود نہو یہ امر کسی طرح
حلول و اتحاد حق تعالیٰ سے اپنے غیر مین خبر نہین دیتا ہے اور فنا اور بقا اور اضمحلال ذات و صفات صوفی
کا ذات حق تعالیٰ مین کہ صوفیہ اوسکے قائل ہین یہ تمام مراتب علم مین کہتے ہین نہ خارج مین اور نہ قول کہ

رباعی تا بندہ ز خود فانی مطلق نہ شود ؂ توحید بنزد او محقق نہ شود ؂ توحید حلول نیست نابودن تست ورنہ بگزاف آدمی حق نہ شود ؂ اور امر تحقیقی یہ ہی کہ ریاضات و مجاہدات اور صحبت شیخ کامل سے بلکہ محض فضل الہی سے صوفی ایسی حالت کو پہونچ جاتا ہے کہ اوسکو حق سے آگاہی دائمی اور اپنے وجود اور توابع وجود سے نسیان حاصل ہوجاتا ہے ایسے وقت مین علوم و معارف عالی عشق و محبت مین منکشف ہوتے ہین۔ مختصر یہ ہے کہ اللہ کی ذات ہمیشہ سے وصف وحدانیت کے ساتھہ موصوف ہے کوئی فصیح و بلیغ اتنا رتبہ نہین رکہتا کہ اوسکے اوصاف کو بیان کرسکے اوسکی تعریف حیطۂ بیان سے باہر ہے اوسکی کنہ تو افکار کا پہونچنا محال ہے بڑے بڑے عقلا اور ارباب کمال کو اوسکی معرفت مین تحیر ہے جو کچہہ عقل و فہم او رحواس مین آتا ہے اون سب سے اللہ کی ذات مبرا ہے کیونکہ یہ سب محدثات ہین اور محدث سواے محدث کے ادراک نہین کرسکتا اوسکے وجود کی دلیل اوسکا وجود ہی ہے اور اوسکے شہود کی برہان اوسکا شہود ہی ہے اوسکے کنہ کے ادراک مین عاجزی ہے جو کوئی اس بات کا دعوی کرے کہ مین اچھی طرح واحد کو جانتا ہون اور میرا ادراک وہان تک منتہی ہوا ہے تو خیال اوسکا صحیح نہین یہ انتہا اوسکے ادراک کی ہوگی نہ واحد کی اور جو کوئی واحد کو اپنی معرفت مین منحصر سمجھے وہ درحقیقت دہوکے مین پڑا ہوا ہے بعض صوفیہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید تفرقہ اور پریشان خاطری کے دور کردینے اور جمعیت خاطر کے بہم پہونچنے کو کہتے ہین اور یہ وصف توحید حالی کے ابتدا مین لازم ہوتا ہے اور اوسکی انتہا مین ممکن ہے کہ کوئی شخص تفرقہ کے وقت جمعی مین مستغرق ہو اور جمعیت کے وقت تفرقہ رکہتا ہو اور اوسکو تفرقہ اور جمعیت دونون ایک وقت مین حاصل ہو اور کمال بہی توحید کا اسی مین ہے۔

مراتب توحید

توحید کے چار مرتبے ہین اول توحید ایمانی دوم توحید علمی سوم توحید حالی چہارم توحید الہی **توحید ایمانی** یہ ہے کہ بندہ موافق کلام الہی اور خبر رسول کی اس بات کی تصدیق اور زبان سے اسکا اقرار کرے کہ حق سبحانہ تعالی معبود ہے وہی عبادت کے لایق ہے اور یہ توحید جب حاصل ہوتی ہے کہ مخبر صادق کی تصدیق کرے اور اوسکی خبر کو دل سے سچ جانتا ہو اور ظاہر علم سے یہ توحید حاصل کی جاتی ہے اور اس توحید کی وجہ سے شرک جلی سے بندہ خلاصی پاتا ہے اور مسلمانون کے زمرہ مین شمار ہوتا ہے صوفی لوگ بہی اس ضرورت سے کہ احکام اسلام اونپر جاری رہین تمام مومنون کے ساتھہ اس توحید ایمانی مین شریک ہین اور دوسرے مراتب توحید کے ساتہہ منفرد اور مخصوص ہین وہ مراتب عام مومنین کو حاصل نہین۔ **توحید علمی** باطن علم سے جسے علم الیقین کہتے ہین حاصل کی جاتی ہے اور یہ اسطرحپر ہے کہ بندہ طریق تصوف کے ابتدا ہی مین یقین کرلے کہ موجود حقیقی و موثر مطلق خدا کے سوا دوسرا نہین اور تمام عالم کی ذات و صفات اور افعال کو ذات و صفات الہی مین

محو اور ناچیز جانے ہر ایک ذات کو اوسی ذات مطلق کا نور سمجھے اور اس یقین کا پورا علم آجاے اور جسجگہہ کوئی علم وقدرت وارادہ وسمع وبصر پاوے اوسے اللہ کی علم وقدرت وارادہ وسمع وبصر کے آثار کا ایک اثر جانے اسی طرح تمام صفات وافعال کو قیاس کرلینا چاہیے یہ مرتبہ صوفیہ کے مراتب مین سے پہلا ہی مرتبہ ہے تھوڑا سا حصہ اسمین سے توحید علم کے ساتھہ بھی ملگیا ہے اور اس توحید عالی کے مشابہ ایک مرتبہ ہے کہ کوتہ نظر لوگ اوسے توحید علمی جانتے ہیں کرلیتے ہین حالانکہ وہ توحید علمی نہین بلکہ **توحید رسمی** ہے اور یہ اس طرح ہے کہ کوئی ذکی الفہم آدمی کتب صوفیہ کے دیکھنے یا کسی سے سُن لینے کے بعد بھی مفہوم توحید کا تصور کرے اور علم توحید کی صورت کا ایک نشان اوسکے دل پر چہا جاے اور اس وجہ سے بحث ومناظرہ مین کبھی کبھی بے مغزبات کہنے لگے اور توحید کا کوئی اثر اوسمین نہو اور توحید علمی اگرچہ توحید حالی سے بدرجہا کمتر ہے مگر کچہہ حصہ اوسکا اسمین ملگیا ہے اسی لئے اس قسم کی توحید والون کو سرور وذوق خوب رہتا ہے اسی لئے کہ توحید حالی کے حصہ کی برکت سے اسکے دل سے رسوم وقیود کی بعضی ظلمتین دفع ہوجاتی ہین چنانچہ کبھی کبھی اپنے علم کے موافق عمل کرنے لگتا ہے اور اسباب سے جو افعال الہی کا آلہ ہین قطع نظر کرسکتا ہے مگر چونکہ ابھی ظلمت بہت سی باقی ہوتی ہے اپنے علم کے موافق پورا پورا عمل نہین کرسکتا اور علم کے نتایج اور مقتضیات سے بے خبر رہتا ہے اور اس توحید کا فائدہ یہ ہے کہ بندہ اسکی وجہ سے بعض شرک خفی سے بچ جاتا ہے **توحید حالی** اوسے کہتے ہین کہ موحد کا حال موحد کی ذات کا وصف لازم ہوجاے کسی طرح اوسکی ذات سے جدا نہوسکے اور توحید اوسپر تا غلبہ کرے کہ بہت سے ظلمات رسوم وجود مضمحل اور بیکار ہوجائین نہایت ہی کم باقی رہجاتی ہین اور نور علم توحید اور نور حال توحید دونون اس طرح ملجائین جیسے کواکب کی روشنی آفتاب کی روشنی مین ڈوب جاتی ہے اور موحد بمقام وجود مین جمال وجود واحد کے مشاہدہ مین ایسا مستغرق ہوجاے کہ سوا ذات وصفات واحد کے اوسکو اور کچہہ نظر نہ آوے یہان تک کہ وہ اس توحید کو یہ جانے کہ واحد کی صفت ہے نہ میری اور یہ دیکھنا بھی اوسیکی صفت ہے اور اس طرح قطرے کی مانند تلاطم امواج بحر توحید کے تصرف مین پڑجاے کہ اوسمین بالکل ڈوب جاے یہ توحید نور مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے اور توحید علمی نور مراقبہ سے پیدا ہوتی ہے اس توحید کی وجہ سے بہت سی بشریت کی رسوم اور عادتین مٹ جاتی ہین جسطرح سورج کی روشنی کے سامنے بہت سی تاریکیان زمین سے دور ہوجاتی ہین اور توحید علمی کی وجہ سے کچہہ تھوڑی سی رسوم مٹتی ہین اسکی مثال یہ ہے کہ چاند جب طلوع کرتا ہے تو اوسکے نور سے تاریکی کے بعضے اجزا تو مٹ جاتے ہین اور بہت سے بدستور باقی رہتے ہین اور توحید حالی مین بعضے رسوم کے باقی رہجانے کی وجہ یہ ہے کہ موحد سے ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کا صدور ممکن ہو اور اسوجہ سے حالت حیات مین پورا پورا توحید کا حق ادا نہوسکے اس توحید کی وجہ سے بہت سا حصہ شرک خفی کا زائل ہوجاتا ہے اور خواص موحدون کو اپنی زندگی کی حالت مین کبھی کبھی ایسا واقعہ بھی پیش آجاتا ہے

کہ حقیقت توحید خالص کی چمک اونکو اسطرح نظر آجاتی ہے کہ جیسے بجلی کوندگئی اور ایسے ہی ہوتے ہوتے تمام شرک خفی جاتا رہتا ہے اس سے بڑہکر اور مرتبہ آدمی کے لئے توحید کا نہین **توحید الہی** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے بذات خود وصف وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے کسیکی توحید کی وجہ سے اوسکو وحدانیت حاصل نہین توحید حقیقی یہی ہے اسمین کسیطرحکا نقصان نہین ملائکہ اور آدمیون کی توحید اسوجہ سے ناقص ہے کہ اون کے وجود مین نقصان پڑا ہوا ہے۔

اسما وصفات الہی

صوفیون کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماے حسنیٰ اور صفات علیا بے تعداد ہین ہر ایک نام ایک صفت کی دلیل ہے اور ہر ایک صفت سے ایک معرفت دریافت ہوتی ہے اور ہر ایک معرفت سے ربوبیت اوسکی ظاہر ہے اور اوسکی ربوبیت عبودیت کو چاہتی ہے اونہین سے ننانوین نام تو کتب حدیث مین مذکور ہین جنہین اسماے حسنیٰ کہتے ہین چنانچہ ابو ہریرہؓ سے ترمذی نے اور بیہقی نے دعوات کبیر مین روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان للہ تسعة وتسعین اسما من احصیہا دخل الجنة یعنی اللہ تعالیٰ کے ننانوین نام ہین جو کوئی اونکو یاد کرے داخل ہوگا بہشت مین اور صوفیہ صافی نے ایکہزار ایک نام معلوم کئے ہین جو موافق استعداد فہم اور طاقت بشری کے جناب باری نے ظاہر کردئے ہین اور جمال صفات کو اون مظاہر مین مشتاقون کی نظرون مین جلوہ گر کردیا ہے کہ ان کو ہر وقت ان تجلیات سے تسلی حاصل ہوتی رہے اور ہر وقت ایک اسم کے پردے مین سے ایک صفت کا جمال انپر ظاہر ہوتا ہے جس سے ان کے ذوق وشوق کو ترقی حاصل ہوتی رہے اس لئے کہ جب کوئی صفت ان پر روشن ہوتی ہے تو ایک نیا ذوق ان کے دل مین پیدا ہوتا ہے اور پہر دل یہ چاہتا ہے کہ جمال ذات کا دیدار کرین جس کا حصول یوم قیامت تک ممکن نہین اللہ تعالیٰ کے اسما انہین نامون مین منحصر نہین اوسکے بہت سے نام ہین جنپر کسی کو اطلاع نہین اور اوس کے صفات بہی شمار سے باہر ہین۔ صفات حقیقی اشاعرہ کے نزدیک سات ہین حیات علم قدرت ارادہ سمع بصر کلام اور ماتریدیہ نے ان سات پر ایک اور صفت اضافہ کی ہے اوسکا نام تکوین رکہا ہے ان کے نزدیک صفات حقیقی آٹھ ہین مگر صوفیہ کے نزدیک نہ ان کی نہایت ہے اور نہ صفات اضافی وغیرہ کی نہایت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو ان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعة ابحر ما نفدت کلمات اللہ زمین مین جتنے درخت ہین قلم بن جائین اور دریا سیاہی ہو جاے اور سات سمندرون سے اوسکا سلسلہ ملا دیا جاوے اور اللہ کی باتین اون سے لکہی جائین تب بہی وہ تمام نہین یعنی وہ کی باتین صفات کمال پر دلالت کرنے مین تمام نہون ؎ در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است ؎ صد سال مے توان سخن از زلف یار گفت ؎ اور جسقدر اللہ

کے اسما وصفات بندون تک پہونچے ہین اور شرع نے حکم دیا ہے کہ اون کے موافق اپنے مین عادت پیدا کرنا چاہئے تو یہان یہ تصور نہ کرنا چاہیے کہ جو کچھہ معنی اون کے متبادر ہین اور جو مراتب ان اسما کے متعارف ہین وہی ہین کیونکہ جیسے انسان کے مراتب اور اوصاف کی انتہا ہے اللہ تعالی کے اسما وصفات کے مراتب و درجات بے انتہا ہین جسطرح اسما کی انتہا نہین ہے اسی طرح ہر اسم کے معنی اور بطون کی بھی انتہا نہین ہے جسقدر کہ مین جتنا ادراک ہوتا ہے اوسیقدر اون کے معنی اوسکو حاصل ہوتے ہین اور جسقدر جسکا طالب مین حظ ہوتا ہے اوسی قدر بطون کے ساتھہ خصوصیت حاصل کرلیتا ہے اور اللہ تعالی کا اتصاف صفات کے ساتھہ اوسطرح نہین جسطرح مخلوق اپنی صفات کے ساتھہ متصف ہوتی ہے کیونکہ جس طرح ذات الہی کسی ذات کی مثل نہین اسی طرح اوسکی صفات بھی کسی کے مشابہ نہین اللہ تعالی نے جو یہ اسما اور صفات ظاہر کئے ہین تو اس سے اوسکی دو مرادین ہین (۱) اللہ تعالی نے بنی آدم کی استعداد مین ان صفات کی قبولیت کا حصہ رکہا ہے اس لئے اسما کے لباس مین صفات کی تجلی مقرر کی ہے تاکہ ہر ایک آدمی اپنی استعداد کے موافق جو کچھہ اوسکا حصہ ہو اون صفات سے حاصل کرلے۔
(۲) تادیب وتعلیم بندے کی مقصود ہے کہ بندہ اپنی طبیعت سے اللہ کے لئے نام وصفت نہ اختراع کرے بلکہ نام اور صفت اپنے لئے خود خدا نے مقرر کی ہے اونہین کے ساتھہ اوسے یاد کیا کرے اور تمام صوفیون کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت اس حیثیت سے کہ اللہ کی صفت ہے حقیقت ثابت اور معنی محقق و متمیز ہے یعنی کریم کے معنی علیحدہ ہین اور غفور کے معنی علیحدہ وغیرہ وغیرہ اور یہ ہر ایک صفت متحقق ہے مگر ذات الہی کے اعتبار سے یہ تمام صفات ایک شے مین باہم متمایز نہین یعنی وہی ایک ذات رحیم بھی ہے کریم بھی ہے غفور بھی ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ صفات پروردگار کی عین ہین سب صوفیہ وجودیہ کا یہ اتفاق ہے یعنی واجب کا اثر محض ذات پر مترتب ہوتا ہے اور ممکن کا اثر ذات مع صفت پر مترتب ہوتا ہے اور صوفیہ شہودیہ مسئلہ صفات مین اہل سنت کے ساتھہ اتفاق رکھتے ہین چنانچہ مجدد الف ثانی نے اس بحث کو بڑی تفصیل کے ساتھہ عوارف لدنیہ وغیرہ مین بیان کیا ہے اور صفات الہی کا ذات الہی پر زائد ہونا ثابت کیا ہے اور مذہب صوفیہ وجودیہ کی توضیح یہ ہے کہ تمہاری ذات اشیا کے جاننے کے لئے کافی نہین ہے جب تک وہ صفت بھی تم مین قایم نہ ہو جاوے جو اشیا کے جاننے کا مبدء واقع ہو بخلاف خدا کے کہ وہ اشیا کے جاننے مین کسی صفت کا محتاج نہین ہے جو اوسکی ذات کے ساتھہ قائم ہو بلکہ خاص اوسکی ذات مبدء ہر چیز کے انکشاف کا ہے اور اس اعتبار سے ذات عین علم ہے غرضکہ ذات وصفات حقیقت مین متحد ہین مفہوم اور مرجع مین متغائر ہین اس بات سے نفی صفات کی پیدا ہوتی ہے باوجودیکہ انکے نتائج اور ثمرات تنہا ذات سے حاصل ہین اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علیؓ نے کہا ہے کمال التوحید نفی الصفات عنہ اور ایک روایت مین یون ہے کمال الاخلاص نفی الصفات عنہ یہ خیال نکرنا چاہیے

کہ اس تقدیر پر خدا کو عالم نہین کہہ سکتے اس لئے کہ عالم سے وہ ذات مراد ہوتی ہے جسپر اشیا منکشف ہون انکشاف کا مبدأ خواہ اوسکی ذات خاص ہو یا کوئی صفت ذات پر زائد ہو اور اس مسلک مین جیسا کہ کہہ سکتے ہین صفات خدا ذات خدا کی عین ہین اسی طرح کہہ سکتے ہین کہ صفات الہی اپنے مفہوم کے اعتبار سے ذات الہی سے غیر ہین اور یہی کہہ سکتے ہین کہ صفات خدا نہ ذات الہی کے عین ہین اور نہ غیر ہین -

علم الہی اور علم حضوری و حصولی

شیخ قیصری نے شرح فصوص مین کہا ہے کہ حق تعالی کو اپنی ذات کا علم عین ذات ہے اور عالم کا علم جناب الہی کو یہ ہے کہ اوس ذات مقدس کو اشیا کی صورتین حاصل ہین خواہ کلی ہون یا جزئی لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء غائب نہین رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین مین اور نہ آسمان مین - پس اللہ تعالی اپنی ذات مقدس کو خاص اپنی ذات کے ساتھ جانتا ہے یہی صورتین اللہ کا علم ہین شئ کے جب مشخصات کو دور کر دیتے ہین تو جو کچھ باقی رہتا ہے صورت کہلاتی ہے اگر ذات بہت سی چیزون کا محل ہو تو اسمین مضائقہ نہین اس لئے کہ اشیا وجود و حقیقت کے اعتبار سے عین حق ہین اور تعین و تقیید و تشخص کے اعتبار سے غیر ہین پس حقیقت مین حال و محل جدا جدا نہین بلکہ ایک ہی چیز نے صورت حالی و صورت محلی مین ظہور کیا ہے نفس الامر اسی علم محیط سے مراد ہے جس کی تحقیق مین علما و حکما کو بڑی حیرت ہے اور جو خواجہ نصیر الدین طوسی نے کہا ہے کہ نفس الامر عقل فعال کی صور علمیہ کا نام ہے یہ بھی درست ہے اس لئے کہ عقل فعال کی جو صور علمیہ ہین وہ حق تعالی کی صور علمیہ ہین اور جتنی ماہیات ہین وہ اشیا کی صور کلیہ ہین علم حق مین اور اگر کوئی کہے کہ ماہیات و حقایق اشیا کے عین ہین تو یہ بھی صحیح ہے اور شیخ بو علی کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالی کو علم اشیا کا حصولی ہے جیسا کہ قیصری نے بیان کیا ہے کہ علم حق تعالے کو اشیا کا علم حصولی ہے اور اپنی ذات مقدس کا حضوری اور تفصیل اسکی اسطرح ہے کہ علم یعنی جاننا دو طرح کا ہوتا ہے **ایک** یہ کہ اسمین جاننا اور جاننے والا اور جانا گیا تینون غیر ہون اسکا نام علم حصولی ہے **دوسرے** یہ کہ اوسمین جاننا اور جاننے والا اور جانا گیا تینون ایک ہون اسکا نام علم حضوری ہے اس لئے کہ جب جاننا اور جاننے والا اور جانا گیا تینون ایک ہوے تب آپ کو آپ ہی جانے گا جس طرح سے کہ خدا اپنی ذات کا آپ جاننے والا ہے اور اوس کی ذات جانی گئی ہے اس صورت مین جاننے والا اور جانا گیا تینون ایک ہوے تب آپکو آپ ہی جانیگا جس طرح سے کہ خدا اپنی ذات کا آپ جاننے والا ہے اور اوسکی ذات جانی گئی ہے اس صورت مین جاننے والا اور جانا گیا دونون ایک ہوئے اسلئے کہ ذات شخص کی وہی شخص ہے جبکہ وہ شخص جاننے والا ہوا اور ذات جانی گئی ٹھہری تو ثابت ہوا کہ دونون ایک ہین اب اس بات پر آئے کہ جاننا کیونکر ایک ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ جسجگہہ جاننے والے اور جانے گئے مین تفاوت ہوگا وہین جاننا ان دونون کے سوا تیسری چیز کا ہوگا اور

جہان یہ دونون ایکسگہے جاوینگے وہان وہی جانا گیا جاننا بہی ہے اس صورت مین کہ خلاسنے کو بڑا علم ہے اور خلاسے بڑی معلومات ہے دونون ایک معنی رکہتے ہین اور ایک مقام مین مستعمل ہوتے اس بیان سے یہ بات واضح ہوئی کہ جب جاننا اور جانے گئے مین کچہہ فرق نرہا اور جانا گیا اور جاننے والا دونون ایک ٹہرے تب جاننا اور جاننے والا بہی ایک ٹہرا اور نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ جاننے والا اور جاننا اور جانا گیا تینون باہم ایک ہین۔ دلیل اسپر یہ ہے کہ جو دو چیزین آپس مین سب وجہ سے باہم برابر ہون گی تو ان دونون مین سے ایک کی نظیر بہی دوسرے کی ہو بہو نظیر ہوگی جس طرح سے دو لکیرین ایسی کہینچئے کہ آپس مین کم و زیادہ نہون اور یہ بات کہئے کہ ایک لکیر اور کہینچنا چاہیے کہ ان دونون لکیرون مین سے کسی کی برابر ہو ظاہر ہے کہ جب کوئی آدمی لکیر کہینچے گا اور ان دونون مین سے ایک لکیر کی برابر ہوگی تو یقین ہے کہ جب ایک کی برابر ہونا ثابت ہوا تب دوسری لکیر کی بہی برابر ہوگی کس لئے کہ وہ دونون بہی باہم برابر ہین اور اس دلیل سے اور برہان قطعی سے وہ بات بہی ثابت اور یقینی ہوگئی جو تحریر اقلیدس مین مذکور ہے کہ مساوی کا مساوی بہی مساوی ہوتا ہے اب سنو آدمی کو جو اپنی ذات کا علم ہے وہ بہی حضوری ہے اور یہ علم کچہہ پڑہنے پڑہانے سے نہین آتا خود بخود اپنی روح کا علم انسان کو ہوتا ہے جس وقت بدن کے ساتہہ علاقہ ہوا اوسی وقت یہ علم انسان کو حاصل ہوا مگر وہ علم جو حق تعالی کو اپنی ذات کا ہے حضوری قدیم کہلاتا ہے اور وہ علم جو ہمین اپنی ذات کا ہے حضوری حادث کہلاتا ہے اور بعض کی راے یہ ہے کہ اللہ تعالی کو اپنی ذات کے سوا اشیاے موجودہ کا بہی علم حضوری ہے، اس لئے کہ اہل تحقیق کے نزدیک سب چیزین اوسکی مظاہر جمیلہ ہین اور سب اوسکی ذات کے ساتہہ متحد ہین ذات الہی بمنزلہ شخص کے ہے اور اشیا آئینہ خانہ ہین اوس شخص کے بہت سے عکسون کی مثل ہین جو کہ عکس کا وجود بعینہ شخص کا وجود ہے بلکہ سب ایک وجود اصلی کے ظل ہین اور ظلال کا وجود اصلی کے مقابلہ مین کوئی شمار نہین اسی دلیل سے ثابت ہے کہ اشیا کا وجود جو صانع کے وجود کا عکس ہے بعینہ صانع کا وجود ہے اور وجود صانع کے مقابلہ مین اشیا کوئی چیز نہین ہین اس صورت مین اللہ تعالی کو اشیا کا علم اپنی ذات کے علم کے مشابہ ہے مگر بعض محققین صوفیہ و حکماء علما اس دلیل کو نہین مانتے باطل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالی کو اشیا کا علم حصولی ہے اور وہ ایک نسبت ہے جاننے والے اور جانے گئی کی درمیان مین کہ ایک دوسرے سے غیر ہوتا ہے جیسے جاننا حق تعالی کا ممکنات کو اور علم حصولی کی بہی دو قسمین ہین قدیم اور حادث قدیم جیسے اللہ تعالی کو ممکنات کا علم حادث جیسے انسان کو اون چیزون کا علم جو اوسکی ذات کے سوا ہین

اسم کا اطلاق صفت پر

صوفیہ کہتے ہین کہ اطلاق اسم کا صفت پر بہی شائع ہے اور اسکی تین قسمین ہین اس لئے کہ یا تو ذات الہی بہ لحاظ اوسکے

کسی امر عدمی کی وجہ سے اطلاق کرتے ہین اور اسے **اسم ذات** کہتے ہین جیسے قدوس یا کسی ایسے امر وجودی کے اعتبار سے اوسکو اطلاق کرتے ہین کہ اوسکا سمجھنا غیر کے سمجھنے پر موقوف نہین ہوتا ہے اسے **اسم صفت** کہتے ہین جیسے حی یا کسی ایسے امر وجودی کے اعتبار سے اطلاق کرتے ہین کہ اوسکا سمجھنا غیر کے سمجھنے کا محتاج ہوتا ہے اسے **اسم فعل** کہتے ہین جیسے خالق اور اسم جامع اللہ اور رحمن ہے اور سب اسماے الہی کی جڑ اور اصل یہ ہین اول آخر ظاہر باطن **اسم اعظم** نہایت مخفی ہے اور اطلاع اوسپر کشف وصفائی پر موقوف ہے قاضی حمید الدین ناگوری رح کے نزدیک اسم اعظم ھو ہے اس لئے کہ وہ ایک حرف ہے واؤ حرف ہا کے ضمہ کے ظاہر کرنے اور کھینچنے کے لئے آخر مین پیدا ہوگئی ہے اور وہ اسم مطلق ہے نہ معدول ہے نہ مشتق ہے کیونکہ مشتق اشتراک سے خالی نہین ہوتا اسلئے وحدت کی بنا اوسپر بھی نہین اور ہو اصل تمام اسما کی ہے جیسے سورۂ فاتحہ اصل سارے قرآن کی ہے **ع** اسم اعظم جامع اسما بود ؛ صورت و معنی اشیا بود ؛ اسم دریا و عین موج او ؛ این کسی داند کہ او ازما بود ؛ کسی نے ابو یزید رح بسطامی سے پوچھا کہ اسم اعظم کونسا ہے فرمایا تو مجھکو اسم اصغر دکھلا دے تو مین تجھے اسم اعظم بتا دونگا وہ حیران ہوکر رہگیا پھر فرمایا کہ سارے اسماے الہی عظیم ہین غرض شیخ کی اس قول سے اسم اعظم سے انکار نہین ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا نے اس اسم کو مخلوق سے پوشیدہ رکھا ہے اسم اعظم کے بیان مین اور بہت سے قول وارد ہوے ہین بعضون نے کہا ہی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اسم اعظم ہے اور بعضون نے حی القیوم کو بتایا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین نے باب ۷۳ فتوحات مین امام محمد بن علی ترمذی رح کے جواب مین اسکو بیان کیا ہے الاسم الاعظم الذی لا مدلول لہ سوی عین الجمع وفیہ الحی القیوم فلا بد فان قلت فھو اللہ قلت لا ادری فانہ یفعل بالخاصیۃ وھذہ اللفظ انما یفعل بالصدق اذا کان صفۃ للمتلفظ بھا بخلاف ذلک الاسم ولکن الظاھر من مذھب الترمذی ان راس الاسماء الذی استوجب جمیع الاسماء انما ھو الانسان الکبیر وھو الکامل اسم اعظم وہ ہی کہ جسکی کوئی معنی سوا اسکے نہین کہ وہ سب کا عین ہے یعنی ایک ذات مشخصہ یا شخص ہے جو سب مین دائر سائر ہے اور اس مرتبہ مین حی القیوم ہی پس اگر تو کہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہی تو مین جواب دونگا کہ مین اسے نہین سمجھتا ہون اس لئے کہ اسم اعظم کہ اپنی خاصیت سے اثر کرتا ہے اور لفظ اللہ مین کوئی ایسی خاصیت نہین بلکہ وہ اوسوقت اثر کرتا ہے کہ جب اوس کے بولنے والے کی وہ صفت بن جاے یعنی بولنے والا اوس مین فنا ہو جاے برخلاف اوس اسم کے لیکن مذہب ترمذی سے یہ ظاہر ہے کہ تمام اسما کا مدار کہ جو مبدء ہے سارے اسماے الہی کا انسان کبیر ہے اور وہی کامل ہے اور شیخ موصوف نے فتوحات کے باب ۱۲ مین فرمایا ہے معلوم عند الخاص والعام ان ثم اسما عاما یسمی الاسم الاعظم وھو فی اٰیۃ الکرسی و اول سورۃ اٰل عمران یعنی یہ بات خاص و عام کو معلوم ہی کہ وہان ایک اسم عام

جسے اسم اعظم کہتے ہین اور وہ آیۃ الکرسی مین اور شروع مین سورۂ آل عمران کے موجود ہے اور وہ لفظ حی القیوم ہی
کہ آیت کرسی مین بھی آیا ہے اور سورۂ آل عمران کے اول مین بھی آیا ہے اور بعضون نے مالک الملک کو اسم اعظم
جانا ہے اور بعضون نے کلمۂ توحید کو اور بعضون نے اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم کو اور حضرت
امام زین العابدینؑ سے منقول ہی کہ اونہون نے رب العزت سے سوال کیا کہ مجھکو اسم اعظم بتلادے اونکو خواب مین کہا گیا
کہ اسم اعظم لا الہ الا اللہ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ مخفی ہے اسماے حسنی مین اور بعضون نے کہا آلمٓ ہے
اور بعضون نے کہا ہے کہ اسماے الہی مین سے جس اسم کے ساتھ اللہ کو بندہ خضوع و استغراق کے طور پر یاد کرے
اسطرح کہ اوسکے باطن مین اوس حالت مین سوا اوسکے کچھہ نہو وے وہ اسم اعظم ہے اور دعا اوسکے ساتھ قبول ہوتی ہے
یہ قول حضرت امام جعفر صادقؑ کا ہے اور ابو سلیمان دارانیؒ نے کہا کہ مینے بعضے مشایخ سے اسم اعظم کو پوچھا جواب دیا کہ
تم اپنے دل کو پہچانتے ہو مینے کہا ہان فرمایا کہ جس وقت تم اپنے دل کو دیکھو کہ خدا کی طرف متوجہ ہوا اور نرم ہوا تو اپنی حاجت
مانگو کہ یہی اسم اعظم ہے اور ابو الربیع سے کسی نے کہا کہ مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے کہا لکھہ اطع اللہ یطعک یعنی
اللہ کی فرمانبرداری کر کہ وہ تیری عرض قبول کریگا حاصل یہ ہے کہ اطاعت کرنا اسم اعظم ہے کہ اس سے اللہ مہربان
ہوتا ہے اور دعا قبول کرتا ہے۔

ائمہ سبعہ و امام الائمہ

جس طرح ذات الہی کی کنہ نہین معلوم ہوسکتی اسی طرح صفات الہی کی کنہ بھی نہین معلوم ہوسکتی ہے لیکن چونکہ صفات
الہی کے پرتوے انسان کی ماہیت پر پڑے ہین اس لئے اونکو معتدبہ وجہ کے ساتھ ادراک کرسکتا ہے اور چونکہ
انسان واجب الوجود نہین ہے اس لئے اونکی کنہ لے سمجھنے مین قاصر ہے اور سب صفات کی اصل یہ صفات ہین
حیات علم ارادہ قدرت سمع بصر کلام انکو ائمہ سبعہ کہتے ہین اور بعضون نے بجاے سمیع و بصیر کے جود و مقسط
کو ذکر کیا ہے اور امام الائمہ سب کے نزدیک صفات مین لفظ حی ہے اور مولانا عبد الرزاق کاشیؒ کے نزدیک لفظ علم
ہے جس نے کہ لفظ حی کو امام الائمہ قرار دیا ہے اوس نے اس بات پر لحاظ کیا کہ حیات علم کے لئے شرط ہے
پس علم سے اشرف ہے اور جسنے علم کو امام الائمہ مانا اوسنے اس امر پر خیال کیا کہ علم حیات سے اشرف ہی۔

اسم الہی کی سلطنت و ظہور اور اعیان ثابتہ اور ممتنعات اور مفاتیح الغیب

صوفیہ کہتے ہین کہ ہر زمانہ مین ایک اسم الہی کو سلطنت اور ظہور حاصل رہتا ہے جب ایک اسم کی سلطنت و ظہور کا
دورہ ختم ہوچکتا ہے تو ایک دوسرے اسم مین جسکی سلطنت و ظہور کا دورہ ہوتا ہے یہ اسم مستور ہوجاتا ہے
سبعہ سیارات کا دورہ بھی انہین سے متعلق ہین قرآن مین جو آیا ہے کل یوم ھو فی شان یعنی ہر دن وہ ایک
نئی شان مین ہے اسمین شان سے مراد ایک اسم کے ظہور کی نوبت ہے اور کل یوم سے مراد سبعہ سیارہ کے

دورے ہین جنکی مقدار ہزار سال ہے اور اشیا کی صُوَرِ متمیزہ جو علم حق مین ہین اور عبارت ہے علم حق سے اون کے مبادی یعنی اسباب اسماے الٰہی ہین اور اون صور متمیزہ کو اعیان ثابتہ کہتے ہین خواہ کلی ہون یا جزئی۔

اور یہ صور علمی ازل مین ذات حق سے فیض اقدس کی عنایت سے موجود ہوتی ہین اور اعیان ثابتہ کو ایک نسبت اسماے الٰہی سے ہے اور ایک نسبت اعیان خارجی سے ہے۔ اسماے الٰہی کے ساتھ یہ اعیان ثابتہ بدن کی نسبت رکھتے ہین یعنی یہ گویا اون کے بدن ہین اور وہ ان کے ارواح ہین اور یہ اعیان ثابتہ اعیان خارجیہ کے حق مین ارواح کا حکم رکھتی ہین اور اعیان خارجیہ کو ان کے ذریعہ سے فیض پہونچتا ہے مگر فیض یہی انہین پر منحصر نہین بلکہ فیض بے واسطہ بھی موجودات خارجی کو ایک خاص وجہ سے جو اونہین حق تعالی کے ساتھ حاصل ہے پہونچتا ہے اور سارے حقایق ممکنۃ الوجود خارج مین موجود ہین اور افراد کا تحقق اوقات معینہ پر موقوف ہے کہ ہر ایک اپنے اوس خاص وقت مین موجود ہوتا ہے جو اوس کے متحقق ہونے کے لئے مقرر ہے اور ممتنعات کی نسبت بعض کی راے یہ ہے کہ اونکی صورتین حق تعالی کے علم مین متحقق ہین اور یہ کئی ایسے نامون کا مظہر ہین جو کبھی ظلوتخانہ حق سے باہر نہین آتے اور یہ جو حدیث صحیح مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَہٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ فِیْ مَکْنُوْنِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ رواہ رزین عن ابن مسعود اے اللہ مین سوال کرتا ہون تجھسے بواسطہ ہر اسم کے جو تیرے لئے ہے جس سے کہ تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا اور نازل کیا تو نے اوسکو اپنی کتاب مین یا سکھایا تو نے کسی کو اپنی مخلوق مین سے یا اختیار کیا تو نے پردہ غیب مین اپنے نزدیک انہین اسما کی طرف اشارہ ہے اور انکو مفاتیح الغیب کہتے ہین اور یہ اون اسما کے اسباب ہین جو اعیان ثابتہ کے اسباب ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اونکی صورتین علم حق مین نہین جیسے شریک باری اور اجتماع نقیضین اور علم حق انکو اسطرح احاطہ کئے ہوئے ہے جیسے کہ وہم وعقل علم الٰہی کا احاطہ کر لیتے ہین کیونکہ ہر ایک غیر موجود کو فرض کر سکتے ہین۔

وہ اسما جن سے اللہ تعالی کی جسمیت پیدا ہوتی ہے

اس قسم کی باتین جو آیات واحادیث سے معلوم ہوتی ہین کہ اللہ عرش پر ہے اور اوس کے لئے ہاتھ اور منھ ہے اور اوسکی سمائی مومن کے دل مین ہے یا آخر شب مین آسمان اول پر نازل ہوتا ہے ان سب باتون پر ایمان بالغیب لانا چاہیے اور یہ جان لینا چاہیے کہ یہ سب سچ ہے مگر ہمکو حقیقت اور کیفیت اوسکی معلوم نہین دل سے ان سب باتون کو سچ جانے اور در پے انکشاف نہو اور ظاہری معنی جو الفاظ کے ہین اون معنی پر حمل کرنا درست نہین کیونکہ حقیقت اوسکی بندے کے فہم وادراک سے باہر ہے وہ ذات پاک ان سب باتون سے بری ہے اور تاویلات بھی یقینی نہین ہین جیسا کہ علما نے کہا ہے استوی علی العرش مین استوی سے مراد تصرف ہے اور ید اللہ فوق ایدیکم

مین ید سے مراد دست قدرت ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مین وجہ سے مراد اوسکی ذات ہے ان مرادی
معنون پر بھی جزم ویقین نہ چاہیے ایمان ان باتون پر اسی قدر کافی ہے کہ یہ سب چیزین اوسکی وحدانیت کی دلیل
ہین ذات وصفات الٰہی مین سوای حیرت کے کچھہ ہاتھہ نہین آتا انسان کیا ملائکہ بھی حیران ہین بندے کے لیئے
یہی بہتر ہے کہ اللہ کی صفات مین وہ بات کہے جس سے تشبیہ وتعطیل لازم نہ آئے تعطیل اوسے کہتے ہین کہ اوس
ذات مقدس کے لیئے صفات کمال ثابت نہ کرے اور تشبیہ یہ ہے کہ اوسکے لیئے صفات کمال اس طور پر ثابت
کرے کہ مخلوق کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے بندے کو تو یہ حکم ہے کہ اس بات پر ایمان لائے کہ یہ صفات
اللہ کے لیئے ثابت ہین اور موجود ہین اس بات کا حکم نہین ہے کہ ان صفات کی کیفیت کو بھی جانے ۔

جبر وقدر

صوفیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندون کے تمام افعال واعمال کا خالق ہے اور کسیکو مخلوق مین سے اس بات
کی قدرت نہین کہ کوئی فعل ایجاد کرسکے مگر ہان جسکو اللہ تعالیٰ نے جسقدر قدرت عطا کرے وہ اوسقدر کرسکتا ہے
فاعل کا وجود کہ اصل ہے اپنے اختیار سے نہوگا تو فعل جو وجود کی فرع ہے یہ بھی بطریق اولیٰ اوس کے اختیار سے
نہوگا بس جو چیز جیسے خیر وشر کفر وایمان اطاعت وعصیان سب کو قضا وقدر الٰہی ایجاد کرتے ہین اور اسمین کسی کی
حجت اور اعتراض اوسپر وارد نہین ہوسکتا بلکہ سب پر اوسکی حجت بالغہ ثابت ہے اب یہان ایک شبہہ ہوتا ہے
کہ جب نیکی اور بدی دونون اللہ کی مخلوق ہین اور حدوث اور ظہور اوسکا اللہ کی مشیت اور ارادہ سے ہوتا ہے تو یہ
گناہ اور برے کام پر بندے کو تعزیر اور سزا کی کیا وجہ ہے جو کام بندہ کرتا ہے وہ تو مشیت الٰہی سے وقوع مین
آتا ہے بندہ کا قصور کیا ہے اور باوجود اسکے سزا دینا انصاف کیونکر ہوا حالانکہ اللہ جل شانہ عادل ہے ظالم نہین
ہے یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی اپنے نوکر سے کہے کہ جا فلان شخص سے مال چھین لا اور جب وہ حکم بجالائے تو
سزا پائے جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ یہ شک خداوند تعالیٰ کے کام کو بندے کے کام پر قیاس کرنے سے پیدا ہوا ہے اگر
کوئی کہے کہ ایسا کام جو کرتا ہے وہ ظالم اور جابر کہلاتا ہے تو یہ بات خداوند عالم کے کام پر روا نہ رکھنا چاہیے کیونکہ
بندہ کا وجود اللہ تعالیٰ کی ملک ہے ظاہر ہے کہ مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ جو تصرف چاہے اپنے ملک مین کرے
اللہ تعالیٰ جس طرح لطیف صاحب فضل ہے اسی طرح قہار اور عادل بھی ہے اوسکی ذات کے نزدیک لطف وقہر دونون
برابر ہین جسطرح لطف چاہتا ہے کہ ظہور مین آوے قہر بھی اپنا ظہور چاہتا ہے اس صورت مین ہر ایک کے لیئے جدا جدا
مظہر کی ضرورت ہے تو دونون کا مظہر مومن وکافر اور جنت ودوزخ کا وجود ہے پس اللہ تعالیٰ کی حکمت نے ہر صفت
کے مظہر کو اپنی مشیت کے موافق پیدا کیا جسکو لطف کا مظہر کیا اوسکے ساتھ صفت فضل سے ابتدا کی جسکو صفت قہر کا
مظہر بنایا اوسکے ساتھ عدل جاری کیا اوس کے فضل وعدل کے لیئے کسی سبب اور علت کی ضرورت نہین ہے

یہان سے معلوم ہوا کہ بندون کے افعال کی وجہ سے سعادت وشقاوت پیدا نہین ہوتین ثواب اوسکا فضل ہے
اور عذاب اوسکا عدل ہے اللہ کی رضامندی اور غضب یہ دو صفت قدیم ہین بندون کے افعال متغیر ہونے سے
ان مین تغیر نہین آتا پس جسپر اللہ کی رضامندی ہوتی ہے اوس سے اہل بہشت کے کام کرتا ہے اور جسپر اوس کا
غضب ٹوٹتا ہے اوسے دوزخیون کے کام پر مائل کرتا ہے یہہ جو کچھہ بیان کیا گیا اس سے مراد یہہ نہین ہے کہ
آدمی بالکل مجبور ہے کسی طرح کا اختیار نہین رکھتا ہے بلکہ بہت سے کام بندے کے اوسکے اختیار کے تابع ہین
مگر اوسکو اپنے اختیار پر اختیار حاصل نہین مطلب اس بات کا یہ ہے کہ فاعل مختار وہ ہوتا ہے جسکے افعال اوسکے
علم وقدرت اور ارادہ کے تابع ہون جو کچھہ اوس نے جانا اور پہر اوسکا ارادہ کیا اور قدرت اس ارادہ اور جاننے
کے ساتھ جمع ہوگئی تو بالضرور موجود ہوگیا انسان ایسے اختیار مین محدود ہے کہ یہ فعل بندہ کا نہین ہے کہ علم و
قدرت وارادہ اوسمین موجود ہون اور ایک ہی وقت مین یہ جمع ہوجائین یہ باتین بندے کے اختیار سے باہر ہین
اس لئے بندہ کو مختار بھی جانتے ہین اور مجبور بھی امام حسن رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے ان اللّٰہ لا یطاع
باکراہ ولا یعصی بغلبۃ ولا یہمل العباد من المملکۃ یعنی اللہ تعالی بندون کو اپنی اطاعت پر مجبور نہین کرتا
اور کوئی اللہ کی نافرمانی اوسپر غالب ہوکر نہین کرتا اور نہ اللہ اپنی حکومت سے بندون کو بیکار اور مطلق العنان چھوڑ
دیتا ہے امام جعفر صادق سے کسی نے پوچھا کہ اے ابن رسول اللہ کیا حق تعالی نے افعال کے پیدا کرنے کا کام بندون
کے سپرد کردیا ہے آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالی اس بات سے پاک ہے کہ الوہیت بندون کے سپرد کرے
سائل نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالی بندون کو افعال کے پیدا کرنے پر مجبور کرتا ہے فرمایا کہ وہ عادل ہے کسی پر جبر نہین
کرتا تو سائل نے کہا حقیقت حال کیونکر ہے فرمایا لا جبر ولا تفویض ولکن امر بین امرین نہ مجبوری ہے نہ سپردگی
بلکہ حقیقت امر متوسط ہے درمیان جبر وقدر کے جبر مذہب جبریون کا ہے اور قدر مذہب قدریون کا جبریہ قائل
ہین کہ آدمی کو بالکل اختیار نہین اوسکی حرکت مثل حرکت جمادات کے ہے اور قدری کہتے ہین کہ آدمی مختار کل ہے
اپنے کاروبار مین مستقل ہے اور اپنے افعال کا آپ خالق ہے پس فرمایا کہ یہ دونون مذہب باطل ہین اور یہہ
افراط وتفریط ہے مذہب حق توسط ہے درمیان دونون کے لیکن عقل اس امر متوسط کے ادراک مین حیران ہے
حقیقت مین حیرانی اونکو ہے جو معتقدات مین بحث وجدال کرتے ہین اور اونکو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہین
جب تک کوئی امر عقلاً راست نہو اور معقول نہ ٹھہرے تصدیق نہین کرتے اور اوسپر ایمان نہین لاتے قدر کا بھید
بحث ومناظرہ اور تحریر وتقریر سے ظاہر نہین ہوسکتا اسکے دریافت کرنے کے لئے آئینہ دل کی صفائی زنگ
طبیعت وہوا سے اور اعراض ماسوی اللہ سے اور خدا کی طرف بالکل رجوع کرنا درکار ہے چونکہ یہ مسئلہ مشکل ہے
اس لئے عوام کو اسمین توغل نہ چاہیے علماے راسخ کو بطور مکاشفہ کے اوسکی صورت بخوبی معلوم ہوگئی ہے۔

الفاظ و معانی قرآن

سورۂ اسرا مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا یعنی تو کہدے کہ اگر جن و انس اس بات پر جمع ہون کہ اس قرآن کی مانند بنالاوین تو اوسکی مثل کبھی نہ بنا سکین گے گو اونمین سے ایک دوسرے کی مدد کرے اور اسمین شک نہین کہ ہر کلام کا مرتبہ اور قدر متکلم کی حیثیت کے موافق ہوتی ہے جتنا متکلم بلند مرتبہ ہوتا ہے اوتنا ہی وہ کلام بھی رفیع ہوتا ہے اللہ کی ذات قدیم جلال و عظمت مین یکتا ہے تو اوسکا کلام بھی جلال و عظمت مین بے مثل ہے یہ کلام پاک لوگون کو زیادہ نفع پہونچانے کے لئے بہت نزدیک ہے لیکن اپنی شان و عظمت کے لحاظ سے بہت دور ہے جیسے سورج کہ جرم کے اعتبار سے لوگون سے دور ہے اور گرمی اور روشنی کے لحاظ سے نزدیک ہے اگر اوسکے منافع کی طرف خیال کیا جاے تو بہت ہی قرب اور ظہور کے مرتبہ مین ہے اور جو اوسکی کنہ حقیقت پر غور کیا جاے تو اوسمین انتہا درجہ کی دوری اور پوشیدگی مین ہے پھر وہ قریب بھی ہے اور بعید بھی ہے ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی ہے بعضون نے اوس کے قرب و ظہور پر نظر کر کے کہا کہ کلام الٰہی مرکب ہے حروف و آواز سے تاکہ دوری اور پوشیدگی سے بچتے رہین - اور جنھون نے دوری اور پوشیدگی کو مدنظر رکھا تو کھا کہ کلام الٰہی حروف و آواز سے مرکب نہین انکی غرض اس قول سے یہ تھی کہ قرب و ظہور سے بچین پھر لوگون نے اوسکو حروف و آواز سے مرکب تسلیم کیا انکی بھی دو گروہ ہوگئے ایک گروہ نے کھا کہ قدیم ہے انھون نے مظروف پر لحاظ کیا اور ظروف کے رنگ کو کہ مراد حروف سے ہے مظروف کے رنگ مین مختفی و مستور دیکھا اور صورت تفرقہ کو جمعیت کے اندر پایا اور دوسری جماعت نے کہا کہ وہ محدث ہے انھون نے رنگ ظرف پر نظر کی اور مظروف کو ظرف کے رنگ مین دیکھا اور جمعیت سے تفرقہ مین آگئے اور جبکہ یہ معلوم ہے کہ ہر ایک مذہب والے نے اپنے مذہب کو دلائل کے ساتھہ اختیار کیا ہے اور دوسرے مذہب پر اپنے مذہب کو بوجہ قواعد اور دلائل کے مرجح جانا ہے تو ہر ایک اپنے اپنے مذہب کے اختیار کرنے کے بارے مین معذور ہے پھر اسلامی فرقون مین جھگڑے اور بحثین پیدا کرنا بے فائدہ ہے اگر بندہ اصول دین کی رعایت مین سرگرم ہے اور اپنے کام سے کام رکھے تو ایسی فضول باتون مین اپنے اوقات کو ہرگز ضائع نہ کرے کیونکہ فضول باتون مین غور کرنے سے اصول ضائع ہوتے ہین صحابہ اور تابعین ہمیشہ اصول کی پابندی رکھتے تھے اور کبھی ایسی فضول باتون مین غور و خوض نہین کرتے تھے دین کے اصول اچھے کامون مین سے تو صرف اسی قدر ہے کہ قرآن پر ایمان لاوے اوسکے امر و نہی کو مانتا رہے اوسکے حکم کے موافق حلال و حرام کا پابند رہے اور اوس کے حقوق و حدود کی تعمیل کرتا رہے اور اس سے زیادہ کے درپے ہونا جیسے قدم و حدوث کی بحث یہ بالکل بدعت اور فضول ہے اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے ملک مین اشتہار جاری کرکے اور رعایا کو حکم دے کہ اوسکے موافق عملدرآمد رکھین مگر یہ لوگ اوس حکم کی پابندی پر توچندان متوجہ نہون بلکہ اوس

اشتہار کی کیفیت خط اور بلاغت عبارت کے باب مین تحقیق کرنے لگین - امام غزالیؒ نے الجام العوام مین کہا ہے کہ امام احمد حنبلؒ ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ مین اونکی مجلس مین مین بیٹھا ہوا تہا کہ ایک شخص نے اون سے پوچھا کہ اے امیر المومنین کلام اللہ مخلوق ہے یا نہین حضرت عمر کو اس سوال سے تعجب ہوا اور اوسکا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین لیگئے اور کہا دیکھو کہ یہ شخص کیا کہتا ہے جب جناب امیر نے یہ بات سنی تو غصے ہوے اور سر جہکا لیا اور سوچ کر کہا کہ آخر زمانہ مین اس بات سے فتنے پیدا ہون گے اور اگر مین خلیفہ ہوتا تو اس شخص کو مروا ڈالتا جناب امیر کا کیا کشف تہا کہ بسبب اس مسئلہ کے کسقدر علماے دین کو اہانت حاصل ہوئی ہے -

رویت الہی

جواز رویت مین حق تعالیٰ کی بیداری مین اور بصر سے دو قول ہین اوستاد ابو القاسم قشیریؒ صاحب رسالہ قشیریہ کہتے ہین کہ قول صحیح عدم جواز ہے اور دوسرا قول جواز و امکان سے خبر دیتا ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے جو سوال رویت الہی کا کیا اور اونکی قوم نے دنیا مین دیدار الہی چاہا اور حضرت موسیٰ نے اونکو منع نہ کیا اور یہ نکہا کہ اللہ تعالیٰ کی رویت ممتنع ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت دنیا مین بہی ممکن ہے لیکن عدم وقوع اور نہ حاصل ہونا اوسکا کسی کو سوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شب معراج مین متفق علیہ ہے اور اجماع محدثین اور فقہا اور متکلمین و مشایخ طریقت کا اسپر ہے کہ اولیا کو رویت مذکورہ حاصل نہین ہے صاحب تعرف کا قول ہے کہ ہم کسی کو مشایخ سے ایسا نہین جانتے ہین کہ اوسنے اسکا دعوی کیا ہو اور کسی سے اسکی صحت ہوپنچی ہو مگر جہلا جنکو کوئی جانتا نہین وہ اسکے مدعی ہوے ہین اور مشایخ کو اسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل پر اتفاق ہے اور کہتے ہین کہ مدعی اسکا درحقیقت خداشناس نہین ہے واقع مین جب اللہ تعالیٰ نہ جوہر ہے نہ عرض تو وہ ان جواہر سے کہ جو خاص جواہر اعراض کے دریافت کے لئے مخصوص ہین ہرگز محسوس نہین ہوسکتا ہے بلکہ بعض جواہر لطیف بہی لطافت کے سبب سے آنکہ سے نظر نہین آتے ہین جیسا کہ ہوا لطافت کے سبب سے دکہلائی نہین دیتی ہے حالانکہ اوس کے موجود ہونے مین کسی کو بہی شک نہین ہے پس اس طرح ممکن ہے کہ وہ لطیف جوہر سے جوہری نہین ہے سبب جو اس سے محسوس نہوسکے اور بدون چشم باطن کے دنیا مین نظر نہ آسکے اور یہی وجہ ہے کہ جب کوئی چیز نہایت ظہور کرتی ہے تو نظر نہین آتی جیسا کہ چمگادڑ کو دن مین آفتاب کہ اوسکا اوسوقت نہایت ظہور ہوتا ہے نظر نہین آتا جب کوئی چیز آنکہ کے نہایت قریب ہوتی ہے تو باوجود قرب کے دکہائی نہین دیتی اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کمال ظہور اور کمال قرب مانع آرہا ہے اس سبب سے اوسکے دیکھنے سے دنیا مین ہر شخص عاجز ہے اور شیخ علاؤ الدولہ قونویؒ نے شرح تعرف مین لکہا ہے کہ اگر کسی معتبر سے نقل اس کی صحت کو پہونچے اوسکی تاویل کرنا چاہیے - عاقبت مین بے شک اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنون کو ہوگا اور کافر اوس سے محروم رہین گے مومن اللہ کو دنیا مین نظر بصیرت سے دیکھتے ہین عاقبت مین آنکہ سے دیکھینگے جیسا کہ صحیح

بخاری ومسلم مین جریر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے انکم ستروں ربکم یوم القیامۃ کما
ترون ھذا القمر لیلۃ البدر یعنی تم قریب ہے کہ دیکھو گے اپنے رب کو قیامت کے دن جیسا کہ دیکھتے ہو
اس چاند کو چودہوین شب مین اس تشبیہہ سے مقصود یہ ہے کہ جسطرح دنیا مین اشیاء کو علانیہ دیکھتے ہین اسی طرح
آخرت مین حق تعالیٰ بھی علانیہ نظر کیجائے گی اور یہ مراد نہین ہے کہ حق تعالیٰ چاند کی طرح ہے کیونکہ وہ کسی کے مشابہ
نہین ہے اور شیعہ کے تمام فرقے سوا ئے مجسمہ کے انکار دیدار الٰہی کا کرتے ہین اور معتزلہ بھی منکر ہین اور کہتے ہین کہ
رویت الٰہی کے لئے شرائط درکار ہین سلامتی حاسہ کی اور مرئی کا جسم دار و کثیف و رنگین ہونا اور نظر کے
سامنے آجانے سے اوسکی رویت کا ممکن ہونا اور ثابت ہونا مسافت متوسطہ کا درمیان رائی و مرئی کے
اس طرح کہ نہ نہایت دور ہو نہ نزدیک اور ثابت ہونا مقابلہ کا اور نہونا حجاب کا اور کہتے ہین کہ رویت بدون
مکان اور بدون جہت کے یعنی بغیر شرائط مذکورۂ بالا کے محال ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار
بغیر ان شرائط کے ہوگا یہ شرائط عادی ہین اس لئے انکا ہر جگہہ ہونا ضرور نہین درحقیقت بجز وجود رائی و
مرئی کے کوئی اور شرط نہین ہے رویت اخروی کو رویت دنیوی سے کونسی نسبت ہے اور باقی کو فانی کے ساتھ
کیا نسبت ہے ان لوگون نے دنیا کی چیزون کو دیکھا ہے اس لئے عقبیٰ کے معاملات کو بھی دنیا پر قیاس کرتے ہین اور
یہ بڑی غلطی ہے کہ ایک ایسے مرتبے کو جو اوسکے مقام اور حال سے بڑھکر ہو اپنے حال اور مقام پر قیاس کرے امور اخروی
کو دنیا مین وہی شخص جان سکتا ہے جو بالکل دنیا اور اوسکی لذات سے قطع تعلق کر دے اور دل اپنا آخرت کیجانب
متوجہ کر دے دل عقبیٰ مین رہتا ہو اور بدن دنیا مین اور دوسری دلیل منکرین کی یہ آیت ہے لا تدرکہ
الابصار اوسکو نہین پا سکتین آنکھین اور جواب اسکا یہ ہے کہ ادراک رویت سے خاص ہے پس ادراک کی نفی سے
رویت کی نفی لازم نہین آتی ادراک کہتے ہین حقیقت کے جان لینے کو پس یہ ہو سکتا ہے کہ کسی شی کی رویت حاصل ہو
اور اوسکی حقیقت پر اطلاع نہو سکے جیسا کہ چاند کو دیکھتے ہین اور اوسکی حقیقت اور کنہ کا ادراک نہین کرتے اور بعض نے
کہا ہے کہ ادراک احاطہ کو کہتے ہین اور عدم احاطہ سے عدم رویت لازم نہین آتی جیسا کہ عدم احاطۂ علم سے عدم
علم لازم نہین آتا۔

انسانون اور فرشتون کے باہم فاضل و مفضول ہونیکی تحقیق

تمام مومنون کا اللہ کے فرشتون اور رسولون اور اوسکی کتابون پر بھی ایمان ہے اور ملائکہ کا درجہ باہم
متفاوت ہے بعضے بعض سے افضل ہین اور ہر ایک کو اونمین سے خدا کی درگاہ مین ایک جگہہ معین ہے اور جناب
قرب و معرفت مین ایک مقام معلوم اور مرتبہ خاص ہے کہ اوس سے تجاوز نہین کرتے اور علمائے محقق کا اس
بات پر اجماع ہے کہ انبیا ملائکہ سفلی سے افضل ہین اور اسمین خلاف ہے کہ ملائکہ علوی سے افضل ہین پس اکثر

اہل سنت اور شیعہ کا یہ قول ہے کہ انبیا ملائکہ علوی سے افضل ہین شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ کہتے ہین صعدت ظہرت
علی العرش لاطوف به فطفت علیه الف طوفة ورایت حوالیه قوما ساکنین مطمئنین فتعجبوا من سرعة
طوافی وما اعجبنی طوافهم فقلت من انتم وما هذه البرودة فی الطواف فقالوا نحن ملائکة ونحن
انوار وهذا طبعنا لا نقدر ان نتجاوزه فقالوا من انت وما هذه السرعة فی الطواف فقلت بل انا
آدمی وفیّ نور ونار وهذه السرعة من نتائج نار العشق ونور الشوق یعنی مین عرش پر چڑہا تاکہ اوسکا
طواف کرون چنانچہ ہزار مرتبہ طواف کیا اور عرش کے آس پاس ایک قوم کو مین نے دیکھا جو اطمینان کے ساتہہ وہان
موجود تھی اونکو میرے اتنی جلدی طواف کرنے سے تعجب ہوا اور مین اون کے طواف سے تعجب ہوا مینے اون سے
دریافت کیا کہ تم کون ہو اور سردی طواف مین کیسی ہے بولے کہ ہم ملائکہ ہین اور ہم اجسام نورانی ہین اور یہ سردی
ہماری سرشت ہے جسکو ہم نہین چھوڑ سکتے پھر اونہون نے مجھسے پوچھا کہ تو کون ہے اور طواف مین یہ سرعت تیری
کیسی ہے خرقانی رح کہتے ہین مینے جواب دیا کہ مین انسان ہون اور مجھمین نور اور آتش جمع ہین یہ سرعت آتش
عشق اور نور شوق کی وجہ سے ہے -

اور معتزلہ اور فلاسفہ اور قاضی ابو بکر کی راے یہ ہے کہ ملائکہ علوی انبیا سے افضل ہین اور یہی راے شیخ
محی الدین کی ہے چنانچہ وہ فتوحات مین لکھتے ہین کہ مینے عالم واقعہ مین جناب رسالتمآب سے اس بات کو
دریافت کیا تہا آپ نے ارشاد کیا کہ ملائکہ افضل ہین پہر مینے عرض کی کہ اگر کوئی مجھسے اس بات پر دلیل طلب کرے
تو کیا کہون تو میری طرف یہ اشارہ کیا ان علمتم انی افضل الناس وقد صح وثبت عندکم وهو صحیح انی
قلت عن الله تعالیٰ انه قال من ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی ومن ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء
خیر منهم وکم ذاکر الله تعالیٰ ذکره فی ملاء وانا فیهم قد ذکر الله تعالیٰ فی ملاء خیر من ذلک الملاء الذی
انا فیهم فما سررت لشئ سروری بهذه المسئلة یعنی یہ بات جانتے ہو کہ مین سب آدمیون سے افضل ہون
اور تم لوگون کے نزدیک ثابت اور صحیح ہے اور یہ عقیدہ تمہارا واقع مین بھی صحیح ہے اللہ کی طرف سے تم سے
کہا ہے کہ اوس نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھکو خفیہ یاد کرے تو مین بھی اوسکو اسی طرح یاد کرتا ہون اور جو کوئی
مجھکو لوگون کے سامنے یاد کرے تو مین اوسکو ایسے شخصون کے یاد کرتا ہون جو اون لوگون سے بہتر ہین جن کے
سامنے مجھکو اوس نے یاد کیا تہا اور اللہ کے یاد کرنے والون نے بارہا اوس جماعت مین ہمیشہ اللہ کو یاد کیا
ہے جسمین مین بھی شریک تہا تو خدا نے اوس یاد کرنے کی عوض مین اوس آدمی کو ایسی جماعت مین یاد کیا جان
کے اشخاص بہتر تھے اوس جماعت کے لوگون سے جس مین مین شریک تہا شیخ فرماتے ہین کہ مین کسی شی
سے ایسا خوش نہین جیسا اس مسئلہ سے خوش ہوا ہون یہ حدیث قدسی جو شیخ نے اپنے کلام مین ذکر کی ہے

بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے باین الفاظ مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسہ وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین اپنے بندے کو اوسکی توقع اور گمان کے موافق معاملہ کرتا ہون اگر بندہ عفو کی امید رکھتا ہے تو عفو کرتا ہون اور اگر عذاب کا گمان رکھتا ہے تو عذاب کرتا ہون اور مین اوس کے ساتھ ہون جب مجھکو یاد کرتا ہے پس اگر مجھکو خفیہ یاد کرے الخ اور مولانا عبد الرزاق کاشیؒ نے اصطلاحات مین کہا ہے کہ عقل اول اور ملائکہ مقربین انسان کامل سے اسوجہ سے اشرف ہین کہ اون کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مین اعلیٰ درجہ کے وسائط واقع ہین یا وسائط کم ہین او انسان کامل جمعیت کی وجہ سے اون سے اکمل ہے اور شیخ علاؤ الدولہ عروہ مین کہتے ہین کہ حق تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو خاص ایک کام کے واسطے بنایا ہے پس وہ چیز اوس کار خاص مین افضل ہے لوہا خاص وجہ سے چاندی سے افضل ہے اور چاندی ایک خاص سبب سے لوہے سے بہتر ہے۔

عصمت انبیا

سب انبیا عمداً جھوٹ بولنے سے معصوم ہین اور سہو ونسیان کے طور پر جھوٹ بولنے مین خلاف ہے اوستاد ابو اسحاق اور اکثر ائمہ کے نزدیک یہ بھی جایز نہین کہ وہ بھولکر بھی جھوٹ بولین اور قاضی ابو بکر باقلانی کے نزدیک یہ جایز ہے کہ انبیا کے مُنھ سے جھوٹی بات نکل جاے اور سب انبیا کفر و شرک سے معصوم ہین نہ نبوت کے قبل اونھون نے کفر و شرک کیا اور نہ نبوت کے بعد اوسمین مبتلا ہوئے اور نبوت کے بعد عمداً گناہان کبیرہ کے صدور سے بھی معصوم تھے اور ابو علی جبائی کہتا ہے کہ عمداً صغائر سے بھی بعد از نبوت معصوم تھے۔

او رفقیر کے نزدیک ایک سر غامض اور اس مقام پر قابل اظہار ہے وہ یہ کہ عصمت انبیا علیہم السلام کی اگرچہ بنص صریح کتاب وسنت ثابت نہین بلکہ بادی النظر مین عصمت کے خلاف ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عصیٰ آدم ربہ یعنی گناہ کیا آدم نے اپنے رب کا اور دوسری جگہہ ہے واستغفر لذنبك معافی چاہ اپنے گناہ کی ایضا لیستغفر اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر یعنی معاف کرے تجھکو اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ اور حدیث صحیح مین حضرت ابراہیم کی نسبت وارد ہے انه لم یکذب الا ثلث کذبات یعنی حضرت ابراہیم صرف تین بار جھوٹ بولے تھے ان آیات واحادیث سے بالبداہت یہی مستفاد ہوتا ہے کہ انبیا معصوم نہین مگر امر تحقیقی یہ ہے کہ وہ معاصی جنپر عام مکلفین مواخذہ طلب ہین زنہار حضرات انبیا علیہم السلام سے صادر نہین ہوتے اور نہ وہ معاصی ممکن الصدور ہین اس لئے کہ اصل فطرت انبیا علیہم السلام کی ایسی مادہ فاضلہ اور جوہر علیہ سے واقع ہوئی ہے کہ صدور ایسے معاصی کا جنپر عام مکلفین کی نسبت وعید وارد ہین نا ممکن ہے

اور ایسے مادہ فاضلہ اور جوہر علیہ کا عطا ہونا اصل فطرت مین امر وہبی ہے نہ کسبی ورنہ کوئی تو نوع بشر سے بحالت اکتساب ترقی کرتے ہوے مدارج کمال مین اوس رتبہ کو پہونچتا اور جن معاصی کی نسبت انبیاے کرام علیہم السلام کی طرف آیات قرآنیہ مین ہی مراد اون سے وہ زلات ہین جو عامۂ مکلفین کے لئے معاصی نہین بلکہ اگر وہ افعال غیر انبیا سے صادر ہوتے تو مستوجب ثواب ہوتے نہ مستلزم عذاب اور یہی مطلب ہے اس قول کا حسنات الابرار سیات المقربین اور ملائکہ کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایومرون یعنی اللہ فرشتون سے جو با فرماتا اوسکی نافرمانی نہین کرتے اور وہی کرتے ہین جو اللہ حکم دیتا ہے۔ اس سے عصمت ملائکہ کی ثابت ہوتی ہے اور انبیا ملائکہ سے افضل ہین تو البتہ معصوم ہین اور ظاہر ہے کیونکہ ارسال رسل اس لئے ہے کہ پیام خدا کا بندون کو پہونچاوین اور بندے اون کی تقلید اور اتباع کرین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا یعنی رسول جو کچھ تمکو دے لیلو اور جس سے منع کرے چھوڑ دو پس اگر انبیا سے ظہور معصیت جایز ٹھہری تو اس صورت مین وہ قابل اتباع کیونکر ہو سکتے ہین اور اخبار اون کے لائق وثوق کسطرح ہو سکتے ہین اور اخبار احاد مفید علم ویقین نہین کیونکہ احتمال کذب وخطا کا فہم وضبط مین باقی رہتا ہے پھر اگر انبیا مین عصمت نہو اونکی خبر بھی مثل اور خبر احاد کے مفید علم ویقین نہو عصمت ہی سے احتمال کذب وغلطی کا اخبار انبیا سے دور ہوتا ہے اور اخبار انبیا موجب علم ویقین ہوتے ہین اگر عصمت انبیا مین نہو تو اخبار اون کے موجب علم ویقین نہون اور حجت خدا کی خلق پر قایم نہو اور فرقہ حشویہ جو ایسی باتین بیان کرتے ہین کہ جن سے انبیا کا گناہگار ہونا ثابت ہوتا ہے وہ سراسر موضوع ہین اور شیعہ کہتے ہین کہ کذب انبیا پر تقیہ کی وجہ سے جایز ہے بلکہ واجب ہے اور کہتے ہین کہ یہ قول ابراہیم علیہ السلام کا انی سقیم یعنی مین بیمار ہون دروغ بطور تقیہ کے تہا یہ درست نہین اور یہ جو حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے انہ لم یکذب الا ثلث کذبات یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فہم سامعین کے لحاظ سے ہے درحقیقت وہ کذب نہ تہا بلکہ تعریضات کی قسم سے تہا تقیہ اور غیر تقیہ اخبار سے وثوق دور ہونے کے لئے دونون برابر ہین پس کذب مخبر کا اور گناہون کی بہ نسبت زیادہ برا ہے کیونکہ اعتماد اوٹھ جاتا ہے انبیا اصل فطرت مین اخلاق رذیلہ سے بہی منزہ ہین جیسے عجب اور حسد اور حقد اور جبن وغیرہ سے اون کی فطرت پاک ہے کیونکہ رذیل اخلاق معاصی قلب ہین جو معاصی اعضا سے بدتر ہین اور جو کچھ تبلیغ رسالت سے متعلق ہے اوس مین بھی انبیا سے سہو وغلطی واقع نہین ہو سکتی وہ اوس سے بالکل معصوم ہین مگر جسکا حق تعالی نسخ چاہتا ہے اوسکو فراموش کرا دیتا ہے قال اللہ تعالی ما ننسخ من ایۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا یعنی ہم جو کوئی آیت موقوف کرتے ہین یا بہلا دیتے ہین تو اوس سے بہتر یا اوسکی برابر پہونچاتے ہین وقال اللہ تعالی سنقرئک فلا تنسی الا ما شاء اللہ یعنی ماشاء اللہ نسخہ یعنی ہم تجھکو پڑہاوینگے پھر تو نہ بہولیگا ہان وہ جسکا اللہ نسخ چاہے تو اوسے بہولیگا سو قال اللہ تعالی ثم ان علینا بیانہ پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے

اوسکو کہولکر بتا دینا اس لیے کہ اگر احتمال فراموشی یا غلطی کا امور تبلیغی مین ہو تو نفی شک و ثوق اون کے اخبار سے اوٹھ جائے اور انبیا دنیا وی معاملات مین اور نفس کے احوال مین اور اذکار قلوب مین تمام آدمیون کی طرح ہین یہی مذہب عامہ متکلمین کا ہے اور حضرات صوفیہ علیہ کا تو قول ہے کہ انبیا علیہم السلام نسیان ذکر الہی سے بہی معصوم ہین۔

انبیا آپس مین فاضل و مفضول ہین

محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیا آپس مین فاضل و مفضول ہین یعنی بعضون کا مرتبہ بعضون سے زیادہ ہے جیسا کہ قرآن شریف مین آیا ہے فضلنا بعضہم علی بعض لیکن اہل ایمان کو اس تحقیق کے درپے ہونا چاہئے کہ کون پیغمبرون مین بڑے رتبے والا ہے اور کون مرتبے مین کم ہے کیونکہ حدیث مین اوسکی ممانعت آئی ہے البتہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بموجب تصریح قرآنی کے سب انبیا علیہم السلام سے افضل و اکمل ہین سب سے پہلے آدم صفی اللہ نبی برحق ہین اور سب سے آخر جناب رسالتمآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خلعت نبوت کا پہنکر تشریف لائے آپ کی ذات مبارک ختم المرسلین ہے آپ پر سلسلہ نبوت کا ختم ہوا جو کچھہ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا سب سچ اور خدا کے حکم کے مطابق ہے آپ کے ارشادات عین اللہ کے احکام ہین اور سب پیغمبرون سے معجزے سچے صادر ہوئے ہین اور وہ معجزے دلیل ہین اون کی نبوت کے حق ہونے پر جیسے ہمارے رسول مقبول سے شق القمر کا معجزہ واقع ہوا یعنی آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے یا پتھر کا باتین کرنا یا درخت کا چلا آنا یا پانی کا چشمہ انگلیون سے جاری ہونا علی ہذا القیاس اور بہت سے معجزے آپ سے ظاہر ہوئے مین ایک قرآن شریف کتنا بڑا معجزہ آپکا ہے جس سے سارے مذہب منسوخ ہوگئے آپ کی شریعت کا آفتاب ایسا چمکا کہ سارا عالم روشن ہوگیا کوئی شخص فصحاے عرب سے ایک آیت قرآن شریف کی مثل نہ بنا سکا پچھلے قصے سیکڑون ہزارون برس کے واقعات آئینہ کیطرح کہل گئے جب آپ کی نبوت ثابت ہوگئی تو سب پیغمبرون کی نبوت بہی متحقق ہوگئی اور جب نبوت مین شک نہ رہا تو جو (باتین انبیا علیہم السلام کی زبان سے نکلین سب سچی ٹہر گئین ہرگز اونمین شک اور شبہ کی گنجایش نہین۔

فائدہ قاضی عضد نے شرح مختصر ابن حاجب مین کہا ہے کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے قبل کسی شرع کی بموجب عبادت کرتے تھے یا نہین مختار یہی قول ہے کہ وہ ضرور عبادت کرتے تھے اب اس مین اختلاف ہے کہ وہ کونسے نبی کی شریعت کے موافق عبادت کرتے تھے بعض کی راے یہ ہے کہ وہ شرع نوح علیہ السلام کے موافق عبادت کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ شرع حضرت ابراہیم علیہ السلام کے موافق عبادت کرتے تھے اور بعضون نے کہا ہے کہ شرع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بموجب اور بعضے کہتے ہین کہ شریعت حضرت عیسے کے مطابق اور بعضون کے راے یہ ہے کہ صرف اسی قدر ثابت ہے کہ وہ کسی ایک شریعت کے موافق عبادت کرتے تھے تفصیل ثابت نہین اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ کسی رسول کی شرع کے موافق عبادت نہین کرتے

تھے بلکہ بطور خود عبادت کرتے تھے اور امام غزالیؒ نے اس باب مین توقف کیا ہے کوئی قطعی اور صاف بات نہین کہی

اہل بیت اور صحابہ کی محبت

ہر ایک محبوب کی محبت اس بات کو چاہتی ہے کہ اون لوگون سے بھی محبت رکھی جاوے جو اوس سے دوستی یا قرابت
کی نسبت رکھتے ہین نبی علیہ السلام کی اہل بیت اور صحابہ مین سے بعضون کو آپ کے ساتھ نسبت صوری تھی اور
بعضون کو نسبت معنوی اور بعضون کو دونون نسبتین حاصل تھین پس یہ نسبت ہمارے لئے موجب ایمان ہے
جو اون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور شرف محبت سے حاصل ہوئی تھی اور نسبت معنوی نسبت
صوری سے بدرجہا کامل اور بہتر ہے اسی لئے انبیا میراث سوائے علم کے اور کوئی چیز نہین چھوڑتے تھے پس
آنحضرت کے علم کے اول وارث اصحاب اور اہل بیت ہین پھر اون سے دوسرون کو یہ میراث پہونچی ہے
اس لئے ان کے ساتھ محبت رکھنا لازم ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس مین حضرت کی محبت ہو اور اوسمین اونکی
اہل بیت کی محبت نہو کیونکہ اگر انکو صرف نسبت صوری یعنی قرابت ہی حاصل ہوتی تب بھی انکی محبت واجب تھی
حالانکہ انکو نسبت معنوی یعنی علم رسول بھی حاصل ہے یا جس دل مین اہل بیت رسول کی محبت ہو اوسمین اصحاب
رسول کی محبت نہو شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اعلام الہدیٰ مین کہا ہے اعلم ان میراث النبوۃ
العلم وقد توارث اصحابه واهل بيته وقد وجب عليك محبة الجمع فلا يكن مائلا
الى احدى الجهتين دون الاخرى فان ذلك هوى یعنی نبوت کی میراث علم ہے اور اس میراث کے
وارث اصحاب اور اہل بیت رسول علیہ السلام تھے تو ان دونون کے ساتھ محبت رکھنا واجب ہوئی یہ
نچاہیے کہ ایک کے ساتھ محبت کرین اور دوسرے کے ساتھ نہ کرین کیونکہ ایسی بات نفسانیت ہے
صحابہ وہ لوگ ہین جنھون نے ابتداے نبوت مین اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے پیغمبر خدا کو سچ جانا اور
اون ہی نے اول آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور بغیر صلاح و مشورہ اپنے عزیزون اور رشتہ دارون کے اپنے
قدیمی دین کو چھوڑ دیا اور اپنے دوست اور بھائی بندون سے مخالفت کر کے غاشیہ اطاعت نبوی اپنے
دوش پر رکھا اور اپنی جانون اور مالون کو تلف کر دیا اور سختیان اور مصیبتین اپنے اوپر اوٹھائین ابتداے اسلام
مین نہ کچھ دنیا کی طمع تھی نہ دولت و مال کی حرص تھی اب جس شخص کو طعن ہو وہ نظر تحقیق و تدقیق سے منشا
بغض کو ڈھونڈھے تو صرف یہ نکلیگا کہ انمین جو بشریت کی وجہ سے باہم کبھی کبھی خلاف اور مباحثہ واقع
ہوا اور نزاع و جنگ و جدل واقع ہوا دلون مین کبھی کبھی کدورت و نفرت آگئی یہ قصے ارباب ظاہر تک پہونچے
اور انھون نے بار بار سنکر اپنی جانون پر قیاس کر کے یہ خیال کیا کہ اون بزرگون مین یہ حالات ہمیشہ
رہتے ہونگے اور انکی اصلی عادات یہی ہونگی اور ارباب ظواہر کے دلون مین یہ مفہوم راسخ ہو گئے پھر

وراثت کے طور پر سلف سے خلف کو یہ خیالات پہونچے اور جسکو جسکے ساتھ دوستی ہوئی اوسنے اوسکے مخالف پر تبرا کرنا شروع کیا اور لعن و طعن کرنے لگا اور یہ نہین خیال کیا کہ ایسے معاملات جو اون بزرگوارون مین واقع ہوئے تھے وہ کبھی کبھی بوجہ غلبات بشری کے صفائی قلبی پر بطور امتحان و ابتلا کے ظہور مین آگئے تھے مگر بہت جلد دل اون کے ان مکروہات سے صاف ہوگئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے کئے سے توبہ کی انصاف کی طرف رجوع کیا اللہ نے اونکو اور زیادہ مرتبہ دیا یہ ناممکن ہے کہ جب تک بشریت کا علاقہ باقی ہو ظہور نفوس سے بالکل رہائی حاصل ہوجاے اگرچہ صحابہ کو بوجہ صحبت خیر البشر کے صفائی قلوب اور طہارت نفوس بخوبی حاصل تھی اور دنیا کی لذات سے اونکو اعراض تھا آخرت کی طرف متوجہ تھی پھر بھی بشر تھے کبھی کبھی بشریت کا ظہور ہوجاتا تھا یہ چاہیئے کہ اون کی صفائی قلوب پر لحاظ رکھین جس حالت پر وہ ہمیشہ رہا کرتی تھی اور صفات بشری و نفسانی سے قطع نظر کرنا چاہیئے جسکا ظہور کبھی کبھی ہوا ہے وہ آپس مین ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتے رہتے تھے اللہ تعالی نے اونکو باہم ملا دیا تھا اور محبت کا اثر سب مین سب کی طرف سے ڈالدیا تھا رحماء بینہم یعنی مہربان ہین درمیان اپنے اسی کی طرف اشارہ ہے اس لئے انپر طعن و لعن کرنے والے کو چاہیے کہ ان کی خصومت کے باب مین اللہ تعالے کے فیصلہ پر تامل کرے اور جو کوئی انکی برائی اوس تک پہونچے اوس برائی کا دشمن ہوجاے نہ برائی کرنے والے کا محب رہے ساتھ محبت کی یہی علامت ہے کہ اوس کے دوستون سے بھی محبت رکھے ورنہ دعوی محبت دروغ ہے کا پس عقیدہ صحیح و سلیم یہی ہے کہ سب سے محبت رکھے کسیکی محبت کو کسی پر ترجیح دینے سے تامل کرے اور اسکی باطن مین اگر کسیکی محبت راجح ہو تو اوسے پوشیدہ رکھے کیونکہ اسپر اظہار واجب نہین ہے امام احمد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا یہلک فیّ رجلان محب مفرط یفرطنی بما لیس فیّ و مبغض یحملہ شنآنی علی ان یبہتنی میرے حق مین دو شخص گمراہ ہونگے ایک تو محبت رکھنے والا حد سے زیادہ تعریف کریگا اور وہ باتین میرے حق مین بیان کریگا جو مجھہ مین موجود نہین ہین اور دوسرا دشمن جسکو میرے ساتھ عداوت اس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ مجھپر بہتان کریگا اور یہ قول جناب امیر کا نہج البلاغہ مین ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے ہلک فیّ رجلان محب غال و مبغض قال۔

حشر و نشر جنت و دوزخ عذاب قبر منکر و نکیر پل صراط وغیرہ

جتنی باتین قرآن و حدیث سے ثابت ہین اون سب کو صوفیہ سچ جانتے ہین جیسے حشر و نشر اور بہشت و دوزخ اور قبر کا عذاب اور منکر و نکیر کے سوال و جواب اعمال تولنے کی ترازو کا کھڑا ہونا صور کا پھونکا جانا۔ اعمال نامے داہنے یا بائین ہاتھہ مین ہر شخص کو ملنا اور ہر شخص کو پڑھایا جانا اور پل صراط سے گذرنا یہ سب حق ہین۔ لوح و قلم بھی حق ہین۔ حوض و کوثر بھی حق ہے اور شفاعت بھی حق ہے اور جو نشانیان قیامت کی قرآن شریف اور حدیث مین آئی

ہین سب سچ ہین کوئی شک اون مین نہ رکہے اور نہ شبہ کرے کہ فلان بات کیونکر ہوسکتی ہے عقل اوسے نہین
مانتی - خدا کی قدرتون مین عقل کو دخل نہین ممکن ہے کہ اگر ایسی باتین زندیقون تک پہونچین تو وہ ان باتون کے
قائل کی عقل پر قہقہے لگائین - بیچارون کو یہ خبر نہین کہ اہل مکاشفات اون کی سخافت عقل اور رکاکت فہم پر
ہنستے ہین اور قابل رحم جانتے ہین -

مسائل شرعیہ مین خلاف پیدا ہونا مذاہب مقرر ہونا

مسائل شرعیہ مین بعد رحلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف پیدا ہوا ہے - تاج الدین اسماعیل قونوی نے
شرح حاوی مین لکہا ہے کہ اول جماعت صحابہ کا اختلاف ایک میراث کے مسئلہ مین ہوا جسکا نام مسئلہ خرق
مقرر ہوا ہے اس لئے کہ اوسمین بہت سی مختلف رائین پیدا ہوئی تہین اور جس جس صحابی نے اپنی مخالف اسے
اس مسئلہ مین ظاہر کی تہی سب کو قونوی نے ذکر کیا ہے پہر روز بروز خلاف کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور بہت
مجتہد پیدا ہوگئے مگر چوتہی صدی سے پہلے کسی مذہب معین کی قید نہ تہی ابوطالب مکی نے کتاب قوۃ القلوب مین کہا ہے
ان الكتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات الناس والفتيا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله
والحكاية له في كل شيء والتفقه على مذهبه لم يكن الناس قديما على ذلك انتهى یعنی کتابین علم فقہ مین
اور مجموعے فتاوون کے نئے بنے ہین اور لوگون کے مقالات کو سند مین بیان کرنا اور کسی ایک آدمی کے مذہب
کے موافق فتوی دینا اور اوسکے قول کو اختیار کرنا اور ہر معاملہ مین اوس کے بیان کی پابندی ہونا اور مسائل فقہ اوس کے
مذہب پر قرار پانا یہ باتین لوگون مین قدیم سے جاری نہ تہین بلکہ اوس زمانہ مین علی العموم مسلمان وضو اور غسل اور
نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج اور نکاح اور بیع وغیرہ کی صفات اپنے بزرگون اور شہرون کے معلمون سے حاصل
کرلیا کرتے تہے اور جب کوئی بڑا معرکہ پیش آتا تو مفتیون کی طرف رجوع کرتے اور کسی خاص ایک مقام کے مفتی
کے فتوے کے مقید نہوتے خواہ اہل مدینہ مین سے ہوتا یا اہل کوفہ مین سے ہر ایک سے اپنا مطلب حل کرتے
اور کسی مسئلہ مین سوا صاحب شریعت کے کسی اور کی تقلید نہین کرتے ہان جب کوئی مطلب احادیث و آثار سے واضح
نہوسکتا تو علما کے اقوال اور رایون کے اتباع کرتے اور جو لوگ صاحب تخریج ہوتے تو وہ نصوص فقہی کی موجب
تخریج کرتے اور جس مین نص نہ ملتی اوس مین بطور خود قواعد مقرر کرتے یہان تک کہ بغداد کو لشکر چنگیز خانی نے پامال
کردیا اور سلطنت اہل اسلام کی برباد ہوگئی تو لوگون کی رائے مذاہب اربعہ پر قرار پائی اس لئے کہ یہ مذاہب اور
مذاہب کی نسبت کسی قدر مدون ہوچکی تہی مگر ابہی تک کوئی تقلید کو واجب نہین جانتا تہا بلکہ عوام کے لئے تقلید کو
مستحسن خیال کرتے تہے علما کے حق مین تقلید مکروہ جانتے تہے اور خاصکر بعض اہل کشف اپنے وفور علم و
تحقیق کی وجہ سے کسی خاص مذہب کے مقید نہ بنتے شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ مین اس مطلب کو یون

بیان کیا ہے ان العبد اذا سلک مقامات القوم متقیدا بمذہب واحد لا یری غیرہ فلا بد ان ینتہی بہ ذلک المذہب الی العین التی اخذ امامہ منہا اقوالہ وہناک یری ان جمیع اقوال الائمۃ تغترف من بحر واحد فینفک عنہ التقید بمذہب ضرورۃ ویحکم بتساوی المذاہب کلہا خلاف ما کان یعتمد قبل ذلک یعنی بندہ جسوقت صوفیہ کے مقامات مین چلتا ہے کسی ایک مذہب کو اختیار کرے تو اوسکو کوئی اور مذہب حق نہین معلوم ہوتا پہر برکت سلوک کی وجہ سے اوسکو یہ مذہب بالضرور اوس چشمہ پر پہونچا دیتا ہے جہان سے اوس کے مجتہد نے اپنے اقوال کو لیا ہے اور بندہ اب یہ سمجہتا ہے کہ تمام مجتہدان امت کے اقوال ایک ہی دریا مین سے چلوون پانی لیتے ہین پہر بندہ سے لامحالہ مذہب معین کی تقلید چہوٹ جاتی ہے اور سبکو ایکسا جانتا ہے اور اوسکا وہ پہلا عقیدہ بدل جاتا ہے اس لئے اہل کشف ایک مذہب کو دوسرے پر ترجیح دینے سے ساکت تہے اور اختلاف عزیمت و رخصت پر عمل کیا کرتے تہے جسکو قوت حاصل ہوتی وہ عزیمت کو اختیار کرتا اور جسکی قوت جسمانی و روحانی کمزور ہوتی وہ رخصت کو اختیار کرتا شعرانی نے میزان مین اس بات کو تفصیل کے ساتہہ بیان کیا ہے اور شعرانی سے پیشتر شیخ محی الدین عربی اس قاعدہ کو بتا چکے ہین بعد اسکے علم کی کمی ہوتے ہوتے اور جہل پہیلتے پہیلتے تقلید کی ضرورت نے ترقی کی اور علماے مذاہب اربعہ تمام عالم مین پہیل گئے اور ان مذاہب کی تقلید مقرر ہو گئی ؎

ای از تو کمال عقل و دانش ظاہر ٭ وز پہر تو گشتہ چرخ دوران دائر ٭ گر مشرب تحقیق نہ شد روزی تو زنہار بہ تقلید نگردی کافر ٭ اور بعض اہل التحقیق جو تقلید کی طرف محتاج نہ تہے وہ خاص اس ضرورت سے تقلید مین پڑ گئے کہ عامہ خلق اون سے منحرف نہو جاے اور برا نہ جاننے لگے اور پہر بہی بعضے ایک مذہب پر چلنا نہ اپنے لئے پسند کرتے تہے اور نہ اور لوگون کو اپنے فتوون پر پابند ہونے کی خواہش کرتے تہے ابو محمد جوینی نے کتاب محیط تصنیف کی اور اوسمین ایک مذہب پر چلنے کا التزام نہ کیا اور جلال الدین سیوطیؒ اور عبد الوہاب شعرانی نے ایسے بہت سے علما بیان کئے ہین اور بعض اہل اللہ کو ہر ایک فقیہ کے مذہب کی صحت منکشف ہو گئی اور اون کے اقوال کا شریعت محمدیہ کے ساتہہ ارتباط اچہی طرح کہل گیا اس لئے اونہون نے سبکو مسلم سمجہا اور کہا کہ یہ سب شرع کے دائرہ مین داخل ہے اور جو شخص جس طریق پر عبادت کرتا ہے وہ خداے تعالی کے لئے متدین اور اللہ کے نزدیک معذور ہے شیخ احمد ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ مین یہی روش اختیار کی ہے اور جواہر مین مین کہا گیا ہے اوسکو اصل شریعت کے ساتہہ مرتبط بالواسطہ یا بے واسطہ پایا ہے اور کہا ہے کشف لی عن کل ذلک بترتیبہ الواقع فی نفس الامر کانی اراہ ببصری ۔ لفظ اہل سنت عموماً ان مذاہب اربعہ اور دوسرے اصحاب مذاہب متبوعہ جیسے سفیان ثوری و داؤد ظاہری کو بہی شامل اہل سنت کا انحصار انہین چار گروہ مین نہین ہے اور یہ باعتبار فروع کے ہے اور باعتبار اصول کے یہ لفظ تین گروہ کو شامل ہے

اشعریہ ماتریدیہ حنابلہ ہو۔ شک نہین کہ حق بات کا دوران ہی اصول وفروع مین ہے مسائل اختلافیہ مین مالکیؒ اور شافعیؒ
لوگ امام ابوالحسن اشعریؒ کے تابع ہین اسوجہ سے انکو اشعریہ کہتے ہین اور حنفی لوگ امام ابو منصور ماتریدیؒ کے قول کے تابع
ہین اس سبب سے انکو ماتریدیہ کہتے ہین اور امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد حنابلہ کہلاتے ہین اسی طرح صوفیہ صافیہ جو حنفی المذہب ہیں
وہ ماتریدی ہین اور جو مقلد شافعیؒ و مالکؒ تھے وہ اشعری ہین۔ اور یہہ جو مشہور ہے **الصوفی لا مذہب لہ** اسکے یہ معنی
نہین کہ صوفی کا دین ہی کوئی مذہب نہین ہوتا اور کسیکا ائمہ مذہب مین سے تابع نہین رہتا اور جو کچھہ اوس کے دل مین آتی ہی
اور اوسکو اچھا معلوم ہوتا ہے اوسپر عمل کرتا ہے بلکہ توجیہ اس قول کی یہ ہے کہ صوفی کو بعض مواضع مین جو بات جس مذہب
کی ورع واحتیاط کے مطابق معلوم ہوتی ہے اوسے اختیار کر لیتا ہے خاص ایک مذہب حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی کا تمام
باتون مین متبع نہین رہتا یا صوفی ایسا کرتا ہے کہ اہل حدیث کا مذہب اختیار کر لیتا ہے اور حدیث صحیح مین جو کچھہ پاتا ہے اوس کی
اقتدا کرتا ہے مگر یہہ توجیہ بہتر نہین تحقیق بات یہہ ہے کہ صوفی ایک ہی مذہب کا پابند رہتا ہے مگر اوس مذہب مختار مین سے
وہ روایات اختیار کر لیتا ہے کہ جن مین نہایت احتیاط ہوتی ہے اور ظاہر حدیث صحیح کے مطابق ہوتی ہین اگرچہ مشہور
روایات اوس مذہب کی اور طرح سے ہون مگر وہ احتیاط کا زیادہ لحاظ رکھتا ہے مشہور اور قول مفتیٰ بہ کا پابند نہین بنتا اگر صوفی
ایک مذہب کا پابند نہو تو اوس کے اعمال مین تفرقہ پیدا ہو جاے اور اس سے حالت باطنی مین ضبط باقی نرہے

الہام ووحی

جیسے انبیا علیہم السلام وحی کے ساتھہ مخصوص ہین ایسے ہی اولیاء الہام ربانی کے ساتھہ دوسرے مومنین سے امتیاز رکھتے ہین
اور الہام و وحی قریبا بمعنی یعنی دل مین القا کرنا ہین اگرچہ بعض مواقع استعمال مین کسی قدر فرق ہوتا ہے وحی کا اطلاق کتابت
اور اشارت اور رسالت اور کلام مخفی پر بھی ہوتا ہے اور عرف شرع مین وحی کے ساتھہ انبیا مخصوص ہین اور الہام مین سب
شریک ہین پس وحی خاص ہے اور الہام عام ہے شرعی لحاظ سے غیر انبیا کو صاحب وحی نہین کہتے ہین اور معنی لغوی کے
اعتبار سے غیر انبیا پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے یہ تحقیق صرف لفظی تھی اب اسکی حقیقت اور معنی سے بحث کی جاتی ہے وحی یا
الہام خدا تعالی اور اوسکی مخلوق کے درمیان ایک پیغام ہے کہ جسکے ذریعہ سے اپنے خالق سے ہمراز و ہمکلام ہوتی ہے گو
مخلوق کو خالق اکبر سے کچھہ بھی مماثلت اور مشاکلت نہین ہے مگر تاہم ایک ایسا رابطہ ہے کہ گویا وہ اوس کے پاس موجود ہے
ہر نوع کی طرف اوسکی ایک وحی ہوتی ہے اس لئے ہر نوع کی ایک شریعت جدا ہے کہ اوسپر اوسکی مخالفت حرام کر دی گئی ہے
معدنیات کی طرف یہ الہام ہو رہا ہے کہ اپنی سختی اور نرمی اور گرمی اور سردی کو محفوظ رکھے انکی صورت نوعیہ ہمیشہ امر الہی
مین دست بستہ کھڑی رہتی ہے آگ کو حرارت دور ہونے نہ پائے پانی سے سردی اور رطوبت نجاوے اور نباتات کو
بھی پیغام پہونچا ہے کہ پانی کو خاک کے ذریعہ سے چوسکر شاخین اور پھول اپنے نکالے اور جسطرح جو چیزین اون مین
رکھی گئی ہین اوسی طرح رہین جہان رنگین ہین وہان رنگین بنی رہین جو شکل جس کی ہے ویسی ہی نکلا کرے ہر دم اونکی

صورت نوعیہ اپنے فرض کو ادا کرتی چلی جاتی ہے حیوانات پر بھی الہام ہوتا ہے کہ نر و مادہ باہم میل جول کرین گرمی مین اپنا
گہونسلہ اونچے درختون کی شاخون مین بنائین اسی طرح گائے بھینس پر گوشت کہانا اور شیر پر گہانس کہانا حرام کر دیا
ہے یعنی انپر گہانس اور اوسپر گوشت کہانا فرض کر دیا ہے ذرا اس حکم کو عدول کرین تو وہین نقصان اوٹھائین بلکہ جینا
محال ہو جاے الغرض اس الہام مین ہر نوع شریک ہے اور ہر ایک کی شریعت جداگانہ ہے چنانچہ اس آیت مین
اسی طرف اشارہ ہے وللہ یسجد من فی السموات والارض اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہین (یعنی فرمانبرداری) آسمان
والے اور زمین والے لیکن اس الہام و وحی کی جداگانہ زبان ہے اور جس زبان سے ہر چیز اپنے درد دل کو ظاہر کرتی
ہے وہ اور زبان ہے دریا پہاڑ اور جنگل اور آبادی جس زبان سے کلام کرتے ہین وہ اور زبان ہے اور جس مین ہم بولتے
چالتے ہین یہہ اور زبان ہے اس زبان مین بغیر آواز اور حروف وحی آتی ہے جیسا کہ اس آیت سے پایا جاتا ہے واوحی
ربک الی النحل یعنی وحی کی تیرے رب نے طرف مہال کے دوسری قسم وحی اور الہام کی اور یہی ہے جو نوع انسان
اور ذیعقل کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ انسان نسبت جمادات و نباتات و حیوانات کے اعلی مخصوص ہے آسمانی وحی بھی
اسکے ساتھ مخصوص ہے الغرض الہام و وحی سے ہر فرد بشر فیضیاب ہے لیکن باعتبار قوت ملکیہ و بہیمیہ کے شدت و ضعف
کے علی حسب مراتب حصہ ملتا ہے پس جب کسی قدر قوت ملکیہ اوس طرف متوجہ ہوتی ہے اور بہیمیہ کے پنجے سے نجات پاتی ہے
تو اوسپر عالم بالا کی باتین القا ہوتی ہین اور اچہے خیالات پیدا ہوتے ہین اور جب قوت بہیمیہ کی ہوا چلتی ہے تو اوس کے
مقتضی کے موافق شہوانی باتین سوجہتی ہین چنانچہ حدیث کے اس مضمون سے کہ ہر بشر کے دل پر ایک نیکی کا فرشتہ
الہام کرتا ہے اور بدی کی طرف شیطان بلاتا ہے اسی طرف اشارہ ہے پس انسان کی سعادت اور شقاوت کی باتین
کہ جنکا الہام ہونا رحمت الہی کے نزدیک نہایت ضرور تھا اس قابل تھین کہ ہر کس و ناکس کے الہام و وحی پر چہوڑ دیجاتین
بلکہ ان کے لئے ایسے شخصون کا الہام ضرور ہے کہ جو قوت بہیمیہ کی تشویشات اور شوائب بشریہ سے معصوم ہون اور اون کا
الہام بھی نہایت اعلی طور پر ہو کہ جسکو وحی بواسطہ جبریل کہتے ہین پس یہہ لوگ انبیا ہین کہ اون کو باعتبار اختلاف حالات
کے مختلف طور پر الہام ہوتا ہے کبہی تو خواب مین کہ جسکے تین طور ہین **طور اول** ملائکہ کے ذریعہ سے جبکہ اس جسم سے توجہ
کم ہو جاتی ہے اور اوس عالم کا ان سے پردہ اوٹہہ جاتا ہے **طور دوم** کبہی دو بدو خداے پاک سے ہمکلام ہو کر مستفید
ہوتے ہین **طور سوم** کبہی مغیبات عالم مثال مین متشکل ہو کر دکہائی دیجاتی ہین اور حالت بیداری مین کہ جب ملکیہ کا
غلبہ ہوتا ہے تب بہی تین صورتین پیش آتی ہین (١) فرشتہ جسکو ناموس اکبر یا جبریل کہتے ہین پیغام پہونچاتا ہے
(٢) تجلی ذاتی ہو کر خود بخود خدا تعالی سے ہمکلام ہو جاوین جیسا کہ کوہ طور پر موسی علیہ السلام کو یہ معاملہ پیش آیا
اور شب معراج مین یہ بات حضور سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کو پیش آئی (٣) عالم ملکوت کا مشاہدہ اور
تجلی ہو کر اسرار غیب پر مطلع ہو جاوین چنانچہ نماز کسوف مین یہ بات حضرت کو پیش آئی اور یون بہی ہو سکتا ہے کہ فرشتہ

غائبانہ آواز سنا کرتا ہووے کہ جسکو ہاتف غیب کہتے ہین - انبیا تمام بنی نوع انسان مین ہدایت نمائی ہوا رہن کے لئے مخصوص
اور اعلی ہین پس ان کے لئے الہام اور وحی بھی ایسے اعلی درجہ کی ہونی چاہیئے جو بعید عن الخطا ہو لیکن الہام کی ان چھ صورتون
مین سے خواب کی تین صورتین اس قابل نہین ہین کیونکہ اکثر خواب مین قوت طبیعیہ ادراکات عقل صرف کو معارض ہو کر غلط
ملط کر دیتی ہے اس لئے اپنے مناسب صورتون مین دکھاے دیتے ہین لہذا تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے باقی رہین بیداری کی تین
صورتین صورت اول یعنی جس مین عالم ملکوت منکشف ہو جاوے اسکا آل کار اسی بات پر آرہتا ہے کہ وہ خدا سے خود ہمکلام
ہو جاے پس ایک اور دوسری یہ صورت کہ فرشتہ پیغام لاوے قابل اطمینان ہین مگر حالت ہمکلامی کی قلیل الوقوع ہی
پس زیادہ کاربرآری کی یہی صورت ہے کہ ناموس اکبر یعنی جبریل کلام پہونچاویے کہ جسکو وحی متلو کہتے ہین اور اسکے علاوہ
اور جسقدر صورتین ہین سبکو وحی غیر متلو اور سنت اور کبھی حدیث قدسی کہتے ہین انبیا سے کمتر درجہ کے لوگون کا الہام غالبا
پہلی خواب کی تین صورتون پر مبنی ہوتا ہے اور حالت بیداری مین خدا سے کلام کرنا اور بواسطہ ناموس اکبر الہام ہونا خاصہ
انبیا علیہم السلام کا ہے اس سے یہہ بات ثابت ہوگئی کہ غیر انبیا کا الہام ظنی ہے گو اونکو اوسپر اعتماد ہو جاے مگر بغیر
قرائن خارجیہ کے وہ نفس الہام ظنیت کے درجہ سے نہین نکلتا اسی لئے اسکا نام الہام اور اوسکا نام وحی رکھا ہے
اور یہی اصطلاح اس فرق کے لئے مقرر کی سب راے علماے متکلمین کی ہے اور علماے متکلمین نے جو الہام سے انکار کیا ہے
اونکو غالبا یہہ گمان ہے کہ الہام خطرات قلبی کے قبیل سے ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ الہام اللہ تعالی کی طرف سے ہوا کرتا
ہے یا روح محمدی کی جانب سے حاصل ہوتا ہے اس لئے الہام اولیا کا قابل تسلیم ہے مولوی عبد العلی بحر العلوم نے شرح مسلم مین لکھا ہے
کہ بایزید بسطامی نے ایک محدث کو لکھا تھا کہ تم لوگ میت سے لیتے ہو اور اوسے حضور سرور کائنات کی طرف منسوب کرتے
ہو اور ہم حی لا یموت سے لیتے ہین اگر اولیاء اللہ کے مقامون اور ذوقون کو غور کیا جاے جیسے حضرت محی الدین عبد القادر
جیلانی اور سہیل ابن عبد اللہ تستری اور شیخ ابو مدین مغربی اور شیخ ابو یزید بسطامی اور سید الطائفہ جنید بغدادی
اور شیخ ابو بکر شبلی اور شیخ عبد اللہ انصاری اور شیخ احمد نامقی الجامی وغیرہ کے مقامات پر غور کیا جاے تو اس بات کا
علم الیقینی حاصل ہو جاے کہ جو کچھہ اون لوگون کو الہام ہوتا اوسمین کسی طرح کے شبہہ اور احتمال کی گنجایش نہوتی تہی بلکہ
وہ حق اور نفس الامر کے مطابق ہوتا تھا اور اوس کے ساتھ اس بات کا علم ضروری قدرتی طور پر ہو جاتا تھا کہ یہ الہام
جناب باری کی طرف سے ہے مگر ایسا علم بغیر مدد روح محمدی کے نہین مل سکتا اور اگر شیخ اکبر کے کلام مین غور کیا جاے
تو کوئی شبہہ اور وہم پھر اسمین باقی نرہے کہ جو کچھہ اولیا کو الہام ہوتا ہے وہ منجانب اللہ ہے اور الہام اولیا کے صحیح و حق
ہونے پر بڑی دلیل یہہ ہے کہ اس بات کا جاننا ضروریات دین مین سے ہے کہ اولیاے امت محمدی تمام امتون کے اولیا سے
افضل ہین جیسے کہ اس امت کا نبی سب انبیا سے افضل ہے اور اسمین شک نہین کہ اولیاے بنی اسرائیل جیسے بی بی مریم
اور حضرت موسی کی مان اور زوجہ فرعون کو وحی یعنی الہام ہوا ہے اور اوس کے ساتھہ اس بات کا علم ضروری بھی پیدا

ہوجاتا تھا کہ یہہ الہام اللہ کی جانب سے ہے پس وہ الہام حجت قاطع ہوتا تھا پھر اگر اولیاے امت محمدی کے الہام کی نسبت یہہ علم قطعی حاصل نہوگا تو ان کی افضلیت کی مفضولیت اون سے لازم آے گی اس لیے کہ فضیلت انکو علم مین حاصل ہے سوا علم کے اور باتون مین تفضیل معتدبہ نہین اور یہہ درست نہین کہ امت محمدی مفضول ہو اور انبیا کی امتون سے تو ثابت یہ ہوا کہ اولیاے محمدیؐ کے الہام قابل حجت اور موجب یقین علم الیقینی کے ۔ اسجگہہ اگر کوئی یہہ شبہہ کرے کہ تم نے اول مین ہمارا ہمکلام ہونا ہر چیز کا ثابت کر دیا ہے اور یہان خاص حصہ انبیا کا ٹہرایا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ وہان کلام سے مراد ہماری ارتباط خاص ہے اور یہان ایک مواجہ اور کیفیت مخصوص ہے اور فرق الہام اور وسوسہ مین یہ ہے کہ الہام سے صوفی کے دل کو اطمینان حاصل ہوجاتا ہے اور اوسپر یقین آجاتا ہے اور وسوسہ قلب سلیم قبول نہین کرتا۔

کشف کی تفصیل

کشف عالم غیب پر اطلاع کو کہتے ہین اسکی دو قسمین ہین (۱) صوری یہ صورت سے متعلق ہوتا ہے (۲) معنوی یہہ حقائق ومعانی سے تعلق رکھتا ہے اور صوری کئی طرح پر واقع ہوتا ہے یا مشاہدہ سے یا سننے سے یا چھونے سے شامہ سے مراد یہ ہے کہ کلام غیب کو سنلے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو سنا اور لمس سے مراد یہ ہے کہ دو نوریا دو جسد کا مل ملجاوین ترمذیؒ نے عبد الرحمن بن عائشؓ اور ابن عباسؓ اور معاذ بن جبلؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رایت ربی عز وجل فی احسن صورۃ فقال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین یعنی مین نے خواب مین پروردگار کو نہایت اچھی صورت مین دیکھا اللہ تعالی نے مجھسے فرمایا کہ ملائکہ کس چیز مین گفتگو کرتے ہین مین نے عرض کی تو ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کونسے عمل ہین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ میرے دونون مونڈہو کے درمیان مین رکھا میرے سینے مین سردی پیدا ہوگئی اور جو کچھہ زمین و آسمان مین ہے سب کا حال معلوم ہوگیا حضرت نے یہ آیت پڑہی اسی طرح ہمنے ابراہیم کو تصرف آسمانون کا اور زمین کا تا کہ وہ یقین کرنے والون مین سے ہوجاے اور یہی کشف صوری قوت شامہ یعنی سونگھنے کی قوت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان للہ فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لھا یعنی اللہ کے لئے تمہارے زمانہ کے دنون مین بوئین ہین تم اونکو دریافت کرو اور یہ بھی فرمایا ہے انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن رحمان کی سانس کو مین یمن کی طرف سے پاتا ہون ۔ برادران حضرت یوسفؑ جب مصر سے پیراہن لیکر عمارت مصر سے جدا ہو کر جنگل مین پہونچے تو اوسی ساعت مین بو سے پیراہن حضرت یوسف مشام حضرت یعقوب مین کہ کنعان مین تھے پہونچگئے قرآن مین اللہ تعالی نے حضرت یعقوبؑ کی زبانی فرمایا ہے قال ابوھم انی لاجد ریح یوسف کہا اون کے باپ نے مین یوسف کی بو پاتا ہون

اور کبھی کشف قوت ذائقہ سے حاصل ہوتا ہے بخاری مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت
فضلی عمر بن الخطاب۔ قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم یعنی خواب مین مجھکو ایک پیالہ دودہ سے بہرا ہوا دیا گیا تو
اوسمین سے دودہ پیا اوس دودہ کی سیرابی میرے ناخنون مین سے نکلتی ہوئی معلوم ہونے لگی پہر بچا ہوا دودہ مین نے
حضرت عمر کو دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے فرمایا کہ حضرت عمر کو علم حاصل ہوگا
اور یاد رکہو کہ کشف صوری کا تعلق اگر معاملات دنیاوی سے ہے تو اوسے رہبانیت کہا کرتے ہین اسی لئے کہ ریاضت
کو بعد مجاہدہ کے یہہ کشف حاصل ہوجاتا ہے مسلم اور ترمذی نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ ابن
صیاد سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی راہ مین ملاقات ہوئی تو آپ نے اوس سے کہا کہ ماذا تری
قال اری عرشا علی الماء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری عرش ابلیس علی البحر یعنی تو
کیا دیکھتا ہے اوسنے کہا کہ ایک تخت پانی پر دیکھتا ہون پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ابلیس کا تخت
دریا پر دیکھتا ہے۔ بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ابن صیاد سے
ملے تو بر سبیل امتحان کے اوس سے کہا انی خبأت لك خبیأ وخباء لہ یوم تاتی السماء بدخان مبین
فقال ھو الدخ یعنی مین نے اپنے دل مین تیرے امتحان کے لئے ایک چیز مقرر کی ہے تو اوسکو بتا وہ کیا ہے
اور حضرت نے اوس کے لئے یہ آیت چہپائی تہی یَوْمَ تَاْتِی السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ اوس نے جواب دیا کہ وہ پوشیدہ
چیز دخ یعنی دہوان ہے۔ ابن صیاد یہودی تہا اور جب حضرت اوس سے ملے تو وہ بلوغ کو پہونچ چکا تہا
بعضے کہتے ہین کہ ایسا کشف استدراج اور گمراہی کے قبیل سے ہے بلکہ صوفیہ کاملین تو امور اخروی کے کشف کو
بہی ناپسند کرتے ہین اور اپنے مقصود کو فنا و بقا مین منحصر رکہتے ہین اور عارف محقق کہ تمام مظاہر دنیوی و اخروی
مین نور حق کا مشاہدہ کرتا ہے اوس سے کوئی ذرہ سرتابی اور اعراض نہین کرسکتا اوسکی شان مین استدراج
کیسے جایز ہوسکتا ہے **ع** درہر چہ نظر کنم تو معبود منی ؛ ہر جا کہ کنم سجدہ تو مسجود منی ؛ گویم بزبان حدیث
خوبان ہر دم ؛ اما بدرون دل تو مقصود منی ؛ اور تمام مکاشفات کا منبع دل ہے اور اوس کے لئے حواس معانی
ہین کیا تم نہین دیکہتے کہ خواب مین دیکہتے ہین اور سنتے ہین سورہ حج مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فانھا لا تعمی
الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور یعنی آنکہین اندہی نہین ہوتین بلکہ دل جو سینون مین ہین اندہے
ہوتے ہین اور سورہ بقرہ مین کہا ہے ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ اللہ
نے اون کے دل مین مہر کردی اور اون کے کان پر اور اون کی آنکہون پر پردہ ہے اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلونکا
اندہا ہونا بیان کیا ہے اور چونکہ بینائی اور نابینائی مین عدم وملکہ کا مقابلہ ہے تو ضرور ہے کہ دلون کے لئے بینائی

بہی ہو اور حواس روحانی حواس جسمانی کے اصل ہین جب حجاب اوٹھہ جاتے ہین تو اصل و فرع دونون ایک ہوجاتی
ہین اور اس وقت مین حواس روحانی سے جو کچھ ادراک ہوتا ہے وہ حواس جسمانی سے بہی مدرک ہوتا ہے ایک حدیث
خسوف الشمس مین ہے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ مین دوزخ کی لپٹ سے نماز مین پیچھے ہٹا تہا اور خوشۂ جنت کے لینے کے
قصد سے آگے بڑہا تہا اگر وہان کا ایک خوشہ انگور کا لے لیتا تو تم اوسکو ابد الآباد تک کھاتے پہر بہی وہ کم نہوتا چنانچہ
صحاح مین یہہ حدیث موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حارث سے کہا کہ تمنے کیونکر صبح کی
اونہون نے جواب دیا کہ مین صبح کو پکا مومن اوٹہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہر حق کے لئے حقیقت ہے پس
تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے حارث نے جواب دیا اعرضت نفسی عن الدنیا واسہرت لیلی واظمأت نہاری
وکانی انظر الی عرش ربی بارزًا وکانی انظر الی اہل الجنۃ فی الجنۃ یتزاورون واہل النار فی النار
یتعاودون یعنے اپنے نفس کو دنیا سے پہیر دیا ہے اور شب کو جاگتا ہون اور دن کو پیاسا رہتا ہون اور گویا مین رب
کے عرش کو ظاہر دیکہتا ہون اور اہل جنت کو جنت مین ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اور دوزخیون کو دوزخ مین ایک
دوسرے سے جدا ہوتے ہوئے دیکہتا ہون حضرت نے فرمایا فالزم یعنی تونے جان لیا پس اسی پر قائم رہ۔ یہہ یاد
رکہو کہ عالم مثال مین عرش و کرسی اور آسمان موجود ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عروج روحانی انہین معارج پر ہوا
تہا اور وہ معراج آپکا اوس بدن مثالی کے ساتہہ تہا جو عالم مثال مین شخص کے لئے ہے اور اوسوقت آپ غیب کی
حالت مین تہے جو برزخ ہے نوم اور صحو کے درمیان ایک حدیث معراج مین جو واقع ہے کنت بین النائم والیقظان
یعنی مین سونے والے اور جاگنے والے کے درمیان مین تہا وہ اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے۔ یاد رکہنا چاہیئے کہ
نوم یعنی نیند اسے کہتے ہین کہ جب معدہ سے بخارات دماغ پر چڑہین تو حواس مین کسل پیدا ہوکر اپنے کامون سے بیکار
ہو جائین پس اسوقت جو حواس دیکہتے ہین اسے رؤیا اور خواب کہتے ہین اور غیبت اسے کہتے ہین کہ علوی عالمون سے
حواس پر فیض جاری ہو اور صاحب حال کو عالم دنیا سے عالم غیب کی طرف کہینچے اور حواس کو اس سے لذت حاصل ہو
اور اس لذت کی وجہ سے وہ اپنے کامون سے بیکار ہوجائین اسوقت مین جو کچھ معلوم ہوتا ہے اسے مکاشفہ اور مشاہدہ
کہتے ہین اور صحو اسے کہتے ہین کہ علوی عالمون سے فیض پہونچے مگر حواس ظاہری اپنے کامون سے بیکار نہون اور اس
حالت مین صاحب حال عالم معنی پر پہونچ جائے اسوقت مین جو کچھ دیکہتا ہے اسے معاینہ کہتے ہین مگر صحو انبیا اور اعلی
درجہ کے اولیا کا خاصہ ہے اوس عروج مین کہ سالک متوسط کو خواب و خیال مین حاصل ہو اور اوس عروج مین جو عالم مثال
مین غلبہ مشاہدہ کے وقت حاصل ہو بڑا فرق ہے اور اولیاء اللہ کے کشف والہام سے ظن حاصل ہوتا ہے اگر دو ایسے
شخصونکا کشف باہم موافق ہوجاے تو ظن غالب کا فائدہ دیتا ہے ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی
نے عبد اللہ بن زید سے روایت کی ہے کہ اونہون نے کہا لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل

لیضرب الناس لجمع الصلوٰۃ طاف بی وانا نائم رجل یحمل ناقوسا فی یدہ فقلت یاعبد اللہ اتبیع الناقوس قال وما تصنع بہ قلت ندعوا بہ الی الصلوٰۃ قال افلا ادلک علی ما ھو خیر من ذالک فقلت لہ بلی قال فقال تقول اللہ اکبر الی اٰخرہ وکذ الاقامۃ فلما اصبحت اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ بما رأیت فقال انھا لرؤیا حق ان شاء اللہ فقم مع بلال فالق علیہ ما رایت فلیؤذن بہ فانہ اندی صوتا منک فقمت مع بلال فجعلت اُلقیہ علیہ ویؤذن بہ قال فسمع بذالک عمر بن الخطاب وھو فی بیتہ فخرج یجرّ رداءہ یقول یارسول اللہ والذی بعثک بالحق لقد رایت مثل ما اُرِیَ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فللہ الحمد - جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس کے تیار کرنے کا حکم دیا تاکہ جب نماز جماعت کے لیئے لوگون کو جمع کرنے کی ضرورت ہو تو اوسکو بجایا جاے مجھکو خواب مین ایک شخص دکھائی دیا جس کے ہاتھ مین ناقوس تھا مینے اوس سے کہا کہ کیا اسکو بیچتے ہو اوس نے جواب دیا تم اسکو کیا کروگے مینے کہا کہ ہم اس کے ذریعہ سے نمازیون کو بلایا کرین گے اوسنے کہا کہ مین تمکو اس کام کے لیئے ایک ایسی چیز بتاے دیتا ہون جو اس سے بہتر ہے عبد اللہ نے کہا بتلائیے اوس نے اللہ اکبر کہکر تمام اذان بتادی اسی طرح اقامت سکھائی صبح کو عبد اللہ نے آنحضرت کے سامنے اپنی اس خواب کا حال بیان کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ اگر اللہ چاہے تو خواب حق ہے پھر عبد اللہ سے فرمایا کہ تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہوکر یہہ تمام الفاظ انہین بتادو اور اون کے ساتھ آواز دو اون کی آواز تمہاری آواز سے اونچی ہے عبد اللہ نے بلال کو اذان بتادی حضرت عمر اسوقت اپنے مکان مین موجود تھے وہ اذان سنکر نکلے اور جلدی کی وجہ سے اپنی چادر کھینچتے جاتے تھے حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچکر اون سے عرض کی کہ اوس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے مین نے بھی اسی طرح خواب مین دیکھا ہے جیسا کہ عبد اللہ نے دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب تعریف اللہ کے لیئے ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عمل کرنا موافق کشف والہام کے جایز ہے اگر قرآن وحدیث اور اجماع اور قیاس جلی کے مخالف نہو بیہقیؒ نے بی بی عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد غسل دینے کے لیئے تیار ہوے تو باہم اس بات کا اختلاف اون مین پڑا کہ آپ کو برہنہ کرنا چاہیے یا کپڑے ہی مین غسل دینا چاہیے اوسوقت سب پر اونگھہ کا غلبہ ہوگیا اور خواب مین اون کو آواز سنایا گیا کہ پیغمبر کو کپڑے مین غسل دینا چاہیے سب اوٹھے اور کپڑے سے مین غسل دیا اور برہنہ نکیا اور یہہ بھی یاد رکھو کہ اگر کشف والہام حدیث احاد یا قیاس جلی کے مخالف ہو تو ایسی جگہہ قیاس کو ترجیح دینا چاہیے اس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہے اس لیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حجت قطعی ہے اور احتمال کذب ونسیان کا ثقات کی روایات مین ضعیف ہے اور اولیاء کرام کے کشف مین خطا زیادہ واقع ہوتی ہے اور جبکہ دو کشفون مین اختلاف ہو تو جسکی موافقت احکام شرعی کے ساتھ بھی

جاے اوسکو قبول کرنا چاہیئے کیونکہ صوفی کا مرتبہ ہمیشہ ترقی پذیر رہتا ہے تو پہلا کشف خدا سے زیادہ قریب اور انبیا سے زیادہ مماثل ہوگا اور اگر یہہ دونون کشف دو آدمیون کے ہین تو اون مین سے صاحب صحو کا کشف سکر سے اولی ہے اس لیے کہ اہل سکر کا کلام زیادہ غلطی کا احتمال رکھتا ہے اور اگر دونون کشف والے صحو و سکر مین یکسان ہین تو اوسکا کبھی شرع کے مخالف نہوا ہوا وس شخص کے کشف سے اولی ہے جسکا کشف کبھی شرع سے مخالف بھی واقع ہوگیا ہو اسی طرح اوس آدمی کا کشف بہتر ہے جسکا کشف کبھی شرع سے مخالف ہوا ہو اوس کے کشف سے جسکا زیادہ شرع سے مخالف ہوا ہو اور اگر ان باتون مین بھی دونون اہل کشف برابر ہون تو اوس کے کشف کو ترجیح ہے جسکی منزلت اللہ کے حضور مین زیادہ ہے یہہ ساری وجوہ اوسوقت ہین جبکہ دونون کشف قوت مین برابر ہون اور اب یہہ بھی خیال کرو کہ اگر دو کشف قوت مین برابر ہون اور کئی ولیون سے ظہور مین آئین تو جس کشف کی جانب کثرت ارباب کشف کی ہوگی اوسی کو ترجیح دیجاے گی مثلا ایک کشف تو دو آدمیون پر منکشف ہو اور دوسرا ایک آدمی پر تو اوس کشف کو قبول کیا جاے گا جو دو کا ہے اور اگر ایک کشف کسی صاحب قوت پر منکشف ہو اور دوسرا کئی ایسے آدمیون پر جو اوس سے کم مرتبہ ہون تو ماننے کے قابل پہلا کشف ہے اور یہی حال الہام کا ہی۔

ولی نبی کے مرتبے کو نہین پہونچ سکتا اور نبوت و ولایت کی باہمی تفضیل

کوئی ولی کسی نبی کے مقابل نہین یعنی انبیا کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا اللہ تعالی سے قرب اور اوسکے نزدیک فضل و کرامت مین کیونکہ بڑی دلیل اسکی یہہ ہے کہ ولی کیسا ہی بڑا ہو اوسکو پیغمبر پر ایمان لانا فرض ہے اور ظاہر ہے کہ جسپر ایمان لایا جاوے وہ ایمان لانے والے کی نسبت ضرور افضل ہوگا دوسرے ولی خوف خاتمہ سے بری نہین اور پیغمبر مامون العاقبہ ہین اون کے جنتی ہونے مین کلام نہین تیسرے پیغمبر سب معصوم ہین گناہ اور خطا سے کیونکہ اون کے نفس ایسی مقدس ہین کہ نافرمانی نہین کرتے اور ولی کے نفس کی اگر محافظت ہوگی تو برے کامون سے بچتا رہے گا اور بالذات پاک نہین ہی جوتھے اللہ تعالی نے پیغمبرون کی وحی بھیجکر مرتبہ اعلی مرحمت کیا ہے اور اونہون نے فرشتون کا مشاہدہ کیا ہے اور خدا کے پیغام لوگون کو پہونچانے اور پند و نصیحت کرنے پر مامور ہین بخلاف ولی کے اب جو کوئی کہے کہ کسی صحابی کا درجہ مثلاً ابو بکر صدیق یا حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت علی یا حسنین کا درجہ کسی پیغمبر کی برابر یا اوس سے افضل ہے کافر ہوجاے اور جو کوئی کہے میرے مرشد کا درجہ نبی کا سا ہے کافر ہووے اس لئے کہ فقہا کا اسمین اتفاق ہے کہ جو یہہ کہے کہ ولی افضل ہے نبی سے وہ قطعا کافر ہے یاد رکھو کہ عقل کی انتہا ولایت کی ابتدا ہے جسطرح عقل کے لئے بدیہی اور نظری ہے ولایت مین بھی ایسا طور موجود ہے اور ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا ہی عقلا اور بچہ کی طرح ہوتے ہین جو ابھی شکم مادر سے پیدا ہوا ہو اور ولی طفل کی مثل ہے اور نبی بالغ کی طرح جب تک عقلا مشیمہ طبیعت سے نہین نکلتے فضاے عالم ملکوت کی سیر اونکو میسر نہین ہوتی ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے آخر

نهایات الصدقین اول احوال الانبیاء اور ابن عطا نے کہا ہے ادنی منازل المرسلین اعلے مراتب الانبیاء و
ادنی منازل الانبیاء اعلی مراتب الصدقین و ادنی مراتب الصدقین اعلی مراتب الشہدآء و ادنی
مراتب الشہدآء اعلی مراتب الصّلحین و ادنی مراتب الصّلحین اعلے مراتب المومنین **سوال**
ابن مطہر حلی جو مشاہیر علماے شیعہ مین سے ہین کبہی بیہقی سے اور کبہی بغوی سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے من اراد ان ینظر الی آدم فی علمه والی نوح فی تقونه والی ابراهیم فی حلمه والی موسی فی
هیبته والی عیسے فی عبادته فلینظر الی ابن ابی طالب یعنی جو شخص اس بات کا ارادہ رکہتا ہے کہ حضرت
آدم کو اپنے علم مین اور حضرت نوح کو اپنے تقوی کے ساتہہ اور حضرت ابراہیم کو اون کے حلم کے ساتہہ اور حضرت موسی کو
اون کی ہیبت کے ساتہہ اور حضرت عیسی کو اپنی عبادت مین دیکہے اوسے چاہیے کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو دیکہے
اور اس سے ظاہر ہے کہ رسول علیہ السلام نے حضرت علی کو ان انبیا کے ساتہہ برابر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ اولیا بہی انبیا
کے درجہ کو پہونچ جاتے ہین **جواب** اسکا یہہ ہے کہ آنحضرت نے جناب امیر کو ان اوصاف مین انبیا علیہم السلام
کے ساتہہ تشبیہہ دی ہے اور علم بیان کی اصطلاح مین تشبیہہ اسے کہتے ہین کہ کسی چیز کو ایک ایسے معنی مین دوسری چیز
کے ساتہہ شریک کرنا کہ یہہ معنی اوس دوسری چیز کے ساتہہ مخصوص اور اوس مین زیادہ ہون اور پہر یہہ بہی ضرور نہین
کہ یہہ معنی جو مشبہ بہ مین یعنی دوسری چیز مین پائے جاتے ہین مشبہ یعنی پہلی چیز مین بہی نفس الامر مین موجود ہون کیونکہ
کبہی ادعا اور مبالغہ کے طور پر بہی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتہہ ایک معنی مین شریک کر دیتے ہین دوسرا جواب یہہ
ہے کہ اصول عقائد اسلام مین اختلاف پیدا ہونے سے قبل ہی اسپر اجماع ہو چکا ہے کہ انبیا اولیا سے افضل ہین
اور یہہ بہی واضح رہے کہ ہر ایک نبی کے ساتہہ صرف ایک ہی فضیلت مین جناب امیر کی مشابہت تسلیم کیجا سکتی ہے
کیونکہ اگر تمام صفات کے مجموعہ کے ساتہہ حضرت علی کو تشبیہہ دی جائیگی تو حضرت علیؓ کل انبیا سے بہی بڑہ جائین گے
اس لئے کہ وہ تو صرف ایک ہی فضیلت کے ساتہہ مختص تہے اور حضرت علی اون کی تمام فضیلتون مین شریک ہون گے اور
جو ایک نبی مین فضیلت ہے وہ بہی حضرت علی مین ہوگی اور دوسرے نبی کی فضیلت کو بہی اون سے تخصیص ہو جاتی ہے اور علاوہ
جناب امیر کے آنحضرت نے اور صحابہ کو بہی انبیا سے تشبیہہ دی ہے چنانچہ ابوذر کو حضرت عیسیٰ سے زہد مین تشبیہہ دی ہے
جیساکہ ترمذی نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے اور استیعاب مین بہی مروی ہے اور ابو عمرؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت
نے ابوذر کو حضرت عیسیٰ کے ساتہہ تواضع مین تشبیہہ دی ہے اور حضرت صدیقؓ کو حضرت عیسےٰ سے اپنی امت کے
ساتہہ نرمی کا برتاو کرنے مین اور حضرت عمر فاروقؓ کو حضرت نوحؑ کے ساتہہ اپنی امت پر سختی مین تشبیہہ دی ہے چنانچہ حاکم
نے قصہ قیدیان بدر مین یہہ حدیث بیان کی ہے اور ابو موسیٰ کو حضرت داود کے ساتہہ عمدہ لہجہ مین تشبیہہ دی ہے چنانچہ یہہ حدیث
صحیح بخاری و مسلم مین موجود ہے اور مراد تشبیہہ سے یہ ہے کہ ان انبیا کے اوصاف مین سے ایک خاص وصف اوس

صحابی مین بہی موجود ہی اور یہہ سمجہنا کہ صحابی نبی کے مساوی ہے سراسر جہل و نادانی ہے ہمارے نبی علیہ السلام کی تشبیہ سے
بالکل یہہ مراد نہ تہی ۔ یہان ایک شبہ وارد ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہی علماء
امتی کانبیاء بنی اسرآئیل یعنی میری امت کے عالم انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہین ۔ پس اولیای اللہ مراتب
کمال مین چڑہتے ہوے رتبہ انبیاے بنی اسرائیل کو نہین پہونچے تو مصداق اس حدیث کے کیونکر ہوئے جواب
یہہ ہے کہ یہان کاف بمعنی مثل نہین ہے بلکہ بمعنی مثال ہے اور مثل اور مثال کا فرق فقیر اوپر بیان کر چکا ہے دوسرا
جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث حفاظ حدیث کے نزدیک صحیح نہین ہے چنانچہ زرکشیؒ اور عسقلانیؒ اور دمیریؒ وغیرہ کے
نزدیک بے اصل محض ہے اور سیوطیؒ اسکے راویون کے حق مین قدح کرنے سے ساکت ہین اور شیخ اکبرؒ نے لکہا ہی
کہ جسطرح بعض انبیاے بنی اسرائیل کو جدید شرع قایم کرنیکے لئے حکم نہ تہا اور الہامون کے ذریعہ سے عبادت کرتے
رہتے تہے اسی طرح اکثر اولیاے امت محمدیؐ بہی بدون اسکے کہ کسب و تعلیم کیطرف مشغول ہون امور ضروریہ فرایض و
واجبات جناب الہی سے بذریعہ الہام کے حاصل کرے اون کے مطابق عبادت کرتے ہین مگر اطاعت آنحضرت کی بہی ملحوظ
رکہتے ہین اور اون کی شرع مین کسی طرح کی کمی بیشی نہین کرنے پاتے ۔ اور ہر ایک نبی دو موخہ رکہتا ہے ایک خلق کی طرف
ہوتا ہے دوسرا خالق کی طرف یعنی اوسکو دو توجہ حاصل ہوتی ہین ایک خدا کی طرف جس سے استفاضہ کرتا ہے
جناب باری سے ۔ اور دوسری توجہ بندون کی طرف کہ اوس کے سبب سے بندون کو فیض پہونچاتا ہے اور اوسکا پہلا کمال
ولایت ہے اور دوسرا کمال نبوت کمال نبوت کے حصول سے بیشتر ہی کمالات ولایت کو طی کرلیتا ہے پس کوئی نبی مرتبہ
ولایت سے خالی نہین ہوتا اور ولی کا انتہا مرتبہ یہہ ہے کہ نبی پر اوسکا ایمان بہ نسبت غیر ولی کے قوی ہوتا ہے اور اس
وصف کے ساتہ کچہ اور باتین بہی اوس مین جمع ہو جاتی ہین پس وہ کس طرح نبی کے درجہ کو پہونچ سکتا ہے اور بعضے کہ یہہ
جو کہتے ہین کہ جایز ہے ولی کا نبی سے افضل ہونا یہ بالکل گمراہی اور کفر ہے اور یہ جو کلام الہی مین آیا ہے کہ ایک روز
حضرت موسیٰ نے حق تعالی سے سوال کیا کہ الہی تیرے بندون مین کوئی مجہسے زیادہ عالم ہووے تو بتا حق تعالی نے
وحی نازل کی کہ میرا ایک بندہ ہے خضر نام تجہسے زیادہ تر عالم ہے کہ مینے اپنے علم کے اسرار اوس کے سینہ مین رکہے ہین
اور حضرت موسیٰ مشتاق ہو کر مجمع البحرین مین حضرت خضر کے پاس پہونچے آگے اللہ تعالی یون فرماتا ہے فَوَجَدَا عَبْدًا
مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے بندون مین سے
ایک بندے کو پایا کہ اوسکو ہمنے اپنے پاس سے رحمت دی تہی اور علم سکہایا تہا اوسوقت خضر نے پوچہا تم کون ہو موسیٰ
علیہ السلام نے جواب دیا مین موسیٰ بنی اسرائیل کا نبی ہون حق تعالی نے مجہکو فرمایا ہے کہ تمہارے مصاحب کرون
اور تم سے کچہ سیکہون هَلْ اَتَّبِعُكَ اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا حضرت موسیٰ نے خضر سے کہا کیا مین تمہاری
پیروی کرون تاکہ تم مجہے وہ چیزین سکہاؤ جو حق تعالی نے تمکو سکہائی ہین اس بات سے ہمارے مطلب مین نقصان

نہین آتا اس لئے کہ زیادتی علم مین ہمیشہ مطلوب ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مین وارد ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اے رب
زیادہ کر میرا علم - ہان بعضے صوفیہ نے نبوت اور ولایت کی باہمی تفضیل مین گفتگو کی ہے اور اس فرقہ کی دو رائین ہو گئی ہین
بعضے کہتے ہین کہ مرتبۂ نبوت افضل ہے اور بعضے مرتبۂ ولایت کو افضل بتاتے ہین جو یہہ کہتے ہین کہ مرتبۂ نبوت افضل ہے اونکی
دلیل یہ ہے کہ نبوت کی غایت یہ ہے کہ دوسرون کی تکمیل کی جاسے اور ولایت کا مقصد یہہ ہے کہ اپنے نفس کی تکمیل ہو وہ
متعدی ہے یہ لازم اور تکمیل غیر اپنے نفس کی تکمیل سے بدرجہا افضل و اعلی ہے چنانچہ احمدؒ اور ترمذیؒ اور ابو داؤدؒ اور
ابن ماجہؒ اور دارمیؒ نے کثیر ابن قیسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان فضل العالم علی
العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب عالم کی فضیلت عابد پر اسطرح ثابت ہے جیسے چودہوین
رات کے چاند کو تارون پر ثابت ہے اس لئے کہ عابد عبادت مین مشغول رہتا ہے اور چونکہ فائدہ علم کے رواج بہت سے
اس کی فضیلت اسکی عبادت پر بہت ہوئی اور ابو امامہ باہلیؒ سے ترمذیؒ نے اور مکحول سے دارمیؒ نے روایت کی
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے
جیسے میری بزرگی تم مین سے ایک ادنی آدمی پر خیال کرو کہ حضرت کی فضیلت ادنی شخص پر کسقدر ہے اور ترمذی و ابن
ماجہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقیہ واحد اشد علی الشیطان
من الف عابد ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدون سے سخت ہے کیونکہ جب شیطان لوگون پر دروازے خواہش
نفسانی کے کھولتا ہے تو عالم پہچان لیتا ہے اور اونکو تدبیر اسکی دفع کی بتا دیتا ہے بخلاف محض عابد کے کہ وہ اکثر
مشغول عبادت مین رہتا ہے اور شیطان کے جال مین پہنسا ہوتا ہے لیکن جانتا نہین اور جنہون نے ولایت کو
نبوت سے بہتر اور عمدہ جانا ہے وہ خیال کرتے ہین کہ نبوت کا منصب خدا اور اوس کے بندون مین سفارت اور پیغام
رسانی ہے اور نبی کا صرف یہی کام ہے کہ وہ عالم انسانی کی مصلحتون کی درستی اور اون کی خدمت گذاری کے
سر انجام مین مستعد اور سرگرم رہے اور ولی عالم توحید کی سیر کرتا ہے اور اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ نبوت کے معنی
سفارت اور پیغام رسانی کے سمجھنا حالات ملوک پر قیاس کرنا ہے پیغمبری ایسی نہین ہے جیسے سلاطین کے یہان سفارت
کے عہدے ہوتے ہین کیونکہ نبوت کا وہ مرتبہ ہے جسکو نہ کثرت حاجب ہو سکتی ہے وحدت سے اور نہ وحدت روکتی ہے
کثرت سے اور یہہ مرتبہ توحید صرف سے جو علی العموم اولیا کا مقام ہے بہت بڑا ہوا ہے پس یہہ جو بعضے صوفیہ نے
کہا ہے الولایۃ افضل من النبوۃ یعنی ولایت افضل ہے نبوت سے - اسکے یہ معنی ہین کہ نبی مین جو ولایت ہے
وہ افضل ہے اوسکی نبوت سے چنانچہ مجدد الف ثانی کہتے ہین ان بدایۃ النبوۃ تنتہی دونہا و غایۃ
الولایۃ نہایتہا یعنی ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا کے اطرف منتہی ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اس قول سے
مراد یہہ ہے کہ مطلق ولایت یعنی جو کسیکی ذات کے ساتھ مخصوص و منسوب نہین ہے افضل ہے مطلق نبوت

سے اس لئے کہ ولایت قرب بحق ہے اور نبوت قرب بخلق اور جب ان دونون کو کسی نبی کی طرف نسبت کر کے مقید کرین تو نبوت اولی ہوگی ولایت سے اسلئے کہ نبی کے کمالات کی انتہا اور ترقی نبوت مین ہے نہ تنہا ولایت کے جیسا تھ کیونکہ کمال انسان کا بلوغ مین ہی اگرچہ طفولیت کی انتہا بلوغت کی ابتدا ہے اور خواجہ محمد بن علی حکیم ترمذی اور شیخ سعدالدین حموی نے جو کہا ہے نهایۃ الانبیاء بدایۃ الاولیاء اسکا مطلب یہہ ہی کہ ولی کی ابتدا یہہ ہے کہ احکام شرع کی پیروی اور متابعت کرے اور شرائع جو ہین وہ نہایت کار نبی ہوتے ہین بہرصورت ولایت مقیدکو نبوت مقید سے افضل کہین یا ولایت مطلق کو نبوت مطلق سے دونون قولون سے ولی کا نبی سے افضل ہونا لازم نہین آتا اس لئے کہ ولی کو نبی سے افضل نہین کہا ہے اگر کہا ہے تو ولایت کو نبوت سے افضل کہا ہے اور ولایت نبی کو بھی حاصل ہی نبی کو کچھ نبوت موجب زوال ولایت نہین ہے پس جب ولایت کو ولی سے منسوب کرین تو ولایت نبوت سے افضل نہین ہے ولایت کہتے ہین اوس قرب کو جو بندہ کو اللہ تعالی کے ساتھ ہووے کہ اوسکی برکت سے اوس جناب پاک سے فیض حاصل کرے اور نبوت کہتے ہین اوس درجہ کو کہ خلق کو اوس فیض سے خبر دے تو اس سے یہی معلوم ہوا کہ نبی دونون درجون کا مالک ہے کیونکہ اللہ تعالی سے جو اوسے قرب ہے وہ غیر کو نہین اور خلق کو بہی اوس فیض سی بہرہ ور کرتا ہے اور ولی کو پیغمبر کے توسط سے فیض ملتا ہے اور وہ اور کو پہونچانے کا محکوم نہین اور تسلی باطن کی جیسی خبر پیغمبر کی ہے کہ اوسکا خلاف ہوئی نہین سکتا غیر پیغمبر کو ویسی خبر نہین اور تابعدار سے وہ شخص افضل ہوتا ہے جسکی تابعداری کی جاتی ہے اور یہہ جو کہا ہے کہ پیدایش انسان مین نور و ظلمت دونون چیزین موجود ہین اور ظلمت نور پر غالب ہے اسلئے ہر زمانہ مین ایک ایسا انسان پیدا ہوتا ہے جسکی خلقت مین ظلمت پر نور کو غلبہ ہوتا ہے وہ اپنے نور سے قوم ظلمانی کو منور کرتا ہے پس اگر وہ انسان خود رو ہے نبی ہے اور اگر پس رو ہے ولی ہے مراد اس خود روی اور پس روی سے تحصیل کمال مین ہے نہ انسانون کی تکمیل مین خلاصہ کلام یہ ہے کہ سب کو اتفاق ہے اسمین کہ نبی کی ولایت اور نبوت دونون ولی کی ولایت سے اعلی اور افضل ہین اگر اختلاف ہے تو نبی کی نبوت اور ولایت مین ہے نہ ولایت ولی اور نبوت نبی اور ولایت نبی اور ولی مین پس ہر ایک نبی افضل ہے اعلی درجہ کے ولی سے اور کوئی ولی خواہ قطب ہو یا صدیق نبی کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا۔

فائدہ جلیلہ حضرت عمرؓ سے ابوداؤدؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان من عباد اللہ لاناسا ما هم بانبیاء ولا شهداء یغبطهم الانبیاء والشهداء یوم القیامة بمکانهم من اللہ یعنی بندگان خدا مین سے ایسے آدمی ہین اور وہ جماعت اولیا کی ہے کہ نہ وہ نبی ہین نہ شہید قیامت کے دن خدا تعالی اونکو اپنے نزدیک وہ مرتبہ عطا کرے گا کہ انبیا اور شہدا اون سے رشک کرین گے اور یہ مرتبہ اون کو اسلئے عطا ہوگا کہ وہ للہ فی اللہ محبت رکھتے ہین کسی ناتے رشتے اور مال کی داد وستد کی غرض کو اون کی محبت مین دخل

نہین ہوتا اور حضرت نے ولایت خدا کی اون کے لئے ثابت کرنے کو یہ آیت پڑہی اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ خبردار ہو تحقیق دوستان خدا کو نہ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہون گے اور ترمذی کی حدیث قدسی کے الفاظ یہ ہین یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ آپس مین میرے عظمت وجلال کی وجہ سے محبت کرتے ہین اون کے لئے نور کے منبر ہونگے جنپر نبی اور شہید رشک کرینگے اور شرح السنہ اور شعب الایمان مین بہی یہی مضمون کمی بیشی کے ساتھ آیا ہے یہان یہہ اشکال لازم آتا ہے کہ انبیا کہ سب لوگون سے افضل ہین اور شہید کہ جان ومال اپنا راہ خدا مین صرف کرتے ہین باوجود اس فضل عظیم کے اونکو ان انبیا پر رشک کرنا کیونکر روا ہے اور رشک مفضول پر نہین کیا جاتا بلکہ ہمیشہ افضل پر کیا جاتا ہے۔ علما نے اسکے کئی جواب دیئے ہین (۱) رشک سے مراد یہ ہے کہ انبیا وشہدا اون کے مقام کی تعریف کرتے ہین اوسے اچھا جانتے ہین اور حقیقی معنی مراد نہین (۲) یہہ کلام فرض اور تقدیر پر مبنی ہے یعنی اگر انبیا و شہدا کو کسی پر غبطہ یعنی رشک ہوتا تو انپر ہوتا اور مشہور جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ مفضول مین ایک ایسی صفت ہو کہ وہ فاضل مین نہو حالانکہ اوسمین اور اتنے فضائل وکمالات موجود ہون کہ اون کے مقابلہ مین وہ ایک صفت مفضول کی ہیچ ہے جیسے کہ ایک آدمی کے پاس ہزار گھوڑے نہایت عمدہ ہون اور دوسرے کے پاس صرف ایک بچھیرا ہو کہ وہ بھی پاکیزہ ہو وہ ہزار گھوڑون والا چاہے کہ یہ بچھیرا بہی میرے ہاتھ لگ جاے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود

حق تعالیٰ واحد حقیقی ہے نہ واحد عددی اس لئے کہ واحد عددی اجزا اور عوارض کے قابل ہے برخلاف واحد حقیقی کے کہ وہ ان سے منزہ ہے واحد عددی کو جملہ اعداد سے نسبت ہے چنانچہ دو کا آدہا اور تین کا تہائی اور چار کا چوتھائی وغیرہ وغیرہ جو عدد فرض کیا جاے واحد عددی اوسکی فرد ہوگا پس اوسکو جملہ اعداد کے ساتھ نسبت ہے اور وحد حقیقی کو اعداد سے کچھہ نسبت نہین اور واحد عددی اعداد مین ساری ہے مثل ایک عدد کو دوسری بار یا تیسری بار یا چوتھی بار تکرار کرنے سے دو تین چار ہوتے ہین اسی طرح جتنی بار مکرر کرکے اعتبار کریگا تو عدد تازہ حاصل ہو جائیگا اور یہہ سریان واحد عددی مین ہے اور واحد حقیقی ان نسبتون سے بری ہے۔ اور مذہب صوفیہ کا توحید مین دو طرح پر ہے ایک **توحید وجودی** اسکا قصہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور اون کے تابعین کی زبان سے پہیلا ہے اور بہت سی کتابین اور رسالے اس کے بیان مین جمع ہو گئے ہین ایک جماعت متاخرین مشائخ کی اسکی قائل ہو گئی ہے مدارک شرع سے بہت دور جا پڑی ہے ایسے الفاظ وعبارات تراشے ہین جو کان نہین سنی جاتے اس عقیدے سے سارا کارخانۂ شریعت وناموس حق تباہ اور برباد ہوتا ہے ان لوگون نے اپنی توحید کا نام **توحید خاصہ** اور توحید اسلامی کا نام **توحید عامہ** رکھا ہے حالانکہ جسکو یہ توحید عامہ

سکتے ہین یہ وہی توحید ہے جسکے لئے رسول آئے کتابین اُترین اوس کے انکار پر عذاب دنیا نازل ہوا عقاب
آخرت مترتب ہوا - بعضے علما نے اپنے رسائل مین مسئلہ وحدت وجود پر دلائل عقلی لکھے ہین اور اوسکا نام براہین
قطعی رکھا ہی حالانکہ وہ دلائل بالکل خام ہین ایسے مسائل مین بن سے ظاہر شرع کو نقصان پہونچتا ہو غور و فکر کرنا
اور فلاسفہ کے دلائل کے ساتھ استدلال کرنا بالکل بے سود ہے یہ خلاصہ ہے نواب صدیق حسن خان کی تحریر کا
جو دعایۃ الایمان وغیرہ مین مذکور ہے اور یہہ قول تشدد و تعصب سے خالی نہین مگر آخر کار نواب صاحب مذکور نے
بھی مسلک وحدت الوجود کے سامنے سر جھکا دیا تہا جو اون کے بیان مندرجہ تقصار سے ظاہر ہے - مولوی جامی رح
نے نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص کے حاشیہ منہیہ مین بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حکایت کی کہ وحدت وجود
کے مسئلہ مین ایکبار مجھکو نہایت تفکر تہا کہ اسی خیال مین میری آنکھ لگ گئی خواب مین ایک کتاب مجھکو دکھائی جسکے
حاشیہ پر یہہ چند سطرین لکھی ہوئی تہین کہ توحید کا بھید معلوم کرنا بغیر زوال تشخصات اور فنا سے رسوم و عادات کے
میسر نہین آسکتا اور اس مین عقل کے گھوڑے دوڑانے سے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہی بیشتر حکماے ایشیا وحدت وجود
کے قائل تھے اہل یورپ مین کم حکما ہین جو اس مذہب کے ہین البتہ ڈی کارٹس کا شاگرد اِسپنوزا مذہب وحدت وجود کا
قائل ہے سوا اس حکیم کے اور کوئی شخص حکماے یورپ مین سے پابند وحدت وجود کا نہین معلوم ہوتا ہے اہل علم
نے لکھا ہے کہ وحدت الوجود کے معنی یہ ہین کہ وجود یعنی جسکے ساتھ موجودیت یعنی ہستی ہی ایک ہی چیز ہے کہ واجب مین
واجب اور ممکن مین ممکن اور جوہر مین جوہر اور عرض مین عرض ہے اور ان اختلافات سے ذات وجود مین اختلاف
نہین آسکتا دیکھو شعاع آفتاب کو کہ پاک و ناپاک دونون پر پڑتی ہے مگر فی ذاتہ پاک ہے ناپاک نہین ہوسکتی اور یہ مسئلہ
فی نفسہ حق ہی کسی طرح مخالف شرع نہین اس لئے کہ وجود کے ہر مرتبہ کے لئے ان مراتب مین سے ایک علحدہ حقیقت
اور حکم ہی شرع شریف نے ہر ایک مرتبہ کا حکم بیان کر دیا ہے بعضے کو ہدایت کرنے والا بعضے کو گمراہ کرنے والا بعضے کو واجب
الاطاعت بعضے کو واجب العصیان بعضے کو حلال بعضے کو حرام بعضے کو پاک بعضے کو ناپاک قرار دیا ہے اور کوتہ بین یہ جانتے
ہین کہ یہ سارے اختلافات ذات مین ہین اور یہ بالکل غلط ہے تمام اختلافات اعتبار مین ہین جیسے میدان جنگ مین
سوا ے جسم کے کچھہ نہین ہے اگر قاتل ہے تو وہی جسم ہے اور اگر مقتول ہے تو وہی جسم ہے اسی طرح سوار بھی جسم ہے
غالب بھی جسم ہے مغلوب بھی جسم ہے بعض کتب مین مسئلہ وحدت وجود کا مطلب اس تقریر مین لکھا ہے کہ تمام موجودات
مین ایسی چیزین موجود ہین جنکی وجہ سے ہر ایک اپنی احکام و آثار مختص مین دوسرے سے ممتاز ہے مثلاً آگ مین وہ چیز
پائی جاتی ہے جسکی وجہ سے وہ پانی سے ممتاز ہے اور وہ جلانے اور سوزش پیدا کرنے کی صفات ہین اسی طرح پانی
اپنی برودت و تری اور سیال پن کی وجہ سے آگ و خاک سے تمیز ہے اور اس چیز کو جسکی وجہ سے ہر ایک موجود
اپنی تحقق مین ممتاز ہے کبھی ماہیت اور کبھی تشخص اور کبھی وجود خاص کہتے ہین ہمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ موجودات

جس طرح اپنے خاص خاص وجودات مین باہم جدا جدا ہین اسی طرح ایک اور امر مین جسکی وجہ سے ان موجودات نے وجود پایا ہے اور اوسیکی وجہ سے ان موجودات کے تمام احکام و آثار ظہور مین آتے ہین مشترک ہین بس وہی امر واحد ان سارے تشخصات کے ساتھ متشخص بنا ہے اور ان ظاہری قیدون کے ساتھ جو موجودات عالم مین پائے جاتے ہین مقید ہوگیا ہے اور وہی ان تمام مظاہر مین ظہور پذیر ہوا ہے اور وہی ذات باری ہے اور اوسی ذات باری مین یہ سارے تشخصات و تعینات لگ کر موجودات بنے ہین اور یہ تشخصات و تقیدات اوس کے صفات اور کمالات ذاتی اور احوال کا ظہور ہے اور موجودات عالم سے جتنے احکام و آثار ظہور مین آتے ہین یہ سب اونہین احوال و کمالات کا مقتضی ہے اور بعض صوفیون نے یون کہا ہے کہ وہی ذات مقدس مختلف صورتون مین ظہور کرتی ہے اور ہر صورت مین اپنے احوال اور صفات کو آشکارا فرماتی ہے اور بھید اس مسئلہ مین یہ ہے کہ وہ ذات مقدس یہ چاہتی ہے کہ میرے سوا کوئی اور چیز وجود اور توابع وجود کے ساتھ متصف نہو اور اوسکی غیرت وحدت و احدیت یہ چاہتی ہے کہ تمام افعال و آثار میرے ہی طرف منسوب ہون اور میرے ہی سمجھے جائین تا کہ لوگ میرے غیر کو دوست نہ بنائین اور سوا میرے کسی اور کے محتاج نہون پس جسطرح اشیا مین بوجہ تشخصات اور تقیدات اور ترتب احکام و آثار مختصہ کے باہم مغائرت پائی جاتی ہے اسی طرح ان تعینات و تقیدات کی وجہ سے اشیا کو ذات الٰہی کے ساتھ بھی غیریت نفس الامری ہے اور جب ان تعینات و تشخصات و تقیدات سے قطع نظر کرلین اور سب باتون سے مجرد کرکے اون کی طرف لحاظ کرین تو ذات باری کے ساتھ سب کو عینیت اور اتحاد حاصل ہے اور اسی طرح باہم بھی سب متحد ہین آپس مین کوئی غیریت اور دوئی نہین جسطرح موج اور حباب اور گرداب اور قطرہ اور برف اور اولے کا حال ہے کہ ان مین دراصل مغائرت نہین تشخصات اور تقیدات کی وجہ سے غیریت اور دوئی واقع ہوگئی ہے اصل ان سب کی پانی ہے جب اوسمین ایک خاص تشخص لگ گیا تو پانی سے برف ہوگیا اور اوسی پانی مین اور تشخص و تقید آجانے سے حباب بن گیا علیٰ ہذا القیاس ع وجود وحدت باری مین ان افراد کثرت کو + قیاس موج و گرداب و حباب و آب ہم کیجیے ؎ اور ذات الٰہی کو جب اوس مرتبہ مین لحاظ کیجئے جو ظہور اور تشخصات کے حصول کا ہے تو اس صورت مین وہ تمام اشیا کی عین ہے اور جب ان تشخصات اور ظہور کے مرتبہ کو چھوڑکر اطلاق اور بطون کے مرتبہ پر خیال کیجیے تو ذات باری ان تمام اشیا سے غیر ہے یہ ممکن ہین وہ واجب ہے یہ حادث ہین وہ قدیم ہے یہی معنی ہین ابن عربی کے اس قول کے جو فتوحات مین ہے الرب حق والعبد حق فما ادری من المکلف یعنی جبکہ اللہ حق ہے اور ثابت اور بندہ بھی اللہ ہے تو پھر مین نہین جانتا کہ مکلف کون ہے ایضا الحق المنزہ ھو الحق المشبہ حق جسکی پاکی اور عدم مشابہت مخلوق کے ساتھ بیان کی جاتی ہے وہ وہی حق ہے جو تشبیہ دیا جاتا ہے مخلوقات کے ساتھ ایضا سبحان الذی خلق الاشیاء وھو عینہا بزرگ ہے شان اوس ذات پاک کی جس نے اشیا کو بنایا اور حالانکہ وہی خود اشیا ہے

قاضی نوراللہ نے مجالس المومنین مین جہان شیخ اکبر کا ذکر کیا ہے وہان اس قول کو لکھکر کہا ہے کہ احتمال اس بات کا
ہی کہ عینہا کی جگہہ غیّبہا ہو غین منقوطہ کے فتحہ اور یاے تحتانی کی تشدید اور اوسکے بعد باے موحدہ سے ماضی کے
صیغہ پر جسکے معنی اخفاہا ہین یعنی اون اشیا کو چھپا دیا انتہی مگر یہہ تاویل قاضی صاحب کے اور کلام مین شیخ کے تصحیف
قرار دینا بیجا ہے اس لئے کہ جب شیخ کا مذہب وحدت الوجود کا مسلم ہے تو پہر ایک لفظ کی اپنی مرضی کے موافق بنا لینے
سے کیا کام چل سکتا ہے ایضاً فھو عین ما بطن و عین ما ظھر ما ثمّ من سواہ غیرہ ما ثمّ من یبطن عنہ سواہ
وھو المسمی اباسعید الخراز و غیر ذلک من اسماء المحدثات پس وہ عین ہی باطن کا اور عین ہی ظاہر کا نہین ہے
سوا اوس کے کوئی مگر وہی ہے نہین ہے کوئی جو پوشیدہ ہو جاے اوس سے سوا اوسکے اور وہی ابوسعید موچی
اور زید و عمر و بکر کے ساتھ نامزد ہے شیخ کے یہ اقوال بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے ہین مگر شیخ کی مراد وہی ہے
جو ہم اوپر ذکر کر چکے ہین چنانچہ اونکا قول ذیل فتوحات مین جو جامیؒ نے شرح لمعات مین ذکر کیا ہے اس بات پر
صاف دلالت کرتا ہے قال فھو عین کل شئ فی الظھور ما ھو عین الاشیاء فی ذواتھا سبحانہ و تعالیٰ بل
ھو ھو و الاشیاء الاشیاء انتہی صرف ظہور مین اللہ تعالیٰ عین ہر شے کا ہے اور ذاتی طور پر اشیا کا عین نہین ہے
اشیا مین اور اسمین فرق ہے اشیا ظلمانی ممکن اور مادی ہین اور وہ واجب ہے ظلمت مادہ سے بری ہی اور
ذات الٰہی کے ان موجودات مین ظاہر ہونے کے کئی طور ہین صوفیہ وجودیہ نے اپنے مکاشفات کے ذریعہ سے
جو کچہہ معلوم کیا ہے اوس کے مراتب مفصلاً بیان کئے ہین توحید وجودی کے باب مین علماے صوفیہ نے کتابین
اور رسالے لکہے ہین عمدہ اون مصنفین مین سے یہ لوگ ہین طریقہ قادریہ مین سے شیخ محی الدین ابن عربی و شیخ
صدرالدین قونوی اور شیخ عبدالکریم جیلی اور شیخ عبدالرزاق جہنجانوی اور شیخ امان اللہ پانی پتی اور کبرویہ مین سے
شیخ جلال الدین رومیؒ و شیخ جلال الدین تبریزیؒ اور سہروردیہ مین سے شیخ فریدالدین عطار اور چشتیہ مین سے
سید محمد گیسو دراز و سید جعفر مکی اور نقشبندیہ مین سے خواجہ عبیداللہ احرار و ملا نورالدین جامی و ملا عبدالغفور لاری
و حضرت خواجہ باقی باللہ کابلی و علیٰ ہذا القیاس شیخ عبدالرزاق کاشی و شمس فناری و قیصری و سعیدالدین فرغانی
وغیرہ اور تصانیف ان بزرگوارون کی موجود و مشہور ہین دوسری توحید شہودی ہے اسکی تدوین اولاً شیخ علاءالدولہ
سمنانی نے کی ثانیاً شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے اور علوم عجیب و غریب سکہاے اور اس طرح سنبہالا جیسے
گرم کی سرد سے اور سرد کی گرم سے اور تر کی خشک سے اور خشک کی تر سے تعدیل کیجاتی ہی یہان تک کہ اعتدال
کامل لوگون مین سما گیا اور باطل جو حق سے مل گیا تہا اٹہہ گیا یہی مصداق مجددیت کا ہے وحدت شہود کے معنی
بہی سننا چاہیئے حقیقت اسکی یہ ہے کہ سالک پر وسط سلوک مین نور حق کا غلبہ ہوتا ہے اور اوسکی توجہ تمام سمتون سے
جدا ہو کر اوسی کی طرف منحصر ہو جاتی ہے تو اس حالت مین تمام موجودات اوسکی نظر سے غایب ہو جاتے ہین اور

کہتا ہے سبحانی ما اعظم شانی و انا الحق وغیرہ وغیرہ لیکن سالک جب درجہ انتہا کو پہونچ جاتا ہے تو پہر ہر چیز کو
اصلی حالت مین دیکھتا ہے اور کہتا ہے وما للتراب ورب الارباب یعنی خاک کو خدا سے پاک سے کیا علاقہ
اور تمثیل پہلی حالت کی یہ ہے کہ دن مین بسبب غلبہ شعاع آفتاب کے کوئی تارہ نظر نہین آتا اور دیکھنے والا کہتا ہے کہ سوا
آفتاب کے کوئی تارہ موجود نہین اور حالت ابتدا رات کی طرح ہوتی ہے کہ رات مین صرف تارے نظر آتے ہین اور آفتاب
نظر نہین آتا لیکن دیکھنے والا یہ ضرور جانتا ہے کہ یہ جو نور تارون مین موجود ہے یہ آفتاب کا ہے اور انتہا مین دونون
چیزین نظر آتی ہین آفتاب بہی اور تارے بہی اور اسکا نمونہ موجود نہین جسکو تمثیل کے لیئے بیان کیا جاتا۔ اور خلاصہ
بیان توحید شہودی کا مطابق تحریر مجدد صاحب کے یہ ہے کہ ذات عالم مین دو چیزین پائی جاتی ہین ایک امر مشترک
دوسرا امر غیر مشترک لیکن نہ وہ امر مشترک ذات صرف ہے اور نہ غیر مشترک بلکہ تمام بہلائیون کا منبع ذات الہی ہے
اور تمام برائیون کا منشا خود ذوات کائنات واقع ہوئی ہین اور تفصیل اس بیان مجمل کی یہ ہے کہ جسطرح اللہ تعالی کی
صفات ثمانیہ یعنی حیات اور علم اور سمع اور بصر اور قدرت اور ارادہ اور کلام اور تکوین خارج حقیقی مین ذات الہی
کے رنگ مین موجود ہین اور یہ تمام صفات باہم بہی اور اوس ذات مقدس سے بہی ممتاز ہین اور اوس ذات مقدس
مین اوسی امتیاز کے ساتہہ حاضر ہین اسی طرح ان کے اعدام متقابلہ بہی جیسے عدم العلم یعنی جہل اور عدم القدرۃ یعنی
عجز اوسی علم مین متحقق ہین اور یہ تمام اضداد اون اسماء و صفات متقابلہ کے انوار اور عکوس اور تجلیات کے ظہور کا
آئینہ ہین اور چونکہ یہ اعدام ذات قابل کے لیئے بمنزلہ مواد کے ہین اور وہ عکوس اون مواد کے حق مین صورتونکا
حکم رکہتے ہین جو مادون مین حلول کیا کرتے ہین اس لیئے ان دونون مین ایسی پکی آمیزش واقع ہوئی ہے کہ علم الہی مین
بہت سے حقایق مخلوط پیدا ہو گئے ہین اور جب قادر مختار کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ مخلوق کو موجود کرے تو اپنے
ظاہر وجود کا پرتوہ اون مخلوطون مین سے کسی مخلوط پر ڈالکر خارج مین اپنے بہت سے احوال کے ساتہہ مقید کرکے
موجود خارجی بنا دیا اور یہ خارج جو اس مخلوط خارجی کا وطن بنا ہے اوس خارج حقیقی کا ظل و عکس ہے پس مجدد صاحب
کے نزدیک تمام کائنات مین امر مشترک اور تمام کائنات کے حقایق اصلی کی حقیقت وہی مخلوطہاے ثمانیہ ہین
عدم علم و عدم قدرت وغیرہ اور اون مین جو امور غیر مشترک ہین یعنی وہ چیزین جو ہر ایک کے ساتہہ مختص ہوکر پائی
جاتی ہین اس وجود کے خاص خاص پرتوے ہین جو احوال مختلف کے ساتہہ مقید ہو گئے ہین اور انہین کی وجہ سے
خاص خاص احکام و آثار موجودات مین پائی جاتی ہین اور جتنے نقصانات اور شرارتین کل اشیا مین موجود ہین
اعدام کے سبب سے پیدا ہوئی ہین جو حقایق مخلوط کے لیئے بمنزلہ مواد کے ہین اور جتنی نیکیان اور کمالات
مین ہین وہ صفات ثمانیہ الہی اور وجود الہی کے عکوس کی وجہ سے پیدا ہوئی ہین خلاصہ یہ ہے کہ تمام کائنات
رجوع اوسی ذات مقدس کی جانب ہے اور وہی اللہ سب کا خالق ہے اور اس مطلب پر توحید کا یہ کلام شاہد ہے

مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ جو تجھکو بھلائی پہونچے وہ اللہ کی طرف
ہے اور جو تجھکو برائی پہونچے وہ تیری جان کی طرف سے ہے پس مجدد صاحب کے نزدیک موجود حقیقی وجود اصلی کے
ساتھ خارج حقیقی مین ایک ہی ذات ہے اور ہرگز کوئی اس وجود مین اوس کا شریک نہین اور سہیم واقع مین کوئی غیر
اوسکا نہ عین ہے نہ اوس سے مستحق ہے اور وجود کائنات خارج مین نہ ہوا علم مین ہر عکس اوسکی صفت کے ساتھ اوسی
کے وجود اور کمالات کا پرتو ہے مثلاً علم کائنات اوسی ذات باری کے علم کا پرتو ہے اور یہ وہ عکس ہے جو
جہل مین کہ علم کی ضد ہے منعکس ہوا تھا اسی طرح قدرت کائنات اوسی ذات پاک کی قدرت کا عکس ہے جو عدم
قدرت یعنی عجز مین منعکس ہوا تھا اسی طرح وجود کائنات عکس ہے اوسی ذات پاک کے وجود کا آئینہ عدم مین کہ وجود
کا مقابل ہے منعکس ہوا تھا فرق اسقدر ہے کہ جناب مجدد صاحب کے نزدیک شے کا عکس حقیقت مین اوس
شے کا عین نہین ہوتا بلکہ صرف مثال ہے چنانچہ اونہون نے اپنے مکاتیب مین اس مضمون کی تصریح کردی ہے
اور صوفیہ وجودیہ کے نزدیک وجود حقیقی ایک سے زیادہ نہین لیکن اوس ایک وجود حقیقی کو اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ
مختص نہین سمجھتے بلکہ اوسی وجود کے ساتھ کائنات کے موجود ہونے کے بھی قائل ہین اور یہ لوگ بھی موجودات عالم کو
ذات وصفات الہی کے عکوس جانتے ہین لیکن عاکس اور ذی عکس کو متحد قرار دیتے ہین پس فرق دونون مذہبون مین
عکس کو اصل پر حمل کرنے اور نہ کرنے مین ہے اور یہ نزاع حقیقی ہے نہ لفظی تطبیق ان مذاہب کی نہین ہوسکتی اگرچہ شاہ
ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح نے ان دونو مسئلون مین مطابقت کی ہے اور جب سید یحیی بہاری نے اس
تطبیق پر انکار کیا اور ایک رسالہ مین اس بات کو لکھا تو شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی نے سید یحیی کے رد مین ایک
بسیط کتاب تصنیف کی نام اوسکا دفع الباطل ہے شاہ صاحب موصوف نے اس کتاب مین دونون مذہبون
مین تطبیق دینے کی کوشش کی ہے گو اس تطبیق کی ضرورت نہین اس لئے کہ یہ دونون مسلک مستند [illegible]
ہوئے ہین یعنی ایسی چیزون مین موافقت ثابت کرنا تکلف سے خالی نہین مگر اس تطبیق مین ایک عمدہ مصلحت ہے اور
وہ یہ کہ دو عظیم الشان جماعتون مین اس سے مصالحت پیدا ہوتی ہے مرزا مظہر صاحب نے رسالہ سید یحیی کی تغلیط
مین ایسا ہی کہا اور بعض علما یہ کہتے ہین کہ اس تطبیق سے کوئی عمدہ نتیجہ نہین نکلتا ہے اس لئے کہ شرع ان دونون کے
ذکر سے ساکت ہے پس مسکوت عنہ مین خوض وفکر کرنا بے سود ہے۔ غلام یحیی بہاری نے اپنے رسالہ مین کیا
خوب لکھا ہے کہ یہ مسئلہ عقائد دینیہ ضروریہ مین سے نہین ہے جس پر بناے اسلام وایمان ہو اور نہ ایسے مسائل
فرعیات مین سے ہے جس پر عمل کی صحت اور بخشش کا دار ومدار موقوف ہو بلکہ اصل مین تعلق ان دونو مسئلون کا
اوس کیفیت کے ساتھ ہے جو حادث کو قدیم کے ساتھ ہے ظاہر قرآن وسنت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام عالم
حادث ہے اور اللہ تعالیٰ اوسکا صانع وقدیم ہے اور اس بات کی تصریح قرآن وحدیث مین نہین کہ ان دونون

صانع و مصنوع مین علاقہ عینیت و رابطہ اتحاد ذاتی متحقق ہے یا دونون مین بالکل غیریت اور مباینت کلی ہو تو اسی وجہ سے بزرگان سلف اور ائمہ امت نے بھی اس باب مین کوئی کلام نہین کیا اگرچہ یہ دونون مسئلے بطریق رموز و اشارات کے کلام شارع سے مستنبط ہو سکتے ہین چنانچہ حضرات صوفیہ وجودیہ نے اپنے کشف و شہود کی تائید مین مسئلہ وحدت وجود کا مدار اسطرح کی آیۃ الا انہ بکل شئی محیط پر ٹھہرایا ہو وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے ایضا کل شئی ھالک الا وجھہ ہر چیز سوا ذات باری کے فنا ہے لبید کا قول ہے ؎ الا کل شئی ما خلا اللہ باطل خبردار ہو جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ باطل ہے اور ابو ہریرہ سے احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان محمد کی اوس کے ہاتھ مین ہے کہ اگر تم ایک رسی زمین کی طرف چھوڑو تو وہ ربی تعالی پر جا پڑے دوسری حدیث ہے ان احدکم اذا قام الی الصلوۃ فانما یناجی ربہ وان ربہ بینہ وبین القبلۃ فلا یبزقن احدکم قبل قبلتہ رواہ البخاری عن انس یعنی جسوقت تم مین سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور تحقیق اوسکا پروردگار اوس کے اور قبلہ کے درمیان مین موجود ہوتا ہے اس لیے تم مین سے کسی شخص کو اپنے قبلہ کی طرف نہ تھوکنا چاہئے بلکہ علماے ظاہر نے انہین اشارات کو مقلوب کرکے صوفیہ کو الزام دیا ہے اور کہا ہے کہ کل شئی محیط سے یہ ظاہر اس بات پر کہ اللہ تعالی اور مخلوق مین مغایرت ہے اس لیے کہ محیط اور محاط یعنی گھیرنیوالی اور گھیری ہوئی چیز مین غیریت ہوتی ہے اور کل شئی ھالک سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز زمانہ آیندہ مین فنا ہونیوالی ہے نہ یہ کہ فی الحال فنا ہے جیساکہ اس آیت مین ہے کل نفس ذائقۃ الموت یعنی ہر جی موت کا مزہ زمانہ آیندہ مین چکھنے والا ہے اگر الفاظ کل شئی ھالک سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر شئے فی الحال فنا ہے تو یہان یون ارشاد الہی ہونا چاہئے کہ ہر جی موت کا مزہ چکھ چکا ہے اس مطلب پر اور بھی بہت سی آیات دلیل ہین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے وانجینا موسی ومن معہ اجمعین ہمنے موسی کو اور جو لوگ تھے اون کے ساتھ سب کو بچا دیا اس سے ظاہر ہے کہ تمام چیزین فی الحال ہالک نہین ہین اگر فی الحال ہالک ہوتین تو موسی اور اون کے ساتھیون کو نجات دینے کے کیا معنی ہوتے اور دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتا ہے ولقد اھلکنا القرون من قبلکم ہم ہلاک کر چکے ہین قرنون کو تم سے پہلے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مخاطبین اور جو بالفعل موجود ہین وہ ہالک نہین ہین جو ان سے قبل تھے وہی ہلاک ہو گئے تھے پس ہر شئے کا فی الحال ہالک ہونا ثابت نہین اور یہ استدلال باطل ہوا کہ ذات باری کے سوا ہر شئے ہالک ہے اور لبید کے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہر اک عبادت جو سوا ذات باری تعالی کے ہے وہ عبث اور بیفائدہ ہے نہ یہ کہ ہر اک کی ذات ناچیز اور معدوم ہے اور دلیل اسپر یہہ قول الہی ہے ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ اے رب ہمارے تونے یہ باطل نہین بنایا۔ پس اگر ہر چیز باطل ہوتی تو یون نہین وارد ہوتا یہ کلام الہی

بتاتا ہے کہ مخلوق مین سے کوئی چیز باطل نہین - اور حدیث مین جو ہے کہ رسی اللہ پر گرے اس سے بھی خوب سمجھا جاتا ہے
کہ گرنے والی چیز رسی ہے اور وہ اللہ کی ذات پاک سے مغائر ہے تو معلوم ہوا کہ اشیا ذات الہی کی عین نہین ہین -
یہ جو حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی قبلہ کے اور نمازی کے درمیان مین ہے یعنی اوسکے منہ کے سامنے موجود ہے - اس سے
بھی توحید وجودی ثابت نہین ہوتی اس لئے کہ توحید وجودی تو اس بات کو چاہتی ہے کہ ہر جانب آگے بھی پیچھے بھی
اوپر بھی تلے بھی اللہ ہی اللہ ہے - منہ کے سامنے ہونے کی خصوصیت نہین - خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کہ یہ اشارات
ان کے مدعا کو صراحۃً ثابت نہین کر سکتے تو اسی وجہ سے انکو عقائد دینی اور مسائل ضروری اصولی مین سے نہین شمار
کرتے تو اب یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ مسئلہ اولیاء اللہ کے مکاشفات مین سے ہین کہ بعض اولیاء کو توا ثنای سیر و سلوک اور عرفان
مراتب ملک و ملکوت اور امتیاز مدارج لاہوت و ناسوت مین وحدت وجود مکشوف ہوئی اور بعض کو وحدت شہود مشہود ہوئی
اور اس کی صورت یہ ہے کہ ولی کو نور مشاہدہ سر سے پاؤن تک گھیرے اور اس طرح پورا استغراق پیدا ہو دے کہ سوا نور
حق کے اپنے آپ کو اور اپنے غیر کو کچھ نہ پائے وہی ایک نور حق پاوے اس نسبت مین اگر حق تعالی کے احاطے اور معیت کے
شہود کے غلبہ کے سبب اشیاء کو عین حق پاے تو یہ توحید وجودی ہے اور جو اشیاء کو گم کر دیا اور اون کے سوا جمال
ذوالجلال کا مشاہدہ حاصل کیا اور اشیاء کو نظر سے گرا دیا تو توحید شہودی ہے - محققین علماے صوفیہ وجودیہ نے مسئلہ
وحدت وجود کو کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے کہ کسی طرح شرع کی مخالفت نہین رہتی اس لئے کہ وجود مطلق کو جو عین ذات حق
قرار دیتے ہین اوس کے مراتب ثابت کرتے ہین کسی مرتبہ مین واجب ہے اور کسی مرتبہ مین ممکن اور حادث اور قدیم اور
مجرد اور مادی اور مومن اور کافر اور سگ اور خوک ہے اور اوس وجود کی ذات ان سب قیدون سے بری ہے کوئی
نقصان اوسمین نہین جیسے جسم کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اک جوہر ہے جو طول - عرض - عمق تینون چیزین رکھتا ہے پھر
حقیقت سگ و خوک مین کسی طرح نجس نہین ہو سکتی اسی لئے کہا ہے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ؛ گر فرق مراتب
نکنی زندیقی ؛ مناسب یہ ہے کہ اگر مخاطب عامی آدمی ہو اور مراتب کا فرق کرنیکی قدرت نہ رکھتا ہو تو اوسکے سامنے
یہ مسئلہ بیان نہ کرے کہ الحاد و زندقیت کا موجب ہے چنانچہ بخاری نے کتاب العلم کے باب الذی خص بالعلم قوما دون
قوم مین انس رض سے روایت کی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و معاذ ردیفہ علی الرحل قال یا معاذ قال
لبیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سعدیک قال یا معاذ قال لبیک رسول اللہ و سعدیک
قال یا معاذ قال لبیک و سعدیک ثلثا قال ما من احد یشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ
صدقا من قلبہ حرمہ اللہ علی النار قال یا رسول اللہ افلا اخبر بہ الناس فیستبشروا قال اذاً
یتکلوا - ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر معاذ بیٹھے ہوے تھے آپ نے فرمایا اے معاذ اونہون
نے جواب دیا یا رسول اللہ حاضر ہون اسی طرح تین بار سوال و جواب ہوے اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے

اس بات کی گواہی دے کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے رسول ہین اور یہ گواہی سچی دل سے دی ہی تو اللہ اوسکو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ معاذ نے عرض کی یارسول اللہ کیا مین اس بات کی لوگون کو خبر کردون تاکہ وہ خوش ہون آپ نے فرمایا ایسا نکرنا کیونکہ پھر وہ اسی قدر پر بیغم ہو جائینگے۔ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اولیاے سلف نے ان مسائل کا صراحۃً کہین ذکر نہین کیا ہے ہان اشارۃً وکنایۃً بعض کے کلام سے سمجھی جاتی ہین مگر سارے سلف اور ائمہ سلوک قول وحدت شہود پر گذرے ہین اور کتاب و سنت بھی اسی بات پر منطبق ہوتے ہین اگرچہ بطریق اشارۃ النص ہو جسنے اس مسئلہ مین خوض کیا ہے اور اقوال اہل باطن پر اطلاع پائی ہی وہ اسی طرف گیا ہے سید غلام علی آزاد بلگرامی نے مظہر البرکات مین دو تمثیلین ان دونون مذہب وحدت وجود و شہود کیواسطے ذکر کی ہین وہ یہ ہین ؎

قال اهل الشهود تمثیلا　　قال اهل القلوب تسهیلا

جو لوگ توحید شہودی کے قائل ہین اونہون نے بطور تمثیل کے کہا ہی اور اہل دل نے سہولت کی راہ سے کہا ہے -

ان ذالکبریاء والقدم　　لیس من جنس هذه النسم

تحقیق خداے تعالیٰ جو صاحب بزرگی اور قدم کا ہی　　اس مخلوق کی جنس مین سے نہین ہے -

سالک سائر الی الله　　صادح طائر الی الله

سالک چلنے والا ہے طرف اللہ کی　　بہت بولنیوالا اللہ کی طرف اوڑنیوالا ہے

ینجلی فی جماله الاعلیٰ　　یتجلی فی مثاله الاعلیٰ

مٹ جاتا ہی اوس کے جمال مین کہ بہت بڑا ہی　　روشن ہوتا ہے اوسکی مثال مین کہ بہت بلند ہے

فیری انه هو الله　　و یری لیس ثم الا هو

بس وہ اپنے آپ کو یہ دیکھتا ہے کہ اللہ ہے　　اور دیکھتا ہے کہ نہین ہے وہان مگر وہی

الحدید الخضیب بالنار　　مقتبس صبغة من الساری

ایسا لوہا کہ آگ سے رنگین ہے　　رات کے چلنے والے سے رنگ حاصل کرنیوالا ہے

ان یقل انی انا النار　　فهو فی الادعاء مختار

اگر یہ کہتا ہی کہ مین آگ ہون　　تو وہ اپنے اس دعوی مین مختار ہی

لکن النار غیر ذی الخضب　　ما لرب السماء والترب

لیکن آگ اوس رنگین لوہی سے غیر ہی۔ آگ اور خاک کے درمیان کوئی واسطہ نہین یعنی ان دونون مین کوئی مناسبت نہین -

قال اهل الوجود تدقیقا　　فال اهل الصفاء تحقیقا

اور جو صوفیہ توحید وجودی کے قائل ہین اونہون نے بطور تدقیق کے کہا ہے ؛ اور ان اہل صفا نے تحقیق کی رو سے کہا ہے

انما الله واحد قهار　　لیس فی الدار غیره دیار

اللہ یکتا اور قہار ہے　　اوسکے سوا امکان مین کوئی آباد کرنے والا نہین۔

ماسوی الله عینه ابدا　　لا نری غیر ذاته احدا

جو کچھ اوسکے سوا ہے وہ سب ہمیشہ اوسکا عین ہے　　اوسکی ذات کے سوا ہم کسی کو نہین دیکھتے

انما الله خضم مواج　　والوری کالمیاه کالامواج

اللہ ایک موج مارنے والا دریا ہے　　اور مخلوقات جتنی ہین یہ سب اسی دریا کی موجین ہین

فالوری من شئون جلوته　　والبرایا شعاع جذوته

مخلوقات اوسکی تجلیات کے احوال ہین　　اور خلائق اوسکے انگارے کی شعاعین ہین۔

اسمعوا المذهبین من آزاد　　واحفظوا ما روی من آزاد

آزاد سے توحید شہودی وجودی کے مذہب سن لو　　اور یاد رکھو جو کچھ راستی سے روایت کی۔

پھر آزاد نے ایک تمثیل اپنی طبیعت سے نکالی ہے۔

قال صوفیة من الفقراء　　عمدة انما عدین فی الخضرا

اہل تصوف نے فقرا مین سے کہا ہے　　جو آسمان مین عمدہ طور پر چڑھنے والے ہین

انما الخلق مظهر الباری　　هو فی کل جزئه ساری

خلق اللہ کا مظہر ہے یعنی اللہ نے مخلوقات مین ظہور کیا ہے ؛ اور اللہ مخلوق کے ہر جزو مین سرایت کیا ہے

انا القیت فیه تمثیلا　　للصراط الدقیق تسهیلا

مین نے اوسمین ایک تمثیل پائی ہے　　جو اوس باریک سڑک کے آسانی کرنے والی ہے۔

البصر وا واحدا من الاحاد　　انه خارج من الاعداد

اکائیون مین سے ایک اکائی کو دیکھو　　کہ تحقیق وہ اعداد مین سے خارج ہے۔ **فائدہ**

بعض محاسبین نے عدد کی تعریف مین لکھا ہے کہ وہ ایک کمیت ہے جو عدد واحد اور اوس چیز پر اطلاق کیا جاتا ہے جو اوس عدد سے مرکب ہووے پس اس تعریف کے مطابق واحد بھی تعریف عدد مین داخل ہوا اور بعض محاسبین نے ذکر کیا ہے کہ عدد وہ ہے جو اپنی دونون طرف یعنی اپنے اوپر کے عدد اور اپنے نیچے کے عدد کے مجموعہ کا نصف ہو مثلا خیال کرو کہ چار کے عدد کے اوپر پانچ کا عدد ہے اور اوسکے نیچے تین کا عدد ہے

مجموعہ دو نون طرف کا آٹھ ہے اور نصف اسکا چار ہے پس اس تعریف کے مطابق وہ
تعریف عدد سے خارج ہے اس لیے کہ اوسکی طرف بالا مین دو کا عدد ہے اور اوسکی طرف زیرین مین کوئی نہین
کبھی اس وجہ سے بھی تعریف مین تکلف کرلیتے ہین تاکہ واحد بھی عدد مین داخل رہے اور اوس تکلف کی صورت یہ ہے
کہ اطراف سے تمام تر مراد لیتے ہین تاکہ عدد صحیح اور کسر اور دونون کے مخلوط کو شامل ہو اس صورت مین واحد تعریف
عدد مین داخل رہتا ہے اسلیئے کہ ایک کنارہ اوسکا نصف ہے اور دوسرا کنارہ ڈیڑھ اور نصف ہے اور ان دونون
کناروں کا مجموعہ دو ہے اور دو کا آدھا ایک ہوتا ہے صاحب خلاصۃ الحساب لکہتا ہے کہ حق یہ ہے کہ واحد عدد مین داخل
نہین گو اوس سے اعداد مرکب ہوتے ہین جیسا کہ جزو لا یتجزیٰ بذاتہ جسم نہین ہے اجسام اوس سے مرکب ہوتے ہین مگر اونھون
نے شاید کوئی دلیل اپنے دعوے پر پائی ہو مگر علم حساب کے مسائل یہ دلالت کرتے ہین کہ واحد عدد مین داخل ہے اسلیے کہ تمام
مسائل مین واحد دوسرے اعداد کا شریک ہے گو بعض مین نہین مثلاً نسبت چار گانہ اور ضرب۔

وھو فی کل من موجود	وھو فی کل من مشہود

اور واحد اون تمام اعداد مین موجود ہے اسلیے کہ سب اوس سے بنتے ہین اور وہ اون تمام اعداد مین دکھتا ہے۔

فکذا اللہ خالق الاشیاء	حاضر فی السماء و الغبراء
یہی حال اللہ تعالیٰ کا ہے	وہ موجود ہے آسمان اور زمین مین
وھو ربٌّ علا عن الامکان	لیس من جنس ھذہ الاکوان
اور وہ رب ہے کہ مبرا ہے امکان سے	اس مخلوق کی جنس مین سے نہین ہے۔
رب آزاد راکع سجاد	رب فاجعلہ واحد الاحاد
اے اللہ آزاد رکوع اور سجدہ کرنیوالے	اور رب آزاد کو برگزیدہ کرے
بالنبی الکریم من عدنان	وباولادہ ذوی الاحسان
نبی کریم کے طفیل سے جو عدنان کی اولاد مین سے ہین	اور اونکی اولاد کے طفیل سے جو صاحب احسان ہین

فائدہ عدنان حضرت اسمٰعیل کی اولاد مین سے ہین اور آنحضرت کا نسب عدنان تک بلا خلاف ثابت ہے اور عدنان
سے آگے حضرت آدم تک کتاب الانساب ابن جوزی سے حاشیہ روضۃ الاحباب مین تیس شخصون تک ذکر کیے ہین مگر
علما کے قول کے مخالف ہے اعتماد کے قابل نہین اور عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک چالیس آدمی کا واسطہ ہے اور بعض کے
نزدیک سات کا اور بعض کے نزدیک تیس کا اور پھر انمین بھی اشخاص مختلط ہین الفاظ متغیر ہین اب ہم ایک ایسی تقریر
کرتے ہین جس سے اس مسئلہ کی حقیقت اور اس نزاع کی کیفیت بخوبی کھلجائیگی اور معلوم ہو جائے گا کہ جس نے جو مذہب
اختیار کیا ہے وہ قابل معذوری کے ہے جب عارف کی نظر مین اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سوا کچھ نہ آئے تو یہ دید وحدت ہے

اور اگر کبھی وجود اشیا ہی نمودار ہوتا ہے تو یہ ایسا ہے جیسے کوئی خواب مین کچھہ دیکھتا ہے اور پھر جو بیدار ہوا
تو بیداری مین وجود اون صور منامیہ کو ملاحظہ کرتا ہے پس عین اس لحاظ مین یہ بات جان لیتا ہے کہ اون چیزکو
تحقق خارجی حاصل نہین شہود کثرت و حدت کے اندر ایسے ہی ہوتا ہے صاحب لمعات نے کہا ہے الحقیقۃ کالقلم فی
یعنی جہان انگلی رکھو وہین اوسکا ہیچون بیچ ہے پس جسپر ایک صفت پورے طور پر منکشف ہوئی اوسکے ضمن مین
اوسکو عرفان ساری صفات کا حاصل ہوگیا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ عالم کا وجود بمنزلے اعداد کے ہے
کہ محاسب ایک عدد کو دوسرے مین ضرب دیکر آحاد و عشرات و مآت والوف وغیرہ بناتا ہے اور احکام صادقہ
نفس الامریہ ان مراتب مشار الیہا مین سے ہر مرتبہ اوس کے ذہن مین تحقق ہوتے ہین اور فرد متمیز عن الآخر
کے لئے ایک خاص وجود وہان ثابت ہے حالانکہ ان تمام اعداد و احکام کے لئے ذہن محاسب سے خارج مین کوئی نام
و نشان نہین اسیطرح علم الہی نے اس عالم کی صورتون کو تکثیر و توفیر عطا کی ہے اور ہر عالم کے ہر ہر فرد اپنے اپنے
احکام و خواص کے ساتھہ اسمین پاے جانے مین متمثل ہوئی ہے اور وجود خارجی انکو نہین ملا ہے اور باوجود اسکے
اون کے صدق احکام کو اون کے خارج مین نہ موجود ہونے کے ساتھہ کوئی منافات نہین اور اس سے بہی صاف
طور پر یون سنو کہ ہم اپنے خیال مین ایک بڑے سے درخت کے تخم کی صورت باندہتے ہین اور جو کچھہ اوس درخت مین
قابلیت شاخون اور پہولون اور پتون وپہلون کی ہے سب کو یکجائی طور پر اوسمین متصور کرین پہر اپنے خیال مین اون
شاخون وغیرہ کو آگے پیچھے بار بار ظہور بخشین یہان تک کہ پورا درخت مرتب ہوجاے پس دونون مرتبے اوس شجر کے
کہ ایک اوسکا اجمال ہے کہ اوس کے تخم ہونیکے مرتبہ مین تہا اور دوسری اسکی تفصیل کہ موافق اوس قابلیت کے
ظہور پکڑا اسوا خیال کے دوسری جگہہ نہین ہونگی اس بنا پر حقایق عالم کو وجہ اول کے موجب صور معلومہ کہتے ہین
اور دوسری وجہ کی رعایت سے وجود خارجی اوسکا مقرر رکہتے ہین اور یہ دونون باتین علم مین ہین پس یہ جو کہا ہے
الاعیان ماشمت رائحۃ الوجود نہایت صحیح ہے اور یہ جو کہتے ہین کہ عالم کا وجود خارجی ہی ہے یہہ بہی درست ہے اسی وجہ
سے جسکو معنی مذکور مشہود ہوے اوس نے اپنی ہستی کو محض مضمحل پایا چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ چالیس برس سے
اپنے آپ کو ڈہونڈہتا ہون مگر نہین پاتا ہون اور جسکو یہہ معنی مشاہدہ نہ ہوے وہ اپنی ہستی موہوم کی قید مین مبتلا ہا
اور اپنی جان کو موجود سمجہا اور باوصف اسکے یہ بخوبی جانتا ہے کہ زمانہ آیندہ مین مجھے فنا ہونا ہے اور یہ خطا ہے کہ دل پر
پردہ پڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو مآل دونون کا ایک معلوم ہوتا ہے اور وحدت کی
حقیقت مین کوئی خلاف نہین اس لئے کہ توحید وجودی کا حاصل یہ ہے کہ شہود مین بہی غیر نہ معلوم ہو اور یہ حالت
مشاہدہ کی دائمی ہوجاے اور توحید شہودی کا بہی یہی کمال ہے کہ وجود مین مشاہدہ کثرت اعتباریہ کا شہود مین خلل انداز
نہو جب تک یہ حالت پیدا نہو دونون توحید کا قائل حقیقت کو ان کی نہین پہونچا ہے۔ محققین کہتے ہین کہ وحدت

وجود مین کونسا شک ہے اسلئے کہ وجود معنی واحد ہے اور اشتراک لفظ وجود مین معنوی ہے نہ لفظی اور حقائق اور وجود کی مغائرت
مین کیا شبہ ہو کہ ماہیت اور چیز ہے اور وجود دوسری چیز اگر وجود ماہیت ممکن کا عین ہو تو ممکن واجب ہو جائے اور
اگر ممکن حقیقت وجود کا عین ہو تو واجب ممکن ہو جاے اور حقائق ممکنہ صوفیہ صافیہ کے نزدیک معانی عدمی ہین اور
عدم وجود سے غیر ہے اور یہی حیثیت غیریت کی ممکنات کے ظہور اور امتیاز کا باعث ہوتی ہے جسطرح جسے کہ عینیت اور
اتحاد کی وجہ سے موجودات موجود ہوے ہین پس اکابر صوفیہ جو ان دونون حیثیتون سے واقف ہین اونہون نے
اپنے اپنے وقت کے آدمیون کی استعداد کے موافق حقیقت کو بیان کیا ہے۔ شیخ اکبر نے جو دیکھا کہ ہمارے عہد کے لوگ
دوئی مین گرفتار ہین اور خالق و مخلوق مین نسبت عمارت اور معمار کی اور آبخورے و کمہار کی ثابت کرتے ہین اور ممکن کے
وجود کو مستقل اور جدا واجب کے وجود سے جانتے ہین اور اسوجہ سے اللہ تعالی کے ساتھ قرب و نسبت اور ولایت کا معاملہ
بالکل مفقود ہوا جاتا ہے اس لئے شیخ اکبر نے عینیت کے اسرار کو بیان کیا اور دوئی اور مغائرت کی بات کو نظرون سے
چھپا دیا تاکہ ظاہر بینون کو باطن کی طرف توجہ ہو اور حقیقت پر رجوع کرین اور حضرت علاؤ الدین سمنانی و شیخ احمد
سرہندی مجدد الف ثانی نے جو اپنے زمانہ مین یہ دیکھا کہ نسبت عینیہ انپر غالب ہے اور زیادہ جاہل لوگ حال کو
چھوڑ کر قال پر اکتفا کرتے ہین اور عبد و معبود اور حلال و حرام مین انکو فرق نہین رہا ہے اور اللہ تعالی کے وجود کو مثل وجود
کلی طبعی کے افراد مین موجود جانتے ہین اس لئے ان بزرگون نے اثنینیت اور دوئی کی نسبت کو بیان کیا تاکہ
یہ لوگ تشبیہ کو چھوڑ کر تنزیہ کی طرف مائل ہون اور پھر نسبت مجہولۃ الکیفیت کو حاصل کرین جب خواجہ محمد ناصر دہلوی کا
عہد ہوا اور دونون نسبتون کی قوت کمال کو اسوقت تک پہونچ چکی تھی اور توحید وجودی و شہودی کی طرفداری مین
گروہ آدمیون کے موجود تھے اور ایک کا حال دوسرے کو معلوم نہ تھا اس لئے انہون نے لواے محمدی کو بلند کیا اور
توحید مطلق کو بیان کرنے لگے اور لفظ وجود و شہود کو جو صوفیون نے نکالے تھے بالکل دور کر دیا اور
بیان کیا کہ فاعل حقیقی جامع تمام صفات ذاتی و فعلی کا وہی ہے حیات و موت نفع و ضرر عزت و ذلت عفو و قہر
قبض و بسط خلق و رزق وغیرہ کا مالک اوس کے سوا کوئی نہین تمام عالم کے اندر اوسی کو حول و قوت حاصل ہے
لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور اپنا اور تمام جہان کے وجود کو اوس کے وجود باقی و دائم کے مقابلے مین محو اور فانی
جاننا چاہیئے اور سب سے قطع تعلق کر کے اوسی کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے توحید محمدی اور دعوت نبوی اسی کی طرف ہے
پس جن کے مزاجون پر خلقیت و امکانیت غالب ہے اونکا معالجہ سواے توحید وجودی اور فانی فی اللہ کرنے کے
نہین اور جن کے مزاج پر حقیت و الوہیت نے غلبہ کیا ہے اور ادب کے دائرہ سے پاؤن انکا بڑھا دیا ہے انکا علاج
مراتب امتیاز کے اظہار کے سوا کہ یہی توحید شہودی کا مقصود ہے ممکن نہین انکو ہوش مین لاکر باقی باللہ کرنا چاہیے
جو لوگ ان دونون کوچون سے ناواقف ہین اونہون نے دونون گروہ کے حاصل کلام کو بغیر سمجھے افراط و تفریط

سے کام لیا اور آپس مین جھگڑے کرنے لگے دانشمند اور حقایق منزل کا عارف وہی ہی کہ ان جھگڑون کو چھوڑ کر عینیت
اور اثنینیت کے امر اعتباری پر خیال نہ کرے اور ان غیبی باتون اور مخفی حقیقتون کو علم الہی کے سپرد کردے کہ یہی راہ
راست ہے **فائدہ** توحید وجودی و توحید شہودی مین نسبت تضاد کی ہے۔ صوفیہ وجودی کہتے ہین کہ حق تعالیٰ
اور عالم مین عینیت حقیقی اور غیریت مجازی ہے جیسے دریا اور حباب کا حال ہے کہ ظاہر مین دونون جدا جدا ہین اور
حقیقت مین ایک ہین اور صوفیہ شہودیہ کہتے ہین کہ حق تعالیٰ اور عالم مین غیریت حقیقی ہے اور عینیت مجازی جیسے آگ
اور لوہا کہ جب گرم ہو کر سرخ مثل آگ کے ہو جاتا ہے تو عین آتش معلوم ہوتا ہے حالانکہ دونون جدا جدا ہین اسیطرح
جب بندہ تجلیات الہی مین مستغرق ہو جاتا ہے تو حباب اور دریا کا ساحل ہو جاتا ہے اور جب افاقہ مین آتا ہے
تو اپنی عبودیت کا اقرار کرتا ہے۔ اور مخدوم صاحب میلاپوری نے کہ ۱۳ رجب ۱۱۹۶ھ ہجری مین انتقال کیا ہی
یہ راے ظاہر کی ہے کہ حق تعالیٰ اور عالم مین باہم عینیت بھی حقیقی ہے اور غیریت بھی حقیقی ہی اور یہ تیسرا قول ہے
کہ انہون نے پیدا کیا ہے۔

تنبیہ۔ خدا کا طالب وہ ہے کہ اگر اوسے یہ معلوم ہو کہ حق دوسری طرف ہی اور مین اب تلک غلطی پر تہا تو اوسے
فوراً قبول کرنے اور دوسرون کو بھی وہی بات بتائی جو اوسکو صحیح معلوم ہو اگر وہ قبول نہ کرے تو دو ایکبار یہ کہسکر
کہ مجھکو تو ایسا ہی تحقیق تہا خاموش ہو رہے اور نزاع نہ کرے اگر کوئی اپنے پیر کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہے تو دوسری کو
اوس سے جھگڑا پیدا کرنا کب مناسب ہے یہ کام محبت کا ہے جسکو محبت نہین اوس سے کیا کام ہو سکتا ہے طالب
تصوف کو چاہیئے کہ جو کچھ مشایخ کرام سے سنے اوسے حسن عقیدت کے ساتھ مانے اور اپنی جان کو زور کے ساتھ اونکے
دامن سے باندہ دے اور اون کے بعضے مسائل مین جو شک و شبہہ کا خلجان پیدا ہو اوسے دور کردے اور سلوک
کے رستے مین بے دھڑک گہس جاے اگر ذرا بھی تردد کیا تو پھر تمام عمر خلجان مین پڑا رہے گا جب تقلید کے ذریعہ سے
اعتقاد مین صحت پیدا ہو جاے گی پھر رفتہ رفتہ صحت ذوق اور سلامت فطرت اوسکو زینۂ تحقیق پر چڑھا دیگا اکثر
لوگون کو دیکھا گیا ابتدا رحال مین اونکو معنی توحید کی کیفیت اور اس عقیدہ کی صحت مین بڑا تردد اور خلجان رہا
اور کسی طرح اونکو تحقیق کا رستہ نہین ملتا تہا اور خیال کرتے تہے کہ بہت سے اولیاء کرام اور اعلیٰ درجے کے
مشایخ اس عقیدہ پر بیٹھے گیا ان سب نے غلطی کی اور گمراہ رہے آخر کار ایسا ہوا کہ دونون توحید مین اول فرق
معلوم ہوا پھر ظاہر ہو گیا کہ ان مین صرف نزاع لفظی ہے پھر ان مین جمع کا طریقہ کہل گیا پھر اچھی طرح روشن ہو گیا
کہ مین کچھ نہین جو کچھ ہے خدا ہے اور مشایخ طریقت کے اقوال نے بڑی رہنمائی کی کہ ایسے سخت خلجان اور
تردد کی دلدل سے نکالدیا اور ایسا پختہ کر دیا کہ پھر کسی طرح شبہ کی گنجایش نہ رہی کیونکہ ان دونون مسلکون کی
جانبداری مین صوفیہ کے بڑے بڑے گروہ ہین جن کے تقویٰ اور صلاحیت پر گویا سب کا اتفاق ہے اور

ان دونون مشکل مسئلون کا جن کی بنا محض کشف پر ہے وہ رتبہ ہو گیا ہے کہ علماے ظاہر وارباب باطن مین سے کوئی
ایسا نہو گا جسنے انکی طرف توجہ نکی ہو اور اس باب مین کچھہ اوس سے تحریراً یا تقریراً منقول نہو۔ بعض نے یہ راے دی ہے
کہ طالب کو چاہیئے کہ کسی ایسے پیر کامل مکمل کی صحبت اختیار کرنے کی کوشش کرے جسکا ظاہر شرع کے موافق ہو اور
باطن مین اوس کے اثر ہو اوسکی خدمت مین رہکر پھر جو کچھہ تحقیق کو پہونچے اوسے اختیار کرلے اور اس سے قبل اولیاء اللہ
کے حق مین حسن ظن کا مقتضی ہے کہ حق کو دونون مسئلون مین دائر سمجھے اور اس مین کچھ مضائقہ نہین کہ اولیاء اللہ پر اعتقاد
رکھنے کی وجہ سے کسی ایک مسئلہ کو اپنا مختار بنالے مگر طعن وتشنیع دوسرے مسئلہ پر نہ کرنا چاہیئے اور نہ اپنے مشایخ کی تقلید
اوس کی ردوقدح مین کرے کیونکہ اونہون نے جو اوسکا خلاف کیا ہے وہ اسوجہ سے کیا ہے کہ اونہون نے آنکھ سے
جس طرح دیکھا ویسا ہی بیان کر دیا اور نیز اوس کی حقیقت اوسی طرح منکشف ہوئی اس لئے وہ لوگ اپنے خلاف مین
معذور ہین مگر مقلد معذور نہین حفظ ناموس صوفیہ کے لئے یہی روش نہایت بہتر ہے اسی لئے شوکانی نے ابن عربی
اور اون کی طرح کے صوفیون کی تکفیر سے چالیس برس کے بعد رجوع کیا اور میرے نزدیک سب سے بہتر یہ ہے
کہ ان مسئلون مین مطلقاً غور وخوض بھی نکرے یہی شیوہ تجدد امثال وغیرہ مین رکھے کیونکہ شرع کی طرف سے اون
کے سمجھنے کے لئے ہم مکلف نہین نہ رسول علیہ السلام نے اونکی طرف ہمکو دعوت کی ہے اور ہر ایک محقق کو چاہیے کہ عوام
کے سامنے ایسی باتین نہ کرے بلکہ اس زمانہ مین خاص آدمیون سے بھی چھپاے اور کسیکی ارباب شہود ووجود مین سے
جانبداری نہ کرے کوئی قائل ہو یا منکر کسیکو گمراہ نہ جانے اور جو کچھہ متقدمین کھ چکے ہین اون اقوال سے چشم پوشی
کرے ۔ حق تعالی کو مظاہر کونیہ مین ایسا دیکھے جس طرح صورت کو آئینہ مین دیکھتے ہین بشرطیکہ آئینہ درمیان سے
اوٹھ جاے اور وہی صورت منظور رہے اور یہ معنی فقرا کو دنیا مین میسر ہے دیکھیئے عاقبت مین کیا دکھاتے ہین ۔
طریقت کے معاملے بہت ہین جو صوفیہ عالی ہمت اور مردان طریقت کو معلوم ہین اصل سب باتون کی یہ ہے کہ تمام
اشیا کے ساتھہ حق تعالی کو دیکھے اور ایک لمحہ اس خیال کو دل سے جدا نہونے دے دست درکار و دل بیار کا یہی
مطلب ہے حق تعالی کا ذکر کرنا اور اوسکو حاضر جاننا اور اوسکی طرف متوجہ رہنا ایسی چیزین ہین کہ غفلت کی جڑ کاٹ
دیتی ہین نسبت کے صحیح ہونے اور جم جانے کی یہ علامت ہے کہ ادن حالون مین جیسے کھانا پینا غصہ اور جھگڑا کسی سے
ہمیشہ ہشیار رہے اور ذکر خدا اور توجہ حضور خدا سے ایسی چیزون کے اندر غافل نہ رہے مشایخ نے کہا ہے کہ عالم
از وست وبدوست بلکہ ہمہ اوست مگر اس طرح کہنا بہتر ہے ہمہ از وست اور یہ دل کے سمجھنے کا کام ہے زبان سے
اسکا بیان کرنا دشوار ہے اگر بیان کرین تو اوسی قدر بیان کرین جتنا شرع کے موافق ہو غور کرنے سے معلوم ہو سکتا
ہے کہ معنی از وست کے وہی حقیقت ہے جو معنی ہمہ اوست کی ہے سواے خدا کے کیا ہے کچھہ بھی نہین کان اللہ ولم یکن
شیء معہ یعنی اللہ تھا اور اوس کے ساتھہ کوئی چیز نہ تھی جو کچھہ ہوا اوسی سے ہوا وہی سب کا خالق ہے اور کوئی

چیز اوس کے ساتھ نہین **ہے** عقل در اثبات وحدت خیرہ میگردد چرا ؟ انچہ جز ہستی ست ہیچ دانچہ جز حق باطل ست ؟ غایت یہ ہے کہ اہل شریعت ماسوی اللہ کے نیستی کو زمانہ مستقبل کے حوالہ کرتے ہین اور جانتے ہین کہ تمام چیزین کبھی نہ کبھی فنا اور ہلاک ہونگی اور اہل طریقت اونکی نیستی کو اب چشم سے دیکھ رہے ہین اور اون کے نزدیک فی الحال سب فنا ہین اور حقیقت مین مآل دونون راہونکا ایک ہے اور ہر طرح توحید ثابت ہے ہمارے سامنے کسی عبارت مین بیان کرین ہم سب طرح توحید کے معنی سمجھہ لینگے ہمارے نزدیک دونون کی تقریر سے توحید ثابت ہے اگر ایک یون کہے عالم اللہ کا مخلوق ہے اور دوسرا کہے عالم اللہ کا مظہر ہے تو ان دونون عبارتون کا ایک مطلب اور ایک مآل ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ جو فائدہ اور ذوق ایسے مسائل کے سکوت مین ہے وہ کہنے مین نہین جتنا چہپائین اوتنا ہی ذوق کبرت زیادہ ہو اگر کسی کی زبان سے کبھی ایسی باتین سُننے مین آتی ہین تو غیرت یہہ چاہتی ہے کہ اسکے ہونٹہون کو سید یا جائے کہ پھر کبھی ایسی باتین بے محابانہ کرے اور واقعی بات بہی یہ ہے کہ اسکے بیان کرنے مین ہر ایک کے سامنے کیا فائدہ ہے بلکہ ہتک حرمت شرع کے سوا کوئی نتیجہ نہین نکلتا اور ہمنے جو کچھہ یہان پر لکھا ہے یہہ اوس مشرب عشق و محبت کا اثر ہے جو ہماری فطرت مین پڑا ہوا ہے ورنہ ایسے باریک اسرار علانیہ کہولنے کے قابل نہین ۔

ہمہ اوست کی تحقیق

بعضے صوفیہ کی بڑی بہاری غلطی یہ ہے کہ کہتے ہین ہمہ اوست اور پھر عبودیت اور ربوبیت کے لوازم مین بڑا فرق دیکھتے ہین اور حیرت کے دریا مین ڈوب جاتے ہین اور اس غلطی کا حل ان دو مقدمون کے سمجھہ لینے پر موقوف ہے **ایک** تو اوس سہو کے بیان پر جو صوفیہ کو اوس نسبت کے سمجھنے مین پیدا ہوتا ہے جو نسبت ممکنات مین اور ممکنات کے مبدأ یعنی نفس کلیہ مین واقع ہے **دوسرے** اوس سہو کے بیان پر موقوف ہے جو صوفیہ کو اوس نسبت کے سمجھنے مین پیدا ہوا ہے جو اس نفس کلیہ کے اور ذات صرف یعنی مبدأ المبادی کے درمیان مین واقع ہے پہلے مقدمہ کی تحقیق یون ہے کہ نفس ناطقہ انسانی یا جو کوئی نفس ہو وہ اسی نفس کلیہ کے دریا کا ایک ایک حباب ہے اور اسی کی امواج مین کی ایک ایک موج ہے اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ اہل وجدان نے اس بات کو دریافت کر لیا ہے کہ عالم مین ایک نفس ہے تمام عالم کا وہی ایک مدبر ہے جو کچھ عرش سے فرش تک ہے اوسی کے مقتضا کے موافق ہے اسکا نام نفس کلیہ رکہا ہے اور چونکہ یہ نفس افعال خاصہ کا مبدا ہے اس لئے اسے طبیعت کلیہ بہی کہتے ہین اور جس انتظام کو یہ نفس چاہتا ہے اوسکو مصلحت کلیہ کہتے ہین افلاک کے نفوس جزئی اور عناصر کے طبائع اور نفوس جزئی وحیوانی یہ سب نفس کلیہ کے لئے بمنزلے اون مزاجون کے ہین جو اعضائے بدن اور ارواح کے لئے کہ قوی کو اوٹہائے ہوئے ہین ہوا کرتے ہین اور یہ سب کچھ ایک ہی نفس مین جمع ہین یہی سب کا مدبر ہے سب خلق کو یہی ظہور مین لاتا ہے جس وقت کہ پانی ہوا ہو جاتا ہے اور ہوا پانی بن جاتی ہے تو ان دونون صورتون مین نفس کلی بدستور باقی رہتا ہے پس نفس ناطقہ بہی نفس

کلیہ ہی ہو فرق اسقدر ہے کہ نفس کلیہ نے ہیولی کی استعداد کے موافق ایک خاص طرح پر ظہور کیا ہے اوراوسے نفس ناطقہ
کہنے لگے ہین بعد اس بیان کے خیال کرو کہ ظہور ایک نسبت کا نام ہے جو درمیان ظاہر اور مظہر کے پائی جاتی ہے اور اس
نسبت ظہوری مین اور اور قسم کی نسبتون کے احکام مین بڑا فرق ہو مظہر نفوس ناطقہ ہین اور ان مین ظاہر نفس کلیہ ہو اور
ان مین جو باہم نسبت ہو وہ ظہور ہے پس ظاہر تمام وجہون سے مظہر کا عین نہین ہو جیسے نوع انسانی سارے اعتبارات سے
اپنے افراد کی عین نہین ہو نوع انسانی ہر فرد پر محمول ہے مگر ہر فرد کا عین نہین دیکھو نوع ایک فرد پر محمول ہو پس اگر
سارے وجوہ کے ساتھ اوسکے عین ہو تو لازم آتا ہے کہ یہ فرد دوسرے فرد پر محمول ہو جیسا کہ نوع اوس دوسرے فرد پر
محمول ہوا کرتی ہے اور اگر سارے اعتبارات کے ساتھ نوع فرد کے غیر ہوتی تو فرد پر انسان محمول نہین ہو سکتا اور
یہ نہین کہہ سکتے کہ فرد انسان ہو جیسا کہ ایک فرد انسانی کو حجر نہین کہہ سکتے اسی طرح حیوان نوع انسان و فرس کا سارے
اعتبارات کے ساتھ نہ عین ہے اور نہ سارے وجوہ کے ساتھ غیر ہے اسی طرح نامی حیوان اور شجر کا نہ ہر طرح عین ہے
اور نہ غیر ہے اور اسی طرح جسم اور مجرد کے ساتھ جوہر سب طرح نہ عین ہے اور نہ غیر ہے اور اسی طرح نفس کلیہ جوہر اور
عرض کا نہ سب طرح عین ہے نہ غیر ہے ہم اِس نسبت کی حقیقت کی تحقیق سے درگذر کرتے ہین تب بہی ظاہر ہے کہ
کہ کوئی بہی ان صورتون مین سے صورت لیلو تو ان مین مصداق اتحاد بہی ہے اور مصداق تغائر بہی ہے اور اس وجہ سے
دونون طرح کے احکام صادق ہوتے ہین یعنی احکام فرد و احکام نوع یا یون کہیئے کہ احکام نفس ناطقہ و احکام نفس کلیہ
صادق ہوتے ہین پس عالم کی خصوصیات کو نفس کلیہ کے ساتھ جو نسبت ہے وہ بھی ظہور ہو کہ ان تمام خصوصیات مین
وہی نفس کلیہ ظہور پذیر ہے اور عقل جو یہہ تردد کرتی ہے کہ خصوصیت نفس ناطقہ کے احکام نفس کلیہ سے غیر ہین اور یہ پوری
دلیل اِس بات کی ہے کہ دونون مین بڑا تغائر ہے سو یہہ تردد عقل کو اپنے قصور کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے اگر یہ کہا جاے
کہ اگر سب کو ایک چیز مین تعین حاصل ہو تو پہر ان کے احکام باہم مختلف کیون ہین اور اگر سب علٰحدہ علٰحدہ اصل مستقل
ہین تو نفس کلی انکی اصل کیسے قرار پا سکتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس صورت مین مقدمہ بدیہی کا انکار لازم آتا ہی
اس لئے کہ افراد اور نوع مین اور انواع اور جسم مین بہی تو یہی نسبت تسلیم کی گئی ہے اور پہر ان مین غیریت بہی ہے
اور اتحاد بہی ہے اور احکام بھی علٰحدہ علٰحدہ ہین جو جواب یہان ہے وہی وہان ہے اور اگر کہین کہ کثرت کا مبدء در اصل
ایک چیز ہے یا نہین پہلی صورت مین تو وہ اصل واحد نہین رہے گی اور دوسری صورت مین ایسی جگہہ نہین کہ جس سے
یہ کثرت آئی کیونکہ جب اسکی اصل واحد نہین تو یہ کثرت کہان سے آئی تو جواب اس اعتراض کا بہی یہی ہے کہ یہ انکار مقدمہ
بدیہی کا ہے آخر یہہ اصل واحد یعنی نفس کلی ایسا واحد نہین ہے جسکی وحدت حقیقی ہوتی ہے کہ جس مین کسی طرح کثرت کو گنجایش
نہین کیونکہ نفس کلی حضرت وحدت سے صادر ہوا ہے اور اوس جناب مقدس سے دوسرے مرتبہ مین ہے اس لئے یہ نفس
کلی اپنی کثرت کا مبدء بننے کے لئے کفایت کرتا ہے اور جبکہ اسمین اعتبارات اور تعینات لاحق ہوتے گئے تو کثرت

آگئی ہان باعتبار ذات کے واحد ہے پس وحدت اسکی حقیقی نہین جس مین کسی طرح کثرت کی گنجائش نہین ہوتی اور ناقص
عقلین کبھی توان کثرات کو ادس نفس کلی کا عین قرار دیتی ہین اور جبکہ بعضے لوازم عینیت کے نہین پاتین تو اس عقیدہ کو چھوڑ
دیتی ہین اور جب غیریت کے بعضے لوازم نہین ملتے توحیرت مین پڑ جاتی ہین عین اور غیر قرار دینے کے معاملہ مین متحیر ہوتی
ہین اور جو عقلین سلیم ہین اون کو روشن ہے کہ ان دونون مین ایسی نسبت ہے کہ اوسکو سب طرح نہ عینیت حاصل ہے
نہ غیریت اور جو کچھ خصوصیات عالم کے لوازم و احوال ہین نفس کلی ان سے مبرا ہے دیکھو چھوٹا ہونا بڑا ہونا گونگا ہونا
بہرا ہونا انسان کے افراد مین پایا جاتا ہے مگر نوع ان باتون سے ملوث نہین ہوسکتی حالانکہ باعتبار افراد کے کہتے ہین
کہ یہ باتین انسان مین ہین اور جو چیز ایسی ہو کہ وہ اطلاق کا مرتبہ رکھتی ہو اوس کے ساتھ خصوصیات کیسے چپک سکتی
ہین وہ تو مطلق ہے پس نفس کلیہ کہ اطلاق کے مرتبہ مین ہے وہ کسی خصوصیات کے ساتھ مقید نہین ہوسکتا جیسے
کسی خاص فرد کی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ نوع ہے یا کلی ہے یا مطلق ہے باوجودیکہ مطلق مقید مین موجود ہے
اور اگر نفس کلیہ کی حقیقت کو اطلاق کے مرتبہ سے بھی معرا کرکے غور کرین اس طور پر کہ سوا حقیقت نفس کلیہ کے کوئی
اور اعتبار نفی یا اثبات کا اوسکے ساتھ ملحوظ نہو جو مرتبہ لابشرط شئی کا ہے تو ایسی صورت مین نفس کلیہ مین اطلاق
اور تقیید دونون کے احکام جاری ہوسکتے ہین بغیر اس کے کہ یہ دونون مرتبے اطلاق اور تقیید کے اوسکی ذات خاص
مین کوئی اثر کرین یہان دو نکتے اور قابل جان لینے کے ہین **ایک** یہہ کہ انسان کے سوا اور بھی بہت سی نوعین
پائی جاتی ہین اور انسان کے خواص کے سوا اور بہت سے خواص پائے جاتے ہین اس لئے عقل کو معلوم ہوجاتا ہے
کہ بہت سی نوعین موجود ہین اور اون خواص کی وجہ سے ہر ایک مین فرق معلوم کرلیتے ہین اور نفس کلیہ کے سوا کوئی اور
ایسی چیز موجود نہین جس پر قیاس کرنے سے نفس کلیہ کے وجود کی صداقت ہوسکے اسلئے عقل کو کوئی موقع ایسا
نہین مل سکتا کہ نفس کلیہ کی طرف خیال دوڑاے اور اوسکی تحقیقات کی طرف توجہ ہوا اور پھر اسکے سوا نفس کلیہ
نہایت لطیف و بسیط ہے کہ اوس کی انتہا تک عقل کا پہونچنا دشوار ہے لیکن صوفیہ اپنے ذوق خاص کے ساتھ
اوسکو معلوم کرلیتے ہین کیونکہ ان بزرگون کو نفس کلیہ کے سمجھنے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہین بغیر کسی دوسری
مدد کے خود اوسکو سمجھ لیتے ہین اور وہ اون کے سامنے حاضر ہوجاتا ہے اور ایک رنگ نفس کلیہ کا ان کی عقلون پر
پڑتا ہے اور جس طرح بھینگا اپنے بھینگے پن کو کسی وجہ سے جانتا ہے اسی طرح یہہ بھی نفس کلیہ کو جان لیتے ہین دوسرا
نکتہ یہ ہے کہ فلاسفہ نے جوہر و عرض کے درمیان مین کوئی مشترک حقیقت ثابت نہین کی ہے اور نفس کلیہ کو
جنس اعلی نہین شمار کیا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اون کی عقلون کو نفس کلیہ کا حال معلوم نہوا پس ایسے آدمیونکا
قول اس معاملے مین معتبر نہین اور یہہ نہین کہہ سکتے کہ جب فلاسفہ نے اس باب مین کچھ تحقیق نہین کیا ہے
تو بے اصل بات ہے اور ہمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک ہی حقیقت ہے جسنے مختلف دو لباس پہن لئے

کہ کبھی قیام بنفسہ کے لباس مین ظہور کرتی ہے اور جوہر کہلاتی ہے اور کبھی قیام بغیرہ کے لباس مین نکلتی ہے اور عرض کے
ساتھ مسمیٰ ہوتی ہے ؎ گہے درکسوت لیلیٰ فرو شد ٭ گہے درصورت مجنون برآمد ٭ یہ اسی نفس کلیہ کی نیرنگی ہے
کہ کہین جوہر بنکر ظاہر ہوا اور کہین عرض بنکر دکہلائی دیا اور اسی کی وجہ سے عالم مثال مین عوارض جواہر کی شان پکڑ لیتے ہین
اور قوت وہم مین جواہر اسی نفس کلیہ کی بدولت عرض ہو جاتے ہین اور یہ اسی نفس کلیہ کی نیرنگی ہے کہ صورت ذہنی
موجود خارجی پر صادق آتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ جو نسبت خالق ومخلوق کے درمیان واقع ہے اوسکی نظیر عالم شہادت مین نہین ملتی نہ تو کوئی مادہ ہے
کہ جس مین خالق کا تحقق پایا جاے اور اسوجہ سے یہ سمجھ لین کہ خالق کی یہ شان ہوتی ہے اور نہ کوئی ایسی مدت ہے کہ جس سے
سابق ولاحق مین کوئی امتیاز تقدم وتاخر کی وجہ سے ہو بجز اسکے کہ جو کچھ ہے اسی کی جانب سے ہے اور وہی کل کا مبدء ہے
کوئی دوسری چیز مغایر اوسکے موجود نہین ہر چیز کو مبدء اوسکا ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے جب عقل کو بات نملی
تو کچھ مفہومات اعتباری کو صانع اور مصنوع سے موافق رسم عالم شہادت کے پیدا کر لیا اور چند اختراعی صورتین جنکے
ساتھ عقل مالوف ہے اپنی نظر کے سامنے متمثل کر لین مگر جو میدان خالق ومخلوق کے درمیان ہے وہ عقل سے طے نہوسکا
اور سمجھ مین نہ آیا کہ ان دونون مین کیا نسبت ہے اور عقل نے جسقدر القاب شاہد مین تاثیر واصدار کے لئے مقرر کئے
تھے سب خرچ کر ڈالے کبھی اوسے خالق ومجعول کہا اور کبھی صفت اسم کے ساتھ یاد کیا اور کبھی مظہر اور متنزل زبان پر لائی
مگر عقل کو کسیکی تفصیل اور اصلی حالت تو معلوم نہوئی بلکہ ہر ایک کا دہان سے ایک نقلی ثبوت پایا اس لیے عقل اس میدان
سے پریشان اور ناکام ہو کر لوٹ گئی پس ابداع یعنی ایجاد کے مسئلہ مین تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک نسبت ہے جسکے باب مین
اس بات کا تو علم ہے کہ خالق ومخلوق مین واقع ہے مگر یہ معلوم نہین کہ وہ کیا چیز ہے نہ سارے وجود کے ساتھ ظاہر
ہے اور نہ غیر ظاہر ہے پس اہل وجدان یعنی صوفیہ کی ایک قوم نے جو اپنی نظر کو دوڑایا تو اونھین نفس کلیہ نظر آیا
اور اوسکا اونھون نے وجود نام رکھا مگر اونھون نے اوسکو ایسا بسیط ولطیف پایا کہ عقل مین اوسکی سمائی ممکن نتھی
اس لئے اسی کو واجب الوجود خیال کرنے لگے اور جو کچھ بساطت ولطافت انکو پہونچی تھی اوس سب کو اس وجود کے لئے
انھون نے ثابت کیا اور اس بات کے سمجھنے مین بہت پھنسے رہے اور منشا اس غلطی کا یہ ہے کہ یہ لوگ نفس کلیہ تک
جا کر رک گئے اور اوسکو واجب الوجود سمجھ لیا اور انھون نے نفس کلیہ کی کسی وجہ پر اکتفا کر لی کنہ کو نہ پہونچے اگر کنہ کو
نہ پہونچتے تو یہ غلطی نہ کرتے کہ اوسے مبدء المبادی اور واجب الوجود سمجھ لیتے اور دوسری جماعت صوفیہ کی جو
تحقیق مین جماعت اول سے بڑی ہوئی تھی وہ نفس کلیہ سے بھی نکل گئی اور اونھون نے ذات صرف کو اول الاوائل
جانا اور سمجھ لیا کہ نفس کلیہ اوس ذات صرف سے صادر ہوا ہے اور یہ صادر اول ہے اور تمام موجودات کی ہیکلون
پر یہی وجود پھیلا ہوا ہے لیکن سب کو انھون نے باہم مخلوط کر دیا اور ایک نام کے ساتھ سب کو پکارنے لگے اور ایک

حساب مین سب کو گن لیا اور یہ کوئی نئی بات نہین بلکہ صوفیہ کی قدیم سے رسم ہے کہ بعض حقایق کو بعض کے ساتھ مخلوط
کر دیتے ہین اور جو سب سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اوسے دوسرے مین داخل کر دیتے ہین پس ان صوفیہ نے بیانات
مین نہایت بے پروائی کی اور بے تدقیق کے یہ کہدیا کہ ایک ہی وجود ہے کہ اعتبارات کے اختلاف کی وجہ سے
مختلف ہو گیا ہے واجب بھی یہی ہے اور ممکن بھی یہی ہے خالق بھی یہی ہے اور مخلوق بھی یہی ہے متفرق حقائق کے ساتھ
متعلق ہونے کی وجہ سے وہی وجود سب اشیا مین پھیلا ہوا ہے اور اپنی صرافت کے لحاظ سے محض اک ذات ہے
اور کچھ نہین اور یہ غلطی اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ جو نسبت متفرق و مختلف حقیقتون اور نفس کلیہ کے درمیان مین
واقع ہے اور جو نسبت اس نفس کلیہ کو واجب الوجود کے ساتھ ہے ان دونون مین تفرقہ نہین کیا ہے اور کچھ ایسے بھی
محققین تھے جن کا وجدان تجلی اعظم سے مل گیا تھا یا دلائل سے یا شرائع کی تقلید سے واجب الوجود مین صفات قوی
الٰہیہ اون کے نزدیک ثابت ہو چکی اور نفس کلیہ مین یہ خواص اونہون نے نہ پائے اور نہ کسی اور چیز مین ان کا مصداق
پایا اس لئے اونہون نے دونون نسبتون کا انکار کر دیا۔

فائدہ یاد رکھو کہ معارف انجیلیہ نے جو اقانیم ثلثہ ثابت کئے ہین تو مراد باپ سے نقطہ ذات ہے اور بیٹے سے مراد
نفس کلیہ اور روح القدس سے مقصود تجلی اعظم ہے جو خطیرۃ القدس کے دل مین قائم ہے یہان زیادہ باریکی کے
سبب نصاریٰ کے ہاتھ بھید نہین آیا اور گمراہ ہو کر رہگئے قرآن نے اس گمراہی کا رد کیا اور عبدیت کے معنی ثابت کر دیئے
سُبحان اللہ جو ان مردان معرفت زبان حق سے کیا کیا باریک نکتے سُنتے ہین اور ہر ایک کو اپنے اپنے محل پر پہونچاتے
ہین اور یہ عجیب نادان قوم ہے کہ ایک ہی باریکی سے جو حضرت روح اللہ سے صادر ہوئی سرگردان ہو گئے اور ہاتھ
پاؤن مارے مگر رستہ نہ پایا یہ بحث لمبی ہے ہمارے مقصود سے علیحدہ ہے اسلئے ترک کیا **تنبیہ** فتاوی عزیزی مین لکھا
ہے کہ کلام ہمہ اوست کے معنی ظاہری خلاف شرع ہین اگر اوسکا قائل یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ اشیا مین حلول
کئے ہوئے ہے یا اشیاء کو اوس ذات مقدس کے ساتھ اتحاد ہے تو یہ کفر ہے اور اگر یہ کہے کہ میرا اعتقاد
یہ ہے کہ ہر چیز مین خدا کی صفات کا ظہور ہے جیسے آئینہ دیکھنے والے کی صفات کا آئینہ مین ظہور ہوتا ہے تو یہ کفر نہین
مگر ایسے کلام کو کہ خلاف شرع ہے مجلسون اور محفلون خاصکر مجمع عوام مین جو غور کی قابلیت نہین رکھتے کہنا
بہت بُرا ہے۔

عالم صغیر اور عالم کبیر

صوفیہ کے نزدیک فلکیات اور عنصریات کا ایک بدن ہے کہ عقل و نفس کی روح ہے اور نفس کلیہ اوسکا قلب ہے
اور تمام افلاک اور تارون کے نفوس اوسکے قویٰ ہین شیخ اکبر موافق صوفیہ کے تمام عالم کو ایک بدن تو جانتے ہین
مگر یہ کہتے ہین کہ اوسکی روح عقل اول نہین بلکہ حق ہے جیسا کہ فصوص ہی مین اسکی تصریح کی ہے نجم الدین کبریٰ کہتے ہین

کہ نفس اور شیطان اور فرشتہ کوئی چیز تجھسے خارج نہین ہے بلکہ تو اون کے ساتھ ہے اور اسی طرح آسمان و زمین اور عرش و کرسی کا حال ہے کہ یہ بھی کوئی ایسی اشیا نہین جو تجھسے خارج ہون اور نہ جنت و دوزخ اس طرح کی ہین بلکہ یہ سب تجھین موجود ہین جب تو خالص اوصاف ہوجاے تو یہ ظاہر ہوجائین - اور شرح قصیدۃ النفس مؤلفہ مُناوی مین مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ہیکل انسانی کو بڑا شرف بخشا ہے اور عالم اکبر کی طرح مقرر کیا ہے جو چیزین اوسمین ہین وہی اسمین مقرر کہی ہین جو کچھ عالم کبیر مین ملک و ملکوت متفرق ہے وہ اس عالم صغیر مین سب ایک جگھ جمع ہے پس جیسے عالم کبیر مین کھاری پانی میٹھا پانی اور کڑوا پانی اور غلیظ و تلخ پانی جسے نہین پی سکتے جمع ہے ایسے ہی اس عالم صغیر مین بھی کھاری پانی دونون آنکھون مین ہے اور میٹھا پانی منھ مین موجود ہے اور کڑوا کانون مین اور غلیظ تلخ پانی ناک مین اور جس طرح عالم مین چاند سورج اور تارے روشنی کے لئے مقرر ہین اسی طرح روح بدن کو سورج کی طرح روشن رکھتی ہے اور جسطرح سورج کے غروب ہونے کے بعد عالم مین اندھیرا چھاجاتا ہے اسی طرح روح کی مفارقت سے بدن مین اندھیرا ہوجاتا ہے اور عقل چاند کی طرح ہے اور جسطرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے اور گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اسی طرح عقل بھی روح سے مدد حاصل کرتی ہے کبھی بڑھتی ہے کبھی گھٹتی ہے اور جیسے عالم مین خمسہ متحیرہ ہین اوسکی مثل بدن مین حواس خمسہ ہین اور پہاڑون کی نظیر ہڈیان ہوئین اور دریاؤن کی نظیر رگین ہین اور جسطرح دریاؤن مین مچھلیان تڑپتی پھرتی ہین اسی طرح منھ مین زبان مضطرب ہے اور جیسے کہ عالم مین چار قسم کی ہوائین ہین باد مغرب اور باد مشرق جنھین پُروائی او پچھوا کہتے ہین اور باد شمال اور باد جنوب انسان مین ایسے ہی چار قوتین ہین جاذبہ ماسکہ ہاضمہ دافعہ اور جیسے عالم مین درندے و شیاطین و بہائم ہین انسان مین اسی طرح طلب قہر غلبہ غضب حقد حسد فجور کھانا پینا نکاح ہے اور جسطرح عالم مین ملائکہ ہین انسان مین طہارت عبادت استقامت ہے اور جسطرح عالم مین وہ وہ چیزین ہین کہ کچھ آنکھون سے دکھلائی دیتی ہین اور کچھ نھین دکھلائی دیتین اسی طرح انسان مین ظاہر و باطن ہین انسان کا ظاہر ملک ہے اور باطن ملکوت ہے اور جسطرح عالم مین آسمان و زمین ہے انسان مین بھی یون ہی علو و سفل ہے -

ذات واحد مین اعراض کے مجتمع ہونیکا نام عالم ہے اور تجدد امثال

فص شعیبی مین شیخ اکبر نے فرمایا ہے کہ ذات واحد مین جو وجود کی حقیقت ہے اعراض کے مجتمع ہونے کو عالم کہتے ہین ہر ایک سانس اور ہر آن کے ساتھ متبدل و متغیر ہوتا ہے ہر دم ایک عالم معدوم ہوتا ہے اور اوسکی مثل دوسرا موجود ہوتا ہے اور اکثر اہل علم اس بات سے بے خبر ہین چنانچہ خداے تعالیٰ سورۂ ق مین فرماتا ہے بل ھم فی لبس من خلق جدید یعنی اون کو شک ہے ایک نئی پیدائش مین - اور علما مین سے کوئی اس بات پر مطلع نہوا ہان اشاعرہ بعض اجزاے عالم مین کہ وہ اعراض ہین یہ بھید کھل گیا اس لئے اونھون نے کہا ہے کہ اعراض دو زمانون تک باقی نھین رہسکتے اور سوفسطائیہ کو تو عالم کے تمام اجزا مین کہ جواہر و اعراض ہین یہ مفہوم ثابت ہوگیا مگر ان دونون گروہ نے ایک

ایک وجہ کے ساتھ خطا کی ہے۔ اشاعرہ کی خطا یہ ہے کہ اونہون نے حقیقت وجود کے علاوہ متعدد جواہر ثابت کئے
ہین اور اعراض متبدلہ متجددہ کو اون جواہر کے ساتھ قائم کیا ہے اور اونہون نے یہ خیال نہین کیا کہ عالم کچھ بھی
نہین صرف ذات واحد مین اعراض مجتمع ہو گئے ہین جو ہر آن اور ہر دم متغیر اور متبدل ہوتے رہتے ہین ہر آن
اس ذات واحد سے یہ اعراض زائل ہوتے اور اون کی طرح دوسرے اوس سے ملتے رہتے ہین پس بوجہ اس کے
کہ اعراض کے زائل ہونے کے بعد ویسے ہی دوسرے پے درپے آتے رہتے ہین اس لئے دیکھنے والے کو یہ
دہوکا ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی چیز ہے کہ ہمیشہ رہتی ہے اور سوفسطائیہ کی خطا یہ ہے کہ وہ باوجود اس کہنے کے کہ
تمام عالم مین تبدل ہے اس بات پر متنبہ نہوئے کہ ایک ہی حقیقت ہے کہ وہ عالم کے صور و اعراض کو حاصل
کر لیتی ہے اور طرح طرح کے موجودات بنکر ظہور کرتی ہے پس اوس حقیقت کے ظہور سے یہی مطلب ہے کہ وہ عالم
کے صور و اعراض مین جلوہ گر ہوتی ہے جس طرح اون صور و اعراض کے لئے خارج مین بدون اوس حقیقت کے
ظہور نہین اور صوفیہ جنکو کشف و شہود حاصل ہے وہ کہتے ہین کہ حق تعالی ہر دم ایک نئے طور پر ظہور کرتا ہے اسکا
ایک ظہور مکرر نہین ہو سکتا یعنی یہ ممکن نہین کہ دو آنون کے اندر ایک ہی تعین اور ایک ہی شان کے ساتھ جلوہ گر ہو
بلکہ ہر دم ایک نئے تعین و تشخص کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور بہید اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالی کے لئے ایسے نام ہین
جو ایک دوسرے کی ضد ہین بعضے نام لطف کے ہین اور بعضے قہر کے اور یہ سب کام مین لگے ہوئے ہین معطل ان مین سے
کوئی نہین پس جب ممکنات مین سے کسی چیز کے موجود ہونے کے شرائط حاصل ہون اور موانع اوٹھ جائین تو
وہ موجود ہونے کے لئے مستعد ہوتی ہے اور رحمت الہی اوسکو وجود بخشتی ہے اور اوس حقیقت کے آثار و احکام
حاصل ہو کر ظاہر وجود ایک خاص طور پر متعین ہو جاتا ہے اور موافق اوس تعین کے وہ وجود ظاہر ہوتا ہے پھر بسبب
قہر الہی کے جو تعینات اور آثار کثرت صوری کا مضمحل کرنے والا ہے اوس حقیقت سے تعین دور ہوتا ہے اور اسی تعین
دور ہونے کی حالت مین موافق خواہش رحمت الہی کے دوسرے تعین کے ساتھ جو پہلی کی طرح ہوتا ہے وہ حقیقت متعین
ہو جاتی ہے اور پھر دوسری آن مین قہر احدیت سے مضمحل ہو جاتی ہے پھر اور تعین رحمت رحمانیت کی بدولت
حاصل ہوتا ہے اسی طرح کارخانہ جاری رہتا ہے جب تک اللہ تعالی چاہتا ہے پس کسی دو آن مین ایک تعین کے ساتھ
ظہور نہین ہوتا ہر دم اور ہر آن مین عالم معدوم ہوتا ہے اور دوسرا اوسکی مثل موجود ہوتا ہے مگر جو اس رمز سے
غافل ہین وہ عالم کو ایک حال پر جانتے ہین۔

شیخ ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین لکھا ہے لا یتجلی الحق فی صورۃ مرتین ولا فی صورۃ الاثنین یعنی
حق تعالی ایک صورت مین دو بار ظاہر نہین ہوتا اور نہ دو کی صورت مین ظہور کرتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسمائے
جلالی ہر آن مین موجودات کے وجود کو دور کرتے ہین اور اسمائے جمالی اوسی آن مین پھر اونہین وجود دیتے ہین

۵ انواع عطا گرچہ خدا مے بخشد ؛ ہر اسم عطیہ جدا مے بخشد ؛ در ہر آنے حقیقت عالم را ؛ یک اسم فنا
یکے بقا مے بخشد ؛ چراغ پر غور کرو کہ ہر سانس مین شعلہ اوسکا ہوا ہو جاتا ہے اور دوسرا شعلہ اوسکے بعد پیدا
ہو جاتا ہے دیکھنے والے یہ سمجھتے ہین کہ شعلہ اوسی ایک حالت پر باقی ہے نظام معتزلی بھی اس مسئلہ مین صوفیہ کے ساتھ
متفق ہے اوسکا قول ہے کہ جسم مرکب ہے اعراض سے اور اعراض کا وجود ہر وقت بدلتا رہتا ہے اور شیخ اکبر
نے بھی ایجاد و اعدام عالم کو ایک آن مین اعتبار کیا ہے اور تجلی حقانی کو وحدانی چیز کہا ہے ۔ قیصری نے بیان
کیا ہے کہ حق تعالی موافق خواہش اسماے متقابلہ کے ہر زمانہ مین نہ ہر آن مین اشیا کے پیدا کرنے اور معدوم
کرنے مین متجلی ہوتا ہے اور جو کہ چھوٹے سے چھوٹا جزو زمانہ کا دو آن سے کم کا نہین ہوتا تو یہ سمجھ لو کہ ایک آن مین ایجاد
واقع ہوتی ہے اور دوسری آن مین معدوم کر دیتا ہے تاکہ ایک ہی آن مین دو متضاد خواہشین جمع نہو سکین
اس مسئلہ کو تجدد امثال کہتے ہین اور تفصیل اسکی بہت ہے میر ناصر نے نالۂ عندلیب مین بڑی تنقیح کے ساتھ لکھا ہی
اور آیات و احادیث کے ساتھ موافق کیا ہے کل یوم ھو فی شان مین اسی کی طرف اشارہ ہے حذیفہ سے بخاری
نے روایت کی ہے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور یعنی تمام تعریف اوس اللہ کے لئے ہے
جسنے ہمکو مار ڈالنے کے بعد زندہ کیا اور اوسی کی طرف رجوع ہے ۔ اسمین بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہی۔

وجود کی بحث

قیصری نے شرح فصوص مین کہا ہے کہ وجود ایک حقیقت ہے نہ اوسمین تعدد ہے نہ تکثر ہے تشخصات اور ظہورات
کی وجہ سے متعدد و متکثر ہو کر ارواح و اجسام بن جاتا ہے اور اس لفظ کو کبھی تحقق اور حصول کے معنی مین استعمال کرتے
کرتے ہین جو مصدری معانی ہین اور اعتباری مفہومات مین اور اس وجہ سے معقول ثانیہ مین سے ہے جسکے مقابل
کوئی چیز خارج مین نہین بلکہ تعقل مین ماہیات کو عارض ہوتا ہے جیسا کہ حکما و متکلمین نے تحقیق کیا ہے اور کبھی لفظ
وجود بولتے ہین اور مراد اس سے وہ ہستی ہوتی ہے جو بذات خود موجود ہوتی ہے اور سارے موجودات کو اوسکی
وجہ سے ہستی نصیب ہوتی ہی اور حقیقت مین سوا اوسکے کوئی خارج مین موجود نہین سارے موجودات اوسی سے قائم ہین
جیسا کہ کبراے معرفت و عظماے حقیقت کا ذوق اس بات کی گواہی دے رہا ہے اور اس اسم کا اطلاق خدا تعالی
پر دوسرے معنی کے وجہ سے ہے نہ اول کے ۵ پناہ بلندی و پستی توئی ؛ ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی ؛ اللہ تعالی
ذات صرف ہے اسما و صفات اور اعتبارات اور نسبتون سے بری ہے اوس نے جب عالم ظہور مین توجہ کی تو ان چیزون
کے ساتھ موصوف ہوا جنکے ظہور مین کہ خود بخود اپنے اوپر تجلی کی علم اور نور اور وجود اور شہود کی نسبت متحقق ہوئی علم
کی نسبت نے عالمیت اور معلومیت کو چاہا اور نور کی نسبت نے ظاہریت و مظہریت کی خواہش کی اور وجود و شہود
کی نسبت نے واجدیت و موجودیت اور شاہدیت و مشہودیت کو چاہا اور ظہور نور کو لازم ہے اور ظہور سے پہلے

پوشیدگی تہی پس اسوجہ سے اسم اول اور آخر اور ظاہر و باطن سے مقرر ہوے یہ حال پہلی تجلی کا ہے پہر دوسری تیسری
چوتہی تجلی مین جہانتک کہ باری تعالیٰ نے چاہا ہے نسبتین اور اضافتین ترقی کرتی ہین کل یوم ھو فی شان
یعنی ہرآن وہ اک نئے حال مین ہے اور یہہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جتنا نسبتون اور اسما مین ترقی ہے ظہور مین بہی اوسی قدر
ترقی ہوگی اس لئے کہ اوس مین اب بہی ویسی ہی پوشیدگی باقی ہے اوسکی پوشیدگی اسوجہ سے ہے کہ اوسکی ذات
صرف اور مطلق ہے اور اوسمین جو ظہور کسیقدر ہے وہ تعینات اور اعتبارات اور صفات کی وجہ سے آیا ہے وحدت
صرف اور قابلیت محض ہونا اوسکا تعین اول ہے اور قابلیت محض سے یہ مطلب ہے کہ اوسمین سارے اعتبارات
وصفات سے مجرد ہونے کی بہی قابلیت ہے اور سب کے ساتھ متصف ہونے کی بھی قابلیت ہے اور تمام صفات
واعتبارات سے مجرد ہونیکی قابلیت کا نام مرتبۂ احدیت ہے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن
لہ کفوا احد تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ بے احتیاج ہے نہ کسی کو اوسنے جنا نہ اوسکو کسی نے جنا اور اوسکے جوڑ کا کوئی
نہین ہے اور اوس ذات مقدس مین پوشیدگی اور اولیت اور ازلیت بہی ہے اور اوس ذات مقدس کو تمام اعتبارات وصفات
کے موصوف ہونیکو مرتبۂ واحدیت کہتی ہین الھکم الہ واحد یعنی تمہارا رب اکیلا ہے اور اوسکے لئے ظہور اور آخریت اور ابدیت کی بہی صفات ہین
اور بعضی صفات مرتبۂ احدیت کی ایسی ہین کہ اونکے ساتھ اوس ذات مقدس کا موصوف ہونا مرتبہ جمع کے اعتبار سے ہوتا ہے اور انکی بہی قسمین ہین
ایک وہ کہ اونکا موجود ہونا مشروط ہے ممکنات کے موجود ہونے پر جیسے صفت خالقیت اور رازقیت وغیرہ
کہ جبتک مخلوق ومرزوق نہون اوسوقت تک خالقیت اور رازقیت ظہور مین نہین آسکتی **دوسری** وہ ہین کہ
جن کا وجود ممکنات کے وجود پر مشروط نہین جیسے حیات وعلم وارادہ وغیرہ اور بعضے صفات مرتبہ واحدیت کے
ایسے ہین کہ ذات اون کے ساتھ ممکنات کے مراتب کے اعتبار سے موصوف ہوئی ہے جیسے فصلین اور خاصے اور تعینات
انہین چیزون کی وجہ سے ممکنات باہم ممتاز ہوتے ہین بعضے حقایق ممکنہ ایسی بہی ہین ہین کہ جب اون مین وجود
مع مرتبہ احدیت ساری ہوتا ہے اور اوسکے سارے احوال وآثار واحکام کا ظہور اون مین ہوتا ہے تو اون مین تمام اسماے
الہی کا مظہر بن جانے کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے پس کسی مین ان اسما کا ظہور کم ہوتا ہے اور کسی مین زیادہ کسی مین
غالبیت کے ساتھ کسی مین مغلوبیت کے ساتھ ہوتی ہے اور ایسے لوگ انبیا واولیا ہین مگر وجوب ذاتی کسی کو حاصل
نہین ہوسکتا یہ اوسی ذات خاص کے ساتھ مخصوص ہے اور بعضے آدمیون کو بعضے اسماے الہی کے ظہور کی استعداد
ہوتی ہے اور بعضون کو بعضے اسما کے ظہور کی استعداد نہین ہوتی پہر اون مین بہی مراتب ظہور کی کمی بیشی ہوتی ہے اور
ذات مقدس مرتبہ احدیت اپنے ساتھ عالم ارواح وعالم مثال وعالم حس وعالم شہادت اور دنیا وآخرت مین تمام
ممکنات کے ساتھ ظہور کر رہی ہے اور یہ تمام ممکنات مرتبہ احدیت کی تفصیل ہین اور مقصود سب سے یہ ہے کہ اسماے
الہی کا کمال ظاہر اور متحقق ہوجاے اور غناے مطلق کمال ذاتی کے لئے لازم ہے اور معنی غناے مطلق کے یہ ہین کہ جو

اوال وصفات مع اپنے تمام احکام ولوازم کے کلی طور پر جملہ مراتب حقائق الہی وحقائق کونی مین جلوہ گر ہین وہ ذات الہی کی پوشیدگی کو اور اس بات کو کہ کل چیزین اوسکی وحدت مین داخل ہین بخوبی جانتے اور ثابت کرتے رہتے ہین اور اسوجہ سے وہ ذات مقدس تمام موجودات سے مستغنی ہے ان اللہ لغنی عن العٰلمین اللہ پروانہین رکہتا جہان کے لوگون کی ۔ اور وجود اللہ تعالی کا مطلق ہے اور تمام اشیا کا مقید ہے اور ظاہر ہے کہ مطلق بے مقید کے اور مقید بے مطلق کے موجود نہین ہوسکتے لیکن فرق یہ ہے کہ مقید مطلق کی طرف محتاج ہے اور مطلق مقید سے مستغنی ہے پس استلزام تو دونون طرف سے ہے مگر احتیاج ایک کی طرف سے ہے جیسے ہاتہہ کی حرکت مین اور کنجی کی حرکت مین جو ہاتہہ مین ہو استلزام ہوتا ہے مگر کنجی کی حرکت ہاتہہ کی محتاج ہے اور ہاتہہ کی حرکت اوس سے مستغنی ہے واللہ الغنی وانتم الفقرآء یعنی اللہ تعالی بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔ اور مطلق کا استلزام کسی خاص مقید کیلئے نہین بلکہ کوئی مقید ہو اور چونکہ مطلق ایک ہی ہے دوسرا نہین اس لئے سارے مقیدات کا قبلۂ احتیاج وہی ہے پس مطلق کی ذات مقید سے مستغنی ہے ورنہ ظہور اسماے الوہیت کا اور تحقق ربوبیت کی نسبتون کا بے مقید کے کب ہوسکتا ہے اور کائنات کا ظہور حق سبحانہ تعالی سے اس طرح ہے جیسے آئینہ مین اشیا کا ظہور آئینہ کی ذات ایک مقرری جسم ہو اور آئینہ کے لئے صفات خارجی ہی ہین جن مین بعضے اوسکی ذات کے لئے لازم ہین جیسے طول اور شکل اور رنگ اور شفافی اور سطح کی ہمواری و ناہمواری وغیرہ اور بعضی صفات خارجی ذات آئینہ کو عارض ہین جیسے اوسکو ہلایا جاوے تو اوپر ہو جانا تلے ہو جانا سیدہا ہو جانا اوٹا ہو جانا وغیرہ وغیرہ پس ان صفات کے تغیر سے آئینہ مین ضرور تغیر آجاتا ہے کیونکہ ذات آئینہ مین صفات حاصل ہین مگر صورت جو اوس مین دکہتی ہے وہ اوسکی ذات مین حاصل نہین اور نہ کسی آئینہ مین ظہور کرنے سے اوسکی ذات وصفات مین تغیر واقع ہوسکتا ہے اگرچہ ہزارون نیک وبدصورتین اور پاک ناپاک شکلین اوسمین نمودار ہون یہی مراد ہے اس قول سے کہ حق تعالی کی ذات الآن کما کان ہے اور اکثر دعاؤن مین آیا ہے سبحان من لا یتغیر بذاتہ ولا بصفاتہ بحدوث الاکوان پاک ہے وہ ذات جسکی ذات وصفات مین تغیر و تبدل نہین پیدا ہوتا بسبب حادث ہونے موجودات کے اور ساری اشیا کی حقیقتین صفات الہی کی عکس ہین اور ان عکوس کے خارج مین ظاہر ہونے کے لئے چار علتون کے جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ علت فاعلی علت غائی علت مادی علت صوری ۔ جو علت وجود معلول سے خارج ہو اور اوسمین مؤثر ہوا کرتی ہے اور باعث ایجاد معلول ہوتی ہو تو اوسے علت فاعلی کہتے ہین جیسے کمہار آبخورے کی علت فاعلی ہے اور جو علت وجود معلول سے خارج ہوتی ہو اور وجود معلول کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے اور فعل فاعل کے اقدام کا باعث ہوتی ہے اوسے علت غائی کہتے ہین جیسے آبخورے کی ساخت سے غرض پانی وغیرہ کا پینا ہے اور جو علت وجود معلول مین داخل ہوا کرتی ہے اور اوس سے قوام بالفعل کو تعلق رہتا ہے اوسکو علت صوری کہتے ہین جیسے صورت آبخورے کے لئے اور جو علت معلول مین داخل

ہوا کرتی ہے مگر اوس سے معلول کا قوام بالفعل متعلق نہین رہتا بلکہ قوام بالقوۃ متعلق رہتا ہے اوسے علت مادی کہتے
ہین جیسے مٹی آبخورے کے لئے اور جب ان حقائق کے خاص آثار اور نتائج مترتب اور حاصل ہو جاتے ہین تو اوسوقت
انکا ظہور کامل ہو جاتا ہے سالک کو ہر چیز کی کمال معرفت اجمالی طور پر اوس شے کے ضمن مین اوسوقت حاصل ہو جاتی
ہے جبکہ وہ کثرت کو وحدت مین مشاہدہ کر لینے کے بعد اشیا کی سیر مین اللہ تعالی کے ساتھ مصروف ہوتا ہے اور
تفصیلی طور پر اوسوقت حاصل ہوتی ہے کہ تمام مبادی اور خواص اور سید یقین اور مراتب تنزل پر قوانین حکمیہ
کشفیہ کے ذریعہ سے محیط ہو جاے اور اگر محسوسات مین سے ہے تو حواس کے ذریعہ سے ادراک کر لینے کو بھی اس
معرفت کی تکمیل مین دخل ہے وجود کی حقیقت کو تمام موجودات ذہنی و خارجی پر حمل کر سکتے ہین مگر اس کے
مراتب متفاوت ہین کہ اون مین سے بعض فوق ہے بعض سے ہر مرتبہ مین اس وجود کو خاص خاص نام و صفات
و اعتبارات حاصل ہین کہ ایک مرتبہ کا نام دوسرے مرتبہ پر اطلاق نہین کر سکتے اور وہ مراتب یہ ہین الوہیت ربوبیت
عبودیت خالقیت مخلوقیت وغیرہ پس مراتب الوہیت کے جو نام ہین اللہ رحمن وغیرہ انکا اطلاق ممکنات کے
مراتب پر کفر ہے ذات الہی کو حقیقۃ الحقایق اس لئے کہتے ہین کہ وہ تمام اشیا کی حقیقت ہے اور اوسکی ذات
در اصل واحد ہے نہ اوسمین تعدد ہے نہ کثرت ہے مگر اوس کے ظہورات کثیر ہونے کی وجہ سے اوس مین کثرت
آجاتی ہے کہ کسی مرتبہ مین حقایق جوہر یہ کسی مرتبہ مین حقایق عرضیہ ہو کر ظہور کرتی ہے پس جواہر و اعراض
مین کثرت کی وجہ سے اوسمین بھی کثرت معلوم ہوتی ہے ورنہ وہ حقیقت مین واحد ہے نہ اوس مین کثرت
ہے نہ تعدد ہے اور جب کوئی چیز کسی چیز مین ظہور کرتی ہے تو وہ چیز دوسری چیز سے علیحدہ ہوتی ہے ظاہر اور
مظہر دونون ایک ذات نہین ہوتی اور جو کچھ مظہر مین نمودار ہوتا ہے وہ اوس ظاہر کی صورت اور شبیہ
ہوا کرتی ہے وہ ظاہر کی ذات و حقیقت نہین ہوتی ہے اور مظہر سے جو کوئی کام یا قدرت صادر ہوتی ہے وہ فی
الحقیقت ظاہر کی سمجھنا چاہیے نہ مظہر کی شیخ نے حکمت علیہ مین کہا ہے لا فعل للعین ای الموجود الخارجی
بل الفعل لربہا فیہا فاطمأنت العین ان یضاف الیہا فعل یعنی موجود خارجی کے لئے کوئی فعل نہین
بلکہ اوسمین ہر کام اللہ تعالی کا ہے پس موجود خارجی کو اس بات سے اطمینان ہو گیا کہ کوئی کام اوس کیطرف
منسوب کیا جاے اور کسی فعل اور قدرت کو جو بندہ کی طرف منسوب کر دیتے ہین اوس کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالی نے بندہ
کی صورت مین ظہور کیا ہے خود اوسکی ذات کی وجہ سے یہ بات نہین واللہ خلقکم وما تعملون اللہ نے بنایا
تمکو اور جو کچھ تم کرتے ہو اور جبکہ یہ ٹھہرا کہ ہر چیز کی صفات و احوال و افعال اللہ تعالی کی طرف منسوب ہین اور اوسی
کی طرف سے ہین تو اگر کسی شی مین کوئی شر و نقصان کا کام واقع ہو جاے تو وہ حق تعالی کی وجہ سے نہین بلکہ
اشیا مین جو عدمیت کا مادہ پڑا ہے یہ اوسکا سبب ہے اس لئے کہ وجود مطلق فی نفسہ سراپا خیر ہے اور اگر کسی

وجودی چیز سے کوئی شر کا کام صادر ہو جاے وہی اشیا کے امکان اور عدمیت کا نتیجہ ہے حکما نے اس بات پر کہ وجود سراپا خیر ہے ضرورت کا دعویٰ کیا ہے اور توضیح کے لئے کئی مثالین بیان کی ہین دیکھو سردی پھلون کو خراب کرتی ہے اس لئے اون کے حق مین شر ہے مگر سردی کا شر ہونا نہ اسوجہ سے ہے کہ وہ ایک کیفیت ہے کیونکہ اسوجہ سے تو وہ ایک کمال ہی بلکہ شر وہ اسوجہ سے ہے کہ پھلون کے پختہ اور کامل نہونیکا سبب واقع ہوتی ہے اسی طرح قتل شر ہے مگر قتل کا شر ہونا اسوجہ سے نہین کہ قاتل کو قتل پر قدرت حاصل ہے یا آلہ قاطع ہے یا مقتول کا عضو کٹ جانے کی قابلیت رکہتا ہے بلکہ حیات کے زائل ہو جانے کی وجہ سے جو عدمی چیز ہے قتل شر ہے۔ شرح نجات مین امام رازیؒ نے فرمایا ہے ان الممکن لذاته لیس خیرا محضا والواجب الوجود لذاته خیر محض ولقائل ان یقول انهم اتفقوا علی ان العقول الفلکیة خیرات محضة واتفقوا علی انها ممکنة الوجود لذواتها یعنی حکما کا یہ عقیدہ ہے کہ جسکا وجود بذات خود ممکن ہے وہ خیر محض نہین اور جسکا وجود بذات خود واجب ہے وہ خیر محض ہے تو اسپر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حکما کے نزدیک افلاک کی عقلین خیر محض ہین باوجودیکہ ان کے نزدیک اون کے اون کی ذاتین ممکن الوجود ہین یاد رکہو کہ حق تعالیٰ کی ہستی جو ہے وہ اوسکی حقیقت ہے اور احوال اور نسبتین اور اعتبارات اوسکی صفات ہین اور ظاہر کرنا اوس جناب مقدس کا اپنی ذات کو ان نسبتون اور اعتبارات کے لباس مین اوسکا فعل اور تاثیر ہے اور اس اظہار پر جو کچھہ تعینات ظاہری مترتب ہوتے ہین یہ اوسکے آثار ہین۔

مبدء ومعاد کے باب مین جو کچھ شارع نے فرمایا ہے وہ مجاز ہے یا حقیقت اور عالم برزخ اور عالم مثال

ابو علی اور اوسکے متبعین کی یہ راے ہے کہ جو کچھہ جناب سرور انبیا نے مبدء و معاد کے باب مین بیان کیا ہے وہ سب مجاز ہے اور کنایہ ہے معانی سے عرب کے لوگ جن کی طرف خطاب ہے وہ جاہل اور نیم وحشی تہے اون معانی کو سمجھ نسکتے تھے اس لئے شارع نے اون کی سمجھ کے موافق بطور تمثیل کے بیان کیا مگر یہہ خیال سراسر غلط ہے تحقیق یہ ہے کہ جسطرح معانی دقیق مثالی صورتون مین متمثل ہوتے ہین کلام مین شارع نے اونہین صورتون اور شکلون کے ساتھہ بیان ہے مثلاً جن مواثیق کا بیان ہوا ہے حقیقت اسکی یہ ہے کہ خطیرہ قدس مین نوع انسانی نے اپنی تمام استعداد اور قوی اور احکام کے ساتھہ متحقق ہوکر موافق اوس تحقق کے رب الارباب کے فیض کو قبول کیا ہے اور اپنے حال اور استعداد کی موافق اوسکی ربوبیت والوہیت کے حقوق کا اقرار کیا ہے اور یہ معنی عالم مثال مین اقرار کی صورت پر متمثل ہوگئے اور جسقدر کمالات نوع انسانی کیلئے موافق اپنی استعداد کے خطیرہ قدس مین مقرر ہوئے ہین اونکو شارع نے بیان کر دیا یہی حال معاد کے معاملات کا ہے مثلاً معاد مین جو

حوض کوثر کا بیان ہوا ہے یہ حقیقت مین حضرت ربوبیت کی طرف سے ایک لطف وفیض ہے کہ حضرت رسالت پناہ
کے مبعوث ہونے کے ضمن مین پیدا ہوا ہے اوسی فیض نے عالم مثال مین حوض کوثر کی صورت حاصل کرلی ہے پس
اس صورت پکڑنے اور متمثل ہونے کے اعتبار سے کلام الہی اور احادیث مین بیان واقع ہوا ہے یہان شارع
علیہ السلام نے کسی طرح کا تصرف کنایہ یا مجاز کا اپنی طرف سے نہین کیا ہے بلکہ یہ سب نفس الامری باتین ہین کہ
خلق کو پہونچائی ہین اور جن لوگون کو قوت اشراق وانکشاف مبدٔ فیاض سے عطا ہوئی ہے وہ اوس بات پر متفق
ہین کہ اس عالم حس کے علاوہ کہ جس مین ہماری آنکھون سے ہمکو یہ چیزین دکھائی دیتی ہین ایک اور عالم ہے
جسکو عالم ملکوت کہتے ہین اور کبھی اسکو عالم غیب کہتے ہین اور جب یہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ عالم مجردات محضہ اور
عالم حس کی وہ درمیانی حالت ہے تو اسکو عالم برزخ اور کبھی عالم مثال کہتے ہین اسی طرح ہر قوم کے نزدیک اوسکا
ایک نام ہے اور اس عالم مین ہر ایک مجردات اور اجسام اور اعراض کی یہان تک کہ حرکات وسکنات اور اوضاع
اور ہیات اور مزون اور بوون کی مثالین بذات خود قائم ہین اور کسی سے متعلق نہین یعنی کسی مادہ کے محل مین کہ یہ چیزین
نہین پائی جاتی ہین اور یہ مثال حس کو منظر کی مدد سے ظاہر ہوتی ہے جیسے آئینہ مین دیکھکر چیز دکھ جاتی ہے اور
وہ کچھہ اوس سے متعلق نہین ہوتی پس آئینہ اوسکا منظہر ہوا اسی طرح خیال مین کسی چیز کے صورت بندہ جاتی ہے
اسی طرح پانی اور ہوا مین صورتین نظر آتی ہین اور اون سے وہ متعلق نہین ہوتین اور کبھی ایک منظہر سے دوسرے منظہر
مین منتقل ہو جاتی ہے اور کبھی جاتی رہتی ہے جیسے آئینہ بگڑ جاے یا خیال مین فرق آجاے اور مقابلہ نرہے
تو کچھہ معلوم نہین ہو سکتا غرضکہ یہ عالم بہت بڑا ہے انتہا اسکی نہین بالکل عالم حس کے مقابل ہے جیسے عالم
حس مین افلاک حرکت کرتے ہین ایسے ہی عالم مثالیہ کے افلاک حرکت کرتے ہین اور جیسے عالم حسی اپنے
عناصر ومرکبات کو قبول کرتا ہے اسی طرح عالم مثال مین عالم عقلی کے افلاک کی حرکات واشراقات جاری ہین اور
عالم مثال مین بھی بستیان اور آبادیان ہین چنانچہ ان مین سے دو شہرون کا نام جابلقا وجابرصا ہے یہ دونون
شہر بڑے بڑے ہین اسی عالم مثال مین ملائکہ اور جن اور شیاطین اور غول بیابانی پیدا ہوتے ہین اس لئے کہ جسطرح
عالم حس مین نفوس ناطقہ ہین اسی طرح اوس عالم مثال مین یہ چیزین ہین مگر فرق یہ ہے کہ یہان نفوس ناطقہ
مادی ہین اور وہان مادے سے علحدہ ہین اور اسی عالم مثال کی وجہ سے ہے ظہور مجردات کا مختلف اچھی
بری لطیف کثیف صورتون مین جیسی استعداد دیکھنے والے کی ہوتی ہے ویسی ہی صورتین نظر آتی ہین اور اسی مثال پر
مبنی ہین تمام معاملات معاد جسمانی کے اس لئے کہ بدن مثال مین بہی نفس کا تصرف ویسے ہی ہوتا ہے جیسے بدن
حسی مین تمام حواس ظاہرہ وباطنہ کی درستی کے ساتھہ ہوتا ہے پس بدن مثالی عالم مثال مین لذت بہی پاتا ہے
اور درد بھی اوٹھاتا ہے جیسے کہ دنیا مین اپنے جسم کے ساتھہ پاتا ہے اور عالم مثال کی بعضی صورتین نورانی ہین

کہ نیک لوگون کا آرام اسمین ہے اور بعضی ظلمانی ہین کہ اشقیا کا عذاب اوسمین ہے ایسے ہی حال خوابون اور بہت سے
اوہام کا ہے مگر جو کچھ خواب مین دیکھتے ہین یا جاگتے مین متخیل ہوتا ہے بلکہ مرضون مین یا غلبۂ خوف کے وقت مشاہدہ
ہوتا ہے یہ سب صور مقداریہ کی قسم سے ہے اور وہ عالم مثال سے نہین بلکہ عالم حس سے ہے ایسے ہی بہت سے خوارق
عادات کہ اولیا سے منقول ہین یہ بھی اسی قسم سے ہین کہ عالم حس مین پاے گئے ہین مثالی اور خیالی نہین ہین جیسے کوئی ولی
اپنے شہر مین تہا اور اوسے لوگون نے حج مین دیکھا تو یہ خیالی بات نہ تھی بلکہ واقعی ہے یا کسی کو کہین بند کر دیا اور پھر وہ
ظاہر ہو گیا یا بے وقت کہین سے میوہ موجود کر دیا یا تھوڑے سے عرصہ مین بڑی مسافت کو طے کر لیا یہ سب کی
باتین عالم مثال کی نہین اور جو کوئی اس عالم کا قائل ہے وہ اس کا ثبوت مکاشفہ اور صحیح تجربون سے دیتا ہے
اور بعضون کی حجت یہ ہے کہ جو کچھ جزئی صورتین آئینون وغیرہ مین دکھتی ہین یہ بے اصل چیزین نہین ہین
واقعی چیزین ہین مگر مادی بھی نہین ہین اور نہ عقلی ہین اس لئے کہ انکی مقدار موجود ہے اور نہ اجزاے دماغی مین مرتسم
ہین کیونکہ بڑی چیز چھوٹی مین مرتسم نہین ہو سکتی مثلاً ہاتھی انسان کے دماغ مین مرتسم نہین ہو سکتا مگر متکلمین
اور حکما اسکے قائل نہین اور کہتے ہین کہ پانی پر چلنا اور ہوا مین اوڑنا اور تھوڑے سے عرصہ مین بڑی مسافت
کو طے کرنا یہ سب آٹھوین اقلیم کے متعلق ہین اسی کو عالم مثال کہتے ہین اسلئے کہ عالم مقدار کی آٹھ قسمین ہین۔
سات قسمین اوسکی یہ ہفت اقلیم ہین جن مین اجسام عنصری او مقادیر حسی رہتی ہین اور آٹھوین اقلیم مین مقادیر
مثالی ہوتی ہین اور یہہ عالم حسی صوفیہ کے نزدیک عالم خواب ہے چنانچہ تقریر ذیل سے دنیا خواب است کا مضمون
عیان ہے ظاہر ہے کہ جب انسان عالم نوم مین ہوتا ہے تو جو کچھ خواب دیکھا کرتا ہے اوسے حالت خواب مین
صحیح و قرین عقل سمجھتا ہے لیکن جب کیفیت بیداری حاصل ہوتی ہے تو خواب مین جو کچھ نظر آتا ہے اوسے مجرد خیال
پریشان جانتا ہے اسی طرح حالت بیداری مین یہ اطمینان جو حاصل رہتا ہے کہ جو کچھ حسیات و وجدانیات ہین
وہ یقینی صحیح و درست ہین تو کیا عجب ہے کہ عالم بیداری کی کیفیات محسوسہ بھی مجرد خیال ہون یعنی جسطرح ہم خواب کے
محسوسات کے وجود کو بحالت خواب صحیح جانتے ہین اور حالت بیداری مین اونہین محسوسات کو مجرد خیالی سمجھتے ہین
کیا تعجب ہے کہ ہماری حالت بیداری کے محسوسات بھی محسوسات خواب کی طرح خیالی ہون گو بیداری کی حالت مین ہم اون
کے وجود کی نسبت اطمینان قطعی رکھتے ہین پس یہ بخوبی ممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایک ایسا عالم ہو کہ اوسکے مقابل مین
ہماری حالت بیداری ویسی ہی ہو جیسی ہماری حالت بیداری کے سامنے ہماری حالت خواب ہے اور یہ وہی عالم ہے جو حضرات صوفیہ کا
پر گذرتا ہے سادہ لوح آنکہ دل بر زندگانی بستہ اند + ہر سر ریگ روان بنیاد از شبنم نہند + اور اعمال اگرچہ یہان عرض
ہین لیکن عالم مثال مین جواہر ہو جاتے ہین اسی طرح تو سلیمی حاوینگی اولیا کو کبھی خواب مین عالم مثال کو دکھاتے ہین اور اعمال کی حقیقت پر
آگاہ کرتے ہین چنانچہ ابوبکر کتانی نے خواب مین ایک خوبصورت جوان کو دیکھا اوس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور کہان رہتا ہے بولا کہ

دلون مین رہا کرتا ہون۔ پہر ایک بدصورت عورت کو دیکہا اوس سے پوچہا تو کون ہے اور کہان رہتی ہے بولی کہ مین خندہ
ہون اہلِ نشاط کے دلون مین رہتی ہون بعض آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ بہی اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ
اس عالم عنصری کے سوا ایک اور عالم (عالم) ہے کہ جس مین اعمال اور اقوال وغیرہ اپنے مناسب ایک صورت خاص مین
متشکل ہوتے ہین اور اوس عالم مین بیشتر اشیاء موجود ہوچکی ہین جب اس عالم عنصری مین اسی کی مطابق ظاہر ہوتی ہین
اور بہت سی چیزین جبکہ اجسام عامہ کے نزدیک نہین اوس عالم مین یہان سے نقل کیجاتی ہین اور سارے آدمی اونکو
نہین دیکہہ سکتے مسلم نے ابو امامہ اور نیز نواس بن سمعان سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت
کے روز سورہ بقر اور آل عمران بادل کی صورت مین یا پرندون کی دو ٹکڑیون کی طرح ظاہر ہوکر اپنے قاری کے حق مین
شفاعت کرینگی اور احمد نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز اعمال
ظاہر کئے جاوینگے نماز پہر زکوٰۃ پہر روزے آوینگے اور ابوموسیٰ اشعریؓ سے احمد نے مسند مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین
روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان المعروف والمنکر خلیقتان تنصبان للناس یوم القیمۃ
فاما المعروف فیبشر اصحابہ ویوعدھم الخیر واما المنکر فیقول الیکم الیکم وما یستطیعون
له الا لزوما۔ عمل مشروع اور نامشروع قیامت کے دن پیدا کئے جاوینگے یعنی آدمیون کی صورت مین کہڑے
کئے جاوینگے اون لوگون کے واسطے جن سے وہ سرزد ہوئے ہین عمل مشروع اپنے کرنے والون کو بشارت
دیگا اور بہلائی کا اون سے وعدہ کرے گا اور عمل نامشروع اپنے کرنے والون سے کہیگا کہ میرے پاس سے
دور ہوجاؤ مگر اون کو اوس سے چہٹکارا نہوگا۔ اور اسامہ بن زید سے بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فانی لاری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر مین تمہارے
گہرون مین فتنون کو اس طرح گرتے ہوئے دیکہتا ہون جیسے مینہ برستا ہے اور بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ اور ابوہریرہؓ
سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو اس وجہ سے عذاب دیا گیا تہا کہ اوس نے
بلی کو باندہ رکہا تہا یہان تک کہ وہ بہوک کے مارے مرگئی اور بخاریؒ اور مسلمؒ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت بدکار جنت مین داخل کیگئی جسنے ایک بہت پیاسے کتے کو پانی پلایا تہا
اور صحیح بخاری و مسلم مین قتادہ کے ذریعہ سے مالک بن صعصعہ سے حدیث معراج مین مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے قال ھذا سدرۃ المنتھیٰ فاذا اربعۃ انھار نھران باطنان ونھران ظاھران قلت
ما ھذان یا جبریل قال اما الباطنان فنھران فی الجنۃ واما الظاھران فالنیل والفرات یعنی جبرئیل نے کہا
کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے وہان چار نہرین تہین اون مین دو چہپی ہوئی تہین مین نے جبرئیل سے اسکے ظاہر اور مخفی ہونیکی
وجہ دریافت کی اونہون نے جواب دیا کہ یہ دونون چہپی ہوئی نہرین بہشت کی ہین اور دونون ظاہر نہرین نیل و فرات

ہین اور ایک حدیث خسوف الشمس مین ہے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ مین دوزخ کی لپیٹ سے نماز مین پیچھے ہٹا تھا اور خوشہ
جنت کے لینے کے قصد سے آگے بڑہا تھا اور اگر وہانکا ایک انگور کا خوشہ لے لیتا تو تم ابدالآباد تک کہاتے پہر بہی وہ
کم ہوتا چنانچہ صحاح مین یہ حدیث موجود ہے اور انسؓ سے بخاری سنے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز پڑہائی پہر ممبر پر چڑہے اور اپنے دست مبارک سے قبلہ مسجد کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مجھکو ابہی تمکو نماز پڑہاتے ہین
جنت صورت بنی ہوئی اِس دیوار کے مقابل دکہائی دی۔ ظاہر ہے کہ جنت و دوزخ اپنے اجسام مقرری کے ساتھ
اُس قدر مسافت مین سمانے کی گنجایش نہین رکھتین اور مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ یعنی دوزخ کی آگ شہوات
ولذات کے ساتھ اور جنت سختیون اور مشقتون کے ساتھ گہیری گئی ہین۔ اور ابوداؤد اور نسائی نے ابوہریرہؓ سے
روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت اور دوزخ کو پیدا کیا جبرئیل سے
فرمایا کہ جا اور جنت و دوزخ کو دیکھ۔ اور شرح اسماے حسنیٰ مین ایک حدیث مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے ان البلاء لینزل فیلقیہ الدعاء فیتعلجان الی یوم القیامۃ اگر بلا نازل ہوتی ہے تو اوسکو دعا
آسمان وزمین کے درمیان مین ملتی ہے اور دونون قیامت تک کشتی کرتی رہتی ہین۔ اور عبادہ بن صامت سے ابوداؤد
اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے اول قلم کو پیدا کرکے حکم دیا کہ لکھ اوس نے
عرض کیا کہ کیا لکھون ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب لکھ اس سے اشارہ ہے کہ اس عالم کی کل چیزین یہان ظاہر
ہونے سے پیشتر سب کو اللہ ہستی مین لایا پہر اوسی کے مطابق یہان ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوچکا ہے پہر اوسی عالم مین جا کر
قرار پایا ہے اور وہ عالم کہین آسمان وزمین پر کسی خاص جگہ نہین بلکہ اس عالم کا دوسرا پہلو وہ ہے اور آپ قلم کو کوئی
قلم واسطی نہ سمجھیئے گا۔ اور ابن عمر سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے اذا صار اهل الجنة الی الجنة واهل النار
الی النار جیئ بالموت حتی یجعل بین الجنة والنار ثم یذبح۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبکہ بہشتی بہشت
مین اور دوزخی دوزخ مین جاوینگے لائی جاویگی موت تو موت کو دوزخ کے درمیان مین لاکر کہینگے پہر ذبح کر ڈالینگے
اور سورۂ مریم مین ہے فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا یعنی ہمنے اوسکی طرف اپنی روح کو بہیجا اور
اوسکے سامنے آدمی صورت ہوگیا اور احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے
اور دونون باہم باتین کرتے اور پہر جبرئیل چلے جاتے اور سوائے حضرت کے کوئی اونکو نہ دیکہتا اور انسؓ سے بخاری نے
روایت کی ہے یضرب بمطارق من حدید ضربة فیصیح صیحة یسمعها من یلیه غیر الثقلین یعنی
منافق اور کافر کو فرشتے قبر مین لوہے کے گرزون سے مارتے ہین وہ اتنا چلاتا ہے کہ اوس کی آواز کو وہ سنتے ہین
جو اوسکے قریب ہین مگر جن اور انس نہین سنتے۔ اور ابوہریرہؓ سے ترمذیؒ نے روایت کی ہے کہ جب مردے کو قبر مین

رکھدیتی ہین تو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو اوسکی قبر ستر گز طول مین اور ستر گز عرض مین کشادہ کردیتے ہین اور اگر منافق ہوتا
تو زمین سے کہا جاتا ہے اِلتَئِمِی عَلَیہِ فَتَلتَئِمُ عَلَیہِ فَتَختَلِفُ اَضلَاعُہٗ یعنی اوسکو دبوچ پس وہ اوسکو
اتنا دبوچتی ہے کہ اوسکی داہنی پسلیان بائین سے اور بائین داہنی سے ملجاتی ہین اور براء بن عازبؓ سے احمد اور
ابو داؤد نے روایت کی ہے یاتیہ ملکان فیجلسانہ یعنی مُردے کے پاس دو فرشتے آتے ہین اور اوسکو بٹھاتے
ہین اور ابو سعیدؓ سے دارمیؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کافر پر اوسکی قبر مین ننانوے سانپ متعین کئے
جاتے ہین جو اوسکو ڈستے ہین اور قیامت تک ڈستے رہینگے اور ابن ماجہؒ نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اذا دخل المیت القبر مُثِّلَتْ لہ الشمس عند غروبہا فیجلس یمسح عینیہ ویقول
دعونی اصلی یعنی جسوقت مومن قبر مین داخل کیا جاتا ہے تو اوسکو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ آفتاب غروب ہونے کے
اس لئے وہ آنکھین ملتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھکو چھوڑ دو تا کہ نماز پڑھ لون بخاری اور مسلم نے ابو سعید خدریؓ
سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اون کے اصحاب نے پوچھا ھل نری ربنا یوم القیامۃ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم ھَل تُضَارُّونَ فی رؤیۃ الشمس بالظہیرۃ صحوا لیس معہا سحاب
وھل تضارون فی رؤیۃ القمر لیلۃ البدر صحوا لیس فیہا سحاب قالوا لا یا رسول اللہ قال ما تضارون
فی رؤیۃ اللہ یوم القیامۃ الا کما تضارون فی رؤیۃ احدھما یعنی کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھینگے
حضرت نے فرمایا ہان دیکھوگے کیا تمکو دوپہر کے وقت جبکہ ابر بھی نہو چاند کو دیکھنے سے کوئی تکلیف معلوم ہوتی ہے یا تمکو چودہوین
رات مین جبکہ آسمان ابر سے صاف ہو چاند کو دیکھنے سے کوئی اذیت معلوم ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
کسی طرح کی تکلیف نہین ہوتی آنحضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے دیکھنے مین بھی یہی حالت ہوگی اور اسی حدیث
مین یہ بھی ہے فیقول ھل بینکم وبینہ آیۃ تعرفونہ فیقولون نعم فیکشف عن ساق یعنی اللہ فرماویگا کہ
کیا تمہارے اور پروردگار کے درمیان کوئی علامت ہے جس کے ذریعہ سے تم اوسکو پہچان سکتے ہو بندے جواب دینگے
کہ ہان نشانی ہے اوسوقت پنڈلی کھولی جاوے گی اور ابو ہریرہؓ کی حدیث متفق علیہ مین یہ بھی ہے حتی یضحک اللہ عنہ
یعنی بندہ یہانتک مانگتا رہیگا کہ اللہ اوسکے سوال سے ہنس دیگا اور جریر بن عبد اللہؓ سے بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے
کہ تم اپنے رب کو اس طرح دیکھوگے جیسے کہ اس چودہوین شب کے چاند کو دیکھتے ہو اور ابن مسعودؓ سے دارمیؒ نے روایت کی ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ مقام محمود کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا ذلک یوم ینزل اللہ تعالی
علی کرسیہ فیاطّ کما یاطّ الرحل الجدید من تضایقہ وھو کسعۃ ما بین السماء والارض یعنی
جسدن اللہ اپنی کرسی پر نزول فرماوے گا تو کرسی مین سے اس طرح آواز نکلیگا جیسے چمڑے کے نئے زین سے تنگی کے سبب
آواز پیدا ہوتی ہے حالانکہ وہ بھی اتنی وسعت ہوجاسکے گی جتنی آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ ان احادیث مین غور کرو

سے تین باتین سمجھ مین آتی ہین (۱) ان کے ظاہر مضمون پر خیال کیا جاتا ہے تو ایک عالم کی طرف ضرورت واقع ہوتی ہے
جسکا حال ہمنے بیان کیا ہے، حال اہل حدیث کا ہے کہ وہ ظاہر مضامین پر عمل کرتے ہین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات
کی طرف تنبیہ کی ہے (۲) یہ معاملات واقع مین تو نہین ہوتے مگر خیال ان کا پیدا ہوجاتا ہے اور دیکھنے والیکی نظر مین ایک
صورت خیالی موجود ہوجاتی ہے اور نظیر اسکی یہ ہے کہ سورہ دخان مین جو آیا ہے یَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۔
یعنی اوس دن آسمان مین ظاہر دہوان پیدا ہوجاے گا۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہین کہ مراد اس دہوین سے وہ قحط ہے جو
قریش پر پڑا تہا آنحضرت کے زمانہ مین حضرت کی بددعا سے کہ فرمایا خدایا ان پر سات برس کا قحط کردے جیسے تو نے
مصریون پر حضرت یوسف کے زمانہ مین کردیا تہا پس قحط مین مبتلا ہوگئے یہانتک کہ ہوا مین ایک چیز دہوین کی مانند دیکہتے تہے
اس لئے کہ بہوک کا ضعف بصر کے سبب سے ہوا کو مانند دہوین کی دیکہتا ہے اور ابن ماجشون سے منقول ہے کہ جس حدیث مین
یہ بیان ہے کہ اللہ تعالی کا دیدار قیامت کو ہوگا اور طرح طرح کے حالات پیدا ہونگے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ مخلوق کی نظرین بدل جائینگی
اللہ کو اترنے والا تجلی کرنے والا اور خلق کو پکارنے والا خلق سے باتین کرنے والا دیکھین گی حالانکہ اللہ تعالی اپنی عظمت پر
قائم ہے اوسمین کسی طرح کا تغیر نہین اور نہ وہ بدلتا رہتا ہے (۳) یا بطور تمثیل کے شارع نے ایسا بیان کردیا تاکہ دوسرے
معانی سمجھہ مین آجائین مگر میرے نزدیک یہ تیسری وجہ کافی نہین ۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے عذاب قبر کے بیان مین ان
تینون مقامون کو خوب کہولا ہے چنانچہ کہا ہے اس قسم کی خبرون کے ظاہری مضامین صحیح ہین اور بہید ان کے پوشیدہ ہین
مگر اہل باطن پر ان کے ساری حالات مکشوف ہین پس جسپر ان کی حقایق نہ کہلی ہون تو اوسکو چاہیے کہ مضامین ظاہری کا
انکار نہ کرے بلکہ کم سے کم درجۂ ایمان یہ ہے کہ تسلیم و رضا سے کام رکہے اگر معترض یہ کہے کہ ہم کافر کو مدت دراز تک قبر
مین دیکہتے ہین اور اوسکی محافظت کرتے ہین مگر جو کچہہ احادیث مین میت کے بارے مین وارد ہے وہ حالات اوسپر گذرتے
نہین پاتے ہین پس خلاف واقعہ کی تصدیق کرنے کی کیا وجہ ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ ایسی باتون کی تصدیق کے واسطے
تین صورتین ہین (۱) پہلی صورت یہ ہے کہ یہ ساری چیزین صحیح اور درست اور قابل تصدیق ہین واقع مین سانپ کاٹتے
ہین فرشتے گرز لگاتے ہین برزخ کی ہوا ہی کہلجاتی ہین مگر یہہ باتین آدمیون کو ان آنکہون سے معلوم نہین ہوسکتین کیونکہ یہہ
باتین ملکوتی ہین اور ان آنکہون مین اسرار ملکوتی کے مشاہدہ کی قدرت نہین اور جو چیز آخرت سے تعلق رکہتی ہے وہ
سب عالم ملکوتی کے قبیل سے ہے اس عالم سے اوسکا تعلق نہین دیکہو صحابہ رضی اللہ عنہم جبریلؑ کے نزول پر ایمان
رکہتے تہے باوجودیکہ جبریل کو آتے جاتے نہین دیکہتے تہے اور اس بات پر اونکو تصدیق تہی کہ پیغمبر علیہ السلام حضرت جبریل کو
دیکہا کرتے ہین اگر تمکو اس بات کا یقین نہین کہ میت پر ایسا ایسا واقعہ گذرتا ہے تو ملائکہ کے وجود پر اور وحی کے
نزول پر ایمان لانا اور بہی تمہارے لیے مشکل ہوگا کیونکہ یہ اوس سے زیادہ باریک بات ہے اور تمکو اس بات کا
یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ چیزین نظر آتی تہین جو امت کو نہین آسکتین تو پہر یہہ کیسے ہوسکتا ہے کہ

کہ میت کے باب مین تم ان اخبار کی تکذیب کروگے اور جسطرح کہ فرشتے انس وجن کے مشابہ نہین اسی طرح سانپ بچھو بھی
عالم آخرت کے اس عالم کے سانپ بچھوؤن کے مشابہ نہین ہیں اور وہ اقسام علیحدہ ہین اور وہ کسی دوسرے حاسہ سے
معلوم ہوسکینگے (۲) دوسری صورت یہ ہے غور کرو کہ سوتا ہوا خواب مین کیا کیا دیکھتا ہے کبھی اوسکو سانپ کاٹ کھاتا ہے
اور وہ اس سے ایذا پاتا ہے یہان تک کہ کبھی چیخین مارنے لگتا ہے پیشانی پر عرق آجاتا ہے جو دوسرون کو معلوم ہوتا ہے
اور اپنی جگہہ سے کود پڑتا ہے اور سوتا ہوا ان سب باتون کو دیکھتا ہے اور تکلیف پاتا ہے اور یہہ حالات اوسپر ایسے
گذرتے ہین جیسے جاگتے ہوئے پر گذرتے ہین اور جو لوگ اوس کے پاس بیٹھے ہوتے ہین وہ یہ جانتے ہین کہ یہ آرام سے
سو رہا ہے اور نہ کوئی سانپ اوسکے آس پاس ہوتا ہے نہ بچھو اور اوس کے حق مین یہ سب چیزین موجود ہوتی
ہین اور عذاب اوسکو حاصل رہتا ہے اور جبکہ عذاب کاٹنے کی تکلیف مین ہے تو پھر خیالی سانپ مین اور واقعی سانپ مین
کیا فرق ہے (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ سانپ خود ایذا نہین پہونچاتا ہے بلکہ وہ زہر ایذا دیتا ہے جو اوس سے تم مین
سرایت کرتا ہے پھر زہر بھی الم نہین بلکہ اوس کا وہ اثر جو تم مین حاصل ہوا ہے وہ الم ہے اور جبکہ یہہ اثر بغیر سم کے
حاصل ہوگا تو عذاب توبہت ہوگا اور تعریف اس عذاب کی کرنا ممکن نہوگا مگر ایسے سبب کی طرف منسوب کرکے جو عادت
مین جاری ہے بیان کرنے سے کچھ سمجھہ مین آسکیگا اس لئے کہ انسان کو لذت جماع مباشرت جماع کے بدون پیدا
ہوجائے تو اوسکو کبھی دبتا سکیگا مگر جبکہ وہ کسی چیز کی طرف نسبت کریگا تب بتا سکیگا تو بتانیکا سبب وہی نسبت واقع ہوگی
" ب کا نتیجہ حاصل ہوگا اگرچہ سبب کی صورت معلوم نہوسکے اور سبب کا ارادہ اوسکے ثمرہ کی وجہ سے کیا جاوے گا
کچھہ اوس سے ذاتی غرض نہوگی اور انسان کی خراب عادتین جسقدر اوسمین موجود ہین یہ سب اوس کے نفس مین
موذی اور تکلیف دینے والے جانورون کی صورتون مین موت کے وقت ہوجائنگی پس اسوقت درد ان کے
ایسے ہون گے جیسے سانپ بچھو کے کاٹنے سے ہوتے ہین بغیر اس کے کہ وہان اصلی اور واقعی سانپ بچھو موجود ہون
حکما کی اصطلاح مین عالم مثال کا نام عالم نقوش منطبعہ ہے اور اشراقیہ اسے اقلیم ہشتم اور عالم اشباح کہتے ہین
علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد مین اون سے نقل کیا ہے قال الاقدمون ان فی الوجود عالما مقداریا
غیر العالم الحسی لاتتناهی عجائبه ولا تحصی مدنه وعليه بنوا امر المعاد الجسمانی فالبدن
المثالی الذی تتصرف فیه النفس حکمه حکم البدن الحسی فی انه له جمیع الحواس الظاهرة والباطنة
فتلذذ وتتألم متقدمین کہتے ہین کہ ایک عالم مقداری بھی موجود ہے جو اس عالم حسی سے علیحدہ ہے اوس کے
عجائب و غرائب بے انتہا ہین اور شہر اوسکے شمار سے باہر ہین اور اسی پر مبنی ہین احکام معاد جسمانی کے پس بدن
مثالی جس مین نفس تصرف کرتا ہے وہ بھی اسی طرح حواس ظاہری و باطنی رکھتا ہے جیسے بدن حسی رکھتا ہے اور اسیطرح
راحت و تکلیف پاتا ہے ارسطو نے اوثولوجیا مین کہا ہے ورآء هذا العالم سمآء وارض وبحر و

حیوان ونبات وناس سماویون وکل من فی ذلک العالم سماوی ولیس هناک شئ ارضی والروحانیون الذین هناک یلائمون الانس لا ینفر بعضهم وکل واحد لا ینافی صاحبه بل یستریح الیه یعنی اس عالم کے سوا اور آسمان اور زمین اور دریا اور حیوانات اور نباتات اور آدمی ہین اور یہ سب سماوی ہین یعنی ان مین تغیر و تبدل واقع نہین ہوتا جو کچھ اس عالم مین ہے وہ سب سماوی ہے یہان کوئی چیز ارضی نہین کہ قابل تغیر و تبدل ہوتی ہے اور جو روحانی یہان موجود ہین وہ سب آپس مین موافق ہین کسی کو کسی سے خلاف اور تنفر نہین اور فتوحات مکیہ کے آٹھوین باب مین ہے کل نفس خلق اللہ تعالیٰ فیها عوالم یسبحون اللیل والنهار وخلق اللہ تعالیٰ من جملة عوالمها عالماً علی صورنا اذا ابصرها العارف یشاهد نفسه فیها یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر نفس مین عالم پیدا کئے ہین جو رات دن ذکر الہی مین مصروف ہین اور اللہ تعالیٰ کے عالمون مین سے ایک عالم ہماری صورتون کے مطابق ہے جب عارف اوسے دیکھتا ہے تو اپنے نفس کو اوسمین پاتا ہے۔ صوفیہ اس عالم مثال کو عالم ارواح و عالم اجسام کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہین اور اوسکی امثلہ مین بڑا بسط کیا ہے آئینہ اور خواب سے مثال دیتے ہین اور حق یہ ہے کہ معاملات حضرات انبیا کے ارواح کے ساتھ اور ملائکہ کا نزول اور کاروبار برزخ جیسا کہ قرآن و حدیث سے مفہوم ہوتا ہے اوس طور سے الگ ہے جو طور اونہون نے بیان کئے ہین +

ملاء اعلیٰ یعنی ملائکہ

اللہ تعالیٰ سورہ مومن مین فرماتا ہے الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربهم ویومنون به ویستغفرون للذین آمنوا ربنا وسعت کل شئ رحمة وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقهم عذاب الجحیم ربنا وادخلهم جنت عدن التی وعدتهم ومن صلح من آبائهم وازواجهم وذریاتهم انک انت العزیز الحکیم وقهم السیئات ومن تق السیئات یومئذ فقد رحمته وذلک هو الفوز العظیم۔ یعنی جو لوگ عرش کو اوٹھا رہے ہین اور جو اوسکے گرد ہین اپنے رب کی تسبیح مین مشغول ہین اور اوسپر یقین رکھتے ہین اور ایمان والون کے گناہ بخشواتے ہین اے پروردگار ہمارے تیری مہربانی و علم مین ہر چیز سما گئی ہے اون کو معاف کر جو توبہ کرین اور تیری راہ چلین اور اون کو عذاب دوزخ سے بچا اے رب ہمارے اون کو بہشتون مین داخل کر جن کا وعدہ تو نے اون کو دیا ہے اور جو کوئی اون کے باپون مین اور عورتون مین اور اولاد مین سے نیک ہو اوسکو بھی معاف کر کے بہشت مین داخل کر بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے اور بچا اون کو برائیون سے اور جسکو اوس دن برائیون سے بچایا اوسپر تو نے مہربانی کی اور یہی مقصد اعلیٰ ہے۔ احمد اور ترمذی نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انی قمت من اللیل فتوضات وصلیت ما قدر لی فنعست فی صلوتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورة

فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت لا ادری قالها ثلثا قال فرأیته وضع کفه بین کتفی حتی وجدت برد انامله بین ثدیی فتجلی لی کل شئ وعرفت فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت فی الکفارات قال وما هن قلت مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس فی المساجد بعد الصلوات واسباغ الوضوء حین الکریهات قال ثم فیم قال قلت فی الدرجات قال وما هن قلت اطعام الطعام ولین الکلام والصلوٰة باللیل والناس نیام یعنی مین رات کو تہجد کے لیئے اوٹھا مین نے وضو کیا اور نماز پڑہی پہر مین اونگھ گیا اور مجہہ پر نیند غالب ہوگئی اسی حالت مین مینے اللہ تعالی کو ایک اچھی صورت مین دیکھا اللہ تعالی نے مجہسے فرمایا اے محمد ملا اعلی یعنی ملائکہ مقربین کس چیز مین جھگڑتے ہین مینے عرض کی مجہے اسکا حال معلوم نہین اللہ تعالی نے تین بار یہی بات پوچہی اور مینے یہی جواب دیا حضرت کہتے ہین مینے اللہ تعالی کو دیکھا کہ اوس نے اپنا ہاتہ میرے دونون کندہون کے درمیان رکہا تہا یہان تک کہ مینے اوسکی انگلیون کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان مین پائی پہر مجہپر تمام چیزین کہل گئین اور مینے پہچان لیا پہر اللہ تعالی نے فرمایا ای محمد ملائکہ مقربین کس چیز مین جھگڑتے ہین مین نے عرض کی کفارے مین جھگڑتے ہین اللہ نے فرمایا وہ کفارے کیا ہین مین نے عرض کی اون مین جماعات کی طرف چلنا اور نمازون کے بعد مسجدون مین بیٹھنا اور کراہت کے وقت مین اچھی طرح وضو کرنا (مراد یہ ہے کہ ایسے وقت میں اچھی طرح وضو کرنا جبکہ پانی کا استعمال طبیعت کو ناگوار ہو) اللہ تعالی نے فرمایا پہر فرشتے مقربین کس چیز مین جھگڑتے ہین مینے عرض کی کہ درجات مین اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ کیا ہین مینے عرض کی کہانا کہلانا اور نرم کلام اور نماز پڑہنا شب مین اوسوقت کہ آدمی سوتے ہون ابوہریرہ رض سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فاذا صلی لم تزل الملائکۃ تصلی علیہ مادام فی مصلاہ بندہ جسوقت نماز پڑہتا ہے فرشتے ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہین اوسکے لئے جب تک اپنی نماز کی جگہہ مین ہے اور بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدهما اللهم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللهم اعط ممسکا تلفا یعنی ہر روز صبح دو فرشتے اوترتے ہین ایک اونمین سے یہ کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنیوالے کو بدلا دے اور دوسرا کہتا ہے کہ ای اللہ بخیل کو نقصان پہونچا اور بخاری نے کتاب التفسیر مین ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قضی اللہ امرا فی السماء ضربت الملائکۃ اجنحتها خضعانا لقوله کانه سلسلۃ علی صفوان فاذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وهو العلی الکبیر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت اللہ تعالی کوئی حکم آسمان پر جاری فرماتا ہے تو فرشتے اللہ تعالی کی ہیبت سے اپنے پر گرا دیتے ہین گویا وہ چکنے پتہر پر ایک سلسلہ دار آواز ہے جسوقت ملائکہ کے دل سے خوف دور ہوتا ہے تو کہتے ہین اللہ تعالی نے کیا کہا ہے کہتے ہین حق کہا ہے اور وہ بڑا بزرگ ہے اور ابوہریرہ سے

مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ اپنے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو پکارتا ہے جبرئیل کو
اور فرماتا ہے کہ تحقیق مین دوست رکھتا ہون فلان شخص کو تو بھی اوسکو دوست رکھ حضرت فرماتے ہین کہ جبرئیل اوسے
دوست رکھتے ہین پھر جبرئیل آسمان مین پکارتے ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ فلان شخص کو دوست رکھتا ہے تم بھی
اوسکو دوست رکھو تو اہل آسمان اوسکو دوست رکھتے ہین پھر اوسکے لئے قبولیت زمین مین رکھی جاتی ہے اور جسوقت
اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو فرماتا ہے کہ مین فلان شخص سے بغض رکھتا ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ
حضرت کہتے ہین کہ جبرئیل بھی اوس سے بغض رکھتے ہین پھر جبرئیل اہل آسمان سے کہدیتے ہین کہ اللہ فلان شخص سے بغض رکھتا ہے
تم بھی اوس سے بغض رکھو حضرت فرماتے ہین کہ اہل آسمان اوس سے بغض رکھتے ہین پھر اوسکے لئے زمین مین بغض
رکھا جاتا ہے اور فلاسفہ و حکما قطعاً اون ملائکہ کے قائل نہین جو نظر آتے ہین بلکہ اون کے نزدیک ملائکہ دو چیز دن کا نام ہے
(۱) نفوس مجردہ بالذات جو اجرام آسمانی سے تعلق رکھتے ہین اور وہ اونکو ملائکہ سماویہ کہتے ہین (۲) عقول مجردہ
بالذات و بالفعل ان کا نام فلاسفہ کی اصطلاح مین ملاء اعلیٰ ہے اور یہہ دونون قسمین کلام کرنے کی صلاحیت نہین
رکھتین اس لئے کہ کلام کرنا اجسام کے خواص سے ہے کیونکہ فلاسفہ کی اصطلاح مین حرف اور آواز دونون اون
امور مین سے ہین جو ہوائی متموج کو عارض ہوتے ہین پس کلام حقیقی جو سنائی آوے مجردات کی شان سے بعید ہے اور شرع
سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہین کہ وہ افاضل ملائکہ ہین اور درگاہ الٰہی سے نہایت قربت کا مرتبہ
رکھتے ہین اور ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہین اون لوگون کیلئے جو نہایت نیک طینت ہین اور اخلاق اونکے مہذب ہین آدمیون
کی ہمدردی اور اصلاح مین کوشش رکھتے ہین اللہ تعالیٰ ان کی دعا کے سبب اونپر برکات نازل کرتا ہے اور جو لوگ
گناہ کے کام کرتے رہتے ہین اور فساد پھیلاتے ہین آدمیونکو ستاتے ہین اونپر یہ ملائکہ لعنت بھیجتے ہین پس انکی لعنت
کی وجہ سے ایسے لوگونکو ہمیشہ حسرت اور ندامت حاصل رہتی ہے اور ملائکہ سافل کو الہام ہوتا ہے کہ ایسے لوگون
کے ساتھہ بغض رکھین دنیا مین یا موت کے بعد ان سے برائی سے پیش آوین اور یہ فرشتے اللہ تعالیٰ اور اوسکے بندون
کے درمیان سفارت کرتے ہین اور بنی آدم کے دلمین عمدہ کامون کے الہام کرتے ہین یعنی اچھی باتونکا خطرہ
اونکے دلون کسی سبب کے ساتھہ ڈالتے ہین اور ان فرشتونکی جماعتین ہین جنکا علم اللہ کو ہے اور انہین جماعتونکی
تقسیم کے اعتبار سے نہین رفیق اعلیٰ اور ندی الاعلیٰ اور ملاء اعلیٰ کے ساتھہ تعبیر کرتے ہین اور نیک آدمیون کی ارواح
بھی مرنے کے بعد ان مین مل سکتی ہین اسی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین اشارہ کیا ہے یا ایتہا
النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اے نفس
مطمئنہ پھر چل اپنے رب کی طرف تو اوس سے راضی ہے وہ تجھسے راضی ہے پھر مل میرے بندون مین اور داخل ہو میری بہشت
مین اور ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رأیت جعفرا الطیر فی الجنة

مع الملآئکۃ بجناحین یعنی مین نے جعفر کو بہشت مین فرشتون کے ساتھہ دو بازوون سے اوڑتے ہوئے دیکھا ہے اور
جس کام کا اس آیت مین اشارہ ہے وہ بھی یہین سے متعین ہوتا ہے فیھا یفرق کل امر حکیم اوسی شب قدر مین ہر
کام جانچا ہوا فیصل کیا جاتا ہے اور یہین پر شرائع بھی کسی وجہ کے ساتھہ مقرر ہوتے ہین۔
اب یاد رکھو کہ ملاء اعلی کی تین قسمین ہین (۱) ایک قسم یہ ہے کہ اللہ تعالی نے یہہ جانا کہ وہ انتظام اون پر موقوف ہے اسلیے
اللہ نے اجسام نوری پیدا کئے پھر ان مین عمدہ جانین ڈالین (۲) دوسری قسم وہ ہے کہ عناصر کے بخارات لطیف
ایک مزاج معتدل پیدا ہوکر لایق اس بات کے ہوتا ہے کہ نفوس عالیہ اوسے حاصل ہو جاتے ہین جو قواے بہیمیہ سے
بالکل مبرا ہوتے ہین (۳) تیسری قسم یہہ ہے کہ کچھ نفوس انسانی ہین جو ملاء اعلی کے ساتھہ پاکیزگی پیدایش مین
مناسبت رکھتے ہین اور ہمیشہ نجات کے کام کرتے رہتے ہین جنکی وجہ سے ملاء اعلی سے قربت حاصل ہوتی جاتی ہے
یہانتک کہ جب مرتے ہین تو ملاء اعلی مین مل جاتے ہین اور اونہین مین سے شمار پاتے ہین اور ملاء اعلی کی شان یہ ہے
کہ وہ ہمیشہ حق تعالی کی طرف ایسے متوجہ ہوتے ہین کہ کسی طرف اونکو التفات نہین ہوتا اسی وجہ سے حق تعالی نے فرمایا ہے
یسبحون بحمد ربھم و یؤمنون بہ یعنی اپنے رب کی تسبیح اوسکی حمد کے ساتھہ کرتے ہین اور اوسپر یقین رکھتے ہین اور ان
ملاء اعلی کو اللہ تعالی کی طرف سے عمدہ انتظام کی خوبی اور ناقص انتظام کی برائی اچھی طرح روشن ہو جاتی ہے اسوجہ سے
یہ ملاء اعلی اللہ تعالی سے رحمت طلب کرتے ہین اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالی کے اس قول مین ویستغفرون
للذین اٰمنوا اور ایمان والون کے گناہ بخشواتے ہین اور جو ملاء اعلے سب مین افضل و اعلی ہین وہ اون کے جمع ہوتے
ہین اور آپس مین متداخل ہو جاتے ہین اوس روح کے پاس جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوسکے
بہت سے منہ اور بہت سی زبانین ہین اور اسوقت مین وہ سارے نور بمنزلے ایک شے کے ہو جاتے ہین اسی کو حظیرۃ
القدس و عالم قدس کہتے ہین۔
اور کبھی اس حظیرۃ القدس مین نجات بنی آدم کے حاصل کرنے کے لئے اجماع ہو کر دنیا و آخرت کی ضرورت کے سبب سے
ایک حیلہ کھڑا کیا جاتا ہے اور صورت اسکی یہ ہے کہ جب یہ منظور ہوتا ہے کہ بندون کو راہ مستقیم دکہائی جاوے اور عبادت اور
نیکی کی طرف اونکو مائل کیا جائے اور جور و نفاق اور شر و فساد اون مین سے دفع کیا جاوے تو اونہین مین سے ایک
بندے کو منتخب کرکے اوسے کامل کیا جاتا ہے اس انسان کامل کو رسول و نبی کہتے ہین اور [illegible] کو اب
قوت اور [illegible] دیا جاتا ہے کہ جس کام کے واسطے اسے منتخب کیا گیا ہے اوس مین کامیابی حاصل کرلیتا ہے اور اوسکی
اطاعت کا نزدیک دلون مین میلان اور شوق ڈالا جاتا ہے اور اوسکے موافق پر رحمت اور مخالف پر لعنت اونپر
اور اوسکے آگے عالم عناصر و عالم اجسام علوی آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ دست بستہ حاضر کھڑے رہتے ہین اوسکے
اشارہ سے چاند پھٹ جاتا ہے درخت اوسکے بلانے سے چلے آتے ہین دو چار قطرے یا [illegible] پانی اوسکے ہاتھہ [illegible]

سے لشکر کو سیراب کر دیتا ہے حجر و شجر اوس سے کلام کرتے ہین اور اوسکے شوق مین روتے ہین ایک عالم کے قلوب اوسکی طرف
کہنچ آتے ہین عصا مارنے سے پتھر پانی بہاتا ہے اوسکی دعا سے مردہ زندہ ہو جاتا ہے اندہے اور جذامی شفا پاتے ہین
اور یہی اجماع خطیرۃ القدس کا اوس شخص منتخب کے دل مین کچھہ ایسے علوم تہذیب و تعلیم قوم کے لئے پیدا کر دیتا ہے جسکو
وحی یا رویا یا ندای ہاتف غیبی کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور خطیرۂ قدس کی کوئی صورت بہی اوسکو نظر آکر بالمشافہہ
اوس سے کلام کرتی ہے اور اوسکے دوستون کی کار خیر پر مدد کرتی ہے اور دشمنون کو نیچا دکہاتی ہے معاملۂ نبوت کی
اصل یہی ہے اور اسی خطیرۃ القدس کے اجماع کو تائید روح القدس کہتے ہین اور اس وقت بہت سی غیر معمولی برکتین
پیدا ہوتی ہین جسکا نام معجزات ہے اور ملاء اعلی کے دوسرے درجہ مین کچھہ نفس ہین جنکو ملاء سافل کہتے ہین بخارات لطیف مین
مزاج معتدل کے پیدا ہونے سے ظہور مین آتے ہین جن کی سعادت ملاء اعلی والون کے مرتبہ کو نہین پہونچتی ان کا کمال یہ ہے
کہ جو کچھہ ملاء اعلی کی طرف سے ان کے دلون پر ترشح کرتا ہے اوسکے حاصل کرنے کے لئے تیار رہتے ہین جب موافق استعداد
قابل اور تاثیر فاعل کی ترشح ہو جاتا ہے وہ اون کامون کو جو ترشح ہوئے ہین لیکر اوٹہتے ہین جسطرح کہ چوپاے اور پرندے
مقتضاے طبیعت کے چیزون کو لیلیتے ہین اس صورت مین یہ جماعت اپنے جوش کو بہول جاتی ہے جو کچھہ ملاء اعلی سے
پہونچتا ہے اوسی مین باقی رہتے ہین یہ ملاء سافل جانورون اور انسانون کے دلون مین تاثیر کرتے ہین اور اس تاثیر سے
ان کا اپنا ارادہ اور اون کے اپنے دلون کی باتین اون باتون کے ساتھہ بدل جاتی ہین جو باتین ملاء سافل نے اونکے
دلون مین ڈالی ہین اور یہ ملاء سافل والے بعض طبعی چیزون مین تاثیر کرتے ہین کہ اون کے حرکات اور تغیرات دوچند
ہو جاتے ہین جیسے کسی نے پتھر لڑکہایا اب اسمین فرشتے نے تاثیر کی سو یہ پتھر زمین پر عادت سے بہت سوا چلے گا اور کسی
ماہی گیر نے نہر مین جال ڈالا اب ملائکہ کی فوج آئی اور اس فوج نے مچہلیون کے دلون مین ڈالا کہ اس جال مین گہس جاوین
تو عادت سے وہ شکار ہاتہ آگیا اور ان مچہلیون کو خود یہ خبر نہین ہوتی کہ ہم اس جال مین کیسے پہنس گئے صرف الہام کی
بدولت یہ کشش ان کے قلوب مین پیدا ہو جاتی ہے اور یون ہی سمجہنا چاہیے کہ دو فوجین لڑین فرشتون نے آکر ایک
فوج کے دلون مین تو شجاعت اور میدان جنگ مین جمے رہنے کے خیالات ڈالے اور غلبے کے حیلے الہام کئے اور
دوسری فوج کے دلون مین اس کے برخلاف باتین پیدا کر دین تاکہ قضاے الہی کا کام پورا ہو جاوے اور ایسا ہی کبہی
نفس انسانی پر الہام ہوتا ہے ملامت کرنا یا اوس کا خوش کرنا پس اسوقت فرشتے اپنی پوری کوشش کرتے ہین اور
نفس انسانی جیسا موقع ممکن دیکہتا ہے اودہر متوجہ ہوتا ہے اور ان فرشتون کے مقابل ایک دوسری جماعت ہوتی
ہے یہ سب باتون مین برخلاف اون فرشتون کے ہوتے ہین خفیف المزاج تندخو فکرین ان کی بالکل کار ہای خیر کے
مخالف ہوتے ہین یہ بالکل برے کام اور بری باتین نفوس انسانی کو سکہلاتے ہین اور تاریک بخارات کی وجہ سے
یہ پیدا ہوتے ہین ان کا نام شیاطین ہے ہمیشہ یہ اس بات کی کوشش کرتے رہتے ہین کہ جن چیزون کی ملائکہ

تدبیر کرتے ہین اونکو شامل ہین۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندون کے ساتھ دو راہین ہین ظاہری و باطنی

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندون کے ساتھ دو راہین ہین ایک باطنی دوسری ظاہری مراد راہ باطنی سے یہ ہے کہ استعدادعین ثابتہ کی حاصل ہووے اور نفس ناطقہ اپنے نفسانی پردہ دن سے نکل کر اصل کی طرف جو نفس کلیہ ہے بے تکیف میلان کرے اور تجلی اعظم کی جانب بنفس کل قبلے سے متوجہ ہو سارے قواے نفسانی ان کیفیات مقدس و منزہ کے تابع ہو جائین اور کامل طور پر تہذیب متحقق ہوجاے اور راہ ظاہری سے یہ مراد ہے کہ ملاء اسفل کہ ملائکہ کی ایک قسم ہے اس شخص سے کوئی رنگ اپنے مناسب حال قبول کرلیں اور وہ رنگ بر سون تک ترقی کرتے کرتے ملاء اعلیٰ تک پہونچ جاے اور پہر ایک مدت کے بعد تجلی اعظم کے حضور مین ٹہر جاے اور لطف عنایت سے کامیاب ہو اور تدبیر عالم مین کہ مصلحت کلیہ پر مبنی ہے داخل ہو اس عنایت کو ملاء اعلیٰ اجمال کے ساتھ قبول کرے اور ان کے نفسون مین ایک وسعت پیدا کردے اور تفصیل متحقق ہوجاے پہر کسی ایسے وقت مین جو قواے افلاک کے مناسب ہو وہ چیز جو ملاء اعلیٰ کے نفوس مین متمثل ہورہی ہے زمین پر نازل ہو اور ملاء سافل کی جماعتین اپنی استعداد کے موافق اوسے قبول کریں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عنصر اصلی کی مناسبت جو منشاء عناصر اربعہ کی ہے اوس امر متمثل مین سے ایک رنگ قبول کرلیتی ہے جسطرح کہ انواع ظاہر محسوسہ حواس ظاہر کے ساتھ قبول کیے جاتے ہین اور مرد کامل اور تمام آدمی اون انوار محسوسہ کے قبول کرنے مین شریک ہوتے ہین اور درحقیقت مرد کامل کو ان دونون ظاہری و باطنی طریقون مین حصہ عنایت کیا جاتا ہے اس لیے کہ عارف کے لطائف کی ہر نقطے مین سے واسطے ذات اصلی کی جانب کہلے ہوئے ہین پس دیکھنا چاہیے کہ الہی یہان موجود ہے سب تیار رکھا ہے اور منتظر اس بات کا ہے کہ دربار الہی سے کیا حکم ہوتا ہے تاکہ اوس کی تعمیل کیجاے انبیائے سابق کے عہد مین خصوصا حضرت موسیٰ کے زمانہ مین ظاہری راستہ زیادہ تر مفتوح تہا اور باطنی مین سے بہی کسیقدر حصہ دیا گیا تہا تاکہ اہل کمال کی جامعیت کا حکم جاری ہوجاے اور وہ کسیقدر اس مرتبے سے محروم نہ رہین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین دونون راستے کمال کے ساتھ حاصل ہوئے مگر جناب سرور کائنات کے پہلے عہد مین راہ ظاہری کے ساتھ زیادہ مشابہت تہی پچھلا عہد راہ باطنی کے ساتھ مشابہ ہوگیا عبداللہ بن عمرؓ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت سرور کائنات نے فرمایا ہے ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء اللہ تعالیٰ بندون مین سے صرف علم ہی کو نہین اوٹہائیگا بلکہ اوسکو علماء کے ساتھ اوٹہا لیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایمان حقیقی اور علم باطنی کو بہی بندون مین سے دور نہین کرے گا +

تقویٰ ولایت کے بدون کامل نہین ہوتا

تقویٰ کامل نہین ہوتا بدون ولایت کے جبتک حسد وحقد اور کبر وریاکاری وغیرہ نفس کی برائیان بالکل زائل نہون تقویٰ کامل ہونا دشوار ہے اور یہ باتین بدون فنائے نفس کے میسر نہین آسکتین جب تک اللہ تعالے کی محبت اتنی غالب نہوجائے کہ غیر حق کی محبت کی دل مین بالکل گنجایش نرہے اسوقت تک تقویٰ اور ایمان مین کمال حاصل نہین ہوسکتا اور یہ فنائے قلب کے بعد حاصل ہوتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فنائے قلب کو صلاح قلب کے ساتھ تعبیر کیا ہے صحیح بخاری ومسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثلث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما ومن احب عبدا لا یحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ کما یکرہ ان یلقی فی النار یعنی تین شخصون کو ایمان کی حلاوت حاصل ہوتی ہے ایک وہ جسکے نزدیک خدا اور رسول تمام چیزون سے زیادہ دوست ہون دوسرا وہ جو لوگون کے ساتھ محض للہ دوستی رکھے تیسرا وہ جو کفر کی طرف رجوع کرنے کو برا جانے بعد اسکے اللہ نے اسکو اوس کفر سے نکالا ہے جیسا کہ ناپسند کرتا ہے دوزخ مین گرنے کو یعنی لوگ تو عبادت دوزخ کے خوف سے کرتے ہین اور وہ کفر کو دوزخ سے بدتر جانے مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت خالص محبت سے کرے دوزخ کے خوف اور بہشت کے طمع کا لگاؤ نہو۔ رابعہ بصریؒ ایک دن ایک ہاتھ مین آگ اور ایک ہاتھ مین پانی لیکر نکلین لوگون نے دریافت کیا کہان جاتی ہو فرمایا دوزخ کی آگ بجھانے اور بہشت کو آگ دینے جاتی ہون تاکہ آدمی دوزخ کے خوف اور جنت کے طمع سے عبادت نہ کرین مگر یہ مرتبہ اعلی ہے اور دوسرا مرتبہ ہے اگرچہ اس سے وہ بہت کم ہے

اولیا کی عبادت کا ثواب عوام کی عبادت سے زیادہ ہے

اولیاء اللہ کی عبادت کا ثواب عوام سے زیادہ ہے چنانچہ بخاریؒ ومسلمؒ نے ابا سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تم مین سے راہ خدا مین کوہ احد کی برابر سونا خرچ کرے تو اوسکا ثواب میرے صحابہ کے ایک مد بلکہ آدھے مد کو بھی نہ پہنچے۔ مد تخمیناً تین پاؤ چھٹانک کا ہوتا ہے اور بھید اس بات کا یہ ہے کہ تمام عالم دائرہ ظلال کا سایہ ہے اور جب صوفی سیر وترقی مین دائرہ ظلال تک پہونچکر اوس مین فانی ہوجاتا ہے تو جو قرب اس دائرۂ ظلال کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہوتا ہے وہی قرب اس صوفی کو بھی حاصل ہوکر سارا عالم اوس کے ظل کی طرح ہوجاتا ہے اور اہل عالم کے صفات وعبادات اس صوفی کی صفات وعبادات کی گویا ظل ہوجاتی ہین پس جسقدر تفاوت ظل اور اصل مین ہوتا ہے اوسی قدر تفاوت ولی اور غیر ولی کی عبادت مین ہوگا صوفی ہمیشہ ترقی مین ہے بسبب ہر وقت صوفی کو ایک نیا مرتبہ حاصل ہوتا رہتا ہے جو پہلے

تمام مراتب سے بڑھکر ہوتا ہے اور دلیل اس قول پر وہ حدیث ہے جو عبید بن خالدؓ سے ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشخصون کو بھائی بنایا اُن مین ایک صحابی کسی جہاد مین
شہید ہوے پھر دوسرے بھی ہفتے ایک بعد اونکے بعد انتقال ہوگئے لوگون نے اُن کے جنازے پر نماز پڑھی حضرت نے
نمازیون سے دریافت کیا کہ تمنے میت کے حق مین کیا دعا کی عرض کیا کہ ہم نے یہ دعا کی کہ اللہ تعالی اوس کو بخشدے
اور یار کے ساتھ ملادے آپ نے فرمایا کہ انھون نے جسقدر نمازین اپنے یار کی شہادت کے بعد ادا کی تھین اور
جسقدر علوم کہ اون کے بعد سیکھے تھے وہ کہان گئین تحقیق ان دونون مین زمین و آسمان کے تفاوت سے
زیادہ تفاوت ہے اور بھید اسمین بھی یہی ہے کہ تمام قرب مین سے ایک اوپر کا نقطہ بمنزلے اصل کے ہوتا ہے
اُن نقاط کے لئے جو اوس سے نیچے واقع ہوتے ہین اور یہ اوسکے ظل سمجھے جاتے ہین پس جسوقت نقطہ فوقانی
حاصل ہوا تو وہ تمام نیچے کے نقطون سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ اصل کے سامنے ظل کی حقیقت نہین ہوتی اور اسی سے
یہی ظاہر ہوگیا کہ جس ولی کو زیادہ قرب الٰہی حاصل ہوگا اوس کی عبادت کا ثواب بھی اون دوسرے اولیا کی
عبادت سے جو اوس سے کم رتبہ رکھتے ہین زیادہ ہوگا کیونکہ اوس شخص کے مرتبہ مین جو مرتبہ نہایات تک پہونچ چکا ہے
اور اوسکے مرتبہ مین جو دائرۂ ظل مین پڑا ہوا ہو بہت بڑا تفاوت ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ ولایت نبوت رسالت تینون حاصل تھے اور اس کے معنی کہ فلان ولی فلان نبی کے قدم یا قلب پر ہے اور ولایت کی چار قسمین ہین خاتم الولایت اور مہر نبوت

صوفیہ کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبے حاصل ہین اول ولایت دوسری نبوت تیسری رسالت
اور بمقتضاے اول ما خلق اللہ نوری یعنی اول جو چیز کہ پیدا کی اللہ نے وہ میرا نور ہے تمام اولیاء انبیاء
انوار نور محمدی سے پیدا ہوئے ہین اور تمام اولیا اور انبیا اگلے زمانون مین آپ کے نائب تھے اسی واسطے آپ نے
فرمایا ہے لوکان موسیٰ حیاما وسعہ الا اتباعی رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان عن جابرؓ
یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام اسوقت زندہ ہوتے تو اون کو میری متابعت سے چھٹکارا نہوتا پس جناب سرور کائنات
کی ولایت اور نبوت ورسالت تمام ولیون اور نبیون اور رسولون کی ولایت اور نبوت اور رسالت کو شامل
ہے اور ان تمام مراتب مین آنحضرت کو ایک خصوصیت حاصل ہے جو آپ ہی کی ولایت اور نبوت اور رسالت سے
مخصوص ہے اسی طرح اور انبیا کو بھی ان مراتب مین اپنے اپنے طور پر خصوصیت حاصل ہے اور چونکہ اولیا

آنحضرت کی ولایت کے وارث ہین اس لئے جو ولی آپ کی ولایت کی خصوصیت کا وارث ہوگا اوسے محمدی کہین گے
اور جو کوئی ولی ولایت موسوی کی خصوصیت کا وارث ہوگا اوسے موسوی کہینگے اور جو کوئی خاص ولایت عیسے کا وارث
ہوگا وہ عیسوی کہلائیگا مگر امت آنحضرت کے اولیا کو اگر کسی نبی کی ولایت خاصہ کی وراثت ملتی ہے تو آنحضرت ہی
کی بدولت اور اونہین کے فیض سے ملتی ہے براہ راست اون انبیا سے تو حاصل نہین ہو سکتا اس تحقیق کے بعد
معلوم ہو گیا کہ یہ جو مشہور ہے کہ فلان ولی فلان پیغمبر کے قدم پر ہے اور فلان ولی فلان پیغمبر کے قلب پر ہے
اس قول کے معنی اسی قدر ہین کہ جو جو تجلیات اور مقامات اوس پیغمبر کو حاصل تھے وہ اس ولی کو بھی آنحضرت
کے ذریعہ سے حاصل ہین اور فیض دونون کے لئے ایک جنس سے ہے۔ بعد اسکے معلوم کرو کہ ولایت کی
چار قسمین ہین ایک وہ ولایت جو نبوت مطلقہ کا باطن ہے دوسری نبی کی ولایت مقیدہ تیسری ہر نبی کی
ولایت مطلقہ آنحضرت کی ولایت مطلقہ سے دوسرے انبیا کی ولایت کو روشنی پہونچتی ہے اور دوسرے انبیا کی ولایت مطلقہ سے اولیا کی ولایت کو
روشنی حاصل ہوتی ہے چوتھی ولایت مطلقہ عامہ جو نبوت کے ساتھ خصوصیت نہین رکھتی اور برگزیدہ لوگون کو بھی حاصل ہے اور ان مین ہر ایک قسم کا
ایک خاتم ہوتا ہے انبیا کی ولایت کو ولایت عامہ اور غیر انبیا کی ولایت کو ولایت منقطعہ کہتے ہین ولایت
عامہ مین دنیا کی طرف لوٹ آنا لازم ہے تاکہ صاحب ولایت خلق کی تعلیم مین متوجہ ہوئے اور اوسکی ہدایات اور پیغام
رسانی پر احکام اور حدود دفرائض مین اور ولایت منقطعہ مین عالم دنیا کی طرف عود کرنا لازم نہین ہے اسی وجہ سے
ایسے صاحب ولایت پر ابلاغ واجب نہین ہے ولایت مقیدہ محمدی یعنی ولایت خاصہ محمدی کی تین قسمین ہین اونمین
سے ہر قسم کے لئے ایک ایسا شخص ہوتا ہے جسکی ذات پر اوس قسم کے لوازم کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور جو کچھ اس شخص سے
ظہور مین آتا ہے وہ پیروی کرنے والون کے لئے قاعدہ کلیہ ہوتا ہے پہلی قسم وہ ہے جسکی وجہ سے عالم صورت ومعنی
دونون مین تصرف کرتے ہین اور اسکے ساتھ لوگون پر خلافت اور ریاست بھی حاصل ہوتی ہے اسکے خاتم کا خاتمہ کبیر
ہے اس قسم کا خاتمہ جناب علی مرتضی کی ذات پر ہو گیا ہے چنانچہ ترمذی اور ابو داؤد احمد نے سفینہ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الخلافۃ ثلثون سنۃ ثم یکون ملکا یعنی خلافت تیس برس
تک ہوگی پہر وہ خلافت بادشاہت ہو جاے گی بعضون نے اس حدیث مین لفظ ملکا کے آگے عضوضا بھی لکھا ہے
جسکے معنی ہین کاٹ کہانے والا اور مراد یہ ہے کہ اوسوقت مین لوگ جور وظلم اور تکلیف سے امن مین نہون گے اور
عدالت اور رعیت پروری پورے طور پر جاری نرہے گی اگرچہ لفظ خلیفہ کا اطلاق بطور مجاز کے اوسوجہ سے کہ وہ
گذرے ہوؤن کے خلف ہین سلاطین پر بھی درست ہے لیکن خلافت حقیقی اور اصلی کی مدت تیس ہی برس ہے
اسکی طرف حدیث مذکور مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے دوسری قسم وہ ہے کہ اوسکی وجہ سے عالم صوری
ومعنوی مین تصرف حاصل ہوتا ہے مگر خلافت حاصل نہین ہوتی اسکے خاتم کو خاتم صغیر کہتے ہین اور اس کے خاتم

امام مہدی ہین جو آنحضرت کی نسل سے ہون گے اور اخیر زمانہ مین پیدا ہون گے پہر اُن کے بعد کوئی ولی سلطان نہین ہو سکیگا تیسری قسم وہ ہے کہ اوسمین صرف تصرف معنوی حاصل ہوتا ہے اور اسکے خاتم کو خاتم اصغر کہا کرتے ہین شیخ محی الدین ابن عربی اور اون کے متبعین کا خیال یہ ہے کہ اس قسم کا خاتمہ شیخ کے نفس نفیس پر ہو گیا چنانچہ فتوحات کے باب چہل وسوم مین فرماتے ہین ؎ انا ختم الولایۃ دون شک ٭ بورث الہاشمی مع المسیح
یعنی مجہپر ولایت کا خاتمہ ہو گیا اسمین شک نہین ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کی ولایت کا وارث ہون -
شیخ محی الدین بن عربی محمد بن علی بن محمد حاتمی طائی اندلسی مشہور بابن العربی و شیخ اکبر ۵۶۰ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۶۳۸ھ ہجری مین وفات پائی اور صالحیہ مین دفن ہوئے علامہ عصر اور عارف کبیر تہے اور اون کے خرقہ کی نسبت تصوف مین ایک واسطے سے حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ تک پہونچتی ہے کیونکہ یہ خلیفہ علی جامع کے ہین اور علی جامع حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے اور اون کے خرقہ تصوف کی دوسری نسبت خضر علیہ السلام تک پہونچتی ہے شیخ صدر الدین قونوی نے کتاب فکوک مین کہا ہے کہ شیخ کی نظر مخصوص تہی جب چاہتے کہ کسی کے حال پر مطلع ہو جائین تو اوسپر نظر ڈالتے اوسکے دنیا و دین کے حالات معلوم کر لیتے شیخ مؤید الدین جندی شرح فصوص الحکم مین کہتے ہین کہ شیخ موصوف شہر اشبیلہ ملک اندلس مین اول محرم مین خلوت نشین ہوئے نو مہینے تک کچہہ نکہایا پہر حکم الٰہی ہوا کہ گوشۂ خلوت سے باہر نکلین اور بشارت ہوئی کہ تم ولایت محمدی کے خاتم ہو مگر بعضے شیخ کو کافر جانتے ہین جو سراسر زیادتی ہے اور شارح مختار کہتا ہے کہ مینے مفتی ابو سعود کے معروضات مین ایک سوال کا جواب دیکہا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ کتاب فصوص الحکم مؤلفہ شیخ اکبر مین چند کلمات مخالف شرع ہین اور بعض اہل تکلف نے اون کلمات کے شریعت کی طرف پہیرنے مین تکلف کیا ہے مگر یقینی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ بعضے یہودیون نے اون کلمات کو شیخ قدس سرہ پر افترا کیا ہے اون کلمات مخالف شریعت کو مطالعہ کرنے سے احتیاط کرنا واجب ہے - اور نفحات الانس مین لکہا ہے کہ بڑا سبب طعن کا شیخ پر کتاب فصوص الحکم ہی شاید طاعنون کے طعن کا منشا یا تقلید و تعصب ہے یا اونکی مصطلحات سے ناواقفیت ہے یا حقایق و معانی کی بارکی ہے جو شیخ نے اپنی تصنیفات مین درج کئے ہین شیخ موصوف نے فصوص الحکم کے دیباچہ مین لکہا ہے
انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مُبَشِّرَۃٍ اُرِیتُہَا فِی العشر الآخر من محرم سنۃ سَبعٍ وَعشرین وستمائۃ بمحروسۃ دَمِشْقَ وَبیدہ صلی اللہ علیہ وسلم کتابٌ فقال لی ہذا کتاب فصوص الحکم خُذْہُ وَاخرُجْ بِہ الی الناس ینتفعونَ بہ فقلت اَلسَّمعُ والطاعۃَ للہِ ولِرسولہٖ واولی الامر منّا کما اُمرنا فَحَقَّقْتُ الامنیۃ وَاَخلصتُ النیّۃَ وَجَرَّدتُ القصدَ والہمۃ الی ابراز ہذا الکتاب کما حدّ لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر زیادۃ ولا نقصانٍ یعنی آخر ماہ محرم ۶۲۷ھ ہجری مین شہر دمشق کے

الله جناب سرور کائنات کو مین نے خواب مین دیکھا آپ کے ہاتھ مین ایک کتاب تہی مجہسے فرمانے لگے کہ یہ کتاب فصوص الحکم
ہے تم اسکو لیلو اور لوگون کو پہونچا دو کہ اون کو اس سے نفع ہوگا مینے عرض کیا کہ خدا اور اوسکے رسول اور حاکم
وقت کا حکم ماننا واجب ہے جیسا کہ ہم حکم کیے گئے ہین پس پورا کیا مینے آرزو کو اور اپنے قصد اور ہمت کو ہر ایک طرف سے
فارغ کرکے اس کتاب کے شایع کرنے مین کوشش کی جس طرح کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے معین کر دیا
تہا اور بغیر کسی طرف سے اوس مین کمی بیشی کی فقیر حقیر اس رسالہ کا مؤلف نجم الغنی کہتا ہے کہ حضرت شیخ کی یہ رای ہے
کہ انبیا کبہی ہی خواب کی تعبیر صحیح نہین دیسکتے چنانچہ فصوص مین کہا ہے کہ حضرت ابراہیم کو تعبیر دینا مین خطا واقع ہوگئی کہ
اون کو خواب مین حکم ہوا کہ گوسفند ذبح کرنے کے لئے بہیجا اور اسکو مذبوح اون کے بیٹے حضرت اسمٰعیل کی صورت پر دکہایا
مگر حضرت ابراہیم خواب کی تعبیر صحیح نکر سکے اور یہہ خیال کر لیا کہ بیٹے کے ذبح کرنے کے لئے مامور ہین اور دلیل اس کا یہ
ہے کہ اونہون نے جو کچھ خواب مین دیکھا تہا وہ عالم واقع مین ظہور مین نہ آیا۔ اور مذبوح گوسفند ہوئی تو ثابت ہوا کہ یہ خواب
ظاہر قابل تعبیر تہی کہ حضرت ابراہیم سے اوسمین خطا واقع ہوئی اگر بلا تعبیر ہوتی تو اون کے بیٹے کا مذبوح ہونا وقوع
مین آجاتا اور یہہ کہتے ہین کہ جب ذبح فرزند کا واقعہ موافق خواب کے بیداری مین واقع نہوا تو خواب غلط ہوگی
اس لئے کہ انبیا کی خواب غلط نہین ہوا کرتی ہے پس بہتر یہ ہے کہ تعبیر کی غلطی قرار دیجاوے اور یہہ امر نبوت کے کوئی منافی
نہین تو عجب نہین کہ حضرت شیخ نے بہی اپنی اس خواب کی تعبیر مین غلطی کی ہو اور اون کی یہ خواب ظاہر پر محمول نہوا امام
یافعی ارشاد مین کہتے ہین کہ شیخ عز الدین عبد السلام ابتدا مین شیخ محی الدین کو زندیق کہا کرتے تہے ایک دن اون کے مریدون
نے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ قطب وقت کو دیکہین شیخ عز الدین نے جواب دیا کہ وہ شیخ محی الدین ہین مریدون نے کہا کہ آپ تو
اون پر ہمیشہ طعن کرتے رہتے ہین شیخ نے کہا کہ یہ طعن کرنا نگاہداشت ظاہر شرع کے واسطے ہے۔ اور علاء بخاری
اول شیخ کے کلام کو کفر جانتے تہے اور بعد چالیس برس کے اپنے قول اول سے فتح ربانی مین رجوع کیا اور کہا کہ یہ
باتین تاویل کا احتمال رکہتی ہین عبارت اوس مقام کی یہ ہے وقد طالعت الفتوحات والفصوص فرأیت
ما التاویل فیہ مدخل لا سیما عند ہولاء الذین ہم خلاصۃ الخلاصۃ من عباد اللہ عز وجل
وکان تحریر ہذہ العجالۃ الرسالۃ بزیادۃ علی اربعین سنۃ انتہی حضرت شیخ ولی اللہ بہی اون کی
تفہیم کو پسند نہین کرتے اون سے درگذر کرتے ہین اور واقع مین جب تک کوئی اسلام پر باقی ہو اوسکو کافر کیسے
کہ سکتے ہین بہر صورت جو کچھ اونہون نے لکہا ہے وہ حالت سکر پر محمول ہے عبد الوہاب شعرانی نے یواقیت والجواہر
مین اون کے کلام کو ظاہر شرع کے ساتھ موافق کرنے مین بڑی کوشش کی ہے اور شعرانی نے بہی اکثر تصانیف مین
خصوصاً اس کتاب مین جسکا نام تنبیہ الاغبیا علی قطرۃ من بحر علوم الاولیا ہے شیخ کی بہت تعریف کی ہے اور شیخ
مجد الدین فیروزآبادی نے لکہا ہے کہ اون کی کتابون کے خواص سے ہے کہ اون کا جو شخص ہمیشہ مطالعہ کیا کرے

اوس کا سینہ مشکلات کے حل کرنے کے لئے کھلجاتا ہے - اور مناقب الاولیا مین کہا ہے کہ شیخ محی الدین عربی خاتم الاولیا ہین ولایت مقیدہ محمدی اونپر ختم ہوچکی اور شیخ موید الدین جندی نے لکہا ہے ہین دلائل ختمیتہ انہ کان بین کتفیہ فی الموضع الذی کان لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم علامۃ مثل زر حجلۃ - یعنی شیخ اکبر کی ختمیت کی علامت یہ تہی کہ اون کے دونون شانون کے درمیان مین ایک علامت تہی اوس جگہ جہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوان شانون مین ختم نبوت کی علامت تہی اور وہ علامت چہپر کہٹ کے پردے کی گہنڈی کی برابر اونچی ہوئی تہی تاریخ ابو الفدا مین جناب سرور کائنات کے حالات مین لکہا ہے وکان بین کتفیہ خاتم النبوۃ وہو بضعۃ ناشزۃ حولہا شعر متن ببیضۃ الحمامۃ تشبہ جسدہ وقیل کان لونہ احمر قال القاضی شہاب الدین بن ابی الدم فی تاریخہ المظفری وکان ابو رمثہ طبیبا فی الجاہلیۃ فقال یا رسول اللہ انی اداوی فدعنی اطب ما بظہرک فقال یداویہا الذی خلقہا انتہی صفحہ ۱۹۱ جلد اول یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون شانون مین مہر نبوت تہی اور وہ ایک ٹکڑا ابہرا ہوا بدن سے اوٹہا ہوا اوسکے آس پاس بال تہے کبوتر کے انڈے کی برابر تہا اوس کا رنگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی طرح تہا اور بعضے کہتے ہین اوسکا رنگ سرخ تہا قاضی شہاب الدین نے اپنی تاریخ مظفری مین لکہا ہے کہ ابو رمثہ نامی ایک طبیب زمانہ جاہلیت مین تہا اوس نے حضرت سے کہا کہ آپ کے دوش پر جو یہ چیز ہے مین اوسکی دوا کر سکتا ہون آپ اجازت دین تو مین اسکا معالجہ کرون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جس ذات پاک نے اسکو پیدا کیا ہے وہی اسکی دوا بہی کریگا حضرت مولوی سید محمد شاہ صاحب محدث رامپوری نے اس عاجز مین مجہکو ایک محققانہ جواب دیا تہا کہ اگر اس علامت کو ایک غدہ مانا جاوے جیسا کہ مدارج النبوت مین لکہا ہے کہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ وہ سرخ رنگ کا غدہ تہا اور مہر نبوت تسلیم نکیا جاوے تو اس سے کوئی حرج نہین اس لئے کہ یہ آمنت باللہ مین داخل نہین اوسمین تو اون کا خاتم النبیین ہونا داخل ہے نہ ختم نبوت کوئی اگر اس بات پر ایمان نرکہے کہ وہ مہر نبوت نتہی تو دین اسلام سے خارج نہین ہوسکتا اسلئے کہ نہ تو خود جناب رسالتمآب نے اوسکے مہر نبوت ہونے کی تصریح کی ہے نہ قرآن سے ثابت ہے ہان آپ کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان لانا واجب ہے کہ یہ قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت نے بہی اپنی زبان مبارک سے اسکی تصریح کی ہے اوسکا مہر نبوت ہونا بعضے صحابہ نے بیان کیا ہے جیسا حال مسئلہ تفضیل کا ہے کہ حضرت نے کسی کی کسی سے افضل ہونے کی نسبت صراحت نہین کی ہے بلکہ صحابہ نے اپنی رای مین بعض کو بعض سے افضل مان لیا تہا چنانچہ بخاری نے ابن عمر سے روایت کی ہے کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل یعنی صحابہ حضرت کے زمانے مین حضرت ابوبکر کی برابر کسی کو نہین جانتے تہے اون کے بعد حضرت عمر کی

برابرکسی کو نہین جانتے تھے اون کے بعد حضرت عثمان کی برابرکسی کو نہین جانتے تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے اون مین سے کسی کو کسی پر تفضیل نہین دیتے تھے شیخ ابن حجر مکی نے شرح مشکوٰۃ مین یہ بھی
لکھا ہے کہ مہر نبوت پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی اللہ وحدہ لا شریک لہ توجہ حیث کنت فانک منصور
اور بعضے کہتے ہین کہ رنگ اوسکا سیاہ و سبز تھا اور یہ رنگ بدن کے موافق ہونے کے منافی نہین کیونکہ اگرچہ رنگ بدن کی طرح
وہ مہر نبوت تھی مگر سیاہی یا سبزی یا سرخی کی طرف مائل تھی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ مہر نبوت چھپرکھٹ کی گھنڈی کی طرح
تھی جو کہ کرتے کی گھنڈی سے بڑی ہوتی ہے بعضے کہتے ہین کہ اوسکے آس پاس مسّے تھے - اب ہم اس بیان کو ختم کرکے اصل
مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بعض کا یہ گمان ہے کہ خاتم اولیا تمام اولیا سے افضل ہے جیسا کہ خاتم
انبیا سارے انبیا سے افضل ہوتا ہے حالانکہ مشائخ متقدمین مین سے کسی نے بھی خاتم اولیا کا ذکر نہین کیا ہے سوا
ابو عبداللہ محمد بن علی ملقب بہ حکیم ترمذی کے کہ اونہون نے اپنی ایک تصنیف مین یہ بات بیان کی ہے شیخ الاسلام
کہتے ہین کہ اس کتاب مین حکیم ترمذی نے کئی جگہ غلطی کی ہے پھر ایک گروہ نے متاخرین مین سے گمان کیا ہے کہ وہ
خود خاتم اولیا ہین اور بعض نے خیال کیا ہے کہ خاتم اولیا خاتم انبیا سے افضل ہوتا ہے اور یہ شرع و عقل دونون کے
مخالف ہے اور انبیا و اولیا کے بھی خلاف ہے - بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ جب حکیم ترمذی نے کتاب ختم الولایۃ
و کتاب علل الشریعۃ تصنیف کی تو لوگون کو تعجب ہوا اور سمجھے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے
یعنی انبیا پر اولیا کو تفضیل دیتے ہین اور حکیم ترمذی نے جو احتجاج کیا ہے اوس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اونھون
نے حدیث کے اس لفظ سے تمسک کیا ہے یغبطھم النبیون و الشھداء یعنی اون اولیا پر انبیا و شہدا رشک کرینگے
ہونگا اور کہا کہ اگر اولیا انبیا و شہدا سے افضل نہوتے تو یہ لوگ اونپر کس لئے رشک کرتے اس عقیدہ کی وجہ سے ترمذ کے لوگ انھین
اونکو نکال دیا تب بلخ پہونچے اور وہان اپنی صفائی عقیدہ کا اظہار کیا اور ان کلمات کا عذر کیا کہ مین مذہب مین تمہارے
موافق ہون میری غرض اس سے یہ نہین کہ انبیا سے اولیا افضل ہین انہون نے نوادر الاصول مین بہت سی حدیثین غیر معتبر موضوع
لکھی ہین جاہلون کو ابو عیسیٰ ترمذیؒ کے ساتھ جنکی کتاب صحاح ستہ مین داخل ہے اشتباہ ہوتا ہے طبقات شعراوی مین مذکور ہے
کہ حکیم ترمذیؒ بیان کیا کرتے تھے کہ مینے کبھی غور و فکر اور تامل کرکے کوئی تصنیف نہین کی ہے اور نہ مجھے یہ منظور ہے کہ کوئی کتاب
میرے نام سے مشہور ہو بلکہ جب مجھکو قبض وقت ہوتا تو آرام کے لئے جو کچھ دل مین آتا لکھ دیتا اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ
ختم ولایت کا قصہ ہے وہ اون کے اسی حال کا نتیجہ ہے خبردار اہل باطن نے جو کچھ کہا وہ کہا علوم و فنون ظاہری کے اہل
کمال بھی تو اپنی تعلی مین کیا کیا کچھ لکھ جاتے ہین مولوی جامیؒ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہین ؎ در شعر مپیچ بلند نامی کین
ختم شدہ است بر نظامی ؎ فیضی کا کلام مین قول ہے ؎ فخر الحکما خط جبینم ؎ ختم الشعرا اگل نگینم ؎ اور بعضون نے
خاتم الولایۃ کے باب مین مختصر کرکے یون بیان کیا ہے کہ اوس ولایت کا خاتم جو نبوت مطلقہ کا باطن ہے امیر المومنین علی ہین

انی طالب ہین اسی لئے آپ سے منقول ہے کہ اگر اہل کتب اربعہ جمع ہو جاوین تو ہر ایک کے واسطے اوسکی کتاب کے موافق حکم جاری کرون اور ہمیشہ آپ فرمایا کرتے تھے سلونی ما شئتم قبل ما تفقدونی دریافت کرو تم جو کچھ چاہو قبل اسکے کہ تم مجھکو کھو دو اور خاتم ولایت مطلقہ محمدی کے امام مہدی ہین اور ولایت مقیدہ محمدی کے خاتم شیخ اکبر ہین سید علی ہمدانی نے حل فصوص مین کہا ہے کہ ولایت مقیدہ محمدی کا خاتم مرتبہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے اور خاتم ولایت مطلقہ کا روح کو اور ولایت عامہ کے خاتم حضرت عیسے علیہ السلام ہین حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین ایکسو پچپن سوال لکھے تھے جنکا جواب کافی شیخ اکبر نے فتوحات مین دیا ہے مولف فواتح صعبہ نے کہا ہے کہ اون سوالون کے جوابات سے عہدہ برآ ہونا سوا خاتم الاولیا کے دوسرے کا کام نہ تہا ایک سوال کے جواب مین شیخ اکبر ولایت عامہ کا خاتم حضرت عیسے کے ہونیکی وجہ یہ لکھتے ہین ان الدنیا کان لہ بدایۃ ونہایۃ وہی ختمہا فقضی اللہ سبحانہ ان یکون جمیع ما فیہا بحسب نعتہا لہ بدؤ وختام وکان من جملۃ ما فیہا تنزیل الشرائع فختم اللہ ہذا التنزیل بشرع محمد فکان خاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما وکان من جملۃ ما فیہا الولایۃ العامۃ ولہا بدؤ من ادم فختمہا اللہ بعیسی علیہ السلام فکان الختم یساوی البدؤ ان مثل عیسی عند اللہ کمثل ادم فختم بمثل ما بدأ فکان البدؤ لہذا الامر بنبی مطلق وختم بہ ایضا یعنی دنیا کے لئے ابتدا و انتہا ہے اور انتہا ہی اسکا خاتمہ ہے پس اللہ نے یہ مقرر کیا کہ جو کچھ دنیا مین ہی اوسکے لئے ابتدا و انتہا ہو اور دنیا کی باتون مین سے شرائع کا نازل کرنا بہی ہے اس لئے شرائع کے لئے بہی خاتمہ کی ضرورت ہی تو شرائع کا خاتمہ شرع محمدی پر ہوا تو آپ خاتم النبیین ٹہرے اور انہین دنیا کی چیزون مین سے ولایت عامہ کا معاملہ بہی ہی اوسکی ابتدا آدم علیہ السلام سے ہے اور خاتمہ اوسکا حضرت عیسے علیہ السلام پر ہوا پس خاتمہ بہی ابتدا کے مشابہ ہو گیا اور بالتحقیق عیسے علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام کی سی مثال ہے کہ جیسے حضرت آدم بے باپ کے پیدا ہوے تہے ایسے ہی حضرت عیسے بہی بے باپ کے پیدا ہوئے پس جیسے ولایت شروع کی گئی تہی ایسے ہی اوسکا خاتمہ ہوا ولایت کا کام مطلق ایک نبی مطلق سے شروع ہوا ویسے ہی ایک نبی مطلق پر ختم ہو گیا مطلب یہ ہے کہ جیسے ولایت بے باپ کے شخص سے شروع ہوئی تہی ویسے ہی ایک بے باپ کے شخص پر تمام ہوئی اور بعض کی یہ رائے ہے کہ حضرت عیسٰی کی روح امام مہدی مین حلول کرے گی اور نزول عیسے علیہ السلام سے یہی حلول مراد ہے اور اس رائے پر یہ حدیث بہی دلالت کرتی ہے لا مہدی الا عیسے ابن مریم علیہ السلام یعنی مہدی عیسے علیہ السلام ہی ہون گے مگر بقول صنعانی یہ حدیث موضوع ہے کذا فی فوائد المجموعۃ فی احادیث الموضوعۃ —

حقیقت محمدی

صوفیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کے نامون کے درمیان تضاد و تقابل ہے ہر ایک اسم یہ چاہتا ہے کہ مین دوسرے اسم پر غالب و ظاہر ہو جاؤن اور اپنے مقابل کو مغلوب و مخفی کر دون اس تقابل و تضاد نے مظاہر مین سرایت کی ہے اس لئے ایک حاکم کی ضرورت ہے کہ وہ ان اسما اور مظاہر مین عدل قایم کر دے تاکہ ہر ایک اپنے کمال کو پہنچ جائے اور عالم کا

مسلہ منتظم ہو جاسے وہ عالم حقیقت محمدی ہے اور نبی تھے اور قطب ازلی ابدی ہے اسی لئے آپ فرماتے ہیں کنت نبیا و آدم
بین الروح والجسد رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ یعنی میں نبی تھا اور آدم اوسوقت روح اور جسم کے درمیان
تھے مطلب یہ ہے کہ میں نبی تھا اور آدم نے اوسوقت صورت بشری حاصل نہ کی تھی در الثمین میں شاہ ولی اللہ صاحب نے
لکھا ہے کہ بعض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی سوال کیا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے تو میری روح پر روح حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صورت مثالی ظاہر ہوئی کہ جو عالم اجسام میں آنے سے پہلے تھی اور کہا فیضان درگاہ مثال
میں تھا گویا جب آدم کا خمیر ہو رہا تھا اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس درجہ مثال میں ظہور تام تھا اور اس
حدیث میں نبوت اوسی سے مراد ہے اور اسی لئے جب آپ عالم جسمانی میں آئے تو آپ کے ... قواعد مثالیہ عالم
جسمانی کی طرف منتقل ہوئے اس لئے ... ظاہر ہونے کا کچھ حساب نہیں اور ترمذی اور دارمی نے ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن
دونہ ولا فخر یعنی میں اوٹھانے والا ہوں علم حمد کا قیامت کے دن آدم اور ... جو ہیں اوس علم کے نیچے
ہوں گے اور ابوہریرہ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا سید ولد آدم
یوم القیامۃ یعنی میں اولاد آدم کا قیامت کے دن سردار ہونگا اور دارمی نے مسند میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں جابر
سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی یعنی اگر موسی علیہ زندہ ہوتے تو
اونہیں میری پیروی کے سوا چارہ نہ تھا عبد اللہ بن عباس سے پوچھا گیا کہ ص کیا ہے جو اول میں سورہ ص والقرآن
ذی الذکر میں واقع ہے تو جواب دیا کہ مکہ میں ایک پہاڑ ہے اوسپر عرش رحمان ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ پہاڑ
اشارہ ہے حقیقت محمدی کی جانب چنانچہ اصطلاحات کاشی میں اس معنی کی تصریح کی ہے اور اوس پہاڑ پر عرش رحمان
ہونے سے مراد یہ ہے کہ مدار احکام الہی کا حقیقت محمدی پر ہے اور عرش کا اطلاق حقیقت محمدی پر اس علاقہ کی وجہ سے
کیا ہے کہ احکام الہی عرش و حقیقت محمدی دونوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور باقی تمام انبیا مظاہر کے حاکم تھے یعنی جن چیزوں میں
اسماے الہی نے ظہور لیا ہے اونپر انبیا کو حکومت حاصل تھی اسما کے حاکم نہ تھے اور ہر ایک اسم کے لئے مظہر ہے جسکی وہ اسم
تربیت کرتا ہے اسم اللہ کا مظہر حقیقت محمدی ہے اسی لئے اللہ نے یوں فرمایا ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ
لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی تو نے نہیں پھینکی تھی خاک جسوقت پھینکی اور لیکن اللہ نے پھینکی اور دوسری جگہ فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ
یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ جو لوگ تجھسے ہاتھ ملاتے ہیں اللہ کا ہاتھ اون کے
ہاتھ پر ہے مراد پچھلی آیت کے لکھنے سے یہ ہے کہ اللہ کے ہاتھ سے مقصود رسول کا ہاتھ ہے جیسا کہ صاحب کشاف نے
اسکی تصریح کی ہے اور ایک جگہ یوں فرمایا ہے وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ
اگر کوئی مشرک تجھسے پناہ مانگے تو اوسکو پناہ دے جب تک وہ سنے کلام اللہ کا مراد کلام الہی سے کلام رسول کا

احکام شرعی کے قبیل سے خلاصہ کلام یہ ہے کہ حقیقت محمدی حق تعالی کی نیابت مین عالم کے ظاہر و باطن کی مربی ہے
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پورا تصرف اسی حقیقت کی وجہ سے ملا ہے اور بشریت کے لحاظ سے وہ بندہ محتاج ہین
اسی لئے اللہ تعالی آنحضرت کو حکم دیتا ہے کہ کہہ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ یعنی مین بہی تمہاری طرح ایک آدمی ہون
وحی کی جاتی ہے میری طرف اور دوسری جگہ حضرت کے حق مین کہا ہے لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ جب کہڑا ہوا بندہ
اللہ کا اوسکو پکارتا اور بخاری ومسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو
یونس بن متی پر تفضیل مت دو اور یہ حقیقت ہر ایک عہد مین ایک ایسی صورت کے اندر جو اوس عہد کے لوگون کے مناسب ہے
ظاہر ہوتی رہی قرآن مین جو اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ کوئی فرقہ نہین جسمین نہین ہوچکا
کوئی ڈرانے والا اور لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور ہر ایک قوم کے لئے ایک ہادی ہے ان مین سے حقیقت کے ظہورات کی طرف اشارہ
ہے پہر وہ حقیقت کامل صورت مین ظاہر ہوگئی اور نبوت اوس پر ختم ہوگئی اس لئے سب آدمیون کو اوس کی اتباع لازم
ہے محققین کہتے ہین کہ اس حقیقت کو امی اس لئے کہتے ہین کہ وہ ام الکتاب کی طرف منسوب ہے یہ شعر عرفی بہی مناسب مقام ہے

ف تا مجمع امکان و وجوبت نہ نوشتند ؛ موردِ تعین نشد اطلاق اعم را ؛ اطلاق اعم قضیہ مطلقہ کی جہت عامہ
ہے اور منطقیین کی اصطلاح مین عبارت اس سے ہے کہ شے تینون زمانون مین سے کسی ایک زمانہ مین موجود ہو اور
ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم موافق اصطلاح صوفیہ صافیہ کے امکان و وجوب کا مجمع ہے وہ مقدس ذات اپنی حقیقت
کے اعتبار سے کہ تعین اول ہے مرتبہ وجوب مین داخل ہے اور صوریت کے لحاظ سے کہ بدن عنصری ہے امکان کے مرتبہ مین داخل ہے
اس وجوب و امکان کے اجتماع کو مجمع البحرین کہتے ہین اب معنی شعر کے یہ ہین کہ جب تک کاتبان تقدیر نے تجھکو مجمع امکان
و وجوب کا نہ لکھہ لیا یعنی جب تک تیرے ظہور کو مقدر نہ کر لیا اوسوقت تک اطلاق اعم کا مورد تعین نہوا یعنی کوئی چیز
تینون زمانون مین موجود نہوئی خلاصہ یہ ہے کہ جب تیری ایجاد اور ظہور مقرر ہوگیا تو بعد اوس کے اور اشیا موجود ہوئین
اور یہان اطلاق اعم مین لفظ اعم سے عام مراد ہے تفضیل مقصود نہین اور یہ جایز ہے جیسا کہ میر سید شریف نے حاشیہ
قطبی مین تعریف جزئی اضافی مین اور شیخ رضی نے شرح کافیہ مین اسکی تصریح کی ہے اور جبکہ شعر عرفی کے معنی عمدہ طور پر کہ تشریح
ہوگئی تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ صاحب تقویۃ الایمان نے جو اسکے مضمون ظاہری کو کفر بتایا ہے یہ بیجا ہے۔

صوفیہ کے اخلاق

(۱) **توبہ** سب سے بڑہکر توبہ موحدون کی ہے کہ وہ عبارت ہے خلق سے قطع تعلق کر کے خالق کی طرف متوجہ
ہونے سے توبہ کے تین رکن ہین **۱** گذشتہ پر ندامت **۲** فی الحال گناہ کی خواہش پیدا ہونے پر ندامت
۳ عزم اس بات کا کہ آیندہ کبہی ایسا کام نہ کرونگا۔ اور توبہ سے چار چیزین حاصل ہوتی ہین **۱** اللہ کی محبت **۲**
گناہون سے نجات **۳** بدی کا نیکی سے بدل جانا **۴** حاملان عرش کا تائب کے حق مین دعا کرنا۔

(۲) **مجاہدہ** یعنی نفس کو مالوفات کی طرف سے پہیر کر اوسکی خواہش کے خلاف پر متوجہ کرنا یہ مجاہدہ رہبانیت سے علٰحدہ ہی جسکا دستور اگلی امتون مین تہا اور قرآن شریف مین اوسکی مذمت آئی ہی سورۂ حدید مین ہی وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ دنیا چہوڑنا اونہون نے نیا نکالا تہا ہم نے اون پر نہین لکہا تہا شرع کے موافق جو مجاہدہ سخت ہے وہ دائرہ مجاہدہ سے خارج ہے مجاہدہ وہی بہتر ہے جو شرع کے موافق ہو بیہقی نے شعب الایمان مین فضالہ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله و المهاجر من هاجر الخطایا والذنوب یعنی کامل جہاد کرنے والا وہ ہے جس نے اپنے نفس کو مشقت مین ڈالا اور اصل ہجرت کرنے والا وہ ہے جسنے گناہان صغیرہ وکبیرہ چہوڑ دئے۔

(۳) **تقوٰی** یعنی شرک و بدعت اور گناہ بلکہ شبہات اور فضلات سے نفس کو بچانا بس جو متقی نہین اگرچہ کتنے ہی کشف وکرامات اوس سے ظہور مین آئین وہ ولی نہین۔

(۴) **ورع** قشیری رح نے اپنے رسالہ مین باب تقوٰی اور باب ورع الگ الگ لکہے ہین اور عوارف مین صرف ورع کو لیا ہے اور کہا ہے کہ ورع کہتے ہین نفس کے بچانے کو ممنوعات مین مبتلا ہونے سے اور قشیری رح نے کہا ہے کہ ورع شبہات اور فضلات کے ترک کرنے کا نام ہے اور یہ حدیث ذکر کی ہے من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه رواه مالک و احمد عن علی بن حسین رض یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ چہوڑ دے جو اوسکو مفید نہین۔ اور اس حدیث کو ابن ماجہ رح نے ابو ہریرہؓ سے اور بیہقی نے شعب الایمان مین دونون سے روایت کیا ہے مراد یہ ہے کہ شبہ اور فضول کو قول اور فعل اور ظاہر و باطن مین ترک کر دینا چاہیے اگرچہ ظاہر شرع نے اوسکی رخصت دی ہو۔

حکایت ابو جعفر حداد کے پڑوس مین ایک محدث حدیث پڑہایا کرتا تہا لوگون نے ان سے کہا کہ تم اوس کے حلقۂ درس مین شریک ہو کر احادیث کیون نہین سنتے بولے تیس ۳۰ سال کا عرصہ ہوا کہ مین اب تک اِس ایک حدیث کی داد پوری نہین دے سکا وہ حدیث یہ ہے من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه۔

(۵) **زہد** یعنی دنیا کے مال ومتاع سے دل کو پہیرنا بعضے کہتے ہین زہد حرام مین ہوتا ہے اس لئے کہ حلال مباح ہے اور بعضے کہتے ہین زہد حرام مین واجب ہے اور حلال مین فضیلت ہے

اشعار۔

زاہدے شد بخواب در فکرے ؛ دید دنیا بصورت بکرے ؛ گفت زاہد کہ تو بزینت و فر ؛ بکر چونی بکثرت شوہر
گفت دنیا کہ با تو گویم راست ؛ کہ مرا ہر کہ مرد بود نخواست ؛ آنکہ نامرد بود خواست مرا ؛ این بکارت ازان بجاست مرا

(۶) **خاموشی** کہ اسمین جملہ آفات کذب وغیبت سے امن مین رہتا ہے۔ عوام کی خاموشی یہ ہے کہ زبان خاموش رہے اور عارفون کی خاموشی یہ ہے کہ دل خاموش رہے اور دوستون کی خاموشی یہ ہے کہ دلون کے بہید نہ کہولین ✦

(۷) **خوف الٰہی** اور اسکی دو قسمیں ہین ایک عذاب کا خوف یہ تو عوام مومنین کے لئے ہے ایسے خوف والا اہل محبت مین شمار نہین پاتا اگرچہ ایمان بالغیب رکہتا ہے اسلئے کہ اوسکا خوف نفس پر عذاب ہونے کی وجہ سے دلیل اس کی ہے کہ وہ نفس کا محب ہے اور جس دل مین نفس کی محبت ہوتی ہے وہ خدا کی محبت کیا کریگا کیونکہ جہان اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے وہان دوسری چیز کی محبت کو گنجایش نہین ہوتی دوسری قسم خوف کی خوف مکر ہے یعنی مکر سے خوف امن پر دل کا مطمئن نہ رہنا یہ محبان صفات کو حاصل ہوتا ہے جو صفات جمال وجلال سے تعلق رکہتے ہین اور لطف جمال کی صورت مین قہر خفی سے مطمئن نہین رہتے اور ہمیشہ سوء خاتمہ سے ڈرتے رہتے ہین اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اولیا کو حسن خاتمہ کی بشارت دی ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ سن رکہو جو لوگ اللہ کے دوست ہین نہ اون پر ڈر ہے نہ وہ غم کہاوین +

(۸) **امید** اسکے معنی دل کو آرام و راحت ہونا ہے کریم کی امید پر بعض کہتے ہین امید کے معنی ہین دیکہنا جمال کا بغیر جلال کے جنبہ کی پر راست ہے کہ امید اعتبار کرنا جود کا ہے کریم سے اور مدار اسکا شرک کے ترک کرنے اور عمل صالح کے اختیار کرنے پر ہے سہل بن عبداللہ نے کہا ہے کہ خوف مرد ہے اور امید عورت یعنی دونون کے امتزاج سے حقایق ایمان حاصل ہوتے ہین +

(۹) **خلوت وعزلت** یاد رکہو کہ خلوت اہل صفوت کی صفت ہے اور عزلت وصلت کی نشانی اور مرید کے لئے شروع حال مین عزلت آدمیون سے اختیار کرنا درست ہے اور انتہائے حال مین خلوت مناسب ہے تاکہ حق تعالیٰ کے ساتھ محبت مستحکم ہو جاوے اور بندہ کا یہ حق ہے کہ عزلت کے اختیار کرنے سے یہ مطلب رکہے کہ میری ذات سے لوگون کو شر نہ پہونچے اور اپنی امنیت وسلامتی لوگون کے شر سے نہ ڈہونڈہے اور عزلت کے آداب مین سے یہ ہے کہ علوم مین سے وہ بات حاصل کرے جس سے عقیدہ توحید مستحکم ہو اور فرایض ادا ہوتے رہین تاکہ اوسکا حال درست ہو جاوے اور اس طرح کی عزلت کا سب سے کنارہ کرنا بہتر نہین بلکہ عارف ایسا ہونا چاہئے کہ خلق کے ساتھ رہے پر اون سے جدا ہو بے ہمہ و باہمہ اسی کو کہتے ہین اور خلوت در جلوت اور سفر در وطن اور خلوت در انجمن کا بہی یہی مطلب ہے +

(۱۰) **حزن** اور یہ ایک ایسی حالت ہے کہ دل کو جہا جاتی غفلت مین پریشانی اور تنہائی سے قبض پیدا ہوتا ہے جسطرح خوف گناہ سے بچاتا ہے ایسے ہی حزن کہانے پینے سے روکتا ہے تاکہ غم عشق چاہئے کیونکہ غم دنیا بڑا ہے شعر

غم دین خور کہ غم غم دین است * ہمہ غمہا فروتر از این است

(۱۱) **بہوکا رہنا** اور کم کہانا یہ بہی صوفیہ کی صفات مجاہدہ کے ارکان مین سے ہین جوع اور قلت اور ہمیشہ و تہجد ستی کے باب مین بہت سی حدیثین موجود ہین چنانچہ بی بی عائشہ سے بخاری اور مسلم نے روایت

روایت کی ہے ما شبع آل محمد یومین من خبز بر الا واحدهما تمر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر کے آدمیون نے دو دن متصل گیہون کی روٹی نہین کہائی ایک دن گیہون کی روٹی کہاتے تو دوسرے دن کہجور کہاتے تھے اور انہین بخاری و مسلم نے روایت کی ہو ما شبع آل محمد من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر کے آدمیون نے جو کی روٹی سے دو دن برابر پیٹ نہین بہرا اگر ایک دن روٹی کہائی تو دوسرے دن بہوکے رہے اسی حالت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوہریرہؓ سے بخاریؒ نے روایت کی ہو خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا ولم یشبع من خبز الشعیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دنیا سے سفر کرنے تک کبہی جو کی روٹی سے بہی پیٹ نہین بہرا اب ارباب سلوک کو اس بہوک سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہین بہوک حکمت کا منبع ہی اور فقرا کی حکایات بہوک کے باب مین بہت سی ہین قشیریؒ نے رسالہ قشیریہ مین اسکو تفصیل کے ساتھ لکہا ہی اور صوفیہ کے اقوال اور حکایات بیان کئے ہین مولانا جلال الدینؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ درویش کب گناہ کرتا ہے کہا جب کہانا بغیر اشتہا کے کہاتا ہے۔ بے اشتہا کے کہانا کہانا درویش کے لئی بڑا گناہ ہی۔

(۱۲) **خشوع اور تواضع** قشیریؒ نے رسالہ مین کہا ہے کہ خشوع حق بات کی فرمان برداری کو کہتے ہین اور تواضع امر حق کے تسلیم کرنے کا اور حکم پر اعتراض نکرنے کا نام ہے اور مصباح الہدایت مین لکہا ہے کہ تواضع عبارت ہے اس سے کہ حق تعالی کی حضور مین عبودیت بجا لانا اور خلق کے ساتھ انصاف سے پیش آنا خشوع کا محل دل ہے پہچان اسکی یہ ہے کہ جب اہل خشوع پر غصہ کیا جائے یا اوسکی مرضی کے خلاف کام کیا جائے یا اوسکی بات کو رد کرین تو وہ سر تسلیم خم کر دے +

(۱۳) خواہش نفسانی کی مخالفت کرنا نفس جو کچھ چاہے اوسکو پورا نکرنا صوفیہ اسے ساری عبادات کی جڑ جانتے ہین نفس کے اخلاق ذمیمہ بہت سے ہین اون مین سے ایک حسد ہے دوسری غیبت ہے صوفیہ نے کسی حالت مین غیبت کرنیکو جائز نہین رکہا ہی مگر علماے ظاہر نے بعض صورتین اوسکی جائز رکہی ہین سعدیؒ کا قول ہی ؎ دگر پردہ بر بیحیائی متن

کہ او میدرد پردۂ خویشتن ؛

(۱۴) **قناعت** مراد اس سے یہ ہے کہ نفس کو قلت اور کفایت کی حد پر کہڑا کر دے کثرت و زیادتی کی طمع چہڑا دے مگر یہ صفت دنیا کے کامون مین چاہیئے اور آخرت کے معاملات مین قناعت ناپسند ہی۔

(۱۵) **توکل** مراد اس سے یہ ہے کہ سارے کام اپنے تقدیر کے حوالے کر دے ؎ سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے ؛ نزدیک عاقلون کے تدبیر ہے سو یہ ہے ؛ متوکل حقیقی وہ آدمی ہی جو اللہ پر نظر رکہے اور سببون کے ہونے اور نہونے کی وجہ سے اوسکا توکل متغیر نہو کہ یہ مرتبہ اوسی کو حاصل ہوتا ہے جو مقام توحید تک پہونچ جاتا ہے اور قبل اس سے متوکل اپنے مقام کی تصحیح مین ترک اسباب کا محتاج ہوتا ہے اس لئے کہ وجود اسباب کا توکل کو

خراب کرتا ہے اس لئے مجبور ہوکر ہمیشہ سببون کے دفع کرنے مین مشغول رہتا ہے +

(۱۶) **شکر** یعنی عاجزی کے ساتھ منعم کی نعمت کا دل وزبان سے اعتراف کرنا اس لئے کہ زبان سے اقرار کرنا دوسرون کے گواہ کرنے کو ہوتا ہے اور دل سے اقرار کرنا اپنی جان کے لئے ہے پس ان دونون اقرارون سے کامل ہوتا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ شکر ادا کرنے پر بھی اپنی جان کو ادا ے شکر مین قاصر جانے اور شکر کی بدایت یہ ہے کہ نعمت کو جانتا ہو اور اس بات سے آگاہ ہو کہ اس نعمت کا شکر کرنا واجب ہے اور ہر نعمت کا شکر کرنا یون چاہیے اور شکر کی نہایت یہ ہے کہ موافق اپنے اوس علم کے عمل کرے اور شکر حق ہر نعمت بجالائے +

(۱۷) **یقین** سہل کی راے یہ ہے کہ ایمان الیقین کا شعبہ ہے تصدیق سے اسکا مرتبہ کم ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یقین ایک علم ہے جو قدرت کی طرف سے دل مین موجود ہوتا ہے اوسکا حاصل کرنا امر اختیاری نہین اور ابتدا اسکی مکاشفہ ہے پھر معائنہ ومشاہدہ - محمد بن حسین کا قول ہے کہ معرفت کا پہلا مقام یقین ہے پھر تصدیق اخلاص پھر شہادت پھر طاعت اوران سب کو ایمان کہتے ہین +

(۱۸) **صبر** عرف مین صبر اسے کہتے ہین کہ اپنی ناجایز مراد سے رکنا اور اوسے اختیار نکرنا یا جو کوئی امور یہ شے مکروہ معلوم ہو مگر اوسی اختیار کرنا اور ابو محمد جریری نے کہا ہے صبر یہ ہے کہ حالات نعمت ومحنت مین فرق نکرے اور دونون حالون مین دل ٹہرا ہو اور نفس کے صبر کا نام صبر فی اللہ ہے اور دل کے صبر کا نام صبر للہ اور اللہ تعالی کے ذکر ومراقبہ مین ہمیشہ صبر رکہنے کو صبر علی اللہ کہتے ہین +

(۱۹) **مراقبہ** حدیث جبریل مین جو آیا ہے کہ تیسرا جزو دین حق کا احسان ہے اور تعریف اوسکی حدیث مذکور مین یون آئی ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی وقت عبادت خدا کے یون سمجھو کہ گویا اللہ کو دیکھ رہے ہو پھر اگر یہہ جانتے کہ اوسکو نہین دیکھتا ہے تو اسمین تو کچھ شک نہین ہے کہ اللہ اوسکو دیکھ رہا ہے یہہ اشارہ ہے مراقبہ کی طرف اسلئے کہ مراقبہ بھی اسی کو کہتے ہین کہ بندہ اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ کو میرے حال پر اطلاع ہے اور بندہ کا اس بات کو جانتے رہنا ہی اس کا مراقبہ ہے اللہ کے لئے اور مراقبہ ہر نیکی کی جڑ ہے اور جب نفس کی اصلاح ہو جاتی ہے - اور طریق حق اختیار کر لیتا ہے اور اللہ کے اور اپنے درمیان مین دل کی مراعات کو سنبہال لیتا ہے اور اللہ کی طرف تصور یعنی دہیان جمالیتا ہے تو اپنے ہی حال مین اللہ کا مراقبہ ہوتا ہے اور یہہ جان لیتا ہے کہ اللہ اوپر نگہبان ہے اوسکے دل سے قریب ہے اوسکے حال کو خوب جانتا ہے اوسکے کامون کو دیکھتا ہے باتون کو سنتا ہے اور جو اِن باتون سے غافل ہے تو اسکا قربت حاصل کرنا کیسا وصل سے کوسون دور ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے کہا ہے کہ مراقبہ باب مفاعلہ سے ہے تو دونون طرف سے تراقب ضرور ہے مراقبہ کرنے والے کو چاہیے کہ اس بات کا خیال رکہے کہ حق سبحانہ وتعالی میرے حال پر مطلع ہے +

(۲۰) **رضا** عراقیون اور خراسانیون کا اسمین اختلاف ہے کہ یہہ احوال مین سے ہے یا مقامات مین سے اہل خراسان کہتے ہین کہ رضا انتہاے توکل کا نام ہے اور اہل عراق حال مانتے ہین کہتے ہین کہ بندے کے کسب کو اسمین دخل نہین خدا کی طرف سے دل مین نزول کرتی ہے اور حق یہہ ہے کہ اسکی ابتدا بندے کو کسب سے میسر آتی ہے اس صورت مین مقامات مین سے ہوگی اور انتہا کسب سے حاصل نہین بلکہ احوال مین سے ہے صوفیہ نے رضا کی تعریف مین کئی طرح سے کلام کیا ہے دقاق رح کے نزدیک رضا یہ ہے کہ تقدیر پر اعتراض نکرے اور شناخت اوسکی بندے مین یہ ہے کہ اوسکا دل خدا سے راضی ہو ذوالنون رح کہتے ہین کہ قضا سے مسرور رہنے کا نام رضا ہے اور محاسبی رح کی راے یہ ہے کہ حکم الٰہی بندے پر جاری ہو تو اوسکے تلے دل کو ساکن کرنا رضا ہے اور جنید رح نے کہا ہے کہ رضا اختیار کا اوٹھا دینا ہے اور رضا کا منشا الیقین ہے اور انشراح صدر اوسے لازم ہے جیسا کہ منشا کراہیت شک ہے اور ضیق صدر اوسے لازم ہے بشر حافی رح کہتے ہین کہ رضا زہد سے افضل ہے اس لئے کہ زاہد راہ مین ہوتا ہے اور راضی منزل مقصود تک پہونچ چکا ہے

(۲۱) **عبودیت** یعنی پرستش (پوجنا) ابو علی دقاق رح کہتے ہین کہ عبودیت عبادت سے اتم ہے اس لئے کہ اول بندگی ہے پھر پرستندگی پھر عبودیت یعنی بندہ ہونا عبادت عوام کا حصہ ہے اور عبودیت خاص کا اور عبودت خاص الخواص کا اور عبادت صاحب علم الیقین بجالاتے اور عبودیت صاحب عین الیقین اور عبودت صاحب حق الیقین اللہ تعالی نے آنحضرت کو شب معراج مین کہ اون کا یہ اعلی درجہ کا مرتبہ دنیا مین تہا اسی خطاب کے ساتھہ یاد کیا ہے اور کہا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی پاک ذات ہے جو لیگیا اپنے بندے کو راتون رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک اسی طرح کہا ہے وَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی پس اگر کوئی اور نام عبدیت سے اعلی اور افضل ہوتا تو اوسکے ساتھہ اللہ تعالی یاد کرتا بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ عبودیت اوسوقت صحیح ہوتی ہے جبکہ بندہ بہوک اور برہنگی اور ذلت پر بیتابی ظاہر نکرے اور اوسکی نشانی یہ ہو کہ تدبیر کو چھوڑ کر سب کام تقدیر کے حوالہ کردے ابو علی جوزجانی کہتے ہین کہ رضا عبودیت کا مکان ہے اور صبر اوسکا دروازہ ہے اور تفویض اوس کی کوٹھری ہے پس آواز دروازے پر ہے اور فراغت مکان مین اور آرام کوٹھری مین۔

(۲۲) **ارادہ** یہ سالکین کی پہلی منزل ہے کیونکہ دہی ہر کام کا مقدمہ ہوتا ہے مرید ارادہ سے نکلا ہے یعنی وہ شخص جو صاحب ارادہ ہو مگر صوفیہ مرید اوسے کہتے ہین جو ارادہ نرکھتا ہو پس جس شخص مین ارادہ ہوگا وہ ان کے نزدیک مرید نہوگا مشایخ طریقت کہتے ہین ارادہ ترک عادت کا نام ہے آدمیون کی اکثر عادت یہ ہے کہ وہ شہوات و خواہشات کیطرف مائل ہوتے ہین مریدان سے جب تک دور نہین ہوتا وہ مرید نہین پس جو شخص یہ باتین چھوڑ دے وہی مرید حقیقی ہے اور ان کا ترک کرو دینا مرید ہونے کی نشانی ہے اس لئے ایسی حالت کو ارادہ کہتے ہین اور حقیقت مین ارادہ عبارت ہے اس سے کہ دل طلب حق مین حرکت کرے اور ہر مرید حقیقت مین خدا تعالی کا مراد یعنی ارادہ کیا ہوا ہے اور اگر خدا کا ارادہ

کیا ہوا نہوتا تو مرید نہوتا اس لیے کہ اللہ کے ارادہ کے بدون کچھ نہین ہوسکتا اور ہر اک اللہ کا ارادہ کیا ہوا مرید ہے اس لیے
کہ جب اللہ تعالی خصوصیت کے ساتھ اوسے چاہتا ہے تو ارادہ کی توفیق اوسے دیتا ہے مگر صوفیہ نے یہ فرق مرید و مراد
یعنی ارادہ کئے ہوئے مین نکالا ہے کہ مرید مبتدی کو کہتے ہین اور مراد منتہی کو +

(۲۳) **استقامت** کہ بغیر اسکے کمال کسی کام مین حاصل نہین ہوسکتا جو اپنی حالت پر مستقیم نہین اوسکی
ساری کوشش بیکار ہے اوسکو کسی طرح ترقی حاصل نہین ہوسکتی سلوک اوسکا صحت سے جاری ہے بلندی کے لئے
احکام ابتدائی مین استقامت شرط ہے اور عارف کے لئے آداب انتہائی مین - استقامت مبتدی کی شناخت یہ ہے
کہ اوسکے معاملہ مین کبھی نہ ضعف واقع ہو استقامت متوسطین کی شناخت یہ ہے کہ اونکی منازلت مین کبھی وقفہ نہ
آئے اور منتہی کی استقامت کی پہچان یہ ہے کہ اوسکی مواصلت مین حجاب واقع نہ ہو ۔

(۲۴) **اخلاص** اسے کہتے ہین کہ عبادت کرنے سے صرف تقرب الہی مراد ہو اور یہ مقصود نہو کہ لوگ مجھے
اچھا جانین یا تحسین مخلوق مراد ہو یا لوگ میری تعریف کرین جب یہ وصف حاصل ہو جاتا ہے تو وسوسے اور ریا کی جڑ
کٹ کر چشمہائے حکمت دل سے زبان کی طرف اوبلنے لگتے ہین ۔

(۲۵) **صدق** یہ صفت ہے کہ جس سے ظاہر کو باطن کے ساتھ موافقت حاصل ہو جاتی ہے صدق کا مرتبہ
نبوت کے بعد سب سے بڑا ہے اور نبی کے بعد صدیق اور صادق کا درجہ ہے اخلاص شاخ اور صادق اوسے کہتے ہین کہ
اپنے اقوال مین راست گو ہو اور صدیق کہ اسم مبالغہ ہے اوسے کہتے ہین جو سب احوال مین راست گو ہو +

(۲۶) **حیا** جتنا قرب زیادہ ہوتا ہے اوتنی ہی حیا زیادہ ہوتی ہے بے حیا قرب الہی سے محروم ہے [illegible]
اور حیا یہ ہے کہ بندہ کے دل مین ہیبت الہی جاگزین ہو اور حیا کی دو قسمین ہین ایک حیائے عام اور یہ اہل مراقبہ
کی صفت ہے جنکا دل حق تعالی کے ڈر سے اپنی معصیت و سیئات پر لرزان رہتا ہے دوسری حیائے خاص اور یہ
صفت اہل مشاہدہ کی ہے ان کے دل عظمت معبود حق سے ہمیشہ خوف مین رہتے ہین پہلی قسم مقامات مین سے ہے اور دوسری
احوال مین سے ہے +

(۲۷) **آزادی** اسے کہتے ہین کہ بندہ خلق مین کسی کی قید و بند مین نہو اور اوسپر دنیا کی حکومت جاری نہو
اور صحت آزادی کی علامت یہ ہے کہ دل اشیا مین تمیز نہ کرسکے اور اون کے ساتھ تعلق رکھنا اور نہ رکھنا اوسکے نزدیک
یکسان ہو اور پتھر اور جواہر اور کنکر اور موتی سب کو ایک طرح سمجھے جو دنیا مین آزاد ہے وہ عقبی مین بھی آزاد ہے اور
اصلی حریت یہ ہے کہ عبودیت مین کامل ہو جو عبادت و طاعت الہی مین پورا ہے اوس کی آزادی اغیار کی غلامی سے
رہا ہو جاتی ہے ایسا آزاد ہو والغرض سب سے بڑی آزادی درویشون کی خدمت گذاری مین ہے +

(۲۸) **ذکر** کلمہ طیبہ اور تمام انواع یاد الہی اسی مین داخل کئے ہین اس لئے کہ حدیث مین آیا ہے افضل الذکر

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور یہ طریقت کا بڑا رکن ہے کہ ہمیشہ چاہیئے اور اسکی دو قسمین ہین ایک دل سے دوسری زبان سے زبان سے ذکر کرتے رہنے سے دل سے ہمیشہ کے لئے ذکر جاری ہو جاتا ہے اور تاثیر ذکر قلب ہی مین ہوتی ہے اور ایک عجیب خاصیت اسکی یہ ہے کہ کسی وقت کی اس مین قید نہین بلکہ بندہ ہر وقت مین اسکے لئے فرضاً یا استحباباً مامور ہے نماز اگرچہ اشرف عبادات ہے مگر بعض وقتون مین ناجایز ہے اور ذکر قلب ہر وقت جایز ہے اور اسکو فکر سے اتم لکھا ہے اور کتنی خوبی اس مین ہے کہ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ اسکا بھی ذکر کرتا ہے چنانچہ فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ یعنی تم یاد کرو مجھکو مین یاد کرون تم کو اسنے ارشاد کیا ہے +

(۲۹) **فتوت** اصلی فتوت یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ غیر کے کام مین لگا رہے ابو علی دقاق نے کہا ہے کہ یہ خلق کامل طور پر حاصل ہونا مشکل ہے مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوت کامل حاصل ہے اس لئے کہ ہر ایک قیامت کو کہیگا نفسی نفسی اور آپ فرمائینگے امتی امتی جنید نے کہا ہے کہ فتوت شام مین ہے اور زبان عراق مین اور صدق خراسان مین فضیل کہتے ہین کہ فتوت لغزشون کے عفو کا نام ہے بعضے کہتے ہین کہ فتوت یہ ہے کہ اپنی جان کو غیرون پر فضیلت نہ دے عمر ملکی کہتے ہین کہ فتوت اخلاق حمیدہ کا نام ہے بنادر کہتے ہین کہ فتوت یہ ہے کہ فقیر سے نفرت نہ کرے اور امیر سے تعارض نہ کرے حکیم ترمذی کہتے ہین کہ فتوت یہ ہے کہ آنے اور جانے والا دونون صاحب فتوت کے نزدیک برابر ہون وراق نے کہا ہے کہ فتی وہ ہے جسکا کوئی دشمن نہو اور بعض کہتے ہین کہ فتی وہ ہے جو کسی کا بھی دشمن نہو اور بعضے کہتے ہین کہ فتی بت شکن ہی عبارت ہے اور حق یہ ہے کہ ہر انسان کا نفس ہی بت ہے جس نے اسکی مرضی کے خلاف کیا اور اوسے توڑ ڈالا حقیقت مین وہی فتی ہے +

(۳۰) **فراست** اسے کہتے ہین کہ دل کو گھیر لے ہر ایک مخالف کو دل سے دور کردے فراست کا حکم دل پر ہوتا ہے اس کے سامنے نفس کی تجویزین باطل ہو جاتی ہین اور علم فراست کا مواد اللہ کی طرف سے ہوتا ہے کہ سہو و غفلت دل سے اوٹھ جاتی ہین بلکہ حقیقت مین فراست اللہ کا حکم ہے جو بندے کی زبان پر جاری ہوتا ہے +

(۳۱) **حُسن خلق** حضرت صلی اللہ علیہ سلم کی تعریف مین جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيم یعنی تحقیق تو بڑا خلق رکھتا ہے تو اس ارشاد کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے دنیا کو ترک کرکے اللہ پر بس کی تھی کتانی نے کہا ہے کہ تصوف صرف حُسن خلق کا نام ہے اور جسنے تجھکو حسن خلق زیادہ بتایا تو اوسنے تجھپر تصوف مین بڑھایا کرمانی کہتے ہین کہ حسن خلق کی علامت یہ ہے کہ دوسرون کو ایذا نہ دے اور خود ایذا برداشت کرے اور بعضے کہتے ہین کہ حسن خلق یہ ہے کہ آدمیون سے قریب رہ مگر ان مین مسافرانہ زندگی بسر کر +

(۳۲) **جود و سخا** ان کے معنی ترجمہ عوارف مین بذل (بخشش کرنا) بیان کئے ہین بذل خیر رسانی کو

کہتے ہین اس کی کئی قسمین ہین ایک یہہ کہ دوسرے کے بذل کے مقابلہ مین اس سے بذل واقع ہوا اسے بذل خیر کہتے
ہین دوسرے یہہ کہ اپنی طرف سے خیر رسانی کی ابتدا کرے اور عوض کی توقع رکھنا ہو اسے متاجرہ کہتے ہین یہہ دونون
مرتبے عوام کے ہین۔ تیسری قسم یہہ ہے کہ ابتدا بذل کی اسی طرف سے ہو اور بدلے کی توقع نہ رکھنا ہو اسکا نام ایثار ہے
یہہ مرتبہ خواص کا ہے اور ایثار کبھی مال کے ساتھ ہوتا ہے کبھی جان کے ساتھ اور کبھی حیات کے ساتھ کہ جان نثار
کر دیتے ہین۔ چوتھے یہہ کہ برائیون کے مقابلہ مین بھلائی اور نیکی کرے اسکا نام احسان ہے یہہ مرتبہ اخص الخواص کا ہے
طریق تصوف کا سلوک بغیر جود وسخا کے میسر آنا مشکل ہے +

(۴۳) **غیرت** اسے کہتے ہین کہ غیر کی شرکت کو مکروہ جانے۔ شبلیؒ کہتے ہین کہ غیرت کی دو قسمین ہین ایک غیرت
بشری اس کا اثر نفوس پر ہوتا ہے دوسری غیرت الہی اس کا اثر دلون پر ہے وہ محب نہین جو غیور نہین غیرت محبت
کے لوازمات مین سے ہے +

(۴۴) **دعا ہے** اور اس سے محروم ہونا بڑا قصور ہے کیونکہ اسکے کرنے کے لئے حکم ہے اور جلدی دعا اس
شخص کی مقبول ہوتی ہے جو مضطرب الحال ہو ارباب سلوک نے اس باب مین اختلاف کیا ہے کہ دعا افضل ہے یا
سکوت مگر بعض نے کہا ہے کہ ایک کو دوسرے پر ہر طرح تفضیل نہین بلکہ کوئی وقت ایسا ہوتا ہے کہ دعا کرنا عمدہ ہوتا ہے اور
عمدہ وہ وقت ہوتا ہے کہ بندہ کے دل مین سچی رغبت اور انشراح اور انبساط اور دعا کرنے کی خواہش موجود ہو بعض وقت
ایسا ہوتا ہے کہ اوسوقت خاموشی اولی ہوتی ہے اور وہ وہ زمانہ ہے کہ بندہ کے دل مین ہیبت اور انقباض اور
دعا کی طرف سے بے رغبتی اور وحشت موجود ہو مگر حق یہ ہے کہ دعا ہر طرح افضل ہے اس لئے کہ اوس کے واسطے
حکم صادر ہے اور سکوت کے لئے کوئی حکم شارع موجود نہین ترمذیؒ نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے
فرمایا لا یرد القضا الا الدعاء قضاے الہی کو کوئی چیز رد نہین کرتی مگر دعا اور بیہقی ترمذی مین ابوہریرہؓ سے روایت
ہے کہ آپ نے یون فرمایا اُدْعُوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ اللہ سے دعا کرو تم اوس حال مین کہ تمہین
قبول ہو جانے کا یقین ہو اور ابوداؤد اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے نعمان بن بشیرؓ سے روایت
کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے الدعاء ھو العبادۃ یعنی دعا ہی عبادت ہے اور یہ آیت پڑھی اُدْعُونِیْ
اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی دعا کرو مجھسے مین قبول کرونگا تیرے لئے اور ایک جگہہ فرمایا ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ مین دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہون جسوقت وہ دعا کرتا ہے اور ابن عمرؓ سے
ترمذیؒ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے من فتح لکم منکم باب الدعاء فتحت لہ ابواب
الرحمۃ جس کے لئے تم مین دعا کا دروازہ کھولا جائے تو کھولی جاتے ہین اوس کے لئے دروازے قبولیت
کے کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو کہ قضا ضروری متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد کرنے مین اس طرح اور سمع

اور اس مین تقدیر مبرم پر وہ عارف دعا کرتا ہے کوشش ہمت سے اور دعا مین بہت الحاح کرتا ہے یہان تک
کہ وہ قضا ایجاد مین دوسری طرح پر بدل جاتی ہے اور اوسکو ہمت کے موافق پاتا ہے۔ شیخ حماد دباس کا ایک مرید
حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی خدمت مین بہت عقیدت رکھتا تھا ایکبار سفر تجارت کے لئے شیخ حماد سے اجازت
چاہی اونہون نے ارشاد کیا کہ اس سال سفر مین تمہارے جان و مال ہلاک ہو جائینگے اس لئے کہین جانیکا
ارادہ مت کرو وہ شخص حضرت غوث اعظم کی خدمت مین آیا اور اون سے اپنے پیر کی تمام تقریر عرض کی اونہون نے
فرمایا کہ تم بے کھٹکے سفر کرو تمہاری جان و مال دونون سلامت رہینگے وہ شخص آپ کے حکم کی موجب سفر کو
چلا گیا اور تمام مال و اسباب فروخت کر کے گھر کو واپس ہوا تو ایک مقام پر رفع حاجت کے لئے ایک جنگل مین
بیٹھا کہ سے ہمیانی کھول کر زمین پر رکھدی اور فارغ ہو کر ہمیانی کو بھولے ہوئے قافلہ مین چلا آیا شب کو خواب
مین دیکھا کہ قافلہ پر ڈاکوون نے حملہ کیا ہے ایک ڈاکو نے ایک ایسی ایک تلوار ماری سر تن سے جدا ہو گیا اس صدمہ سے
گھبرا کر آنکھ کھل گئی مگر اوسکی گردن مین کئی دن تھوڑا سا درد باقی رہا پھر اوسے ہمیانی یاد آئی اور اوسی مقام پر جا کر دیکھا
تو رکھا ہوا پایا جب یہ شخص بغداد مین پہونچا تو اول شیخ حماد اسکو مل گئے اونہون نے کہا کہ تقدیر مین تیری وہی لکھا
تھا جو مینے بیان کیا تھا مگر حضرت شاہ جیلانی نے تیرے حق مین خدا سے دعا کی اللہ نے اون کی دعا قبول کر کے تقدیر کو
بدل دیا اور اوس مصیبت کو خواب و نسیان پر ٹال دیا بعد اسکے وہ شخص حضرت غوث اعظم کی خدمت مین آیا اور سارا ماجرا
عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ مینے جناب باری مین ستر بار یہ دعا کی تھی کہ یا رب اوسکی قتل و غارت کو خواب نسیان سے
بدل دے اللہ تعالی نے میری دعا قبول کی۔ امام یافعی ابواب الجنان مین کہتے ہین کہ جب کوئی ابو الحسن شاذلی ؒ
سے کہتا کہ میرے حق مین دعا کرو تو کہتے کان اللہ لک یعنی اللہ تیرے لئے ہو یہ کلام اگرچہ مختصر ہے مگر جامع ہے
سارے مطالب کے لئے اس لئے کہ جب خدا کسی کے لئے ہوگا تو اوس کے مطالب حاصل ہو جائینگے معتزلہ کا مذہب ہے
کہ دعا لغو ہے اس لئے کہ قضا یعنی تقدیر نہین بدلتی پس دعا سے فائدہ نہین ہو سکتا کیونکہ جس بات کی دعا کی جاتی ہے
اگر وہ مقدر کے مطابق ہے تو اوسکی خواستگاری فعل عبث ہے اور اگر مخالف ہو گی تو اوسکا موجود ہونا ناممکن ہے مگر یہ
قول اون کا سراسر باطل ہے اس لئے کہ قضا کی دو قسمین ہین ایک بعض سبب سے بدلتی ہے اور ایک نہین بدلتی جو قضا بدلتی ہے
اوسکو معلق کہتے ہین اور جو نہین بدلتی اوسکو مبرم کہتے ہین اور معتزلہ سے ہم یہ بھی کہتے ہین کہ قضا کا نہ بدل سکنا بھی
ہماری دعا کو مضر نہین اس لئے کہ دعا سے نفع پہونچنا بھی احکام قضا مین سے ہے +

(۳۵) **فقر** کہ عبارت ہے اسباب و سامان پر ملکیت نہ رکھنے سے اور اسم فقیر ایسے شخص پر جو دنیا کی طرف رغبت
رکھتا ہو اور مالک کسی چیز کا نہو مجاز کے طور پر ہے حقیقی فقیر وہی ہے کہ خواہش بھی کسی چیز کی اوسکو نہو اور اس مین کلام
ہے کہ فقر افضل ہے یا غنا بعض کا قول ہے کہ مبتدیون اور متوسطون کے لئے فقر بہتر ہے اور منتہیون کے لئے دونون

ظاہر ہین مگر تحقیق یہ ہے کہ حدیث مین دونون کی فضیلت اور مذمت آئی ہے پس ان دونون مین اشخاص اور احوال
اور زمانون کے اعتبار سے تفاوت ہے پس فقر ہو یا غنا وہی بہتر ہے جس مین بندہ اللہ کی مرضی کی اتباع کرے بعضے
آدمی ایسے ہوتے ہین کہ فقر مین شاہون کی سی ہمت رکھتے ہین اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ لباس شاہی مین فقیرون کے سے
کام کرتے ہین پھر بھی اسمین شک نہین کہ اوس فقر کو ترجیح ہے جو صبر اور رضا کے ساتھ ہو اور فقرا محقق کی کئی قسمین ہین
ایک وہ ہین جو سامان دنیا سے کسی کو بھی اپنی ملک نہ جانین اگرچہ بہت کچھ رکھتے ہون اور جو کچھ ان کے پاس آتا ہو
اوسے راہ خدا مین خرچ کر دین اور اوس کے بدلے کی توقع دنیا و آخرت مین نہ رکھین دوسرے وہ ہین جو اپنی طاعات و
عبادات کو بھی جو اون سے صادر ہون اپنی ملکیت نسمجھین اور اوس کے عوض کے امیدوار نہون تیسرے وہ ہین جو
کسی چیز کو اپنی ملک نسمجھین سبکو اللہ کی مہربانی اور لطف خیال کرین چوتھے وہ ہین جو اپنی ہستی موہوم کو بھی اپنی ملک
نہ جانتے ہون نہ ان کی ذات ہو نہ کوئی صفت نہ حال نہ مقام نہ فعل نہ اثر دونون عالم مین کوئی چیز نرکھتے ہون
اسی وصف کو محو فی محو اور محق فی محق کہا کرتے ہین - ابن عباسؓ سے ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا اول من یحرك حلق الجنة فیفتح اللہ لی فیدخلنیها ومعی فقراء
المؤمنین یعنی سب سے اول مین بہشت کے دروازون کے حلقے ہلاؤن گا اللہ تعالی میرے لئے بہشت کے دروازے
کھولدے گا اور مجھکو اوس مین داخل کرے گا میری ہمراہ فقراء مومن ہون گے اور ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت مین فقرا غنیون سے پانسو برس پہلے داخل ہون گے اور یہ دلیل
واضح ہے اسپر کہ فقیر صابر بہتر ہے غنی شاکر سے اور صوفیون کے نزدیک فقر فاقہ اور حاجت سے مراد نہین بلکہ
فقرا اون کے نزدیک خدا سے تعالی کی طرف محتاج ہوتا ہے نہ اوسکے غیر کی طرف اور ثوری نے کہا ہے کہ فقر یہ ہے
کہ تسکین ہو مال نہونے پر اور خرچ کرتا ہو ہونے پر اور آنحضرت نے فقر نفس سے پناہ مانگی ہے اور غنا نفس کی تعریف کی ہے
اور جو فقر و غنا مولی سے باز رکھین وہ بُری ہین اور حالت فقر بہت گرفتاریون سے باز رکھتی ہے اسلئے حق تعالی نے یہ حالت انبیاء و
اولیا کیلئے مقرر کی ہے اور دلیل یہ ہے جب کہ فقیر کافر کو غنی کافر سے دوزخ مین ہلکا عذاب دیا جائے گا تو پھر فقیر مومن کو جنت
مین اس سے کیونکر فائدہ نہ پہونچیگا +

وصایای شیخ محی الدین عربی

شیخ محی الدین ابن عربی نے کتاب فتوحات مکیہ کے باب پانصد و ششم مین وصایای حکمیہ ذکر کئے ہین
اور نو ۹ رسالون مین اون کی تفصیل کی ہے اور فتوحات کو اون پر ختم کیا ہے مین اون کو تھوڑے سے تصرف
اور اختصار کے ساتھ یہان ذکر کرتا ہون تاکہ طالبین کو اون سے معرفت اور ہدایت کا راستہ حاصل ہو یہ وصایا
ایسے کامل ہین کہ انپر عمل کرنا نہایت ضروری ہے اس لئے کہ خالق کون و مکان کا ایسا ہی حکم ہے بندون کا
عمل کرنا سنت الہی اور شریعت رسالت دستگاہی کا بجا لانا ہے اور مین نے اون وصایاے نبوی کو نہین ذکر کیا

جو شیخ علیہ الرحمۃ نے حضرت علیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ذکر کئے ہین اور ہر وصیت کے اول مین لفظ یا علی اور یا ابا ہریرہ ہے اس لئے کہ اگرچہ وہ وصایا خوب ہین کیونکہ اون مین اخلاق حمیدہ پر ترغیب مذکور ہے اور عادات بد کی ممانعت ہے لیکن اہل حدیث کے طور پر وہ روایات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہین ہوسکتین پس اون کو احادیث نبوی اعتقاد نہ کرنا چاہیئے کیونکہ حدیث مین آیا ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہٗ من النار رواہ البخاری عن عبد اللہ بن عمرو جو شخص عمداً مجھپر کوئی جھوٹی بات جوڑے اوسکو اپنا ٹھکانا دوزخ مین ڈھونڈھنا چاہیئے پس مناسب یہ ہے کہ اون وصایا کو بھی علما اور عارفون کی وصایا تصور کرنا چاہیئے -

وصیت بندہ جب کوئی گناہ کسی مقام پر کرے تو وہان سے اوسوقت تک نہ ٹلے جب تک کوئی طاعت وہان نہ کرلے کیونکہ وہ جگہ جسطرح اوسکے گناہ کی گواہی دے گی اسی طرح اوسکی عبادت کی بھی گواہی دیگی -

وصیت اللہ کی طرف سے کبھی بدگمان نہونا چاہیئے محسن ذو الجلال کی جناب مین ہمیشہ نیک گمان رکھنا چاہیئے مبادا کہ جسوقت بندہ وہ بدگمان کرے اوراوسی وقت دم نکلجائے اور دنیا سے بدگمان کوچ کرے -

وصیت اللہ کا ذکر خلوت اور جلوت مین دل سے اور زبان سے ہر وقت کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ بندہ کا اوسکو یاد کرنا سبب ہے اس بات کا کہ اللہ اوس بندے کو یاد کرتا ہے -

وصیت ہر وقت اور حالت مین قرب الہی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش رکھنا چاہیئے کیونکہ جتنا قرب الہی حاصل کرنے کی بندہ کوشش کرتا ہے اللہ اوس سے اضعاف مضاعف بندہ سے قرب چاہتا ہے -

وصیت اگر کوئی کار خیر ہاتھ سے نہوسکے تو دل مین کار خیر کے نکرنے پر راضی نہونا چاہیئے اور نیت مین ہمیشہ کار خیر کی طرف بندہ کی رغبت رکھنا چاہیئے اور اگر کسی برائی کی طرف دل مین رغبت پیدا ہو تو اوسکے ترک کرنے کا عزم بالجزم کرنا چاہیئے حدیث مین آیا ہے کہ گناہ کو اوسوقت تک بندہ کے نامۂ اعمال مین نہین لکھا جاتا جب تک اوس سے وقوع مین نہ آلے اور نیکی کو اوسی وقت لکھ لیتے ہین جس وقت کہ اوس کے کرنے کی نیت پیدا ہوتی ہے گو ابھی کیا نہو خیال کرنا چاہیئے کہ کیسی بڑی اللہ کی مہربانی ہے کہ اپنے غضب پر رحمت کو اور قہر پر عفو کو ترجیح اور تفوق دیا ہے -

وصیت کلمۂ اسلام یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ افضل ذکار ہے اسکے ذکر کرنے کی ہمیشہ کوشش کرنا چاہیئے یہ نفی و اثبات کے درمیان مین جامع ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ کلمہ توحید ہے اور توحید کی مانند کوئی چیز نہیں میزان اعمال مین تمام چیزون سے بہی بوجہل ہوگا -

وصیت جو لوگ کلمہ اسلام کے منکر ہین اور اون کے دشمن سے پرہیز رکھنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالی اون لوگون سے

دشمنی رکھتا ہے جو اوس کے دوستون سے دشمنی کرتے ہین ولی اگرچہ کرۂ زمین کی برابر گناہ جمع کرلے مگر اسوجہ سے
کہ شرک نہین کرتا خدا سے جب ملتا ہے مغفور ہو کر ملتا ہے -

وصیت فرائض الٰہی کو ہمیشہ پورے طور پر بجا لاتے رہنا چاہیئے اور یہہ نوافل ادا کرنے سے کامل ہوجاتے
ہین جو خداے تعالیٰ سے قرب حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ ہین نقصان ارکان نماز مین جسقدر ترک کرنے یا قضا
کرنے سنت پیدا ہوتا ہے اون سب کو یہی نوافل حشر کے دن پورا کرینگے شیخ نے کہا ہے لیست النوافل الا مالها
اصل فی الفرایض وما لا اصل له فی الفرایض فذلک انشاء عبادة مستقلة تسمیها علماء الرسوم
بدعة نوافل کی اصل فرائض مین موجود ہوتی ہے کیونکہ جسطرح رکعتون کی تعداد اور سجدہ اور قیام اور قعود فرائض
مین ہین ویسے ہی نوافل بہی ہین فقط لفظ نفل و فرض کا فرق ہے اور جس چیز کی اصل فرائض مین نہین ہے تو وہ
ایک نئی عبادت کا ایجاد کرنا ہے جیسے صلوٰۃ معکوس ایسی عبادت کو علماے ظاہر بدعت کہتے ہین +

وصیت جسطرح اعمال کی مراعات کرتے ہین اسی طرح اقوال کی مراعات بہی چاہیئے بلکہ خود قول عمل مین سے ہے
خدا کو ہر بولنے والے کی زبان کے پاس سمجہنا چاہیئے اور کوئی بات ایسی کہ کہنے اور سننے کی قابلیت نرکہتی ہو مونہہ سے نہ نکالنا
چاہیئے گو عقد ایسی باتون کا نہو مگر بچنا چاہیئے اور ایسی بات کو سننا بہی نہ چاہیئے ایک حکیم کا قول ہے کہ کوئی چیز بات
کرنے کے لئے زبان سے زیادہ مناسب نہین اسلئے کہ دو دروازون مین محفوظ ہے ایک دروازہ ہونٹون کا ہے
اور دوسرا دانتون کا مگر پھر بھی بہت فضول ہے اور یہہ خرابیون کے دروازے کہولدیتی ہے کم بولنا اور بہت
سننا فطرت مین داخل ہے دیکھو زبان ایک دی گئی اور کان دو یہہ کیا اچھا نکتہ ہے +

وصیت کسی جاندار کی تصویر نہ کہینچنا چاہیے مصور کو حشر کے دن یہ تکلیف دی جاے گی کہ اوسمین جان ڈالے
اور اوس سے یہہ کام ہرگز نہ ہوسکے گا اس لئے بڑے سخت عذاب مین مبتلا ہوگا +

وصیت بیمار کی عیادت کرنا چاہیے کہ اسمین عبرت پیدا ہوتی ہے بیمار کے دیکھنے سے اس بات پر تنبیہ
ہوتی ہے کہ مین بڑا محتاج اور عاجز ہون میری بہت ادنی حقیقت ہے عیادت سے بہتر کوئی دقت نہین اس لئے
کہ اللہ تعالیٰ اوس کے پاس موجود ہوتا ہے -

وصیت کسی پر ظلم نہ کرنا چاہیے کہ قیامت کے دن اس سے بڑی تیرگی حاصل ہوگی بندون کو اون کے حقوق
واجبی سے روکنا اور اون کی مدد اچھی اور عمدہ کامون مین نہ کرنے سے ظلم پیدا ہوتا ہے ظلم سے زیادہ کوئی بڑا گناہ
نہین مظلوم سب سے زیادہ مستجاب الدعوات ہے ؎ بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید -

وصیت عالم بے عمل کو برا نجاننا چاہیئے دوسرون کے اوپر اوس کا بہی حق ہے کہ علم کی توقیر کرتے رہین

اوسکا علم اللہ کے نزدیک بڑا درجہ رکھتا ہے پس اگر کوئی اوس کے عال پر نکتہ چینی کرے گا تو حجاب مین پڑجائیگا
اور اگر عالم اپنے علم کی موافق عمل کرتا تو اور زیادہ مرتبہ پاتا اللہ تعالی کے نزدیک نیت خیر تمام کامون کی جا بنہ
ہے اور ہر ایک آدمی کو اوسکے ارادہ کا ثمرہ ملتا ہے اس مقام پر شیخ موصوف نے جو وجہ مال وجاہ چار نحو
فقنے قرار دیا ہیر ایک کی پوری تفصیل کی ہے۔

وصیت جو کچھ اللہ تعالی نے تجھے عطا کیا یا تجھسے لیلیا تو اوسی پر نگاہ رکھے اور اوسی کی طرف سے سمجھے جو کچھ
اوسنے تجھے دیا ہے وہ اسی لئے دیا ہے کہ اوس کا شکر بجالاے شکر ہی سے نعمت اور زیادہ ہوتی ہے اور کفران
نعمت شیطان کا شیوہ ہی اور جو کچھ اوسنے تجھسے لیلیا ہے وہ اسوجہ سے لیلیا ہے کہ تو صبر کا پہل حاصل کرے اور اللہ
تعالی کی محبت اور معیت سے سرفراز ہووے اور جبکہ اللہ تعالی تیرے ساتھ ہو گا اور تجھے اپنا دوست بنالیگا تو تیرے
ساتھ وہی معاملہ کرے گا جو ایک محب اپنے محبوب کے ساتھ کیا کرتا ہے اور پھر آخرت کی تمام بلاؤن سے
محجوب کردے گا۔

وصیت اللہ تعالی کے تمام حقوق کو بجالاتا رہے اور اوسکو خلاف سے بچے بڑا حق اوس کا یہ ہے کہ شرک
سے احتراز کرے اور شرک دوطرح کا ہوتا ہے جلی وخفی شرک جلی ظاہر ہے اور شرک خفی اسے کہتے ہین کہ جو اسباب
عادی دنیا کے معاملات کے لئے اللہ نے بنا دئے ہین اونپر بہروسا نکرلے اور دل کو انہین اسباب کا مقید کرلے
یہ شرک خفی بہی دین کے لئے ایک بڑی بلا ہے اگرچہ ہمکو یہ حکم ہے کہ اپنی عیال کے لئے کوشش کرکے اونہین
نفقہ پہونچائین مگر یہ حکم کب ہے کہ ان اسباب پر بہروسا کرلین بہروسا اللہ پر چاہیئے کام تو اس مین ہے
کہ ان پر اعتماد نکرلے اور یہہ غرض نہین ہے کہ ان پر عمل بہی نکرے اعتماد کرنا اور ہے اور عمل کرنا اور۔

وصیت دنیا مین اپنی تعلی کا خیال نکرنا چاہیئے کیونکہ اسکا انجام برا ہے اللہ تعالی ایسے شخص کو اپنی درگاہ
سے رد کردیتا ہے آدمی کے لئے یہی بہتر ہے کہ کوئی اوسے نہ جانے نہ وہ کسی کو پہچانے یہہ بات جدا ہے کہ ارادۂ
الہی کسی کو اپنی مہر سے بڑہا دے اور مقبول خلائق کردے کیونکہ یہہ اوسکی خواہش سے نہین مگر خود تعلی کا خواہان نہو
اپنے آپ تو ہمیشہ ذلت ومسکنت اور خضوع وخشوع کی خواہش رکھے اور اللہ اپنی طرف سے عطا کرے تو یہہ اوسکا
عطیہ ہی اور یہہ مرتبہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالی مشہود ہوجائے اور خلق وعالم نظر اعتبار سے مفقود
ہوجاے +

وصیت دین مین جدل سے بچے خواہ حق پر ہو یا باطل پر دونون حالتون مین مباحثہ اور مناظرہ نکرے
اگر یہہ ناحق پر ہے تو اسکے لئے جدل سے بچنا بہت ہی بہتر ہے اور اگر حق پر ہے تو اسکے لئے جنت مین ایک مکان
تیار ہوگا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ مناظرہ مین مکابرہ سے بہت کم بچا جاتا ہے تو نقصان کی امید زیادہ اور

منع کی کم ہو۔ احیاء العلوم مین امام غزالی نے کہا ہے کہ رجوع جدل کا دلیل مشکوک فیہ کی طرف ہے اور یہہ ضرر تعصب کی وجہ سے ہے جو جدل سے پیدا ہوتا ہے امام زاہدی نے تلخیص مین کہا ہے کان ابوحنیفۃ یکرہ الجدل علی سبیل الحق وقال المنازعۃ فی الدین بدعۃ۔

وصیت حسن خلق اپنا شیوہ رکھے اور بُری باتون اور بدمزاجی سے بچے مگر اخلاق کے برتاؤ کے موقع مین چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک علٰحدہ رسالہ مین ذکر کیا ہے جبتک اون موقعون کی شناخت نہو حسن خلق اور بدخلقی کا تمیز مشکل ہے کیونکہ خلق کے اغراض مختلف ہین اگر ایک بات سے زید کو راضی کر لیا تو عمرو جو زید سے دشمنی رکھتا ہے ضرور ناخوش ہو جائیگا اور جب اوسکے موقع معلوم ہو جائینگے تو ہر ایک کے ساتھ کام اوسکی خواہش کے موجب چلا سکیگا۔

وصیت علم کو ہر وقت استعمال کرتا رہے کیونکہ علم کے قابل وعامل کی ... نا آئی ہے عالم کو کوشش کرنا چاہیے کہ عمل درست کر لے تاکہ ایسا نہو کہ شمع کی طرح دوسرے دن کو تو منور کرے اور اپنی جان کو جلاتا رہے کمثل الحمار یحمل اسفارا یعنی مانند گدھے کی ہے کہ ... اٹھاتا ہے کتابون کو ایسے ہی علما کی شان مین ہے اسی لئے شعراے صوفیہ نے اپنے کلام مین علماے بے عمل وریاکار اور فقہاے دنیا کی بہت کچھ ہجو کی ہے جامی علیہ الرحمۃ نے اس باب مین ایک دلاویز حکایت لکھی ہے جو بیان لاتا ہون۔

عارفے از کوہ بصحرا گذشت
دیدہ ز نیرنگ نہی ساختہ
طبع تو آسودہ ز وسواس چیست
باز چرا ماندہ از کارگاہ
در صف اصحاب نہیب تو کو
خوے بد عربدہ جو بیت کجاست
کز برکات علم سے زمان
حیلہ گر بہاے فقیہان عہد

دید عزازیل بداماں دشت
گفت باد عارف صحرا نورد
این قدرت کندی الماس چیست
تفرقہ بخش صف طاعت نہ
جادوے حبیل فریب تو کو
رہزن دوران بدل بدسگال
خار غم از کش کشش این دنان
ایک تن ملذین طائفہ بوالہوس

دل ز غم وسوسہ پرداختہ
از چہ درین بادیہ ہرزہ گرد
کار تو در صومعہ و در خانقاہ
رخنہ گر سلک جماعت نہ
شعبدہ انگیزی خوبت کجاست
طنز کنان داد جواب سوال
داشت مرا بلزا زین جد و جہد
از پے گمراہی کونین بس

وصیت بندگان خدا کی خبرگیری کرنا چاہیے اور یارون کو دوست بنانا چاہیئے اور دوست بنانے کی وجہ یہ ہے کہ سلام علیک کرتا رہے کھانا کھلاتا رہے اور وقت کے کام مین سکے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے ناصواد ونکی ملاد بہلانے مین جان ودل سے دریغ نہ کرے +

وصیت مصیبتین جب مال مین اور عزیزون مین پیدا ہون تو بیقراری نہ کرنا چاہیئے بلکہ انا للہ وانا الیہ

راجعون کہنا چاہیے +

وصیت قرآن کو پڑہے اور صفات الہی مین جو اوسمین مذکور ہین فکر و غور کرنا چاہئے اہل القرآن اللہ کے مخصوصون مین داخل ہین +

وصیت اوس آدمی کی صحبت اختیار کرنا چاہیے جس سے علم و عمل کا فائدہ حاصل ہوسکے اور اوس شخص کی صحبت سے بچنا چاہیئے جس سے دین و دنیا مین ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہو +

وصیت حدود اپنے بدن پر اور اپنے متعلقین کے بدن پر جاری کرے اگر سلطان ہے تو اوسپر حدون کا جاری کرنا متعین ہے ورنہ اتنا تو ضرور ہے کہ وہ اپنی جان کا مالک ہے اپنی جان پر حد جاری کرنے سے دریغ نہ کرے اعضا سے کار خیر لے تاکہ مرے تو اس مواخذہ سے بری مرے +

وصیت راہ خدا مین صدقہ دینا چاہیئے اللہ نے قرآن مین صدقہ دینے والون کا ذکر کیا ہے صدقہ فرض کا نام زکوٰۃ ہے اور صدقہ نفل کا نام تطوع ہے فرض کے ادا کرنے سے بخل کا اطلاق اس سے اوٹھ جاتا ہے اور تطوع کے درجات مین ترقی ہوتی ہی صفت کرم اور جود و سخا اور ایثار کے ساتھ موصوف ہوتا ہے اور جو کوئی ان دونون مقامون کے سوا مال خرچ کرے تو وہ مسرف کہلاتا ہے اور اسراف برا ہے اسمین منعم حقیقی کی نعمت کا کفران ہی

وصیت نفس پر جہاد کرنا چاہیے جہاد اکبر یہی ہے اور اس آیت مین یہی مراد ہے یا ایہا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ای ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافرون سے جب اس جہاد پر کامیاب ہوجاے تو اعداے ظاہر سے جہاد کرنا آسان ہو جاے گا اور مراتب شہادت باطن و ظاہر دونون حاصل ہون گے +

وصیت ہر مسلمان کے ساتھ بحیثیت مسلمان ہونے کے رعایت کرنا چاہیے اور سب مسلمانون کا وجہ مساوی رکہنا چاہیے جس طرح اسلام نے ان میں مساوات قائم کی ہے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ یہ صاحب دولت و مالدار ہی حاکم وقت ہے بڑا آدمی ہے اور یہ مفلس ہے محتاج ہے محکوم ہے حقیر ہے ذلیل ہے بلکہ اسلام کو ایک شخص واحد کی طرح جاننا چاہیے اور مسلمانون کو اس شخص کے اعضا سمجہنا چاہیے اسلام کا وجود مسلمانون پر منحصر ہے جس طرح ایک شخص کا وجود اعضا اور تمام قواے ظاہر و باطن پر موقوف ہے ؎ بنی آدم اعضاے یکدیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند ؛ چو عضوے بدرد آورد روزگار ؛ دگر عضوہا را نماند قرار -

وصیت پڑوسیون کے حقوق پر خیال کرے اور جسکا دروازہ زیادہ قریب ہو اوس کا حق مقدم سمجہے اگرچہ ہمسایہ کافر ہو مگر ہمسائگی کا حق ادا کرے اور مہربانی و عنایت سے پیش آتا رہے +

وصیت اگر قدرت رکہتا ہو تو مسلمان بہائی کی مدد کرنا چاہیے ظالم ہو یا مظلوم ظالم کی مدد کرنا تو یہ ہے کہ اوسکو ظلم کرنے سے منع کرے اور مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اوس سے ظلم دفع کرے +

وصیت اگر ضرورت نہو تو کبھی سوال نہ کرے سوال سے آبرو جاتی ہے اور سائل ذلیل ہوتا ہے +

وصیت مددگارون کے ساتھ دوستی رکھنا چاہیئے خاصکر جو دین الہی کی مدد کرتا ہو تو اوس سے دوستی ضرور چاہیئے اور دین الہی کے مددگارون کی دو قسمین ہین (۱) جس نے ابتدائً مدد کی اور ابھی تک یہ نہین سمجھا تھا کہ مجھپر مدد کرنا واجب ہے (۲) جس نے اپنی جان پر واجب جان کر مدد کی جیسا کہ اللہ تعالی نے حکم دیا ہے یاایھا الذین امنوا کونوا انصار اللہ - اے ایمان والو تم مددگار رہو اللہ کے دوسری قسم والیکو مددگار کا اجر بھی ملتا ہے اور واجب بھی ادا ہوتا ہے +

وصیت سچی بات کہنا امانت داری کرنا وعدہ وفا کرنا دروغ بیانی اور وعدہ خلافی سے بچنا یاہیے اور جب کسی سے مخاصمت واقع ہو تو فجور سے بچے کہ یہہ منافق کی علامات مین سے ہے +

وصیت حیا کرنا چاہیے کیونکہ یہہ ایمان کا شعبہ ہے اللہ تعالی بھی حیادار ہے قیامت کے دن مسلمان بڈہون سے شرمائیگا - حیا سے ایک برا کام چھوٹ جاتا ہے اور شیخ علیہ الرحمۃ نے اس آیت کے معنی ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ یعنی تحقیق اللہ نہین شرماتا یہ کہ بیان کرے مثال ایک مچھر کی یا یون لکھے ہین انہ لا یترک ان یضرب مثلا ما بعوضۃ یعنی اللہ نہین ترک کرتا ایک مچھر کی مثال بیان کرنے کو خلاصہ یہ ہے کہ شیخ کے نزدیک لا یستحیی لا یترک کی جگہ آیا ہے +

وصیت مسلمانون کو ہمیشہ اپنی نصیحت سے بہرہ مند رکھے اس کار خیر سے کبھی اونکے ساتھ دریغ نہ کرے مگر ناصح کے لئے بہت سے علوم کی ضرورت ہے ایک شریعت کی ضرورت ہے کہ وہ علم زمان و مکان و احوال مردم کو شامل ہے دوسرے علم ترجیح سے واقف ہو تاکہ جب باہم کسی معاملہ مین اختلاف واقع ہو تو اوسے صاف کردے سیاست وعدالت اسی نصیحت مین داخل ہے +

وصیت اپنے دو وقت کی نمازون کے درمیان اپنے اوقات کو منضبط رکھے ایک نماز کو ادا کرچکے تو دوسری نماز کے وقت تک کھیل کود مین اپنے نفس کو مقید نرکھے اور یہہ حکم نماز فرض و نافلہ دونون کے لئے ہے مثلاً فجر کے فرض پڑھ لینے کے بعد اشراق نماز نافلہ ہے اور اشراق کے بعد چاشت نماز نافلہ ہے سو ان نمازہاے نافلہ مین بھی اپنے اوقات کی نگہداشت کرے یا فرض عشا کے بعد تہجد ہے حدیث مین آیا ہے صلوۃ علی اثر صلوۃ لا لغو بینہما کتاب فی علیین - نماز کے پیچھے نماز ہے اور ان کے درمیان مین لغو کام نہو لکھی جاتی ہے علیین مین - اور کلام لغو اس سے مراد ہے کہ ترازوے اعمال مین آنے کے لایق نہو +

وصیت فرض نمازون کی پابندی چاہیئے جب اذان ہو تو فوراً جماعت کے ساتھ مسجد مین جاکر ادا کرے کیونکہ مساجد اسی لئے بنائی جاتی ہین اور اذان بھی نماز کے بلانیکو ہوتی ہے حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح اسی مطلب کیلئے

اذان مین مقرر ہوئے ہین جماعت سنت موکدہ ہے اور یہہ اس لئے رکھی گئی ہے کہ یہہ جمع ہوکر نماز پڑہین تو دین کے کامون مین بھی ان کا اجتماع رہے اور متفرق نہون +

وصیت نماز اوابین کو ہمیشہ ادا کرتا رہے اور نماز اوابین سے عام لوگ غافل ہین اوس کے وقتون کی عوام کو خبر نہین اوس کا وقت چاشت سے دوپہر تک اور عصر و ظہر اور وقت مغرب و عشا کے درمیان مین ہے اور یہہ نماز نافلہ ہے اور بھی نماز تہجد کو بھی نماز اوابین کہتے ہین اور نماز تہجد کی گیارہ رکعتین ہین اسی کو نماز شب و صلوٰۃ اللیل بہی کہتے ہین - نماز اوابین کے لفظی معنی یہہ ہین اون لوگون کی نماز جو اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع رکہتے ہین +

وصیت بات چیت مین بہی ورع ہے جس طرح کہ کہانے پینے مین ورع ہے - اور ورع اسے کہتے ہین کہ حرام اور شبہات سے بچنا اور نیک روبہ اور نیک وضع ہر بات مین اختیار کرنا اور انبیا و صلحا کی پیروی کرنا اور جلدی کسی کام مین بے ضرورت نکرنا مگر توبہ کرنے مین جلدی کرنا اور نیک کام اور مہمان کی خاطرداری اور تجہیز میت اور لڑکی جب بالغ ہو جاوے تو اوسکے عقد کا بند و بست اور تمام آخرت کے کامون مین سبقت کرنا اور دنیا کے کامون مین آہستگی کرنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود شریف پڑہنا یہہ سب ورع مین داخل ہین +

وصیت جب کسی برے کام سے نکل گیا ہو تو پہر اوسمین نجائے اور اللہ کے ساتہہ کوئی عہد ایسا نہ باندہے جو اوسکو پہر توڑنے کی ضرورت پڑے اور وفا عہد نہ کرسکے سب سے اول جو عہد اللہ سے بنی آدم نے باندہا ہے وہ قالوا بلیٰ سے یہہ عہد اللہ کی ربوبیت اور اپنی عبودیت کا ہے اسکی پابندی مین تمام مراتب اسلام و ایمان و احسان موجود ہین - افسوس ہے اون پر جو بلی کہکر پہر شرک و بدعت و گمراہی مین پڑگئے چونکہ اول کو آخر کے ساتھ نسبت ہے اس لئے آخر کو اول کے ساتہہ موافق کرے تاکہ ابتدا و انتہا ایکسی ہوجائے اور جو وعدہ ازل مین کیا ہے وہ پورا ہوجائے +

وصیت جو کوئی حاکم ہو تو اوسکو چاہیئے کہ حکومت انصاف سے کرے اور اپنی خواہش نفس کو انصاف خلق مین دخل نہ دے کیونکہ یہہ شیوہ گمراہون کا ہے +

وصیت دعا کرنے کے لئے جو اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کئے ہین اون کے موافق دعا کرے جیسے اذان کے وقت اور جہاد کے مقام پر اور بارش کے وقت اور نماز شروع کرنے کے وقت اور جمعہ کی ساعت وغیرہ مین اور اسباب قبول بہت سے ہین مگر ان چار کے اندر وہ منحصر ہین ایک زمانہ دوسری جگہہ تیسری حالت چوتہی کلمہ وقت سے مراد یہی ساعت جمعہ یا اذان وغیرہ کے وقت دعا کرے اور جگہہ سے یہ مطلب ہے کہ مکہ مین یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے پاس یا اور ایسی ہی جگہہ دعا کرے اور حالت سے یہہ مراد ہے کہ دعا کرنے والا حالت سجدہ مین دعا کرتا ہے تو جلد قبول ہوتی ہے ایسے ہی اور حالات پر قیاس کرلو اور کلمہ سے یہہ مراد ہے کہ جن الفاظ کی فضیلتین بیان کی گئی ہین مثلاً اوس کلمہ سے اتنا فائدہ ہوتا ہے اور فلان کلمہ اتنی بار پڑہا جاوے تو یہہ نفع ہوتا ہے اون الفاظ کو دعا مین استعمال

کرے جب یہ چارون باتین جمع ہوکر دعا کی جاتی ہے تو جلد مقبول ہوتی ہے +

وصیت اپنی شان مین ربوبیت کو دخل نہ دے بندگی سے کام رکہے جس طرح اللہ تعالیٰ مین بندگی کی کوئی چیز نہین اسی طرح بندہ مین ربوبیت کی کوئی بات نہین پس جسطرح اللہ تعالیٰ محض رب ہے اسی طرح بندہ محض بندہ ہے +

وصیت اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت مین مصروف رکہے کوئی حد طاعت کی ایسی مقرر نکرلے جہان پرجاکر ٹہر جائے اپنے دل مین ہمیشہ مصروفیت طاعت کی فکر رکہے کیونکہ یہ حالت مومن کے لئے نہایت فضیلت کی ہے جو مسلمان مرتا ہے اوسکا عمل ختم ہوجاتا ہے مگر ایسے شخص کا عمل قیامت تک ترقی کرتا رہتا ہے اور قبر کے فتنون سے بچتا ہے +

وصیت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناجات کرے اور مراد اس سے یہ ہے کہ جو احادیث اون سے روایات کی گئی ہین اونہین پڑہے تو چاہیے کہ شروع کرنے سے پہلے اپنے مقدور کی موافق کچھ صدقہ دیدیا کرے +

وصیت کسی مسلمان کو گناہ یا تاویل کرنے سے کافر نہ کہنا چاہیے کیونکہ ابن عمرؓ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے من قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما جو شخص اپنے بہائی مسلمان کو کافر کہے تو اون دونون مین سے ایک کافر قرار پاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کہنے والے نے سچ کہا تو وہ شخص کافر ہے جسکی اس نے تکفیر کی ہے اور اگر کہنے والے نے جہوٹ کہا اور حقیقت مین وہ کافر نہ تہا تو یہ کہنے والا خود کافر ہوجاتا ہے اور جسکو کافر کہا وہ بدستور مسلمان رہتا ہے +

وصیت اگر کوئی شخص شریعت اور دین اسلام پر برائی لگائے تو اوسے دور کردینا چاہیے لوگون کے وہمون اور رایون کو شرع مین کوئی دخل نہین جو کچھ برخلاف شرع دیکہے اوس بات کو رد کرے شریعت کے معاملہ مین کسی کی طرفداری نہ کرے یہان سے ثابت ہوا کہ علما نے جو بعض صوفیون یا فقیہون کی تکفیر کی ہے تو یہ اون کے اقوال وافعال کی تکفیر ہے نہ اون کی ذاتون کی یعنی وہ یہ کہتے ہین کہ یہ بات اور یہ کام کفر کا ہے مقصود اس سے یہ نہین ہوتا کہ اوس کام کا کرنے والا یا بات کا کہنے والا کافر ہے پس یہ تکفیر کرنے والے معذور ہین اسی طرح وہ لوگ بہی معذور ہین جن سے اپنے حال یا قال مین بے اختیار ہوکر کوئی ایسی بات صادر پائے کہ اوسکی تکفیر کی وجہ سے تکفیر کی گئی عوام الناس جو اس نکتہ کو نہین جانتے وہ دونون حالتون کو ایک سا سمجہتے ہین اور یہ نہین خیال کرتے کہ ہر ایک اپنی جا سے اور حال مین معذور ہے

وصیت اپنی جان کو شدید لوگون مین سے نہ بنائے تاکہ لوگ اوس سے گہبرائین اور ہر ایک جان سکتا ہے کہ مجھ مین اتنی برائی موجود ہے +

وصیت حاکمان ظالم کی حکومت سے مخالفت نہ کرے کہ اس مین اللہ تعالیٰ کا بہید ہے جسے وہی خوب جانتا ہے پس اپنے خیال کو علم الہی پر دنیا مین ترجیح نہ دینا چاہیے اگرچہ یہ ظالم ہین مگر ان سے دنیا مین مصلحتون کے کام درست

انتظام ہی بہت سے بنے ہوئے ہین اس لئے محکومون کو چاہیے کہ ان کی اطاعت سے اوس کام مین جسمین گناہ الہی پیدا نہو سرکشی کرین اگر ظالم ہین تو ان کے ظلم و جور کا بوجھ ان کی گردن پر رہے گا اور اگر نیک ہین تو ہمکو بھی کچھ نہ کچھ اون سے نفع پہونچ جاے گا +

وصیت جو کسی کو نیک کام کی نصیحت کرے تو پہلے اپنے آپ ہی اوس نصیحت کے موافق عمل کرے اس لیے کہ لوگون کی نظر شخص کے فعل پر اوسکے قول کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے اور فعل کسیکا دیکھکر جتنی ہدایت حاصل ہوتی ہے اوتنی اوسکے قول سے نہین ہوسکتی **ع** علم چو داری زعمل سر مپیچ ✤ دانش بیکار بنیرزد بہیچ ✤ چون پی باطل علت سود باسے ✤ بے عملان را بعمل رہنماسے ✤ بایدت اول عمل اندوختن ✤ پس دگران را ادب آموختن -

وصیت اللہ سے اگر تو اپنی بخشش چاہتا ہے تو اوس سے یہ سوال کر کہ مجھے گناہ سے بچائے رکھ اور اگر تو گناہگار ہے تو یہ دعا کر کہ اللہ مجھے اس گناہ کے عذاب سے بچا اور اس بات کا بڑا خیال رکھ کہ لوگ تجھے یہ جانین کہ یہ شخص کام کیا کرتا ہے اور اللہ یہ جانے کہ یہ شخص اسکے خلاف کرتا ہے جس حالت پر آدمی مرتا ہے اوسی پر اوسکا حشر ہوتا ہے ایسی کوشش کر کہ مسلمان دنیا سے سفر کرے اور ایسا کام ساتھ لیجا جو قبر مین مونس ہو **ع** خوش باش کہ عالم گذران خواہد بود ✤ اسوح از پے تن نعرہ زنان خواہد بود ✤ این کاسۂ سرہا کہ تو بینی امروز ✤ زیر قدم کوزہ گران خواہد بود +

وصیت دنیا مین چندروزہ قیام ہے کبھی نہ کبھی یہان سے جانا ضرور ہے پس ایسی بے ثبات چیز پر دل کو نہ لگاے ہر وقت مرنے والون کے حالات سے عبرت حاصل کرتا رہے **ع** جامی آن بہ کہ درین مرحلہ آن پیشہ کنی ✤ کہ ز مرگ دگران مرگ خود اندیشہ کنی - جو یہان سے گئے پھر اون کی خبر ملک عدم سے نہ آئی اور جو عدم سے وجود مین آیا اوسنے اوس شخص کی جگہہ کو آباد کیا جسنے یہان سے کوچ کیا اور پھر یہ بھی چلا گیا اور دوسرے دن کے لئے اپنی سب چیزین چھوڑ گیا **ع** ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ✤ رفت منزل بدیگرے پرداخت -

وصیت یہ خیال نہ کرے کہ دنیا کی آبادی ہمارے دم سے ہے ہم نہین تو دنیا ہی نہین یہ پرانی بستی ہے اس مین ہم جیسے ہزارون آتے ہین اور چلے جاتے ہین یہ مسافر خانہ ہے لاکھون آدمی اس مین آے محافل عیش و عشرت آراستہ کین مزے اوٹھاے جب آنکھہ بند کی تو تمام محفل درہم برہم ہوگئی پھر دوسرے آئے اور اونہون نے کم و بیش اپنے حصہ کی موافق دنیا مین لطف و راحت یا تکلیف و محنت اوٹھائی اور پھر ان کا بھی وہی حال ہوا جو اگلون کا ہوا تھا غرضکہ مکان کو قیام ہے اور مکین کو قیام نہین **ع** گمان مبر کہ تو چون بگذری جہان بگذشت ✤ ہزار شمع بکشتند و انجمن باقیست - **ع** دنیا کے جو مزے ہین ہرگز یہ کم نہ ہونگے ✤ چرچے یہی رہینگے افسوس ہم نہ ہونگے + دانا وہی ہے کہ دنیا مین رہکر غافل نہو جاے اور اپنے چندروزہ زندگی مین جو کچھ ہو سکے

عاقبت کے واسطے توشہ جمع کرے ؎ دو بتیم جگر کرو روزے کباب ؛ کہ می گفت گوینده بارباب ؛ در شفا کرے مابسے رہ نگار ؛ بر ردید گل دشت گفد لالہ زار ؛ بسے تیر و دے ماه و اردی بہشت ؛ بیاید کہ ما خاک باشیم و خشت ؛

وصیت اللہ سے دعا کرنا چاہیے کہ خاتمہ بخیر کرے اور صلحاے مومنین مین سے بناے تاکہ اوسکے اولیا ین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار مین شمار پائے کیونکہ اللہ تعالی نے رسول کا مددگار جبریل اور ملائکہ اور اپنی ذات مقدس کو اور صلحاے مومنین کو بیان کیا ہے اور فرمایا ہے فان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین والملائکۃ بعد ذلک ظھیرا - اللہ اوس کا رفیق ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اوس کے بعد مددگار ہین - اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا و دین کے کامون مین شر و فساد پیدا کرے وہ کسی طرح رسول خدا کا دوست نہین +

وصیت خدا کے لئے غیرت کرنا چاہیے اور اپنی طبیعت حیوانی کے لئے غیرت نہ کرے اور پہچان اوس غیرت کی جو اللہ کے لئے ہے یہ ہے کہ ایسا غیور غیرت اوس وقت کرتا ہے جبکہ اون چیزون کی بے ادبی کیجاے جنکی اللہ نے حرمت رکھی ہے خواہ وہ اپنے لئے ہو یا غیر کے لئے مثلاً آدمی کو اس بات سے غیرت آتی ہے کہ اوسکی زوجہ کے ساتھ کوئی زنا کرے اسی طرح اوسے چاہیئے کہ دوسرے کی عورت کے ساتھ زنا واقع ہو تو غیرت آئے شیخ نے کہا ہے فان فعل شیئا من ھذا او زنی وادعی الغیرۃ فی الدین او المروۃ فاعلم انہ کاذب فی دعواہ فانہ لیس بذی دین ولا مروۃ من یکرہ لنفسہ شیئا ولا یکرہ لغیرہ - یعنی جو کوئی آدمی کسی غیر شخص کی بہن بیٹی وغیرہ کے ساتھ بدکاری کرے اور اسکے ساتھ اس بات کا بھی دعوی ہو کہ مجھے دین کے کامون مین غیرت ہے اور اپنے آپ کو صاحب مروت سمجھے تو یہ جان لو کہ وہ جھوٹا ہے اس لئے کہ ایسا شخص نہ صاحب دین ہوتا ہے اور نہ صاحب مروت جو اپنی جان کے لئے کوئی بات ناپسند کرے اور دوسرے کی جان کے لئے ناپسند نہ کرے +

وصیت اس بات سے بچنا چاہیے کہ اللہ بندہ کو وہان دیکھے جہان جانے کے لئے اوسنے اوسکو منع کیا ہے اور ایسی جگہ نہ دیکھے کہ وہان جانے کے لئے حکم دیا ہے اور یہ ضرور ہے کہ اپنے کام کو بندہ اس طرح کرے کہ خدا کے سوا کوئی اوس سے واقف نہو سکے کیونکہ ریاکاری کے دھبے سے بچانیکے لئے یہی بڑا گر ہے +

منازل صوفیہ اور ہر منزل کے نور کا رنگ

صوفیہ کہتے ہین کہ سالک کے لئے بہت سی منزلین و مقامات ہین حضرت ابراہیم نے جو تارہ اور چاند سورج کو دیکھا اور پھر اون سے اعراض کیا یہ ہر ایک اشارہ اونہین منازل کی طرف ہے پہلی منزل توبہ و طاعت و ذکر ہے اس مرتبہ

ایک نور سبز متمثل ہوتا ہے اور دوسری منزل نفس کا تزکیہ ہے صفات شیطانی و سبعی و بہیمی سے جب تک نفس صفات
شیطانی مین گرفتار رہے امّارہ کہتے ہین اور جب ان سے آزاد ہوکر صفات سبعی مین پہنس جاتا ہے تو اوسوقت لوّامہ
کہتے ہین اور جب ان سے بہی چہوٹ کر صفات بہیمی مین آلودہ ہوگیا تو مُلہمہ ہے اور جب ان سے نجات پالے تو اب
مطمئنہ ہے فرق صفات شیطانی و سبعی مین یہ ہے کہ پہلی کا شر متعدی ہے اور دوسری کا لازم اور سالک کی ترقی نفس
کے طریق مین تنزلی ہی اس لیے کہ نفس امّارہ آگ کی صفت پر ہے اور لوامہ ہوا کی صفت پر اور ملہمہ پانی کی صفت پر اور
مطمئنہ خاک کی صفت پر جب سالک کے نفس کو اطمینان کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو ایک اور نور متمثل ہوتا ہے اور اسوقت
اگر بہت بڑہکر سیر نفس کو حاصل ہو جاتی ہے تو ملکوت سفلی تک ہوتی ہے نفس مطمئنہ کی سیر کی یہی انتہا ہے تیسری منزل
یہ ہے کہ نفس اخلاق حمیدہ حاصل کرلیتا ہے اور اسوقت مین نور سرخ متمثل ہوتا ہے اور دل ذکر کرنے لگتا ہے اور
نور لطائف و اخلاق و صفات روحانیہ کو دیکہتا ہے اور اب ملکوت علوی کی ابتدا تک سیر ہی کرسکتا ہے چوتہی منزل یہ ہے
کہ ما سوی اللہ باطن سے بالکل چہوٹ جائین اور اس مرتبہ مین نور زرد متمثل ہوتا ہے اور اب عالم علوی کے درمیان تک
سیر کرسکتا ہے پانچوان مرتبہ روح ہے اس مرتبہ مین نور سفید متمثل ہوتا ہے اور روح کی سیر کی انتہا ملکوت علوی کی
انتہا ہے چہٹا مرتبہ خفی ہے اس مرتبہ مین نور سیاہ متمثل ہوتا ہے اور سیر خفی کی انتہا عالم جبروت تک ہو۔ ساتوان مرتبہ
غیب الغیوب ہے یہ مرتبہ فنا و بقا کا ہے فنا فی اللہ اسے کہتے ہین کہ سالک کا وجود موہوم وجود حقیقی مین محو ہو جا۔ جیسے کہ دریا
مین قطرہ معدوم ہو جاتا ہے اور برف آفتاب کے چمکتے ہی پگہلجاتا ہے فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَّخَرَّ مُوسٰى
صَعِقًا۔ جب نمودار ہوا رب اوس کا پہاڑ کی طرف کیا اوسکو ڈہاکر ریزہ ریزہ اور گر پڑا بیہوش اور بقا باللہ سے
مراد یہ ہے کہ قطرہ دریا سے متحد ہو جاے اور غیر کا دہیان دیدۂ دل سے جاتا رہے اور باطل پہوٹ جاے جسکی وجہ سے
سالک کو غیر معلوم ہوتا تہا اور قطرہ کے وجود کو دریا کے وجود سے غیر جانتا تہا جب تیری یہ خواہش ہو کہ زندگی حاصل
کرے تو جو اس جسم سے مرجا پہر ان کی مدرکات سے پہر نفس کو عالم قدس کی طرف متوجہ کر اسی کا نام نفس کی حیات
بعد موت کے برف کا آبخورہ بنائین پہر اوس مین پانی بہرین اور دریا مین ڈالدین تو خیال کر اوس کا کیا حال ہوگا کوئلہ
جب آگ سے ملتا ہے تو استعداد خفی کی وجہ سے تہوڑا تہوڑا سلگتا ہے یہان تک کہ جلنے لگتا ہے اور روشنی جو اوسکا
خاصہ ہے اوس سے ظاہر ہوتی ہے اگر زبان رکہتا تو انا انا ضرور کہتا جیسا کہ منصور نے انا الحق کہا جنید کا
مقولہ ہے کہ میرے جبہ مین اللہ کے سوا اور کچہ نہین اور ابویزید کہتے تہے کہ مین اپنی جلد سے ایسا نکلا ہون جیسے
کینچلی سے سانپ نکلجاتا ہے پس جب ہی مین وہی ہون جو تہا۔ جلد سے مراد یہان تشخص ہے اس لیے کہ صوفیہ کے
نزدیک حق اور خلق مین فرق اطلاق اور تقیید کے ساتھ ہی۔ نوری کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اپنی ذات کو لطیف کیا تو
اوسکا نام حق ہوا اور کثیف کیا تو خلق نام پایا۔ امام جعفر صادق اثناے تلاوت قرآن مین بیہوش ہوگئے ہوش مین

آئے تو لوگون نے سبب غشی کا دریافت کیا کہا کہ مینے ذوق مین آکر ایک آیت کو بار بار اتنا پڑھا کہ اوسکے متکلم سے اوسکو سن لیا
شیخ شہاب الدین سہروردی اس قول کی تاویل یون کرتے ہین کہ امام ہمام کی زبان اوسوقت شجرۂ موسیٰ کی طرح بن گئی تھی
جس نے کوہ طور مین انی انا اللہ کہا تہا حسین بن منصور نے ابراہیم خواص سے دریافت کیا کہ تم کس مقام مین ہو کہا تمین برس
عرصہ ہوا جو نفس سے مقام توکل مین ریاضت کراتا ہون حسین نے کہا کہ جبکہ تمنے اپنی عمر کو باطن کی تعمیر مین صرف کردیا
تو تم فنا فی اللہ کے مقام مین سے کب ہو **ع** توحید کہ از مشرب عرفان باشد ؛ در مذہب اہل عشق ایمان باشد
ہر کس کہ ندیدہ قطرہ با بحر یکے ؛ حیران شدہ ام کہ چون مسلمان باشد ؛ پروانہ جو نور آتش سے اور اشیا کو دیکھتا
ہے یہ علم الیقین ہے اور آگ کو جو دیکھتا ہے یہ عین الیقین ہے اور آگ مین اوسکا جل جانا حق الیقین ہے **ع** تا قطرہ
نمیشود بدریا واصل ؛ ہرگز نشود مراد طبعش حاصل ؛ خود را چہ حجاب نور حق مے سازی ؛ خورشید کسے ندیدہ
اندود دہ بگل +

فنا و بقا اور تجلی کی قسمین - اور حجاب اور شہود اور مشاہدہ اور شاہد کی کیفیت

فنا کی دو قسمین ہین جزئی و کلی - فنائے جزئی اسے کہتے ہین کہ شخص سالک ایکبار ہی محو ہو جائے یا بتدریج اعضا محو ہون
پھر باقی اعضا و حواس و قوی محو ہون اور پہلی صورت شکر کی وجہ سے ہوتی ہے اور دوسری محویت کے سبب سے - اور فنائے
کلی اسے کہتے ہین کہ تمام تعینات ملکی و ملکوتی ایکبارہی محو ہو جائین یا بتدریج محو ہون اسطرح کہ اول مو الید محو ہون پھر عناصر پھر فلکیات
پھر ملکوت پھر جبروت پھر سالک محو ہو اور اسمین پہلی صورت تجلی جلالی کی وجہ سے واقع ہوتی ہے اور دوسری تجلی جمالی
کے سبب سے غرض فنا کی چار قسمین ہین - اور فنا کا اعلیٰ مرتبہ فنا فی اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام صفات کے ساتھ سالک پر
تجلی کرے اور سالک کل مین فنا ہو جائے اور بقا جو فنا کا مقابل ہے اسکی بھی چار قسمین ہین ان مین سب سے اعلیٰ مرتبہ
بقا باللہ ہے کہ جب سالک فنا فی اللہ سے لوٹتا ہے تو آپ کو عین وجود حق اور اوسکی تمام صفات کے ساتھ متصف
دیکھتا ہے - بخاریؒ اور مسلمؒ اور ابو داودؒ نے قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے
مجھکو دیکھا اوسنے حق تعالیٰ کو دیکھا حضرت خواجہ نقشبندؒ سے سوال کیا گیا کہ فنا کتنی وجہ پر ہے تو فرمایا دو وجہ پر ہے اگرچہ
بزرگون نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ وجہون پر ہے مگر سب کا مرجع انہین دونون وجہون کی طرف ہے اول تو فنا وجود
ظلمانی طبعی سے اور دوسری فنا وجود نورانی روحی سے اور اس حدیث مین ان دونون وجہون کی طرف اشارہ ہے
للہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ یعنی اللہ کے لئے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردے ہین پس فنا پہلے تو
بسبب ظہور حق سبحانہ کے ہے اور دوسرے یہ کہ فنا ہی جاتی رہے یعنی وجود نورانی کے لئے کچھ شعور باقی نرہے اسلئے کہ شعور
تو وجود روحانی کے لوازم اور صفتون مین سے ہے جسوقت شعور کا شعور جاتا رہا تو وجود روحانی کا جانا لازم آیا
اس مقام مین روح ذاکر ہے اور قلب ساجد ہے اور اس مقام مین سالک کی صحبت صحیح ہے لیکن اوسکی تربیت

اور مرید کو اوسکی طلب صحیح نہین ہی آور ذکر قلب یہ ہے کہ دل کو حق اور خلق دونون کا حضور یکسان ہو یعنی دونون جمع ہون آور ذکر زبان کے شرح کرنے کی کچھ حاجت نہین آور روح کا ذکر یہ ہے کہ حق سبحانہ کا حضور اوس حضور پر غالب ہو جو خلق کے ساتھ ہی آور ذکر سر یہ ہی کہ غیر حق کا حضور ہووے ہی نہین اور زمانہ سے کچھ خبر نہو اور ذکر خفی یہ ہے کہ روح کا وجود چھپ جاے جیسے سر مین موجودات چھپ جاتے ہین پس سواے مذکور کے کچھ باقی نرہے ۔ مطلب یہ ہے کہ غیر بالکل جاتا رہے اور اس مقام مین سیر فی اللہ متحقق ہوتی ہی اس لئی کہ بندہ کو فناے مطلق کے بعد کہ اوسمین ذات وصفات فنا ہوجاتی ہین وجود حقانی کا خلعت ملتا ہی کہ اس وجود کی وجہ سے اوصاف الہی کے ساتھ مشرف ہوجاتا ہی اور اس مقام مین وہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے جسکا بیان اس حدیث قدسی مین ہے کہ جب بندہ میرا محبوب ہوجاتا ہے تو مین اوسکے کان ہوجاتا ہون جسے وہ سنتا ہے اور اوسکی آنکھین ہوجاتا ہون جن سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکے ہاتھ ہوجاتا ہون جن سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکے پاؤن ہوجاتا ہون جن سے وہ چلتا ہے کیونکہ ذات وصفات فانی اس مقام مین وجود باقی سے بدل جاتی ہین اور جذبات حق کے تصرف اس وقت بندے کے باطن پر برابر ہوتے ہین اور سارے برے وسوسے اور خطرے جان سے جاتے رہتے ہین اور حق بندے مین اپنی صفاتون کے ساتھ تصرف کرتا ہے اور بندے کو خود اوسکے تصرف سے معزول کردیتا ہے پس بندہ اپنی مین آپ تصرف نہین کرسکتا اور اوسوقت بندہ امر ونہی شرعی کے خلاف کرنے سے محفوظ ہوجاتا ہے اور یہ دلیل ہے صحت حال فنا وبقا کی ۔

شیخ ابوسعید خراز نے کہا ہی اسی معنی مین ہے کل باطن یخالف الظاہر فہو باطل یعنی جو باطن ظاہر کے خلاف ہو وہ باطل ہی اور فنا وبقا کے بعد سیر الی اللہ وسیر فی اللہ حاصل ہوتی ہے اور اسکے بعد سیر عن اللہ وسیر باللہ نصیب ہوتی ہے اور اس مقام پر مخلوقات کی عقلین نہین پہونچ سکتین یہ مقام انبیا ورسل کا ہے اولیا کو اس مقام مین انبیا کی متابعت کی وجہ سے حصہ ملتا ہے قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنی مین اور میرے پیرو اللہ کی طرف بلاتے ہین بصیرت کے واسطے اور یہ میرا طریقہ ہی اس لئے کہ شیخ ایسا ہوتا ہی جیسے نبی اپنی قوم مین اور اس مقام مین مرید کی طلب اور تربیت شیخ کی اجازت کے بعد صحیح ہی اور اس مقام مین اوس کے فعل کا ہر ایک تصرف اگرچہ اوسکی طرف منسوب ہے مگر اوسکا نہین ہی اس لئے کہ وہ تو تصرفات بشریہ سے بالکل معزول ہی ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (یعنی تو نے نہین پھینکا جسوقت تو نے پھینکا بلکہ اللہ تعالی نے پھینکا) ممکن ہے کہ اسی معنی مین ہو ۔

اور تجلی کی چار قسمین ہین اول آثاری کہ وجود حقیقی بعض یا تمام جسمانیات کی صورت مین متمثل ہو اور انسان کی صورت مین متمثل ہونا اکمل ہے دوسرے افعالی کہ وجود حقیقی کو صفت فعلی کے اندر دیکھے یا اپنی ذات کو اوس وجود کا

مین دیکھے جو کسی صفت فعلی کے ساتھ متصف ہو اور اکثر تجلیات صفاتی ہر قسم کے رنگ مین نظر آتی ہین تیسری تجلی
صفاتی کہ وجود حقیقی کو صفات ذات کے ساتھ متصف دیکھے یا اپنی ذات کو اوس وجود کا عین دیکھے جو صفات ذات
کے ساتھ متصف ہی۔ چوتھی تجلی ذاتی ہے کہ اس تجلی سے سالک فنا ہو جاتا ہے اور اس کا نشان باقی نہین رہتا
اور کچھ بھی شعور نہین رکھتا اگر شعور بھی ہو تو دوئی باقی رہے خواجہ عبداللہ انصاریؒ کہتے ہین ﴿ ما وحد
الواحد من واحد ؛ اذ کل من وحدہ جاحد - یعنی اللہ تعالی کو جو واحد حقیقی ہے کسی نے واحد
نہین جانا اس لئے کہ جو اُسے واحد کہتا ہے وہ شخص توحید کا منکر ہے کیونکہ جسنے اوسکی توحید بیان کی ہے اشارہ اوسکی
طرف کا کیا ہے اوسکی ذات کا نہین کیا اور جب تک عرفیات کو فنا نہ کیا جاے توحید پوری نہین ہو سکتی ﴿
توحید من ینطق عن نعتہ ؛ عاریۃ ابطلھا الواحد - توحید اوس شخص کی جو اوس کے وصف کو
بیان کرے عاریت ہے کہ واحد حقیقی نے اوس کا ابطال کیا ہے ﴿ توحیدہ ایاہ توحیدہ ؛ و
نعت من ینعتہ لاحد - یعنی واحد حقیقی کا اپنے آپ توحید بیان کرنا ہی توحید حقیقی ہے اور اوس شخص کا
بیان جو اللہ کا وصف بیان کرے صحیح نہین باطل ہے یعنی جو کوئی اللہ کے وصف کو بیان کرتا ہے وہ حق کو چھوڑ کر
باطل کو اختیار کرتا ہے شیخ الاسلام ہروی نے کتاب منازل السائرین کو انہین ابیات پر ختم کیا ہے -
سوال حکما کہتے ہین کہ انسان اپنے آپ سے کبھی غافل نہین ہوتا پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ سالک کو اپنی ذات کا
بالکل شعور نہ رہے ﴿ شاید مراد یہ ہو کہ سالک کو اس بات کا شعور نہ ہو کہ مین ذی شعور ہون یعنی اپنے شعور کا
شعور نہ رہے اور یہ لازم نہین کہ تجلی ہمیشہ نوری مین ملون ہو اور یہ بھی ضرور نہین کہ ہر نور تجلی الہی کا نور ہو جایز ہے کہ طاعت کا
نور ہو یا خلق کا نور ہو یا کسی نبی یا ولی کا نور ہو اور تجلی کی دو علامتین ہین (۱) انا فنا ہو جاے (۲) یا تجلی
کے وقت یہ جانتا رہے کہ یہ تجلی ہے - خواجہ عبید اللہ احرارؒ کہتے ہین کہ ماسوی اللہ سے دل کو کاٹنا اس بات کی
نشانی ہے کہ دل مین حق تعالی نے وصف احدیت کے ساتھ تجلی فرمائی جسکے بغیر حقایق اسما و صفات تک پہونچنا
متعذر ہے اس لئے کہ انوار تجلیات الہی کے عکس کسی دل مین اوسوقت تک نہین ظہور کرتے جب تک وہ تمام اشیا سے
خالی نہو جاے اور دل کا خالی ہونا موقوف ہے اسپر کہ اللہ تعالی وصف احدیت کے ساتھ تجلی فرماے اور اس
نعمت کے حصول کا بڑا سبب یہ ہو کہ صدق و نیاز کے ساتھ اون لوگون کی صحبت مین رہے جنکے دلون مین اس
تجلی نے ظہور کیا ہے اور غیرون کے مشاہدہ سے ان کو آزادی حاصل ہو گئی ہے فناے حقیقی کو پہونچگئے ہین کہ نہ اپنا
شعور باقی رہا نہ ماسوی اللہ کا اور اس فنا کے بعد حق تعالی نے اپنی طرف سے ان کو وجود حقانی عطا فرمایا ہے
جسکے سبب بیخودی اور سکر سے افاقہ حاصل ہو گیا ہے اور دوسرون کو ان کے وسیلے سے سعادت حقیقی کہ مراد
فنا و بقا سے ہے نصیب ہوتی ہے یہ وہ مقام ہے کہ اسمین کوئی چیز ممکنات مین سے بندے کو حق تعالی کے مشاہدے

نہین روک سکتی پس اذکیا پر واجب ہے کہ دل کو موجودات کی گرفتاری سے رہا کرین۔ حجاب اسی گرفتاری کا نام ہے۔
شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ جو کوئی آج اللہ کو چھوڑ کر اپنی جان اور خلق کے ساتھ مشغول ہو گیا وہ وہان دولت مشاہدہ
سے محجوب ہوگا ایک قوم ایسی ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر ماسوی اللہ کے ساتھ مشغول ہے اور ایک اور قوم ہے جو اللہ سے
مشغول ہو اور خلق سے دور ہے +

ارباب شہود و وجود کی صحبت مین رہنا دل کو گرفتاری سے جلدی رہائی بخشتا ہے اس لئے ان کی صحبت مین رہنے کا
التزام کرنا چاہیے حق تک پہونچنے اور مشاہدہ کا وہ زمانہ ہے جو خلاصی دل کا زمانہ ہے۔

جب دل کو غیر کے موجود ہونے کا شعور نہ رہا تو وہ مشاہدۂ حق مین گرفتار ہو گیا اور حق ہی حق باقی رہ گیا ؎
تیغ لا در قتل غیر حق براند ✤ در نگر زان پس کہ غیر لا چہ ماند ✤ ماند الا اللہ باقی جملہ رفت ✤ شاد باش اے عشق شرکت
سوز رفت ✤ ماسوی اللہ سے غیبت حاصل ہونے کا زمانہ حقیقت میں وہی زمانہ وصول و شہود کا ہے اس سے
زیادہ نہین ارباب کشف و وجود اس معنی کے حاصل ہونے سے قبل ارباب ذوق کو اس مقام کے کاملون میں سے
نہین شمار کرتے اس معنی کا ظہور فنا کا مقدمہ ہے اور یہ ایک بشارت ہے اس بات کی کہ مطلع احدیت کا ظہور
شروع ہوا اور اس وقت حقیقت مین ذات حق کے مشاہدہ مین ہلاک ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے غیر حق کا شعور
جاتا رہتا ہے بلکہ اس مقام مین اگر ترقی واقع ہوئی تو تجلیات اسماے الٰہی کے ذوق کا شعور بھی جاتا رہتا ہے۔
فتوحات کے باب ۲۸ مین شیخ کہتے ہین کہ ایک زمانہ مین مجھکو مجھسے سلب کیا اس طرح کا ایک زمانہ مجھپہ گذر گیا کہ جماعت کے
ساتھ نماز ادا کرتا امامت کرتا اور نماز کے سارے اعمال اچھی طرح پورے کرتا مگر مجھکو کسی طرح اون کا شعور نہوتا تھا
کہ نہ امامت کا نہ جماعت نماز کا شعور تھا نہ عالم محسوس کا صرف اتنا ہوتا کہ وقت پر غیب سے مجھے خبر کرا دیتے
اور مجھے کسی بات کی خبر نہوتی جو کچھ مجھسے واقع ہوتا وہ ایسے ہوتا جیسے سونے والے سے صادر ہوتا ہے اور وہ
اوس سے آگاہ نہین ہوتا حق تعالیٰ نے مجھپر میرے وقتون کو محفوظ رکھا اور میرے ساتھ وہ معاملہ کیا جو شبلی کو تمام
کیا تھا کہ اون کو نماز کے وقت آپے مین کر دیتے تھے مگر یہ نہین معلوم کہ اون کو اسکا شعور بھی تھا یا نہ تھا ؎
آزردہ زمن حال شب وصل چہ پرسی ✤ نے دل خبرم داشت نہ از دل خبرم بود ؎ آمد خبرے زآمد او
لیکن خبرم ماند مارا ✤ پس جسکو یہ خواہش ہو کہ تمام حضور حق سبحانہ مین رہا کرے تو وسوسے شیطانی وسوسون سے
آزاد ہونا چاہیے بلکہ ایسا ہونا چاہیے کہ فرشتے کو بھی اوس کے حضور پر اطلاع نرہے بلکہ اوس کے نفس کو بھی اوسکے
وقوف کی خبر نہو اور ہمیشہ اون لوگون کی صحبت مین رہنا چاہیے جن کے دل ذکر ذات مین مستغرق ہو رہے ہین اور
اپنے آپے سے آزاد ہو گئے ہین بعضے اس مطلب کی تعبیر شہود کے ساتھ اور بعضے وجود کے ساتھ اور بعضے تجلی ذاتی
کے ساتھ اور بعضے یادداشت کے ساتھ کرتے ہین۔ اگر یہ سعادت حاصل نہو سکے تو مشائخ کے ذکر یا توجہ یا جذبہ

طریقہ اختیار کرکے اس طریقہ مین محنت و مشقت کرے تاکہ یہ سعادت و دولت عظمی میسر ہو جائے اور ہمیشہ اس شغل اور آگاہی کی نگاہداشت ہر سانس مین رکھے تاکہ حضور مع اللہ مین فتور واقع نہوا ور رفتہ رفتہ یہ مرتبہ حاصل ہو جائے کہ نگاہداشت کی بہی ضرورت نہ پڑے بلا تکلف ہمیشہ نسبت دل مین حاضر رہے اور کسی طرح یہ صفت دل سے دور نہ ہو سکے کبہی ایسا ہوتا ہے کہ سالک کو یہان تک اوس کے آپے سے نکلتے ہین نہ اوسکو اپنی خبر رہتی ہے نہ اس بات کی کہ مقصود ہے اوس کا دل واقفیت رکہتا ہے چاہیے کہ جب حق تعالی تک پہونچ جائے تو ایک طریقہ مقرر ہے اس آگاہی کی نسبت کی حفاظت رکھے تاکہ عوارض نفسانی کی وجہ سے فتور نہ پیدا ہو جائے اور اس نسبت کے ہمیشہ باقی رہنے کا بڑا سبب یہ ہے کہ حق تعالی کے حضور مین کمال عاجزی و انکسار کے ساتھ اس نسبت کے باقی رہنے کی دعا کرتا رہے مشاہدہ کے یہ معنی نہین کہ اللہ تعالی ان آنکھون کے ذریعہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ دل کو ذکر کرتے کرتے اتنی ترقی ہو جائے کہ اوسمین حقیقت ذکر کے سوا جو حروف و آواز سے بری ہے کچھ باقی نرہے اور اس حال مین دل کو مشاہد اور حق تعالی کو شاہد کہتے ہین اور پورا ذوق اس مشاہدہ سے اوس وقت حاصل ہوتا ہے کہ طالب کو وصف حضور کی خبر نہو ایسی حضوری ہو کہ اوسمین اس حضور کا شعور نرہے اس لئے کہ جتنا حضور کا شعور ہوتا ہے اوتنا ہے ہی حق تعالی کے حضوری مین نقصان واقع ہوتا ہے ذات مقدس الہی اس سے برتر ہے کہ دل کے دیدۂ بصیرت مین آ سمائے پہر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نظر حس مین آسکے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ آب وصال کے پیاسے ہین اون کی تسکین کسی ایک سر کے مشاہدہ سے نہین ہو سکتی بلکہ ہمیشہ تشنگی کا غلبہ ہوتا رہتا ہے مولانا شمس الدین تبریزی ۶۴۲ھ مین شہر قونیہ مین پہونچے اوس زمانہ مین علوم ظاہری کے پڑہانے مین مصروف تہے ایک دن اپنے شاگردون کے ساتھ مدرسہ سے آ رہے تہے ایک شخص نے ان کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا اے امام المسلمین بایزید بزرگ ہین یا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اس سوال سے مولانا پر ایک عجیب حالت طاری ہوگئی بدن کے رونگٹے کہڑے ہوگئے دماغ مین چکر آگیا پہر سنبہل کر جواب دیا کہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم سے بزرگ ہین بایزید کیا چیز ہین اوسنے کہا پہر اسکا کیا مطلب ہے کہ حضرت تو فرماتے ہین ما عرفناک حق معرفتک اور بایزید کہتے ہین سبحانی ما اعظم شانی جواب دیا کہ بایزید کا ظرف چہوٹا تہا سینہ مین زیادہ گنجایش نہ تہی اونکی پیاس ایک گہونٹ سے بجھ گئی سیرابی کا دعوی کرنے لگے تہوڑے سے نور سے بہی اون کا سینہ بہر گیا اور حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم بہت پیاسے تہے ظرف اون کا بڑا تہا اون کا سینہ وسیع تہا اسلئے اپنی تشنگی کا اظہار کرتے رہے اور ہر روز زیادتی قرب کے مستدعی رہے +

صوفیہ کے شطحیات

اولیا کو کبہی سکر و انبساط کے وقت شطح واقع ہوتا ہے اور شطح اوس کلام کو کہتے ہین جس سے بوئے رعونت

آتی ہو اور ظاہر اوس کا شرع کے مخالف ہو اور یہہ کلام کسی مومن سے صادر ہو۔ ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم اور
شوکانی نے شیخ عمر بن الفارض و ابن عربی و ابن سبعین اور ان کے امثال کی بسبب شطحیات کے تکفیر کی ہے اور ملحد
بتایا ہے لیکن شرع نے تین آدمیون کو مرفوع القلم کر دیا ہے اون مین سے مجنون اور سکاری بھی ہین اسی لیے اکثر علماے
محقق نے ان اولیا کے اکثر شطحیات سنین اور ہونکو پردۂ اغماض مین چھپا دیا ؎ بہ پوششی ای عفو بر زلت
من مست کہ آبروے شریعت باین قدر نرود ؎ وآداب ارباب العقول لذی الهوی
کآداب اهل السکر عند اولی العقل یعنی عقلمندون کے نزدیک عاشقون کے آداب ایسے ہین جیسے
نشہ بازون کے آداب نزدیک عقلمندون کے ؎ فلا تعذلن ان قال صب متیم بحسن الوجد
شیئا لا یلیق بذی الفضل یعنی پس ملامت کر اگر کسی عاشق اسیر نے وجد کی وجہ سے وہ بات کہی جو اصحاب فضل کے
لائق نہین۔ اصل یہ ہے کہ شطح سے اغماض کرے ؎ تحصیل عشق و رندی آسان نمود اول ؛ جانم بسوخت
آخر در کسب این فضائل ؛ حلاج بر سر دار این نکتہ خوش سراید ؛ از شافعی مپرسید امثال این مسائل

فائدہ صوفیہ کا مدار شطحیات مین ابو ہریرہؓ کی اس حدیث پر ہے جسے بخاریؒ نے روایت کیا ہے کہ کہا
حفظت من رسول الله صلی الله علیه وسلم وعائین فاما احدهما فبثثته فیکم واما الاخر فلو
بثثته قطع هذا البلعوم یعنی مینے رسول خدا سے دو برتن محفوظ رکھے ہین اون مین سے ایک تو مینے تم مین پہیلا دیا
اگر دوسرے کو پہیلاؤن مین تو میرا گلا کاٹا جاوے۔ پس صوفیہ جو شطحیات بولتے ہین کہتے ہین وہ دوسرا برتن ہے جسے ابو ہریرہ
نے نہین ظاہر کیا تھا۔ اور ابن بطال نے کہا ہے کہ مراد دوسرے برتن سے وہ حدیثین ہین جن مین قیامت کی شرطون اور
فسادون کے حالات اور لوگون کے حالات کا تغیر اور حقوق الہی کے ضائع کرنے کا ذکر ہے چنانچہ ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ حضرت
نے فرمایا ہے هلكة امتي على يدي غلمة من قريش رواه البخاری یعنی میری امت کی ہلاکت چند نوجوانان
قریش کے ہاتھون مین ہے۔ مجمع البحار مین لکھا ہے کہ ابو ہریرہ ان نوجوانون کو اون کے اسماء و اشخاص کے ساتھ جانتے
تھے اور بتا بسبب خوف فساد کے نہین ظاہر کر سکتے تھے اور مراد ان نوجوانون سے یزید بن معاویہ و عبد اللہ بن زیاد
اور حجاج اور سلیمان بن عبد الملک وغیرہ ہین جنہون نے نبی کی اہل بیت کو قتل و اسیر کیا اچھے اچھے مہاجرین و انصار
کو مار ڈالا خونریزیان کین اور مال تلف کئے۔ پس صوفیہ کا تمسک اس حدیث کے ساتھ درست نہین اور فقہاے اسلام نے
ان کے بہت سے دعوون کی تکفیر کی ہے چنانچہ اونہون نے کہا ہے کہ جو اس بات کا دعوی کرے کہ مین ناسوتیت سے
فنا ہو کر لاہوتیت مین ہو گیا ہون وہ کافر ہے۔ اردبیلی نے کتاب انوار فقہ شافعی مین لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے مینے
خدا کو دنیا مین بالاعیان دیکھا اور اوس سے بالمشافہہ کلام کیا کافر ہوا اور عقیدہ منظومہ مین ہے ؎ ومن قال فی
الدنیا یراه بعینه ؛ فذلك زندیق طغی وتمردا ۔ یعنی جس نے کہا کہ مین نے دنیا مین خدا کو اپنی آنکھ سے

سے دیکھا ہو وہ کافر ہو کر سرکشی کی اور سرتابی کی ؏ وخالف کتب اللہ والرسول کلھا ؛ وزاغ
عن الشرع الشریف والجد ا۔ اور مخالف ہوا کتاب اللہ اور کتاب الرسول کا تمام ہو اور روگردانی شرع شریف سے کی اور
دور ہوا ؏ وخالف من قال فیہ الھنا ؛ یری وجھہ یوم القیمہ اسودا۔ اور جس نے
یہ کہا کہ دنیا مین خدا کو دیکھا قیامت کے دن وہ روسیاہ ہے۔
اے برادر اگر تو مرتبہ فقر حقیقی کو پہونچ گیا ہے تو تجھے میری نصیحت کی کوئی حاجت نہین اور اگر نہ پہونچا ہے تو درویشون کے
حال وقال پہ نکتہ چینی مت کر اور ہر حال مین شرع کی پابندی رکھ کیونکہ شرع ہی سب کا مدار ہے ؏ -
احکام شریعت ست چون شارع عام ؛ بیرون مرواز راہ شریعت یک گام ؛ ہر کس کہ سرز حکم شریعت پیچد
در مذہب اہل معرفت نیست تمام۔

صوفیہ کے نفوس غیر کے ابدان مین بھی ظاہر ہو جاتے ہین اور اپنے قالب سے تجرد کر جاتے ہین اور آدم مثالی

کاملون کے نفس عالم ملکوت مین جاتے ہین جیسے کہ ملائکہ اس عالم مین آیا کرتے ہین اور کاملون کے نفس زندگی مین اپنی معمولی بدنو
کے سوا اور آدمیون کے بدنون مین بھی معلوم ہوتے ہین اور موت کے بعد صورت مثالیہ مین دکھلائی دیتے ہین شیخ موید الدین
جندی شرح فصوص مین شیخ صدر الدین سے نقل کرتے ہین کہ مین اور شیخ شمس الدین اسمٰعیل دمشق مین شیخ سعد الدین
محمد بن موید حموی کے پاس مجلس سماع مین پہونچے شیخ سعد الدین سماع کے اندر اوٹھے اور تواضع کے طور پر اپنے دونون
ہاتھ سینہ پر رکھے اور اون کے حال نے سب مین اثر کیا جب سماع ختم ہو چکا تو ہمکو اپنے پاس بلا کر معانقہ کیا اور دیر تک
ہمارے منھ کی طرف دیکھتے رہے اور کہا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس مین حاضر تھے جب یہان سے تشریف
لیگئے تو سینے پر ہاتھ رکھکے یہ میری آنکھین کہ اون کے جمال باکمال سے منور ہوتی تھین تمہارے منھ پر کھولین اور شیخ محی الدین نے
فتوحات کے آٹھوین باب اور تین سو گیارہوین باب مین لکھا ہے کہ اوحد الدین حامد بن ابی المفخر کہتے ہین کہ مین اپنے
پیر کے ساتھ ایک سفر مین تھا راستے مین اونکو دست آنے لگے مین پریشان ہو گیا اور پیر سے عرض کی کہ اگر آپ اجازت
دین تو یہان بگیہ کے حاکم کے پاس جا کر اوس سے دوا مانگ لاؤن اونہون نے اجازت دیدی جب مین حاکم کے پاس
پہونچا تو دیکھا کہ وہ خیمہ مین ہے اور بہت سے نوکر چاکر اوس کے آس پاس موجود ہین اور شمع روشن ہے مجھے دیکھکر تعظیم کو
کھڑا ہو گیا اور بڑی عنایت سے پیش آیا اور کہنے لگا کہ آپ کس لئے آئے ہین مینے اپنے پیر کا حال عرض کیا اوس نے
مجھے دوا دیدی اور جب مین رخصت ہوا تو کھڑا ہو گیا اور مشایعت کی جب پیر کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا تو
پیر ہنسے اور کہنے لگے کہ مین نے تمکو اس لیے اجازت دی تھی کہ تم اوس وقت بہت مضطرب ہو رہے تھے اور جبکہ

تو مجھکو خیال ہوا کہ اگر حاکم نے خاطر نکی تو تمکو خجالت ہوگی اس لئے اپنے قالب سے مجرد ہوگئے اوس حاکم نے قالب
مین ظاہر ہوا اور اوسکی جگہہ بیٹھکر تمہاری تعظیم کی اور تمکو رخصت کرکے اپنے قالب مین واپس آگیا اور مجھکو
اس دوا کی کچھہ حاجت نہین ہے - اوحد الدین کہتے ہین کہ جب مین پھر اوس حاکم کے پاس گیا تو مجھپر ذرا بھی
التفات نہ کیا اور فتوحات کے باب چارسو آٹھوین مین شیخ اکبر نے فرمایا ہے کہ کعبہ کے حوالی مین ۵۹۹ سنہ ہجری
مین جمعہ کی نماز کے بعد ایک شخص کو مین نے دیکھا کہ طواف کعبہ مین مصروف تہا معلوم ہوا کہ اوس کا بدن جسد مثالی ہے
جسم عنصری نہین مین نے سلام کیا اور عرض کیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کوئی روح ہین کہ جسد اختیار کرلیا ہے
فرمائیے کہ آپ کا نام کیا ہے کہا مین احمد سبتی ہون ہارون الرشید کا بیٹا مینے کہا کہ کیا یہ سچ ہے کہ تمہین سبتی اسلئے
کہتے ہین کہ تمام ہفتے کی معاش کا شنبہ کے دن انتظام کیا کرتے تہے کہا یہ بات صحیح ہے پھر مینے کہا کہ اسکا سبب
کیا ہے کہ آپنے خاص شنبہ ہی کا دن اس کام کے لئے اختیار کیا - فرمایا کہ اللہ تعالی نے یکشنبہ سے جمعہ تک
عالم کو پیدا کیا ہے اور شنبہ کو فارغ ہوگیا اس لئے مین بھی یکشنبہ سے جمعہ تک عبادت کیا کرتا اور شنبہ کو عبادت سے
فارغ ہوکر کسب معاش کرتا شیخ کہتے ہین پھر مینے دریافت کیا کہ آپ کے وقت مین قطب کون شخص تہا جواب دیا کہ مین ہی
قطب تہا اس گفتگو کے بعد وہ جسد مثالی غائب ہوگیا شیخ کہتے ہین کہ مین جب رفقا کی صحبت مین واپس آیا جو مجھسے
احیاء العلوم مولفہ امام غزالی پڑہ رہے تہے تو مین نے یہ خیال کیا کہ اونہون نے اوس جسد مثالی کو ندیکھا ہوگا مگر میرے
بیٹھتے ہی وہ بولے کہ یہ دوسرا آدمی آپ کے ساتھہ کون طواف مین تہا کہ ہم نے آگے اس سے کبھی اس شخص کو نہین
دیکھا تہا - اور شیخ نے فتوحات کے ایک مقام پر یہ لکھا ہے کہ مجھے ایکبار خانہ کعبہ کے طواف کرنے مین یہ معلوم ہوا
کہ میرے ہمراہ کچھہ لوگ طواف کررہے ہین اور مین اون کے حالات سے واقف نہ تہا اون مین سے ایک نے دو بیتین
عربی کی پڑہین جن مین سے ایک یہ ہے ؎ لقد طفنا کما طفتم سنینا ؛ بھذا البیت طرا اجمعینا
یعنی تحقیق ہم سبنے اس مکان کا برسون طواف کیا ہے جیسا کہ تمنے طواف کیا ہے - جب یہ بیت مین نے سنی تو مجھے
خیال ہوا کہ یہ ابدان عالم مثال کے ہین اور اوسی وقت اون مین سے ایک نے میری طرف دیکھکر کہا کہ مین تمہارے
اجداد مین سے ہون مین نے اوس سے پوچھا کہ آپ کے انتقال کو کتنے سال ہوئے کہا کہ چالیس ہزار برس سے زیادہ
عرصہ گذرا ہے مینے متعجب ہوکر کہا کہ ابتداے پیدایش ابو البشر آدم سے اسوقت تک تو کل سات ہزار برس ہوئے ہین
اوس نے کہا کہ تم کس آدم کا ذکر کرتے ہو یہ وہ آدم ہین کہ اول دورہ ہفت ہزار سالہ مین پیدا ہوئے ہین شیخ کہتے ہین
کہ اسوقت مجھے آنحضرت کی یہ حدیث یاد آئی ان اللہ خلق مائۃ الف آدم یعنی تحقیق اللہ تعالی نے
ایک لاکھہ آدم پیدا کئے ہین - اس حدیث سے اوسکے قول کی بخوبی تائید ہوتی ہے شیخ نے اس باب مین جو اپنی راے
لکھی ہے وہ یہ ہے کہ آدم عالم شہادت مین صرف یہی ایک ہون گے جو ابتدائے دورہ ہفت ہزار سال مین پیدا

ہوئے ہین چونکہ صفت جامعیت کے ساتھ پیدا ہوئے ہین اور اون مین بہت سی خوبیان اور لطایف تہے ہر وقت اور ہر عہد مین اونہین مین سے کوئی صفت یا کوئی لطیفہ خداے تعالی کی ایجاد سے عالم مثال مین موجود ہوگیا اور وہی صورت پائی اور اونہین کے نام پہ نام رکہا گیا اور آدم منتظر کے تمام کاروبار بہی یہ آدم مثالی کرتا رہا اور عذاب و ثواب کا مستحق ہوا بلکہ اوسکے ذریات سکے حق مین قیامت بہی قایم ہوئی اور بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہوا اور پہر کسی وقت مین دوسری صفت یا لطیفہ اونہین آدم منتظر کا ظاہر ہوا اور اسکا بہی ویسا ہی انجام ہوا جیسا کہ لطیفہ اول کا ہوا ہے تو پہر تیسرا ظہور وقوع مین آیا جب ظہورات مثالیہ کے تمام دورے پورے ہوچکے تو وہ نسخہ جامع خدا کے حکم سے عالم شہود مین آیا +

افراد - قطب غوث - امامان - اوتاد - ابدال - رجال الغیب نجبا - نقبا - بدلا - رجبین - اخیار - عماد - قطب ابدال قطب ارشاد

شیخ محی الدین فرماتے ہین کہ افراد اون لوگون کو کہتے ہین جن مین قطب کو تصرف حاصل نہین اور تعداد اون کی طاق ہوتی ہے اور قطب جسے غوث بہی کہتے ہین ایک شخص ہے جو اللہ تعالی کا محل نظر ہوتا ہے اسکو عبد اللہ کہا کرتے ہین اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر مین بہی اوسے حکومت و سلطنت حاصل ہوتی ہو ایسے قطب تہہ آدمی تہے خلفاے اربعہ امام حسن معاویہ عمر بن عبد العزیز متوکل اور متوکل اسرافیل کے قلب پر تہا اور مراد اس سے کہ فلان شخص فلان کے قلب یا قدم پر ہے یہ ہے کہ فیض حق دونون کے لئے ایک جنس سے ہے انتہی کلامہ اور کہنا چاہیے کہ متوکل بڑا سخت ناصبی تہے - روضۃ الصفا مین لکہا ہے متوکل درحق سادات نہایت بد بودہ البتہ پسرش منتصر لطف می فرمود - اور کتب معتبر تواریخ کے دیکہنے سے بہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ متوکل حضرت علی اور اون کے خاندان سے سخت عداوت رکہتا تہا اور اپنے دربار مین بیٹہکر حضرت علی کی طرح طرح کی اہانت کے ساتہہ نقلین کرایا کرتا تہا - ابو الفدا مین لکہا ہے سنہ ۲۳۶ مین متوکل نے امام حسین کی زیارت کے گرداگرد کی تمام عمارات تڑوا ڈالین اور حکم دیا کہ کوئی زیارت کو نہ آئے - پہر ابو الفدا لکہتا ہے وکان المتوکل شدید البغض لعلی بن ابیطالب ولاهل بیته وکان من جملۃ ندمائه عبادۃ المخنث وکان یشد علی بطنه تحت ثیابه مخدۃ ویکشف راسه وهو اصلع ویرقص ویقول قد اقبل الاصلع البطین خلیفۃ المسلمین علیا والمتوکل یشرب ویضحک وفعل کذلک یوما بحضرۃ المنتصر فقال یا امیر المومنین ان علیا ابن عمک فکل انت لحمه اذا شئت ولا تطعم مثل هذا الکلب وامثاله فیه فقال المتوکل للمغنیین غنوا ؎ غار الفتی لابن عمه ؛ راس الفتی فی حرامه ؛ وکان یجالس من اشتهر ببغض علی مثل ابن الجهم الشاعر وابی السمط من ولد مروان بن ابی حفصۃ من موالی بنی امیۃ وغیرهما - یعنی متوکل حضرت علی اور اون کی اولاد کو نہایت

بغض رکہتا تہا اور اوسکے مصاحبون مین سے ایک ہیجڑا عبادہ نامی تہا وہ مخنث اپنے پہننے کے کپڑون کے نیچے ایک گول کپڑا پیٹ پر رکھ کر
توند بنا کر لیتا تہا اور اپنے سر کو کہول لیتا تہا کیونکہ اوسکے تند پر بال تہے اور ناچتا تہا اور کہتا تہا آیا توند والا جسکے سر پر بال
نہین مسلمانون کا خلیفہ علی اور متوکل بیٹہا ہوا شراب پیتا اور ہنستا ایک دن اوس مخنث نے یہ نقل متوکل کے دربار مین
کی اوسکا بیٹا منتصر وہان موجود تہا اوس نے عرض کیا کہ حضرت علی قطع نظر تقدس مذہبی کرنے کے آپ کے چچازاد بہائی
بہی تو ہین آپ اون کا گوشت کہا لیجئے مگر ایسے پاجی کتون کو نہ چہوڑیئے کہ آپ کے چچازاد پر حملہ کا طمع کرین متوکل نے بیٹے
کی دشمنی اور ارباب نشاط کو حکم دیا کہ یہ مضمون گاویں غیرت کری نوجوان نے اپنے چچازاد کے لیئے سنہ جوان کا اوس کی
حرمت مین ہوا اور جو شخص اوس وقت مین حضرت علی کی دشمنی مین مشہور تہا اوس سے متوکل کو بہت محبت ہوتی تہی -
یہ بیان شیخ کے قول کی شرح کے لیئے تہا اب مین اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون - اما امان جو دو شخص ہین ایک غوث
کی سیدہی طرف ہوتا ہے اسکی نظر عالم ملکوت کی جانب ہوتی ہے اسے عبد الرب کہا کرتے ہین اور دوسرا غوث کی بائین
طرف ہوتا ہے اور عالم دنیا کی طرف نظر رکہتا ہے اسے عبد الملک کہتے ہین اور یہ عبد الرب سے افضل ہوتا ہے اور اوتاد
چار شخص ہین کہ عالم کے چارون طرف متعین ہین جو مشرق مین ہے اوسے عبد الحی کہتے ہین اور جو مغرب مین ہے اوسے
عبد العلیم اور جو شمال مین ہے اوسے عبد المرید اور جو جنوب مین ہے اوسے عبد القادر کہتے ہین اور ابدال سات آدمی ہین
شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ کے باب ایکسو اٹہانوے فصل اکتیسوین مین کہا ہے کہ ابدال اولیا کی ایک قسم ہے
الله تعالی نے ہفت اقلیم کی محافظت کے لیئے اونہین مقرر کیا ہے اور یہ سات آدمی ہین ہر ایک اقلیم کے انتظام پر
ایک شخص ان مین سے متعین ہے شیخ کہتے ہین مین حرم مکہ مین ان کے ساتہہ جمع ہوا تہا اور مین نے ان سے سلام علیک
کی اور اونہون نے مجہسے اور مجہسے ان سے بات چیت ہوئی مین نے ان سے زیادہ کسی کو نیک خصلت اور الله تعالی
مشغول نہین پایا اور ان کی شکل مین نے کوئی آدمی نہین دیکہا مگر ایسا ایک شخص قونیہ مین دیکہا تہا اور شیخ نے کہا ہے
کہ ابدال میں سے ایک حضرت خلیل الله کے قدم پر ہے دوسرا حضرت کلیم الله کے قدم پر ہے - تیسرا حضرت ہارون کے
قدم پر چوتہا حضرت ادریس کے قدم پر پانچوان حضرت یوسف کے قدم پر چہٹا حضرت عیسے کے قدم پر ساتوان حضرت آدم
کے قدم پر اور اسمین خلاف ہے کہ یہہ لوگ قطب و امامان و اوتاد مین ہین یا نہین - ان کو ابدال اس لئے کہتے ہین کہ جب
ایک ان مین سے مرجاتا ہے تو ایک اور آدمی چالیس آدمیون مین سے اوس کا بدل واقع ہوجاتا ہے اور ان چالیس
آدمیون کو تین سو آدمیون مین سے ایک شخص پورا کرتا ہے اور ان تین سو آدمیون کی کمی صلحا مین سے ایک آدمی پورا
کرتا ہے یا ابدال انکو اس لئے کہتے ہین کہ جب کسی جگہہ کوئی ان مین سے جاتا ہے تو ایک جسم اپنی صورت کا اپنی جگہہ چہوڑ
جاتا ہے اور ان پر ابدال کا اطلاق مشہور ہے اس شرط کے ساتہہ کہ یہہ اس بات کو جانتے بہی ہون اور یہ مقرر ہے
کہ ہر مہینے کی ہر روز یہ کسی جہت مین ہوتے ہین انکو رجال الغیب بہی کہتے ہین ہر مہینے کی ۷ و ۱۴ و ۲۲ و ۲۹ کو

مشرق کی طرف ہوتے ہین اور ۶ و ۲۱ و ۲۸ کو مشرق اور شمال کے درمیان ہوتے ہین اور ۳ و ۵ او ۲۳ و ۳۰ کو
خاص شمال کی سمت ہوتے ہین اور ۱۳ و ۲۰ کو شمال و مغرب کے درمیان مین ہوتے ہین اور ۴ و ۱۲ و ۱۹ و ۲۷ کو
مغرب کی طرف ہوتے ہین اور ۲ و ۱۰ و ۱۷ و ۲۵ کو درمیان مغرب و جنوب کے ہوتے ہین اور ۸ و ۱۱ و ۱۸ او ۲۶ کو
جنوب کی طرف ہوتے ہین اور پہلی و ۹ و ۱۶ و ۲۴ کو جنوب و مشرق کے درمیان مین ہوتے ہین اور نجبا آٹھ آدمی ہین
کہ خلایق کے بوجھ اوٹھانے پر مشغول ہین اور نقبا بارہ آدمی ہین کہ نفوس کے اسرار سے مطلع ہوتے ہین اور بدلا بھی
بارہ آدمی ہین - ان کو بدلا اس لئے کہتے ہین کہ جب ایک ان مین سے مرجاتا ہے تو باقی مجموعہ کے قایم مقام ہین اور یہ
ابدال اور نقبا سے غیر ہین اور رجبین چالیس آدمی ہین ان مین پہلی رجب کو بڑا ثقل پیدا ہوجاتا ہے اور وہ ثقل دن
بدن کم ہوتے ہوتے پہلی شعبان تک سارا ثقل زائل ہوجاتا ہے شیخ کمال الدین عبد الرزاق کہتے ہین کہ نجبا چالیس آدمی
ہین اور نقبا تین سو اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے بطریق مرفوع کے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے ان للہ ثلثمائۃ نفس قلوبہم علی قلب آدم علیہ السلام وله اربعون قلوبہم علی قلب موسی
علیہ السلام وله سبعۃ قلوبہم علی قلب ابراھیم علیہ السلام وله خمسۃ قلوبہم علی قلب اسرائیل
علیہ السلام وله ثلثۃ قلوبہم علی قلب میکائیل علیہ السلام وله واحد قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام
وکلما مات الواحد ابدل اللہ مکانہ من الثلثۃ وکلما مات احد من الثلثۃ ابدل اللہ مکانہ من الخمسۃ وکلما مات واحد
من الخمسۃ ابدل اللہ مکانہ من السبعۃ وکلما مات واحد من السبعۃ ابدل اللہ مکانہ من الاربعین
وکلما مات واحد من الاربعین ابدل اللہ مکانہ من الثلثمائۃ وکلما مات واحد من الثلثمائۃ ابدل
اللہ مکانہ من العامۃ فبہم یدفع البلاء عن ھذہ الامۃ - یعنی اللہ تعالی کے لئے تین سو شخص ہین کہ دل
اون کے آدم علیہ السلام کے دل پر ہین اور اوسکے لئے چالیس شخص ہین کہ دل اون کے موسی علیہ السلام کے دل پر
ہین اوسکے لئے سات شخص ہین کہ دل اونکے ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہین اور اوس کے لئے پانچ شخص ہین کہ دل
اون کے جبریل علیہ السلام کے دل پر ہین اور اوسکے لئے تین شخص ہین کہ دل اون کے میکائیل علیہ السلام کے قلب پر
ہین اور اوس کے لئے ایک شخص ہے کہ دل اوسکا ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہے جبکہ وہ ایک شخص مرجاتا ہے تو خدا تعالی
اوسکی جگہ اون تین مین سے کسی کو بدل دیتا ہے اور جبکہ کوئی شخص اون تین مین سے مرجاتا ہے تو اللہ تعالی اوسکی جگہ
پانچ مین سے کسی ایک کو بدل دیتا ہے اور جبکہ پانچ مین سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالی سات شخصون مین سے کسی کو
بدل دیتا ہے اور جبکہ ان سات مین سے کوئی مرتا ہے تو اوسکے بدلے اللہ تعالی چالیس آدمیون مین سے کسی کو مقرر
کرتا ہے اور جبکہ ان چالیس مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ اوسکی جگہ تین سو مین سے کسی ایک کو مقرر کرتا ہے اور جبکہ ان
تین سو مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ اوسکی عوض عوام مومنین مین سے کسی کو بدل دیتا ہے اون کے سبب سے اس امت

کی بلا دفع کی جاتی ہے بعض عارفین نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے یہ ذکر نہین کیا ہے کہ کوئی آدمی اون جناب مقدس کے قلب پر ہے اس لئے کہ عالم خلق وامر مین اللہ نے حضرت کے دل کی طرح کوئی دل شریف اور لطیف پیدا نہین کیا ہے پس کسی کا دل ان کے دل کی برابر و مقابل نہین خواہ ابدال مین سے ہو یا اقطاب مین سے خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عالم کبھی اولیاء اللہ سے خالی نہین ہوتا ہمیشہ اللہ تعالے کے برگزیدہ اشخاص اسمین موجود رہتے ہین ان کے چھ طبقے ہین اور ان چھ طبقون مین تین سو ۵۶ آدمی ہین پہلے طبقہ مین تین سو شخص ہین جنھین نقبا کہا کرتے ہین اور دوسرے طبقے مین چالیس بزرگ ہین جنھین ابدال کہتے ہین اور تیسرے طبقے مین سات آدمی ہین جنھین اخیار کہتے ہین اور چوتھے طبقے مین پانچ آدمی ہین انھین عماد کہتے ہین اور پانچوین طبقہ مین تین بزرگ ہین یہ اوتاد کہلاتے ہین اور چھٹے طبقے مین ایک ولی اللہ ہے یہ غوث کہلاتا ہے ۔ اور قطب الاقطاب اور غوث اعظم اسی سے مراد ہے۔ سارے اولیاء اللہ سے اسی کا مرتبہ اعلی ہے یہی بزرگ باطن نبوت محمدی کا مظہر ہے۔ بعضون نے لکھا ہے کہ افراد تین شخص ہین جنکو حضرت محمد صلی اللہ علیہ سلم کی حسن متابعت کی وجہ سے تجلی فردیہ حاصل ہے اور یہ قطب الاقطاب کے درجہ سے خارج ہین اور اوتاد چار آدمی ہین جن سے عالم کے چارون رکن قایم ہین اور بدلا ستر شخص ہین جنکو امناء اللہ کے کہتے ہین اور نجبا چالیس ہین جنکو رجال الغیب کہا کرتے ہین اور تمام اولیا مین کم تر مرتبہ نقبا کا ہے یہ تین سو بزرگ ہین انکو ابرار کہتے ہین یہ ساری قسمین اولیاء اللہ کی قیامت تک دنیا مین رہین گی کیونکہ عالم کا مدار انکی ذوات پر ہے ان کے سبب سے خلایق کی بلائین مندفع ہوتی ہین ۔ اور شیخ علاؤ الدولہ عروہ مین کہتے ہین کہ زمین کو طے کر سکتے ہین پانی پر چل سکتے ہین اور آدمیون کی آنکھون سے چھپے ہوئے رہتے ہین اور ایسی تنگ جگہ مین جہان خلایق مجتمع ہو جمع ہوتے ہین مگر جسم ان کا لوگون کے جسمون سے نہین مس کرتا اور بیابان کا معلوم نہین ہوتا اور بلند آواز کے ساتھ قرآن و اشعار پڑھتے ہین اور روتے ہین اور وجد کرتے ہین پھر بھی کوئی آواز ان کا نہین سن سکتا اور خسیس کو نفیس کر سکتے ہین مفلسون کو دیتے ہین اور شہر در شہر پھرتے چلتے ہین سال مین دوبار ایک جگہ جمع ہوتے ہین ایکبار عرفہ کے دن عرفات مین جمع ہوتے ہین اور ایکبار ماہ رجب مین کسی ایسے مقام پر جمع ہوتے ہین جہان جمع ہونے کے لئے حکم ہوتا ہے بلال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بدلاء سبعہ مین سے تھے اور اہل شہادت مین سے سوائے ایک آدمی کے کوئی ان کو نہین جان سکتا جب وہ مرتا ہے تب دوسرے کے مصاحب ہو جاتے ہین اور حذیفہ یمانی ان کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین واسطہ تھے اور حذیفہ ان کا سلام نبی علیہ السلام سے اور نبی علیہ السلام کا سلام ان سے کہتے تھے اور وہ حذیفہ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور علم قرآن و حدیث اُن سے سیکھتے تھے اور اُون کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے حذیفہ کے سوا کوئی شخص ان کو نہین دیکھ سکتا تھا اور ان کو خدا کا یہ حکم ہے کہ اپنے وقت کے نبی کی شرع کی

پیروی کیا کرتے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قطب ابدال عصام قرنی حضرت اویس کے چچا تھے جب اونھون نے انتقال کیا تو ابن عطا احمد کو یہ منصب ملا جو کہ اوس یمن کے درمیان مین رہتے تھے خواجہ قطب پارسا نے فصل الخطاب مین لکھا ہے کہ جسطرح آسمان مین دو قطب ہین ایک جنوب مین دوسرا شمال مین اور قطب جنوبی کے پاس کا تارہ سہیل ہے اور قطب شمالی کے پاس جدی ہے اسی طرح زمین پر دو قطب ہین کہ ہر ایک کا ایک خاص مرتبہ ہے ایک کو قطب ابدال اور دوسرے کو قطب ارشاد کہتے ہین قطب ارشاد مرتبہ مین سہیل کیطرح ہے اور سہیل ستارے کواکب سے جرم اور روشنی اور خلائق کو نفع پہونچانے مین بڑا ہے اور قطب ابدال کا مرتبہ جدی کی طرح ہے اور اکثر آدمیون کی نظرون سے مخفی رہتا ہے قطبون کی قبرین غیر لوگون کی سے مخفی ہوتی ہین اور قطب سال مین ایکبار قطبون کی قبرون کی زیارت کرتا ہے اور جو کوئی اس کا طالب ہوتا ہے اوس سے بچتا رہتا ہے اور ایک جگہ مقیم نہین رہتا مگر جبکہ بیمار اور ناتوان ہو جاے اور قطب معالجہ کرتے ہین کھاتے ہین پیتے ہین بلکہ پہلے اس سے کہ ابدال ہون نکاح بھی کرتے ہین اور قطب عمر لمبی پاتا ہے خضر و الیاس سے صحبت رکھتا ہے اور نماز جماعت کے ساتھ خاصکر جمعہ کی ادا کرتا ہے۔

تنبیہ محدثین کہتے ہین کہ ابدال ایک قوم ہے کہ قائم رکھتا ہے خداے تعالیٰ اون کی برکت سے زمین کو اور وہ ستر تن ہین چالیس تن شام مین اور تیس اور ممالک مین اور ذکر اون کا حدیثون مین آیا ہے اور سیوطیؒ نے سنن ابوداؤد کی شرح مین کہا ہے کہ ذکر ابدال کا صحاح ستہ مین نہین آیا ہے۔ ابوداؤد کی ایک حدیث مین آیا ہے چنانچہ اوس نے ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هاربا الی مکة فیاتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه وهو کاره فیبایعونه بین الرکن والمقام ویُبعثُ الیه بعث من الشام فیُخْسَفُ بهم بالبیداء بین مکة والمدینة فاذا رای الناس ذلک اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فیبایعونه الی اخر الحدیث یعنی جبکہ خلیفہ کی وفات کے بعد اہل حل و عقد کے درمیان اختلاف واقع ہوگا تو مدینہ کے رہنے والون مین سے ایک شخص نکلیگا اور وہ بھاگتا ہوا مکہ کو جائیگا (وہ شخص امام مہدی ہون گے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ ابوداؤد نے اس حدیث کو باب المہدی مین ذکر کیا ہے) مکہ کے رہنے والے اوس شخص کے پاس آکر اوسکو اوسکے مکان مین سے باہر بلائینگے اور اوسکو اپنا امام بنانے کے لئے اوس سے بہت الحاح کرینگے اور وہ شخص اس منصب کے اختیار کرنے سے خوش نہوگا۔ اہل مکہ حجر اسود اور مقام اور ابراہیم کے درمیان اوس شخص سے بیعت کرینگے اوس امام پر شام کا ایک لشکر چڑھائی کرے گا یہ لشکر بیدا مین زمین کے اندر دھنس جائیگا (بیدا مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے) جبکہ لوگ یہ حالات دیکھینگے تو اوس امام کے پاس ملک شام کے ابدال اور عراق کی جماعتین آوینگی اور امام سے بیعت کرینگی

اور حاکم نے بھی اس حدیث کو روایت کیاہے اور صحیح بتایا ہے لیکن سیوطی جمع الجوامع مین غیر صحاح ستہ سے ذکر ابدال
مین بہت سی حدیثین لائے ہین اکثر حدیثون مین اون کی تعداد چالیس ہے اور بعضی مین تیس اور ایک حدیث امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ سے لائے ہین کہ ابدال نے اس درجہ کو بہت سی نماز اور بہت سے روزون کی وجہ سے نہین پایا ہے
بلکہ یہ مرتبہ اون کو سخاوت نفس اور سلامتی دل اور مسلمانون کی خیر خواہی کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اے علی میری امت مین وجود ایسے لوگون کا کہ صفت ابدال پر ہون گندک سرخ سے کمتر ہے۔ اور ایک حدیث
مین معاذ بن جبل سے آیا ہے کہ جس مین یہ تین صفتین ہون ابدال مین سے ہے۔ رضا بقضا اور صبر ممنوعات سے اور غصہ کرنا
دین خدا کے سبب سے۔ اور امام غزالی احیاء العلوم مین لائے ہین کہ جو کوئی یہ دعا ہر روز تین بار پڑھے اللھم اغفر
لامة محمد ارحم امة محمد اللھم تجاوز عن امة محمد اوس کے لئے درجہ ابدال کا لکھا جائے اور شقیات
عالمگیر بادشاہ موسوم بہ کلمات طیبات مدونہ عنایت اللہ منشی بادشاہ موصوف مین لکھا ہے کہ جو کوئی روز تین بار
اسے پڑھا کرے تو ابدال مین سے ہو جائے اللھم اصلح امة محمد اللھم ارحم امة محمد اللھم فرج
عن امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عصائب بھی مردان خدا کی ایک قوم ہے جیسے کہ ابدال اور امیر المومنین
علی سے روایت ہے کہ ابدال شام مین ہوتے ہین اور نجبا مصر مین اور عصائب عراق مین اور بعضے کہتے ہین کہ عصائب
سے مراد نیک اور زاہد اور عابد لوگ ہین اور احمد نے اپنی مسند مین شریح بن عبید تابعی سے روایت کی ہے کہ کہا ذکر اھل
الشام عند علی رضی اللہ عنہ وقیل اَلْعَنْھُمْ یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ
رجلا یسقی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب یعنی
حضرت علی کے سامنے کسی نے اہل شام کا ذکر کیا اور بعض نے اون سے یہ کہا کہ اے امیر المومنین آپ اہل شام پر لعنت کیجیے
آپ نے جواب دیا کہ ہم اہل شام پر لعنت نہین کرتے کیونکہ ہمنے رسول مقبول کی زبان سے سنا ہے کہ ابدال شام مین ہوتے ہین
اور وہ چالیس تن ہین جبکہ اون مین سے کوئی شخص مرتا ہے تو اللہ اوسکی جگہ دوسرے مرد کو بدل دیتا ہے اون کے
وجود کی برکت سے مینہ برستا ہے اور اون کی مدد سے دشمنون سے بدلا لیا جاتا ہے اور اہل شام سے اون کی برکت کی
وجہ سے عذاب دور کیا جاتا ہے اور ابدال کا وجود اور حدیثون مین بھی حضرت علی سے آیا ہے اور شیخ ابن حجر نے
ان حدیثون کو ذکر کر کے تعداد حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا
کہ امت کے نیک آدمی پانسو آدمی ہین اور ابدال چالیس ہین نہ یہ پانسو کم ہوتے ہین اور نہ یہ چالیس گھٹتے ہین
جبکہ ابدال مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکے بدلے پانسو مین سے ایک شخص کو مقرر کر دیتا ہے صحابہ نے عرض
کی حضور ان کے اعمال ہم سے بیان کریں جن کی وجہ سے اون کو یہ مرتبہ ملتا ہے فرمایا کہ اون کی یہ عادت ہے کہ جو

اونپر ظلم کرے اوسے معاف کرتے ہین اور جو اون کے ساتھہ برائی کرے اوس کے ساتھہ نیکی کرتے ہین اور جو چیز خدا تعالے نے اونکو دی ہے اوس سے اوسکی خبرگیری کرتے ہین اور تصدیق خدا تعالیٰ کی کتاب مین ہے کہ فرمایا الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین یعنی غصہ کے کہانے والے اور لوگون کے قصور معاف کرنے والے اور اللہ نیکی کرنے والون کو چاہتا ہے انتہی۔ بعض علماے حدیث نے کہا ہے کہ حدیث ابدال و اوتاد و اقطاب و غوث سراسر موضوع و غلط ہے اگرچہ ابونعیم نے حلیہ مین اور دوسرون نے بھی اوسکو ذکر کیا ہے اسی طرح وہ احادیث بھی جن مین اولیا۔ نقبا۔ نجبا وغیرہ کی تعداد بتائی ہے غلط ہین۔ سلف نے ان باتون کا ذکر بھی نہین کیا ہان ابدال کا لفظ سلف نے بیان کیا ہے چنانچہ حضرت علی کی حدیث مین جو مسند امام احمد مین آئی ہے موجود ہے اور اوس حدیث مین ان کی تعداد چالیس آدمی شام مین بتائی ہے۔ مگر یہہ حدیث منقطع ہے۔ اور مشرکین عرب و ترک و ہنود و اہل فارس و حکماے یونان مین ایسے آدمی گذرے ہین کہ زہد و عبادت اور علم رکھتے تھے اور مکاشفات اور خوارق عادات اونکو حاصل ہوتے تھے لیکن جو کہ یہ ماجاء بہ الرسل پر ایمان نہین لائے اور انبیا کے احکام کی تعمیل نہین کی اس لیے ان کا شمار اعداء اللہ مین ہے اور ان کا کمال ان کے لئے وبال ہو گیا +

خضر و الیاس کا بیان اور اس بات کی تحقیق کہ الیاس و ادریس ایک ہی شخص ہین یا دونون مین غیریت ہے

خضر کا نام ملکان ہے اور کنیت ابوالعباس ہے۔ شیراز کے علاقہ مین پیدا ہوئے تھے اور خضر کے دادا الیاس بن سام بن نوح کے بھتیجے ہین اور خضر کا سلسلہ نسب یون ہے۔ ملکان بن ملیان بن کلیان بن سمعان بن سام بن نوح علیہ السلام اور بعض نسخون مین بجاے ملیان طیان مندرج ہے اور جامع الاصول مین ابن اثیر نے کہا ہے کہ خضر کا نام بلیا بن ملکان اور بقولے کلیان بن ملکان ہے اور خضر و الیاس دونون کتب شرعیہ کا مطالعہ اور شریعت کی پیروی کرتے ہین اور خضر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت حدیث بھی کرتے ہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ہے اذا رأیت الرجل لجوجا معجبا برأیه فقد تمت خسارته یعنی جب تو کوئی جھگڑالو اور منہ زور اور اپنی راے پر غرور کرنے والا آدمی دیکھے تو سمجھ لے کہ اوسپر خرابی اور نقصان کا خاتمہ ہو گیا اور یہی خضر کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار ہی شیبہ کے گھر مین بہت سے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور دشمنون کی کثرت کی وجہ سے غمگین ہو رہے تھے حضرت نے فرمایا ما من مومن یقول صلی اللہ علیہ وسلم علی محمد الا نصر اللہ قلبه و نصره یعنی جو کوئی مومن حضرت پر درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اوسکے دل اور نور کی مدد کرتا ہے۔ اور خضر یہ بھی کہتے ہین کہ مین اور الیاس ایکبار اسمٰعیل پیغمبر کے ہمراہ ایک دریا کے کنارے پر موجود تھے دشمن اونپر اور اون کے ساتھیون پر غالب ہو گئے اسمٰعیل سخت رنجیدہ ہوئے تو کہا کہ یہ کہو

اللہ محمد پر درود بھیجے اور حملہ کرو جب ایسا کیا تو دشمن زک پاکر بھاگ گئے اور بہت سے دریا مین ڈوب کر مرگئے سنہ ۲۲ ہجری مین مدینہ کے راستہ مین شتر بانون مین لڑائی ہوئی پتھر چلے خضر کے سر پر بھی ایک پتھر لگا اور تین مہینے تک ورم رہا اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم کے پنجہ سے مظلوم کو چھوڑانے کے لئے قطب اور یاران قطب کو بھی مارتے ہین اور مرا کبھی ہین اور حق تعالیٰ خاتم الانبیاء کے ظہور سے پیشتر دندان و اعضاے خضر مین ہر پانسو برس کے بعد تجدید کرتا تھا اور جب سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور کیا ہے تو اوس وقت سے ایکسو بیس برس کے بعد سے تجدید ہونے لگی ہے سنہ ۲۱ مین اونکی تجدید ہوئی۔ اور شیخ علاء الدولہ نے ایک اور کتاب مین سواے عروہ کے لکھا ہے کہ خضر کہتے ہین کہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی مجلس مین یہ کہکر بیٹھے بسم اللہ الرحمن الرحیم صلی اللہ علی محمد تو خدا تعالیٰ ایک فرشتہ اوسکی تعینات کر دیتا ہے کہ وہ کسیکی اس شخص سے غیبت نہین کرانے دیتا ہے اور جب اوٹھے تو بھی یہی کہلے اوٹھے اس لئے کہ ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ اس لئے مقرر کر دیتا ہے کہ کوئی اسکی غیبت بعد اسکے نہین کر سکتا مگر مولانا عبد الرزاق کاشی نے ان سب اقوال کی تغلیط کی ہے اور اصطلاحات مین کہا ہے کہ خضر کنایہ ہے بسط سے اور الیاس قبض سے اور یہ سمجھنا کہ خضر ایک شخص انسانی ہے جو زمانہ موسیٰ علیہ السلام سے اب تک بدستور موجود ہے یا کوئی روحانی شخص ہے کہ جب کسی کے لئے کچھ ارشاد کرنا ہوتا ہے تو اپنے جسد عنصری مین متمثل ہوجاتا ہے یہ بات میرے نزدیک تحقیق سے عاری ہے۔ اور شیخ صدر الدین قونوی نے کتاب تبصرۃ المبتدی وتذکرۃ المنتہی مین کہا ہے کہ خضر کا وجود عالم مثال مین ہے صاحب فصل الخطاب نے کہا ہے کہ خضر و الیاس کے وجود سے انکار کرنا سراسر نادانی و جہل ہے یا یہ سمجھنا کہ یہ دونون نبی نہ تھے اور نہ اب ہین جس سے ختم نبوت مین نقصان عائد ہوتا ہے یہ بھی اوسکی غلطی ہے۔ اور شیخ محی الدین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وجود خضر کے مقر ہین اور فتوحات کے چھبیسوین باب مین کہتے ہین کہ شیخ ابو العباس عریبی مجھسے کچھ بات کہتے تھے اور مین اوسے قبول نہ کرتا تھا جبکہ اون سے جدا ہوا تو ایک شخص مجھسے ملا اور کہا کہ شیخ ابو العباس کی اس بات کو مان لینا چاہیے مین اوسی وقت شیخ ابو العباس کے پاس لوٹ کر گیا تو اونہون نے کہا کہ جب تک خضر تمسے نہ کہینگے تم میری بات تسلیم نہ کروگے مینے کہا کہ دروازہ توبہ کا کھلا ہوا ہے فرمایا توبہ مقبول ہے۔ اور اونہون نے کہا ہے کہ مینے خرقہ تصوف کا ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن جامع کے ہاتھ سے پہنا ہے اور ابن جامع نے خضر علیہ السلام کے ہاتھ سے پہنا تھا بلکہ بے واسطہ بھی اونہون نے خضر علیہ السلام سے فیض پایا ہے یہ قول اونکا ہے صحبت انا والخضر علیہ السلام وتأدبت به واخذت عنه فی وصیة اوصانیها شفاها التسلیم بمقالات الشیوخ وغیر ذلك - اور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حالات مین لکھا ہے کہ فرماتے تھے ایکبار مینے چالیس دن تک کچھ نہ کھایا بعد چالیس دن کے ایک آدمی کچھ کھانا لایا اور میرے پاس رکھکر چلا گیا مین نہایت بھوکا تھا نفس نے چاہا کہ کھا لیا جائے مگر مینے کہا کہ مینے جو اللہ سے عہد کیا تھا جب تک کوئی دوسرا اپنے ہاتھ سے نہ کھلائے گا مین کچھ نہ کھاؤنگا اوس عہد کو نہ توڑونگا نفس بھوک کے

اول رسول نوح علیہ السلام ہین جیسا کہ حدیث شفاعت سے ثابت ہے اور ان کو ایسا مقام ولایت کا حاصل تہا جو نبی
کے لائق ہوتا ہے جو رسول نہین ہے اور اسوجہ سے حضرت ادریس حکمت قدوسیہ کے ساتہہ خصوصیت رکہتے تہے جب
زمین پر آئے تو رسول ہوئے اور اب انکو ولایت مین وہ مقام ملا جو رسول کے مناسب ہوتا ہے اور اسوقت مین حکمت
ایاسیہ کے ساتہہ مخصوص ہوئے پس دونون ایک ہی ذات ہین اور تغایر دونون مین اعتباری ہے کہ ولایت نبویہ حاصل
ہونے اور حکمت قدوسیہ کے ساتہہ اختصاص رکہنے کی وجہ سے ادریس کہلائے اور مقام ولایت رسولیہ حاصل ہونے
اور حکمت الیاسیہ کے ساتہہ خصوصیت رکہنے کی وجہ سے الیاس کہلائے پس یہ ذات مین کہ اجساد عنصری اور حیات دنیاوی
کے ساتہہ باقی ہین تین تن اور تین شخص ہین مگر مرتبہ اور مقام کی وجہ سے چار مانے گئے پس اوس مقام کے اعتبار سے
کہ جس مین ادریس کہلاتے ہین مقام روحانی اون کا فلک شمس ہے اور اوس مقام کے اعتبار سے کہ جس مین الیاس
کہلاتے ہین اپنے جسد کے ساتہہ زمین پر رہتے ہین +

کامل حکیم - خلیفہ - موید بروح القدس - ہادی - امام منذر و نذیر نبی شہید صالح

صانع عالم نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے حسب ارادہ خود مخلوقات کو پیدا کر کے انتظام اور بندوبست کامل طور سے
کیا اور ہر ایک کو انتظام دنیوی کے امور اون کے مناسب عطا کئے درندون کو دانت اور پرندون کو پر درختون مین
بیل پہول رنگ برنگ دئے غرضکہ یہ گلشن عالم صد بہار عجیب طرح پر ہے کہ جسکو عقل ہی دیکہکر حیران ہے کہین خزان سے
پتے جہڑتے ہین کہین صبا کے جہونکون سے غنچے کہلتے ہین کہین چاند سورج کی چمک سے طرح طرح کے فائدے اوٹہائے
جاتے ہین سب حیوان و شجر و حجر و بحر و بر اوسکی خدائی کا اقرار کرتے ہین وہ اپنے اس گلشن عالم کی نیرنگیون کا تماشا
دیکہتا ہے جو دل مین آتا ہے کرتا ہے حضرت انسان کو اشرف المخلوقات کا خلعت پہنایا پہر اوسکو فکر معاش و معاد
مین پہنسایا شجر حجر درند پرند بوجہ نہونے عقل کلی کے فکر معاد سے آزاد رکہے گئے حضرت انسان کو جون ہی شرف
حاصل ہوا ساتہہ ہی اوسکے ہزارون تکلیف اوٹہانے کا روادار ہوا اور یہ حفظ امانت یعنی شرف خداداد اسی کے
حصہ مین کما قال اللہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا و
اشفقن منہا وحملہا الانسان یعنی ہمنے آسمان اور زمین اور پہاڑ کے آگے امانت پیش کی وہ نہ اوٹہا سکے
اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اوسکو اوٹہا لیا ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید + قرعۂ فال بنام
من دیوانہ زدند + اوس رحیم و کریم کو اپنے پیارے انسان کے دین و دنیا و معاش و معاد دونون کے انتظام کر
پڑنے انتظام معاش کو قواے نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ عطا کئے کہ جسکے ذریعہ سے اپنی ضروریات کو اچہی طرح پورا
[illegible] دئے بعد دوسرے اسباب معاش کے پیدا کرنے کو بعض اشخاص ممتاز کئے اور اونکو علی حسب مراتب
[illegible] مین اور اون کے دلون مین الہام کیا کہ جس سے طرح طرح کے فنون ایجاد کئے گئے اور ہر ایک جدا جداپیشہ

فین کرنے لگا اور ایک دوسرے کو فائدہ بخشنے لگا کہ جس سے حالت تمدنی پیدا ہوئی انتظام معاد کے لیے عقل دی مگر محض عقل سے کام چلنا دشوار ہوا کیونکہ اکثر عقل کو قوت وہمیہ سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہو کر تنگ آجاتی ہے مثلاً بہت اونچی جگہ پر چڑہتے ہوئے آدمی گھبراتا ہے حالانکہ بحکم عقل وہاں سے نہین گر سکتا مگر وہم ایسا گھیر لیتا ہے کہ آخر لڑکھڑا کر گر ہی پڑتا ہے اور عقل ہمیشہ حواس کے ذریعہ سے کام کرنے کی عادی ہے ہر وقت انسان کی عقل ایک سان نہین رہتی لڑکپن اور جوانی اور بڑہاپے مین کئی حالت پر رہتی ہے علیٰ ہذا القیاس تندرستی اور بیماری مین بھی بہت فرق ہوتا ہے پس انسان کی اصلاح حال و تہذیب نفس و نفع آخرت کے واسطے اوس منتظم حقیقی نے چند برگزیدہ لوگون کو پیدا کیا جنکو فہیم کہتے ہین اونکو بذریعہ الہام طرح طرح کی قوتین بخشین انکی قوت ملکیہ نہایت علو پر ہوتی ہو انکو دلون سے حجاب جسمانی دور کئے جاسکتے ہین انکو عالم ملکوت کے عجائب اسرار دکہائے جاتے انکے چند اقسام ہین ۔

(۱) **کامل** یہہ وہ ہین جو عبادت سے تہذیب نفس کرنے کے علوم رکہتے ہین ۔

(۲) **حکیم** ان کو اخلاق حمیدہ و تدبیر منزل وغیرہ کے علوم دئے جاتے ہین ۔

(۳) **خلیفہ** ان کو سیاست کلی و عدل و انصاف کے علوم ملتے ہین ۔

(۴) **موئد بروح القدس** وہ لوگ جن سے عالم بالا کے لوگ کلام کرنے اور دکہائی دیتے ہین ۔

(۵) **ہادی** وہ ہین کہ جن کے دل و زبان پر نور اور وہ فیض رکہا گیا ہے کہ اونکی صحبت سے لوگ مراتب کمالیہ کو پہونچتے ہین اون کو ہر دم ہدایت نمائی کا خیال رہتا ہے ۔

(۶) **امام** وہ ہین جو ملت و مذہب کی اصلاح کے علوم اور اونکے زندہ کرنیکے طریقے سکہاتے ہین ۔

(۷) **منذر و نذیر** وہ ہین کہ علایق جسمانی سے دور ہو کر عالم حشر و قبر کے احوال پر مطلع ہو جاتے ہین یا کسی قوم کی آفات و بلیات پر واقف ہو کر لوگون کو اوس سے خبردار کرتے ہین ۔

(۸) **نبی** وہ انسان ہے کہ قوت نظریہ و عملیہ مین مرتبہ کمال رکہتا ہو اور خدا تعالیٰ نے اوسکو ہدایت خلائق کے واسطے مبعوث کیا ہو اور خدائے تعالیٰ نے ہر آدمی کو دو قوتین دی ہین ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ قوت نظریہ اوسکو کہتے ہین کہ ہر چیز کو اوس قوت سے پہچان لیوے اور قوت عملیہ اوسکو کہتے ہین کہ جو نیک اور بد آدمی سے ہوتا ہے اوسی قوت سے صادر ہوتا ہے سو حق تعالیٰ نبی کو بلا واسطہ تربیت فرماتا ہے اسواسطے کہ تاثیر انوار کی اوسکی قوت نظریہ مین ایسی بخشی ہے کہ غلطی اور شبہہ اوسکی نظر مین ہرگز نہین آتا اور اوسکی قوت عملیہ کو وہ ملکہ دیا ہے کہ بسبب اوسکے ہر نیکی اور رغبت کے ساتہ ہونے لگتی ہے اور ہر بدی سے محفوظ رہتا ہے یہان تک کہ معصوم ہو جاتا ہے اور بسبب قوت عملیہ کے عقل اوسکی کمال کو پہونچ جاتی ہے اوس کے بعد خلقت کی تعلیم کے لئے اوٹہایا جاتا ہے اور اوسکی طرف وحی آتی ہے اور عوام کے واسطے اوسکے ہاتہ سے خوارق عادات جنکو معجزہ کہتے ہین ظاہر ہونے لگتے ہین اور عوام کے واسطے اوس کے

اخلاق کریمہ بخشتے ہین اور علوم صادقہ نصیب کرتے ہین اور بیان شافی او حجت واضح اوسکو عطا فرماتے ہین اور صحبت مین اوسکی انوار برکات پیدا کرتے ہین +

(۹) **رسول**- اوسکو ان سب اوصاف نبوت کے علاوہ شریعت جدید اور کتاب آسمانی بھی ملتی ہی اور اوسکے پیرو ہوتے ہین جسکو وہ نفس قدسی عطا ہوتا ہے اوسمین اوسکی انوار اس طرح منعکس ہوتے ہین جسطرح آفتاب کے انوار آئینہ مین اور پھر اوس سے بھی خوارق عادات ہونے لگتی ہین تو اوسکو کرامت اور اوس شخص کو **ولی** کہتے ہین پس رسول بمنزلہ آفتاب و ولی بمنزلہ آئینہ ہے اس سے خوب معلوم ہوگیا کہ جس مین ایسے کمالات ہون وہ نبی ہے نہ یہ کہ نبوت کسی قوت کا نام ہی جو انسان کے دماغ کے مانند ورقوی کے تعلق رکھتی ہی بلکہ خاص فیض الہی خصوص لوگون کو عطا ہوا ہے اب یہ مرتبہ محنت و ریاضت سے کسی کو حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ انتظام تامہ شریعت محمدی سے ہوچکا ہے +

(۱۰) **صدیق** وہ ہی کہ قوت نظریہ اوسکی مثل قوت نظریہ انبیاکے ہوتی ہے خواہ نبی ہو خواہ نہو اور بدت عمر سے جھوٹ نہین بولتا ہے اور جس اوس سے ایسے [illegible] ہوتے ہین کہ نفس کا سرگز نگا نہین ہوتا ہے اور اوسکی نشانی یہ کہ کسی قصد مین تردد نہ کرے یعنی اللہ پر توکل کرکے اوس کام کو کرنے لگے اور اس بات پر چندان خیال نہ کرے اور اگر نماز مین اوسکو بڑی سی بڑی مصیبت آجائے تو اوس سے اور سہم نہ کیسے بلکہ سوائے خیال حق تعالی کے دوسری طرف خیال نہ کرے اور ظاہر اور باطن مین ایکسا ہووے اور خواب کی تعبیر خوب جانے +

(۱۱) **شہید** وہ ہی کہ جو نبی نے اوسکو ہوکہا یا ہے اوس حکم کو ایسے یقین کے ساتھہ قبول کرے گویا آنکھہ سے دیکھتا ہی اور اللہ کی راہ مین اپنی جان دینے کو سب چیزون سے آسان جانے [illegible] ہو یا نہو اللہ کے نزدیک وہ شہید ہے اور قوت عملیہ اوسکی اوج کمال مین نزدیک قوت انبیاکے ہوتی ہے +

(۱۲) **صالح** وہ ہی کہ اپنے ظاہر [illegible] گناہون سے پاک کرے اور اپنے باطن [illegible] سے عقیدت سے باز رکھے اور بد بلی سے دور رہے اور یاد حق مین ایسا محو ہووے کہ [illegible] دوسری چیز کی لوس اوسکے دل مین نہ رہے +

حق تعالی ان تمام اقسام کے برگزیدہ لوگون کو دو دولت رکھتا ہے اول [illegible] رزق کی کفالت کرتا ہے بلکہ عزت سے دیتا ہے کہ اسیرون کو اوس عزت سے نہین ملتا اور ظاہر مین سب لوگون سے انکو امتیاز دیتا ہے [illegible] اون کے دشمنون سے اونکو محفوظ رکھتا ہے اور اون کے دلون مین اپنی عزت اور عظمت ڈالتا ہے اوسکے سبب سے کسی بادشاہ اور امیر کی عزت کو خیال مین نہین لاتے اور کلمہ حق کہہ دیتے ہین اور اون کی خدمت کے واسطے کمر نہین باندھتے اور حق تعالی اون کی ہمت کو بلند کردیتا ہے ہرگز دولت اور دنیا کا خیال نہین کرتے ہین اور اونکے دلون کو روشن کردیتا ہے کہ اوس سر حق تعالی کے اشارے کو پہچان لیتے ہین اور اون کی صورتون مین وہ ہیبت پیدا کردیتا ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ وجبار اون سے کانپتے ہین اور بڑے بڑے سرکش اون سے دب چلتے ہین +

ملاحدہ کہتے ہین کہ اولیا پر تکلیف نہین اور فقہا کہتے ہین کہ یہ کفر ہے

ملاحدہ کہتے ہین اولیا پر تکلیف نہین اور اس آیت کے ساتھہ استدلال کرتے ہین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین
اپنے رب کی عبادت کر یقین آنے تک اور فقہا کے نزدیک یہ کفر ہے اس لیے اس آیت مین یقین سے مراد موت ہے سب
مفسرین کا اسپر اتفاق ہے کذا قال الملا علی قاری فی شرحہ علی فقہ اکبر پس ہر شخص موت تک تکلیف عبادت
مکلف رہتا ہے بشرطیکہ عاقل بالغ ہین خواہ کوئی نبی ہو یا ولی یا مومن صالح ہو یا کوئی اور ہو کسی سے بے عذر شرعی احکام
شرعی معاف نہین جسطرح اور سب پر فرض واجب ہین اسی طرح ولی نبی پر جسقدر خطابات تکلیف شرعی مین وارد ہین سب عام ہین
کسی کی اسمین خصوصیت نہین بعض گمراہ لوگ جنکو مباحیین کہتے ہین اونہون نے یہ قرار دے رکہا ہے کہ جب بندہ صدق
دل سے ایمان لاوے اور نہایت محبت رکھے اور صفائی قلب سے حاصل ہو جائے تو اوس سے شرع کی امر و نہی دور ہو جاتی ہے
اور ہر گناہ اوسکو مباح ہوتا ہے پھر اوسکے سبب اللہ اوسکو دوزخ مین داخل نہ کریگا اور انمین سے بعض تو یہ کہتے ہین کہ
اس درجہ مین سب عبادات ظاہری اوسکے ذمہ سے دور ہو جاتی ہین فقط تفکر آیات اوسکی عبادت ہوتی ہے سو یہ کفر اور
گمراہی ہے کیونکہ سب سے محبت الٰہی اور صفائی قلب اور ایمان مین انبیا علیہم السلام کامل ہین خصوص جناب سید الانبیا محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم سب سے ہر ایک کمال مین اکمل ہین کوئی فرد بشر اونکی برابر نہین ہو اون سے لئے تو اور زیادہ تکالیف شرعی تہی یہانتک
ہو جاتا تو درکنار سب سے الگ خاص آنحضرت پر نماز تہجد فرض تہی کہ شب بیداری کرتے ہوئے پاے مبارک ورم کر گئے تہے ترمذی
نے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس اشد بلاء قال الانبیاء ثم الامثل
فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینہ فان کان فی دینہ صلبا اشتد بلاءہ وان کان فی دینہ رقۃ
ابتلی علی دینہ هون علیہ فما زال کذالک حتی یمشی علی الارض فمالہ ذنب یعنی نبی علیہ السلام سے سوال کیا
گیا کہ سب سے زیادہ کون شخص محنت و مصیبت مین گرفتار رہتا ہے فرمایا انبیا اور اون کے بعد وہ شخص جو انبیا سے زیادہ مشابہت
رکھتا ہے آدمی اپنے دین و دیانت کے موافق مبتلا کیا جاتا ہے جتنا زیادہ اپنے دین مین پختہ ہوتا ہے اوسکی مصیبت اوتنی ہی
زیادہ ہوتی ہے اور جو دین مین کچا ہوتا ہے تو اوسکی مصیبت بہی کم ہوتی ہے پس جو شخص اپنے دین مین پختہ ہوتا ہے وہ ہمیشہ
مصیبت مین گرفتار رہتا ہے اور اوسکی مغفرت اس مصیبت کی وجہ ہو جاتی ہے یہانتک کہ وہ گناہون سے پاک ہو کر
زمین پر چلتا ہے یہی وجہ ہے کہ انبیا پر ایک ذرا سے سہو سے بہی بہت بڑا عتاب الٰہی نازل ہوتا تہا ابو سعید خراز نے کیا خوب
کہا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین زبدۃ الاسرار وغیرہ مین لکہا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے
تہے کہ مینے سیاحت مین ایکبار ایک نور دیکہا کہ اوس سے افق منور ہو گیا اور اوسمین سے ایک صورت ظاہر ہوئی اوس صورت
نے مجہسے پکار کر کہا کہ اے عبد القادر مین تمہارا پروردگار ہون مینے تم پر تمام چیزون کو حلال کر دیا جسکو چاہے استعمال کرو
مینے یہ سنکر کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم دور ہو اسے لعین فوراً وہ نور تاریکی سے مبدل ہو گیا اور وہ صورت

دہوان بنگئی اور کہا اے عبد القادر تمنے میرے ہاتہہ سے نجات پائی اپنے علم و فراست کی وجہ سے میں نے تو اسی طرح ستر اولیاء اللہ کو گمراہ کر دیا ہے - اور یہ جو بعضی کتابون مین لکہا ہے اذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب یعنی جب بندہ کو اللہ تعالے دوست رکہتا ہے تو کوئی گناہ اوسے نقصان نہین پہونچا سکتا - اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اوس بندہ کو گناہ کرنے سے روکتا ہے اور یہ معنی نہین ہین کہ امر و نہی اوس سے ساقط ہو جاتے ہین اور یہی مراد ہے اس سے بھی کما لا ینفع مع الشرک شیٔ کذا لا یضر مع الایمان شیٔ یعنی جس طرح نہین نفع پہونچاتی شرک کے ساتھ کوئی چیز اسی طرح نہین نقصان دیتی ایمان کے ہوتے کوئی چیز - اور یہ جو بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ سالک جب مقام معرفت تک پہونچ جاتا ہے تو اوس سے تکلیف عبادت دور ہو جاتی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ عارف سے عبادت الہی اوسوقت بلا دقت اور کلفت کے صادر ہوتی ہے اور اوس عبادت کی مشقت اور بوجہ اوس سے ساقط ہو جاتا ہے نہایت طیب خاطر سے انجام دیتا ہے فواتح سبعہ مین لکہا ہے حکی عن الخضر علیہ السلام انہ کان یقول ان الناس یقولون انی حلولی وانی اقول بسقوط التکلیف عن عباد اللہ وکیف اکون حلولیا ولا اری فی الوجود سوی اللہ وکیف اقول بسقوط التکلیف ولی وردین حال صباحی ومسائی ما فاتنی من زمن موسی الی ھذا الوقت ولکن اقول لا کلفۃ فی عبادۃ الخواص - یعنی خضر علیہ السلام سے حکایت کی گئی ہے لوگ یہ کہتے ہین کہ مین حلول کا قائل ہون اور یہ میری راے ہے کہ بندگان خدا سے تکلیف عبادت ساقط ہو سکتی ہے سو یہ خیال لوگون کا صحیح نہین اس لئے کہ مین تو سوا اللہ کے کسیکو موجود نہین دیکھتا پہر مین کیسے حلولی ہو سکتا ہون اور مین سقوط تکلیف کا کیسے قائل ہو سکتا ہون کیونکہ میرے دو وردہین کہ ایک کو صبح کے وقت پڑہا کرتا ہون اور دوسرے ورد کو شام کے وقت موسی علیہ السلام کے زمانہ سے اب تک اون مین سے کوئی ورد فوت نہین ہوا ہے البتہ یہ قول ہے کہ خاصان خدا کو عبادت خدا مین کلفت و مشقت نہین رہتی بڑے ذوق و شوق کے ساتہہ عبادت کرتے ہین - بعض کی راے یہ ہے کہ اولیاء و خواص قرآن و حدیث کی تاویل کے ساتہہ مکلف ہین اور عوام ان دونون کی تفسیر کے ساتہہ مکلف ہین اور تحقیق یہ ہے کہ تمام آدمی ظاہر قرآن و حدیث کے ساتہہ مکلف ہین مگر اسکے ساتہہ خواص کو تاویل کی بھی تکلیف ہے اور تاویل مین بہت سے طبقے ہین یا ہر ایک آدمی کو خواص مین سے اوسقدر تاویل کی تکلیف ہے جسقدر اوس کے عروج و صفائی کے مناسب ہے اور محققین ارباب سلوک نے جو کچہہ قرآن کے معانی مین اشارات اور اعتبارات بیان کئے ہین یہ حقیقت مین فن تفسیر کی قسم سے نہین بلکہ حقیقت اسکی یہ ہے کہ قرآن کے مطالب سننے کے وقت سالک کے دل پر کچہہ چیزین نظم قرآن کے درمیان مین ظاہر ہوتے ہین اور جو حالت وہ سالک رکہتا ہے اور جو عزت کہ اوسکو حاصل ہے وہ پیدا ہوتی ہے مثلاً کوئی لیلی مجنون کا قصہ سنے اور اوسوقت اپنے معشوق کو یاد کرے اور جو کچہہ معاملہ اوسکے اور اوسکے معشوق کے درمیان گذرا ہے وہ اوسکے دل پر گذر جائے - ارباب سلوک حقایق و دقایق نکالنے کے ساتہہ ظاہری معنی کا انکار نہین کرتے +

اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان مین فرق - اور صوفی و فقیر - مرتبۂ ولایت کے ساتھہ قوم و پیشہ کا آدمی ممتاز ہوسکتا ہے - جو باتین غنی کے لئے مدح کا باعث ہین وہی فقیر کے لئے طعن و مزلت کا موجب ہے

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ نے کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان مین لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے کوئی ایسی چیز نہین جو مباح ہو اور اون سے بنا تخصوصیت رکہتی ہو جنکی وجہ سے اونکو اور لوگون سے تمیز حاصل ہے پس نہ کسی لباس سے یہ ممتاز ہوسکتے ہین کیونکہ جبکہ کوئی لباس سب مسلمانون کے لئے مباح ہے تو اونکو کوئی خصوصیت اوسکے ساتھہ نرہے گی جو چاہے گا وہ استعمال کرسکیگا اسی لئے کہتے ہین کہ بہت سے صدیق جس قبا مین ہوتے ہین اوسی قسم کی عبا مین بہت سے زندیق بہی ہوتے ہین بلکہ جب تک ظاہر مسلمان کا شرع کے خلاف نہو تو اوس کے حالات اصلی معلوم نہین ہوسکتے جو چاہے دعوی کرے پس صوفیہ کے لئے ایسا مخصوص کوئی جامہ نہین جو دوسرون سے امتیاز کا باعث ہو یعنی دوسرون کو اوسکا استعمال کرنا کسی حکم سے ناجایز ہو اسی لئے اولیاء اللہ ہر زمرہ اور ہر گروہ کے جامہ مین ہوتے ہین پہر بعد اسکے لفظ صوفی اور فقیر پیدا ہوئے اور ظاہر مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لفظ صوفی صوف سے مشتق ہوا ہے اسلئے کہ خلاف عام آدمیون کے ایسے لوگ بجائے عمدہ لباسون کے صوف پہننے لگے تہے - عربی مین بہیڑ کے اون کو صوف کہتے ہین اور اول صوف آدم علیہ السلام نے پہنا تہا جسوقت بہشت سے نکالے گئے تہے اور آخر مین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور تمام پیغمبرون نے صوف پہنا ہے ؎ چون کلیم اللہ درین راہ مخوف + با صفاے سر خود پوشیدہ صوف + صاف شو با حق نہان و آشکار + صوفیانِ صاف را نیست کار + عطار نے پند نامہ مین کہا ہے ؎ ہمچو صوفی در لباس صوف باش + در صفتہاے خدا موصوف باش + اور فقراء کے لفظ سے اہل سلوک مراد ہوتے ہین اور لوگون کو اس معاملہ مین اختلاف ہے کہ افضل صوفی کا مسمّی ہے یا فقیر کا جسے فارسی مین درویش کہتے ہین اور افضل غنی شاکر ہے یا فقیر صابر افضل ہے اس مسئلہ مین جنید اور ابو العباس بن عطا مین بہت بحث رہی تہی مگر خلاصہ تحقیق یہہ ہے کہ تقوی پر سارا مدار ہے صرف نام کو کسی مین دخل نہین حسین بن علی بن متوکل علی اللہ یمنی کا شعر ہے ؎ لا تحسبن لباس الصوف فی ملاء + تدعی بہ بین اهل الفضل بالصوفی + مت خیال کر کہ اونی لباس پہننے کی وجہ سے تو مجمع فضلا مین صوفی شمار پائے گا - وانما من صفی قلبها ومال الی + صقالۃ النفس من اوساخها صوفی + جو اپنا دل صاف رکہتا ہے اور نفس کی برائیان دور کرتا ہے اوسکے ساتھہ خلوص کیا جاتا ہے - اور زمرۂ اولیاے خدا مین افضل انبیا کا گروہ ہے پہر انبیا مین سے مرسلین کی جماعت ہے اور مرسلین مین سے اولوا العزم افضل ہین اور وہ نوح و ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام ہین اور اولوا العزمون مین سے خاتم نبوت یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہین

اور اولیاء اللہ کے شرع مین دو طبقے ہین ایک طبقے کو سابقین مقربین کہتے ہین اور دوسرے کا نام اصحاب یمین ہے یہ دونون فرقے فرائض کو بجا لاتے ہین اور کوئی تکلف مندوبات و فضول مباحات مین نہین کرتے اور سابقین مقربین فرائض کے بعد نوافل بھی ادا کرتے ہین اور واجبات اور مستحبات کو نہین چھوڑتے اور محرمات و مکروہات کو بالکل چھوڑ دیتے ہین۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ اک بڑی مہربانی اور عنایت ہے کہ مرتبۂ ولایت کے ساتھ ہر قوم اور پیشہ کا آدمی ممتاز ہو سکتا ہے شرافت نسب و علو حسب پر یہ منصب منحصر نہین دیکھو ابو حامد اسود زنگی تھے اور ابو الخیر حبشی اور ذوالنون مصری کے باپ نوبی تھے کہ ایک قوم حبشیون کی ہے اور ابو نصر کے باپ زین ساز اور زین فروش تھے اور ابو الحسن جولاہے تھے اور شیخ ابو الحسن علی بن حمید الصعیب کے باپ رنگریز تھے اس لئے ابن الصباغ الکا عرف ہے اور عبد الملک موچی اور ابو محمد موزے بنانے والے اور ابو عبد اللہ جلاد یعنی درّے لگانے والے تھے اور ابو حفص لوہار تھے اور ابو العباس قصاب تھے اور علی رامیتنی بنئے کا کام کرتے تھے اور ابو علی دقّاق (بہ تشدید قاف اول) کندی گر تھے اور حمدون دہوبی تھے اور ابو جعفر ماہی گیر تھے اور سری سقطی (بفتح سین و کسر طائے مہملہ و تشدید یائے تحتانی) کو سقطی اس لئے کہتے ہین کہ وہ سقط فروشی کرتے تھے اور سقط ادنی درجہ کے سامان واسباب کو کہتے ہین۔ زبان فارسی مین سقطی کو خردہ فروش اور ہندی مین بساطی کہتے ہین۔ ابو الخیر تیناتی زنبیل بنایا کرتے تھے اور ابو الحسن بڑہی تھے اور جنید بغدادی کے باپ کانچ بیچا کرتے تھے اس لئے ان کا لقب قواریری و زجاج ہے اور شیخ احمد نشاشی یعنی پرانی جوتیان اور متعلقات مہرانی قفل اور کیل کانٹے بیچا کرتے تھے اور فرید الدین عطار تھے اور بہاء الدین نقشبند تھے اور نقشبند ایک خرقہ کا نام ہے کمخواب بنے والے کو نقشبند کہتے ہین۔ بہاء الدین اور اون کے باپ دونون اس پیشہ مین مشغول تھے کذا فی سفینۃ الاولیاء اور محمد بن یوسف معدان معمار تھے ان کے فضل و کمال کے جنید بھی قائل تھے اور امیر حبہ قوم کے کہار تھے شیخ یاسین مغربی حجام تھے اور حسین بن منصور حلاج یعنی دہنیہ نہ تھے بلکہ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک دن ایک مرید دہنیے کی دکان پر گئے اور اوسے کسی کام کو بھیجدیا اور خود اس خیال سے کہ اوسکا کام حرج ہوا انگلی سے اشارہ کیا تو روئی علیحدہ ہو گئی اور بنولے علیحدہ ہو گئے بلکہ اکثر علمائے سلف غلام تھے جیسے عکرمہ و نافع و حسن بصری

فائدہ جو باتین غنی کے لئے مدح کا باعث ہین وہی فقیر کے لئے طعن و مذلت کا موجب ہے اس لئے کہ درویش جرأت کرے تو کہتے ہین کہ سر پھرا ہے اور اگر سخاوت کرے تو کہتے ہین کہ مسرف ہے اگر حلم کرے تو بے عزتی اور بزدلی پر حمل کرتے ہین اگر وقار کرے تو کاہل جانتے ہین اگر زبان آوری اور فصاحت ظاہر کرتا ہے تو کہتے ہین زیادہ گو ہے اور اگر کم گو ہو تو گداے متکبر بتلاتے ہین اگر عزلت اختیار کرے تو کہتے ہین مراقی ہے اور اگر لوگون سے میل جول پیدا کرے تو کہتے ہین مسخرہ اور ہزل گو ہے اور اگر کہانے پینے اور لباس مین تکلف کرے تو اوسے تن پرور شکم بندہ بتاتے ہین اور اگر اچھے کپڑے نہ پہنے اور اچھا نہ کہائے تو محتاج و مفلوک کہتے ہین اور اگر ایک جگہ رہے تو کہتے ہین خام آدمی ہے بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھنے والا ہے اور اگر سفر اختیار کرے تو کہتے ہین کہ سرگشتہ و بخت برگشتہ ہے اور اگر تجرد اختیار کرے تو کہتے ہین

تارک سنت ہی اور جو نکاح کرے تو کہتے ہین شہوت پرست اور بندۂ نفس ہے غرضکہ دنیا آدمیون کی نظر مین اتنی عزیز ہے کہ دولتمندون کے عیبون کو ہنر جانتے ہین اور فقر ظاہری ایسا محقر ہے کہ محتاج کے کمالات کو عیب گنتے ہین اور ضعیف مین یہ قلب ماہیت ہی اور اسکا انجام مصیبت پر مصیبت اور آفت پر آفت ہی۔ قرآن شریف مین زندگی دنیا کی مثال بیان کی ہی اور ماہیت حیات کو اوس مثال مین اسطرح ذکر کیا ہے اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الاخرۃ عذاب شدید ومغفرۃ من اللہ ورضوان وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور لوگو جانے رہو کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا اور ظاہری طمطراق اور آپس مین ایک دوسرے سے بڑھکر مال اور اولاد کا بیشتر ہونا ہے زندگی کی مثال مینہ کی سی مثال ہی زمین پر برستا ہے اور اوس سے کھیتی لہلہانے لگتی ہی اور کاشتکار مینہ کو دیکھکر خوشیان کرنے لگتے ہین پھر پک کر خشک ہوجاتی ہی تو اسے مخاطب اوسوقت تو اوسکو دیکھتا ہے کہ پیلی پڑگئی ہی پھر آخر کو روندمین آجاتی ہی۔ غرض دنیا کی زندگی چند روزہ رونق ہے اور آخرت مین دنیا کی زندگی کے دو انجام ہین بعض کو عذاب سخت اور بعض کو خدا کی طرف سے گناہون کی معافی اور خوشنودی اور دنیا کی زندگی تو نری دہوکے کی ٹٹی ہی۔ اور اسکی مؤید یہ ایت ہی فاما من طغی واثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوی جسنے شرارت کی اور دنیا کا جینا بہتر سمجھا اوس کا ٹھکانا دوزخ ہی اور دوسری جگہہ جناب باری نے آدمی کی شکایت کی ہی کہ اوسنے دنیا کو اختیار کرلیا ہے بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم وموسی بلکہ اختیار کرتے ہو تم زندگی دنیا کو اور آخرت بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی تحقیق یہ لکھا ہے پہلے صحیفون مین ابراہیم اور موسی کے یہ آیت صریح ہے اس بات مین کہ عاقبت کی خیر و خوبی اور اوسکا باقی رہنا حضرت ابراہیم و موسی علیہما السلام کے زمانہ سے اس زمانہ تک برابر ماثور چلی آتی ہی کسی امت کے لئے اور کسی زمانہ مین اور کسی جگہہ یہ اجازت نہین ہوئی کہ عاقبت کو چھوڑکر دنیا اختیار کریگو یا دنیا کی نیستی و ویرانی پر تمام انبیا علیہم السلام کا اتفاق ہے اور ہر زمانہ اور ہر قرن مین آیات الہی اوسکی ناپائداری پہ شہادت دیتی رہین۔ عمر خیام نے دنیا کی بے ثباتی اور دنیا دارون کا کیا اچھا فوٹو اس نظم مین اوتارا ہی ؎

دوشش باعقل در سخن بودم ؛ کشف شد بر دلم مثالے چند ؛ گفتم اے مایۂ ہمہ دانش ؛ دارم از تو بسو الے چند
چیست این زندگانے دنیا ؛ گفت خوابیست یا خیالے چند ؛ گفتم از وے چہ حاصلست بگو ؛ گفت درد سر و وبالے چند
گفتم این نفس کے شود رامم ؛ گفت چون یافت گوشمالے چند ؛ گفتم اہل ستم چہ طائفہ اند ؛ گفت گرگ و سگ و شغالے چند
گفتم این بحث اہل دنیا چیست ؛ گفت بیہودہ قیل و قالے چند ؛ گفتم اہل زمانہ در چہ فن اند ؛ گفت در بند جمع مالے چند
گفتمش چیست کدخدائی گفت ؛ ساعتے عیش و غصہ سالے چند ؛ گفتم اوراشال دنیا چیست ؛ گفت زالے کشیدہ خالے چند
گفتمش چیست گفتہائے خیام ؛ گفت پندست حسب حالے چند

دل مین ایک روزن ہی جو ملکوت آسمان کیجانب کھلا ہوا ہے

دل مین ایک روزن ہی جو ملکوت آسمان کی جانب کھلا ہوا ہے جیسے کہ دل کے باہر پانچ دروازے حواس کے عالم محسوسات کیطرف کھلے ہوئے ہین اسی طرح دل کے اندر کا دروازہ عالم ملکوت کی جانب کھلا ہوا ہے اور جیسے کہ آئینون کو مقابل میں رکھنے سے ایک کا عکس دوسرے پر پڑتا ہے اسی طرح جب دل صاف ہوجاتا ہی اور دل کا روزن کشادہ ہوجاتا ہے اور جو کچھ دوسرے لوگ خواب مین دیکھتے ہین وہ اسے بیداری مین دکھتا ہے اور جسکے لئے یہ راہ کھل گئی وہ بڑے بڑے کام دیکھتا ہے اولیاء اللہ کے علوم اسی راستہ سے آتے ہین نہ حواس کی راہون سے جب تک محسوسات کے ساتھ مشغولی ہی عالم ملکوت کی مناسبت سے دوری ہی ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ۔ اللہ نے اون کے دلون پر مہر کردی ہی اور انکے کان اور آنکھون پر پردہ ہی۔ اس آیت مین اسی بات کی طرف اشارہ ہی کہ دل روشن آئینہ کی طرح ہے اور اخلاق زشت دھوین کی مثل ہین کہ دل کو مکدر کردیتے ہین اور پھر وہ کسی طرح حضرت الوہیت کی طرف راہ نہین پا سکتا اور عمدہ اخلاق نور کی مثل ہین جو تاریکی معصیت کو دل سے کھو دیتے ہین پس جو حرکت وسکون لاالہ الا اللہ ہے اوس سے ایک صفت دل مین حاصل ہوتی ہی اور اوس جہان مین ہمراہ رہتی ہی اس جہان مین جسکا دل روشن ہوا اور اللہ کی معرفت سے آراستہ ہوگیا وہ شخص ضرور اوس جہان مین ملاء اعلی کا رفیق ہوگا اس آیت مین اسی طرف اشارہ ہی فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ مقام راستی مین ایسے بادشاہ کے پاس بیٹھے جسکا سب پر قبضہ ہی اور جسکا دل مائل بدنیا ہی اور خود اوسکا اس عالم کی طرف ہے وہ اوس عالم مین نگونسار اور زیر بار ہوگا اسی مطلب کی طرف اس آیت مین اشارہ ہی ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رؤسہم اور کبھی تو دیکھے جسوقت منکر سر الٹی ہوئے

صوفیہ کا شجرہ۔ ٹوپی قینچی خرقہ۔

اللہ تعالی کا یہ بھی اس امت پر احسان ہی کہ اب تک آپمین سلسلہ ظاہر و باطن دونون طرح حضرت خاتم النبیین تک ثابت اور جاری ہی اگرچہ پچھلے لوگون نے پہلون کی بعض باتون مین اضافہ کیا ہے پہلے زمانہ مین اہل سلوک مین ارتباط کا طریق صحبت اور تعلیم اور آداب تہذیب نفس کا سکھانا تھا خرقہ وبیعت کا رواج نہ تھا پیران طریقت نے پیری اور مریدی کے ثبوت کے لئے علامتین مقرر کی ہین ایک کاغذ ہوتا ہی جسمین پیرون کے نام لکھتے ہین اوسے شجرہ کہتے ہین اسلئے کہ شعبون اور شاخون کے اعتبار سے درخت کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور رسول خدا کی بیعت بھی درخت کے تلے واقع ہوئی تھی پس اس شجرہ کو لکھکر مریدون کو دیتے ہین۔ دوسری ٹوپی ہی کہ سر کا لباس ہی اور سر تمام اعضا سے شریف ہی اور عقل کا مقام اور حواس خمسہ کا مجمع بھی ہی اور زبان کہ کلام کا آلہ اور منھہ کہ کھانے پینے کا مکان ہے اور چہرہ کہ خاص وعام کا منظر ہی سب سر مین داخل ہین گویا کہ سر تنہا پورا انسان ہی اور لباس اوسکا مختصر سا ہے اس لئے کہ ایک کپڑے مین کئی ٹوپیان بنتی ہین اس لئے ٹوپی کو اتحاد کی علامت مقرر کیا ہی تاکہ معلوم ہو کہ مرید برادری مین پیر کا ہمسر ہوگیا اور کار اناب کو بسر وچشم قبول کیا اور سرکشی سے تائب ہوا اور سرگردانی سے پناہ پائی۔ تیسری قینچی ہی کہ دو تین بال سر کے اوپر کی طرف سے تراش کر جمع کرتے ہین جبا

کہ فردائے قیامت کو ہر بال بندہ کے اعمال پر گواہی دیگا تو یہ بال اوسکے صدق انابت پر گواہ رہین مگر عورتون کے سر پر
قینچی نہین چلاتے اور بعضے کہتے ہین کہ قینچی چلانے سے مراد یہ ہے کہ بندے اور مولی کے درمیان جو علائق تھے وہ کٹ گئے۔
چوتھی خرقہ پہنانا اور یہ رسم مشائخ مین عام ہے اور اسکی بڑی تفصیل ہے اور اسکی سند حسن بصری تک پہونچاتے ہین اگرچہ
یہ سند اہل حدیث کے نزدیک معتبر نہین اور خرقہ کی حقیقت صرف رسوم ہے شرع سے اسکا حکم جاری نہین ہے چنانچہ شرح سفر
مین مذکور ہے وما یروی من الخرقة والعمامة والقلنسوة والمكتوب لیس فی الاحادیث الصحاح ولا الحسان
ولا لہ اصل انما هو من صنع قوم يفعل ذلك فليس مما [illegible] وجعل فليس معنا
وانما الارادة المحبة الصادقة والاقتداء في الاعمال الصالحة [illegible] خرقہ اور عمامہ اور ٹوپی اور شجرہ
کے باب مین نقل کیا گیا ہے نہ احادیث صحیح سے ثابت ہے نہ حسن [illegible] ہے کوئی انکو عمل مین لائے
اوسکو نہ ثواب ہے اسوجہ سے کہ یہ سنت مین سے نہین ہے اور اسکو [illegible] عتاب ہو مشائخ کے
ساتھ ارادت رکھنا تو یہ ہے کہ اون سے سچی نسبت رکھے اور [illegible] بیعت شرع سے
ثابت ہے [illegible] مرغانی سے نقل ہے
کہ شیخ شہاب الدین [illegible] سلطان المحققین اعدل
المشائخ [illegible] سے حضرت محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وسلم تک صحبت سے نسبت دی ہے خرقہ سے نہین [illegible] مین لکھا ہے
کہ خرقہ کی نسبت متصل ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] علیہ وسلم نے امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ کو خرقہ پہنایا اور تمام اس سلسلہ کا ذکر کیا ہے [illegible] اہل حدیث نے انکار کیا ہے اس اتصال کا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باوجود اسکے [illegible] والون تک منسوب کرتے
ہین۔ اور ایک جماعت صوفیہ کی حدیث ام خالد و معاذ سے استنباط کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو لونگی
عنایت فرمائی اور معاذ کو جب یمن کی طرف روانہ کیا تو عمامہ پہنایا اور حق یہی ہے [illegible] اور بہیئت کذائیہ
اور طریقہ شائعہ صوفیہ کا اتصال ہرگز اہل حدیث کے طریقہ پر [illegible] ثابت نہین اور صرف
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی صحابی کو کوئی کپڑا دینا اس مطلب پر دلیل نہین ہو سکتا ہان جنید کی طرف اوسی منسوب
کرتے ہین تو مضائقہ نہین اس لئے کہ اصطلاح مین مضائقہ نہین شیخ عبد الحق دہلوی نے اکمال مین لکھا ہے کہ حضرت
کی خلافت کے دو سال باقی رہے تھے جو حسن بصری مدینہ مین پیدا ہوئے اور حضرت عثمان کے قتل کے بعد بصرہ کو
چلے گئے حضرت عثمان کو دیکھا اور اون سے سنا بھی تھا اور کہا ہے کہ حضرت علی مرتضی سے بھی مدینہ مین ملے تھے لیکن بصرہ
مین حضرت علی سے ملنا انکا صحت کو نہین پہونچا اور کہتے ہین کہ حضرت عائشہ اور طلحہ کو بھی دیکھا تھا مگر اون سے حدیث کا

سُننا ثبوت کو نہین پہونچا ہان دوسرے صحابہ جیسے ابو بکر ثقفی و انس بن مالک و سمرۃ بن جندب و عمران بن حصین و ابو موسی و
ابن عباس سے روایت کرتے ہین اور اون جیسے تابعین مین سے بہت سے لوگون نے روایت کی ہے بعض نقادین کہتے ہین
کان الحسن یقول عن فلان ولم یکن یسمع منہ یعنی حسن بصری کہہ دیا کرتے تھے کہ یہ روایت فلان سے ہے
حالانکہ اوس شخص سے اونہون نے اوس حدیث کو نہین سُنا ہوتا تھا لیکن ابن المدینی کہتے ہین کہ مرسلات حسن بصری کے جو
ثقات سے روایت کئے ہین صحیح ہین۔ مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ جو ذکر کرتے ہین کہ حسن بصری نے خرقہ حضرت علی سے
پہنا ہے یہ قول ابن الصلاح اور ابن دحیہ کے نزدیک باطل ہے۔ قرۃ العینین مین شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ یہ جو
مشہور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرقہ طریقت حضرت علی کو پہنایا اور اونہون نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کو حسن
بصری نے علی رضی اللہ عنہ سے فیض صحبت حاصل کیا ہے یہ قول بالکل بے اصل ہے جناب امیر کے ساتھ حسن بصری کی صحبت نہین رہی
اگر صحبت رہی ہوتی اور ذکر و شغل حق جناب امیر سے سیکھا ہوتا تو ضرور حسن بصری اوسے بیان کرتے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شخص
مرشد کامل کی صحبت مین فیض پاتا ہے وہ لوگون کے سامنے بیان کرتا ہے اور حسن بصری کہ فقیہ و محدث و مذکر تھے اونہون نے
کبھی ذکر تک بھی نہ کیا حالانکہ معاملات قضا و فقہ کی روایات جناب امیر سے حاصل کر کے لوگون کے سامنے بیان کین مگر ان
روایات سے بھی ثابت نہین ہوتا کہ حسن بصری کو جناب امیر کی صحبت ملی ہے بلکہ محققین ائمہ حدیث تو اس کو تسلیم ہی نہین
کرتے اور ثابت کرتے ہین کہ حسن بصری کا جناب امیر کی صحبت مین رہنا صحیح نہین اس لئے کہ کوئی روایت حسن بصری کی جناب امیر سے
بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد وغیرہ کے نزدیک متصل نہین ہے بلکہ اکثر روایتین حسن بصری کی حضرت علی سے قیس بن
عباد کے ذریعہ سے ہین اور جو لوگ یہ کہتے ہین کہ جناب امیر اور حسن بصری مین معاصرت اس لئے صحبت اور بغیر واسطہ حدیث کی
روایت صحیح ہے اکثر محققین اہل حدیث کے نزدیک نامعتبر ہے اور تیسیر الوصول مین ہے کہ حسن بصری مدینہ مین پیدا ہوئے
تو حضرت عمر فاروق کی خلافت کے دو برس باقی رہتے تھے اور قتل ذو النورین کے بعد بصرہ مین آگئے اور بعضے کہتے ہین کہ اونہون
نے مدینہ مین جناب امیر سے ملاقات کی تھی اور بصرہ مین اون سے نہین ملے تھے اسلئے کہ جب امیر بصری مین آئے تو یہ اون دنون
وادی القری مین تھے جو مسجد حجاز کے متصل ہے اور قرآن مین مذکور ہے اور بصرہ کا قصد رکھتے تھے اور اگر یہ کہا جائے کہ علم سلوک
کے سیکھنے مین صحبت کی کیا ضرورت ہے مرشد کامل کی ایک نظر کافی ہے کہ ایک لحظہ مین دل اوس کا اثر قبول کر لیتا ہے پس حسن بصری
کے کسی قدر شیخ ہونا مگر شیخ حقیقی جناب امیر ہین کہ دل نے اون کے ہی فیض حاصل کی ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ حسن بصری سے یہ
تصریح کہین منقول نہین کہ سینہ فلان بات صحبت جناب امیر سے حاصل کی ہے اور اسمین کسی طرح شک نہین کہ تلمیذ کے دل کا
مرشد کے دل سے اثر حاصل کرنا بڑی صحبت کا محتاج ہے کوئی صوفی ایسا نظر نہین آتا جو مدتون شیخ کی خدمت مین نہ رہا
ہو اور علم سلوک اوس سے نہ سیکھا ہو اور اوسکی کرامات و اشارات روایت نہ کئے ہون گفتگو معاملات اور واقعات اوسکے
روایات مین و امکان عقلی کا کہ نادر الوقوع ہوتا ہے بیان ذکر کرنا نہ چاہئے البتہ انس بن مالک و معقل بن یسار و

وعبد اللہ بن معقل وجندب وغیرہ سے حسن بصری کی صحبت بہت رہی اور ان سے معاملات شریعت کی روایت کی ہو بلا شائبہ
اس شبہہ کا صوفیہ کے شجرے سے ہین کہ اون مین ذکر کرتے ہین کہ حسن بصری نے قواعد باطنی جناب امیر سے حاصل کئی ہین اور خرقہ
اون سے پہنا ہے حالانکہ خرقہ کا رواج اوسوقت مین نہ تہا اور تصوف اور صوفیہ کی رسمین صحابہ اور تابعین کے زمانہ مین بالکل
نہ تہین کسب اور نکاح اور لباس کو ترک کرنا اور خانقاہون مین بیٹہنا اوس زمانہ مین عادت نہ تہی وہ تو عبادت کو اپنے
وقت مین ادا کرتے رہتے تہے اور عقل و دل و نفس کو احکام شرعی کی پابندی کے ساتھہ مہذب و پاک و صاف بناے
ہوئے تہے نہ جناب امیر اور نہ جناب حسنین اور نہ امام زین العابدین علیہم السلام سے رسوم تصوف کی روایت سنی گئی اور
جسقدر یہہ بزرگوار بیان کرتے تہے وہ سب وعظ و نصیحت کے طور پر عموماً مسلمانون کے واسطے ہوتا تہا اور زہد و
فقر کی باتین کچہہ کچہہ بطور لطایف فرمایا کرتے تہے اور ظہور کرامات و خوارق عادات بہی اوس عہد مین قلیل الوقوع تہا - حافظ
ابن حجر نے کہا ہے لیس فی شئ من طرقہا ما ثبت ولم یرو فی خبر صحیح ولا حسن ولا ضعیف انہ صلی اللہ
علیہ وسلم البس الخرقۃ علی الصورۃ المعتادۃ بین الصوفیۃ لاحد من الصحابۃ ولا امر احدا
من الصحابۃ بفعلہا وکل ما یروی صریحا فی ذلک فہو باطل قال ثم ان من الکذب المفتری قول من
قال ان علیا البس الخرقۃ الحسن البصری فان ائمۃ الحدیث لم یثبتوا للحسن من علی سماعا فضلا عن
ان یلبسہ الخرقۃ وکذا قال الدمیاطی والذہبی والعلائی والمغلطائی والعراقی والحلبی وغیرہم
مع کون جماعۃ منہم لبسوہا والبسوہا تشبہا بالقوم نعم ورد لبسہم لہا مع الصحبۃ المتصلۃ
الی کمیل بن زیاد وہو صحب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ من غیر خلاف فی صحبتہ لہ بین ائمۃ
الجرح والتعدیل وفی بعض الطرق اتصالہا باویس القرنی وہو اجتمع بعمر وعلی وہذہ صحبۃ لا طعن
فیہا وکثیر من السادات تکتفی بمجرد الصحبۃ کالشاذلیۃ وابو اسحاق المتبوی وللشیخ یونس
العجمی مجمع بین تلقین الذکر واخذ العہد واللبس لہ فی ذلک رسالۃ انتہی - یعنی ثبوت خرقہ کا کسی
طریق اور کسی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف سے نہین پہونچا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح خرقہ کسی صحابی کو پہنایا ہو
جو صوفیہ کے یہان متعارف ہے اور نہ کسی صحابی کو آپ نے یہ حکم دیا کہ تم اس طرح خرقہ پہنایا کرنا اور جو کچہہ اس باب مین
روایت کرتے ہین وہ سب غلط ہے اور ابن حجر کہتے ہین بڑا دروغ اور بہتان اس باب مین یہ ہے کہ کہتے ہین حضرت علی نے
حسن بصری کو خرقہ پہنایا اس لئے کہ ائمہ حدیث نے تو یہی ثابت نہین کیا کہ حسن بصری نے حضرت علی سے احادیث سنی
ہین پہر اون کا خرقہ پہنانا کیسے ثابت ہو سکتا ہے یہی قول دمیاطی و ذہبی و علائی و مغلطائی و عراقی و حلبی وغیرہ کا
ہے باوجودیکہ ان مین سے ایک جماعت نے مثابہت صوفیہ کے خیال سے خرقہ پہنا بہی ہے اور پہنایا بہی ہے ہان
صوفیہ کے خرقہ کو صحبت متصل کے ساتہہ پہننا کمیل بن زیاد تک ثابت ہوا ہے کہ ہر ایک مرید و خلیفے اپنے پیر سے پہنا

اور سلسلہ بسلسلہ کمیل تک یہ رسم پہونچ جاتا ہے اور کمیل نے حضرت علی کی صحبت اوٹھائی ہے اسمین کسی محدث محقق کو کلام
نہین اور بعض طریقون مین خرقہ کا سلسلہ اویس قرنی سے ملتا ہے جو حضرت علی و عمر سے ملے تھے اویس کی دونون صحابے
ملاقات ہونے مین کسیکو کلام نہین اور بعض پیشوایان صوفیہ جیسے مشایخ شاذلیہ اور ابو اسحاق معتوبی صرف صحبت کو
کافی سمجھتے ہین اور شیخ یونس عجمی نے تلقین ذکر اور بیعت اور خرقہ تینون کو جمع کیا ہے اور اس باب مین اونکا ایک رسالہ
بھی ہے اور شیخ عبداللہ عیدروس باعلوی نے کتاب الخرقہ مین امام غزالی کی احیاء العلوم سے نقل کیا ہے کہ جناب علی مرتضی نے
جو قصاص کو مسجد سے نکلوا دیا اور حسن بصری کو نہ نکلوایا تو اس سے معلوم ہوا کہ حسن نے حضرت علی کو دیکھا ہے اور سیوطی نے
سماع اوس کا حضرت علی سے ثابت کیا ہے سیوطی کا یہ قول ہے اثبتہ جماعۃ وھو الراجح عندی بوجوہ انتھی
یعنی سیوطی کہتے ہین کہ میرے نزدیک کئی وجہ کے ساتھ حضرت علی سے حسن بصری کا سننا ثابت ہے اور اون وجوہ کو شیخ محمد یحیی
الہ آبادی معروف بہ شاہ خوب اللہ نے ایک رسالہ عربی مین جو اپنے خلیفہ شیخ عبدالکریم بصری کے لئے لکھا تھا سیوطی سے
نقل کیا ہے مگر ان مین سے بعض وجہین استدلال کی قابل نہین مخدوش ہین پھر بھی اون سب وجوہ کا حاصل یہ ہے کہ حسن
بصری نے حضرت علی کو دیکھا اور اون سے روایتین سنین خرقہ کا ثبوت اس سے نہین ہوتا ہے اگرچہ صوفیہ کی جماعت کثیر اسکو
ثابت کرتی ہے مگر جب تک نقادان علم حدیث کے طور پر ثبوت کو نہ پہونچے قابل التفات نہین آجتک یہ معلوم نہ ہوا کہ اس
قول کا ماخذ کیا ہے باوجودیکہ اوس وقت تصوف کا نام و نشان بھی نہ تھا اور اشارات باریک جیسے توحید اور وجود اور فنا
و بقا کی قسم کے منتشر اور ہمنے مانا کہ یہ بات ثابت بھی ہے کہ حضرت علی نے حسن بصری کو خرقہ پہنایا مگر غایت اسکی یہ ہے
کہ فعل صحابی کا ہے جو محققین اہل اصول کے نزدیک حجت نہین ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ
مین اور ملا علی قاری نے موضوعات کبیر مین رواج خرقہ کو خیر القرون سے ثابت کیا ہے اور خیر القرون تبع تابعین تک کا
وہ زمانہ ہے جسکے عمدہ ہونے کی آنحضرت مخبر صادق نے خبر دی ہے - اور تحقیق یہی ہے کہ سید الطائفہ جنید بغدادی جنکا انتقال
سنہ ۲۹۷ یا سنہ ۲۹۹ مین ہوا ہے خرقہ کی رسم جاری کی پھر بیعت کی رسم پہیلی اور ان تمام باتونکے ساتھ سلسلہ کا ارتباط ثابت
ہے صورتون مین اگر کچھہ اختلاف پیدا ہو گیا ہے تو اس سے مقصود اصلی مین نقصان لازم نہین آتا اور خرقہ اور بیعت کی
کچھہ اصلیت سنت سے ثابت کی ہے گو اس موجودہ طریق مین اور اوسمین تطبیق نہین مثلاً خرقہ کی اصل یہ ہے کہ جبکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف ایک لشکر پر سردار کرکے بھیجا تو اون کے سر پر عمامہ باندھا تھا
اور بیعت تو آنحضرت سے بخوبی ثابت ہے اگرچہ اصطلاح کا اختلاف ہو گیا ہے سو اسمین کچھہ مضائقہ نہین اور اگلے
وقتون مین علما مین استماع احادیث اور حفظ قرآن کا ارتباط سینہ بسینہ جاری تھا کہ ایک دوسرے کو زبانی سکھاتا
تھا پھر تصنیف کتب اور قرات اور اجازت کا رواج ہوا اور یہ ساری باتین فی الحقیقت صحیح ثابت ہین صورتون مین
جو کچھہ اختلاف ہے تو وہ قابل اعتراض نہین سنت مطہرہ سے ہر ایک کے لئے کچھہ نہ کچھہ اصل ثابت ہے قدماے صوفیہ مین

یہ رسم جاری ہی کہ اپنے خاص خاص مریدون کو خرقہ پہناتے ہین جسمین ٹوپی عمامہ کرتا قبا چادر تہ بند مین سے جو کچھہ میسر ہوتا ہی اور خرقہ کی تین قسمین ہین (۱) خرقہ ارادت اوسے کہتے ہین کہ جب شیخ نور بصیرت اور حسن فراست سے مرید مین یہ بات معلوم کرے کہ اوسکو طلب حق مین سچا ارادہ ہی تو اوسکو خرقہ پہنا دے تاکہ دل اوسکا نسیم ہدایت ربانی کی خوشبو پائی سے کہ خرقہ اوسکا متحمل ہوتا ہی روشن ہو جائے جسطرح دیدۂ حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتی سے بینا ہو گیا تہا (۲) خرقۂ تبرک اسے کہتے ہین کہ کسی شخص کو خرقۂ مشایخ سے عقیدت ہو اور تبرکاً وہ خرقہ طلب کرے تو اوسکو دی۔ ایسے شخص کو اپنے ارادے کے چہوڑنے اور شیخ کے ارادہ کے قبول کرنے سے کوئی غرض نہین ہوتی اسکو دو باتون کی ہدایت کرتے ہین ایک تو یہ کہ ہمیشہ احکام شرع کی پابندی رکھے دوسرے اہل طریقت سے صحبت رکھو کیونکہ ممکن ہے کہ اونکی صحبت سے کوئی اثر قبول کرلے اور خرقۂ ارادت کے قابل ہو جائے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کو خرقۂ ارادت نہ دینا چاہیئے جو ارادت نہ رکہتا ہو اور صدق عزیمت اوس سے ظاہر نہو اور خرقۂ تبرک اس شخص کو دینا چاہیئے جو مشایخ سے حسن ظن رکہتا ہو (۳) خرقۂ ولایت اوسے کہتے ہین کہ جب پیر مرید مین آثار ولایت کے پائے اور تکمیل و تربیت مین پہونچ جانے کی اوسمین علامات نمایان ہون اور یہ چاہے کہ اوسے اپنا نائب و خلیفہ مقرر کرے اور کسی ملک کو بہیجے اور اوس کو خلق مین تصرف و تربیت کی اجازت دے تو اوسے اپنی ولایت کا خلعت پہنائے تاکہ خلق مین اوسکا کام جلد جاری ہو۔

فائدہ سلسلۃ الذہب مین لکہا ہی کہ ابو سعید ابو الخیر کے پاس ایک خرقہ تہا جس مین عبادت کیا کرتے تہی کہتے ہین کہ یہ خرقہ حضرت ابوبکر سے اِن تک پہونچا تہا اور ۲۲ مشایخ نے اسکو پہنا تہا شیخ الاسلام احمد نامقی جامی تک مشایخ ہوئی پہر اسکا پتہ نہ چلا۔ بایزید بسطامیؒ ایک دن سر راہ چلے جا رہے تہے ایک آدمی اون کے قدم بر قدم رکہتا تہا اور کہتا تہا کہ مردون کے قدم پر قدم اسطرح رکہنا چاہیے اور کہا اے شیخ اپنی پوستین مین سے تہوڑا سا ٹکڑا مجہے عطا کر دو کہ اوس کی برکت سے دین کے کام کے لائق ہو جاؤن بایزید نے جواب دیا پوستین کی کیا حقیقت ہی اگر بایزید کا پوست بہی تجہکو پہنا دیجئے تو فائدہ نہ دیگا جب تک بایزید کے سے عمل نہ کرے گا۔ جنیدؒ کے سر پر صوف پہنا کرتے تہی مریدون نے کہا آپکا کیا حرج ہی اگر ہمارے لحاظ سے مرقع پہنا کرو جواب دیا کہ اگر مجہکو معلوم ہو جائے کہ خرقہ اور مرقع سے دین کا مطلب ہے تو مین لوہے اور آگ کا پہننے مین دریغ نہ کرون لیکن مجہکو ہر وقت یہ آواز آتی رہتی ہی لیس الاعتبار بالخرقۃ انما الاعتبار بالحرقۃ یعنی سوز دلی چاہیئے نہ لباس ظاہری ؎ دلق بچہ کار آید و تسبیح و مرقع ٭ خود را ز عملہائے نکوہیدہ بری دار ٭ حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست ٭ درویش صفت باش کلاہ تتری دار

بیعت کا بیان

بیعت لغت مین معاہدہ کرنے کو کہتے ہین اور متکلمین کی اصطلاح مین ہاتہ عہد و پیمان کے ساتہہ دینا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح مین عقیدت کا ہاتہ مرشد دین کے دست ارشاد مین دینا ہے اور جسطرح خرقہ کی قسمین ہین اسی طرح بیعت کے

کسی طریق مین ایک گناہون سی توبہ کے لئی بیعت یہہ ہر مسلمان کے لئے عام ہے دوسری بیعت سلسلہ صالحین مین داخل ہونے کے لئے برکت کے قصد سے اور یہہ بھی عام ہے۔ تیسری بیعت تحکیم کہ شیخ کو مجاہدہ کرنے کے طریق مین اپنی لئے حکم مقرر کرے اور بڑی کوشش کے ساتھہ اس راستہ کو اختیار کرلے اور یہہ بیعت اس بات کا عزم مصمم کرنے کی ہوتی ہے کہ احکام الہی کی بجاآوری اور ترک مناہی پر ظاہر و باطن کو مستعد رکھونگا اور اللہ تعالی سے نہایت خلوص کے ساتھہ دل کو لگاؤن گا۔ اور یہ طریقہ اہل ارادت کا ہے۔ اور بیعت کی ہیأت مین بڑا اختلاف ہے ملک عرب کے صوفیون کی بیعت اس طرح ہے کہ پیر اپنے سیدہے ہاتہہ کی ہتیلی مرید کے سیدہے ہاتہہ کی ہتیلی پر رکہتا ہے اور ہر ایک اپنی انگلیون کو دوسرے کی انگلیون سے ملا لیتا ہے اور پہر سورۂ الحمد اور قرآن کی کچہہ آیتین پڑہتا ہے طالب کہتا ہے اللهم انی اشهد لک الخ پہر پیر دعا کرتا ہے اور ضروری ضروری باتون کی وصیت کرتا ہے اور یہ قرآن کی اوس آیت سے ہی ثابت ہے یعنی یدالله فوق ایدیهم یعنی اللہ کا ہاتہہ اون کے ہاتہون پر ہے پہلے زمانہ مین بیعت کئی باتون کے لئے تہی اور اب صرف ایک مقصود کے لئے رائج ہے کہ وہ جنت کی طلب ہے اور یہ بات اصل مقصود کو مضر نہین قال الله تعالی ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم فمن نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیوتیه اجرا عظیما یعنی مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہین تجہسے ای محمد وہ اللہ سی بیعت کرتے ہین اللہ کا ہاتہہ اون کے ہاتہون پر ہے جو عہد شکنی کرتا ہے تو اپنی ذات کی مضرت پر عہد توڑتا ہے اور جسنے اوس کام کو پورا کیا جسپر اللہ سے عہد کیا تہا اوسکو اللہ عنقریب اجر عظیم عنایت کرے گا۔ یہ آیت بیعت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دراصل بیعت یہ ہے کہ آدمی تعہد کرے کہ اپنی جان کو امام سے دریغ نرکہیگا اور عہد کو ہمیشہ پورا کرنے پر مستعد رہیگا اور آخر مین عہد توڑنے والونکے وبال کو ذکر کیا اور جو وفاے عہد کرتے ہین اون کے لئے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا بعد اسکے اللہ تعالی نے ان بیعت کرنے والون کے حق مین ارشاد کیا لقد رضی الله عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبهم فانزل الله السکینة علیهم واثابهم فتحا قریبا ومغانم کثیرة یاخذونها یعنی خدا راضی ہوا اون ایمان والون سے جنہون نے درخت کے نیچے تجہسے بیعت کی اور اون کے دلونکا اخلاص اوسکو ظاہر ہوگیا اور اون کے دلون کو طمانیت اور تسکین دیدی اور اون کی شکستگی دور کرنے کے لئے اون کو بہت ہی جلد بہت سی غنیمتین دین اور آیندہ بڑی بڑی فتوحات اور غنائم کا وعدہ کیا سکینہ سے مراد دل کی طمانیت اور نفس کی تسکین اور امن ہے اور بعض کہتے ہین کہ مراد اس سے صبر ہے پہلی بات ظاہر مین مناسب معلوم ہوتی ہے اور صوفیہ کی سلاسل ہے کہ سکینہ سی نسبت اور قربت اور جمعیت خاطر مراد ہے اور یہہ بات بیعت کا مقصود اصلی اور غرض اصلی ٹہری تو بیعت صوفیہ کی بہی اس بات کے لئی قرآن سے اور حضرت کے فعل سے ثابت ہوگئی اور سورہ ممتحنہ مین اللہ تعالی فرماتا ہے یا ایها النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن بالله شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن

اولادهن ولا یاتین ببهتان یفترینه بین ایدیهن وارجلهن ولا یعصینك فی معروف فبایعهن
واستغفر لهن الله ای نبی جب آوین تیرے پاس مسلمان عورتین عهد کرنے کو اس بات پر کہ الله کا کسیکو شریک نہ ٹھہراوین
اور چوری نکرین اور اپنی اولاد کو نمار ڈالین اور جہوٹی نکرین تہمت اور بہتان نہ لگائین اور کسی حکم شرعی مین تیری نافرمانی نہ کرین تو انسے
بیعت قبول کر اور اون کے لئے معافی چاہ الله سے ۔ یہ بیعت فتح مکہ کے دن وقوع مین آئی تھی چار سو ۵ عورتین تہین
مگر آنحضرت نے بیعت کے وقت کسی سے مصافحہ نہین کیا بلکہ بیعت کلام کے ساتھہ کی تھی چنانچہ بخاری نے ایک حدیث
عائشہ کی روایت کی ہے اوسکا لفظ ہے کان النبی صلی الله علیه وسلم یبایع النساء بالکلام بهذه الآیة لا
یشرکن بالله شیئا قالت وما مست ید رسول الله صلی الله علیه وسلم ید امرأة الا امرأة یملکها
مراد ملک سے عقد نکاح ہے یا ملک یمین ۔ مرد چونکہ ہوتے مین عقل اون کا کامل ہوتی ہے اور دین کامل ہوتا ہے اسلئے اون سے
سکینہ اور عہد کے مستحکم رکہنے کی بیعت لی اور عورتین کم عقل اور ناقص الدین ہوتی ہین اسلئے اون سے ترک معاصی اور نبی
کی نافرمانی نکرنے اور نیک کام کرنے پر بیعت لی اور مردون کی بیعت مصافحہ کے ساتھہ واقع ہوئی اور عورتون سے صرف
کلام کے ساتھہ اور احادیث سے اس بیعت کا ثبوت بخوبی پہونچتا ہے چنانچہ ابن ماجہ نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت
کی ہے کہ آنحضرت نے چند فقرائے مہاجرین سے بیعت لی کہ لا تسئلوا الناس شیئا قال فلقد رأیت بعض اولئك
النفر یسقط سوطه فلا یسئل احدا یناوله ایاه یعنی لوگون سے کسی چیز کا سوال نہ کرین اون مین سے بعض کا یہ حال تہا
کہ کوڑا گرجاتا تو اپنی سواری سے اوتر کر اوٹہا لیتا اور کسی سے اوسکے اوٹہا دینے کا سوال نہ کرتا تہا اور احمد اور
ابن مردویہ نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے بایعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة فی
النشاط والکسل وعلی النفقة فی العسر والیسر وعلی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر وعلی ان نقول فی الله
بالحق لا تاخذنا فیه لومة لائم وعلی ان ننصره اذا قدم علینا یثرب فنمنعه مما نمنع منه انفسنا وازواجنا
وابناءنا ولنا الجنة فمن وفی وفی الله ومن نکث فانما ینکث علی نفسه یعنی رسول الله صلی الله علیه وسلم نے ہم سے
اس بات پر بیعت لی کہ دکہ سکہ مین فرمانبردار رہین اور تنگی وفراخی مین خرچ کرتے رہین اور لوگون کو نیک کام
بتاتے رہین اور برے کام سے منع کرتے رہین اور الله کے معاملے مین سچ بات کہنے سے نہ چوکین اور اس بات مین
کسی کے برا کہنے اور ملامت کرنے سے نہ ڈرین اور جب آنحضرت مدینہ مین تشریف لاوین تو اون کی مدد کرین اور اونہین
اون چیزون سے بچاوین جن سے اپنی جانون اپنی عورتون اور بال بچون کو بچاتے ہین اور ہمارے لئے جنت ہے اور جو
شخص عہد کو پورا کرتا ہے تو الله اوسکو بڑا اجر عطا کرتا ہے اور جو شخص عہد شکنی کرتا ہے تو اوسکا وبال اوسکی
جان پر ہے ۔ اور بخاری ومسلم نے عبادہ بن صامت سے ان الفاظ کے ساتھہ روایت کی ہے بایعنا رسول الله صلی
الله علیه وسلم علی السمع والطاعة فی العسر والیسر والمنشط والمکره وعلی اثرة علینا وعلی ان لا ننازع الامر اهله

وعلی ان نقول بالحق اینما کنا فی الله لا نخاف فیہ لومۃ لائم یعنی ہمنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر
بیعت کی کہ ہم سختی اور آسانی اور خوشی و ناخوشی کے وقت فرمانبرداری کرتے رہین اور اونکو اپنی جانون پر ترجیح دیوین
اور اہل حکومت سے حکومت نکالین اور جہان ہون حق بات کہین اوسکے کہنے مین کسیکی ملامت سے نڈرین اور ابن عمر کو
بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کنا اذا بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ یقول لنا
فیما استطعتم یعنی جسوقت ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم کی بجا آوری اور فرمانبرداری پر بیعت کرتے تو آپ
ہمسے فرماتے کہ جو کچھہ تمہاری قدرت مین ہے یعنی تم سے اطاعت و فرمانبرداری اوس چیز مین مطلوب ہے جو تمہاری استطاعت
مین ہو اور ایک روایت عبادہ بن صامت سے بخاری و مسلم کی یہ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحولہ
عصابۃ من اصحابہ بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا الی اخرہ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
صحابہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی آپ اون سے فرمانے لگے کہ تم مجھسے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھہ شریک
نہ کرو اور نہ چوری کرو نہ زنا کرو نہ اپنی اولاد کو ہلاک کرو نہ کسی پر تہمت لگاؤ اور نہ کار نیک مین نافرمانی کرو۔ عمرو بن عاص
سے صحیح مسلم مین مروی ہے اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ابسط یمینک فلابایعک الی اخر الحدیث
یعنی مین حضرت رسول مقبول کے پاس حاضر ہوا اور اون سے عرض کی کہ حضور اپنا داہنا ہاتہہ کہولدین تاکہ مین بیعت کرون
حضرت نے اپنا ہاتہہ کہولدیا پہر مینے اپنا ہاتہہ کہینچ لیا حضرت فرمانے لگے اے عمرو تمکو کیا ہوگیا جو اپنا ہاتہہ کہینچ لیا عمرو نے
عرض کی کہ مین حضور سے ایک شرط چاہتا ہون حضرت نے وہ شرط دریافت کی عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ مجھسے جسقدر
گناہ اسلام لانے سے پیشتر سرزد ہوچکے ہین وہ معاف ہوجائین حضرت نے فرمایا کیا تمکو اس بات کی خبر نہین کہ اسلام
لانے سے وہ تمام گناہ زائل ہوجاتے ہین جو اوس سے پیشتر واقع ہوئے ہون اور فتح مکہ کے دن کوہ صفا پر آنحضرت
بیعت لیتے تہے اور حضرت عمر فاروق پہاڑ کے نیچے عورتون سے بیعت لیتے تہے کما اخرجہ ابن ابی حاتم عن مقاتل قال
انزلت ہذہ الآیۃ یوم الفتح فبایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجال علی الصفا وعمر یبایع النساء
تحتہا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرج نحوہ ابن جریر وابن مردویۃ عن ابن عباس اور ابو داؤد
اور بیہقی اور طبرانی اور ابو یعلی وغیرہ نے ام عطیہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ مدینہ مین تشریف فرما ہوئے
تو انصار کی عورتون کو ایک مکان مین جمع ہونے کا حکم دیا اور حضرت عمر کو بیعت لینے کیواسطے بہیجا چنانچہ در منثور
مین جلال الدین سیوطی لکہتے ہین کہ ابن سعد اور عبد الرحمن ابن حمید اور ابو داؤد اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن مردویہ اور
بیہقی نے ام عطیہ سے روایت کی ہے کہ اونہون نے کہا ہے جسوقت آنحضرت مدینہ مین تشریف لیگئے آپنے انصار کی عورتون کو
حکم دیا کہ ایک جگہہ جمع ہوجاوین اور عمر فاروق کو عورتون کی طرف بہیجا۔ حضرت عمرؓ دروازے مین کہڑے ہوئے اور سلام کیا
اور کہا کہ مین حسب الحکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہارے پاس آیا ہون کیا تم بیعت کرتی ہو اس بات پر کہ کبھی شرک نہ

چوری اور زنا نہ کروگی ہمنے کہا ہان پہر عمر فاروق نے باہرسے دروازے کے اندر ہاتہہ بڑہایا اور ہمنے بہی دروازے کے اندر سے
اونکے طرف ہاتہہ پہیلائے۔ ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے قال بینا
نحن قائلون اذ نادی منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا الناس البیعۃ البیعۃ نزل روح
القدس فسرنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو تحت شجرۃ سمرۃ فبایعناہ فذلک قولہ تعالی
لقد رضی اللہ عن المؤمنین الآیہ فبایع لعثمان باحدی یدیہ علی الاخری فقال الناس ہنیأ
لابن عفان یطوف بالبیت ونحن ہاہنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو مکث کذا وکذا
سنۃ ما طاف حتی اطوف یعنی ہم ایک دن دوپہر کے وقت سو رہے تہے ایک شخص نے حضرت کے حکم سے پکارا کہ
بیعت کے لیے چلو وحی آئی ہے ہم اون کے پاس گئے اور وہ اوسوقت ایک ببول کے درخت کے تلے تشریف رکہتے تہے
ہمنے اون سے بیعت کی یہ آیت اوسی بیعت کے باب مین اتری ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ حضرت عثمان اہل مکہ
کے پاس گئے ہوئے تہے وہان موجود نہ تہے تو آنحضرت نے اونکی طرف سے عقد بیعت کو اس طرح پورا کیا کہ اپنے ہی ایک
ہاتہہ سے دوسرے ہاتہہ پر بیعت لی اور صحابہ آپس مین کہنے لگے کہ عثمان بڑے خوش نصیب ہین کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف
کرتے ہونگے اور ہم یہان پڑے ہوئے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ اگر حضرت عثمان برسون وہان رہینگے تب بہی بغیر
ہمارے طواف نہ کرینگے اور بخاری نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ ہمنے اس بات پر حضرت سے بیعت کی تہی
کہ غنیم سے کبہی منہہ نہ موڑینگے اور احمد اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے
فرمایا لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ یعنی کوئی آدمی اون لوگون مین سے جنہون نے درخت کے تلے بیعت
کی دوزخ مین نجائیگا۔ ان تمام احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی اور احادیث ثبوت بیعت کے
باب مین قرآن شریف کے موافق ہین اور یہ دلیل ہین بیعت کے جاہنے پر اور ان سے ثابت یہ بہی ہوتا ہے کہ غائب کی
بیعت حاضر کی نیابت کے ساتہہ صحیح ہے اور یہ بہی ان سے ظاہر ہے کہ بیعت کا وفا کرنا مغفرت کا سبب ہے اور توڑنا
بیعت کا موجب عذاب کا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی فعل ثبوت کو پہونچے اور
یہ بہی ثابت ہو جائے کہ آپکو اوسکا بڑا اہتمام تہا اور اس بات کی تصریح نہو کہ یہ فعل دین مین سنت ہے بلکہ لفظ امر کا استعمال
اوس باب مین جناب الٰہی کی طرف سے آپ کو ہوا ہو تو اوسکے وجوب مین شک نہین جیسا کہ فبایعہن (یعنی بیعت
قبول کر اون سے) سے ظاہر ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ بیعت سنت ہے واجب نہین اس لیے کہ اصحاب نے رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے بیعت کی اور اوسکے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گناہگار ہونے پر
دلالت نکی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نکیا گویا اجماع اسپر ہوگیا کہ وہ واجب نہین اور اگر بیعت تقوی کی واجب
ہوتی تو ضرور اسکے تارک پر انکار روا رکہا جاتا تو معلوم ہوگیا کہ بیعت سنت ہے اسلئے کہ سنت کی حقیقت یہی ہے کہ فعل مستمر

بلا دلیل وجوب تقرب الی اللہ کا موجب ہو اور احادیث مشہورہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوا ہے کہ لوگ بیعت کرتے
تھے آنحضرت سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور کبھی اس بات پر کہ ارکان اسلام یعنی صوم وصلوٰۃ وحج وزکوٰۃ پر قایم رہینگے اور کبھی اس
بات پر کہ کفار کے مقابلہ مین سے فرار نکرینگے چنانچہ بیعت الرضوان اسی لئی تھی اور کبھی سنت نبوی پر جمے رہنے پر اور بدعت سے
بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شایق ہونے پر اور جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت واہتمام کے
نہ بر سبیل عادت کے ثابت ہو تو وہ فعل سنت دینی سے کم نہین اور چونکہ بیعت لینا امر مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا
تو بیعت کے مسنون ہونے مین اب کچھ شک وشبہ نہیں ۔ اور اس آیت مین ان الذین یبایعونک الخ بیعت کرنیوالوں
کے حالات کو بیان کیا ہے اور اس آیت مین لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ بیعت کرنے سے اللہ کے خوش ہونے
اور مبایعین کو طمانیت عطا کرنے کا اظہار ہو اور اس آیت مین اذا جاءک المؤمنات الخ عورتین جب بیعت کرنیکے
قصد سے آوین تو اون سے بیعت لینے کا حکم ہے اور احادیث سے یہ ثبوت کو پہونچتا ہے کہ عام طور پر عورتین ہون یا مرد سب سے
بیعت لینا چاہیئے اس صورت مین قرآن وحدیث سے بیعت ثابت ہے اور اسکی قسمین اور غرضین بھی ثبوت کو پہونچتی ہین
پھر اسکا بالکل انکار کرنا نہ چاہیئے جب تک کوئی دلیل اسکے عدم ثبوت بلکہ ممنوع ہونے پر قایم نہو حالانکہ کوئی بھی دلیل
اس بات پر نہین ۔ باقی رہا یہ بیان کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خلیفہ تھے اوسکی زمین مین اور اللہ تعالی نے
جسقدر حکمت اور قرآن اونپر اوتارا تھا اوسکے عالم تھے اور قرآن اور حدیث کے معلم تھے اور امت کے پاک کرنے والے
تھے پس جو فعل حضرت نے خلافت کے لئے کیا وہ خلفاء کے واسطے سنت ہو گیا اور جو تعلیم قرآن وحکمت اور تزکیہ امت
کے لئے کیا وہ علماے راسخین کے واسطے سنت ہوا تو ہمکو چاہیئے کہ بیعت مین کلام کرین کہ وہ کونسی قسم مین سے ہے بعضی
لوگون نے یہ گمان کیا ہے کہ بیعت منحصر ہے قبول خلافت اور سلطنت پر اور رہ جو صوفیون کی عادت ہے کہ باہم اہل
تصوف سے بیعت لیتے ہین اسکا ثبوت شرع سے نہین مگر ان لوگون کی یہ راے فاسد ہے اسلئے کہ نبی علیہ السلام کبھی ارکان
اسلام کے قایم رکھنے پر اور کبھی سنت کے اختیار کرنے پر بیعت لیتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث سے ثابت ہے
کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ عنہ کو اون سے بیعت لیتے وقت یہ شرط کیا کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی
لازم ہو والنصح لکل مسلم اوسی مقام کا فقرہ ہے اور حضرت نے قوم انصار سے بیعت لیتے وقت یہ شرط کر لی کہ خدا کے
کام مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرین اور جہان رہین حق بات کے کہنے سے نہ چوکین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے انصار کی عورتون سے بیعت لی اور شرط کر لی کہ نوحہ کرنے سے پرہیز کرین ان کے سوا اور بہت سے امور
مین بیعت ثابت ہے اور وہ سب امور تزکیہ نفس اور امر معروف ونہی عن المنکر کی قسم سے ہین تو صاف ثابت ہو گیا کہ
بیعت قبول خلافت مین منحصر نہین بعضے یہ شبہہ کرتے ہین کہ اگرچہ کئی طرح کی بیعتین حضرت سے ثابت ہین لیکن صحابہ کرام
کے وقت سواے بیعت اتباع اور غزا کے اجرا نپائی تو معلوم ہوا کہ بیعت توبہ کی کچھ اصل نہ تھی ورنہ خلفا کے زمانہ مین

بہی جاری رہتی۔ یہ شبہ بہی فاسد ہی اس لئے کہ جب حضرت سے ایک فعل ثابت ہے تو اور کے فعل کی کیا حاجت رہی حضرت
متبوع ہین اور صحابہ تابع نہ بالعکس دوسرا جواب یہ ہی کہ بیعت چند قسم پر ہے بعض بیعت خلافت کی اور بعضی بیعت
اسلام لانے کی اور بعضی بیعت تقویٰ اختیار کرنیکی اور بعضی بیعت ہجرت اور جہاد کی اور بعضی بیعت جہاد مین ثابت قدم
رہنے کی مسلمان ہونے کی بیعت خلفاے راشدین کے زمانہ مین اس لئے متروک تہی کہ داخل ہونا لوگون کا اسلام مین اونکے
زمانہ مین اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تہا نہ بسبب تالیف قلوب اور اظہار دین اسلام کے اور نہ وہ لوگ اسلام مین
اپنی خوشی اور رغبت سے داخل ہوتے تہے اور دوسرے سلاطین اسلامیہ کے وقت مین اسلئے متروک ہوئی کہ ان مین
اکثر ظالم و فاسق ہوئے سنن دین کے پہیلانے مین کوشش اچہی طرح نہین کرتے تہے اور بیعت تقویٰ اسوجہ سے
متروک ہوگئی تہی کہ خلفاے راشدین کے زمانہ مین تو بسبب کثرت اصحاب کے اسکی ضرورت نہ تہی کیونکہ نبی کریم کی صحبت
کی برکت سے وہ لوگ نورانی ہو چکے تہے پس اونکو تصفیہ باطن کے لئے بیعت خلفا کی ضرورت نہ تہی اور عہد خلفا کے بعد
اسوجہ سے بیعت تقویٰ متروک ہوگئی کہ اس بات کا خیال پیدا ہوگیا تہا کہ مبادا لوگ یہ گمان کرین کہ بیعت لینے والے
اپنے کو خلیفہ سمجہتے ہین اور اپنی خلافت پر بیعت لیتے ہین اور اس گمان سے فساد کہڑا ہو اور اسوقت مین اہل تصوف نے
بیعت کی جگہہ خرقہ دینا تجویز کر لیا تہا رفتہ رفتہ جب بیعت رسم ملوک و سلاطین سے معدوم ہوگئی تو حضرات صوفیہ نے
فرصت کو غنیمت جانکر شروع کر دی پس حضرات صوفیہ اس رسم بیعت کے مٹ جانے کے بعد اسکے جاری کرنے کی وجہ سے
اس حدیث مرفوع کے مصداق ہوگئے جو ترمذی نے بلال بن حارث مزنی سے اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو سے
روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احیے سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من
الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شیئا یعنی جس نے میری ایسی سنت کو رواج دیا کہ
جو میرے بعد چہوڑ دی گئی تہی تو اوسکے لئے ثواب اون لوگون کی مثل ہی جنہون نے اوسپر عمل کیا بغیر اسکے کہ اون کے ثواب
مین سے کچہہ کم ہو جاے۔ تیسرا جواب یہ ہی کہ خلفاء کے وقت مین بیعت توبہ رائج تہی چنانچہ صحیح بخاری مین روایت ہے
کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے وقت خلافت خلیفہ سوم کے بمشورہ صحابہ رضوان اللہ علیہم حضرت عثمان کو خلیفہ مقرر
کر دیا اور بیعت کے وقت یہ کہا ابایعک علی سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ والخلیفتین من بعدہ یعنی مین تمہاری
بیعت کرتا ہون کتاب خدا و سنت رسول اللہ و طریقہ شیخین پر اور بروایت امام احمد یہ مروی ہی ابایعک علی کتاب اللہ
وسنۃ رسولہ وسیرۃ ابی بکر و عمر یعنی مین تمہاری بیعت کرتا ہون کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طریقہ
ابوبکر و عمر پر انتہی پس جس بیعت کا اون روایتون مین ذکر ہے ظاہر ہے کہ وہ بیعت تقویٰ ہی خلافت وغیرہ امور شرعیہ
سب اسمین داخل ہین اگر کوئی یہ کہے کہ جو بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ تک کرتے رہے وہ اسلام اور جہاد کی
بیعت تہی اور جو بیعت توبہ تہی وہ بعد ہجرت کے ترک ہوگئی پس یہ بیعت جو مشایخ صوفیہ مین مروج ہے سنت مستفیضہ ہے

تو یہ کہنا اوسکا جہل و نادانی پر محمول ہوگا اس لئے کہ اگر مطلق بیعت ہی لیجاوے تو وہ بیعت تو بہ سے خارج نہو گی بیعت تو بہ مین تو کل اقسام بیعت کے داخل ہین بیعت توبہ کیا ہے گناہون سے توبہ کرنا اور امور شرعیہ کی تعمیل کا وعدہ کرنا ہے اور یہی بیعت اسلام بھی ہے کہ اوسمین شرک و کفر اور دوسرے گناہون سے تائب ہونا اور بجا آوری احکام شرعیہ کا عہد کرنا ہوتا ہے اسی طرح بیعت جہاد بھی ہے کہ اوسمین ثبات و صبر و استقلال کا اقرار کرنا اور نافرمانی رسول اللہ و نزاع باہمی اور میدان جنگ مین بہاگ جانے سے بیزار ہوتا ہے پس جب بیعت توبہ کا ترک ثابت ہو جاے گا تو بیعت مطلقہ کا بہی ترک لازم آئے گا حالانکہ یہ مطلق بیعت نص قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پس تفرقہ کرنا بیعتون مین باطل ہے بیعت توبہ بیعت اسلام بیعت تقویٰ سب ایک چیز ہین اور بیعت جہاد انکی ایک فرد ہے اور سواے اسکے اور اقسام کی بیعتین بھی مسنون ہین اور ہر زمانہ مین جاری ہین چنانچہ صحیح بخاری مین ہے صفحہ ۵۷ باب البیعة علی اقامة الصلوٰة اور صفحہ ۱۸۸ باب البیعة علی ایتاء الزکوٰة اور صفحہ ۱۰۶۹ باب کیف یبایع الامام الناس اوس باب مین بہت سی حدیثین ہین اور قسم قسم کی بیعت کا اسمین ذکر ہے مثلاً سچ بولنا اور دینی معاملات مین کسیکی ملامت سے نہ ڈرنا اور مسلمان بہائیون کا خیر خواہ رہنا اور مطابق کلام اللہ و سنت رسول اللہ و سیر خلفای راشدین کے عمل کرنا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک ایسے امور مین امام کے ساتھ بیعت کرنی سنت ہے اور صفحہ ۸ جلد ثانی مصفے شرح موطا مین ہے باب البیعة علی ارکان الاسلام و ترک الکبائر و غیر ذلک من احکام الشرع اور اس باب مین عورتون کی بیعت کا بہی ذکر ہے پس بیعت صرف خلافت کے واسطے خاص نہین ہے بلکہ عام ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا اور بیعت توبہ اور استغفار کی جو حضرات صوفیہ مین معمول ہے اصل اسکی اوسی سنت نبوی سے ثابت ہوتی ہے اسی واسطے مسوی شرح موطا کے باب مذکور مین مسطور ہے وفیه دلیل علی ان البیعة غیر مقصورة علی قبول الخلافة و الذی یتعاهده مشائخ الصوفیة له وجه یعنی اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ بیعت صرف خلافت پر موقوف نہین ہے اور جو صوفیون مین بیعت کا رواج ہے اوس کے لئے شریعت مین اصل و ماخذ ضرور ہے اور اس آیت مین بھی بما عاہد سے تعمیم بیعت کی سمجھی جاتی ہے اور ایفاے عہد و پیمان کے واسطے جو وعدہ ترک معاصی و بجا آوری احکام شرعیہ کا ہے حق تعالی کی طرف سے وعدہ عطاے اجر عظیم ہے وہ آیت یہ ہے و من اوفی بما عاهد علیه الله فسیؤتیه اجرا عظیما یعنی جسنے پورا کیا کام جسپر اوسنے اللہ تعالی سے عہد و پیمان کیا تہا عنقریب اوسکو اللہ تعالی بڑا ثواب دیگا اور ظاہر ہے کہ بنا کارخانہ بیعت کی نیابت پر ہے اپنے پیر سے معاہدہ کرنا گویا خدا اور رسول سے معاہدہ کرنا ہے اور علماے شریعت و ہادیان طریقت نائب رسول اللہ و ہادیان انبیا ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم بھی حق تعالی کی طرف سے نائب ہو کر بیعت لیتے تہے چنانچہ یہ آیہ کریمہ اسپر نص صریح ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم یعنی تحقیق جو لوگ تجہسے بیعت کرتے ہین بیشک وہ اللہ سے بیعت کرتے ہین اللہ کا ہاتہ اوپر ہے اون کے ہاتہ پر ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کوئی چیز کتاب و سنت سے ثابت ہو اور اوسکی اصل قرآن و حدیث مین موجود ہو اور اوسکے خلاف پر شارع سے کوئی حکم وارد نہو تو امت مین سے

ایک جماعت کے ترک کر دینے سے اوسکی ممنوعیت ثابت نہین ہوسکتی بلکہ اگر کسی آیت محکم یا سنت قائم پر تمام امت عمل نکرتی ہو اور دلیل اس طرح پائی جائے کہ کوئی دوسری دلیل اوسکے معارض و مزاحم موجود نہو اور نہ وہ کسی دوسری دلیل سے منسوخ ہو اور نکوئی اوسکے ہمساوی یا اوس سے بہتر دلیل پائی جاوے تو اوس دلیل پر عمل کرنا جسکے پاس وہ پہونچے اوسکے لئے واجب اور امت کے عمل نکرنے سے کوئی دلیل بیکار نہین ہوسکتی ہے چنانچہ علماے اصول نے اس ضابطہ کو بیان کیا ہے۔

مسئلہ بیعت کے مشروع ہونیکی حکمت یہ ہے کہ سنت الٰہی یون جاری ہے کہ امور خفیہ جو نفس مین پوشیدہ ہین اونکا ضبط افعال اور اقوال ظاہری سے ہوا اور افعال و اقوال امور قلبیہ کے قایم مقام ہوئے چنانچہ اللہ اور اللہ کے رسول اور قیامت کی تصدیق امر مخفی ہے تو ایمان کا اقرار بجاے تصدیق قلبی کے قایم مقام کیا گیا اور اسی اقرار پر احکام ایمان کے دائر ہوگئے جیسے رضامندی بائع اور مشتری کی قیمت کے دینے مین امر مخفی پوشیدہ ہے تو ایجاب و قبول کو قایم مقام رضامندی مخفی کے کر دیا اور اسی ایجاب و قبول پر احکام بیع کے دائر ہوگئے اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقویٰ اختیار کرنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اوسکے قایم مقام کر دیا اور اسی پر اوسکے احکام یعنی وجوب ایفاے عہد و حرمت عہد شکنی وغیرہ دائر ہوئے +

مسئلہ بیعت لینے والے یعنی پیر و مرشد کے لئے چند شرطین ضروری ہین **اول** یہ کہ کسی قدر علم قرآن و حدیث سے واقفیت رکہتا ہو اور علم اصول فقہ اور اصول حدیث اور تمام جزئیات فقہ اور فتاوون کا یاد رکہنا ضرور نہین اور عالم ہونا مرشد کا اس لئے مشروط ہے کہ بیعت سے غرض یہ ہے کہ مرید کو مشروعات سکہائے اور ممنوعات سے روکے اور اوسکی رہنمائی طرف تسکین باطن کی کرے اور صفات رذیلہ اوسکی دور کرے پس جو شخص عالم اور واقف ان امور سے نہوگا اوس سے یہ کیونکر متصور ہوگا۔ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ اگر علما اولیاء اللہ نہین تو پہر خدا کا کوئی ولی نہین ہے اسی لئے اگلے وقتون کے صوفی بڑی بڑی علما گذری ہین اسی طرح علماے سلف بہی صوفی ہوا کرتے تہے اور لقب ہر ایک کا ایک خاص نام کے ساتہہ غلبۂ حالت کی وجہ سے ہے جسکو علوم قرآن و حدیث کی درس و تدریس مین مشغول پایا اوسکو عالم کہنے لگے اور جسکو اعمال صالحہ مین سرگرم اور تزکیہ نفس و صفائی باطن و حسن نیت مین مشغول پایا تو اوسکو صوفی کہنے لگے ورنہ علم و معرفت دونون سے ایک ہی مقصود ہے۔ مخدوم اخی جمشید راجگیری قنوجی کہ مخدوم جہانیان کے یا شاہ شرف بوعلی قلندر کے خلیفہ ہین کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کبہی جاہل کو ولی نہین بناتا اور اپنی کتاب مین کہتا ہے واعرض عن الجاهلين۔ پس جاہل کی صحبت سے اعراض واجب ہے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو علوم ظاہری سے بے نصیب نہین رکہیگا جبکہ اون سے علوم باطنی کا دریغ نہین کرتا۔ شیخ احمد نامقی جامی امی تہے بائیس برس کی عمر مین توبہ کی توفیق عطا ہوئی ۱۸ برس ریاضت کی ۴۰ برس کی عمر مین علم لدنی کے دروازے اونپر کہل گئے تین سو جزو سے زیادہ کاغذ پر علم توحید و معرفت و علم سر و حکمت و روش طریقت و اسرار حقیقت کو لکہا اور تمام تصنیفون مین قرآن و احادیث سے استدلال کیا کوئی حکیم و عالم اون کے کلام پر اونگلی نرکہہ سکا۔

احادیث صحیحہ مین تفضیل علم کا عابد پر اکثر بیان آیا ہے احمد اور ابن ماجہ اور ابو داؤد اور دارمی نے کثیر بن قیس سے

روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر
الکواکب یعنی عالم کی فضیلت عابد پر اسطرح ہی جیسے چودہوین رات کے چاند کو تمام تارون پر فضیلت حاصل ہی اور ابو
امامہ باہلی سے ترمذی نے اور مکحول سے دارمی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فضل العالم
علی العابد کفضلی علی ادناکم یعنی عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے میری فضیلت تم مین سے ایک ادنی آدمی
اور اب معاملہ عجیب بالعکس ہوگیا ہے کہ فقراے جہال کو اسوقت مین یہ خبط سمایا ہے کہ پیری مریدی مین علم کا ہونا ضرور
نہین بلکہ علم درویشی کا دشمن ہے اسلئے کہ شریعت کچھ اور ہے اور حقیقت کچھ اور ہے سردار جماعت صوفیہ کا امام اور
امام ارباب طریقت یعنی حضرت جنید بغدادی فرماتے ہین کہ جسنے قرآن کو نہ یاد کیا اور احادیث کو نہ سیکھا اوسکی پیروی
معاملات تصوف مین نہ کرنا چاہیے اسلئے کہ ہمارا علم اور ہمارا مذہب کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہے اور یہ بھی انہین کا
قول ہی کل طریقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ یعنی جس طریقت کو شریعت رد کرے وہ بالکل کفر ہے اور سری
سقطی نے فرمایا ہی تصوف تین چیزون کا نام ہے **ایک** یہ بات کہ نور معرفت نور ورع کو نہ بجھائے دوسری یہ بات کہ علم
باطن کی کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالے جو ظاہر قرآن وحدیث کے مخالف ہو۔ تیسری یہ کہ کرامت کوئی ایسی اوسکے
ظاہر نہو جس سے محارم الہی کی حرمت کا ہتک ہوتا ہو انتہی۔ یہ بھی جہال کی شامت ہی کہ جن مرشدون کا نام صبح وشام
ذکر کیا کرتے ہین اون کے کلام سے بھی غافل ہین کہ وہ کیا فرماتے ہین۔ ہان جس پیر ومرشد نے متقی علما کے ساتھ بہت مدت
صحبت رکھی ہو اور اون سے ادب سیکھا ہو اور حلال وحرام کی تلاش رکھتا ہو اور قرآن وحدیث سنکر ڈرجاتا ہو اور اپنے
افعال واقوال اور حالات کو قرآن اور سنت کے موافق کرلیتا ہو تو امید ہے کہ اوسکو بے علمی کی حالت مین اسقدر
معلومات بھی کفایت کرینگے **دوسری** شرط عدالت وتقوی ہے تو واجب ہی کہ کبیرہ گناہون سے مجتنب ہو اور
صغیرہ گناہون پر مصر نہو اور کبیرہ گناہ وہ ہین جنپر قرآن یا حدیث مین دوزخ کا یا اللہ کے غصہ کا صاف وعدہ دیا ہو یا
حد مقرر فرمائی ہو اور صغیرہ وہ ہے کہ جس سے منع فرمایا ہو اور کچھ زیادہ نہین کہا اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے
اور مراتب کبیرہ کے متفاوت ہین بعضے بہت بڑے اور برے ہین بعض سے اور حدیثون مین جو مذکور ہوئے ہین سب نہین
مذکور ہوئے بلکہ جو مناسب پوچھنے والے کے ہوتا بیان فرماتے مولانا جلال الدین دوانی وغیرہ نے کبیرہ یہ نقل کیے ہین
شرک کرنا اور ناحق خون کرنا اور زنا کرنا اور اغلام کرنا اور چوری کرنا اور اس باب مین مدد کرنا اور جادو سیکھنا اور شراب
پینا اور کوئی اور نشہ کی چیز پینا اور اپنے محارم سے نکاح کرنا اور جوا کھیلنا اور ہجرت کا ترک کرنا کفار کے ملک سے اور کفار سے
دوستی کرنا اور جہاد کا ترک کرنا باوجود قدرت اور غلبہ کفار کے اور سود کھانا اور مردار کا اور سور کا گوشت کھانا اور نجومی
اور کاہون کی تصدیق کرنی اور کسی کا مال ظلم سے لیلینا اور پاکدامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت کرنا اور جھوٹی گواہی دینا
اور روزہ رمضان کا قصداً بے عذر توڑنا اور جھوٹی قسم کھانا اور رشتہ قرابت کا ٹنا اور مسلمان ماں باپون کو ناحق

ستانا اور اون کی نافرمانی کرنا اور کافرون کے مقابلہ سے لڑائی مین بہاگنا اور مال یتیمون کا ناحق کہانا اور ناپ تول مین
خیانت کرنا اور نماز آگے پیچہے وقت سے پڑہنا اور مسلمانون سے ناحق لڑنا اور آنحضرت پر افترا کرنا اور رسول کو اور قرآن کو
اور فرشتون کو برا کہنا اور ان سے انکار کرنا اور اون کے ساتہہ تمسخر کرنا اور ضروریات دین سے انکار کرنا اور ترک کرنا
نماز اور زکوٰۃ اور حج اور روزہ رمضان کا اور حضرت کے صحابہ کو برا کہنا اور بے عذر گواہی کو چہپانا اور رشوت لینا اور
خاوند جورو مین لڑائی ڈلوانا اور غیبت کرنا اور اسراف کرنا اور قزاقی کرنا اور فساد پہیلانا لوگون کے مال و دین خراب کرنا
اور باجہ بجانا اور حمام مین لوگون کے روبرو ستر کہولنا اور بخل کرنا اور اداے واجبات اور گناہون پر مدد کرنا اور گناہون پر رغبت
دلانا اور خودکشی کرنا اور اپنے کسی عضو کو کاٹ ڈالنا اور پیشاب اور منی سے بدن اور کپڑے کو صاف نہ کرنا اور داڑہی منڈانا
اور بدخوئی کی وجہ سے ایذا دینا اور تقدیر کی تکذیب کرنا اور اپنے سردار و آقا کے ساتہہ عہدشکنی کرنا اور نسبون مین عیب نکالنا
اور ٹخنے سے نیچے پائجامہ کرنا بطور تکبر کے اور گمراہی مین ڈالنا لوگون کو اور نوحہ کرنا اور نیا طریقہ نکالنا اور کسیکو خوجہ کرنا اور اپنے
محسنون کی ناشکری کرنی اور حرم مین کجروی کرنا اور چغلخوری اور جاسوسی کرنا اور جتنے کہیل کہ حرام ہین اونکو کہیلنا اور نرد کے
ساتہہ کہیلنا اور مسلمان کا مسلمان کو کافر کہنا اور بیبیون کے درمیان عدل نہ کرنا نوبت مین اور حلق لگانا اور حائضہ سے
صحبت کرنا اور گرانی غلہ سے خوش ہونا اور جانور سے فعل بد کرنا اور عالم کو اپنے علم پر عمل نہ کرنا اور خوبصورت امرد کو بری نیت سے
دیکہنا اور کسیکے گہر مین جہانکنا اور کسیکے گہر مین بغیر اوسکے اذن کے گہس جانا اور دیوثی اور قرمساقی کرنا اور امر بالمعروف و
نہی عن المنکر باوجود قدرت کے ترک کرنا اور قرآن کو بعد سیکہنے کے بہلانا اور جہوٹی بات پہیلانا اور عورات کو بلا سبب اپنے خاوند کی
نافرمانی کرنا اور رحمت خدا سے ناامید ہونا اور خدا کے عذاب سے نڈر ہونا اور علما کی حقارت کرنا اور ذہبی نے علم سیمیا کو بہی
کبائر مین شمار کیا ہے - **تیسری** شرط یہ ہے کہ دنیا کا تارک ہو اور آخرت کی طرف راغب ہو طاعات موکدہ کا محافظ ہو
اور جو اذکار احادیث صحیحہ مین منقول ہین اون کا پابند ہو مدام دل کا تعلق اللہ پاک سے رکہتا ہو اور یادداشت کی مشق
کامل اوسکو حاصل ہو - **چوتہی** شرط یہ ہے کہ پیر و مرشد مشروع کام کے لئے حکم کرتا ہو اور خلاف شرع سے روکتا ہو اور
اپنی راے اور فہم پر مستقل ہو اور ایسا نہو کہ راے اوسکی خام ہو اور ایک بات پر جما نرہے اور عاقل ہو تاکہ اوسی کے امر و نہی پر
اعتماد کیا جاوے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ یعنی گواہی اونکی مقبول ہے جن گواہون سے تم راضی ہو
اور جبکہ رضا گواہون مین معتبر ہوئی تو بیعت لینے والے مرشد مین بطریق اولیٰ معتبر ہوگی - **پانچوین** شرط یہ ہے کہ
بیعت نیز الامرشدان کامل کی صحبت مین رہا ہو اور اون سے زمانہ دراز تک ادب سیکہا ہو اور اون سے باطن کا
نور اور اطمینان حاصل کیا ہو صحبت کامل اس لئے مشروط ہوئی کہ عادت الٰہی یون جاری ہوئی ہے کہ مراد نہین ملتی جب تک
مراد پانے والون کو نہ دیکہے جیسے انسان کو علم حاصل نہین ہوتا مگر علما کی صحبت سے اسی پر اور پیشون اور کمالون کو قیاس لینا
چاہیئے اور جریان عادت الٰہی کا بہید یہ ہے کہ انسان اس نہج پر مخلوق ہوا ہے کہ یہ اپنے کمالات کو حاصل نہین کرسکتا

بدون اپنی بہائی بندون کی مشارکت اور معاونت کے بخلاف اور حیوانات کے کہ اون کے کمالات پیدایشی ہین اور کسبی
نہایت کم ہین چنانچہ تیرنا حیوانات مین پیدایشی کمال ہے اور آدمی بدون سیکہے نہین آتا اور بیعت لینے والے کے لئے ظہور کرامات
اور خوارق عادات شرط نہین اور نہ ترک پیشہ وری شرط ہے اسلئے کہ ظہور کرامات اور خوارق عادات نتیجہ ہے مجاہدات اور
ریاضت کشی کا اور کمال کی شرط نہین اور پیشہ کا ترک کرنا شرع کے مخالف ہے اور جو درویش صاحب حال اپنے حال کے غلبے
کی وجہہ سے پیشیون کی طرف متوجہ نہین ہوتے اون کے فعل کو ترک کسب پر دلیل نہ پکڑنا چاہیے اور حتی المقدور تہوڑے پر قناعت
کرنا چاہیے اور شبہات سے پرہیز کرنا چاہیے یعنی مال شتبہ اور پیشہ مکروہ اور مشتبہ سے بچنا ضرور ہے اور نہ عبادت شاقہ کا اپنی
اوپر لازم کرنا شرط ہے جیسے ہمیشہ روزہ رکہنا اور تمام رات جاگنا اور نکاح نکرنا اور مزیدار کہانے نکہانا اور جنگل یا پہاڑون
مین رہنا اسلئے کہ یہہ باتین تشدد فی الدین اور تشدد علی النفس مین داخل ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم یعنی اپنی جانون پر سختی مت کرو ایسا کروگے تو اللہ تعالی تمپر
سخت گیری کرے گا۔ اور اللہ تعالی فرماتا ہے وَرَهْبَانِيَّةً ابتدعوها ما كتبناها عليهم یعنی اونہون نے گوشہ گیری
اپنی طرف سے نکالی تہی ہمنے اوسکو اونپر نہین لکہا تہا **مسئلہ** بیعت کرنے والا چاہیے کہ عاقل بالغ راغب طالب ہو
کیونکہ حدیث مین آیا ہے عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صبی لیبایعہ فمسح علی راسہ ودعا بالبرکۃ ولم یبایعہ
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لڑکا لایا گیا تاکہ آپ اوس سے بیعت لین تو حضرت نے اوس کے سر پر ہاتہہ پہیرا
اور اوسکے حق مین برکت کی دعا کی اور بیعت نہ لی جبکہ نابالغ اور مجنون خود ایمان کا مکلف نہین تو تقوی اور اجتہاد
فی الطاعات کا اوسکے حق مین کیا مذکور ہے اور بعضے مشایخ بچون اور لڑکون کی بیعت کو برکت اور نیک فالی کے لئے
جایز رکہتے ہین اور اس تجویز کی موید یہہ حدیث صحیح مسلم کی ہے کہ حضرت زبیر اپنے بیٹے عبداللہ کو بیعت کے لئے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور وہ سات یا آٹہہ برس کے تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونکو اپنی طرف متوجہ
دیکہکر مسکرائے پہر اون سے بیعت لی اور اسی کے مثل ہے یہ بات کہ علمائے سلف بچون کو درس حدیث مین شریک
کرتے تہے اور محدثون مین اونکو لکہتے تہے اور بعض کو تبرکا و تیمنا اجازت بہی دیتے تہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے سیوطی کو
کہ اوسوقت اونکی عمر تین سال کی اجازت عطا کی اور شیخ ظہیر الدین عبدالرحمن بن شیخ نجیب الدین کے حالات مین
مولوی جامی نے لکہا ہے کہ شیخ شہاب الدین نے اپنے خرقہ مین سے تہوڑا سا کپڑا اسلئے بہیجا کہ جب شیخ ظہیر الدین پیدا ہون
تو اون کو یہ پہنانا چاہیے **مسئلہ** بیعت کی تین قسمین بیان ہوئی ہین اون مین سے پہلے دو طریقون مین بیعت کا
پورا کرنا اور عہد کا وفا کرنا یہ ہے کہ کبائر کو ترک کرے اور صغائر پر اصرار نہ کرے اور واجبات سنتہائے موکدہ پر مواظبت
رکہے اور عہد شکنی اور بیعت کا توڑنا یہ ہے کہ گناہان کبیرہ کا ارتکاب کرے اور صغیرہ پر اصرار رکہے اور واجبات اور سنتہائے
موکدہ پر عمل درآمد نہ کرے اور تیسرے طریقے مین بیعت کے پورا کرنے سے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ اس ہجرت اور مجاہدہ اور

ریاضت پر ثابت قدم رہے یہان تک کہ اطمینان کے نور سے روشن ہوجائے اور بلا تکلف اوسکی عادت اور خصلت ہوجاے
اور جبکہ یہ مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے تو مرید کو بہی بعضی مباح چیزون کی اجازت دیجاتی ہے بعضے مزون اور آسایش کے سامانون
کے استعمال کا حکم دیا جاتا ہے اور بعضے ایسے کامون کی اجازت دیجاتی ہے کہ اون مین طول مدت درکار ہوتی ہے جیسے علوم
دینی کا درس کرنا منصب قضا کا اختیار کرنا اور عہد شکنی عبارت ہے اسکی خلل اندازی سے قبل از نورانیت دل کے **مسئلہ**
تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے چنانچہ صحیح بخاری مین سلمہ سے مروی ہے قال بایعنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تحت الشجرة فقال لی یا سلمة الا تبایع قلت یا رسول اللہ قد بایعته فی الاول قال وفی الثانی یعنی ہمنے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے تلے بیعت کی جب آپنے مجہسے فرمایا اے سلمہ تم بیعت کیون نہین کرتے مینے عرض کی کہ مین اول ہی
بیعت کرچکا ہون آپ نے فرمایا دوبارہ ہی سہی - یہ دو بیعتین ایک حالت مین ایک وقت مین واقع ہوئین اور بخاری کی کتاب
الجہاد مین ان الفاظ کے ساتہہ مروی ہے ثم عدلت الی ظل شجرة فلما خف الناس قال یا ابن الاکوع الا تبایع یعنی
مین بیعت کرکے ایک درخت کے تلے چلا گیا جب بہیڑ چہٹی تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ تم بیعت کیون نہین کرتے اور ایک
روایت مین یہ زیادہ کیا ہے فبایعته الثانیة یعنی دوبارہ مینے بیعت کی - ابن بطال کہتے ہین کہ حضرت نے دوبارہ
اسلئے سلمہ سے بیعت لی کہ اون کی شجاعت کا حال معلوم تہا اور جانتے تہے کہ اون کو دین اسلام کے کام مین پوری توجہ
ہے اور بہادر اور دلیر آدمی ہین اس لئے اون سے دوبارہ بیعت لی کہ اون کو اس سے فضیلت حاصل ہو اور حافظ نے
فتح الباری مین اس قول پر نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ سلمہ مین اوسوقت یہ اوصاف موجود نہ تہے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فراست سے یہ چیزین اون مین معلوم کرلین اسلئے کہ دوبارہ بیعت کو کہا غرضکہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ تکرار بیعت جائز ہے
اور دوبارہ بیعت طلب کرنا بیعت لینے والے کی طرف سے ثابت ہے اور اس مین بیعت کرنے والے کیلئے اس قسم کی
فضیلت ہے جیسا کہ اس موقع پر شارحون نے ثابت کیا ہے اور حضرات صوفیہ سے بہی تکرار بیعت ثابت ہوئی ہے لیکن
دو پیرون سے بیعت کرنا اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اوس پیر مین جس سے بیعت کرچکا ہے تو کچہ مضائقہ نہین اور اسی طرح
اوسکی موت کے بعد اور اوسکی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اوسکی ملاقات کی توقع باقی نہین رہی دوسرے پیر سے بیعت کرنے مین
مضائقہ نہین اور بغیر کسی ایسے عذر کے دوسرے مرشد سے بیعت کرنا کہیل کی مشابہ ہے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کہوتا
ہے اور مرشدون کے دلون کو اوسکی تعلیم و تہذیب سے پہیکا کرتا ہے اور اوسکو ہرجائی سمجہکر التفات نہین فرماتے ہین
اور بیعت کا توڑنا بہت برا ہے بیعت کو پورا اور وفا کرنا چاہیئے چنانچہ ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے
فرمایا ہے اوفوا ببیعة الاول فالاول - امام بخاریؒ نے ایک باب علیحدہ بیعت اعراب کے بیان مین لکہا ہے اور اوسمین
حدیث جابر بن عبداللہ ذکر کی ہے اوس حدیث مین ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت سے کہا اقلنی بیعتی فابی ثم جاءہ
فابی ثم جاءہ فقال اقلنی بیعتی فابی فخرج فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة کالکیر تنفی

وتنصع طیبہا یعنی میری بیعت کو پہیر دو حضرت نے یہ سنکر انکار کیا پھر اوسنے آکر یہی کہا آپنے انکار کردیا پہر آیا اور کہا
کہ میری بیعت پہیر دو آپنے انکار کیا بعد اسکے وہ مدینہ سے نکل گیا تو آپ نے فرمایا کہ مدینہ مثل بھٹی کے ہے کہ میل
اپنا دور کرتا ہے اور اپنی خوبی کو خالص کرتا ہے۔ اس تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ جبکہ بیعت لینے کے باب مین عورت
و مرد سے بہت سی حدیثین موجود ہین تو ایسے اخبار معتبر کے ہوتے انکار کرنا بیعت کا ناجایز ہے اور یہ بخوبی ثابت
ہوا ہے کہ صوفیہ تمام اقسام بیعت کو کہ سنت سے ثابت ہے ادا کرتے ہین اور تمام امت مین سے یہی جماعت
اس سنت کے زندہ کرنے کی فضیلت کے ساتھہ مخصوص ہے اور ادن کی کسی قسم کی بیعت اصل سنت سے خارج
نہین اور اصطلاحات اور محاورات کا فرق اصل مقصود کو مضرت نہین پہونچا سکتا ہے بیعت کا ثبوت بہت سی احادیث
سے ہے سب کو یہان ذکر کرنے سے کتاب کو طوالت ہوگی جسقدر کہ ہمنے بیان کیا اخذ بیعت اور اقسام بیعت کیلئے
عورتون اور مردون کے حق مین کافی ہے اور یہ بہی معلوم ہوگیا کہ صوفیہ نے جو یہ طریقہ لیا ہے یہ حقیقت مین زندہ
کرنا اوس سنت کا ہے جو شاہان اسلام کے دین مین سستی اور بے پروائی کی وجہ سے فوت ہوگیا تہا +

مریدون کے آداب اور اس بات کا ذکر کہ اللہ ہر قوم و ملک مین ہادی دین مقرر فرماتا ہے

طلب کرنا طریقت کا اور کمالات باطنی کا حاصل کرنا واجب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین
اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا اوس سے ڈرنا چاہیئے مطلب یہ ہے کہ کمال
تقویٰ اختیار کرو یعنی مومن کے ظاہر و باطن مین مرضی الٰہی کے خلاف کوئی چیز عقائد یا اخلاق مین سے نرہے اور
اعمال پورے پورے تقویٰ کے ساتھہ ہون حکم وجوب کے واسطے ہوتا ہے اور جب اللہ نے حکم دیا تو ایسا کرنا واجب
ہوگیا اور کمال تقویٰ بدون ولایت کے حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ نفس کی برائیان جیسے حسد وحقد اور تکبر و ریاکاری
وفتنہ وغیرہ جنکی حرمت قرآن وحدیث و اجماع سے ثابت ہے جب تک زائل نہون کمال تقویٰ حاصل نہین ہوسکتا
اور ان کا زوال دو چیزون سے متعلق ہے ایک فناے نفس کے ساتھہ دوسری صلاح بدن کے ساتھہ جو صلاح
قلب کا ثمرہ ہے اور اسے صوفیہ فناے قلب کہتے ہین اور ولایت فناے نفس سے مراد ہے صوفیون نے کہا ہے
کہ جس راہ کے ہم در پے ہین وہ کل سات قدم کی مسافت ہے یعنی قلب اور روح اور سر اور خفی و اخفی اور
نفس کا فنا ہونا اور بدن کی اصلاح ہونا۔ تقویٰ بہت سے نفل پڑہنے کے ساتھہ تعلق نہین رکہتا بلکہ تقویٰ اوسی وقت
حاصل ہوتا ہے جب واجبات کو بجا لائے اور منہیات سے پرہیز کرے اور فرایض و واجبات کا ادا کرنا بدون اخلاص
کے کسی طرح معتبر نہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین عبادت کرو اللہ کی خلوص کے
ساتھہ اور منہیات سے بچنا بدون فناے نفس کے حاصل نہین ہوسکتا پس کمالات ولایت کا حاصل کرنا واجبات سے ہے

مگر چونکہ ولایت کا حاصل ہونا ایک مشکل کام تہا ہر کسی کی قدرت مین نہین اور تکلیف اللہ نے ہر بندے کو اوسکی طاقت کے موافق دی ہی اسلئے یہ حکم دیا فاتقوا اللہ ما استطعتم یعنی ڈرو اللہ سے جہان تک ڈر سکو پس اوس چیز کے کرنیکا حکم دیا جاتا ہی جسکی تحصیل ممکن ہو اور جسطرح ولایت کے بہت سے مراتب ہین اسی طرح تقویٰ کے بہی بہت سے مراتب ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اعلمکم اتقیٰکم عند اللہ یعنی تم مین جو سب سے زیادہ عالم ہو اللہ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ متقی ہے مگر جسقدر آدمی مراتب قرب الٰہی مین ترقی کرتا ہے اور خوف و ڈر اوسپر غالب ہوتا ہے اتنا ہی متقی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیٰکم اللہ کے یہان اوسکی بڑی عزت ہی جو بڑا پرہیزگار ہی اور بخاری و مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہی کہ جناب سرور کائنات نے فرمایا ہے اکرمھم عند اللہ اتقٰھم آدمیون مین بہت مکرم خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ اور چونکہ تقویٰ کی انتہا نہین تو اسلئے کوشش مقامات قرب و تحصیل تقویٰ مین ہمیشہ واجب ہوئی اور زیادتی علم باطنی کی طلب ضروری ٹہری اللہ تعالیٰ فرماتا قل رب زدنی علما کہو اے رب زیادہ کر میرا علم اور مراتب قرب سے قناعت کرنا کامل پر بہی ایسے ہی حرام ہی جیسے ناقص پر حرام ہی حضرت موسیٰ نے حضرت یوشع سے کہا تہا لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا یعنی مین ہونڈونگا جب تک نہ پہونچونگا دو دریا کے ملنے کی جگہ تک یا چلا جاؤن برسون تک۔ مراد یہ ہی کہ حضرت خضر کے مکان تک پہونچونگا کہ تعلیم الٰہی سے اوسکا پتہ معلوم ہوا تہا جب حضرت موسیٰ کی حضرت خضر سے ملاقات ہوئی تو اون سے کہا کہ مقصود اس سفر سے یہ ہے کہ چند روز تمہاری صحبت مین رہون اور وہ علم کہ خدا نے تمکو بخشا ہے سیکہون جب طلب کمالات باطنی کی واجبات سے ٹہری تو پیر کامل مکمل کی تلاش بہی ضروریات سے ہے کہ حق تک پہونچنا بغیر توسل پیر کامل مکمل کے بہت مشکل ہی اسی لئے حق تعالیٰ نے ہر بستی مین ایک عالم ڈرانے والا بہیجا اور ہر قوم کے لئے ایک راہنما مقرر کیا جیسا کہ قرآن مین آیا ہی وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر نہین کوئی قوم مگر گذرا اوسمین ڈرانے والا خواہ رسول ہو خواہ رسول کی بجاے پر۔ اس آیت کا مفاد یہ ہی کہ ہر ایک قوم مین ایک ڈرانے والا گذرا ہے جو قبائح کے ارتکاب اور حقوق کے اتلاف سے ڈراتا رہا ہی عام اس سے کہ وہ نذیر انبیا مین سے ہوا ہو یا علما مین سے یا واعظین و اولیا و عارفین مین سے مگر فارس اور ترکستان اور حبش اور مصر اور سوڈان اور ہندوستان اور چین اور جاپان اور امریکا وغیرہ ممالک کے باشندون کے تواریخی حالات مین تفتیش کی باتی ہی تو کسی پیغمبر کا نشان معلوم نہین ہوتا بلکہ یہان کے آدمی تو نبی کا مفہوم بہی نہین پہچانتے تو اسکی وجہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک ملک کے لوگون کی طبائع کے میلان کے موافق ہدایت کا طریقہ جاری رکہا ہی اور جسطرح ہر ایک فرقہ اور ملک کے رہنے والون کی استعداد اور علوم مخزونہ مین اختلافات ہین اسی طرح حق تعالیٰ نے ان کے ساتہہ معاملہ مختلف طور پر کیا ہے ملک عرب مین جن مین سے شام و مصر تک ہدایت الٰہی ایک ہی رنگ مین ظاہر ہوئی اور انبیا و رسل کو بہیجا اون کے ہاتہون سے معجزات ظاہر کرائے اونپر کتابین نازل کین اسلئے کہ ان ممالک کے رہنے والے

علم غیب کا آنا اگرچہ بعض آدمیون کے ذریعہ سے بعض آدمیون کو بسبب بعد زمان یا بعد مکان کے اس طریقہ پر جاتا تہی
کہ قاصد آتے اور پیغام زبانی پہونچاتے یا تحریر ہمراہ لاتے یا نشان رکہتی اوس تاخیر سے طلب کیا کرتے تہے چنانچہ امرا
و ملوک و سلاطین مین اب بہی یہ مروج ہے کہ خریطے اپنے سفیر و وکیل کے ہاتہہ بہیجتے ہین اور تصدیق کی غرض سے بعضے اپنے
خاص خاص چیزین اوسکے ساتہہ کر دیتے ہین پس اہل عرب اور شام کی ہدایت کا طریقہ یہان تک مقرر ہو گیا اور جو قومین اس طریقہ پر
اعتقاد نہین کرتی تہین اونمین اور اسلوب اختیار ہوا جو اون کے خیالات کے مطابق تہا مثلاً ہنود حق کے ظہور کو بعض چیزون مین اور
کلام کرنے کو زبان حق کے ساتہہ یا صادر ہونے و اون افعال کے جو مرتبہ الوہیت کے ساتہہ مخصوص ہین جیسے خوارق عادات
اور مخلوقات کی حکمرانی حق کی نیابت جانتے ہین اور ہنود ان کے ساتہہ اس قسم کا معاملہ ہوا اور بید کے چار دفتر لکہوائے گئے
اور بعد مدت تک ہدایت ان مین یون ہی جاری رہی یہان تک کہ باس نامی ایک شخص پیدا ہوا اور اوس نے شیطان کے
اغوا سے اون کے تمام مذہب کو برباد کر کے نہرک اور ... پیدا کر دیا ... بید کی توحید کو ترک کر کے مشرک ہو گئے
اور صورت پرستی اختیار کر لی اور ان کی بت پرستی کی حقیقت یہ ہے کہ جو بعض ملائکہ خدا کے حکم سے دنیا مین متصرف ہین یا بعض
کاملون کی روحون کا وفات کے بعد اس عالم مین تصرف باقی ہے یا بعض ... اون کے عقیدہ مین مثل حضرت خضر کے
زندہ جاوید ہین انکی تصویرین بنا کر اونکی متوجہ ہوتے ہین اور اس توجہ کی وجہ سے مدت دراز کے بعد اوس شخص کے ساتہہ جسکی
وہ صورت ہے مناسبت حاصل کر لیتے ہین اور اس مناسبت کی سبب سے اپنی دنیا و آخرت کی حاجات روا جانتے ہین اور
یہ بات کفار عرب کے اعتقاد کے ساتہہ مناسبت نہین رکہتی اس لیے کہ وہ بتون کو ... متصرف و مؤثر جانتے تہے نفخہ
الٰہی کا اثر نہین مانتے تہے اور کہتے تہے ... لات کا خدا ... ہے اور یہ شرک ہے اور ہندؤن کا سجدہ
تحیت ہی سجدہ عبادت نہین کہ ان کے طریقے مین ماں باپ پیر اوستاد و غیرہ بزرگ کو سلام کی جگہ سجدہ کرتے ہین جیسے ڈنڈوت
کہا کرتے ہین اور دین اسلام مین ہر طرح کا سجدہ منسوخ ہو گیا ہے ورنہ پہلی امتون مین جائز تہا جیسا کہ حضرت یوسف اور اون
بہائیون کے قصہ مین وقوع مین آیا اور ہنود مین شرائع کا اختلاف موافق اختلاف اقوام کے جیسے کایستہہ اور کہتری اور برہمن
اور برہمن وغیرہ سے جاری ہوا ایسی باتین ہمارے یہان کی شرائع مین بہی تہین اس سے کہ بنی اسرائیل کی نسلون مین سے ہر ایک
نسل کے لئے خاص خاص احکام تہے بلکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی شرع مین بہی خصوصیت بعض قومون کی بعض حکمون کے ساتہہ
موجود ہے دیکہو بنی ہاشم کو مصرفیت خمس اور حرمت زکوٰۃ اور حریت تفضیل کے ساتہہ مخصوص کیا ہے اور تمام قریش استحقاق
خلافت کے ساتہہ ممتاز ہین اور مشرکین عرب کے لئے جزیہ نہین اون کے لئے یہی یا حرب ہے یا اسلام قبول کرین غرضکہ فاضل
کلام یہ ہے کہ اوتار ... ظاہر حق گذرے ہین جو لباس بشر کی قسم سے ہین یا شجر جبلی وغیرہ کے قبیل سے اور یہ اسکی عصاء موسیٰ
اور ناقہ حضرت صالح ہین لیکن اون فرقہ کے عوام نے بسبب قصور فہم کے ظاہر و مظہر کے درمیان فرق نہین کیا اور سب کو معبود
سمجہکر گمراہ ہو گئے ... اور قومون کے ساتہہ معاملہ ہدایت الٰہی کا یہ ہوا کہ اون کی طبائع مین عابدون اور زاہدون اور

تارک الدنیا لوگون اور گوشہ نشینون کی عظمت اور بزرگی ملحوظ رکہنے کا اعتقاد مستحکم نہا تو اون کے ذریعہ سے ہدایت کی گئی یہی وجہ ہے
کہ اللہ تعالی نے اس قسم کی آیات مین خالص لفظون کا ذکر کیا ہے تو منذر و نذیر کا بہی ذکر کیا ہے سورہ یونس مین ہے لکل امۃ
رسول ہر فرقہ کا ایک رسول ہے سورہ شعرا مین ہے وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون ذکری وما کنا
ظالمین یعنی ہمنے کسی گاؤن کو بے اسکے ہلاک نہین کیا کہ آگاہ کرنیکو اون کے پاس ڈر سنانے والے آئے .
اور ہم ہمون نے نہ تہا اور ہم ظالم نہین ہین یہ آیات علی العموم شامل ہین ہر ایک بستی کو خواہ ایشیا مین ہو یا افریقہ مین یا یورپ
مین اور وہ ہادی خواہ رسول ہو یا کوئی عابد و زاہد و عالم غرضکہ حجت کا تمام کرنا جناب الہی کی طرف سے جملہ بنی آدم کیلئے
ثابت ہے اگرچہ ہمکو تفصیلوار حالات اون شخصون کے اور اون کے نام اور پیدائش کے وقت اور جگہیں معلوم نہون مگر
اسمین شک نہین کہ رحمت عامہ الٰہی نے بندون کی مصلحتون کی رعایت کو ان ممالک وسیع مین باقی نہ رکہا ہوگا
اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور تک ہر قوم ایک ہادی کے دین پر ہوگی اور جب اون کا ظہور ہوا اور سب قومونکی
طرف بہیجے گئے اور اون کا دین سب دینون کا ناسخ مقرر ہوا تو جو اونکا معتقد نہو اوسکا مذہب ہے اور اون سے جو اگلی قومین
ہادیون کے دین پر رہین وہ کافر نہین اور آنحضرت کے تشریف لانیکے زمانہ مین اون کے وارث اونکے قائم مقام ہین کثیر بن
قیس سے احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما انما ورثوا العلم یعنی پیغمبرون کے وارث
علما ہین نبیون نے دینار و درم کا ورثہ نہین چہوڑا لیکن اونہون نے علم کی وراثت چہوڑی ہے پس وارثان ظاہر علمای ظاہر
ہین جو لوگون کو صریح قرآن و حدیث کی طرف کہینچتے ہین اور اللہ تعالی کی عادت اس بات پر جاری ہے کہ جب تک آدمی اہل علم
کی صحبت اختیار نہ کرے اگرچہ کتب بینی انتہا درجہ کو کرے مگر علم حاصل نہین ہوتا اسی طرح مرید جبتک اہل دل کی صحبت
خدمت مین نرہے صاحبدل نہین ہو سکتا اگرچہ سینہ مین دل سرگرم فغان ہو مگر چونکہ علم لدنی ایک پوشیدہ چیز ہے اور حق
باطل کے ساتہہ اشتباہ رکہتا ہے اسلئے جہان امید نفع عظیم کی ہے نقصان کا اندیشہ بہی ساتہہ ہے پس بیعت کرنے مین
اور کسی کے ہاتہہ مین ہاتہہ دینے مین عجلت نہ کرے مبادا کہ اسکا ہاتہہ شیطان کے ہاتہہ مین جو انسان کی صورت مین ہے
چلا جائے اور نعمت ایمان زائل ہو جائے جب تک شیخ کامل مکمل نہ ملے کسی کا مرید نہو ؎ ای بسا ابلیس آدم روی ہست
پس بہر دستے نباید داد دست + اور پہر کامل مکمل کی تلاش کی یہ صورت ہے کہ درویشون سے اکثر ملاقات کرتا رہے
اور اون سے بہت ملے اور بیساختہ کسی درویش پر اعتراض اور عیب جوئی نہ کرے اور آپ متابعت کرنے مین جلدی
نہ کرے مگر بہت سے تامل اور تفحص کے بعد اور صورت اس تامل و تفحص کی یہ ہے کہ اول یہ دیکہے کہ یہ درویش شرع کے
احکام کا بہی پابند ہے یا نہین اگر شرع کا پابند نہو تو بیعت نکرے اگرچہ خرق عادت اوس سے بہت کچہہ سرزد ہو اسلئے
کہ احتمال نفع کا یہان کم ہے اور ضرر کا احتمال زیادہ ہے مخدوم اخی جمشید کا قول ہے کہ طالب صادق کو چاہیئے کہ قدم

متابعت شریعت حضرت رسالت پناہی مین رہے اور اعمال مین اون کی پیروی کرے اور جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے
اوسمین سے سر مو بھی فرق نہ کرے ہمیشہ سنت پر مستقیم رہے اگر کوئی دریا پر چلتا ہو یا آگ مین گھس پڑتا ہو اور خلق کو کرامت
دکھاتا ہو اور اللہ کے فرائض مین سے کوئی فرض ترک کرے یا حضرت کی کسی سنت مین عمداً نقصان کرتا ہو تو وہ شیطان
سے کم نہین اور اسکی کرامت استدراج و مکر اللہ ہے ٭ جنگ دجال از دروان ورنگ ابدال از بیرون ٭ دام دزدان
در ضمیر و رنگ شاہان در خطاب ٭ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلا تطع منہم آثماً او کفوراً یعنی اون مین سے گناہگار
اور کافر کا تو کہا مت مان پس اول گناہگار کی اطاعت سے منع کیا پہر کافر کی اطاعت سے اسلئے کہ کافر کی صحبت سے بسبب
ظہور کفر کے مسلمانون کو اسقدر مضرت نہین جیسے کہ مسلمان گناہگار کی صحبت اوسے مضر ہوتی ہے پھر تمنے اکثر دیکھا ہو گا کہ مسلمانون کو
باوجود اختلاط کفار و ہنود کے رات دن کے معاملات مین اسقدر نقصان اسلام مین نہین پہونچتا جتنا اثر فاسق مسلمانون کی
وجہ اور صحبت سے پہونچتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہویٰہ وکان امرہ فرطا
یعنی اوسکا کہا مت مان ہمنے جسکا دل اپنی یاد سے غافل کیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی متابعت کرتا ہے اور اوسکا کام حد شرع سے
نکلا ہوا ہے جو شخص مستقیم الاحوال ہو اور ولایت کا دعویٰ اپنی ذات کے لئے رکھتا ہو نہ یہ کہ اپنے اجداد کے کمالات کی وجہ سے
مرید کرتا ہو جیسا کہ پیرزادون کا دستور ہے تو دعوی اوسکا صحیح ہے لیکن صحت دعوی پر دلیل کی ضرورت ہے اور وہ دلیل
ظہور کرامات ہے جن کے ساتھ شرع کی متابعت اور قرآن وحدیث پر استقامت بھی ہو کیونکہ شیخ کامل مکمل کی شناخت صرف ظہور
خرق عادات اور ملاحظہ کرامات ہی نہین اس لئے کہ ایسی چیزین جوگیون اور فلاسفہ کو بھی حاصل ہین پس یہ باتین سعادت
کی علامات نہین بلکہ شیخ کامل مکمل کے صدق کی یہ علامت ہے کہ ظاہر شرع پر مستقیم اور قرآن وحدیث پر عامل ہو تا کہ اطلاق
متقی کا اوسپر صحیح ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ولایت کو تقوی مین حصر کیا ہے ان اولیاءہ الا المتقون یعنی اوسکی دوستی
کے وہی لایق ہین جو متقی ہین سوا متقی کے کوئی اوسکا دوست نہین ہو سکتا ملامت اوسکی دوستی کے ساتھ مشکل سے جمع ہوتی ہے
اور غالب کا اعتبار ہے شیخ الاسلام ہروی نے کہا ہے ملامت اسکا نام نہین ہے کہ کوئی شرع کی بیحرمتی کا کام کرے تا کہ لوگ اوسکو
ملامت کرتے رہین بلکہ ملامت یہ ہے کہ حق سبحانہ کے کام مین باک نہ کرے ۔ مین کہتا ہون کہ یہ ملامت کی تفسیر اس آیت کے
مطابق ہے لا تخافون فی اللہ لومۃ لائم یعنی اظہار دین خدا مین اور اوسکی تائید و تقویت مین ملامت کرنے والون کی
ملامت سے نہین ڈرتے اور شرع و عقل کا حکم یہ ہے کہ دفع ضرر کو جلب منفعت سے اہم سمجھنا چاہیے پس جہان احتمال ضرر کا ہو
اوس سے بھاگے اور جو ظاہر مین متقی ہو اوس سے ملنا چاہیے اور اوسکے ہاتھ مین ہاتھ دینا برا نہین اس لئے کہ ضرر کا احتمال یہان
مفقود ہے گو نفع پہونچے یا نہ پہونچے اور سب سے بہتر ولایت کی دلیل یہ ہے کہ اوسکے دیدار و صحبت سے خدا یاد آئے اور رغبت
دنیا سے دل سرد ہو جائے توفیق حسنات کی اور اجتناب و بیزاری سیئات سے حاصل ہو اور اوسکی صحبت مین ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی
حضوری حاصل ہے اور یاد خدا مین دل کو اطمینان حاصل ہو جتنے عمل صالح کرے اوس نسبت اور حالت مین جو اوس بزرگ کی

اسے پہونچی ہے قوت دیکھے اور جتنے گناہ اوس سے اون سے سرزد ہون اون سے اوسکو بے آرامی پیدا ہو اور اس نسبت وحالت مین نقصان آنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے اذا سرتك حسنتك وساءتك سيئتك فانت مومن رواه احمد عن ابی امامة یعنی جسوقت تجھکو اپنی نیکی اچھی اور اپنی برائی بری معلوم ہو تو اسوقت تو مومن ہے۔ یہ کہنا یہ اسی اطمینان و بے آرامی و تنگدلی سے ہے لیکن عوام الناس اور غبی لوگ تاثیر صحبت اول صحبت مین نہین معلوم کرسکتے اسلئے اوسکے ایسے مرید سے کہ عالم و عاقل و عادل ہو دریافت کرے اور تاثیر صحبت کا حال پوچھے اللہ تعالی فرماتا ہے فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون پوچھو یاد رکھنے والون سے اگر تمکو معلوم نہین۔ اور ابوداؤد نے جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انما شفاء العی السوال یعنی بیماری نادانی کی شفا علما سے پوچھنا ہے پس اگر کوئی شخص گواہی دے اوسکی تاثیر صحبت پر اور اس بات کا احتمال ظاہر نہو کہ اسنے طلب جاہ و مال کے لئے یہ فریب گانٹھا ہے اور پیر عاقل بھی ہو احمق اور غلط کار نہو تو ایسے پیر کی تصدیق کرنا چاہیئے اور اگر کئی ایسے آدمی کسی پیر کی نسبت ایسی شہادت دین تو غلبہ ظن حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ کثرت روایات کی حد تواتر کو پہونچتی ہے پس یقین حاصل ہو جاتا ہے لیکن غلبہ ظن کا بھی مرد مستقیم الاحوال کی خدمت مین عقیدت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے اسلئے مرد متقی کی صحبت مین ضرر کا احتمال نہین ہے اور نفع اگرچہ یقینی نہین لیکن احتمال پھر بھی اسکا ہے پس ایسے مرشد کی صحبت مین نفع کی جستجو چاہیئے اگر حاصل ہوا اچھا ورنہ دوسری جگہہ رجوع کرے اگر کسی پیر کی خدمت مین عرصہ تک حسن اعتقاد کے ساتھہ رہنے سے بھی نفع حاصل نہوا اور اوسکی صحبت کی تاثیر نہ پڑے تو مرید پر واجب ہے کہ اوسکی صحبت کو ترک کر دے اور دوسرا پیر تلاش کرے ورنہ مقصود و معبود وہی پیر ٹھہرے گا نہ خدا اور یہ اچھا نہین۔ حضرت عزیزان علی رامیتنی پیر طریقہ نقشبندیہ فرماتے ہین ؎ باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت + وز تو نرمید صحبت آب وگلت + زنہار ز صحبتش گریزان مے باش + ورنہ نکند روح عزیزان بحلت لیکن اگلے پیر سے بد اعتقاد نہو جائے ممکن ہے کہ وہ صاحب کمالات ہو مگر اسکا حصہ اوس کے پاس نہو اسی طرح اگر کسی شیخ کامل ہو اور دنیا سے گذر جائے اور مرید درجہ کمال پہ نہ پہونچا ہو تو یہ واجب ہے کہ دوسرے پیر کی صحبت اختیار کرے کیونکہ مقصود اللہ تعالی ہے نہ خاص پیر حضرت مجدد فرماتے ہین کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کرلی اور مقصود اس بیعت سے صرف دنیاداری کے کام نہ تھے بلکہ کمالات باطنی کا حاصل کرنا بھی مدنظر تھا اور یہ خیال کرنا نہ چاہیئے کہ اولیاء اللہ کا فیض بعد الوفات بھی جاری ہے پس طلب دوسرے پیر کی عبث ہے اس لئے کہ اولیاء کا فیض موت کے بعد اسقدر نہین ہوتا کہ ناقص کو کامل کرسکین ہنر مانا کہ اموات سے فیض حاصل کرسکتے ہین مگر اسمین شک نہین کہ جسقدر حیات مین مطالب کا حل اور کمالات کا اخذ ہو سکتا ہے وہ انتقال کے بعد ممکن نہین۔ اور جبکہ مرید کو ایسے پیر کی صحبت حاصل ہو جائے کہ اوسکی تاثیر اسمین اثر کرتی ہے تو اوسکی صحبت کو غنیمت سمجھے اور اوسکے ان دولت مضبوط پکڑے اور اوسکے عشق محبت کو دل مین مضبوط کرے اور

نفس کو بطور مردہ بدست زندہ کے اوسکے ہاتھہ مین سپرد کردے اور احوال اور واردات سے جو کچھہ پیش آوے اوسے شرع کی ترازو مین تولتا رہے اگر شرع کے موافق ہو قبول کرے ورنہ رد کردے اور وجد و شوق وغیرہ جو کچھہ بے اختیار وارد ہو اوسمین معذور ہے اور اپنے قصد و اختیار سے کوئی حرکت مخالف شرع کے نکرے اکابر نے بہی اپنے اختیار سے کوئی فعل ایسا نہین کیا اور اہل باطل کا اعتبار نہین اور جو پیر شرع پر مستقیم ملے تو اللہ تعالی سے دعا کرتا رہے کہ مجہے اوسکی صحبت سے ہمیشہ بہرہ مند رکہے اور اوس پیر کے احکام کا ہمیشہ مطیع رہے اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکہے کہ کوئی ایسی حرکت نکرے کہ پیر کی ناخوشی کا موجب ہو کیونکہ پیر کی رضامندی اللہ کی خوشی کا سبب اور ترقیات کا موجب ہے اور اوسکی ناخوشی سے فیض اور فتوحات بند ہوتے ہین - اور پیر کی اطاعت مین تقصیر کرنے سے ترقیات رکتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے یاایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون - اے ایمان والو اپنی آوازون کو نبی کی آواز پر اونچا مت کرو اور اوس سے بات بلند آواز سے مت کرو جیسے آپس مین باتین کرتے ہو کہین ضائع نہو جاوین اعمال اور تمکو خبر نہو -

خواجہ عبید اللہ کہتے ہین مرید وہ ہے کہ ارادے کی آگ مین جل گیا ہو اوسکی تمام مرادین مٹ گئی ہون دل کی بصیرت سے آئینہ پیر مین اپنی مرادون کا جمال دیکہا ہو اور تمام چیزون کی طرف سے توجہ ہٹا کر جمال پیر کو قبلہ توجہ بنا لیا ہو اور پیر کی بندگی مین آزادی کو دیدیا ہو اور نیاز و اخلاص کا سر پیر کے آستانہ پر رکہدیا ہو تمام باتون کو چہوڑ کر اپنی سعادت کو پیر کی قبولیت مین منحصر سمجہا ہو اور اپنی شقاوت کو پیر کے رد کرنے مین منحصر جانتا ہو بلکہ اپنی جان کو ہیچ سمجہہ لیا ہو اور دوسرون کے وجود مین بہی تفرقہ و شعور اوسکو حاصل نرہے ؎ آن را کہ در سراے نگار یست فارغ ست ؞ از باغ و بوستان و تماشاے لالہ زار ؞ اور مولانا جلال الدین رومیؒ کہتے ہین کہ حضرت خداوند شمس الدین تبریزی کا قول ہے کہ مرید قبولیت کی یہ علامت ہے کہ کسی طرح غیرون کے ساتہہ صحبت نرکہے اور بیگانون کی صحبت مین کبہی پہنس ہی جاے تو اس طرح بیٹہے جیسے منافق مسجد مین اور بچہ مکتب مین اور قیدی جیل مین مسئلہ رسالہ مبدء و معاد مین مجدد صاحب نے لکہا ہے کبہی پیر اپنے مرید کو کہ ابہی ناقص ہوتا ہے اجازت تعلیم طریقت کی دیتا ہے تاکہ مریدون کے اجتماع کے ضمن مین وہ ناقص کامل ہو جاے - مولانا نقشبند نے مولانا یعقوب کو درجہ کمال تک پہونچنے سے پیشتر ہی اجازت تعلیم طریقت کی دیدی تہی اور فرمایا تہا کہ اے یعقوب جو کچہہ تمکو ہم سے فائدہ پہونچا ہے وہ لوگون کو پہونچاؤ پہر مولانا یعقوب کا کام خواجہ علاؤالدین عطار کی خدمت مین سرانجام پایا اسی لئے نفحات الانس مین مولوی جامیؒ نے مولانا یعقوب کو مرید اول خواجہ علاؤالدین کا کہا ہے اور دوبارہ خواجہ نقشبند سے نسبت دی ہے -

مسئلہ بعضے صوفی کہتے ہین کہ مرید کو ضرور ہے کہ اپنے پیر کو دوسرے مشائخ پر تفضیل دیوے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ

عقیدہ باطل ہی اللہ تعالی سورہ یوسف مین فرماتا ہے فوق کل ذی علم علیم ہر جاننے والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے
بعضے کہتے ہین کہ تفضیل کی دو صورتین ہین ایک باختیار کہ یہہ سمجھے کہ میرا پیر میرے حق مین دوسرون سے انفع ہے اور
یہہ بات صحیح ہے۔ دوسری بے اختیار اور یہہ سکر اور فرط محبت کے ثمرات مین سے ہے اور جب محبت کامل ہو جاتی ہی تو محب
کی نظر مین سوا اپنے محبوب کے اورونکے فضائل کم سماتے ہین پس اس صورت مین مرید بسبب سکر کے معذور ہے اور ان
دونا ویلون کے سوا اس بات کے اور معنی نہین۔ جب مرید کو ذکر اور اشغال کے درمیان تفرقہ یا وسواس یا قبض معلوم
ہو تو چاہیے کہ سرد پانی سے غسل کر ڈالے اور جو ٹھنڈے پانی سے اپنے مزاج مین نقصان سمجھے تو گرم پانی سے نہا ڈالے اسکے
بعد خلوت مین داخل ہو اور دو رکعتین پڑہے اور بہت گریہ وزاری و عاجزی سے استغفار کرے اور اپنے حال اور وقت کیطرف
متوجہ ہو اور جو اپنا وقت اور وہی تفرقہ ہے تو اپنے پیر کا اپنے خیال مین تصور باندہے جو اوسکا مربی ہی کہ اوسکی برکت سے
تفرقہ جاتا رہے اور جمعیت حاصل ہو اور جو اسپر بھی تفرقہ نہ جائے تو کہے یا فعّال تشدید کے ساتھہ اور جو اس سے بھی
تفرقہ نہ جائے تو کہے کہ یہ تفرقہ خدا کی طرف سے ہے اوس سے موافقت کرے تو آپ عین جمعیت مین ہو جائیگا اور ایسا بہت
کم ہی کہ تفرقہ اس لحاظ سے بہی رہے اور جو ایسا خطرہ آئے کہ متعلق اعمال سے ہے جیسے رغبت گہوڑے خریدنے کی یا اور
کچھ جو شرع مین مباح ہے تو وہ کام کرے یا اوسے اپنے دل سے نکال ڈالے یہان تک کہ اوس خطرہ کو دشمن جان لے اور
کوشش کرے اوسکے دفع کی اور خطرات کی کئی قسمیں ہین اسطرح کہ اگر دل مین کسی حق بات کا خطرہ پیدا ہو اور کوئی دوسرا خطرہ
پیدا ہو کر اوسکی مزاحمت نکرتا ہو تو یہ خطرہ ربانی و حقانی ہے اور اگر کوئی دوسرا خطرہ اوسکی مزاحمت بہی کرتا ہو تو یہ خطرہ
ملکی کہلاتا ہے اور اگر وہ خطرہ کسی باطل بات کا ہو اور تہوڑی سی توجہ سے زائل ہو جائے تو شیطانی ہی اور اگر یہہ خطرہ باطل
تہوڑی بہی توجہ سے زائل نہو سکے تو نفسانی ہے اور پچہلے تین خطرون کا دفع کرنا مرید کو لازم ہی اور خطرۂ ربانی کو قایم رکھے
اور خطرون کو پہچاننا اور تمیز کرنا بہت مشکل ہے اور بعض بیان کرتے ہین کہ خطرۂ نفسی قلب کے نیچے سے پیدا ہوتا ہی اور
خطرۂ شیطانی قلب کی بائین طرف سے اور خطرۂ ملکی قلب کی دائین طرف سے اور جو خطرہ حقانی و ربانی ہوتا ہے وہ قلب
کی اوپر کی جانب سے ہوتا ہے اور اوسے وہ جان لیتا ہے جو صاحب تقویٰ اور زاہد اور پرہیزگار ہو حلال طیب کہاتا ہو
اور ہمیشہ خطرون کی نگہبانی کرتا ہو اپنے دلمین خطرہ کو آنے نہ دیتا ہو اور مقصود یہہ ہے کہ وقت کی رعایت رکھے کیونکہ کوئی
شیٔ وقت سے زیادہ عزیز نہین ہی کیونکہ وقت سیف قاطع ہے جب وقت گیا تو پہر ہاتہہ نہین آتا ہے گیا وقت پہر
ہاتہہ آتا نہین حفظ اوقات ذکر اور مراقبہ اور نماز اور تلاوت قرآن شریف سے ممکن ہے **مسئلہ** فتوحات مین لکہا ہی
کہ رویم نے کہا ہے من قعد مع الصوفیة وخالفهم فی شیٔ مما یتحققون به نزع الله نور ایمان فی قلبه یعنی
صوفیہ کے ساتہہ رہکر اونکی مخالفت اون چیزون مین کرنا نہ چاہیے جو اونکے نزدیک متحقق ہین اسلیئے کہ ان فعلون سے اللہ تعالی
نور ایمان کو دل سے نکال لیتا ہے اسی مین سے یہ بہی سمجہنا چاہیے کہ مرید کو پیر پر اعتراض کرنا نچاہیے کیونکہ فیض عمل

نہین ہوسکتا اور دلیل اسپر حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ ہے کہ جب موسیٰ نے اون سے کہا کہ مین تمہارے پاس رہکر وہ علوم جو خدا نے تمکو بخشے ہین سیکہون گا تو حضرت خضر نے جواب دیا کہ اگر تم میری مصاحبت چاہتے ہو تو میرے کسی کام پر اعتراض مت کیجیو مگر جب موسیٰ نے اعتراض کئے تو دونون مین جدائی ہوگئی اور حضرت خضر نے کہا ھذا فراق بینی وبینك اب جدائی کی تیاری کیجئے اور رفاقت سے امید قطع کیجئے موسیٰ علیہ السلام کا اعتراض شرع کی رعایت کی وجہ سے تہا کہ اون کامون کے اسرار سے مطلع نہ تہے۔ شیخ مویدالدین جندی کہتے ہین کہ مینے اپنے پیر شیخ صدرالدین سے سنا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی کی خواجہ خضر سے ملاقات ہوئی تو خضر نے اون سے کہا کہ مینے حضرت موسیٰ بن عمران کے لئے ایکہزار مسئلے جمع کئے تہے اون کی وقت ولادت سے ملاقات کے زمانہ تک جو کچہہ اونپر گذرا تہا مین نے مہیا کیا تہا اونہون نے اون مین سے تین مسئلون پر بہی صبر نکیا اور اگلی امتون کے قصے محض تلاوت قرآن کے لئے نہین نازل ہوئے ہین بلکہ مقصود اون سے یہ ہے کہ اس امت کے متفکرین ان سے عبرت پکڑین اور جبتک ہماری شرع مین اونکا نسخ موجود نہو اونسے نصیحت حاصل کرنا چاہیے اور یہ بہی یاد رکہو کہ اگر عمر بھر مین کوئی فعل ایسا پیر سے صادر ہو کہ بظاہر شرع کے مخالف معلوم ہو تو اوسکو سکر پر یا مجاز پر یا عدم دریافت معنی پر حمل کرنا چاہیئے اور اگر وہ گناہ بہی ہو تب بہی ولی کو برا نکہے اسلئے کہ اولیا معصوم نہین ہین آخر بشر ہین خواہشات بشری رکہتے ہین عصمت خاصہ انبیا کا ہے سوا اون کے کوئی معصوم نہین اور عصمت کے یہ معنی ہین کہ صغیرہ و کبیرہ کا صدور عمداً و خطاً ممکن نہو اور خواب و بیداری اور ہذیان و سکر مین عقل کے اندر خلل نہ آئے غفلت پیدا نہو اور یہ صفت انبیا مین ضروری ہے تا کہ وحی مین اشتباہ پیدا نہو اور غیر انبیا مین اسکا قائل ہونا اجماع کے خلاف ہے۔ جنید سے کسی نے پوچہا کہ اگر عارف سے زنا واقع ہو تو کیا ہوگا جواب دیا کان امر الله قدرا مقدورا یعنی اللہ کا حکم مقرر ہو چکا ہے۔ ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تہے اون سے نوشتۂ تقدیر کے زور سے زنا واقع ہوگیا حق تعالیٰ نے پہر توبہ کی توفیق دی کہ اپنے اوپر رجم جاری کرائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات البتہ نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو مطلق گناہ نہ کرنا ملائکہ کا کام ہے اور گناہ پر اصرار رکہنا ابلیس کا کام ہے اور گناہ کرنا اور پہر اوسپر نادم ہو کر اوس کا ترک کرنا بنی آدم کا کام ہے جب آدم علیہ السلام نے شیطان کے اغواسے نافرمانی الہی کی اور درخت مین سے کہا لیا اسکے بعد اللہ تعالیٰ اون کے حال مین فرماتا ہے فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه انه هو التواب الرحیم یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی باتین سیکہہ لین پہر اللہ کی طرف متوجہ ہوا بالتحقیق اللہ ہی معاف کرنے والا ہے یہان آدم سے مراد فقط ذات ابوالبشر نہین بلکہ تمام ذریات منظور نظر ہین جو کہ اصل کار سے باخبر ہے جانتا ہے کہ تفصیل اجمال کے ساتھ ہے آدم علیہ السلام کی ذریات صلب آدم مین مستتر ہین جیسے پتے پہل پہول تخم مین مستتر ہوتے ہین اور پانی کا عنصر رگ و ریشۂ شجر مین ساری و منتشر ہوتا ہے +

کاملون اور مرشدون کے آداب

کاملون کو بہی مزید طلب لازم ہے طلب قرب خدا مین قناعت کرنا نہ چاہیے بلکہ قرب الہی کا حق تعالی سے سوال کرتے رہنا چاہیے بی بی عائشہ سے ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹہتے تو فرماتے اللّٰہم زدنی علما اے اللہ زیادہ کر میرا علم - صاحب مجاہدہ کو چاہیے کہ جہد و ریاضت اور تحصیل مراتب قرب مین قصور نکرے اس لئے کہ جب تک جان باقی ہے مجاہدہ بہی باقی ہے حق تعالی نے فرمایا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی اپنے رب کی وہان تک عبادت کر کہ تجہے موت آئے متفق علیہ بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو یہان تک قیام کیا کہ آپ کے پاؤن سوج گئے آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اسی مشقت کیون گوارا فرماتے ہین حالانکہ آپ کے اگلے پچہلے گناہ تمام مغفور ہو چکے ہین آپ نے جواب دیا افلا اکون عبدا شکورا کیا نہ ہون مین بندہ شکرگذار یعنی اللہ تعالی نے جو میرے سب گناہ بخشدیے ہین تو پس مین کیا مشقت عبادت کی چہوڑ دون اور بندہ شکرگذار نہ ہون بلکہ یہ نعمت مغفرت کی اور جسقدر نعمتین مجہے عطا ہوئی ہین اوس کے شکرانہ مین مجہے بہت سی عبادت کرنی چاہیے تاکہ مین بندۂ شکرگذار بن جاؤن حضرت علی سے منقول ہے کہ فرمایا جس قوم نے بہشت اور آرزوے ثواب کے واسطے عبادت کی تو یہ عبادت سوداگرون کی ہے اور دوزخ اور عذاب کے ڈر سے عبادت کی تو یہ عبادت غلامون کی ہے اور جس قوم نے شکرگذاری کے لئے عبادت کی تو یہ عبادت احرار یعنی آزادون کی ہے بو علی سینا نے بہی اوس عبادت کو جو رغبت جنت کے لئے کرین ناپسند کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایک قسم کی تجارت ہے کمالات مین شمار نہین او صوفیہ کی ایک جماعت نے بہی یہی رائے اختیار کی ہے اور کہا ہے کہ گناہ کا ترک کرنا دوزخ کے خوف سے بے حقیقت ہے مگر کہین کہ یہ بات منصوص قرآن کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے عارف بندون کو سمجہایا ہے وادعوہ خوفا وطمعا یکارو اوسکو ڈر اور طمع سے اور سورہ توبہ مین فرماتا ہے ان اللّٰہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ - اللہ نے خرید لی مسلمانون سے اون کی جان اور مال کو اس قیمت پر خرید لیا کہ اون کے لئے بہشت ہے اور سورہ صافات مین کہتا ہے ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم کیا مین تمکو ایک ایسی سوداگری بتا دون جو تمکو عذاب دردناک سے بچائے اور اور بہی جگہ قرآن مجید مین اس قسم کا ارشاد کیا ہے اور انبیا علیہم السلام مین دعوت بہی جنت کی طرف رغبت اور دوزخ سے بچنے کے لئے تہی اس انکار سے کا رخانہ دین وملت مین برہمی پیدا ہوتی ہے البتہ خاص الہی کی طلب کہ تمام شوائب حدوث سے مبرا ہو غیر معقول ہے مقصود اصلی رضاے الہی کی طلب ہے جو جنت مین داخل ہونے اور دوزخ سے بچنے کا سبب ہے اعمال صالحہ جنت کی آبادی کا ایک سبب ہے جیسے کہ گناہ دوزخ کا مادہ ہے مسئلہ کامل اگر کسی کو اپنی ذات سے زیادہ کامل پائے تو چاہیے کہ اوس سے فیض حاصل کرے بلکہ اپنے سے کم مین بہی اگر کوئی فضیلت کی خصوصیت پائے تو وہ بہی طلب کرے دیکہو موسی علیہ السلام نے حضرت خضر سے علم کی

تحصیل کی تہی اور عبد الرحمن بن ابی لیلی سے بخاری نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو درود
یون سکہایا ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید یعنی اے اللہ رحمت
بہیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسی رحمت بہیجی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام
مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے مبدء تعین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مبدء محبوبیت خالص ہے اور ابراہیم علیہ کا مبدء خلت ہے اور
خلت پایہ تعین محمدی کا زینہ ہے صاحب ولایت محمدی کے لئے ولایت ابراہیمی ضرور ہے کیونکہ بغیر سیڑہی کے اوپر
چڑہنا دشوار ہے لیکن چونکہ محبوبیت خالص نہین چاہتی کہ محبوب پایۂ زینہ پر ٹہرے اور مقام خلت مین بہی ایک فضیلت عظیم
ہے گو محبوبیت خالص کے زینہ کا پایہ ہے اس لئے اللہ تعالی نے چاہا کہ مقام خلت کی فضیلت بہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعض متبع حاصل کرین تا کہ وہ منصب عالی بہی اوس سرور محبوبان کے تحت مین ہو جاے انتہی - بعضے نافہم مجدد صاحب کی
اس تقریر پر اعتراض کرتے ہین مسئلہ اولیاء اللہ کہ تکمیل ارشاد کی قدرت رکہتے ہین ان کو چاہیئے کہ لوگون کو بلاوین تا کہ وہ
اون سے فیض باطنی حاصل کرین اور نالائقون کے طعن وتشنیع کا خوف اور بیا کو بچانا چاہیے - توبان سے ابو داؤد اور ترمذی نے
روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتی
یاتی امر اللہ - یعنی میری امت مین سے ایک جماعت حق پر ہمیشہ ثابت رہیگی اور دشمنان دین پر غالب رہیگی اون کا
مخالف اونکو ضرر نہین پہونچا سکیگا یہان تک کہ اللہ کا حکم آوے - مخلوق کو حق تعالی کی طرف بلانا انبیا کا منصب ہے
اور اولیاء انبیا کی نیابت مین کام کرتے ہین پس اس منصب عظمی کو سفہا کی انکار کی وجہ سے چہوڑنا چاہیے اللہ تعالے
فرماتا ہے فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاؤا بالبینات والزبر - اگر یہ تجہکو جہٹلاتے ہین تو تجہسے پیشتر
بہی بہت سے رسول جو نشانیان اور صحیفے لاے تہے جہٹلائے گئے ہین اور منصب ارشاد بہت عالی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ہے اسکا ثواب سب عبادتون سے زائد ہے - ترمذی نے ابی امامہ باہلی سے روایت کی
ہے ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان احدھما عابد والاخر عالم فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنٰکم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
وملائکتہ واھل السموات والارض حتی النملۃ من جحرھا وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو شخصون کا ذکر ہوا کہ ایک اونمین سے عابد ہے ہمیشہ تمام شب عبادت کرتا ہے اور دن کو روزہ
رکہتا ہے اور دوسرا عالم ہے کہ تعلیم خلق مین مشغول رہتا ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت سے دریافت کیا گیا کہ افضل دونون مین سے
کون ہے آپ نے جواب دیا عالم کی بزرگی عابد پر اس طرح ثابت ہے جیسے میری بزرگی تم مین سے ایک ادنی شخص پر پہر حضرت نے
فرمایا کہ اللہ تعالی اور فرشتے اور اہل آسمان وزمین یہان تک کہ اپنے سوراخون مین چیونٹیان اور مچہلیان نیک کام کے تعلیم
دینے والے کے حق مین دعا سے خیر کرتی ہین - پس پیر مرشد کو چاہیے کہ اظہار طریقہ پر حریص ہو اور مریدون پر مہربان اور

رحیم ہو کیونکہ یہہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مین سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم تمہارے پاس تم مین سے رسول آیا ہے جسپر یہہ بات شاق ہے کہ تم ایذا مین پڑو تمہاری تلاش رکہتا ہے اور ایمانداروں کے حال پر شفیق و مہربان ہے۔ اور پیر کو چاہیئے کہ ترش نہو اور ارادتمندون کو ڈانٹے نہین مگر اسلام کے معاملہ مین ایسا کرے تو مضایقہ نہین اور شفقت رکہے نرم بات کہے سخت کلامی نکرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی ایسے ہی رہتے تہے اور اگر اپنے حق مین اون کی تقصیرات کو دیکہے تو درگذر کرے کہ عفو کرنے مین اخلاق الٰہی کے ساتھہ مناسبت ہے اور مخلوق کی رضامندی کے لئے طالبون کو دور نکرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغدوۃ والعشی یریدون وجہہ ما علیک من حسابہم من شئ وما من حسابک علیہم من شئ فتطردہم فتکون من الظالمین یعنی اون کو مت نکال جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہین اور اوسکی خوشنودی چاہتے ہین تیرے اوپر اونکی وجہ سے کوئی مواخذہ نہین اور نہ تیری وجہ سے اونپر کچھہ مواخذہ ہے جس خیال سے تو اونکو نکالکر بے انصافون مین شمار پاوے۔ اور پیر کو چاہیئے کہ مریدون سے منفعت مالی یا بدنی کا متوقع نہو اس لئے کہ ارشاد عبادت ہے اور اجرت عبادت پر لینا جایز نہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تعد عیناک علیہم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا یعنی اپنی آنکہین اون سے نہ پہیر اس حالت مین کہ زینت زندگی دنیا کا ارادہ رکہتا ہو اور پیر کو نہ یہ چاہیئے کہ بعض مریدون کو بعض پر ترجیح دے ہان ایسے مرید کو ترجیح دینا مضایقہ نہین جو خدا کا زیادہ طالب ہو دیکہو ابن ام مکتوم صحابی نابینا حضرت کے مخلص تہے حضرت ایکدن ایک رئیس قریش کو سمجہا رہے تہے وہ اوسوقت آکر اپنی طرف مشغول کرنے لگے کہ وہ آیت کیونکر ہے اوسکے معنی کیا ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس رئیس کو اونپر ترجیح دی اگرچہ مصلحت بہی اوسوقت اسی مین تہی مگر اللہ تعالیٰ کو یہہ بات ناپسند ہوئی اور اپنے پیغمبر پر یہ آیت نازل فرمایا عبس وتولی ان جاءہ الاعمیٰ وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکریٰ اما من استغنیٰ فانت لہ تصدیٰ وما علیک الا یزکیٰ واما من جاءک یسعیٰ وھو یخشیٰ فانت عنہ تلہیٰ یعنی تیوری چڑہائی اور مونہہ موڑا اس سے کہ آیا اوس کے پاس اندہا اور تجہکو کیا خبر ہے شاید وہ پاک ہو جاتا یا سوچتا تو سمجہانا اوس کے کام آتا وہ جو پروا نہین کرتا سو تو اوسکی فکر مین ہے اور تجہپر اوسکے پاک نہونے کا کچہہ گناہ نہین اور وہ جو آیا تیرے پاس دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے سو تو اوس سے تغافل کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو خدا کی طلب مین زیادہ محکم ہو اوسکی تعلیم مین زیادہ کوشش چاہیئے اور جو اس طرح کے نہون بہنسبت اوسکو ترجیح دینا چاہیئے اور صاحب ارشاد کو چاہیئے کہ وقار کے ساتھہ رہے اور لوگون سے زیادہ اختلاط نہ کرے کیونکہ اس صورت مین اوسکی شوکت آنکہون مین کم ہو جائیگی اور دروازہ فیضیابی کا بند ہو جائیگا اور نہ کوئی ایسی حرکت کیجے جو خلق مین اوسکی بے اعتباری کا سبب واقع ہو کیونکہ یہہ بات کارخانہ ہدایت و ارشاد کے مخل ہے اسی لئے صوفیہ نے کہا ہے ریاء الکاملین خیر من اخلاص المریدین مسئلہ کبہی پیر کو مرید کے باطن مین تصرف کرنے اور اوس کا مرض دفع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور اوسکے دو طریق ہین ایک تو یہ ہے کہ جسوقت

کسی کو بیماری ہو جائے تو نماز کے اور دو رکعتین پڑھے اور اللہ کی طرف بہت عجز و انکسار کے ساتھہ رجوع کرے اور اللہ سے دعا کرے کہ اوس شخص کو اوس بیماری سے صاف کردے جو اوسے عارض ہوا ہے اور دوسرا طریق یہہ ہے کہ اپنے تئین صاحب مرض کی صورت بنائے اور اوس کی جگہہ آپ ہو اور اوس [illegible] دفع کرنے مین نہایت مشغول ہو اور حضرت عزرائیل کے نزول سے قبل [illegible] دفعیہ کی کوشش کرے کیونکہ جب نازل ہوئے تو اونکا خالی جانا محال ہے اور بدل ضروری ہے۔ اور بیماری مین مرد دلی کی صورتین ہین اون تو یہہ کہ متوجہ ہو ہمت کے ساتھ اوس بیماری کے زائل ہونیکی طرف دوسری [illegible] اپنے اوپر بیماری کو اوٹھا لے تیسری یہہ کہ تفرق خطرون کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہو اور مرض کے زائل کرنے سے متعرض نہو اسلئے کہ [illegible] مین درجے بلند ہوتے ہین کیونکہ بیمار ہے تو اسے دماغی کی صفائی کا باعث ہے اور جب دماغ [illegible] صاف ہو گیا تو اوس قوت دماغ سے وہ نور مطلق [illegible] ہو گا جو لبسط ہے اور تمام موجودات کو محیط ہے اور تماشا گاہ [illegible] مقصود ہے اور [illegible] معنی کے حصول [illegible] اور یون بھی طالب حقیقی مین تصرف کرتے ہین کہ اوسکو اپنے سامنے بٹھائے اور اوس سے کہے کہ کل خطرون سے اپنے نفس کو خالی کرلے پھر متوجہ ہو ہمت کے ساتھ بیٹھے اور اوٹھائے حجاب ظلمانی پھر حجاب نورانی کے اور جب اوسے غیب حاصل ہو جائے تو اوس کے واسطے توجہ نہ کرے مگر جو کوئی گرہ پڑ جائے تو اوسے کھول دے +

ولایت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے دنیا طلب

جو کوئی جھوٹا دعویٰ ولایت [illegible] کرتا ہے مال دنیا اور عزت حاصل کرنے کے لئے وہ شیطان کا خلیفہ ہے اللہ کا نہین بہت سے ملحد [illegible] کی صورتون مین پھرتے ہین اور بہت سے زندیق شکلین صدیقون کی سی بنائے ہوئے ہین اس سے [illegible] مشکل ہے طالبین صادق اس تیر سے خون دل کھا رہے ہین ؎ نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند + نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند + ہزار نکتہ [illegible] باریکتر ز مو اینجاست + نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند + غلام ہمت آن رند عافیت سوزم + کہ باگدا صفتی کیمیا گری داند + خیال رکھہ کہ اہل مکر کا شکار نہو جائے اور شیطان کے فریب مین آکر راہ نہ بھول جائے ؎ صوفی نہاد دام سر حقہ باز کرد + بنیاد مکر با فلک حقہ باز کرد + ای دل بیا کہ ما بہ پناہ خدا رویم + زانچہ آستین کوتہ و دست دراز کرد + فردا کہ پیشگاہ حقیقت شود پدید + شرمندہ رہروے کہ عمل بر مجاز کرد + خواجہ عبد الخالق غجدوانی کے وصایا مین مذکور ہے کہ صوفیان عمینی سے بھاگنا چاہیے کہ راہ دین کے یہ لوگ چور ہین مسلمانون کو تباہ کرتے ہین۔ شارح وصایا شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے کہا ہے کہ ان لوگون کی چوری اور رہزنی ظاہری چوری اور رہزنی سے بہت بدتر ہے اسلئے کہ آدمی اکثر اوقات ظاہری چورون اور ڈاکوؤن سے بچ بھی جاتا ہے مگر ان چورون کے ہاتھہ سے بچنا مشکل ہے اسلئے کہ اہنا یون کی صورتین بنا کر رہزنی کرتے ہین۔ خواجہ عبد اللہ انصاری نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے کہ اب ایک ایسی قوم پیدا ہوئی ہے کہ ان کے یہان سوا رنگ

بھنگ کے اور کچھ نہین ان کے پاس دام بھی ہے دانہ بھی ہے شمع بھی ہے قندیل بھی ہے جبہ بھی ہے زنبیل بھی ہے سواے ان کے
دکان بھی ہے گانا بھی ہے بجانا بھی ہے خانقاہ بھی ہے مریدون کا گروہ بھی ہے کوئی صوف پوشے ہوئے ہے کسی کے بال الجھے
ہوئے ہین غرض تمام حالتین ایسی رکھتے ہین کہ اگر آدمی ایک بار ان کے پاس آگیا تو صاف بچکر جانا دشوار ہے مقصود انکا
شجرہ و خرقہ ہے نہ اخلاص اور سوز دلی۔ زاہدون کو دیکھتے ہین تو اون کے سے رنگ کی باتین کرتے ہین اور مثل طوطیون
کے چہکتے ہین اگر کسی دولتمند کو دیکھ لیتے تو اوس کے بیٹنے کی فکر کرتے ہین جو کوئی بریدا ملجا تا ہے تو پا ہتے ہین اس سے
کار برآری کرین انتہیٰ حاصلہ مولوی جامی کہتے ہین ؎

ای کہ بہر شکست گردن آز | سوسہ کاسہ چو سراچی ست ازان | چون خم باد ہمین ارنی | کرنی پر شکم ... رام
ہر چہ بر سفرہ زخوان تو نہند | ہر چہ در کام و دہان تو نہند | بخوری ... کہ خواہی | گاو و خریست بدین خوش علفی
دانہ ریزی بکف آید خرمن | خار کاری بہ اندر دامن | ہر کہ لاغر بود و خر فربہ | ہست ازین فربہت آن خر بہ
نانِ خود با ترہ و دوغ زنی | بہ کہ از خوان شہ آروغ زنی | دلق و درع ہمین آرائی | عطر تزویر بران می سائی
باشد اینہا ہمہ دعویٰ یعنی | صوفی و قیم و صاحب معنی | تا فتد سادہ دلے در دامت | طعمہ چاشت دہد یا شامت
یک کلہ داد کلہا بخری | عیر تعلیم ہنر بخیری | چون بدل افتدت از شہر کرہ | تا گروہے روی از شہر بدہ
کہ فلان ست زنیکو کیشان | مخلص و معتقد درویشان | زیرِ صد بار روی از نا داری | تو بزاد بار شوی سر باری
کن از مفلسی آن بے مایہ | رخت خانہ گرو ہمسایہ | بہر تو سفرہ و خوان آراید | شربت و میوہ بر آن افزاید
تو ہم از دین و خرد ہر دو بری | بہ لشیمی و لشہوت بخوری | تف برین صورت و سیر کہ تراست | تف برین عقل و بصیرت کہ تراست
دزدی و راہزنی بہتر ازین | کفن از مردہ کشی بہتر ازین | این نہ صوفی گری و درویشی ست | نا مسلمانی و کافر کیشی ست

اکثر ہمارے وقت کے درویش بھی آرام مین پڑے ہوئے ہین آرایش کا سامان تلاش کر رہے ہین نہ انکو عرفان کی خبر
ہے نہ احسان کی بھہ آدمیون سے صورت مین ممتاز ہین اور باطن ان کا کدورت سے بھرا ہوا ہے ؎ گویند جماعتی کہ
راہے داریم + وز کسوتِ عارفان پناہے داریم + گر تاج نمد کمالِ ایشان باشد + ما نیز ازین نمد کلاہے داریم
اللہ تعالیٰ ایسے لوگون کی مذمت کرتا ہے ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا یعنی اوس سے زیادہ ظالم کون ہے
جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ابتداے طلب مین بعض لوگون کی نیت مین دنیا طلبی ہوتی ہے مگر انتہا مین
دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین مگر یہ حالت کم ہے عبدالکریم بن ہوازن ابو القاسم قشیری مرید ابو علی دقاق
نے کہ ربیع الاول ۴۶۵ھ مین اس جہان سے رحلت کی ہے اپنے رسالہ مین سچے صوفیون کی بہت کچھ مدح کرنے بعد ان کی
نسبت لکھا ہے ثم ان المحققین من ہذہ الطائفۃ انقرض اکثرہم ولم یبق فی زماننا ہذا من ہذہ الطائفۃ
الا اثرہم کما قیل ؎ اما الخیام فانہا کخیامہم + واری نساء الحی غیر نسائہا حصلت الفترۃ

في هذه الطريقة لا بل اندرست الطريقة بالحقيقة مضى الشيوخ الذين كان بهم اهتداء وقل الشباب
الذين كان لهم بسيرهم وسنتهم اقتداء وزال الورع وطوى بساطه واشتد الطمع وقوى رباطه
وارتحل عن القلوب حرمة الشريعة فعدوا قلة المبالاة بالدين اوثق ذريعة ورفضوا التمييز بين الحلال
والحرام ودانوا بترك الاحترام وطرح الاحتشام واستخفوا باداء العبادات واستهانوا بالصوم
والصلوات وركضوا في ميدان الغفلات وركنوا الى اتباع الشهوات وقلة المبالاة بتعاطي المحظورات
والارتفاق بما ياخذونه من السوقة والنسوان واصحاب السلطان ثم لم يرضوا بما تعاطوه من سوء
هذه الافعال حتى اشاروا الى اعلى الحقائق والاحوال وادعوا انهم تحرروا عن رق الاغلال وتحققوا
بحقائق الوصال وانهم قائمون بالحق تجري عليهم احكامه وهم محو وليس لله عليهم فيما يؤثرونه
او يذرونه عتب ولا لوم وانهم كوشفوا باسرار الاحدية واختطفوا عنهم بالكلية وزالت عنهم
احكام الشريعة وبقوا بعد فنائهم بانوار الصمدية والقائل عنهم غيرهم اذا نطقوا والنائب عنهم سواهم
فيما تصرفوا ابل صرفوا - یعنی صوفیہ محققین مین سے اکثر دنیا مین باقی نہین ہین اور اس زمانہ مین اس محققین گروہ مین سے کسی کا
نام و نشان نہین چلتا جیسا کہ ایک شاعر نے بیان کیا ہے کہ یہ خیمے تحقیق اونکے خیمون کی طرح ہین مگر قبیلے کی عورتین وہ عورتین
نہین معلوم ہوتین اس طریقے مین فتور ہی نہین پڑ گیا بلکہ علم طریقت حقیقت مین پرانا پڑ گیا ہے جن مشایخ کے سبب سے لوگون کو
ہدایت ہوئی تھی وہ چلے گئے اور جن نوجوانون کو اون پیشواؤن کے طریقون اور راستون سے ہدایت ہوئی تھی وہ نایاب
ہوگئے ورع جاتا رہا اور اسکا فرش لپیٹ گیا اور طمع بڑھ گیا اور طمع کے تعلقات قوی ہوگئے اور دلون سے شرع کی
حرمت جاتی رہی اور بے پروائی کو دین کا پکا ذریعہ بنا لیا اور حلال و حرام مین سے تمیز جاتا رہا حرام کو ترک کرنے لگے شرم کو
چھوڑ دیا عبادات کے بجا لانے مین کمی کی اور نماز روزے کی وقعت دل سے اوڑا دی اور غفلت اختیار کر لی ممنوعات کا لین
دین کرنے لگے اور بازاری لوگ اور عورتین اور والیان ملک کے مقربون سے نفع اوٹھانے لگے اور اس طرح اونہون نے
اپنی خواہشات اور بے پروائی کی متابعت کی اور پھر اون برے کامون پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ اور آگے کو بڑھے اور ادعا
کیا کہ ہم غلامی کے طوقون سے آزاد ہوئے اور حقایق وصال تک پہونچ گئے اور وہ حق کے ساتھ قائم ہین اونپر احکام حق
جاری ہین اور وہ محو ہین اور جو کچھہ کہ وہ کرتے ہین اور چھوڑتے ہین اوسمین اونپر الله کا عتاب اور ملامت نہین اور اونپر
احدیت کے اسرار کھل گئے ہین اور اون لوگون سے وہ اوچک لیگئے ہین اون سے وہ لیتے ہین اور اونپر بشریت کے احکام
باقی نہین رہے اور وہ فانی ہوکر نور صمدی کے ساتھ باقی ہوگئے ہین اور جب وہ بولتے ہین تو اونکے حال کو کوئی اور بیان
کرتا ہے اور جب وہ کوئی کام کرتے ہین تو کوئی اور اونکا نایب ہوتا ہے بلکہ پھیرے گئے ہین اور اون سے یہ کام کروائے گئے
ہین مطلب یہ ہے کہ وہ اس بات کا دعوی کرتے ہین کہ جو کام ہم کرتے ہین جو بات ہم کہتے ہین وہ خود ہماری طبیعت سے

نہین ہوتی اللہ تعالی ہماری طرف سے کرتا ہی اور اللہ ہی ہماری طرف سے بولتا ہے بلکہ اللہ ہی ہم سے ہر ایک کام کرواتا ہے ہماری راے کو کسی کام مین دخل نہین ہے **شعر** بزیر دلق ملمع کمندہا دارند + درازدستی این کوتہ آستینان بین

اور ابو بکر بن محمد بن اسحاق بخاری کلاآبادی اپنی رسالہ تعرف لمذہب التصوف مین محققین صوفیہ صافی منش کے اوصاف و محامد بیان کرنے کے بعد لکھا ہے ہم فی حیاتہ اہل صفۃ وبعد وفاتہ خیار امتہ لم یزل یدعو الاول الثانی والسابق التالی بلسان فعلہ اغناہ ذلک عن قولہ حتی قل الرغب وفتر الطلب فصار الحال اجوبۃ ومسائل وکتبا ورسائل فالمعانی لاربابہا قریبۃ والصدور لفہمہا رحیبۃ الی ذہب المعنی وبقی الاسم وغابت الحقیقۃ وحصل الرسم وصار التحقیق حلیۃ والتصدیق زینۃ وادعاہ من لم یعرفہ وتحلی بہ من لم یصفہ وانکرہ بفعلہ من اقر بلسانہ وکتمہ بصدقہ من اظہرہ ببیانہ وادخل فیہ ما لیس منہ ونسب الیہ ما لیس فیہ فجعل حقہ باطلا وسمی عالمہ جاہلا وانفرد المتحقق فیہ ضنا بہ وسکت الواصف غیرۃ علیہ فنفرت القلوب منہ وانصرفت النفوس عنہ فذہب العلم واہلہ والبیان وفعلہ یعنی صوفیہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین اہل صفہ تہے اور بعد وفات جناب سرور کائنات کے خیار امت ہین ہمیشہ اونہین سے پہلا دوسرے کو اور اگلا پچھلے کو ہدایت کی طرف اپنے افعال کے ذریعہ سے بلاتا تہا اور زبانی دعوت کرنے کی فعل کی ضرورت نہ تہی یہان تک کہ لوگون کی رغبتین کم ہوگئین اور طلب مین فتور پڑ گیا اور ایسے لوگ باقی نہ رہے جو صرف افعال کے دیکہنے سے ہدایت حاصل کرتے تہے پس وہ حال یعنی تصوف سوال وجواب اور مسائل بنکر کتب مین مدون ہوگیا پس معانی ارباب تصوف کے لئے قریب تہے اور دل اون معانی کے سمجہنے کے لئے کشادہ تہے یہان تک کہ وہ معانی بہی جاتے رہے اور صرف نام باقی رہگیا اور حقیقت غائب ہوگئی اور رسم حاصل ہوگیا اور ایک آرایش رہگئی اور تصدیق ایک زینت بنگئی اور تصوف کا وہ شخص دعوی کرنے لگا جو اوسے نہین جانتا تہا اور تصوف سے ایسا شخص مزین ہوا جو یہہ وصف نہین رکھتا تہا اور زبان سے وہ شخص اقرار کرنے لگا جو دل سے کام نہین کرتا تہا اور پورے طور پر اوس شخص نے چہپایا جو اوسے اپنے بیان سے ظاہر کرتا تہا اور تصوف مین وہ شخص داخل ہوگیا جو اوسمین سے نہ تہا اور اپنی جان کو تصوف کی طرف ایسے شخص نے منسوب کیا جو اوسمین سے نہ تہا اسوجہ سے حق باطل ہوگیا اور اس علم کے عالم کا نام جاہل ہوگیا اور جو علم تصوف کا محقق تہا وہ بخل کرنے لگا اور جو علم تصوف کا بیان کرنے والا تہا اوسکو اس بیان سے غیرت آئی سو اوسنے سکوت اختیار کیا اسلئے دلون کو علم تصوف سے نفرت پیدا ہوگئی اور نفوس اوسکی طرف سے پہر گئے پس علم تصوف اور صوفیہ اور اوسکا بیان اور کام سب جاتے رہے ۔ خطیرۃ القدس مین نواب صدیق حسن خان نے لکہا ہے کہ اب تہوڑے زمانہ سے کہ جسکو پچاس سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا تصوف صحیح اور سلوک سنائی کا

کارخانہ خراب ہوگیا ہے اور معرفت کا شہر ویران اور برباد ہوگیا ہے اور جو کچھ کہین کم کم دیکھا اور سنا جاتا ہے وہ سراسر دہوکا اور فریب ہے اسیطرح تمدن علم بہی اٹھہ گیا جو لوگ اسوقت عالم ہونے کا دعوی کرتے ہین وہ دنیا طلبی کے درپے ہین اور ایسے بہت کم علما ہین جن کی نیت مین دنیا طلبی نہین دونون قومون مین یہان تک نفسانیت اور تعلی اور گپ شپ سما گئی ہے کہ دونون طریقون پر اطمینان نہین رہا مبطل اور محق کے درمیان تمیز کرنا مشکل ہوگیا ہے انتہی - مگر زمانہ اب بہی سچے صوفیہ اور صادق ارباب سلوک سے خالی نہین بصیرت درکار ہے دیکھو ابوجہل کو آفتاب نبوت نظر نہ آیا اسوجہ سے کہ اوسکی بصیرت مین فرق تہا اور توفیق ایزدی رفیق نہ تہی میر عبدالجلیل بلگرامی مثنوی امواج خیال مین صوفیہ صافی کی یون تعریف کرتے ہین ؎

از فرقۂ طالبان مولے	رنگینئ بزم وصف اولے	وحدت نگہسان کثرت آثار	از بادۂ نفی غیر سرشار
اطوار وجود دیدہ یکرنگ	حیرت بہ نگاہ کردہ ہمسنگ	میناشکنان بزم ہستی	مدہوش شراب حق پرستی
دل کردہ ز بہر یاد فرش	الرحمن استوی علی العرش	طے ساختہ وادئ شریعت	جا کردہ بمنزل حقیقت
وا کردہ طلسم حسن جاوید	از دیدۂ سر بسائے توحید	سرگرم طواف کعبۂ دل	قربانئ نفس کردہ بسمل

اولیا کو جو انعامات اللہ تعالی نے عطا کئے ہین اونکو کہولین کیونکہ نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور نواب صدیق حسنخانصاحب کی اون باتون کا جواب جو حضرت پیران پیر کے حق مین اونہون نے لکہی ہین

اولیا کو یہ بات جایز ہے کہ اون انعامات کو جو اللہ تعالی نے اون کے حق مین عطا فرمائے ہین ظاہر کرین اور مرتبہ قرب الہی اور درجۂ ولایت کو لوگون پر کہولین چنانچہ حضرت غوث اعظم کی تالیفات اور شیخ اکبر کی تالیفات اور مجدد الف ثانی کی تالیفات ان سے بہری پڑی ہین اللہ تعالی فرماتا ہے واما بنعمة ربك فحدث یعنی احسان اپنے رب کا بیان کر اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الحدیث بالنعمة شکر یعنی نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور ترک کرنا نعمت کے بیان کرنے کا کفران نعمت ہے چنانچہ بیہقی نے یہ لفظ اس حدیث پر زیادہ کیا ہے وترکہ کفر اور ابن جریر نے اپنی تفسیر مین ابی بسرہ غفاری سے روایت کی ہے کہ مسلمان لوگ یعنی صحابہ جانتے تہے کہ نعمت کی شکر گذاری یہ ہے کہ اوسکو ظاہر کرے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم و لئن کفرتم ان عذابی لشدید اگر شکر کروگے تو تمکو اور دونگا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے اور دیلمی نے مسند الفردوس مین اور ابونعیم نے حلیہ مین روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب منبر پر چڑہے اور کہا الحمد للہ الذی صیرنی کما لیس لی فوقی یعنی اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اوس نے مجہے ایسا کیا کہ کوئی مجہسے بالا نہین پہر ممبر سے اتر آئے لوگون نے اس کلام کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مین نے یہہ بات اللہ کی شکر گذاری

اسکے لئے لکھی ہے اور اس معاملہ مین صحابہ اور سلف صالح کے اقوال بہت سے ہین اور خود قرآن کریم مین حضرت سلیمان اور داود سے حکایت کی ہے کہ اونہون نے کہا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین ۔ شکر اللہ کا جسنے ہمکو بڑہایا اپنے بہت سے بندون ایمان والون پر ۔ اور جو کچھہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اون کے فضائل کے باب مین مروی ہے خیانچہ ابوہریرہ رض سے مسلم نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ۔ یعنی مین اولاد آدم کا سردار ہون قیامت کے دن اور انس رض سے ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا انا اکرم ولد آدم علی ربی یعنی مین بزرگتر ہون اولاد آدم ہون پروردگار کے نزدیک اور بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا سید الناس یوم القیامۃ یعنی مین بنی نوع انسان کا سردار ہون قیامت کے دن ۔ اور دوسری حدیث مین حضرت نے فرمایا ہے انا اکرم الاولین والاخرین رواہ الترمذی و الدارمی عن ابن عباس یعنی مین تمام اگلے پچھلون سے بزرگ ہون ۔ اور مسلم نے انس رض سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیامۃ وانا اول من یقرع باب الجنۃ یعنی قیامت کے دن میرے متبع زیادہ ہونگے اور مین ہی اول جنت کا دروازہ کہلواؤنگا ۔ یہ سارے قول شکر نعمت کے لئے ہین نہ مفاخرت کے لئے غرضکہ نیت صالح چاہئے اور یہ جو سورہ نجم مین آیا ہے فلا تزکوا انفسکم مت پاک کہو تم اپنی جانون کو ۔ تو مراد اس سے یہ ہے کہ تفاخر مت کرو تزکیہ نفس اور اظہار نعمت بظاہر ایک سی معلوم ہوتی ہین لیکن حقیقت مین ان دونون باتون مین مغائرت ہے اگر کمالات کو اپنی جان کی طرف نسبت کرے اور خالق کی طرف سے نہ سمجھے اور یہ خیال کرے کہ مین ایسا کامل ہون اور یہ نجانے کہ مجھے اللہ نے یہ کمالات عطا کئے ہین تو یہ تزکیہ نفس اور تکبر ہے اور اگر اون کمالات کو خدا کی طرف منسوب کرے اور اپنی جان کو اون کا منشا جانے اور اپنی طرف اون کمالات کو مجازاً منسوب کرے اور یہ جانے کہ سارے کمالات کا اللہ ہی دینے والا ہے پھر اون کو بیان کرے کے شایع بہی ایسے اسکو اظہار نعمت بولتے ہین ۔ یہ بات اگرچہ عوام کی نظرون مین تزکیہ نفس کے ساتھہ التباس رکھتی ہے لیکن خدا کے نزدیک التباس نہین ہے قرآن مین ہے واللہ یعلم المفسد من المصلح اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والا اور درست کرنے والا ۔ تزکیہ نفس اولیاء اللہ سے جو رذائل نفس سے مبرا ہین متصور نہین مگر اظہار نعمت پس اگر ایسی بات انکیا سے ظہور مین آئی تو اعتراض نہ کرنا چاہیے کہ نیک گمانی کے لئے ہمکو حکم ہے مگر مرید کو چاہیے کہ مکر سے امین نرہے اور اپنے کمالات کو خیال مین نہ لائے اپنے ہمیشہ متہم رکھے اور جب مرتبہ کمال کو پہنچ جاے اور اکابر کی شہادت اور الہامات سے پہلے درپے ملہم ہو اوسوقت اظہار کرے تاکہ لوگ اوسکی منزلت معلوم کرکے اوس سے استفادہ کرین اور اوس سے کمالات کے مشتاق ہووین آپ اس بات پر غور کرو کہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جو یہ کہا ہے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنون پر ہے یہ بہی شکر نعمت کی قبیل سے ہے نہ تزکیہ نفس کا سلوک سطح کے طور پر اور نواب صدیق حسن خان نے تقصار مین ایک جگہہ یہ کہا ہے کہ این سخن از وے اگر بصحت رسیدہ باشد

کہ مراد وے بدان چیست یا از وادی سکر ست کہ اہل حال را پیش مے آید۔ مین کہتا ہون کہ اس تاویل کی کیا ضرورت ہے صاف یہہ ہے کہ یہہ شکر نعمت کے اظہار کے لئے ہے اور ریاض المرتاض مین نواب صاحب نے بہی اس اظہار کو جایز قرار دیا ہے یہ کلام تمام کاملین آفاق مین مشہور رہے اور مشایخ متقدمین نے خبر دی ہے اور مشایخ عصر نے شرقاً و غرباً حاضراً و غائباً یہ کلام سنکر اطاعت کی اور گردن جہکائی اور تمام ارباب احوال نے یہ بات سنکر تصدیق کی۔ بہجۃ الاسرار کا مولف کہتا ہے کہ مجہسے بعضے مشایخ نے ذکر کیا ہے کہ شیخ ابو بکر بطائحی اور شیخ ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسٰی ملقب بہ جفنی کہتے تہے کہ عراق مین ایک آدمی پیدا ہوگا جو کہیگا میرا قدم ہر ولی خدا کی گردن پر ہے اور اولیاے عصر اوسکے اس قول کی تصدیق اور اطاعت کرینگے اور وہ اپنے وقت مین یگانہ آفاق ہوگا وہ شخص کرامات کا ایک عالیشان مظہر ہوگا اور شیخ عقیل نے ایک سوال کے جواب مین کہا کہ اک جوان عجم مین ایسا پیدا ہوگا کہ وہ قطب وقت ہوگا اوسکی کرامات کا خاص و عام اقرار کرینگے وہ کہیگا قدمی هذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اولیا اوسکے پاؤن پر گردن رکہینگے کاش مین بہی اگر اوس زمانہ مین ہوتا تو اپنے سر کو اوسکے قدم پر رکہتا اور جو کوئی آدمی اوسکی کرامات کی تصدیق کرے گا اللہ اوسکو فائدہ پہونچائے گا۔ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ ایام جوانی مین تاج العارفین شیخ ابو الوفا کے پاس جایا کرتے تہے ایک دن شیخ موصوف نے کہا کہ اے عبد القادر جو مرغا بولتا ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے مگر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب تمہارا مرغا بولیگا تو پہر قیامت تک خاموش نہوگا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے اپنے پیر و مرشد ابو النجیب عبد القادر سہروردی کی زبانی بیان کیا ہے کہ شیخ حماد جو اعلٰی درجہ کے اولیا مین سے تہے حضرت عبد القادر جیلانی ابتداے حال مین اون کی صحبت مین رہتے تہے ایک دن مین شیخ حماد کے پاس بیٹہا ہوا تہا کہ وہ بہی آئے اور بیٹہ کر چلے گئے شیخ حماد نے کہا کہ اس جوان عجمی کا قدم ایک زمانہ مین اولیا کی گردنون پر بلند ہوگا اور اللہ تعالٰی یہ کہنے کی اجازت دے گا قدمی هذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اس واقعہ سے پیشتر بہت سے مشایخ نے خبر دی ہے شیخ عدی بن مسافر ایک درویش کامل ہے حضرت عبد القادر ہمیشہ اون کی نسبت کہتے تہے کہ نبوت اگر مجاہدہ کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتے تو شیخ عدی پاتے اون سے کسی نے پوچہا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے پیشتر جو اولیاء اللہ گذرے ہین اون مین سے بہی کسی نے ایسی بات کہی ہے جواب دیا نہین اور شیخ عدی نے کہا ہے حضرت عبد القادر نے یہہ کہکر قدمی هذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ظاہر کیا ہے کہ میرا مقام و مرتبہ اپنے وقت مین یکتا ہے شیخ عدی سے سائل نے کہا کہ ہر ایک عہد اور زمانہ مین ایسے اولیا گذرے جو یکتاے وقت تہے کوئی اون کے مرتبہ مین اون کا شریک نہ تہا اپنے مقام مین فرد تہے پہر انہون نے کیون ایسا نہین کیا جواب دیا کہ اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالٰی نے یہہ کہنے کا حکم نہین دیا تہا اور ان کو حکم دیا اولیاء اللہ نے اس حکم کی تعمیل کی ہے جیسا کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو امر الٰہی کے سبب سے سجدہ کیا تہا شیخ ابو النجیب سہروردی نے اپنا سر جہکا دیا اور تین بار کہا میرے سر پر میرے سر پر میرے سر پر شیخ ابو الثنا محمود بن احمد کردی اور شیخ بقا بن بطو اور شیخ ابو سعید قیلوی اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ علی بن ہیتی

اور شیخ احمد رفاعی وغیرہ پچاس مشایخ سے منقول ہے کہ ہم اون کی مجلس مین حاضر تھے کہ آپ نے کہا قدمی ھذہٖ علی رقبة کل ولی اللہ اور اسوقت پچاس سے زیادہ ملک عراق کے مشایخ موجود تھے سب نے اپنی گردن جھکادی اور شیخ علی بن ہیتی اوس تخت پر چڑھ گئے جسپر عبدالقادر جیلانی بیٹھے ہوے تھے اور اون کا قدم اپنے سر پر رکھہ لیا ان کے دوستون اور مریدون نے پوچھا کہ تم نے یھہ کیون کہا جواب دیا کہ حضرت عبدالقادر کو حکم ہوا تھا کہ یھہ بات کہین اور جو تعمیل سے سرتابی کرے اوس ولی کو مرتبہ ولایت سے معزول کردین پس مینے چاہا کہ میرا اول نمبر اون لوگون مین ہو جو مطیع ہین اور یھہ شیخ علی اون چار لوگون مین سے ہین جنکی نسبت مشایخ عراق کہتے تھے کہ یھہ گونگی اور مبروص کو تندرست کرتے ہین اونمین سے باقی تین یہ ہین حضرت عبدالقادر جیلانی اور شیخ بقا بن بطو اور شیخ ابو سعید قیلوی اور جو مشایخ اس جلسہ مین موجود تھے اونھون نے اپنی مقامات سنکر گردنین جھکائین اور اولیا دکا منقول ہے کہ شیخ ابو مدین شعیب نے ایک دن اپنی گردن جھکادی اور کہا کہ مین اونھین مین سے ہون بارخدایا تجھکو اور تیرے فرشتونکو گواہ کرتا ہون کہ مینے قبول کیا اور اطاعت کو حاضر ہون مریدون نے حقیقت حال دریافت کی جواب دیا کہ ابھی حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مین کہا ہے قدمی ھذہٖ علی رقبة کل ولی اللہ - شیخ خلیفہ اکبر کو خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر زیارت کرتی تھی اونھون نے آنحضرت سے خواب مین دریافت کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر ایسا کہتے ہین فرمایا کہ یہ قول اونکا صحیح ہے اور وہ قطب وقت ہین مین اون کی رعایت کرتا ہون اور شیخ احمد رفاعی اور شیخ ابو سعید قیلوی نے ایک سوال کے جواب مین کہا تھا کہ یہ بات شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کہی ہے اور یہ قطبیت کی زبان ہے اور قطبون مین سے بعضے زمانہ کے قطبون کو سکوت کا حکم ہوتا ہے پس اوسکو سکوت کے سوا چارہ نہین اور بعضون کو کہدینے کا حکم ہوتا ہے پس وہ ضرور کہدیتے ہین اور ایسے قطب مقام قطبیت مین اکمل ہوتے ہین یہ شفاعت کی زبان ہے چار مشایخ ایسے ہین جو قبر مین بھی تصرف کرتے ہین جیسے کہ حیات مین تصرف کرتے تھے ایک شیخ عبدالقادر دوسرے شیخ عقیل منبجی تیسرے شیخ حیات بن قیس حرانی - چوتھے معروف کرخی - بہجۃ الاسرار اور اوس کے منتخبات مین زیادہ تفصیل دیکھنا چاہیے نواب صدیق حسن خان نے تقصار مین لکھا ہے کہ مشہور یھہ ہے کہ حضرت شیخ کے اس قول مین تمام زمانہ کے اولیا مراد ہین لیکن شیخ احمد نقشبندی رحمہ اللہ یہ کہتے ہین کہ یہ حکم اوسے زمانہ کے اولیا سے مخصوص ہے اگلے اور پچھلے زمانہ کے اولیا اس سے مستثنے ہین جیسا کہ شیخ حماد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے - مناقب الاولیا مین لکھا ہے کہ ہمیشہ اون کا وقت ہے جب تک اون کی ولایت باقی ہے نواب صاحب کہتے ہین کہ صحیح شیخ احمد رحمہ اللہ کا قول ہے اس لئے کہ اس امت کی صفت مین حدیث مین آیا ہے مثل امتی مثل المطر لا یدریٰ اولہ خیرٌ ام آخرہٗ یعنی ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت کا حال مینہ کی طرح ہے جس کا حال نہین معلوم ہوتا کہ اوس کا اول بہتر ہے یا آخر -

تنبیہ عمران بن حصین سے بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یعنی میری تمام امت مین وہ عصر بہتر ہے جسمین مین موجود ہون پھر
اوس زمانہ کے لوگ بہتر ہین جو میرے عصر سے ملے ہوئے ہین پھر وہ لوگ بہتر ہین جو اون سے متصل ہین۔ پس اس حدیث کی
پہلی حدیث معارض نہین ہوسکتی کہ پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ نہین معلوم ہوتا کہ میری امت مین سے اول
کے لئے ثواب زیادہ ہے یا آخر کے لئے اور یہ مطلب نہین کہ اس امت کا اول افضل ہے یا آخر پس جبکہ حدیث
مزید ثواب پر محمول ٹھیرے گی تو تفضیل پہلون پر نہ نکلے گی اور یہی ہے کہ فضل اون تینون قرنون کو باعتبار مجموع اوس
قرن کے ہے نہ باعتبار فرد فرد اون کے اس صورت مین لا یدری اولہ خیر ام آخرہ سے صحابہ و تابعین
کی تمام امت پر فضیلت مین نقصان لازم نہین آتا اور دلیل عقلی بھی اسی کی مقتضی ہے کہ متقدمین کو متاخرین پر تفضیل
حاصل ہے اس لئے کہ یہ لوگ واسطہ ہین درمیان پیغمبر اور جماعت متاخرہ کے کیونکہ انہین کے ہاتھون سے دین اسلام
کو غلبہ حاصل ہوا حضرت کا دین انہین سے پھیلا انہین کے ذریعہ سے علم نبوت اور احکام ملت پچھلون کو پہونچے اسکی
اسکی مثال یون سمجھنا چاہیے کہ ملت کا کام دیوار کی طرح ہے کہ ہر اینٹ متفرع ہے نیچے کی اینٹ پر نیچے ہی کی اینٹ سے
اوپر کی اینٹ کو استقامت حاصل ہے اسی طرح نیو تک خیال کرلینا چاہیے اسی طرح ہر قرن متاخر نے شرائع اسلام
اور علوم و ہدایات مین مدد قرن متقدم سے حاصل کی ہے یہان تک کہ یہ شارع تک پہونچتا ہے جو خدا کی جانب سے
شریعت حقہ بے واسطہ لائے ہین اور نواب صاحب نے اس کتاب مین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے حق مین لکھا ہے تبہ او
در علم و ولایت بغایت رفیع ست اما چندانکہ خداوند تعالیٰ شانہ را گذاشتہ دوگانہ او گذارند۔ اس اضافت مین اگر
مراد نواب صاحب کی یہ ہے کہ یہ دوگانہ سیدنا غوث اعظم کی عبادت سمجھکر ادا کیا جاتا ہے جیسا کہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے
تو یہ راے اون کی سراسر غلط ہے اور اونکو اس دوگانہ کی مطلقاً خبر نہ تھی اس دوگانہ کی نیت علماے باعرفان ان
الفاظ کے ساتھ کرتے ہین نویت ان اصلی رکعتین صلوۃ الاسرار تقربا الی اللہ تعالیٰ وانقطاعاً عما
سواہ الخ نیت کرتا ہون مین اس بات کی کہ پڑھون مین صلوۃ اسرار کو واسطے نزدیکی اللہ تعالیٰ کے اور واسطے
جدا ہونے اون چیزون کے جو اللہ کے سوا ہین۔ نواب صاحب نے اسے حضرت غوث اعظم کا دوگانہ خیال کیا افسوس
جس شخص کو اوس نماز کی نیت تک نہ معلوم ہو وہ باطل کرنے کے درپے ہو۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵ امین شیخ وجیہ الدین
علوی گجراتی کے بہت سے فضائل و محامد لکھے ہین اور اونکو مرتاض و مسند نشین افادہ و افاضہ کہا ہے اور شرق
و غرب عالم کو اون کے فیض سے منور نمایان کیا ہے اور آخر مین لکھا ہے کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اونکی ملاقات
سے مشرف ہوے تھے اور بعضے اذکار و اشغال سلسلہ علیہ قادریہ کے اون سے حاصل کئے تھے مگر نواب صاحب کو
یہ معلوم نہوا کہ یہ دوگانہ خاص انہین شیخ وجیہ الدین نے اونہین بتایا تھا اور اون اشغال سلسلہ شریفہ قادریہ مین سے

یہ دوگانہ بھی تھا اگر نواب صاحب کو اس بات کی خبر ہوتی کہ دوگانہ غوثیہ بھی شیخ وجیہ الدین نے بنایا تھا تو شیخ علوی کی کبھی
ایسی ستائش نہ کرتے اور اون کے فیض کو طول وعرض مشرق ومغرب مین نہ پھیلاتے یہ جو کچھ تعریف لکھی ہے وہ صاحب
سبحۃ المرجان کی تقلید سے لکھی ہے عبارت سبحۃ المرجان کی یہ ہے ملاء شرق العالم وغربہ من لوامع البرکات
جسکا ترجمہ نواب صاحب نے یون کیا ہے سالہاے دراز بر مسند افادہ واستفاضہ بنشست وشرق وغرب عالم را از فیض
اقدس معمور ساخت - بلکہ اسی تقلید کی بدولت بھاری غلطی یہ کی ہے کہ اخبار الاخیار سے شیخ علوی کا سنہ وفات
سنہ ۹۹۷ھ نقل کئے ہین اور زیادہ تاریخ وفات سبحۃ المرجان سے نقل کیا ہے جو یہ ہے لہم جنات الفردوس نزلا -
حالانکہ عدد اسکے سنہ ۹۹۸ھ ہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس دوگانہ کو نماز غوثیہ اور صلوٰۃ الاسرار بھی کہتے ہین اور اہل سلسلہ کو
حضرت غوث اعظم سے پہونچا ہے تحفۃ القادریہ مؤلفہ ابوالمعالی محمد مین کہ بہجۃ الاسرار وخلاصۃ المفاخر ومفتاح الافلاص
گیلانی سے بنایا ہے ترکیب اس دوگانہ کی یون لکھی ہے کہ دو رکعتین پڑھے اول رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ
کافرون گیارہ بار اور دوسری رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پھر پیغمبر خدا پر گیارہ مرتبہ
درود بھیجے اور نماز کو تمام کرنے کے بعد عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور گیارہ بار حضرت غوث اعظم کا نام لیکر اپنی حاجت
بیان کرے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ترکیب اسکی بہجۃ الاسرار کے دونون خلاصون مین یون لکھی ہے کہ دو رکعتین پڑھے
کہ ہر رکعت کے اندر سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پھر حضرت پر درود وسلام پڑھکر نماز کو تمام کرے
اور پیغمبر خدا کو یاد کرے اور مصلی کو چاہیے کہ نماز کے بعد گیارہ قدم بغداد کی طرف چلے اور حضرت غوث اعظم کا نام لے اور اپنی حاجت
یاد کرے اور التجا اور عاجزی حضرت غوث اعظم کی شان مین کرے - مین خیال کرتا ہون کہ اس نماز کی پوری حقیقت اگر
حالت اگر نواب صاحب کو معلوم ہوجاتی تو شاید انکی ارادت لفظی بھی درگاہ غوثیت سے جاتی رہتی اور آپکی تعریف
مین کبھی ایسا نہ لکھتے کہ در عالم ظاہری بمرتبۂ اجتہاد رسیدہ ودر باطن کمتر کسے باومی تواند رسید لو اسی کتاب مین نواب صاحب
نے یہ بھی لکھا ہے کہ لفظ غوث الثقلین وقطب الاقطاب وغوث اعظم وامثال آن ہرچند بر زبان خامہ بسیارے از ترجمہ نویسان
دانشمند جاری شدہ اما خالی از کراہت وبدعت بلکہ نوعے از شرک نیست اسم اعظمش ہمین عبدالقادر است
کہ خبر از عبودیت تامہ او میدہد انتہے - نواب صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ الفاظ غوث الثقلین وقطب الاقطاب انکی
شان مین کراہت وبدعت بلکہ شرک سے خالی نہین سو اس دعوی پر کوئی دلیل نہین اور کسی طرح قابل قبول نہین
اول تو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ لفظ غوث کا اطلاق سواے ذات باری کے اور دن پر ناجایز ہے اور یہ ثابت کرنا
مشکل ہے اللہ تعالی کے نود ونہ نامون مین سے بہت سے نام ایسے ہین کہ ذات واجب تعالی اور ذات مقدسہ انبیاء
اولیاء اکابر مشترک الاستعمال ہین اور محاورہ اور استعمال مین گفتگو کی بہت گنجایش ہے اور خود نواب صاحب نے
اس کتاب کے صفحہ ۲۰۰ مین سید طیب کے ترجمہ مین لفظ قطب نقل کیا ہے جبکہ سید موصوف کی ستایش

کیجا سکتی ہی تو کیا حضرت غوث اعظم کی شان مین قطب الاقطاب نہین کہہ سکتے ہین اور اسی کتاب مین نواب صاحب نے لکھا ہی
شیخ رحمۃ اللہ علیہ در غنیۃ الطالبین امام ابو حنیفہ را از مرجیہ نشان دادہ و گفتہ از مشرق تا مغرب ہیچ ولی از اولیا
حنفی المذہب نیست جز فلان انتہی اسمین علمائے محققین کو کلام ہے یہان تک کہ شیخ القطب عبد الوہاب شعرانی اس بات
کے قائل ہین کہ اس عبارت کو معاندین نے غنیۃ الطالبین مین اپنی طرف سے داخل کر دیا ہے بلکہ محققین کو تو اسمین ہی
کلام ہی کہ غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم کی تصنیف ہے اب مین سب قیل و قال سے درگذر کر کے کہتا ہون کہ غنیۃ الطالبین
مین ۷۳ فرقون کے ذیل مین مرجیہ کو بھی بیان کیا ہے اور مرجیہ کے ضمن مین اون کے بارہ فرقے ذکر کئے ہین اون مین سے
حنفیہ کو بھی ان الفاظ کے ساتھ یاد کیا ہے اما المرجیۃ ففرقها اثنا عشر فرقۃ الجهمیۃ وفلانۃ وفلانۃ
والحنفیۃ واما الحنفیۃ فهم اصحاب ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت زعموا ان الایمان هو المعرفۃ
والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ الخ یہان سے خیال کرنا چاہیے کہ غنیۃ الطالبین مین اون
اصحاب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو مرجیہ قرار دیا ہے جو ارجا کے قائل ہون یعنی اس بات پر یقین رکھتے ہون کہ اللہ
اہل معاصی کو ضرور ثواب دیگا ایمان کے ہوتے کوئی معصیت ضرر نہین کرتی ہے جس طرح کہ ہمراہ کفر کے کوئی طاعت نفع
نہین دیتی ہے اور نواب صاحب نے خاص امام ابو حنیفہ صاحب کا نام ذکر کیا حالانکہ اون کے فرمانے مین اور ان کے
بیان مین بڑا فرق ہے اور نواب صاحب نے جلد اول دین خالص مین ایک حدیث جبیر بن مطعم کی جو ابو داؤد نے روایت
کی ہی نقل کر کے کہا ہے وقد ثبت من هذا الحدیث ان الختم المشهور بین الناس یقولون فیہ یا شیخ
عبد القادر شیئاً للہ لا ینبغی ان یقال ذلک لان فیہ الاتیان باللہ شفیعا عند الشیخ والشیخ
وان کان کبیر الاولیاء ولکن اللہ سبحانہ اکبر من کل کبیر واعلی من ان یستشفع بہ لدی امیر
او فقیر نعم لو قال یا اللہ اعطنی شیئاً کذا وکذا للشیخ عبد القادر لکان جائزا عند بعض الفقهاء
ترجمہ اسکا نواب صاحب نے دعایۃ الایمان مین یون کیا ہے اللہ پاک کو کسی کے پاس اوسکی مخلوق مین سے شفیع ٹھرانا
شرک ہے حدیث جبیر ابن مطعم مین آیا ہے ایک اعرابی نے کہا اے رسول خدا ہمارے لئے پانی مانگو ہم شفیع لاتے ہین
تم پر اللہ کو فرمایا سبحان اللہ دیر تک یون ہی فرمایا کئے کہا ویحک انہ لا یستشفع باللہ علی احد یعنی اے
کم بخت تو اتنا نہین جانتا کہ اللہ کو کسیکے پاس شفیع بنا کر نہین لیجاتے ہین اللہ کی شان اس سے بڑی ہے رواہ ابو داؤد و بعد اسکے
نواب صاحب لکھتے ہین کہ اس جگہہ سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ختم جس مین یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کہا جاتا ہے ہرگز
درست نہین کیونکہ اس لفظ مین اللہ کو شفیع بنا کر سامنے شیخ کی لایا جاتا ہے مانا کہ شیخ کبیر الاولیا ہین لیکن اللہ ہر کبیر سے اکبر ہے
ہان اگر یون کہتا یا اللہ اعطنی شیئاً او کذا للشیخ عبد القادر تو نزدیک بعض فقہا کے جایز ہوتا انتہی و ہیانیہ مین ہے
من قال شیئاً للہ بعضہ یکفر + ویخشی علیہ الکفر بعض یقرر + یعنی جسنے کہا شیئاً للہ تو بعض اوسکو کافر

کافر کہتے ہین اور بعض یہہ تقریر کرتے ہین کہ اوسپر خوف کفر ہے اور درّ مختار مین بھی اسی کے اتباع سے کلمہ شیئاً للہ کو کفر لکھا ہی علامہ ابن شحنہ نے شرح وہبانیہ مین لکھا ہے لعل وجھہ انہ طلب شیئاً للہ تعالی واللہ تعالی غنی عن کل شئی والکل مفتقر ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکنہ ان یقول اردت اطلب شیئاً اکراماً للہ تعالی انتہے یعنی شیئاً للہ کے کفر ہونے کی شاید یہہ وجہ ہے کہ قائل نے یہ چیز اللہ تعالی کے لئے مانگی حالانکہ حق تعالی ہر چیز سے غنی ہے سب چیز اوسکی محتاج ہی اور لایق یون ہے کہ اس قول مین عدم تکفیر کو ترجیح دی جائے اس لئے کہ اسکی تاویل یون ہو سکتی ہی کہ قائل کہے کہ مین نے یہہ ارادہ کیا کہ مین شے کو طلب کرون اللہ تعالی کے اکرام کے واسطے۔ ردالمحتار حاشیہ درالمختار مین علامہ شامی نے شارح وہبانیہ کے قول کے بعد کہا ہے قلت فینبغی او یجب التباعد عن ھذہ العبارات وقد مرّ ان مافیہ خلاف یوم بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح لکن ھذا ان کان لا یدری ما تقول اما ان قصد فالظاہر لاباس بہ انتہے یعنی جب شیئاً للہ کے کفر کا احتمال ہی تو اس سے بچنا جایز یا واجب ہی اور یہہ قبل اس سے بیان ہو چکا ہے کہ جس بات مین علما کا خلاف ہے کہ بعضے اوسے کفر قرار دیتے ہون اور بعضے کفر نہین مانتے ہون تو اوسکے مرتکب سے توبہ و استغفار کرانا چاہیے اور اوس کی عورت کا اوس سے نکاح از سر نو کرانا چاہیے مگر جو شخص شیئاً للہ کہی اور اوسکے معنی اوس کے ذہن مین نہون اور یہہ نہ سمجھے کہ مین کیا کہہ رہا ہون اوسوقت اوسکے کفر کا احتمال پیدا ہوتا ہے اور اب اس حال مین اوس سے توبہ کرانا چاہیے اور نکاح کی بھی تجدید چاہیئے اور جبکہ کہنے والا اسکے معنی سمجھتا ہو اور اس کلام سے اوسکا مقصود یہہ ہو کہ مجھے اکرام الہی کی وجہ سے کچھ دو تو اس حالت مین کچھ مضائقہ نہین اور اسکا قائل کسی طرح کافر نہین۔ اس تحقیق سے مستفاد ہوا کہ جو بعضے لوگ ہر ماہ کی ۱۱ تاریخ کو ختم غوثیہ پڑہتے ہین اوسمین درود شریف وسورہ فاتحہ والم نشرح ویسین وغیرہ پڑہتے ہین اور یہہ جملہ پڑہتے ہین یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ تو یہہ لفظ بطور وظیفہ کے پڑہنا روا نہین۔ اسی لئے حضرت استاذنا مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری نور اللہ مرقدہ نے ایک سوال کے جواب مین کہا ہے کہ بطریق ورد کے جملہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ جایز ہے انتہی اور دوسرے سوال کے جواب مین جناب موصوف یون فرماتے ہین کہ اگر شیئاً للہ کو اس معنی سے پڑہتا ہے کہ اللہ تعالی کے واسطے کوئی چیز عطا کرو تو یہہ معنی فاسد ہین کہ اسمین توہم حق تعالی کے محتاج ہونے کا پیدا ہوتا ہے اور اگر مقصود یہہ ہی کہ بحبت اکرام الہی کے کچھہ دو تو یہہ صحیح ہین اور اسمین کسی طرح کی ممانعت نہین اور بلا قصد معنی فاسد و صحیح بطور عمل و تبرک کے بھی جایز ہے لیکن ترک ادلی ہے بہرحال حکم کفر بمجرد پڑہنے ان کلمات کے خلاف تحقیق ہے اور اوس حدیث کے مفہوم مین اور اس بات مین بڑا فرق ہے اللہ کو کسی کے پاس شفیع بناکر لیجانا اور ہے اور اکرام الہی کی وجہ سے کوئی چیز مانگنا اور ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس اعرابی کے سوال سے اس لئے برا مانا کہ ظاہر عبارت سے برابری کا قدرت مین اور مشارکت کا کام مین وہم پیدا ہوتا تھا اور وہ زمانہ شرک کے زور و شور کا تہا اسلئے حضرت نے منع کیا اور ختم غوثیہ والون کا تو یہہ مقصود

ہوتا ہے کہ اکرام الٰہی کی وجہ سے آپ ہمین کچھ دیجیئے اور اللہ سے ہماری مقصد برآری کے لئے دعا کیجئے اللہ اسکا ثواب آپکو دیگا۔

قرب الٰہی کی علت موجبہ اور اوس مین ترقی کرنا کسب سیر نفسی سیر آفاقی۔ سالک مجذوب۔ پیغمبر یا ولی کی روح سے فیض اویسی

یاد رکھو کہ قرب الٰہی کی علت موجبہ جذب ہے یعنی اللہ تعالیٰ بندے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور یہ جذب کبھی بغیر وسیلے کسی چیز کے ہوتا ہے اسکا نام اجتبا ہے اللہ یجتبی الیہ من یشاء اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور کبھی کسی چیز کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہ دو چیزین ہین **ایک** عبادت صحیحہ **دوسری** انسان کامل مکمل کی صحبت پس جو جذب عبادات کی وجہ سے حاصل ہوا سے برکات عبادت کہتے ہین۔ اور جو صحبت کے ذریعے سے حاصل ہو اوس کا نام پیر کی تاثیر ہے۔ یہ کلام علت فاعلی مین ہے اور علت قابلی ایک استعداد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان مین رکھی ہے اور کلام پاک مین اوسکی خبر دی ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ ابوہریرہؓ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ یعنی ہر ایک بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے یعنی اوسمین قبول اسلام کی استعداد ہوتی ہے مگر اوسکے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی کر دیتے ہین۔ استعداد انسانون کی متفاوت ہین ابوہریرہؓ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ یعنی آدمی کان ہین جیسے سونے چاندی کی کانین یعنی اخلاق اور صفات مین متفاوت ہین موافق استعداد ذات کے جیسے ایک کان ہے کہ اوسمین لعل و یاقوت پیدا ہوتے ہین اور اون مین چاندی اور اور مین تانبہ اور اور مین لوہا پیدا ہوتا ہے اور قرب الٰہی سے روکنے والے نفس کے بداخلاق اور عناصر کا خبث اور لطایف عالم امر کی غفلت ہین اور انسان کامل مکمل کی صحبت اور عبادت سے یہ سب برائیان بہی جاتی رہتی ہین اسلئے ناقصون کو دو چیزون کی ضرورت ہے (۱) کسب۔ مراد اس سے یہ ہے کہ موافق تجویز شیخ کامل مکمل کے عبادات و ریاضات ادا کرتا رہے (۲) شیخ کامل مکمل کی کشش۔ یہ دونون چیزین نفس کو پاک صاف کر کے نسبت عطا کرتی ہین اور قرب الٰہی تک پہونچاتی ہین خاک کے گڑھے سے نکالکر اوج افلاک پر چڑھا دیتی ہین اور اکثر طریق سلوک کو جذب سے مقدم جانتے ہین اسلئے کہ ان کے نزدیک موانع کا دفع کرنا تحصیل مقاصد سے مقدم ہے۔ پس پیرون کو چاہیے کہ مریدون کو اذکار و ریاضات کرنے کے لئے حکم دین اور اپنے نفس سے اونکی مدد کرتے رہین تاکہ عالم خلق و امر کے لطایف منزکی و صاف ہو جائین۔ عالم الامر کہتے ہین عالم روحانی کو جسکا نام عالم الغیب و عالم الآخرۃ بھی ہے اور عالم الخلق نام ہے عالم جسمانی کا جب مرید کے نفس مین عمدہ اخلاق آجائین اور زہد اور توکل اور توبہ اور صبر اور تمام اوصاف صدق و صفا اور مقامات عشرہ اوسکو حاصل ہو جائین اور قرب حاصل کرنے کی قابلیت پیدا کرے تو اوسوقت پیر کو چاہیے کہ اوسکو خدا کی طرف جذب کرے اور قرب الٰہی عطا فرمائے ایسے سالک کو مجذوب

کہا کرتے ہین اور اس سیر کا نام سیر آفاقی ہے جو کہ یہ سیر بہت دور و دراز ہے اور اسکے بہت سے شعبے ہین اس لئے حق تعالیٰ نے خواجہ نقشبند کو الہام کیا کہ جذب کو سلوک پر مقدم سمجھین مرید کو اول ساتھ توجہ القاء ذکر کے لطائف عالم امر من اللہ تعالیٰ کی جانب کرتے ہین تا کہ قلب و روح و سر و خفی و اخفی اپنے اصول مین فانی و ہلاک ہو جائین اور اسے سیر نفسی کہا کرتے ہین اس سیر نفسی کے ضمن مین اکثر سیر آفاقی بھی حاصل ہو جاتی ہے اسلئے کہ لطائف عالم امر سے ساری ظلمتین اور کدورتین برطرف ہو جاتی ہین اور قرب بھی حاصل ہو جاتا ہے بعد اس کے تزکیہ نفس تصفیہ قلب و قالب کے واسطے مرید کو ریاضت کرنے کے لئے حکم دیتے ہین اور اوسکو ان ریاضات اور پیر کی امداد سے نفس و عناصر کا تزکیہ بھی حاصل ہو جاتا ہے اس قسم کے سالک کو سالک مجذوب کہتے ہین اور اس سیر کا نام اندراج النہایۃ فی البدایۃ ہے اس لئے کہ جذب جو آخر مین ہوتا ہے وہ ابتدا مین مندرج ہو گیا اور جب بعد فنا ہونے لطائف عالم امر کے ریاضت کے لئے حکم کیا گیا اور صولت و شدت نفس کی لطائف عالم امر کے نزدیک ہونے کی وجہ سے کم ہو گئی اس لئے ریاضت اور سیر آسان ہو گئی اور عبادت کا ثواب فنا سے لطائف کے بعد زیادہ ہو گیا اس لئے یہ سیر سہل بھی ہے اور جلدی بھی واقع ہوتی ہے اور اگر مرید اس سیر مین کمال کو میسر مر جاتا ہے تو محروم مطلق نہین ہوتا اس لئے کہ ذکر قلب ابتدائے صحبت ہی مین اوسے میسر ہو چکتا ہے اور برکات عبادات کا حال یہ ہے کہ عبادات کامل سے قرب الٰہی اسطرح ترقی پاتا ہے کہ اعتبار کے قابل ہے اور عبادات ناقص سے بھی قرب حاصل ہوتا ہے لیکن غیر معتد بہ ہوتا ہے اس لئے کہ ناقصون کی عبادات کا ثواب کاملون کی عبادت سے بہت کم ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سارے عالم کی عبادت ولی کے عبادت کے مقابلہ مین ظل اور عکس کا حکم رکھتی ہے اسی طرح ناقص اور کامل کی برکات مین بھی فرق ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیر جو مریدون کو ریاضت اور مجاہدہ کے لئے حکم دیتے ہین تو مقصود اس سے عناصر کا تصفیہ اور نفس کا تزکیہ ہوتا ہے حصول قرب مد نظر نہین ہوتا بلکہ تصفیہ و تزکیہ بھی محض عبادت سے حاصل نہین ہو سکتا جب تک پیر کامل کی صحبت بھی اوس کے ساتھ نہو **مسئلہ** ناقص اور کامل دونون اپنے سے زیادہ کامل کی صحبت سے فیضیاب ہو سکتے ہین جیسے حضرت یوشع اور اون کی مثل اورون نے حضرت موسیٰ سے فیض پایا تھا ناقصون کو ولایت حاصل نہین ہو سکتی بدون تاثیر صحبت کاملون کے اس لئے تنہا عبادت سے اون کو ولایت نہین مل سکتی ہے اور جذب مطلق جسے اجتبا کہتے ہین ان کے حق مین متصور نہین کیونکہ ان کو حق تعالیٰ سے کوئی مناسبت نہین پس عوام کے حق مین فیض پہونچنا بغیر وسیلہ ایک ایسے شخص کے جو باطن مین اللہ تعالیٰ سے مناسبت رکھتا ہو اور ظاہر مین بندگان خدا سے اوسکو مناسبت ہو ممکن نہ تھا وہ واسطہ جو دونون کا برزخ ہو وہ رسول ہے یا اوسکا نائب اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لو کان فی الارض ملائکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا من السماء ملکا رسولا۔ اگر زمین مین فرشتے آرام سے پھرتے ہوتے تو ہم اونپر کوئی فرشتہ پیغام لیکر آسمان سے اوتارتے۔ اسی لئے رسول علیہ السلام کی وفات کے بعد اون کی قبر مقدس سے فیض نہین پہونچ سکتا کیونکہ مناسبت بعیدی موجود نہین اس بدوسرے واسطہ کی ضرورت ہے جو پیغمبر کا نائب و وارث ہے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان العلماء ورثة الانبیاء رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ والدارمی عن کثیر بن قیس تحقیق عالم پیغمبرون کے وارث ہین پس علماے ظاہر و باطن دونون پیغمبر خدا کے وارث ہین اور جس طرح واسطہ ہونا پیغمبرون کا ممکنات اور واجب الوجود کے درمیان لابد تہا کیونکہ ہدایت واجب الوجود کی نسبت ممکنات کے کہ با خود متغائر ہین بالواسطہ ہونا چاہیے اسی طرح پیغمبر اور امت کے درمیان علما اور اولیا کا واسطہ ہونا ضرور ہے **مسئلہ** جب سالک مرتبہ کمال کو پہونچ جاتا ہے اور جناب الٰہی کے ساتھ اوسکو مناسبت خاص ہو جاتی ہے اوسوقت جناب الٰہی سے اوسکو بے واسطہ بھی فیض حاصل ہوتا ہے اور عبادات سے ترقیات پاتا ہے **مسئلہ** خداے پاک نے بعضے آدمیون کو استعداد نہایت قوی دی ہے ایسے پیغمبر یا کسی ولی کی روح سے اوسکو فیض پہونچتا ہے اور اوسے مرتبۂ ولایت تک پہونچا دیتا ہے اور ایسے شخص کو اویسی کہتے ہین اس لئے کہ اویس قرنی کو کہ بڑے درجے کے تابعین مین سے ہین یہ حاصل ہوئے بغیر صحبت خیر البشر کے فیض جناب سرور کائنات سے حاصل ہوا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مسلم نے روایت کی ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان خیر التابعین رجل یقال لہ اویس ولہ والدۃ وکان بہ بیاض فمروہ فلیستغفر لکم حضرت عمر نے کہا ہے کہ آنحضرت اپنے اصحاب سے فرمانے لگے کہ تابعین مین سے ایک عمدہ شخص ہے جسے اویس کہتے ہین اوس کی ماں موجود ہے اور اوس شخص کے بدن پر برص کا داغ ہے جب تمہاری اوس شخص سے ملاقات ہو تو اپنے لئے دعاے مغفرت کی استدعا کرنا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اہل خیر و صلاح سے دعا کرانا چاہیے اگرچہ طالب افضل ہو اور بعضے کہتے ہین کہ ... مادرون سے چاہنے کی ہدایت اسلئے فرمائی تھی کہ اون کا دل خوش ہو جاے اور یہ وہم اون کے دل سے مٹا یا کہ اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے تخلف کیا اس لئے کہ اس حضوری سے وہ بوجہ ضعیف والدہ کی خدمت کرنے کی وجہ سے محروم رہے تھے اور اونکا آنا صحابہ کے پاس اس بات کے مخالف نہین اس لئے کہ اونہون نے کسی ایسے شخص کو حضرت کی حیات مین نہ پایا ہو اون کی والدہ کی خدمت گذاری کرتا جب وہ فوت ہوئین تو صحابہ کے پاس حاضر ہوے اور حدیث اسپر بھی دلالت کرتی ہے کہ اویس کثرت ثواب مین خدا کے نزدیک سارے تابعین سے بہتر ہین ورنہ امام احمد نے کہا ہے کہ افضل تابعین سعید بن مسیب ہین اور یہ اوسکا مراد اکثر افضل ہونے سے یہ ہے کہ حدیث علوم و احکام کے جاننے مین یہ افضل تابعین ہین طیبی نے میرک ... الا سود اہین لکہا ہے کہ ابو عبداللہ بن خفیف کہتے ہین کہ اہل مدینہ کہا کرتے تہے کہ سارے تابعین سے افضل ابن مسیب ہین اور اہل کوفہ کہا کرتے تہے کہ اویس افضل ہین اور اہل بصرہ حسن کو افضل بتاتے تہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین سید التابعین لکہا ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے اکمال فی اسماء الرجال مین لکہا ہے کہ اویس زہد و عزلت مین مشہور تہے۔ شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین اور مولانا عبدالرحمٰن جامی نے شواہد النبوۃ مین اور شاہ حبیب اللہ قنوجی نے مناقب الابرار مین اویس اور حسن بصری کا ذکر تصوف کے طریق پر کیا ہے ٭

ریاضت کے ساتھ تاثیر صحبت مرشد بھی حصول ولایت کے لئے ضرور ہے

اجتبا - ہدایت - مرادیت - مریدیت - جذب مطلق - بعد موت کے ترقی ہوتی ہے یا نہین

ریاضت تنہا بے تاثیر صحبت مرشد کے ازالہ رذائل نفس اور حصول ولایت کے لئے کافی نہین تاثیر صحبت انبیا کہ بالاصالت کمالات
نبوت رکھتے ہین کافی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اول ہی صحبت مین بشرطیکہ ایمان رکھتا ہو رذائل نفس دور ہوتے ہین
اور اوسکے ساتھ کمالات نبوت و کمالات ولایت بھی حاصل ہوتے اور تاثیر صحبت اون شخصون کی بھی جو نبی تو نہین مگر کمالات
رکھتے ہین جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور جو اونکے مشابہ ہین واسطے دفعیہ رذائل نفس اور حصول ولایت
کے کافی ہے مگر اتنی جلدی ان کی صحبت سے فائدہ نہین ہو سکتا کہ ایک دو صحبتین کفایت کر سکین بلکہ مدت کے بعد تاثیر پیدا ہوتی
ہے اور دوسرے اولیا کی تاثیر صحبت بدون ریاضت مرید کے کفایت نہین کر سکتی اور اگر صرف جذب کسی ولی سے حاصل ہو
بغیر ریاضت اور سلوک کے تو بعید اور بات ہے جذب الٰہی کا فائدہ کہ بے توسط کسی کے انبیا کے باب مین ہے صرف اجتبا ہے
اسی طرح وہ جو انبیا کے ذریعہ سے ہے اسکا فائدہ بھی صرف اجتبا ہے اور جو اولیا کے توسط سے ہے اوسکا فائدہ صرف
ہدایت ہے اور یہ فائدہ انابت پر موقوف ہے اور جو جذب اون لوگون کے ذریعہ سے کہ کمالات نبوت رکھتے ہین خواہ وہ نبی
ہون یا غیر انبیا [illegible] اسکا فائدہ اجتبا ہے جسکے ضمن مین ہدایت بھی کسقدر ہوتی ہے یا ہدایت ہے کہ اوسکے ضمن مین کسیقدر
اجتبا ہوتا ہے اول کو مرادیت اور دوسری کو مریدیت کہنا لائق ہے واللہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ
من ینیب اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اوس شخص کو جو رجوع لاتا ہے۔ **مسئلہ**
جذب مطلق سے مراد اجتبا ہے جیسا کہ انبیا کو ہوتا ہے بسبب اوس مناسبت کے جو [illegible] ہے اور [illegible] حاصل ہوتی
اور بعد مرتبہ اولیا کو بھی حاصل ہے گر [illegible] کہ مناسبت پورے طور پر [illegible] اوسکے ساتھ اون کو پیدا ہو [illegible]
کہ جذب مطلق سے روکنے والی عدم مناسبت ہے اور جب وہ مناسبت کے ساتھ بدل جاتی ہے [illegible] ممکن
اوس سے معلوم ہوا کہ صوفی [illegible] سیر [illegible] ہوتا ہے اور دوسری منازل طے کر کے [illegible]
پہونچ جاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] سے محبوب خدا کا ہو جاتا ہے اور اسوقت [illegible]
پر موقوف نہین رہتا جب اوسکو اور ترقیات حاصل ہونگی تو سیر مرادی مین ہونگی۔ **مسئلہ** کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اجتبا
و جذب مطلق مرید کو بغیر پیر کی مدد کے میسر ہو جاتا ہے اس صورت مین مرید پیر سے افضل ہو جاتا ہے۔ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ
نے کہا ہے کہ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ امی کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور اوسکے لئے کسی اوستاد کی ضرورت
نہین چھوڑتا۔ ابو الحسن شاذلی سے کسی نے پوچھا تمہارا مرشد کون ہے جواب دیا کہ قبل اس سے عبد السلام بن مشیش تھا اب دس
دریاؤن سے سیراب ہوتا ہون جن مین سے پانچ آدمی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے اربعہ اور پانچ روحانی ہین
جبریل و میکائیل و عزرائیل و اسرافیل اور روح القدس مگر مرید ایسی حالت مین بھی کہ پیر سے افضل ہو جاے حق تربیت
پیر سے نہین چھوٹ سکتا اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ ترقی قرب الٰہی مین تین چیز سے واقع ہوتی ہے [illegible] برکات خدا [illegible]

(۲) تاثیر مشائخ (۳) جذب مطلق پس یہہ خیال کرو کہ برکات عبادات سے قیت سے اور قربت ایک ہی مقام مین حاصل ہوتی ہی اور ترقی ایک مقام سے دوسرے مقام کو یعنی ولایت صغری سے ولایت کبری کو عروج اور اوس سے ولایت علیا پر ترقی اور وہان سے کمالات نبوت تک نہین حاصل ہوسکتی ہان تاثیر صحبت سے ترقی ایک مقام سے دوسرے تک ہوکر مقام پیر تک ہو جاتی ہے اور جذب مطلق سے ترقیات ایک مقام سے دوسرے تک بہت ہی کم حاصل ہوتی ہی **فائدہ** شیخ محی الدین اپنی بعضی تصنیفات مین لکھتے ہین شئستہ مین شیخ اوحد الدین حامد کرمانی شہر قونیہ مین میرے مکان پر فروکش تھے اونہون نے بیان کیا کہ ہماری ملک مین خواجہ یوسف ہمدانی ایک درویش کامل رہتے ہین جو ساٹھ برس سے زیادہ عرصہ سے سجادہ پیری وارشاد پر بیٹھے ہوئے ہین ایک دن اپنے زاویہ مین موجود تھے کہ دل مین باہر چلنے کے لئے خیال آیا اگرچہ نہین جانتے تھے کہ کہان جانا چاہئے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اوس کی باگ ڈھیلی کردی کہ جہان خدا چاہے اوسے پہونچادے وہ گھوڑا اونہین شہر سے باہر لایا اور ایک ویرانے مین ایک مسجد تھی وہان لیجاکر کھڑا ہو گیا شیخ گھوڑے سے اوترے اور مسجد مین گئے دیکھا کہ ایک نوجوان سر ڈالے بیٹھا ہے تھوڑی دیر مین سر اوٹھایا یہہ نوجوان اہلبیت شعار تھا اوس نے کہا اے ابو یوسف مجھکو ایک مسئلہ مین اشکال پیدا ہوگیا ہے اور اوسے بیان کیا شیخ نے اوسے حل کردیا پھر اوس نوجوان سے کہا کہ جب تجھکو کسی مسئلہ مین اشکال پیدا ہو تو شہر مین آکر مجھسے دریافت کرلیا کر اور مجھکو تکلیف مت دیا کر شیخ نے کہا کہ اوس نوجوان نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ جب مجھے کوئی مشکل پیش آئیگی تو ہر پتھر مجھے تیری مثل یوسف ہے - شیخ ابن العربی کہتے ہین کہ مین نے اس بیان سے جانا کہ مرید صادق اپنے صدق کی وجہ سے پیر کو اپنی طرف تحریک کرسکتا ہے **مسئلہ** اکثر صوفیہ کی یہہ راے ہے کہ بعد موت کے ترقی نہین ہے اور دلیل اسپر یہہ آیت ہے، یا ایھا الذین آمنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ والکافرون ھم الظالمون - یعنی اے ایمان والو خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ وہ دن آوے جسمین نہ خرید و فروخت ہے اور نہ دوستی ہے اور نہ سفارش اور جو منکر ہین وہی گناہگار ہین - مگر شیخ محی الدین کہتے ہین کہ بعد موت کے ترقی ہے اور جیسے جنید اور شبلی اور بایزید کو فائدہ پہونچا اور اونہون نے ترقی کی لیکن معرفت خدا مین ترقی ممکن نہین من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی - جو کوئی اس جہان مین اندھا ہے وہ اوس جہان مین بھی اندھا ہے - اور یہہ جو ابوہریرہ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ یعنی جسوقت آدمی مرتا ہے اوسکا عمل موقوف ہو جاتا ہے - یہہ حدیث شیخ کے کلام کے منافی نہین اس لئے کہ جس ترقی کا شیخ نے ذکر کیا ہے وہ عمل کی وجہ سے نہین ہے بلکہ وہ فضل و رحمت الہی کی وجہ سے ہے اور حدیث مین یہہ مراد ہے کہ نماز و روزہ وغیرہ جو زندگی مین آدمی عمل کرتا ہے کہ ثواب اوسکا تو ذخیرہ ہوتا ہے بعد مرنے کے ملیگا لیکن آیندہ کو منقطع ہوا کیونکہ جب تک کرتا تھا پاتا تھا اب نہ کرے گا نہ پاوے گا +

انسان مین قرب و معرفت کی استعداد اسماے الہی کے اظلال

اللہ تعالیٰ نے انسان مین اپنے قرب و معرفت کی استعداد رکھی ہے یہہ استعداد ہدایت بالفعل کی مستلزم نہین ہو اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین۔ ہم نے آدمی کو اچھی
ترکیب مین بنایا پھر ہم نے اوسکو سب سے تلے پھینک دیا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر
پیدا ہوتا ہے مگر اوسکا باپ اوسکو یہودی یا نصرانی وغیرہ کر دیتے ہین۔ یہہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین کہ باوجود اس فطرت
کے استعداد افراد انسانی کی کیفیت مین مختلف ہے پس جیسے کانون مین اختلاف ہوتا ہے کہ جو قابلیت سونے مین
ہے وہ لوہے اور تانبے مین نہین اور لوہے کی قابلیت سونے مین مفقود ہے اسی طرح افراد انسانی مین مختلف اور متغایر قسم کی
استعداد مین ہوتی ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقد خلقکم اطوارا یعنی اوسنے تمکو مختلف طور پر بنایا۔ صفات نفس و
عناصر کی وجہ سے جو شدت و ضعف وغیرہ کی کیفیات افراد انسانی مین پیدا ہین یہہ ہدایت و ضلالت دونون مین ظاہر
ہوتی ہین پس اسی وجہ سے کسی شخص مین کم گمراہی ہوتی ہے کسی مین زیادہ اور کسی مین ہدایت کم ہوتی ہے کسی مین زیادہ یہ حدیث
اسی مطلب پر دلالت کرتی ہے خیارکم فی الجاهلية خيارکم فی الاسلام رواه الشیخین عن ابی ہریرة
یعنی جو کہ جاہلیت مین بہتر اور بزرگ تھے وہی اسلام مین بھی عزیز اور بزرگ ہین۔ یعنی جنکے جوہر ذات مین صفات
تھین کہ اونکی وجہ سے جاہلیت مین ممتاز سمجھے جاتے تھے وہ اون صفات کی وجہ سے اسلام مین بھی مکرم و معزز ہوئے
غایت یہہ کہ جاہلیت مین کفر و ظلمت اور معصیت کے ساتھ ملوث تھے اور خواہشات نفسانی مین گرفتار ہو رہے تھے
اور اب طہارت ایمان اور نورانیت طاعت و علم کے ساتھ منور ہوئے اور حق کے تابعدار بن گئے۔ احمد اور ترمذی نے
انس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ارحم امتی ابوبکر واشدهم فی امر الله
عمر واصدقهم حياء عثمان۔ یعنی میری امت مین نہایت ترسناک ابوبکر ہین اور نہایت سخت اللہ کے کام مین
عمر ہین اور تمام امت مین سب سے زیادہ باحیا عثمان ہین اور حضرت علی کی شان مین فرمایا اقضاهم علی یعنی حضرت
علی احکام خصومت کو خوب جانتے ہین اور زید بن ثابت کے حق مین آیا ہے افرضهم زید بن ثابت یعنی تمام امت سے
زیادہ فرائض دان زید بن ثابت ہین اور ابی بن کعب کی نسبت حدیث مین وارد ہوا ہے اقرءهم ابی بن کعب
یعنی سب سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہین اور معاذ بن جبل کی نسبت فرمایا ہے اعلمهم بالحلال والحرام یعنی
حلال و حرام سے زیادہ واقفکار معاذ بن جبل ہین۔ ابو سعید سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة یعنی حسن اور حسین دونون بہشت کے جوانون کے سردار
ہین اور قرآن شریف مین صحابہ کی شان مین آیا ہے اشداء على الكفار رحماء بينهم سخت ہین کافرون پر مہربان
ہین آپس مین اور یہہ تمام اقوال نص ہین اس بات مین کہ کیفیات انسانی مختلف ہین اور استعداد انسانی کے مختلف
ہونے کا دوسرا سبب یہہ ہے کہ انسان کے مربی اسماے الٰہی کے ظلال ہین کہ انہین کی وجہ سے انسان کو تعین حاصل ہوا

ہیں اسلیئے یہ انسان کے تعین کے مبدٔ ہین اور ظل کے بھی مراتب ہین کہ ہر اک کا تعین موافق اوس مرتبہ کے ہوتاہے اور مراتب کی کمی بیشی مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ ان مین سے بعضے ظل اسم ہادی کے ہین اور بعضے اسم مضل کے پس اس قسم کی استعداد کی وجہ سے ہر ایک فرد انسانی مین ہدایت وضلالت ہوتی ہے یہی استعداد ہدایت وضلالت کو مستلزم ہے سو جس شخص کے تعین کا مبدٔ اسم ہادی کا ظل ہے وہ ہدایت کو پہونچتاہے اور جسکا مبدٔ تعین اسم مضل کا ظل ہے وہ گمراہ ہوتاہے لیکن یہہ بھی یاد رکھو کہ اگر کسی شخص کے تعین کا مبدٔ وسبب اسم ہادی کا ظل ہوتاہے تو اوسکے لئے یہہ ضرور نہین کہ وہ خواہ مخواہ مرتبہ ولایت کو بھی پہونچے ہان جسکو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس مرتبہ پر پہونچادے تو اوسوقت مراتب کا تفرقہ اسی طور پر ظاہر ہوگا کہ جس شخص کا مبدء تعین یعنی ظل جتنا اپنی اصل سے کہ وہ اسم الٰہی ہے قریب ہوگا اوسقدر اوسکی ولایت اعلیٰ واشرف ہوگی **مسئلہ** اس دوسری قسم یعنی ظلال کی وجہ سے جو اختلاف استعداد دون مین ہوتاہے اوس کا ثمرہ ولایت مین ظاہر ہوتاہے خاص کر ولایت صغریٰ مین اور پہلی صورت کی وجہ سے جو اختلاف ہوتاہے اوسکا ثمرہ تمام مقامات مین ظاہر ہوتاہے اس لئے کہ ولایت صغریٰ مین جو اولیا کی ولایت ہے فیوض مبادی تعینات کا معاملہ لطائف عالم امر کے ساتھہ ہوتاہے اور کچھہ اسمین سے ولایت کبریٰ مین بھی ہوتاہے اور ولایت کبریٰ کے اکثر دوائر مین فیوض مبادی تعینات کا معاملہ نفس کے ساتھہ ہوتاہے ولایت کبریٰ انبیا کی ولایت کو کہتے ہین اور ولایت علیا مین جو ملائکہ کی ولایت ہے تینون عناصر یعنی پانی ہوا آگ کے ساتھہ معاملہ ہوتاہے اور کمالات نبوت مین عنصر خاک کے ساتھہ معاملہ ہوتاہے اور اس سے آگے جدائی وادراک نہین ۔

اسماے حسنیٰ اور اون کے اظلال

اللہ تعالیٰ کے لئے اسماے حسنیٰ قرآن وحدیث سے ثابت ہین اور اوس ذات مقدس کی صفتین دو قسم کی ہین وجودی وسلبی۔ صفات وجودی کی دو قسمین ہین (۱) حقیقی محض جیسے حیات وبصارت وغیرہ (۲) حقیقی اضافی جیسے علم وقدرت۔ اور صفات سلبی اونہین کہتی ہین کہ نسبت سلب کی بدون باری تعالیٰ کی صفت نہین بن سکتین جیسے جسم اور جوہر اور عرض کہ اللہ تعالیٰ کو تنہا ان کے ساتھہ موصوف نہین کر سکتے اور یہہ نہین کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے یا جوہر ہے یا عرض ہے جب سلب کو ان کے ساتھہ لگاؤ ہوجاتاہے تو اوسوقت یہہ اللہ تعالیٰ کے صفت واقع ہوسکتی ہین مثلاً اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے اس تفصیل کے بعد معلوم کرو کہ کشف اولیا سے یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اسما وصفات الٰہی کے ظلال ہین اور جیسے اسما وصفات کی ذوتین انبیا وملائکہ کے لئے تعین کا مبدٔ ہین اسی طرح یہہ ظلال دوسرے لوگون کے تعین کا مبدٔ ہین اور یہان یہہ نہین کہہ سکتے کہ عقل وشرع اسما وصفات الٰہی کے لئے ظلال ہونا تجویز نہین کرتے اس لئے کہ ظل کے ثابت کرنے سے تولید مثل کا وہم پیدا ہوتاہے اور معلوم ہوتاہے کہ اصل کامل طور پر لطیف نہین اسی لئے مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا ہے کہ اوس کے لئے ظل نہین ہی اور وجہ دفعیہ اعتراض کی یہہ ہے کہ ظلال سے مراد یہہ نہین جیسے عوام سمجھتے ہین اور
وہ یہہ کہ کسی چیز کا سایہ ہو بلکہ مراد یہہ ہی کہ مخلوقات الہی مین سے ایک قسم کے لطائف ہین جنھین اسماء وصفات الہی
کے ساتھ بخوبی نسبت حاصل ہی اور اس مناسبت کی وجہ سے وہ اسماء صفات الہی کے اور عالم کے درمیان واسطہ
ہین فیض وجود اور توابع وجود کے پہونچانے کے لئے یعنی انہین کے ذریعہ سے اسماء وصفات الہی سے عالم کو وجود وغیرہ
ملتا ہے اور اس مناسبت کی وجہ سے ان لطائف کو مجاز کے طور پر ظل کہنے لگے ہین یا سکر کی حالت مین ایسا خیال
کر لیا ہے جیسا کہ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس قسم کے علوم جن سے نسبت خداے تعالی اور اوس کی مخلوق کے
درمیان ثابت ہوتی ہی شرع سے ثبوت کو نہین پہونچتی یہہ ساری باتین معارف سکریہ مین سے ہین خارج مین تو بالذات
و بالاستقلال خداے پاک کی ذات اور اوسکی صفات ثمانیہ حقیقیہ یعنی حیات - ارادہ - علم - قدرت - سمع - بصر - کلام
تکوین موجود ہین اور جو کچھہ ان کے سوا ہے وہ اللہ تعالی کی ایجاد سے موجود ہوا ہے اور یہہ سب ممکن ومخلوق وحادث
ہی اور کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہین ظلیت عالم کا علم سالک کو راہ مین بہت کام آتا ہے اور کشان کشان اصل
کی طرف لیجاتا ہے - قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس موقع پر لکھا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کے لئے ستر ہزار
حجاب نور وظلمت کے ہین کہ اگر یہہ حجاب دور ہو جائین تو اوس کے موںھہ کی روشنی خلق کے انتہاے نظر تک کو جلا دے
سو شاید مراد ان حجابون سے یہی ظلال ہین اور مطلب حدیث کا یہہ ہے کہ اگر ظلال پیدا نہوتے تو سارا عالم معدوم
ہو جاتا کیونکہ رب العالمین کی ذات بے پروا ہے اور سبعون یعنی ستر کا لفظ جو حدیث مذکور مین آیا ہے اس سے تعداد خاص
مراد نہین بلکہ کثرت مراد ہی اور یہہ لفظ کلام عرب مین کثرت کے لئے مستعمل ہے اور اس حدیث مین جو نور وظلمت کے حجابونکا
ذکر ہے وہ صوفیہ کے اس قول کا بڑا موئد ہے کیونکہ وہ کہینگے مومنین کے موجود ہونے کے اسباب حجابہاے نورانی ہین جو
اسم ہادی کا ظلال ہین اور کفار کی پیدائش کے اسباب حجابہاے ظلمانی ہین جو اسم مضل کے ظلال ہین انتہی تحقیق
یہہ ہی کہ یہہ استدلال تکلف سے خالی نہین اور ظل کا انکار بھی بے محل ہے اس لئے کہ حدیث صحیح مین سلطان کو ظل اللہ
کہا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان السلطان ظل اللہ
فی الارض یعنی بادشاہ سایہ خدا کا ہے زمین مین اور حدیث صحیح مین صلحاے امت کو ظل الہی کے تلے داخل ہونے کی
بشارت دی ہی نہایت یہہ ہے کہ صوفیہ ظلال کی تاویل کرتے ہین اور علماے ظاہری کے نزدیک تاویل کی ضرورت نہین
کہ خود خداوند تعالی اور اوس کے رسول نے اس لفظ کو استعمال فرمایا ہے اور سید عبد السلام مشیش نے جو کہا ہے
اللھم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی وروحہ سر حقیقتی وحقیقتہ جامع عوالمی بتحقیق
الحق الاول انتہے - یعنی اے اللہ حجاب اعظم کو میری روح کی زندگی کردے اور اوسکی روح کو میری حقیقت کا سر بنا دے
اور اوسکی حقیقتون کو میرے عالمون کا مجموعہ کردے یہان حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی جیسا کہ اونکا

یہہ قول جو اس عبارت سے پیشتر ذکر کیا ہے دلالت کرتا ہے وحجابک الاعظم القائم لک بین یدیک یعنی حجاب عظیم تیرا جو تیرے پاس کہڑا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو حجاب اعظم سے اسلئے تعبیر کیا کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مخلوقات مین اول و اعظم ہے جیسا کہ صوفیہ نے حضرت کے اس قول مین بیان کیا ہے اول ما خلق اللہ نوری اور اسی نور سے اور حقیقتین نکلین ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت واسطہ ہے درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی الانبیا ہے اس لئے کہ انبیا کی ارواح نے علوم اور معارف اوس روح پاک کے ذریعہ سے حاصل کئے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم مین اور واسطہ ہے اللہ مین اور قوم مین اسی طرح روح مکرم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح مین اور واسطہ ہے اللہ مین اور ارواح مین

مسئلہ اسما وصفات الہی کو جو تعینات کا مبدٔ کہتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی سارے عالم سے غنی ہے اللہ تعالے کی صفات و ظلال اوس کا فیض یعنی وجود و توابع وجود کے پہونچانے کیلئے واسطہ ہوتی ہین پس ہر شخص کا تعین اوس کے وجود کی فرع ہے یا عین وجود ہے پس اسما وصفات الہی کو اشیا کی تعینات کا مبدٔ قرار دینا یہہ ایک اصطلاح ہے اور یہہ اسما وصفات اگرچہ خود بھی تعینات کا مبدٔ واقع ہوسکتی ہین لیکن ظلال کے پیدا کرنے اور اونکو فیضرسانی کا ذریعہ بنانے مین کوئی حکمت ہوگی جسکو خدا ہی خوب جانتا ہے اگر عالم کے لئے خود اسما وصفات الہی مبادی تعینات واقع ہوتے اور ظلال کا توسط نہوتا تو سارا عالم انبیا و ملائکہ کی طرح معصوم ہوتا اور ہر ایک کی ذات کا مقتضی جذب مطلق ہوتا حالانکہ اللہ تعالی کے صفات جمالی وجلالی کا مقتضی یہہ ہے کہ بعضے آدمی مومن ہون اور بعضے کافر اور بعضے صالح اور بعضے فاسق تاکہ رحمت وقہر وغیرہ صفات کے آثار ظہور مین آتے رہین اللہ تعالی فرماتا ہے ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دیتے لیکن ہم یہہ بات مقرر کرچکے ہین کہ دوزخ کو آدمیون اور جنون سے بہرینگے +

انبیا اور ملائکہ کے مبادی تعینات مین تفاوت عالم کشال مین تمام عالم دائرہ کے طور پر نظر کشفی مین معلوم پڑتا ہے۔ دائرہ ظلال۔ ولایت صغری۔ ولایت کبری۔ کمالات نبوت مین ترقی

انبیا اور ملائکہ کے مبادی تعینات مین یہہ تفاوت ہے کہ صفات الہی مین دو اعتبار جاری ہین ایک تو یہہ کہ انکو خود بھی وجود حاصل ہو دوسرے یہہ کہ ذات الہی کے ساتھ قائم ہین پس پہلے اعتبار سے یہہ مربی ہین انبیا کے اور دوسرے اعتبار سے ملائکہ ہین۔ ملائکہ کی ولایت انبیا کی ولایت کی بہ نسبت جناب الہی کے ساتھ زیادہ قرب رکہتی ہے لیکن ملائکہ کو اپنے مقام سے ترقی نہین ہے جیسا کہ اس ارشاد سے ثابت ہے وما منا الا لہ مقام معلوم یعنی ہم مین

اوسکے لئے ایک مقام ہے مقرر اور انبیا کو مقام ملائکہ پر ترقی ہے بلکہ ان کے مقام سے اور اوپر بھی کہ وہ کمالات نبوت و رسالت
و اولوالعزمی وغیرہ مین ترقی ہین اسی لئے انبیا کو ملائکہ پر تفضیل دی جاتی ہے جیسا کہ عقیدہ اہل حق کا ہے اگرچہ بعضے اسکے
خلاف بھی ہین اور بسبب ریاضت و عبادت اور متابعت صاحب شریعت اور تاثیر صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ بے واسطہ یا بواسطہ حاصل ہو صوفی اپنے مقام سے ترقی کرتے کرتے اللہ تعالی کی اقربیت کے مقام مین پہونچ جاتا ہے
کہ اوسکو اللہ تعالی سے اتنا قرب میسر ہو جاتا ہے جتنا اوسکے اصل یعنی ظل کو ہے جو اس صوفی کے تعین کا مبدء ہے اور
اسی وقت مین صوفی پر اطلاق ولی کا موافق اصطلاح کے ہوتا ہے اور مراتب قرب کے اگرچہ بے مثل ہین کہ اونکی کیفیت
بیان مین نہین آسکتی مگر عالم مثال مین تمام عالم دائرہ کے طور پر نظر کشفی مین معلوم پڑتا ہے اسکو عالم امکان کہتے ہین
اور عرش مجید قطر کی صورت پر دکھلائی دیتا ہے اور تلے کی قوس مین عناصر اربعہ اور نفس نظر آتا ہے اور لطائف پنجگانہ
عالم امر اوپر کی قوس مین ظاہر ہوتے ہین اور دائرہ سے گذر جانے کے بعد ظلال اسما و صفات بھی دائرہ کی صورت
مین دکھتے ہین اور صوفی اپنے آپ کو عالم مثال مین دیکھتا ہے گویا کہ سیر و ترقی کرتا ہے یہان تک کہ دائرہ ظلال مین
پہونچ جاتا ہے اور اپنی اصل سے مل جاتا ہے اور اپنے آپ کو اصل کے رنگ مین پاتا ہے اور اوسمین اپنی ذات کو فانی
اور ہلاک دیکھتا ہے یہان تک کہ پھر کوئی اثر اور نشان اور اپنا ثبوت نہین پاتا اور اصل کے وجود کے ساتھ اپنے آپ کو
باقی جانتا ہے اسی سیر کا نام اصطلاح مین سیر الی اللہ ہے اور یہہ دائرہ ظلال اولیا کی ولایت صغری کا دائرہ ہے
اکثر اولیا نے اسی دائرہ ظلال کو دائرہ صفات بتایا ہے اور صفات کو ذات الہی کا عین جانا ہے اور اس سکر کی حالت
مین انا الحق بول اوٹھے ہین۔ پھر جب اپنے مبدء تعین سے ترقی کی اور دائرہ ظلال مین سیر واقع ہوئی تو اس سیر کو
سیر فی اللہ کہنے لگے اور حقیقت مین یہہ سیر الی اللہ ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالی کی صفات غیر متناہی ہین ظلال صفات
بھی اسی طرح غیر متناہی ہین۔ اللہ تعالی فرماتا ہے ما عندکم ینفد و ما عند اللہ باق جو کچھ تمہارے پاس ہے
تمام ہو جاتا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے ۵ اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم + وز ہر چہ
گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم + مجلس تمام گشت و بپایان رسید عمر + ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم + پس اگر ولایت
صغری مین کوئی مراتب ظلال کے موافق سیر کرے تو ابد الآباد تک تمام نہو لیکن ہر ایک کے مراتب ظلال مین اوسی قدر جتنا اوسکے
مقدر مین ہے سیر کرتا ہے اور ظل کا ظل بھی ہوتا ہے اور پھر اس ظل کا ایک اور ظل ہوتا ہے اور ان کی کوئی تعداد اور
مراتب مقرر نہین اللہ کی مشیت پر موقوف ہین اور ہر ایک اونچا ظل تلے کے ظل کی اصل ہوتا ہے صوفی کی اصل وہ ظل ہے
جسکی وجہ سے اوسکو تعین حاصل ہوا ہے پھر اس ظل کی اصل ایک اور ظل ہے پھر اسکی اصل اور ظل ہے اسی طرح جہان تک
خدا چاہے یعنی صوفی مراتب مین ترقی کرکے اپنی اصل تک پہونچ جاتا ہے اور وہان فنا ہو جاتا ہے اور پھر وہان سے بھی
ترقی کرکے اوس اصل کی اصل مین فنا ہو جاتا ہے اسی طرح جس ظل مین وہ فنا ہوتا ہے اوسمین اپنے آپ کو فنا دیکھتا ہے۔

اور اوس اصل کے وجود کے ساتھ اپنے آپ کو موجود پاتا ہے اس بیت کے یہی معنی ہین ؎ ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بار ہا روئیدہ ام + بعد اوسکے اگر عنایت الٰہی صوفی کے شامل حال ہے تو یہان سے عروج ہو کر پیغمبر صلی اللہ علیہ
کی متابعت کی وجہ سے دائرہ اسما و صفات مین داخل ہو جاتا ہے اور یہہ دائرہ اوس دائرہ ظلال کی اصل ہے اسی لئے
اسے دائرۂ اصول کہتے ہین اور پھر اس مین سیر واقع ہوتی ہے اور صوفی اوسکی تکمیل کرتا رہتا ہے اس سیر کو سیر فی اللہ کہتے
ہین اور اب ولایت کبریٰ مین شروع ہوتا ہے جو انبیا کی ولایت ہے دوسرون کو ولایت کبریٰ انبیا ہی کی پیروی کی بدولت
نصیب ہوتی ہے اور لطائف پنجگانہ عالم امر کے عروج کی انتہا اسی دائرہ کی انتہا تک ہے یہہ دائرہ اسما و صفات دائرہ اصول
ہے اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس سے آگے بھی عروج واقع ہوا تو یہہ دائرۂ اصل حاصل ہو جاتا ہے اور اس سے گذر جانے
اور طے کر لینے کے بعد دائرۂ فوقانی ظاہر ہوتا ہے مجدد صاحبؒ کہتے ہین کہ چونکہ یہان قوس کے سوا کچھہ اور ظاہر نہوا اس لئے
اوسی قوس پر اختصار کیا ہے اور اس مین شاید کوئی بھید ہوگا کہ اوسپر اطلاع نہ بخشی یہہ تینون اصول اسما و صفات کے کہ جو
ہونگے ذات الٰہی مین صرف اعتبارات ہین ان تینون اصول کے کمالات نفس مطمئنہ سے خصوصیت رکھتی ہین اور نفس کو بھی اسی
مقام پر اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور اسی مقام مین شرح صدر حاصل ہوتا ہے اور سالک اسلام حقیقی کے ساتھ مشرف
ہوتا ہے اور نفس رضا کے مقام پر پہونچ جاتا ہے یہہ مقام منتہی ہے انبیا کی ولایت کا جسے ولایت کبریٰ کہتے ہین مجدد صاحب
کہتے ہین کہ جبکہ سیر یہان تک حاصل ہو چکی تو خیال ہوا کہ شاید کام پورا ہو چکا غیب سے ندا آئی کہ یہہ ساری تفصیل اسم ظاہر
کی تھی جو اوڑنے کا ایک بازو ہے اور اسم باطن ابھی باقی ہے جو اوڑنے کا دوسرا بازو ہے۔ اسم باطن سے جن اسما کا
تعلق ہے وہ ملاء اعلیٰ کے تعینات کے مبادی ہین اور ان مین سیر کا شروع کرنا ولایت علیا مین قدم رکھنا ہے یہہ ولایت
ملائکہ کی ہے اور اس وقت مین ولی کو ولایت ملائکہ مین ترقیات حاصل ہوتی ہین - مجدد صاحبؒ کہتے ہین کہ اسم ظاہر
و باطن کے دو بازو حاصل ہونے کے بعد جو اوڑنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہہ ترقیات بالاصالۃ آگ اور ہوا اور پانی کے
عناصر کو نصیب ہین کہ ملائکہ کو ان تینون عناصر کی وجہ سے حاصل ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ بعضے ملائکہ آگ اور
برف سے پیدا ہوئے ہین اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح مین اس طرح مصروف رہتے ہین سبحان اللہ من جمع بین النار والثلج
یعنی پاکی ہے اللہ کو جس نے آگ اور برف کو ایک جگہہ جمع کیا - اور جب اس سے بھی اوپر سیر واقع ہوتی ہے تو کمالات نبوت
مین شروع ہوتا ہے یہہ کمالات ذات مقدس انبیا کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہین جو کامل لوگ انبیا کے اتباع مین
نہایت ثابت قدم ہین انکو بھی اس تبعیت کی وجہ سے کچھہ ان کمالات مین سے حاصل ہو جاتا ہے اور لطائف انسانی
کے درمیان بڑا حصہ ان کمالات مین سے حاصل ہو جاتا ہے اور لطائف انسانی کے درمیان بڑا حصہ ان کمالات
مین عنصر خاک کے لئے ہے اور سارا عالم خلق و امر اسی عنصر خاک کے تابع ہے اور چونکہ یہہ عنصر بشر کے ساتھ مخصوص ہے
اس لئے خواص بشر تو اس ملائکہ سے افضل ہوتے ہین پھر دوسری حقیقت اس مقام مین ظاہر ہوتی ہے اور وہ

کہسارے کمالات ولایت صغریٰ وولایت کبریٰ وولایت علیا کے کمالات نبوت کے ظلال ومثال وشبیح ہین اور دائرہ کمالات نبوت مین جب مرکز پر پہونچتے ہین تو وہ مرکز دائرہ کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے اور یہہ دائرہ کمالات رسالت کا ہے کہ بالاصالت انبیاے مرسل ہی کے ساتھہ مخصوص ہے اور جکسی کو حاصل ہوتا ہے تو انہین کی پیروی سے میسر ہوتا ہے اور جب اوس دائرہ ثانی کے مرکز پر پہونچتے ہین تو وہ مرکز بہی دائرہ کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے یہہ دائرہ بہی انبیا سے اولوالعزم کے کمالات کا ہے اور سارا عالم گویا اعراض ہے کہ قیام اوس کا حق تعالیٰ کی صفات کے ساتہہ ہے اور یہہ منصب اوس شخص کو دیتے ہین جسکے ساتہہ اشیا کا قیام ہے بعضے اولیا ایسے عالی رتبہ بھی ہوتے ہین کہ انبیا کے اتباع کی وجہ سے اونکو بہی یہ منصب عطا ہوتا ہے۔ مجدد صاحبؒ کہتے ہین کہ جب یہہ سیر بھی مین نے پوری کرلی تو اب یہہ خیال ہوا کہ اگر آگے قدم سیر کے لئے بڑہایا جاسے گا تو عدم محض ہوگا مگر معلوم ہوا کہ ابہی مقصود حاصل نہین اور عنقا ہاتھہ نہین لگا بلکہ ابہی تک اللہ تعالیٰ انتہا درجہ کی دوری اور بعد مین ہے اور دوری اوس جناب مقدس کو کچہہ اسوجہ سے نہین ہے کہ وہ پردون کے پیچہے ہے اور حجابون کی آڑ مین ہے کیونکہ اس مقام تک کوئی پردہ باقی نہین رہتا سب اوٹھ جاتے ہین بلکہ اوس کا عظمت وجلال ادراک سے روکتا ہے۔ بعضے کامل مرد ایسے بہی ہوتے ہین کہ اونکو انبیا علیہم السلام کے طفیل سے بارگاہ عظمت وکبریا کے اندر بہی جگہہ ملجاتی ہے اور جو معاملہ انبیا کے ساتہہ کیا جاتا ہے وہی اون کے ساتہہ بہی عمل مین آتا ہے اس مقام کا رئیس بہی عنصر خاک ہے ایسے مرتبہ کا آدمی ایک مدت دراز کے بعد ظاہر ہوتا ہے

لطائف خمسۂ عالم خلق ولطائف خمسۂ عالم امر ہر ایک لطیفہ عالم امر کا جسم انسانی مین مقام اور ہر ایک لطیفۂ عالم امر کی ولایت کسی اولوالعزم پیغمبر کے قدم کے تلے ہونا۔ اولیا کے قدمون کا تفاوت۔ لطائف کے رنگ عالم کبیر۔ عالم خلق اور عالم امر کے اجزا مراتب عشرہ۔ شیونات اور صفات مین فرق۔ ترقی مقامات مین اور نفس ناطقہ اور روح کا بیان اسم ذات کا ذکر ہر ایک لطیفہ مین جاری کرنا۔ سیر لطایف

شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن شیخ احمد سرہندیؒ نے اور اکثر مشایخ طریقہ احمدیہ نے خطون مین لطایف خمسۂ عالم خلق ولطائف خمسۂ عالم امر کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے مین بھی ان مین سے کچہہ مطالب مناسب مقام اخذ کرتا ہون معلوم کرو کہ پانچ لطیفۂ انسانی کہ قلب وروح وسر وخفی واخفی مین عالم امر سے ہین ان کا مقام فوق العرش ہے جسے لامکان کہتے ہین اور اسکا نام عالم ارواح بہی ہے حق تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے اون لطایف کو بدن انسان سے تعشق وتعلق دیکر وہان سے نیچے اوتار کر ہر ایک کو اپنی خاص جگہہ مین انسان کے بدن

جو اوس کے مناسب تہا رکہا ہے لطیفہ قلب کو سینہ کی بائین طرف اوس مضغہ مین رکہا ہے جسے عرف مین قلب یا دل کہتے ہین اور اوسکی صورت صنوبری ہے۔ روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اوس کے مقابل داہنی جانب اخفی کو جو تمام لطائف سے بہتر ہی سینہ کے بیچ مین اور سر کو درمیان قلب اور اخفی کے اور خفی کو درمیان روح اور اخفی کے رکہا ہے اور ہر ایک اس لطیفہ کی ولایت کسی اولوالعزم پیغمبر کے قدم کے تلے ہے چنانچہ قلب کی ولایت حضرت آدم کے قدم تلے ہے اور روح کی ولایت حضرت ابراہیم کی اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ کی اور خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ کی اور اخفی کی ولایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے تلے ہے اور اولیا کے قدمون کا تفاوت انہین لطیفون کی وجہ سے ہے پس جو حضرت آدم کے تلے ہے اوسکو قلب کی ولایت حاصل ہوتی ہے اور وہ ولایت کے ایک درجہ کی استعداد رکہتا ہے اوس کے پانچ درجون مین سے اور جو حضرت ابراہیم کے قدم کے تلے ہے اوسکی ولایت روحی ہے اور اوسکو پانچ درجون مین سے دو درجون کی ولایت کی استعداد ہے اور جو حضرت موسیٰ کے قدم کے تلے ہے اوسکی ولایت ولایت سری ہے اور وہ ولایت کے درجات خمسہ مین سے تین درجون کی استعداد رکہتا ہے اور جو حضرت عیسیٰ کے قدم کے تلے ہے اوسکی ولایت ولایت خفی ہے اور وہ ولایت کے پانچ درجون مین سے چار درجون کی استعداد رکہتا ہے اور جو حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے تلے ہے اوس کی ولایت ولایت اخفی ہے جو سب ولایت کے درجون سے اعلیٰ ہے اور ایسا صاحب ولایت کو پانچون درجون کی قابلیت ہے اور لطائف کے رنگ ہر شخص نے اپنے کشف و نظر کے موافق کہے ہین اور اونہر معاملات اور حالات کو مقرر کیا ہے جو زیادہ مشہور ہے وہ یہہ ہے کہ قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ہے **مسئلہ** انسان جسکو عالم صغیر کہتے ہین اون دس اجزا سے مرکب ہے جن کی اصلین عالم کبیر مین ہین اور عالم کبیر تمام کائنات کو کہتے ہین عالم خلق و امر دونون اس مین داخل ہین اون مین سے پانچ جز تو عالم خلق مین ہین ایک نفس اور چار عنصر اور پانچ عالم امر سے ہین قلب اور روح اور سر اور خفی اور اخفی جس طرح چارون عنصر کی اصلیت دنیا مین موجود ہے اسی طرح ان لطایف خمسہ کی اصلین عالم امر مین ہین اور لامکان مین عرش کے اوپر موجود ہین ان لطائف مین سے دل ایسا لطیفہ ہی جو عرش سے اوپر ہے اور باقی تمام اصول سے تلے ہے اسی لئے دل کو عالم خلق و امر مین برزخ قرار دیا ہے کیونکہ عالم خلق کی منتہا عرش ہے اور چونکہ عرش عالم خلق کی منتہا ہے اوس کا مونہہ عالم امر کی طرف ہے اسلئے اوسکو بہی برزخ کہتے ہین اور اصل قلب سے اوپر اصل روح ہے اور اوس کے اوپر اصل سر اور اوسکے اوپر اصل خفی اور اوسکے اوپر اخفی۔ اللہ تعالیٰ نے ان لطائف کو عرش سے اوتار کر انسان مین رکہا پس لطیفہ قلب کو اوس مضغہ گوشت مین جگہ دی جو سینہ مین بائین طرف ہے اور عرف مین اوسے دل کہتے ہین۔ اصل اس لطیفہ کی حق کی صفت اضافی ہے کہ اوسکو فعل اور تکوین کہتے ہین اسکا کمال یہہ ہے کہ حق جل وعلیٰ کے فعل مین فانی ہو جائے اور اوسی فعل سے بقا پائے ! ہوقت سالک اپنے آپ کو مسلوب الفعل پاے گا اور اپنے افعال کو اللہ تعالیٰ ہی کے افعال سمجھیگا فنا ے قلب اور تجلی فعلی اسی سے

کہتا ہو اور اسکا نشان یہہ ہے کہ قلب ما سوی اللہ کو بالکل فراموش کردیگا اور جب سالک فناے قلب سے مشرف ہوا
اولیا کی جماعت مین داخل ہوگیا اور یہہ فناے قلب بغیر طے کرنے دائرۂ امکان کے کہ زمین سے عرش تک ہے اور بغیر قطع
کرنے ان مراتب عشرہ یعنی زہد صبر توکل رضا تسلیم قناعت لوگون سے یاس فقر فراغ ریاضت حاصل
نہین ہوتی اور جو شخص حضرت آدم کا مشرب رکہتا ہوگا اوسکا وصول درگاہ قدس کی طرف اسی لطیفہ کی راہ سے ہوویگا
کیونکہ قلب مربی ہے ولایت حضرت آدم کا اور ایسے شخص مین ولایت کے پانچ درجون مین سے ایک ہی درجہ کے حصول
کی استعداد ہوگی مگر پیر کامل کی کشش کی اور بات ہے اور فناے قلب اوس تجلی افعال کا اثر ہے جو اوسکی اصل ہے
کیونکہ قلب افعال الہی کا ظل ہے اسکے بعد بقاے قلب افعال ایزدی کا نکڑا ہے اس لئے کہ ہر ظل کو اپنی اصل کی طرف رستہ
اوسمین فنا ہونے کا اور اوس سے باقی ہونے کا اور لطیفۂ روح کی اصل جو قلب سے بہت لطیف ہے حق کی صفات
ثبوتیہ ہین اور صفات ثبوتیہ کو افعال الہی کی بہ نسبت ذات الہی کی طرف ایک قدم کا قرب حاصل ہے۔ سالک اس لطیفہ کی
فنا حاصل ہونے کے بعد جو تجلی صفاتی کے ساتھ مربوط ہے اپنی صفات کو اپنے سے مسلوب پائیگا بلکہ جناب حق سے منسوب
کریگا اور لطیفہ روح کی بقا یعنی صفات ثبوتیہ سے ہے اور یہہ صفات مربی ہین ولایت نوحی اور ولایت ابراہیمی کے
کہ یہہ دونون ولائتین روح اور صفات ثبوتیہ سے مربوط ہین ان دونون ولایتون مین صرف اختلاف اعتبارات کا فرق
ہے چنانچہ ولایت ابراہیمی تفصیلی ہے اور ولایت نوحی اوس سے مجمل ہے پس جو شخص ان دونون انبیا کا مشرب رکہتا ہوگا اوسکی
سیر جناب قدس کی طرف اسی لطیفہ سے ہوگی مگر اول مراتب قلب کا قطع کرلینا ضرور ہے اور ولایت کے پانچون مرتبون
سے صرف دو مرتبون کے حصول کی استعداد ایسے شخص مین ہوگی اور پیر کی کشش کی اور بات ہے اور لطیفہ سر لطیفہ روح
سے بہت لطیف ہے اور اسکی اصل ذات حق تعالی کے شیونات ہین اور شیونات بمقابلہ صفات کے ذات حق کی طرف ایک
قدم نزدیک ہین۔ یہان سے ثابت ہوا کہ ذات حق تعالی کی طرف افعال الہی سے ایک قدم زیادہ قرب صفات ثبوتیہ کو
حاصل ہے اور شیونات صفات ثبوتیہ سے بہی ایک قدم زیادہ قرب اللہ تعالی کی طرف رکہتے ہین اور لطیفۂ سر کی فنا و
بقا انہین شیونات سے متعلق ہے اور جو کوئی موسوی مشرب ہوگا اوسکا پہونچنا درگاہ قدس مین اسی لطیفہ کی راہ سے ہوگا مگر
اول لطیفہ قلب و روح کا طے کرلینا ضرور ہے اور اس لطیفہ والے کو ولایت کے پانچ مرتبون مین سے تین مرتبون کے
حصول کی استعداد ہوگی اور پیر کی کشش کی اور بات ہے اور شیونات اور صفات مین یہہ فرق ہے کہ ان کی اصطلاح مین
شیون اون مفہومات کو کہتے ہین جو ذات الہی مین مندرج یعنی داخل ہون وہ ایسے معانی نہین جو ذات الہی پر زائد ہون
جو معانی ذات الہی پر زائد ہوتے ہین وہ صفات کہلاتے ہین اور لطیفہ خفی لطیفہ سر سے بہت لطیف ہے اور اصل
اسکی صفات سلبی ہین جن سے اللہ تعالی کی تنزیہ و تقدیس واجب ہے اور شیونات ذاتی اور صفات ثبوتی سے فوقیت
رکہتی ہین اور اس لطیفہ کی فنا و بقا اپنی اصل سے ہے اور جو عیسوی المشرب ہوگا اوسکو جناب قدس مین راہ اسی لطیفہ

کے ذریعہ سے ہوگی مگر پہلے اون تینون لطایف کا طے کرنا ضرور ہوتا ہے اور اس مشرب والے کو مراتب خمسہ ولایت مین
سے چار مرتبون کے حصول کی استعداد ہوتی ہے ہان کوئی پیر کامل چاہے تو اوس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے اور لطیفۂ اخفیٰ
کہ تمام لطایف سے الطف و احسن ہی اور حضرت اطلاق سے نہایت قرب رکہتا ہے ایک مرتبہ ہی جو جامع ہے اسماء و صفات
و شیون اور اشارات و تنزیہات و تقدیسات کو اور یہہ مرتبہ تنزیہ اور احدیت کے درمیان مثل برزخ کے ہی اس لطیفہ کی فنا
اوسی مرتبۂ مقدسہ کے تحت مین ہی اس مرتبہ والیکو پانچون مراتب حصول کی استعداد حاصل ہوتی ہی اور محبوبیت کا درجہ رکہتا ہی اور یہہ ولایت
ولایت محمدی ہی اور مربی اس ولایت کا حقیقۃ الحقایق ہی اور یہ ولایت تمام ولایتون سے اعلیٰ اور اشرف اور اقرب اور افضل ہی اور سب لطائف اسمین
جمع ہوتی ہین اور اسمین معاملہ نفس سے پڑتا ہی اور اوسکی فنا اور بقا دونون اکمل ہین پہر معاملہ اوسکی اصلون سے اور اصلون
کی اصلون سے پڑتا ہے یہان تک کہ منتہی ہوتا ہے ذات حق تعالیٰ تک اور وہان ترقی فنا سے نہین بلکہ ایک اور امر سے کہ وہ
اپنے مقام مین ظاہر کیا گیا ہے اور لطایف خمسہ عالم امر کا عروج ولایت کبریٰ کے دائرہ تک ہے جو تین دائرون اور ایک
قوس کو شامل ہی جب اوس دائرہ سے ترقی کرے اور دائرہ اصل اور اصل الاصل مین سیر کرے تو نفس سے معاملہ پڑیگا
اور نفس کو پوری فنا اور کامل بقا اور شرح صدر اور اسلام حقیقی اور اطمینان کی حاصل ہو جانے کے بعد مقام رضا پر ترقی
ہوگی اسکے بعد جب ولایت علیا مین سیر ہوگی تو عنصر ناری و آبی و ہوائی سے معاملہ پڑے گا اور اگر وہان سے بھی خدا تعالیٰ
کے فضل سے ترقی ہوئی تو کمالات نبوت مین سیر حاصل ہوگی اور معاملہ اجزاے ارضی سے پڑے گا اور جو یہان سے بھی
ترقی ہوئی خواہ وہ کمالات رسالت مین ہو یا حقایق ثلثہ یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت نماز مین تو معاملہ اوس
ہیئت وحدانی سے پڑیگا جو اجزاے عشرہ عالم خلق و امر کا مجموعہ ہے اور اس مجموعہ کے ساتھ معاملہ پڑنے سے قبل ہر
جز کا جدا جدا بھی کمال حاصل ہوتا ہے بعد اسکے معاملہ انسانون کی سمجھ سے باہر ہے۔ شفاء العلیل مین لکھا ہی و للشیخ
احمد السرہندی اشغال اخری فلنذکرھا بالاجمال اعلم ان اللہ تعالیٰ خلق فی الانسان ست
لطائف ھی حقائق مفرزۃ بحیالھا کما ھو ظاھر کلام الشیخ واتباعہ او جہات و اعتبارات للنفس
الناطقۃ فھی تسمی باعتبار قلبا و باعتبار آخر روحا الی غیر ذلک وھو الذی اختارہ سیدی الوالد
وصورنی صورھا نرسم دائرۃ وقال ھی القلب ثم دائرۃ اخری فی ھذہ الدائرۃ فقال ھی الروح الی ان
الدائرۃ السادسۃ وقال ھی انا وسمعتہ یقول بعضھا فی البعض انتھی۔ یعنی شیخ احمد سرہندی کے طریقہ مین
اور اشغال ہین ہم اون کو مجمل طور پہ ذکر کرتے ہین معلوم کر کہ حق تعالیٰ نے انسان مین چھ لطیفے پیدا کئے ہین جن کے
حقایق بذات خود جدا جدا ہین چنانچہ شیخ موصوف کے اور اون کے تابعین کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے یا لطایف ستہ
نفس ناطقہ کے جہات اور اعتبارات ہین تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے قلب کہلاتا ہے اور دوسرے اعتبار سے اوسکا
نام روح ہے وغیرہ وغیرہ اور یہی قول ہمارے والد مرشد کا مختار ہے اور مجھکو اون لطائف کی صورت بنا دی تو اول

ایک دائرہ یعنی کنڈل بنایا اور کہا کہ یہ دل ہے پھر اوس دائرہ کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ روح ہے یہانتک کہ چھٹا دائرہ لکہا اور کہا کہ یہ مین ہون یعنی حقیقت انسانی جسکو آدمی عربی مین آنا تعبیر کرتا ہے اور فارسی مین من اور ہندی مین مین ہوتا ہے اور مینے والد سے سُنا کہ فرماتے تہے بعض لطائف بعض کے اندر ہین اور یہ تو سابق اسے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر لطیفے کو بدن کے بعضے حصہ سے ارتباط ہے اور جہان جہان لطائف خمسہ رہتے ہین وہ جگہین بہی معلوم ہو چکی ہین چہٹا لطیفہ نفس سے مراد ہے اور اوس کا مقام دماغ کے پہلے حصے مین ہے جسے بطن اول کہتے ہین ۔ اخفیٰ سب لطائف مین الطف اور احسن ہے اور روح الطف ہے قلب سے اور ہر ایک عضو مین جہان جہان یہ لطائف رہتے ہین نبض کی مانند حرکت ہے تو مشائخ مجددیہ مین معمول ہے کہ ہمت اور توجہ سے اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے مین لطائف مذکورہ سے القا کرتے ہین اور حرکت کی محافظت کا حکم دیتے ہین اور توجہ لینے والا حرکت کو محسوس پاتا ہے اور اوسکے ساتھ اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفہ مین درجہ بدرجہ ارشاد فرماتے ہین اور ہر لطیفہ کا ذکر قوی ہونے کے بعد نفی و اثبات کی تعلیم کرتے ہین کہ خیال کی زبان سے زیر ناف سے کلمۂ لا کو دماغ تک پہونچا دے اور کلمۂ الٰہ کو داہنے مونڈھے پر یا پستان راست پر پہونچا دے اور کلمۂ الا اللہ کو لطائف خمسہ پر پہیرتا ہوا دل پر ضرب کرے ۔ شیخ آدم بنوری کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد مرید کو اسم اللہ کی تعلیم کرے جو کہ اسم ذاتی ہے اور خود متوجہ اوسکے قلب صنوبری کا ہو کر اوس لطیفۂ نورانی کے باطن سے جو اوسمین امانت رکہا ہوا ہے اور اوسے قلب کہتے ہین کہلائے جب مرید نے اسم ذات کے ذکر مین لذت پیدا کی تو نفی و اثبات کی تعلیم کو بطریق مشہور اکیس تک پہونچاوے پہر لطیفۂ روحی کے ذکر کی تعلیم فرماوے کہ جمعیت و لذت یہان بہی حاصل کرے کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ سالک کو ان دو لطیفون مین تجلیات ظاہر ہوتی ہین مگر ان کا مغلوب نہو جائے بلکہ حق تعالیٰ کی تنزیہ کو نظر قلبی سے یقین کرے اسکے بعد تعلیم لطیفۂ سری کی کرے جب لذت و جمعیت خوب پیدا ہو جائے تو تعلیم لطیفہ خفی کے کرے بعد جمعیت اس لطیفہ کے اخفیٰ کی تعلیم کرے یہان بہی لذت حاصل کرے ان کی اصطلاح مین اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہین جب تکرار سے سالک کو یہ سیر تمام ہو جائے اور اپنی استعداد کے موافق اجمال یا تفصیل اس سیر کی حاصل ہو جائے تو پہر لطیفہ قلبی پر لائے اور تعلیم یادداشت اسمی کی کرے اسلئے کہ پہلے اس سے تکرار اسمی نہتی اور یادداشت اسمی کا طور یہ ہے کہ اسم اللہ کو قلب اندرونی سے جو ایک نور محض ہے مد دراز کے ساتھ کہینچے جیسے تانبے کے برتن سے آواز نکلتی ہے اور جہان تک ہوسکے قطع نہونے دے اور جو قطع ہو تو پہر نئے سرے سے شروع کرے جب نسبت ایسی قوت پکڑ لے کہ اپنے قلب مین بلکہ جمیع لطائف مین بلکہ تمام بدن مین جو نورانیت کے ساتھ اوس آواز محض کو یکسان پائے تو ذکر لطائف جو بدن کے ذریعے سے نہ تمام ہوا اب لطائف کے ذکر مین جمیع و اسطہ لفظون کے ہے کوشش کرنی چاہیے پہر بعد یادداشت اسمی کے مسمّیٰ کی تعلیم کرنی چاہیے جسمین سالکان خاص قلب کو نظر مین رکہکر لطیفۂ نورانی مین نظر ڈالکر ایمان محض سے حق سبحانہ تعالیٰ کو حاضر بے پردہ یقین کرے

26.4.96

مگر کیفیات اور حجابات کو نظر سے گرا دے اور کبھی اس امر سے غافل نہو اگر غفلت ہوجاوے تو پھر حاضر کرے یہان تک کہ نور مشاہدہ سر سے پاؤن تک گھیرے اور پورا استغراق پیدا ہو کہ سوا نور حق کے اپنی ذات کو اور غیر کو نہ پاوے وہی ایک نور حق پاوے اس نسبت مین اگر حق تعالی کے احاطہ اور معیت کے شہود کے غلبہ کے سبب اشیا کو عین حق پاوے تو اوسکو ان کی اصطلاح مین توحید وجودی کہتے ہین اور جو اشیا کو گم کیا اور جمال ذو الجلال کا مشاہدہ اشیا کے اندر حاصل کیا اور اشیا کو نظر سے گرا دیا تو توحید شہودی کہتے ہین - یاد رکھو کہ یہہ دونون مرتبے ولایت خاصہ مین کہ اولیاء امت کی ولایت ہے ظاہر ہوتے ہین اور اس سے پہلے جو تجلیات وغیرہ سیر لطائف سے یادداشت اسی تک پیش آتی ہین اولیا کی ظل ولایت مین ہین اور پہلی ولایت کامل ہے بہ نسبت دوسرے کے - سالک چاہیے کہ ان مشاہدات و تجلیات سے لذت پاکر بے پروا ہو جاوے بلکہ طالب ترقی کا ہو کہ اسکے آگے بہی ترقیات ہین +

مستحسنات صوفیہ

مستحسنات صوفیہ سے مراد یہہ ہے کہ اس قوم نے چند باتون کو اپنے اجتہاد سے وضع کرکے مستحب قرار دیکر طالبون کی اصلاح حال کے لئے اختیار کر لیا ہے اور کوئی دلیل ظاہر سنت مطہرہ سے اون مستحبات پر صوفیہ کے پاس نہین ہے جیسے خرقہ کا پہننا اور خانقاہ کا بنانا اور چلہ مین بیٹھنا وغیرہ وغیرہ اور ان کی غرض اس سے یہہ ہے کہ مریدان رسوم کی پابندی کرین تو باطن کو اون کے جمعیت حاصل ہووے اور آفات سے بچین اوقات اون کے محفوظ رہین رابطۂ محبت الہی کو استحکام حاصل ہو اور نظیر اسکی مسائل اجتہادیہ فقہ اور اون کے اصول کا استخراج ہے اسی طرح کتب کا تصنیف کرنا علوم سکھانا شیخ احمد ولی اللہ نے فرمایا ہے نسبت صوفیہ کی غنیمت کبری ہے اور رسوم ان کے کسی لایق نہین صوفیہ کے رسوم کئی طرح کے ہین خرقہ خانقاہ چلہ وغیرہ جنکو مین بیان کرتا ہون +

خرقہ - خرقہ رنگین - درویش کو کوئی خاص لباس اپنے لئے مقرر نہ کر لینا چاہیئے

صوفیہ مریدون کے حال مین ابتداءً تصرف کرتے ہین تو اون سے معمولی لباس اوتروا کر دوسرا جامہ پہناتے ہین اور سنت مین سے کوئی سند اسپر نہین بجز حدیث ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص کے جو ابو داؤد نے روایت کی ہے قالت اُتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بثیاب فیہا خمیصة سوداء فقال من ترون اکسو ہذہ فسکتوا فقال ایتونی بام خالد فاتی بہا فالبسہا بیدہ فقال ابلی و اخلفی مرتین وجعل ینظر الی علم الخمیصة ویشیر بیدہ الی ویقول یا ام خالد ہذا سنا یا ام خالد ہذا سنا یعنی ایکبار چند کپڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے اون مین ایک سیاہ ٹوپی تہی آپ نے فرمایا کہ مین اسکو کسے اوڑہاؤن صحابہ خاموش رہے آپ نے فرمایا کہ ام خالد کو بلا لاؤ وہ بلائی گئین آپ نے وہ ٹوپی اپنے ہاتھ سے اوڑہا دی اور دو بار کہا کہ یہہ کپڑا پرانا ہو پہر آپ اوس کے کنارون کی دہاریان ملاحظہ کرنے لگے اور اپنے ہاتھ سے ام خالد کو

دکہاتے تہے اور فرماتے تہے اے ام خالد یہ دہاریان کیا اچہی ہین - پس اس روایت سے صوفیہ کی خرقہ پہنانے پر استدلال کرنا نہایت بعید ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے جو یہہ فرمایا ہے یا ایہا المدثر قم - اے لحاف اوڑہنے والے کہڑا ہو اور یا ایہا المزمل قم اللیل - اے کپڑا اوڑہنے والے رات کو کہڑا رہا کر - یہہ دلیل ہو اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو خرقہ پہنایا اسی طرح حلۂ سیرا حضرت علی کو بخشنا بہی اسکی دلیل نہین ہو سکتا - صحیح بخاری و مسلم مین حضرت علی مرتضیٰ کی ایک حدیث روایت کی ہے کہ کہا اھدیت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلة سیراء فبعث بہا الی فلبستہا فعرفت الغضب فی وجہہ فقال انی لم ابعث بہا الیك لتلبسہا انما بعثت بہا الیك لتشققہا خمرا بین النساء - یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ کے طور پر حلہ سیرا لایا گیا اوسکو آپ نے میرے پاس بہیجدیا مین نے اوسے خود اوڑہ لیا آپ اس بات سے ناخوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ مینے تو یہہ تمہارے پاس اس لئے بہیجا تہا کہ عورتون کی اوڑہنیان اس کی بنا دوگے نہ یہ کہ خود اپنے کام مین لاؤ اس لئے کہ سیرا ایک قسم کی ریشمی چادر ہے کہ زرد خط اوسمین ہوتے ہین اور خرقہ کی تین قسمین بیان کی ہین ایک خرقۂ ارادت دوسرا خرقۂ تبرک تیسرا خرقۂ ولایت اور راون کی تعریفین بیان کی ہین ہمارے نزدیک کوئی قسم شارع سے ثابت نہین - محدثین نے اسکا انکار کیا ہے کہ حسن بصری کو جناب مرتضیٰ نے خرقہ پہنایا - اگرچہ صوفیہ نے اسکے ثابت کرنے مین بڑی کوشش کی ہے اور بعضے علماے متاخرین جنکو تر و خشک مین تمیز نہین جیسے سیوطی اور اونکی طرح کے اور محدثین صوفیہ کے اقوال کو تسلیم کرتے ہین - بی بی عائشہؓ سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عائشۃ ان اردتِ اللحوق بی فلیکفکِ من الدنیا کزاد الراکب و ایاك ومجالسة الاغنیاء ولا تستخلفی ثوبا حتی ترقعیہ - یعنی اے عائشہ اگر مجہسے دنیا و آخرت مین اتصال چاہتی ہو تو دنیا کے سامانون مین سے اسی قدر پر کفایت کرو جتنا توشہ ایک مسافر سوار کے لئے ضروری ہوتا ہے اور دولتمندون کی صحبت سے بچتی رہو اور کپڑے کو پرانا سمجہکر کبہی مت پہینکو اوسکو پیوند لگا کر کام مین لایا کرو - ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند مین صالح بن حسان ہے جسکی حدیث منکر ہے خیر جو کچہہ ہو مگر اس حدیث سے اصلیت درویشون کے مرقعہ کی اور اون کے زہد کی دنیا مین اور دولتمندون سے گریز کرنے کی ثابت ہے اور یہی مقصود ہے اور اس مطلب کے موئد ہے حدیث سوید بن وہبؒ کی کہ اونہون نے ایک شخص سے نقل کی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مین سے تہا اور اوسنے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثوب جمال وھو یقدر علیہ فی روایة تواضعًا کساہ اللہ حلة الکرامة رواہ ابوداؤد - یعنی جو شخص لباس فاخرہ پہننا چہوڑ دے حالانکہ اوسکو اتنی مقدرت ہو اور ایک روایت یون ہے کہ لباس فاخرہ زہد و تواضع کی وجہ سے چہوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اوسکو بہشت مین نہایت پاک جوڑا عطا کرنے لگا - اسمین شک نہین کہ اس سنت کی پابندی اور اس حکم کی تعمیل اس امت مین جیسی کہ حضرات مشایخ و صوفیہ سے ہوتی ہے ویسی دوسرے لوگون سے معلوم نہین اور اگر یہہ تسلیم بہی کر لیا جاے کہ خرقہ پہننا سنت سے

ثابت نہین مگر چونکہ اسمین بہت سے فوائد ہین اور سنت کے مزاحم بہی نہین ہی اسلئے مستحسن ہے کیونکہ مصالح طریقی کا اتباع
مشروع ہے وجہ یہہ کہ ملبوسات مین ایک قسم کا مزہ ہے پس جو لباس نفس کو پہننے کی عادت ہوئے تو اسمین ضرور اوسکو
مزہ حاصل ہوگا۔ پس اس لباس صوری کے تغیر سے عادت مین تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور تغیر عادت مین تغیر عبادت ہی
دوسرا فائدہ یہہ ہی کہ ایسے لباس پہننے سے اخوان الشیاطین اور دنیاداروں کی صحبت سے امن رہتی ہی اس لئی کہ وہ
اپنی مرضی کے موافق لباس نہین پاتے تو اوس شخص سے ملتفت نہین ہوتے اور یہہ بھی ہے کہ لباس صوری پیر کی ولایت کا
سایہ ہی جو مرید کے وجود پر پڑتا ہے اور شیطان اہل ولایت کے سایہ سے بہاگتا ہے اس لئی حدیث مین آیا ہے ان الشیطان
لیفر من ظل عمر یعنی شیطان حضرت عمر کے سایہ سے بہاگتا ہے۔ اور مرید کے لئے جس طرح صحبت اخیار کی واجب ہی تاکہ
رنگ اونکا حاصل کرے اسی طرح تصوف کی ابتدا مین اشرار سے جدائی بہی واجب ہے تاکہ اخیار کی صحبت قبول کرنے کی
طرف دل مائل رہی اور خرقۂ رنگین کا مسئلہ اسی مسئلہ کی فرع ہے اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ خرقۂ سفید کے میلے ہونے کے بعد اوسکے
دہونے مین اہل معاملات و مراقبات کو پریشان خاطری ہوتی ہے اگرچہ حدیث مین وارد ہے خیر ثیابکم الابیض یعنی
عمدہ کپڑا تمہارا سفید ہے۔ مگر جو لوگ رات دن عبادت الہی مین مستغرق ہین اونکو کپڑے کے ہمیشہ سفید رکہنے مین اوقات کی محافظت
نہین ہوسکتی اور اوراد و اشغال مین خلل پڑے گا اس لئے انکو رنگین کپڑا پہننا چاہیے اس لئے کہ نوافل کی فضیلت لباس کے
سفید رکہنے سے بدرجہا زائد ہے اور جبکہ ایک فضیلت کی مباشرت سے دوسرا افضل ترک ہوتا ہے تو اوس فضیلت کا ترک کرنا
فضیلت ہی اگرچہ اس کام کے لئے سیاہ جامہ موزون ہے کہ اوسپر ہر قسم کا میل کہپ جاتا ہے مگر بعضے کہتے ہین کہ سیاہ
رنگ اوس کے لئے مناسب ہی جو ظلمات صفات نفس مین ڈوبا ہوا ہو اور اہل ارادت کا حال ایسا نہین ہے اس لئی کہ برکت
پرتو نور ارادت و طلب حق نے جو اون مین موجود ہے اون کی ظلمت وجود کے کچہہ حصہ کو دفع کر دیا ہے اسلئے ان کے لئی
سیاہ کپڑا پہننا نامناسب ہے اور چونکہ ابہی بالکل ظلمات نفوس سے فراغت نہین پائی ہے اور پورے طور پر صفائی
حاصل نہین ہوئی ہے اسلئے سفید کپڑا ابہی نہ پہننا چاہیئے بلکہ ان کے لئے جامہ نیلگون مناسب ہے کیونکہ یہہ رنگ نور و ظلمت
اور صفا و کدورت سے مل کر بنتا ہے سفید کپڑا اون مشائخ کو چاہیئے جو بالکل کدورت صفات سے چہٹ گئے ہون بعضے کہتے ہین
کہ مرید کے لباس کا رنگ شیخ کی رائے پر ہے جیسا وہ مناسب وقت دیکہے ویسا تجویز کرے اور کسی خاص لباس کو بطور
تمغۂ درویشی کے شہرت کے لئے استعمال کرنا مستحسن نہین اسلئے کہ درویشی منحصر در رمالی نہین اور نہ فقیری شعبدہ بازی و
نقالی ہی بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ دل دنیا سے نہ لگائے اور عقبیٰ کی طرف میل کرے اور اسکے آثار یہہ ہین توکل رضا
استقامت خلا و ملا مین اور یہہ کرامت سب سے فوق ہے اور ہر طاعت سے بالا ہے اگر یہ مرتبہ کسی کے نصیب مین ہے تو اسکے
لئی اظہار کی ضرورت نہین خود بخود لوگون کو معلوم ہوجائے گا ذاصل حقیقت مین وہ ہے جسکا نفس ناطقہ ذات صرف کی
طرف کہ تمام اضافات سے منزہ اور جملہ اعتبارات سے مبرا ہے متوجہ ہو اور ایمان حضرت غیب الغیب پر پیدا کرے

اور جو اس عشرہ کو کہ آلات ہین اور مظہر ہین صفات کے اللہ تعالی کی صفات سے بہرہ یاب کرے اور جس چیز کی شرع شریف نے
اجازت دی ہے اوسمین سے بقدر اپنے حصے کے لیلے اور بطور حلال کے اوس سے نفع اوٹھاے اور جس چیز کی شرع مین ممانعت
آئی ہے اور حرام ہوگئی ہے اوس سے بچے اور اپنی مغفرت اسی مین سمجھے اور مشتبہات مین وقوف کو اپنی عادت کرے اور
سمجھ لے کہ اگرچہ یہ بہی منعم حقیقی کے نعمات مین سے ہے لیکن میرا اوسمین حصہ نہین رکھا ہے اور میرے لئے اوسمین فائدہ نہین
رکھا ہے پس اوس کی طرف دست درازی کرنا اوس چوری کے مشابہ ہے جسکی سزا ہاتھہ کاٹنا ہے پس جس شخص کی یہ حالت
ہوگئی وہ حق و باطل سے رہا ہوگیا ایمان اوس کا کامل ہوگیا اللہ کی نعمت اوسپر تمام ہوگئی اس سعادت کے حصول کے
بعد اوسکو اگر کچھہ دنون دنیا مین زندہ رکھین اور دوسرون کی ہدایت کا آلہ بنادین تو بڑی خوش نصیبی ہے ورنہ خود
وہ مرتبہ کمال کو پہونچ ہی چکا ہے اور جو کچھہ اوسکی پیدائش سے مقصود تہا وہ اوسکو حاصل ہوچکا ہے خالص دوست
بن گیا ہے اوس نے روٹی یہان کی کہائی اور کام وہان کا کیا دنیا اور اہل دنیا کو داؤن دیگیا پس شہرت کے لئے لباس
اختیار کرنا خیال خام ہے کیونکہ عنقریب عنقا کی طرح نظرون سے غایب ہوجائے گا اور ہما کی طرح بے نشان رہجائے گا
پس دنیا کی گمنامی و ناموری دونون برابر ہین نہ یہان کی شہرت و قبولیت کام کی نہ عدم شہرت و نامقبولیت سے
کوئی حرج ناموری تلاش کرنا مثل نگین کی روسیاہ ہونا ہے اور بلند آوازی چاہنا مثل ڈہول کے دور سے خوش کرنا ہے
اسلئے کپڑون مین تکلف کرنے کے درپے نہو اور صورت ایسی نہ بناے کہ خواہ مخواہ درویش معلوم ہو اگر کسی کو اللہ تعالے
بے قصد عمدہ لباس کے ساتھہ آراستہ کرے تو کیا مضایقہ ہے اوس کے کار باطن مین کوئی خلل اس سے نہین پڑ سکتا
پس خواہ نخواہ اپنی صورت بگاڑنا اژدلیدہ موی پریشان روے ہونا چاہیئے کہ اسمین اللہ تعالی کی نعمت کا کفران ہے
اور زاہدان خشک کی طرح صوف پوشی کا مقید ہونا چاہیئے کہ یہ معرفت الہی سے بعید ہے قل من حرم زینة اللہ
التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق ۔ یعنی تو کہہ کس نے اللہ کی زینت اور کہانے کی پاکیزہ چیزین منع
کی ہین جنکو اللہ نے اپنے بندون کے لئے پیدا کیا ہے ۔ جو کچھہ موجود ہوجاے کہالے اور جو کچھہ پہنا ہین پہن لے یہ دنیا
مہمان خانہ ہے جیسے رکہین رہو۔ مرزا مظہر صاحبؒ نے لکہا ہے کہ بیمزہ کہانے کو اگر شکرگذاری کے لئے کسیقدر مزیدار کرلین
تو مضایقہ نہین بلکہ یہہ اچہا ہے اور جو لوگ مزیدار کہانے کو پانی ملاکر بدمزہ کرلیتے ہین یہہ عجیب معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ بیمزہ
کہانے سے تہ دل سے شکر ادا نہین ہوسکتا ہان ظاہر زبان کے ساتھ شکر کے الفاظ نکلتے ہین اور زبانی شکر شکر کی
صورت ہے شکر کی حقیقت نہین بلکہ زبانی شکر صبر کا ایک شعبہ ہے کہ معنی اسکے نفس کا قید کرنا اور روکنا ہین پس یہہ
معنی مستلزم ہین شکر کے خلاف کو اور اتباع سنت کے بہی خلاف ہین حالانکہ نفس کی مخالفت کے لئے سنت کی
اتباع ہی بہت سخت ہے اور اس کہانے کی جو تجلی خاص ہے اوس کی بہی حق تلفی لازم آتی ہے ایکبار مرزا صاحب کے
سامنے کسی نے کہانے کو بیمزہ کرلیا ان کو ناگوار گذرا اور کہا کہ اس کہانے کی تجلی کا خون تمنے اپنی گردن پر لیا اور اس قسم کی

سہل غیرکلاٹ ثقہ صوفیون کی شان سے نہین اسی طرح جامہ نفیس کو میلا اور خراب کر لینے اور عمدہ لباس چہوڑ کر موٹا کپڑا
پہننے سے بہی نعمت خداوندی کی شکرگذاری کا ترک اور طریقہ سنت کی مخالفت لازم آتی ہے +

خانقاہ

خانقاہ کا بنانا اور پہر اس بات کے ساتھہ مخصوص کرنا کہ اسمین خاص صوفیہ ہی رہین ایک نئی رسم ہے کہ سنت صحیح سے
اس کا پتا نہین چلتا جو خانقاہ کہ اول دنیا مین بنی وہ ملک شام کے ایک شہر مین جسکا نام رملہ ہے تیار ہوئی تہی اور
اوسکو ایک عیسائی امیر نے بنوایا تہا اور سبب اس کا یہ تہا کہ وہ امیر شکار کو گیا تہا راستہ مین دو درویشون کو دیکہا کہ جمع
ہوئے اور ایک نے دوسرے کو گلے لگایا اور وہین بیٹھہ گئے اور جو کچھہ کہانے کو پاس تہا وہ دونون نے نکالا اور کہایا اور
چلدئے اوس امیر کو انکی الفت اور معاملہ پسند ہوا اون مین سے ایک کو بلا کر دریافت کیا کہ وہ دوسرا شخص کون تہا اور
تم سے اوس سے کیا واسطہ تہا اور اب وہ کہان ہے اوس نے جواب دیا کہ مجھے کچھہ حال معلوم نہین امیر نے متعجب ہو کر کہا کہ پہر
یہ کیسی الفت تہی کہ تم نے اوس کا باہم برتاؤ کیا درویش نے کہا کہ یہ ہمارا طریق ہے امیر نے کہا کہ تمہارے لئے کوئی
مکان ہے کہ وہان جمع ہوتے ہو جواب دیا کہ کوئی ایسا مکان نہین امیر نے کہا کہ مین تمہارے لئے ایک مکان تیار
کراتا ہون وہان جمع ہوا کرو اور رملہ مین ایک خانقاہ بنوا دی +

کہتے ہین کہ خانقاہ کو صفہ کے ساتھہ مشابہت و مناسبت ہے مسجد نبوی مین ایک مقام سایہ دار تہا کہ وہان
مساکین رہتے تہے جنکے گہربار نہ تہے اور کوئی شخص جب مدینہ مین آتا اگر اوسکا کوئی جان پہچان ہوتا تو اوسکے پاس
اوترتا ورنہ صفہ مین اوترتا اور اون کو اضیاف المسلمین کہتے تہے طلحہ کہتے ہین کنت فیمن نزل الصفۃ یعنی مین بہی
صفہ مین اوترا تہا لیکن صفہ کی کیفیت کو خانقاہ کی کیفیت کے ساتھہ اور ساکنان صفہ کی حالت کو صوفیہ کے ساتھہ
مطابق کرسکنا مشکل ہے اسلئے کہ صفہ مسجد نبوی مین ایک مقام تہا جہان مساکین صحابہ رہتے تہے کوئی جدا مکان
مسجد سے نہ تہا اور نہ اوس صفہ سے وہ مقصود تہا جو خانقاہ سے ہے بہرحال جو کہ مراد اوس مکان سے ہے جسکو خانقاہ
ذکر الہی کے ساتھہ مشغول ہونے کو اور خلق سے خلوت حاصل ہونے کو بناتے ہین اور کوئی ثواب اور اجرت اوسپر مترتب
نہین کرتے اور عادات کی قسم سے ہے نہ عبادات کی اس لئے اوسکو اختیار کرنے مین کوئی مضایقہ نہین مصباح الہدایت
مین لکہا ہے کہ خانقاہ کا اوس وضع پر بنانا جو اوسکی اصل وضع ہے یہہ بہی دین اسلام کی زینتون مین سے ایک زینت ہے
اور اس زمانہ مین جو اس قاعدہ مین خلل بوجہ کم ہوجانے علوم صوفیہ کے پیدا ہو گئے ہین تو اس سے اصل وضع اور قاعدے
کی صحت مین خرابی لازم نہین آتی اور خانقاہ بنانے مین بڑے بڑے فائدے ہین ایک یہہ کہ ایسی جماعت کے ٹہیرنے
اور رہنے کا مکان ہے جن کے لئے نہ مکان ہے نہ گہر دوسرے باہم صحبت اور اجتماع حاصل ہوتا ہے تیسرے ہر ایک
دوسرے کے احوال پر اطلاع ایک دوسرے کی رقیب ہوتی ہے اسلئے ہر ایک ڈٹ کر عبادت اور ذکر الہی کرتا ہے اور

اہل خانقاہ دو قسم کے لوگ ہین مسافر و مقیم اور مقیم بہی تین قسم کے لوگ ہین **اہل خدمت اہل صحبت اہل خلوت**
اور مناسب یہ ہے کہ جو کوئی مسافر خانقاہ مین اوترے اور یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ یہان کے رہنے کے قابل نہین تو اوسکو کہانا
کہلانے کے بعد شیرین کلامی کے ساتھ وہان سے رخصت کر دین۔ بخاری نے ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی ہے کہ کہا قام اعرابی
فبال فی المسجد فتناوله الناس فقال لهم النبی صلی الله علیه سلم دعوه وهریقوا علی بوله سجلا من ماء
او ذنوبا من ماءٍ فانما بُعِثْتُمْ میسّرین ولم تُبْعَثُوا معسّرین یعنی ایک اعرابی نے کہڑے ہوکر مسجد نبوی میز
پیشاب کر دیا لوگ اوسپر جہپٹے حضرت نے فرمایا اسے چہوڑ دو اور جہان اوسنے پیشاب پہر دیا ہے اوس جگہہ ایک ڈول بہر
پانی ڈالدو تمکو اللہ نے آسانی پیدا کرنے کے لئے بہیجا ہے مشکل مین ڈالنے کے لئے نہین بہیجا۔ سجل سین مہملہ کے کسرہ اور جیم
کے سکون سے اوس ڈول کو کہتے ہین جسمین پانی ہو عام اس سے کہ بہرا ہوا ہو یا کسی قدر خالی بہی ہو اور ذنوب ذال معجمہ
فتحہ اور نون کے ضمہ سے اوس ڈول کو کہتے ہین جو پانی سے بہرا لبریز ہو اور اہل خانقاہ کو چاہیے کہ جس طرح عبادت الہی
سے بہرہ یاب ہون اسی طرح خدمتگذاری کا بہی درجہ حاصل کرین اور ہر ایک کو چاہیے کہ دوسرے کے معاملات دنیاوی مین معاونت کرے

چلہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین صحبت سنت تہی اور اسی کو افضل جانتے تہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کی تعریف صحبت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ کی جاتی ہے کہ اون کو برکت صحبت خیر البشر سے طرح طرح کے فوائد حاصل ہوتے تہے
اس زمان کی مدت صحبت بہتر سمجہی جاتی تہی لیکن پہر طالبان دین نے اپنے دین کی سلامت رکہنے کے لئے خلوت
کر لی اگرچہ خلوت حضرت کے وقت سنت نہ تہی مگر اون کے عہد نبوت سے قبل اوسکو بہتر جانتے تہے اسی لئے
آپ بہی نزول وحی سے قبل خلوت پسند کرتے تہے اور غار حرا مین جاتے اور وہان ذکر الہی مین
مشغول رہتے اور خلوت کی صورت ایک ایسا مجموعہ ہے کہ اتنے مخالفات نفس و ریاضات سے بنا ہے (الف)
کہانا کم کہانا (ب) کم سونا (ج) کم بولنا (د) لوگون سے نہ ملنا (ر) ذکر الہی ہمیشہ کرنا (س)
دل مین خطرات نہ آنے دینا (ص) ہمیشہ مراقب رہنا۔ صوفیہ کی سند خلوت کے باب مین یہ حدیث ہے کہ حضرت
عائشہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے قالت اول بُدِئَ به رسول الله صلی الله علیه وسلم من الوحی
الرؤیا الصادقة فی النوم فكان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حُبِّبَ الیه الخلاء
وكان یخلو بغار حراء فَیَتَحَنَّثُ فیه (وهو التعبد) اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع
الی اهله ویَتَزَوَّدُ لذلك ثم یرجع الی خدیجة فیتزوّدُ لمثلها حتی جاءه الحق وهو فی غار
حراء فجاءه الملك فیه الحدیث۔ بی بی صاحب فرماتی ہین کہ ابتدا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچی خواب مین
دیکہا کرتے تہے اور آپ جو خواب دیکہتے وہ اس طرح ظہور مین آتی جیسے صبح کے وقت کی سپیدی پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

خلوت اختیار کی اور آپ نے خلوت کے لئے غار حرا کو پسند کیا وہین متعدد راتون مین عبادت مین مشغول رہنے لگے (تحنث عبادت کرنے کو کہتے ہین) اور اپنی ضروریات کی چیزین آپ وہین لیجایا کرتے تھے تاکہ مکان کو نہ آنا پڑے پھر آپ اپنے مکان کو لوٹتے اور یہان سے اوسی قدر راتون کے لئے ضروری سامان لیجایا کرتے یہان تک کہ اوس غار مین آپ پر حق اوترا اور رب العالمین کے پاس سے فرشتہ پیغام لیکر آیا - اور صوفیہ نے خلوت کے لئے خاص چلہ اسلئے اختیار کیا ہے کہ حدیث مین آیا ہے من اخلص للہ اربعین صباحا ظھرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ - یعنی جس نے خاص دل سے اللہ کو چالیس دن یاد کیا اوس کے دل سے زبان کی طرف حکمت کے دریا موجین مارنے لگتے ہین - اور آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا چالیس دن تک خمیر ہوا تھا اور موسی علیہ السلام نے میقات پر چلہ کو پورا کیا تھا اللہ تعالی فرماتا ہے وواعدنا موسی ثلثین لیلۃ واتممناھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ - ہم نے موسی علیہ السلام سے تیس راتونکا وعدہ کیا تھا اور پھر اون کے ساتھ اور دس راتین پوری کین - تب اللہ کی مدت چالیس رات کی پوری ہوئی +

تسبیح کا بیان

تسبیح کا رواج بھی بہت ہے اس لئے مین یہہ مناسب سمجھتا ہون کہ اس بارے مین بھی تھوڑا سا لکھون اور اوسکے ثبوت اور سلسلے کو بیان کرون سبحہ بضم اول ڈورے مین پروے ہوئے دانون کو کہتے ہین - عرف مین اسی کا نام تسبیح ہے اور تسبیح لغت مین سُبحان اللہ سبحان اللہ کہنا اور خدا کو پاکی کے ساتھ بیان کرنا ہے اور مجازاً ڈورے پروے ہوی سو دانون کو کہتے ہین اور یہہ استعمال ذی آلہ کا اسم آلہ کا ہے پس قسم مجاز کی ہے - سیوطی نے لکھا ہے کہ بعضے سلف اسے مذکرہ بھی کہتے تھے اور بعضون نے اس کا نام حبل الوصل اور بعضون نے رابطۃ القلوب بھی رکھا تھا - سعد بن ابی وقاص کی ابوداود و ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے انہ دخل مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی امرأۃ وبین یدیھا نوی او حصی تسبح بہ فقال الا اخبرک بما ھو ایسر علیک من ھذا او افضل الحدیث - یعنی سعد کہتے ہین کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس پہونچا اور اوس کے آگے کھجور کی گٹھلیان یا کنکریان تھین شک راوی کو ہوا ہے کہ گٹھلیان تھین یا کنکریان وہ عورت اون کے ساتھ سبحان اللہ کو گنتی تھی حضرت نے فرمایا کیا مین تجھکو ایک ایسی چیز نہ بتادون جو اس کام سے زیادہ آسان و بہتر ہو - شیخ عبدالحق دہلوی رح نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ اس طرح کی تسبیح جو اب متعارف ہے حضرت کے زمانہ مین نہ تھی بعضی گٹھلیون اور سنگریزون پر پڑھتے تھے اور بعضے ڈورے مین گرہین دیتے جاتے تھے لیکن یہہ حدیث اس تسبیح کے جایز ہونے کے لئے اصل صحیح ہے کیونکہ حضرت نے جایز رکھا اور ظاہر ہے کہ تسبیح متعارف اوسی کے حکم مین ہے کیونکہ پروے ہوئے دانون اور بغیر پروے ہوے دانون کی گنتی کے باب مین کوئی فرق نہین ہے اور جو کوئی یہ کہتا ہے کہ تسبیح کا گننا بدعت ہے اوس کا قول قابل اعتنا نہین ہے اور مشایخ نے کہا ہے کہ یہہ کوڑا ہے شیطان کے لئے - ملا علی قاری نے مرقات مین شرح حدیث مذکور مین

کہا ہے کہ یہ عمدہ اصل ہے تسبیح کے جواز کے لئے کیونکہ نبی علیہ السلام نے اس عورت کے فعل کو برقرار رکھا منع نہ کیا اور اسمین
کوئی فرق نہین کہ دانے بکھرے ہوئے رہین یا کسی ڈورے مین پروئے جائین اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابن
عمرؓ سے روایت کی ہے قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعقد التسبیح ۔ یعنی مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ انگلیون پر سبحان اللہ کو پڑھتے تھے اور ابو داؤد نے ایک روایت مین ہمیشہ اور زیادہ کیا ہے یعنی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سیدھے ہاتھ کی انگلیون پر سبحان اللہ کو پڑھتے تھے۔ اور ترمذی کی روایت مین بیدہ کا لفظ ہے
اور ترمذی نے کنانہ غلام آزاد کردہ بی بی صفیہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تہین دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بین یدی اربعۃ آلاف نواۃ اسبح بہا قال لقد سبحت بھذہ الا اعلمک باکثر مما سبحت فقلت
بلی قال قولی سبحان اللہ عدد خلقہ ۔ یعنی بی بی صفیہؓ کہتی ہین کہ میرے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے میرے
ہاتھوں مین چار ہزار گٹھلیان تہین جن سے مین ثناء الہی کرتی تہی حضرت نے فرمایا کہ تم ان کے ساتھ تسبیح الہی کرتی ہو
کیا مین تمکو ایک ایسی چیز نہ بتاؤن جو اس سے زیادہ بہتر ہو جس سے تم تسبیح کرتی ہو مین نے عرض کی کہ فرمائیے حضرت نے
ارشاد کیا سبحان اللہ عدد خلقہ (یعنی پاکی ہے اللہ کو اوسکی مخلوق کی تعداد کی برابر) کہا کرو ۔ ترمذی کہتے ہین کہ یہ
حدیث غریب ہے اسناد اسکی معروف نہین اور حاکم اور طبرانی نے بہی اوسکو روایت کیا ہے اور حاکم اور ترمذی وغیرہ نے
بسیرہ بنت یاسر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نساء المؤمنات علیکنّ بالتسبیح والتہلیل
والتقدیس واعقدن بالانامل فانھن مسئولات مستنطقات ولا تغفلن فتنسین الرحمۃ
یعنی اے ایمان والی عورتو تم سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور سبحان الملک القدوس یا سبوح قدوس
رب الملائکۃ والروح کا کہنا لازم کرلو اور انگلیون پر تسبیحات مذکورہ کو گنو اس لئے کہ اون سے قیامت مین سوال
ہوگا اور وہ گویا کرائی جائینگی اور تم غافل مت ہو یعنی ذکر مت چھوڑو اگر ذکر چھوڑ دوگے تو ثواب سے محروم ہوگے۔ اس سے
معلوم ہوا کہ انگلیون پر پڑہنا اذکار کا افضل ہے اگرچہ تسبیح پر پڑہنا بہی جایز ہے ۔ محمد حجازیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث
حسن ہے اور ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد اور نسائی نے بہی اسکو روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو صحیح بتایا ہے اور ابو
داؤد نے کتاب النکاح مین ابو نضرہ سے روایت کی ہے کہ مجھسے طفاوہ کے ایک شیخ نے بیان کیا ہے تثویت
اباھریرۃ بالمدینۃ فلم ار رجلا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد تشمیرا ولا اقوم علی
ضیف منہ فبینما انا عندہ یوما وھو علی سریر لہ کیس فیہ حصی او نوی واسفل منہ جاریۃ لہ سوداء
وھو یسبح بھا حتی اذا انفد ما فی الکیس القاہ الیہا فجمعتہ فاعادتہ فی الکیس فدفعتہ الیہ فقال
الا احدثک عنی وعن رسول اللہ الخ یعنی مین ابوہریرہ کے مکان پر مدینہ مین جا کر مہمان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ مین اون سے بڑھکر کوئی مہمان نواز نہ تہا مین نے ایک دن اونکو دیکھا کہ ایک تخت پر بیٹھے تھے اور پاس ایک

تھیلی رکھی تھی جسمین گٹھلیان یا کنکریان بھری تہین اور حبشی عورت تلے کھڑی تھی اور حضرت ابوہریرہ اونپر ذکر الٰہی کرتے تھے جب وہ تھیلی مین سے کل نکل گئین تو اوس خالی تھیلی کو اوس عورت کے سامنے ڈالدیا اوس نے پھر اوس مین وہ بھردین اور حضرت ابوہریرہ کو تھیلی دیدی اور ابن سعد کی روایت مین آیا ہے کہ ابوہریرہ جو گٹھلیون پر تسبیح الٰہی کرتے تھے وہ آپس مین رگڑتے رگڑتے ایسی ہوگئی تہین کہ بعضی گٹھلیون کا بعضا حصہ سفید نکل آیا تھا اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کی کتاب زہد مین یونس بن عبید کی مان سے روایت کی ہے کہ میرے پڑوس مین ابوصفیہ رہتے تھے وہ کنکریون پر حمد وثنائے الٰہی کرتے تھے اور ابن عساکر نے ایک روایت مین ذکر کیا ہے کہ ابوصفیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آزاد کردہ کے لئے ایک نطع یعنی چمڑا بچھایا جاتا جس مین کنکریان ہوتین اون سے وہ سبحان اللہ دوپہر تک پڑھا کرتے پھر وہ اوٹھا لیا جاتا پھر ظہر کی نماز کے بعد وہ بچھایا جاتا اور اون سے شام تک یاد الٰہی کرتے۔ اس روایت کو بغوی رح نے بھی معجم الصحابہ مین ذکر کیا ہے اور عبد اللہ محمد بن سعد بصری کاتب واقدی رح نے حکیم سے روایت کی ہے ان سعد بن وقاص کان یسبح بالحصے یعنی سعد کنکریون پر سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے سعد کے اک غلام آزاد کردہ سے روایت کی ہے ان سعدا کان یسبح بالحصے والنوی - یعنی سعد کنکریون اور گٹھلیون پر سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے اور امام احمد نے اپنی مسند کی کتاب زہد مین قاسم بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کان لابی الدرداء نوی من نوی العجوۃ فی کیس فکان اذا صلی الغداۃ اخرجھن یسبح بھن حتی ینفذن - یعنی ابودرداء کے پاس عجوہ کی (کہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے) گٹھلیان ایک تھیلی کے اندر تہین جب صبح کو نماز پڑھتے تو اونپر سبحان اللہ پڑھتے یہان تک کہ سب تھیلی کی گٹھلیان ختم ہوجاتین۔ اور ابن شیبہ رض نے روایت کی ہے کہ ابوسعید خدری کنکریون پر سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے ان تمام آثار واخبار سے ثابت ہوگیا کہ انگلیون پر گن کر ذکر الٰہی کرنا یا کنکریون اور گٹھلیون پر گننا مستحب ہے کسی طرح ممنوع نہین اور ظاہر ہے کہ گٹھلیون وغیرہ پر اس طرح پڑھنا کہ وہ بکھری ہوئی ہون اور اس طرح پڑھنا کہ وہ کسی ڈورے مین پروئی ہوئی ہون دونون ایک ہے کسی طرح فرق نہین اور جبکہ پہلی صورت جایز ہے تو دوسری بھی جایز ہوگی بلکہ آثار صحابہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ بطور تسبیح عرفی کے بھی استعمال مین لائے ہین چنانچہ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء مین ابوہریرہ کے پوتے نعیم سے روایت کی ہے کہ میرے دادا کے پاس ایک ڈورا تھا جس مین ایک ہزار گرہین لگی ہوئی تہین جب تک وہ اون گرہون پر سبحان اللہ ذکر نہین کر لیتے تھے نہین سوتے تھے۔ اور ابن سعد نے طبقات مین جابر سے روایت کی ہے کہ اون سے ایک عورت نے بیان کیا کہ بی بی فاطمہ بنت امام حسین بن حضرت علی ایک ایسے ڈورے پر جسمین گرہین لگی ہوئی تہین سبحان اللہ پڑھا کرتی تہین۔ ان روایات سے ظاہر ہوگیا کہ عرف مین جسکو تسبیح کہتے ہین وہ بھی جایز ہے اس لئے کہ ڈورے مین گانٹھین دیکر استعمال کرنے مین گانٹھون کی جگہہ ہڈی یا لکڑی کے دانے یا گٹھلیان پرولینے مین کوئی فرق نہین جیسے کہ ڈورے مین گانٹھین دیلی جاتی ہین ایسے ہی ڈورے مین یہ چیزین پرولی جاتی ہین دونون مین کوئی تفاوت نہین ہوتا بلکہ دیلمی نے مسند الفردوس مین

سند ضعیف کے ساتھ حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نعم المذکّر السبحة
یعنی اچھی یاد دلانے والی سبحہ ہے پس سیوطیؒ کی رائے رسالہ منحة فی السبحة میں یہ ہے کہ اس حدیث میں سبحہ سے مراد یہ تسبیح متعارف
ہے مگر بعض محققین یہ کہتے ہیں کہ عجب نہیں کہ سبحہ سے مراد یہاں صلوٰۃ نافلہ ہو کیونکہ لفظ سبحہ اس معنی میں بھی آیا ہے اور یہ سبحہ
اس زمانہ میں معروف ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھی بھی نہیں اس حدیث کی شرح میں من توضأ
فاحسن الوضوء ثم اتی الجمعة فاستمع وانصت غفر ما بینه وبین الجمعة وزیادة ثلثة ایام و
من مس الحصا فقد لغا رواه مسلم عن ابی هریرة۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے
وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر نماز جمعہ میں حاضر ہوا اور خطبہ سنا (اگر قریب تھا) اور چپ رہا (اگر دور تھا) تو بخشے جاتے
ہیں واسطے اس کے لئے وہ گناہ جو اس جمعہ کے اور اس سے پہلے جمعہ کے درمیان میں ہوئے ہیں بلکہ اس سے بھی تین دن زیادہ
کے گناہ مغفور ہو جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو چھوا تو یہ فعل عبث ہے ملا علی قاریؒ نے مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح
میں کہا ہے کہ کنکریوں سے چھونے سے زمین کا سجدہ کے لئے برابر کرنا مراد ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ چھونے سے یہ
مراد ہے کہ تسبیح پھیرے اور دانوں پر شمار کرے جیسا کہ طیبی نے ذکر کیا ہے مگر یہ قول صحیح نہیں اس لئے کہ یہ تسبیح مشہور و
معروف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں رائج نہ تھی غرضکہ اس تحقیق سے یہ ثابت ہے نعم المذکر السبحة میں سبحہ سے مراد
صلوٰۃ نافلہ ہے تسبیح کا احتمال قابل تسلیم نہیں مگر یہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ سبحہ متعارف حضرت کے عہد میں نہ تھی مگر
حدیث مذکور میں سبحہ سے یہی تسبیح مراد لینے میں کوئی خرابی نہیں اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی چیزوں
کی خبر دی ہے جو آپ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوئی ہیں اور ہونگی شاید یہ بھی اسی قسم سے ہے کہ آپ نے اس تسبیح عرفی کی
نسبت اس حدیث میں خبر دی ہو اور اس حدیث کی صحت میں کلام کرنے سے تسبیح کے جواز میں نقصان نہیں
آسکتا اس لئے کہ فضائل اعمال کے معاملات میں ضعیف حدیث بھی معتبر ہے اسی لئے سیوطی نے اس حدیث
کے ساتھ استدلال کیا ہے۔ اور ملا علی قاریؒ نے بھی مرقات میں باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں اس حدیث سے
استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت علیؓ سے سند ضعیف کے ساتھ مرفوعاً روایت کی گئی ہے نعم المذکر السبحة
اور ابن حجر نے لکھا ہے کہ ذکر الٰہی گٹھلیوں اور کنکریوں پر کرنے کے باب میں صحابہ اور بعض امہات المومنین سے
بہت سی روایات آئی ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو کرتے دیکھا اور راویوں سے منع نہ فرمایا مقرر
رکھا۔

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح تسبیح کی سند میں لکھتے ہیں کہ مجھکو تسبیح سید عمر شیخ
عبداللہ بصری مکی کے نواسے نے دی ہے اور کہتے تھے کہ مجھکو تسبیح میرے نانا شیخ عبداللہ نے دی ہے اور شیخ عبداللہ کو
ان کے پیر محمد بن محمد سلیمان مغربی نے دی ہے وہ کہتے تھے مجھکو ابو عثمان جزائری نے دی ہے اور ان کو ابو عثمان

مقری سے پہونچی ہے اور ابو عثمان کو سید احمد عجمی سے پہونچی ہے انکو سید ابراہیم نازی سے پہونچی ہے اونکو ابوالفتح مراغی سے پہونچی ہے اون کو ابوالعباس احمد بن ابوبکر رداد سے اونکو محمد بن یعقوب شیرازی معروف بہ مجدالدین ابوطاہر فیروزآبادی لغوی صاحب قاموس سے اونکو جمال الدین یوسف بن محمد دمیری سے اونکو تقی الدین ابوالثنا محمود بن علی سے اون کو مجدالدین عبدالصمد بن ابوالجیش مقری سے اونکو اپنے والد سے اونکو ابوالفضل محمد بن ناصر سے اونکو ابومحمد عبداللہ سمرقندی سے اونکو ابوبکر محمد بن علی سلامی حدادی سے اونکو ابونصر عبدالوہاب بن عبداللہ بن عمر سے اونکو ابوالحسن علی بن حسن بن قاسم صوفی سے تسبیح پہونچی ہے - ابوالحسن کہتے ہین مجھکو تسبیح ابوالحسن مالکی سے پہونچی ہے اور مین نے اون کے ہاتھ مین تسبیح دیکھکر اون سے عرض کی کہ اے حضرت ابھی تک آپ ہاتھ مین تسبیح رکھتے ہین اونہون نے کہا مین نے اپنے پیر و مرشد جنید کو اسی طرح دیکھا ہے اور مین نے اون سے کہا تھا کہ حضرت ابھی تک آپ تسبیح ہاتھ مین رکھتے ہین تو جواب دیا کہ مینے اپنے پیر سری بن مغلس سقطی کو اسی طرح دیکھا تھا اور سری فرماتے تھے کہ مینے اپنے پیر معروف کرخی کے ہاتھ مین تسبیح دیکھی تھی اور مینے بھی اون سے یون ہی دریافت کیا تھا جس طرح تم نے مجھسے دریافت کیا ہے تو اونہون نے ارشاد کیا کہ ہم نے اسی طرح اپنے مرشد بشر حافی کے ہاتھ مین تسبیح دیکھی تھی اور مین نے اون سے اسی طرح استفسار کیا تھا جیسا کہ تم نے مجھسے دریافت کیا ہے تو وہ فرمانے لگے کہ مینے اپنے پیر عمر مکی کے ہاتھ مین تسبیح دیکھی تھی مینے بھی اسی طرح اون سے سوال کیا تھا جس طرح تم نے مجھسے سوال کیا ہے وہ فرمانے لگے مینے اپنے پیر حسن بصری کے ہاتھ مین تسبیح دیکھی تھی اور اون سے مین نے عرض کیا کہ اے حضرت آپ باوجود اس قدر عظمت و شان کے اور ایسی اعلیٰ درجہ کی عبادت کے ابھی تک اپنے ہاتھ مین تسبیح رکھتے ہین اونہون نے کہا کہ یہی ایک شئے ہے کہ ہم ابتدا مین اس کا استعمال کرتے تھے تو ہمنے انتہا مین بھی ترک نہ کیا مین اس بات کو پسند کرتا ہون کہ ذکر الہی دل اور ہاتھ اور زبان سے کرون - سالم بن عبداللہ بن سالم بصری مکی نے رسالہ امداد مین کہا ہے کہ شیخ ابوالعباس رداد کہتے ہین کہ حسن بصری کے قول سے ظاہر ہوا کہ تسبیح صحابہ کے عہد مین موجود تھی اور ابتداء حسن بصری کی اصحاب رسول اللہ کے ساتھ تھی کیونکہ جب وہ پیدا ہوئے تو حضرت عمر کی خلافت مین سے ابھی دو برس باقی تھے اور انہون نے حضرت عثمان و حضرت علی و طلحہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تھا اور جب باغیون نے حضرت عثمان کو مدینہ مین محصور کر کے ماہ ذیحجہ ۳۵ہجری مین شہید کیا تو اوس زمانہ مین یہ بھی مدینہ مین آئے ہوئے تھے اور عمران کی چودہ برس کی تھی اور انہون نے حدیث کی روایت بہت سے صحابہ مثل حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ و عمران بن حصین و معقل بن یسار و ابوبکر و ابوموسیٰ و ابن عباس و ابن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے کی ہے مگر اون کی صحبت حضرت علیؓ سے روایت کرنے مین خلاف مشہور رہے شیخ حافظ نے کہا ہے کہ سخاوی کہتا ہے کہ اس مسلسل کو اکثر اہل مسلسلات نے ذکر کیا ہے اور مدار اس کی روایت کا علی ابوالحسن صوفی پر ہے جن کی نسبت یہ مشہور ہے کہ یہ دل سے وضع کیا کرتے تھے اور عمر مکی کی روایت حسن بصری سے متصل ہے اور منقطع سے مراد وہ روایت ہے کہ جسکے اثنائے سند سے درمیان کا راوی ساقط ہو گیا

غرض اسمین شک نہین کہ حسن بصری تک تسبیح کا سلسلہ اور کئی طریقون سے متعدد ہو کر ہم تک پہونچا ہے اور سیوطی نے ایک
طریق سے ابوالفضل بن ناصر تک اس سلسلہ کو ملا کر پہر آگے سند کو اپنے ساتھ پہونچایا ہے - یافعی مؤلف مرآۃ الجنان
[illegible] و تطریز مین لکہتے ہین کہ ایک بزرگ نے جنید کے ہاتہ مین تسبیح دیکہکر کہا کہ باوجودیکہ آپ ایسا مرتبہ رکہتے ہین پہر بہی
ہاتہ مین تسبیح رکہتے ہین جواب دیا کہ یہہ ایک ایسا طریق ہے جسکی وجہ سے مین اللہ تک پہونچا ہون اسے چہوڑنے کو جی نہین
چاہتا اور بعضے خواب مین آنحضرت کے پاس دو تسبیحین دیکہی ہین - ملا علی قاری مرقات مین کہتے ہین کہ بعضے مشایخ کا
قول یہہ ہے کہ تسبیح شیطان کے حق مین کوڑا ہے اور جس کسی نے اسکو بدعت خیال کیا ہے اوس کا قول مردود ہے -
حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی مین بعد ذکر حدیث سعد کے لکہا ہے کہ تسبیح عرفی مین کوئی بات ایسی نہین جو مکروہ جاننے کے قابل
ہو اور درالمختار مین بہی لکہا ہے لاباس باتخاذ السبحۃ بغیر ریاء کما بسطہ فی البحر - یعنی تسبیح کے استعمال
کرنے مین جو ریاکاری کے لئے نہو مضائقہ نہین جیسا کہ بحرالرائق مین اسکی تفصیل کی ہے - اور بحرالرائق مین حدیث سعد کے
ذکر کے بعد کہا ہے کہ اس قسم کی احادیث سے ثابت ہے کہ تسبیح معروف کے استعمال کرنے مین شمار ذکر الہی کے لئے
کوئی مضایقہ نہین کیونکہ تسبیح عرفی مین صرف اسی قدر زیادتی کیجاتی ہے کہ دانون کو ڈورے مین پرو دیا جاتا ہے
سو اس قدر زیادتی سے مضمون حدیث مین کوئی خرابی لازم نہین آتی اور اس قدر زیادتی ممنوع ہونے کے قابل نہین ہوسکتی
ہان اگر تسبیح کے استعمال سے ریاکاری مقصود ہو تو یہہ البتہ ممنوع ہونے کے قابل ہے -
اور بعض آدمی تسبیح کے رکہنے پر اس طرح شبہات کرتے ہین کہ تسبیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین نہ تہی پس بدعت ہوگی
اور حدیث مین آیا ہے کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ یعنی تحقیق
جو نئی بات ہے بدعت ہے اور ہر بدعت ہے گمراہی ہے - جواب اسکا یہہ ہے کہ جس بدعت کی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
گمراہی کا حکم کیا ہے وہ بدعت شرعی ہے کہ نہ قرون ثلثہ مین پائی گئی ہو اور نہ ادلہ اربعہ مین سے کسی دلیل سے اوسکا ثبوت
نکلتا ہو اور عبادت مین کثرت کرنا بدعت نہین اور تسبیح کا استعمال ایسا نہین اسلئے کہ احادیث سے اذکار الہی کا مطلقاً
گننا ثابت ہوا ہے - دوسرے حسن بصری نے تسبیح کو استعمال کیا ہے - تیسرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے یعنی
نعم المذکر السبحۃ ایک طور پر تسبیح ثبوت کو پہنچی ہے - چوتہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب مین بعض اکابر کو تسبیح کا
ملنا ثابت ہوا ہے پس تسبیح کا ناجائز ہونا کسی طرح ثابت نہین ہوتا دیکہو ابن مسعودؓ کہتے ہین ما راٰہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن - یعنی جو چیز مسلمانون کو اچہی معلوم ہو وہ اللہ کے نزدیک بہی بہتر ہے - اس حدیث کو احمد اور بزار
اور طیالسی اور طبرانی اور ابونعیم وغیرہ نے روایت کیا ہے بلکہ امام محمدؒ نے موطا کے باب قیام رمضان مین کہا ہے کہ
یہہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور پوری حدیث اسطرح ہے ما راٰہ المؤمنون حسنا فہو عند اللہ حسن و
ما راٰہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح پس علماے حنفیہ و غیر حنفیہ کے نزدیک یہہ حدیث مرفوع ہے اور ایک جماعت

کتنی ہو کہ ابن مسعودؓ پر موقوف ہے - اَب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ جب صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور فقہا و محدثین اور صوفیون مین تسبیح رایج تہی اور سبنے اسکو پسند کیا تو یہہ گمراہی کیسے ہوسکتی ہے - **دوسرا اعتراض** یہہ ہو کہ تسبیح کے استعمال کرنے مین ریاکاری کا شبہہ ہو اس لئے اس سے بچنا چاہیے اور جواب اسکا یہہ ہے کہ اگر واقع مین ریا کے لئے تسبیح لیجاتی ہو تو بیشک ممنوع ہے اور تسبیح ہی پر کیا موقوف ہے ہر کار مباح و مستحب جسمین ریا کا شائبہ ہو وہ ممنوع ہے مگر جبکہ ریا کا لگاؤ نہو تو تسبیح جائز ہے - **تیسرا اعتراض** یہہ ہو کہ اگر کوئی خوبی تسبیح مین معلوم ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور استعمال فرماتے اور اپنے اصحاب کو بہی اسکا شوق دلاتے جواب اس کا یہ ہے کہ یہہ بات نہین ہے کہ جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا وہ ناجایز ہے اس لئے کہ جس چیز کی طرف رغبت کی یا اوسے مقرر رکہا یا کسی کی نظیر آپ کے سامنے پائی گئی وہ بہی خوبی سے خالی نہین - پس جن فضلا نے تسبیح کو بدعت کہا ہے اور برا جانا ہے اون کا قول نامقبول ہے -

بلکہ تسبیح مین کئی خوبیان ہین (۱) اللہ تعالی کا ذکر اسکی وجہ سے زیادہ کیا جاتا ہے (۲) یاد الہی کا باعث ہے اس لئے کہ جب انسان اسکو دیکہہ لیتا ہے تو اوسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ یاد الہی کا آلہ ہے (۳) اس مین جماعت صوفیہ اور علما و محدثین کی تقلید ہے - احمد اور ابوداود نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من تشبہ بقوم فہو منہم یعنی جو شخص کسی قوم کے ساتہ مشابہت پیدا کرلے تو وہ اوس قوم مین سے ہے یعنی اوس کے لئے گناہ و خیر اوس قوم کی سی لکہی جاتی ہین - یہ کلمہ جامع ہے بہت سی باتون کو یعنی مشابہت عام ہے خواہ اخلاق مین ہو یا افعال مین یا لباس مین ہو یا کہانے مین ہو یا پینے مین ہو یا رہنے مین ہو یا مکان بنانے مین ہو وغیرہ وغیرہ (۴) تسبیح سے بہت سے ایسے اذکار ادا ہوسکتے ہین جن کا شمار انگلیون پر دشوار ہے اور اگر اون اذکار مسنونہ کو انگلیون پر شمار کیا جاے تو دل کو مشغولی پیدا ہو اور خشوع جاتا رہے - نوری ہمیشہ تسبیح ہاتہ مین رکہتے تہے اون سے کسی نے کہا اتستجلب الذکر یعنی کیا ذکر کو کہینچنا چاہتے ہو جواب دیا لا بل استجلب الغفلۃ یعنی ذکر کو کہینچنا نہین چاہتا بلکہ غفلت کو دور کرنا چاہتا ہون +

صوفیہ کے احوال

صوفیہ کے احوال بہت سی چیزین ہین (۱) مشایخ کا ادب رکہنا اون سے مخالفت نہ کرنا (۲) توحید (۳) کرامات اولیا (۴) معرفت (۵) محبت (۶) شوق (۷) خواب (۸) موت کے وقت کے احوال (۹) قوالی کی مجلس - پہلی تین باتون کا ذکر تو اوپر اس کتاب مین ہوچکا ہے باقی ہر ایک حال کی تفصیل علحدہ علحدہ ذکر کرتا ہون +

معرفت

اللہ تعالی فرماتا ہے وما قدروا اللہ حق قدرہ - یعنی اونہون نے اللہ کو پورا نہ جانا - اسکی تفسیر صوفیہ نے اس طرح کی ہے ما عرفوا اللہ حق معرفتہ - یعنی اونہون نے اللہ کو اچہی طرح نہ پہچانا - قشیری نے کہا ہے کہ معرفت علم کو کہتے ہین

پس ہر علم معرفت ہے اور ہر معرفت علم اور ہر عالم باللہ عارف ہے اور ہر عارف عالم ان دونون لفظون کا مفہوم و مطلب
لغت مین ایک ہے اور صوفیہ کی اصطلاح مین عارف اوس شخص کی صفت ہے جو حق سبحانہ و تعالی کو اسما و صفات سمیت
جانتا ہو اور اپنے معاملات مین صادق ہو اور بد اخلاقیان اور برائیان اوسکی جاتی رہی ہون اور ہمیشہ ان کے حالات کا
نگران ہو اور خدا کی طرف متوجہ ہو اور اپنے حالون مین خدا کے ساتھہ راست باز ہو اور تمام نفس کی خواہشین اوس سے جاتی
رہی ہون اور اپنے دل مین خدا کے سوا کسی دوسری چیز کا خطرہ نہ آنے دے جب خلق سے اجنبی ہوگیا اور نفس کی آفات سے
بری ہوگیا اور تمام خواہشون اور چیزون سے پاک ہوگیا اور ہمیشہ خدا کے ساتھہ مناجات رکہنے لگا اور ہر وقت خدا تعالے
کی طرف اوسکو رجوع حاصل ہوگیا اور اللہ تعالی کی طرف سے اوسپر اسرار کا الہام ہونے لگا وہ شخص عارف ہے اور اوسکا
حال معرفت ہے۔ مصباح الہدایت مین مذکور ہے کہ معلوم مجمل کی جزئیات کو تفصیلوار جاننے کا نام معرفت ہے۔ مثلاً علم
نحو مین یہ جاننے کہ ہر ایک عامل لفظی و معنوی کا یہ عمل ہے تو اس اجمالی طور پر جاننے کو علم نحو کہتے ہین اور جب عبارات کے
پڑہنے کے ضمن مین بے غور و فکر ہر ایک عامل کو تفصیلوار جاننے لگے اور اون کے استعمالات کے مواقع اچھی طرح معلوم
کرکے مثالین نکالنے لگے اور عبارات کے درمیان اون کے حالات پر مطلع ہوتا رہے اور یہ سمجھ لے کہ یہ مقام اس عامل
کے لانے کا ہے اور اوس کے لانے کا نہین اس کا نام نحو کی معرفت ہے اور اسکو فکر و تامل کے ساتھہ جاننے کا نام تعرف
نحو ہے اور اس سے غافل ہونے کو باوجود علم کے سہو و خطا کہتے ہین۔ پس اولاً اجمالی طور پر یہ جان لے کہ موجود حقیقی
اور فاعل مطلق اللہ تعالی ہی ہے تو اسکا نام علم توحید ہے اور اسکے بعد جو کچھہ حالات گذرتے ہین اور جو کچھہ حوادث پیش آتے
ہین اور جو کچھہ کام ہوتے رہتے ہین ان تمام واقعات مین ذات الہی کو اس طرح پہچان لے کہ تمام حالات اور واقعات
مختلف اور متضاد کو من جانب اللہ سمجھے مثلاً کہین ضرر پہونچتا ہے کہین نفع حاصل ہوتا ہے کسیکو دیتے ہین کسی کو نہین
دیتے کہین قبض واقع ہوتا ہے کہین بسط پیدا ہوتا ہے ان سب کا فاعل بے توقف اور بے تامل اللہ پاک کو جانے
اور سمجھے کہ وہی نافع وہی ضار ہے وہی معطی وہی مانع ہے وہی قابض ہے وہی باسط ہے۔ اسے معرفت الہی
کہتے ہین۔ پہلی صورت توحید مجمل علمی تہی اب مفصل عینی ہوگئی۔ بدون اسکے معرفت الہی اور عارف کا اطلاق کسی
صحیح نہین اور اگر اول مین اس سے غافل ہو مگر جلد یہ علم اوسپر کہلجائے اور فاعل مطلق کو روابط اور وسائط کی صورتون
مین پہچان لے تو ایسے شخص کو متعرف کہتے ہین عارف نہین کہتے اور اگر بالکل غافل ہو اور وسائط و روابط اور حق تعالی
مین فرق نہ کرسکے جتنے کام دنیا مین جاری ہین اون کی تاثیرات کو ان ظاہری واسطون اور رابطون کی طرف منسوب
کرے تو ایسے شخص کو ساہی و لاہی اور شرک خفی کہتے ہین مثلاً کوئی شخص صوفی کی کسی بات پر انکار کرے اور صوفی اوس
شخص سے رنجیدہ ہو تو یہ صوفی لاہی و ساہی ہے اس لئے کہ اوس نے یہ نہین پہچانا کہ یہ انکار بہی فاعل مطلق کی جانب
سے ہے اگر یہ پہچان لیتا تو کبہی اوس پر خفا نہوتا۔

اور معرفت الٰہی کے لئے مراتب مقرر ہین (۱) ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے سمجھے (۲) جو کوئی کام خدا کی طرف سے واقع ہو تو یہہ سمجھے کہ اوسکی کسی صفت کا نتیجہ ہے (۳) اللہ تعالیٰ کی مراد کو ہر تجلی کے ظہور مین پہچان لے (۴) صفت الٰہی کو اپنی معرفت کی صورت مین پہچانے اور اپنے آپ کو علم و معرفت بلکہ دائرۂ وجود سے بھی خارج سمجھے جنید سے کسی نے دریافت کیا کہ معرفت کیا ہے بولے المعرفة وجود جهلك عند قيام علمه یعنی اللہ کو جان لینے کے بعد اپنے آپ سے غافل ہو جانے کا نام معرفت ہے۔ سائل نے کہا زیادہ شرح فرمائے بولے هو العارف والمعروف یعنی وہی پہچاننے والا ہے اور وہی پہچانا گیا ہے۔ اور سہل عبداللہ تستری نے کہا ہے المعرفة هي المعرفة بالجهل یعنی جہل کے پہچان لینے کا نام معرفت ہے اور جتنا مراتب قرب مین زیادتی ہوتی ہے عظمت الٰہی کے آثار زیادہ کھلتے جاتے ہین اور حجاب باری کی معرفت کے معاملے مین حیرت پر حیرت [illegible] بالائی ہے اور یہہ جو کچھ بیان ہوا یہہ بھی علم معرفت ہے نہ معرفت اس لئے کہ معرفت وجدانی چیز ہے جسکا بیان مشکل ہے لیکن علم معرفت کا مقدمہ ہے پس معرفت بے علم کے محال ہے اور علم بے معرفت کے سراسر وبال

محبت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبهم ویحبونه یعنی اللہ آگے لائیگا ایک ایسی قوم کو جن سے وہ محبت رکھتا ہے اور وہ لوگ اوس سے محبت رکھتے ہین۔ مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت رکھتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ مین فلان بندے سے محبت رکھتا ہون تو بھی اوس سے محبت رکھ الحدیث عبادہ بن صامت سے بخاری نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اوسکی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو مکروہ جانتا ہے اللہ بھی اوسکی ملاقات کو مکروہ جانتا ہے۔ یہان سے خیال کرو کہ محبت کا کتنا بڑا مرتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محبت کی گواہی دی ہے اور اس بات کو بیان کیا ہے کہ مین اپنے بندہ سے محبت رکھتا ہون۔ اللہ تعالیٰ کی تو یہہ صفت ہے کہ وہ بندے سے محبت رکھتا ہے اور بندے کی یہہ صفت ہے کہ وہ اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ علما کے نزدیک محبت ارادہ ہے مگر صوفیہ کے نزدیک ارادہ نہین ہے اس لئے کہ ارادہ قدیم ہے متعلق نہین ہو سکتا مگر یہہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقرب و تعظیم کے ارادہ پر حمل کرین اور محبت رحمت سے خاص ہے اگر خدا چاہے کہ بندے کو ثواب اور انعام پہونچائے تو اسکا نام رحمت ہے اور اگر یہہ چاہے کہ اوسکو اپنے قرب اور احوال علیہ کے ساتھ خصوصیت بخشے تو اسے محبت کہا کرتے ہین اگرچہ ارادہ ایک ہی صفت ہے مگر اوس کے تمام تعلقات کی وجہ سے مختلف ہین۔ صوفیہ نے محبت کی تعریف طرح طرح سے بیان کی ہے بعض نے کہا ہے محبت اسے کہتے ہین کہ ہمیشہ دل سے مائل رہنا اور تمام چیزون پر محبوب کو

ترجیح دینا اور اوسی کو اختیار کرنا اور حبیب کے ساتھہ ہر وقت موافقت رکھنا صفات محبوب مین محو ہوجانا اوسکی ذات مین محبت کے ثابت ہوجانا اوسکے دل کا مرادات رب سے موافقت کرلینا اور باوجود سرگرم خدمت گذاری ہونے کے ترک حرمت کا خوف لگا رہنا اور نفس کو مستقل رکھنا اور حبیب کی طرف سے قلیل کو بھی کثیر جاننا طاعت مین مصروف رہنا مخالفت سے بچنا اور اوسکی صفات کا صفات محبوب کے ساتھہ بدل جانا کسی نے مجنون کو خواب مین دیکھا اور اوس سے دریافت کیا کہ تیرے ساتھہ حق تعالی نے کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ مجھکو بخشدیا اور تمام محبین پر مجھے حجت بنادیا - یہ خواب دلیل ہے اس بات پر کہ مجنون کا عشق لیلی کے ساتھہ مجازی تھا اور حقیقت مین محبوب اوس کا حق تعالی تھا ؎ دلیل عشق حقیقی ست عشقبازی مجاز + بآفتاب رسد شبنم از نظارۂ گل + جنید نے کہا ہے کہ محبت انتہا درجہ کا میل ہے بدون پہونچنے مقصود کے اور ایک تشویش ہے کہ محبوب کی طرف سے دل مین پڑجاتی ہے یا فتنہ ہے کہ دل مین مراد کی طرف سے پیدا ہوجاتا ہے ابوعلی دقاق نے اسکے معنی حبك الشیئ یعمی ویصم (یعنی آدمی کو کسی شے کی محبت ہوتی ہے تو اندھا اور بہرا ہوجاتا ہے) یون بیان کئے ہین یعمی عن الغیر غیرۃً وعن المحبوب ھیبۃً یعنی غیر کو تو غیرت کی وجہ سے نہین دیکھہ سکتا ہے اور محبوب کو اوسکی ہیبت کی وجہ سے یحیی بن معاذ نے ایکبار ابویزید کو لکھا سکرت من كثرة ما شربت من كأس محبته یعنی مین نے اس کثرت سے مئی محبت الہی کے جام لئے ہین کہ بیہوش ہورہا ہون - ابویزید نے جواب مین لکھا غیرك شرب بحور السماوات والارض وماروی بعد ولسانه خارج ویقول هل من مزید - یعنی تمہارے غیر دریائے آسمان وزمین کو چڑھا گیا ہے اور پھر بھی سیراب نہین ہوا زبان اوسکی پیاس کے مارے نکلی ہوئی ہے اور کہتا ہے کچھہ اور بھی ہے اور یہ شعر لکھے ؎

عجبت لمن يقول ذكرت الفي … وهل انسى فاذكر ما نسيت

تعجب ہے مجھے اوس شخص سے جو یہ کہے کہ مینے دوست کو یاد کیا اور کیا مین دوست کو بھولتا ہون پس مین یاد کرتا ہون اوسکو جسکو مین بھولا ہوا ہون -

اموت اذا ذكرتك ثم احيا … ولولا حسن ظني ما حييت

مرجاتا ہون مین جسوقت یاد کرتا ہون تجھکو پھر زندہ ہوجاتا ہون - اور اگر میرا گمان نیک ہوتا تو مین زندہ نہین ہوتا

فاحيا بالمنى واموت شوقا … فكم احيا عليك وكم اموت

زندہ ہوتا ہون مین تیری آرزو سے اور مرتا ہون مین شوق کی وجہ سے + پس مین کبھی تجھپر مرتا ہون اور کبھی جیتا ہون

شربت الحب كاسا بعد كاس … فما نفد الشراب ولا رويت

شراب محبت کے جام پر جام مینے پی لئے + مگر نہ شراب نبڑی اور نہ مین سیراب ہوا -

عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے جسکو کچھہ بھی محبت عطا ہوئی اور اوسکو اوس قدر رنج نہین دیا گیا تو سمجھ لینا چاہیے کہ

اور حکمت رکھی ہی اور بیشک یہ خصلت عمدہ ہی خاصکر جبکہ اسکا وقوع مبادی فاضلہ سے کسی عمدہ غرض کے لئے ہو۔
مبادی کا بیان یہ ہی کہ اکثر اہل ملک کے نفوس جو علوم اور صنایع اور آداب و ریاضات کے ساتھ متصف ہین اس
عشق لطیف سے جو محبوب کے عمدہ شمائل سے پیدا ہوتا ہی خالی نہین اور کسی ایسے شخص کو جسکا قلب لطیف اور طبع رقیق ہی
اور ذہن صاف اور نفس رحیم ہو ہمنے ایسا نہین پایا کہ اس عشق سے اپنے اوقات عمر مین فارغ ہو ہان جو نفوس
غلیظ اور دل سخت اور طبایع بری ہین وہ اس قسم کے عشق سے خالی پائے جاتے ہین اور ایسے بزرگون نے امردونکی
صحبت پر اسلئے اقتصار کیا ہی کہ عورتون کے عشق مین فساد پیدا ہونے کا احتمال ہی اور اسوجہ سے کہ طبایع حیوانی
کا یہان تقاضا یہ ہوتا ہی کہ باہم مباشرت کی جاوے جیسا کہ حیوان کی ہر نوع مین یہ قوت موجود ہی اور یہ تقاضا
طبایع مین اسلئے موجود ہوتا ہی کہ نسلین باقی رہین اور صورتین ہیولات مین جنس و نوع کے ساتھ محفوظ رہین اور
جو عشق ظریف و لطیف لوگون مین ہوتا ہی اُنکی غرض یہ ہوتی ہی کہ لڑکون کو تادیب اور بچون کو تربیت اور عورتون
کو تہذیب و تعلیم علوم جزی و صنایع دقیق و عمدہ آداب کی حاصل ہو اور اشعار موزون اور نغمات دلکش اور قصے
اور عجیب و غریب حکایتین کہ جو کمالات نفسانی کا سرمایہ ہین سیکھین اسلئے کہ لڑکے اور لڑکیان جب اپنے
والدین کی تعلیم سے فارغ ہو چکتے ہین تو پھر استاد کی تعلیم اور حسن توجہ و التفات کی محتاج ہوتے ہین کہ یہ لوگ انسے مہربانی
اور اشفاق اور محبت کے ساتھ پیش آکر یہ کمالات سکھائین پس عنایت ربانی نے معلمون کے دلون مین خوبصورت
صورتونکی محبت کا بیج بو دیا ہی جو انکو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہی کہ نفوس ناقصہ کی تکمیل و تربیت و تادیب مین کوشش
کرین اگر یہ غرض ملحوظ نہین ہوتی تو اللہ تعالی محبت و رغبت کو اکثر ظرفا و عرفا و علما کے دلون مین بے فائدہ نہ ڈالتا
اسی لئے نفوس لطیف و قلوب رقیق مین اس عشق کے وجود ہونیکا ضرور ایک بڑا فائدہ حکمی ہی اور ان فضائل کے لحاظ سے
معلوم ہوتا ہی کہ عشق انسان کے لئے ایک اعلی درجہ کی فضیلت ہی قباحت نہین رویت جمال انسانکا اشتیاق جب ایسے فضائل
رکھتا ہی تو اسی لئے جمال انسانی مین بہت سے جمال و جلال الہی موجود ہین اسی طرف اشارہ ہی اس آیت مین لقد خلقنا
الانسان فی احسن تقویم ہمنے بنایا آدمی کو خوب سے خوب انداز پر اور دوسری جگہ کہا ہی ثم انشأناہ خلقاً
آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنی پھر پیدا کیا ہمنے اسکو ایک نئی پیدائش مین بڑی برکت والا ہی اللہ جو
پیدا کرنے والونکا خوب ہی اس نئی پیدائش سی مراد صورت ظاہرہ کامل ہی یا نفس ناطقہ اسلئے کہ ظاہر باطن کا عنوان ہی اور صورت
حقیقت کی مثال ہی اور بدن اپنے تمام اجزا میت نفس اور صفات نفس کے مطابق ہی اور مجاز دیا حقیقت کا پل ہی اسی لئے
جب اس عشق نفسانی شخص انسانی کا باعث شہوات حیوانی کی افراط نہین ہوتی بلکہ اچھی صورت اور عمدہ ترکیب اعتدال
مزاج اور حسن اخلاق تناسب حرکات اور افعال ہو تو یہ اسکا باعث واقع ہوتی ہین تو ہمنے فضائل مین سے شمار کرتے یہان ایسے لئے
کہا ہی کہ جب عشق مین عفت ہی وہ نفس کو منور اور لطیف کرنے مین سریع الاثر ہی اور تفصیل اس مقام کی یہ ہی کہ عشق دو طرح

کا ہوتا ہی حقیقی و مجازی عشق حقیقی اللہ تعالی اور اُسکی صفات و افعال کے ساتھ محبت رکھنے کا نام اور مجازی کی دو قسمین
ہین نفسانی و حیوانی عشق نفسانی وہ ہے کہ عاشق معشوق کے جوہر نفس مین مشابہت ہونیکی وجہ سے پیدا ہو اور یہ اکثر شمائل
معشوق کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اسلیئے کہ نفس کا اثر ہی اور عشق حیوانی وہ ہی کہ شہوت بدنی اور طلب لذت بہیمی کی وجہ سے
پیدا ہو اور اس مین زیادہ تر شیفتگی ظاہر معشوق اور اُسکے رنگ اور اشکال اعضا پر ہوتی ہی اسلیئے کہ یہ بدن کا کام ہی اور پہلا
عشق لطافت نفس اور صفات نفس کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اور دوسرا نفس امارہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اور پہلی قسم مین نفس کو وجد
اور حزن اور رونا اور نرم دلی اور صفائی فکر پیدا ہوتی ہی اور دوسری قسم مین فسق و فجور اور حرص فسق پر بڑھتی ہی پہلی قسم مین عشق
حقیقی کی طرف متوجہ ہو جانا آسان ہی اور دوسری مین بہت سی چیزون سے انقطاع کرنیکی ضرورت پڑتی ہی بلکہ ایک سرے سے نفرت
دوسرے کی طرف پیدا ہوتی ہی اور یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ عشق فضائل مین سے شمار پاتا ہی مگر اُن فضائل مین سے کہ جو کوئی اسکے ساتھ
متصف ہوتا ہے تو عقل مجرد اور نفس حیوانی کے درمیان مین اُسکا رتبہ ملتا ہی اور ان دونون مین متوسط واقع ہوتا ہی اور عشق ہر ایک
محمود و شریف آدمی کے لیئے ہر وقت اور ہر حال مین فضیلت نہین بلکہ اسکو اُسوقت استعمال کرنا چاہیئے جبکہ سلوک عرفانی کے درمیان
مین ہو اور نفس اُسوقت ہو غفلت مین نہ پڑا ہوا ہو شہوات حیوانی کے کوچہ سے دور ہو اور جب نفس کو علوم الٰہی اچھی طرح حاصل ہو جائین
اور عقل بالفعل علوم کلیہ پر محیط ہو جائے اور عالم قدس عالم کے ساتھ اتصال پیدا ہو جائے اُسوقت عشق سے عارف کو دل کا
رکھنا نازیبا ہے کیونکہ جب پل اُترکر عالم حقیقت تک پہونچ گیا تو پھر لوٹنا بُرا ہی شاید اسی وجہ سے عشق کی مدح و ذم مین اختلاف
کیا ہی یا اس سبب سے کہ عشق پاک شہوت ذمیمہ سے مشابہ ہوتا ہی بہر صورت عشق صفات نفوس مین سے ہی نہ صفات ابدان
مین یہ خلاصہ ہی بیان اسفار اربعہ صدر الدین شیرازی کا ۔ فائدہ عشق مجازی کبھی دلہا افسردہ کرنے کے لیئے آتش الٰہی ہوتا ہے جبکہ
دونون مین ملاقات ہو تو آب وصال حرارت دل کو سرد کردے اسی لیئے کہا ہی کہ جسکو عشق شر انگیز حاصل نہین طریقہ اُسپر بند ہی
اگرچہ وہ سالہا تقوی و زہد صفا مین ہو لیکن طریق محبت مین سود کم ہر سے عجیب وغریب حال ہوتا ہین حدیث شریف مین آیا ہے
مغیث نام ایک آدمی بی بی عائشہ کی لونڈی پر جسکا نام بریرہ تھا عاشق ہو گیا جب بریرہ بازار کو نکلتی اُسکے پیچھے جاتا اور روتا
اور آہ کی تکرار کرتا حضرت صلعم کو اُسپر رحم آیا اور بریرہ سے سفارش کی کہ اُسکے ساتھ نکاح کرے بریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر
اس معاملہ مین حکمی آپکا ہی تو مجھے قبول ہی ورنہ مین منتہا ہون اور اُسکی صورت سے بیزار ہون تھوڑے دنون کے بعد مغیث مر گیا
رواہ الدارمی ۔ بو علی سینا کا ایک رسالہ خاص عشق کے بیان مین ہی اسمین لکھا ہی کہ عشق مجردات و فلکیات و عنصریات و معدنیات
و نباتات و حیوانات سب مین پہیلا ہوا ہی یہانتک کہ علماے ریاضی نے کہا ہی کہ اعداد متحابہ ہین یعنی اعداد مین خاصیت ہی کہ
ایک دوسرے سے محبت رکھتا ہی اور یہ مسئلہ اقلیدس نے قلم بند نہین کیا تھا انہون نے زیادہ کیا ہی اور کہا کہ اُسنے اسکو چھوڑ دیا تھا
اور اصحاب عدد کہتے ہین کہ اس خاصیت کو محبت مین ایک عجیب تاثیر ہی اور مجرب ہی حکیم کا قول ہی العشق فضیلۃ نفسانیۃ و الہام شوقی
اوجبہا اللہ علی کل ذی روح لیحصل بہ اللذۃ العظمی التی لا یقدر علی مثلہا الا بتلک الالفۃ و ہی موجودۃ فی النفس

معدودة مراتبها عند اربابها فما احد الا عاشق لا يستدل به على قدر طبقته من الخلق ولذلك كان اشرف المذاهب في الدنيا
مذاهب الذين زهدوا فيها مع كونها ساعة والوالي الآخرة مع كونها مخبرا بهم عنها بصورة لفظه انتهى - یعنی عشق
ایک الفت رحمانی اور الہام شوقی ہے کہ اللہ نے ہر ذی روح پر اسے واجب کیا ہے کہ عشق کی وجہ سے انھیں وہ امور
حاصل ہوں جو بجز اس الفت کے اور کسی طرح حاصل نہیں کر سکتے تھے اور یہ الفت نفس میں موجود ہے اور اسکے
مراتب صاحبان الفت کے نزدیک مقرر ہیں پس کوئی آدمی نہیں مگر کسی ایسی چیز پر عاشق ہے جس سے اپنے
طبقے کی خلق میں سے پہچانا جاتا ہے اور اپنا مشرب حاصل کرتا ہے اسی لئے اُن لوگوں کا مرتبہ دُنیا میں اشرف ہے جنھوں نے
دُنیا کو جو سامنے موجود ہے چھوڑ دیا ہے اور آخرت کی طرف مائل ہو گئے ہیں جسکا نِرا ذکر ہی سُنا ہے ۔ ؎
العشق تا ز روح منقدست منزل :: سودای تو عشق مجرد محمل :: سیاح جہان مرشت یعنی دل :: از دست
غمت دستہ بسر پای گِل :: اور بعضے صوفیہ اچھی صورتوں کی عشق میں مبتلا ہوئے ہیں شیخ محی الدین
نے باب ایک سو [illegible] میں فتوحات کے لکھا ہے کہ شیخ روزبہان ایک گانے والی عورت پر عاشق ہو گئے اور پھر اس
خیال سے کہ لوگ دھوکا کھا جینگے کہ انکا وجد وغیرہ جوش و خروش اب بھی خدا کے لئے ہے اسلئے حرم میں صوفیہ کے
پاس گئے اور اپنا خرقہ اتار کر انکے سامنے رکھدیا اور سارا حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اپنے
حال میں جھوٹا ہوں پھر مغنیہ کی خدمت کرتے رہے لوگوں نے مغنیہ سے کہا کہ یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہیں
اسنے یہ حال سُنکر توبہ کر لی اور روزبہان کی خدمت گذاری کرنے لگی پھر اس حال کے پورا ہونے کے بعد روزبہان کے
دل سے مغنیہ کا عشق جاتا رہا اور صوفیہ کی مجلس میں جا کر پھر اپنا خرقہ پہن لیا ۔ ؎ عاشقان را شادمانی و غم اوست
مزد کار و اجرت خدمت ہم اوست :: غیر معشوق ار تماشائی بود :: عشق نبود ہرزہ سودائی بود :: اور نجم الکبری کہتے
ہیں عشقت جارية نوبية على ساحل نيل مصر فبقيت اياما لا اكل ولا اشرب الا ما شاء الله حتى كثرت نار
العشق فلقد تنفس [illegible] نارا فكلما تنفست ثم نارا تغشى من السماء بحذاء نفسي نارا فيلتقي ناران بيني
وبين السماء [illegible] ادري من اين الملتقيان فعلمت انه ذلك شاهدي في السماء - یعنی ملک مصر میں دریا
نیل کے کنارے ایک دن میں وہاں میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا بہت دنوں تک یہی حالت رہی کہ بوجہ
عشق کے کھانا پینا چھوٹ گیا اور آتش عشق نے یہاں تک غلبہ کیا کہ میرے سانس سے آگ نکلنے لگی جب
میرے سانس سے آگ نکلتی تو آسمان سے بھی ایک آگ میرے سانس کے مقابل نکلتی اور یہ دونوں آگیں میرے اور آسمان
کے درمیان ملجاتیں اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ دونوں کہاں سے ملجاتی ہیں پس میں نے جان لیا کہ یہ میرا معشوق
ہے آسمان میں شیخ فخر الدین عراقی نے اسی طرف اشارہ کیا ہے ؎ ای ز عشاق گرم بازارت :: بہ ز من عالمے
خریدارت :: من کیم تا زنم ز عشق تو لاف :: نیست دعوی این سخن بگزاف :: یکے از عاشقان حال

بو دنجم اکابر کبریٰ ہ مولانا عبد الرزاق نے شرح منازل السائرین مین کہا ہی العشق العفیف اقوی سبب فی تلطیف السر والاعداد للعشق الحقیقی فانہ یجعل الہموم ہما واحدا ویقطع تونیع الخاطر والتفرقہ وتلذذ خدمت المحبوب وتسہیل التعب والمشقۃ فی طاعتہ واستثال امرہ بخلاف العشق الخبیث من غلبۃ سلطان الشہوۃ فانہ وسواس ناش من تخبیط الی الکفر فی استحسان شمائل بعض الصورۃ وعبادۃ للنفس ما ہی فی تحصیل لذاتہا وعلی ہذین النوعین یبتنی مدح العشق الصوری وذمہ فی کلام بعض العرفاء والحکماء یعنی پاک عشق جسمین پرہیزگاری ہو بڑا سبب ہے سر کے پاک ہونے کا اور عشق حقیقی کے لئے آمادہ کرنے کا اسلئے کہ وہ تمام تصدق کو ایک مقصد کر دیتا ہی یعنی سارے خیالات سے جلتے ہین اور ایک خیال پیدا ہوتا ہی اور پریشانی خاطر جاتی رہتی ہی یک سوئی حاصل ہوتی ہی محبوب کی خدمت کرنے مین لذت ملتی ہی تکلیف آسان ہو جاتی ہی اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے مین مشقت نہین معلوم ہوتی بخلاف اُس عشق کے جو غلبۂ شہوات کی وجہ سے پیدا ہوا اسلئے کہ یہ وسوسہ ہی جو کسی عمدہ صورت مین فکر کرنے سے پیدا ہوتا ہی اور نفس کی پوجا ہی کہ اُسکی لذات اور خواہشات کے حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہی انہین دونون قسمون کی وجہ سے عشق صوری کی مدح اور مذمت کی جاتی ہی یعنی پہلی قسم عشق کی محمود ہے اور دوسری قسم مذموم اور دونون کو عشق مجازی کہتے ہین ۔

شوق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہی من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت ۔ جو کوئی اللہ کی ملاقات کی توقع رکھتا ہی سو اللہ کا وعدہ آتا ہی اور ادعیہ نبویہ مین آیا ہی اسئلک لذۃ النظر الی وجہک والشوق الی لقائک رواہ النسائی عن عطاء ابن السائب عن ابیہ یعنی مین تجھسے تیرے منھ کی طرف دیکھنے کی لذت اور تیرے ملنے کا شوق طلب کرتا ہون ۔ شوق اسے کہتے ہین کہ دل مین محبوب کی ملاقات کا جوش پیدا ہو اور شوق محبت کی مقدار کے موافق ہوتا ہے دقاق نے شوق اور اشتیاق مین فرق کیا ہی اور کہا ہی کہ شوق محبوب کی ملاقات اور دیدار کے بعد جاتا رہتا ہے اور اشتیاق نہین جاتا اسی لئے صوفیہ نے کہا ہی شوق کا مقام خلق کو حاصل ہی مقام اشتیاق کم حاصل ہوتا ہی جسکو اشتیاق پیدا ہوتا ہی وہ بالکل ہی شیفتگی اور بیخبری کے مرتبہ مین آجاتا ہی نہ کوئی اُسکا نشان باقی رہتا ہی نہ اسکو قرار ہوتا ہی اور شوق کی علامت یہ ہی کہ موت مین راحت سمجھے اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہی کہ شوق کی علامت یہ ہی کہ اعضاء کو خواہشات سے کاٹ دے ابو علی نے کہا ہی کہ اس آیت کے وعجلت الیک رب لترضیٰ معنی یہ ہین مین جلدی آیا تیرے طرف ای میری رب بسبب شوق کے پس شوق کی جگہ لفظ رضا کو استعمال کیا ہی حسین انصاری نے کہا ہی کہ خواب مین مین نے دیکھا ہی کہ قیامت قائم ہوئی ہی اور ایک شخص عرش کے نیچے کھڑا ہی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ای فرشتو یہ کون ہی تم اسے پہچانتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ ہمین اسکا حال معلوم نہین فرمایا کہ یہ معروف کرخی

میری محبت کے نشہ مین ہی میری ملاقات کے بغیر ہوش مین نہین آویگا اور یہ ایک روایت مین ہی یہ معروف کرخی
ہی دنیا سے اللہ تعالیٰ کا مشتاق نکلا ہی۔ اسلیئے اللہ تعالیٰ اُسکی طرف دیکھنا روا رکھتا ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ
اہل قرب کا شوق محجوبین کے شوق سے کامل ہوتا ہی مشتاقون کو موت مین جو مزہ آتا ہی وہ کسی چیز مین نہین آتا
اسلیئے کہ روح پر یہ بات منکشف ہوتی ہی کہ اللہ تعالیٰ تک پہونچونگی۔ جنید سے کسی نے دریافت کیا کہ اسکا کیا
سبب ہے کہ محب وقت ملاقات محبوب کے رونے لگتا ہی کہا کہ شدت شوق کی وجہ سے نہایت سرور اور وجد پیدا ہوتا ہی
اسلیئے رونا آجاتا ہی۔ عوارف کے ترجمہ مین مذکور ہی کہ محبان صفات کو شوق اس بات کا ہوتا ہی کہ محبوب لطف
ورحمت واحسان فرمادے اور محبان ذات کو اس بات کا شوق ہوتا ہی کہ ملاقات اور وصال اور قرب حاصل
ہو ایسا شوق کم لوگون کو ہوتا ہے۔ ایک صاحبؒ کا قول ہی کہ بہت سے عبدالرحمن و عبدالرحیم و عبدالکریم ملتے
ہین مگر عبداللہ ایک بھی نہین ملتا۔ یعنی رحمت وکرم کے بہت سے طالب ہین اور خدا کے طالب کم ہین۔ خدا کے
لئے یہی جنت ہی کہ اُنکی ملاقات جناب باری سے ہوجاے اسکے سوا کسی چیز کی طلب اُنکو نہین انتہی۔ واضح رہے
کہ اگرچہ طلب خدا کا مرتبہ طلب جنت کے مرتبے سے اعلیٰ وافضل ہی مگر شارع علیہ السلام نے فرمایا ہی ان احب الاسماء الی اللہ
عبداللہ و عبدالرحمن رواہ مسلم عن ابن عمر۔ تحقیق تمہارے نامون مین زیادہ پسند اللہ کو عبداللہ و عبدالرحمن ہی اور
اس سے معلوم ہوا کہ دونون حالتین پسند ہین۔ اگرچہ عبداللہ کے عبدالرحمن کے مقدم ہونے مین اُسکے لئے ایکطرح کی فضیلت

خواب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ رسالت و نبوت موقوف ہوئی میرے بعد
کوئی رسول و نبی نہوگا۔ تو یہ بات صحابہ پر شاق گذری آپنے اُنکی تشفی کے واسطے فرمایا الا المبشرات یعنی میرے
بعد مبشرات ہونگے صحابہ نے عرض کیا مبشرات کیا ہی یا رسول اللہ آپنے فرمایا الرؤیا المسلم وھو جزء من اجزاء
النبوۃ یعنی مبشرات مسلمانون کی خواب کو کہتے ہین اور یہ نبوت کے اجزا مین سے ایک جز ہی جیسا کہ ترمذی نے انس
سے روایت کیا ہی مراد حضرت کی یہ ہی کہ میرے مرنے کے سبب سے وحی منقطع ہوجاے گی اور کوئی ایسی چیز باقی
نہین رہیگی جس سے واقعات آیندہ پر وقفیت حاصل ہو۔ اور بخاری و مسلم نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ۔ یعنی سچی خواب نبوت کے
چھیالیس ٹکڑا ونمین سے ایک ٹکڑا ہی اور بھید اس کلام کا یہ ہی کہ وحی بطور خواب کے حضرت سرور کائنات کو چھ ماہ تک
ہوا کی تھی اور مدت نبوت کے ۲۳ سال ہی اور چھ ماہ کو ۲۳ سال کے ساتھ وہ نسبت ہی جو چھ کو چھیالیس کے ساتھ
ہی اور خواب ایک قسم کی کرامت ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ اُنکے لئے خوشخبری
ہی دنیا کی زندگی مین اور آخرت مین موطا مین لکھا ہی کہ عروہ کہتے تھے کہ اس آیت مین مراد بشریٰ سے سچی خواب
ہی کہ خود دیکھے یا کوئی اور اُسکے لئے دیکھے اور یہ تفسیر حدیث نبوی مین بھی آئی ہی چنانچہ امام مالک نے موطا مین

عطابن یسار سے مبشرات کے معنی اسی طرح روایت کئے ہین - اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
الرویا الصالحۃ من اللہ والحلم من الشیطان رواہ البخاری والمسلم عن ابی قتادۃ یعنی اچھی خواب اللہ کی طرف
سے ہی اور بُری خواب شیطان کی طرف سے اور تعبیر وافو کے مرتبے بہت عالی ہین بعض خوابین تعبیر کی محتاج نہین
ہوتین ظاہر پر چھوڑ دینے کے قابل ہوتی ہین بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس سے روایت کی ہی کہ
امام حسین کی شہادت کے دن مینے رسول اللہ صلی اللہ کو نہایت پریشانی کی حالت مین خواب مین دیکھا
اور حضرت کے پاس ایک شیشہ خون سے بھرا ہُوا تھا مینے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون یہ کیا ہی
فرمایا یہ خون ہی حسین اور اُنکے ہمراہیون کا - اور امام غزالی نے احیاء العلوم کے اواخر مین لکھا ہی کہ حضرت
نے عبد اللہ بن عباس کو یہ جواب دیا تھا کہ تمھین نہین معلوم کہ میری امت نے بعد میرے کیا کیا میرے بیٹے حسین
کو قتل کیا یہ خون اُسکا اور اُسکے دوستون کا ہی اسکو اللہ کے پاس لئے جاتا ہون ۲۴ دن کے بعد امام حسین
کے قتل کی خبر آئی شیخ نصر اللہ بن یحیی کہ بڑے ثقہ اور نیک گزرے ہین کہتے ہین کہ ایکبار مینے خواب مین حضرت علی
کی زیارت کی اور اُنسے عرض کیا کہ آپنے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا من دخل دار ابی سفیان فھو آمن یعنی جو ابوسفیان
کے گھر پہونچ گیا وہ مامون ہی - اور اولاد ابوسفیان نے آپکے فرزند کے ساتھ کربلا مین کیا کیا فرمایا کہ تم ابن
صیفی کے شعرون کو جانتے ہو مینے عرض کیا نہین جانتا فرمایا کہ اُس سے جاکر سن لو آنکھ کھلی تو مین اُسکے
پاس گیا اور یہ سارا قصہ بیان کیا وہ بہت رویا اور کہا کہ خدا کی قسم مجھ سے کسی نے ابھی تک اِن شعرون کو نہین
سُنا ہی آج ہی رات کو نظم کئے ہین پڑھے ہے ؎ ملکنا فکان العفو منا سجیۃ فلما ملکتم سال بالدم ابطح
ہم مالک ہوئے معاف کرنا ہماری عادت ہوگیا - اور جب تم مالک ہوئے تو بہا خون بیدان مین - ؎
و حللتم قتل الاساری و طالما :: غدونا علی الاسری فنعفو و نصفح - اور تم نے حلال جانا قتل کرنا
قیدیون کا - اور ہمنے جب صبح کی قیدیون پر یعنی قیدی ہمارے ہاتھ آئے تو معاف کیا اور درگزرے ؎
وحسبکم ہذا التفاوت بیننا :: وکل انا بالذی فیہ ینضح - ہمارا تمھارا یہی فرق کافی ہی اور ہر برتن مین
جو کچھ ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہی - اِس روایت کو ابن صباغ مالکی نے فصول مہمہ مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ ابن
صیفی کا لقب حیص بیص ہی - اور بعضی خوابین تعبیر کی محتاج ہوتی ہین - ایک سالک نے خدا کو خواب مین دیکھا
کہ اُسکی طرف التفات نکیا اور اُسکے منہ پر طمانچہ مارا جب پیر سے یہ خواب بیان کی تو اُسنے دریافت کیا کہ
یہ حالت کہان واقع ہوئی کہا گھر کی دہلیز مین پیر نے کہا وہ جگہ غصبی ہی جب تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ
مسجد تھی اُنسے ملا دیا تھا اور حق شرعی خداتعالی کی صورت مین دکھا بلکہ کبھی انبیا اور صدیقین بھی تعبیر خواب
مین غلطی کر جاتے ہین چنانچہ شیخ اکبر نے فصوص الحکم مین کہا ہی کہ حضرت ابراہیم کو تعبیر خواب مین غلطی واقع ہوتی

کہ گوسفند کے ذبح کرنے کے لئے خواب مین حکم ہُوا اور اُسکو ذبح کیا ہُوا اُنکے بیٹے حضرت ابراہیم کی صورت
مین دکھایا اور یہ تعبیر اُسکی صحیح نکر سکے اور یہ خیال کر لیا کہ بیٹے کے ذبح کرنے کے لئے مامور ہین اور دلیل اس مدعا
پر یہ ہی کہ جو کچھ اُنھون نے خواب مین دیکھا تھا وہ عالم واقع مین ظہور مین آیا تو ثابت ہُوا کہ یہ خواب ضرور قابل تعبیر
تھی کہ حضرت ابراہیم سے اُس مین خطا واقع ہوئی اگر قابل تعبیر نہوتی تو ضرور ہی کہ اُنکے بیٹے کا مذبوح ہونا وقوع مین
آجاتا اور یہ کہہ نہین سکتے کہ جب ذبح فرزند کا واقع موافق خواب کے بیداری مین واقع نہوا تو خواب غلط ہوگئی اسلئے
کہ انبیاء کی خواب غلط نہین ہوا کرتی ہی پس بہتر ہی کہ تعبیر کی غلطی قرار دیجاوے اور یہ بات شان نبوت کے منافی
نہین بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین کہتے ہین کہ جو لوگ اسوجہ سے شیخ پر تشنیع کرتے ہین یہ اُنکی ناسمجھی ہی
قیصری نے کہا ہی کہ حضرت ابراہیم نے جو خواب مذکور کی تعبیر نہین کی اسکا سبب یہ ہوگا کہ انبیاء اور کاملین
جو کچھ خواب مین دیکھتے ہین عالم مثال مین سے دیکھتے ہین اور جو کچھ وہان دیکھتے ہین موافق واقع کی ہوتا ہی
پس تعبیر نکی یا گمان کیا کہ اللہ تعالی نے مجکو اسی کام کے لئے حکم کیا ہی اسلئے کہ انبیاء کو خواب مین بھی اکثر وحی
ہُوا کرتی ہی پس اُسکی تصدیق کی اور تاویل نکی۔ اور بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد نے ابن عباس سے روایت
کی ہی کہ ایک آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ آج رات مینے خواب مین دیکھا کہ بادل روغن
و شہد برساتا ہی اور لوگ اُسکو جمع کرتے ہین بعضے زیادہ بعضے کم پھر ایک رسی مین نے دیکھی کہ زمین سے آسمان
تک ملی ہوئی تھی کہ اُسکو پکڑ کر آسمان تک چڑھ سکتے ہین۔ پس ایک آدمی نے اُسے پکڑا اور چڑھ گیا دوسرے نے
پکڑا اور چڑھ گیا پھر اور آدمی نے پکڑا اور چڑھ گیا پھر اور آدمی نے پکڑا اور چڑھ گیا پھر اور آ......
اور آدمی نے پکڑا اور رسی ٹوٹ گئی اور اسکو جوڑ دیا اور اوپر چلی گئی حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت
دیجئے کہ اسکی تعبیر بیان کرون فرمایا کہ بیان کر حضرت ابوبکر نے کہا کہ ابر اسلام ہی۔ اور روغن و شہد قرآن ہی کہ بعضون
کے لئے اُس سے زیادہ فیض ہی اور بعضون کے لئے کم اور رسی وہ حق ہی کہ جسپر آپ ہین آپنے اُسے پکڑ لیا اور اللہ نے آپکو اوپر
اٹھا لیا پھر آپکے بعد دوسرا آدمی پکڑے گا اور اوپر چلا جائیگا پھر اور آدمی پھر اور آدمی پکڑے گا اور وہ حق منقطع
ہوجاویگا اور اُسے جوڑینگے اور اوپر چلا جائیگا یا رسول اللہ فرمائیے کہ یہ تعبیر صواب ہی یا خطا فرمایا کہ بعضا حصہ اسکا صواب
ہی اور بعضا خطا ہی حضرت ابوبکر نے قسم دی کہ بیان فرمائیے خطا کونسی بات مین ہی حضرت نے فرمایا کہ قسم مت دو اور جسکسی نے پیغمبر خدا کو
اسی صورت مین جو دنیا مین تھی خواب مین دیکھا تو اُسنے ضرور پیغمبر خدا کو دیکھا اور شیطان حضرت کی صورت پر نہین ہو سکتا ابوہریرہ سے
بخاری و مسلم نے روایت کی ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لایتمثل فی صورتی یعنی جس شخص نے مجکو خواب مین دیکھا
تو فی الواقع اُسنے مجکو دیکھ لیا اسلئے کہ شیطان میری صورت مین نہین ظاہر کر سکتا لیکن شیطان خدا کی صورت بنا سکتا ہی اسلئے
کہ پیغمبر اسم ہادی کا مظہر ہی اور شیطان اسم مضل کا مظہر ہی اور خدا مہتدین و ضالین دونوں کا رب ہے۔ بخاری و مسلم نے ابو قتادہ سے روایت کی ہی کہ حضرت نے

فرمایا ہے من رانی فقد رای الحق یعنی جسنے مجھکو خواب مین دیکھا تو اوس نے امر ثابت واقعی کو دیکھا اور وہ مین ہی ہون شیطان
بندے کی تخیل مین میری صورت کے ساتھہ تصرف نہین کرسکتا۔ نووی ؒ نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ فقد رای الحق سے مراد رؤیت
صحیح ہے اور حضرت کو خواب مین دیکھنا دو طرح پر ہے ایک رویاے الہی ہے اور وہ اس طرح ہے کہ دیکھنے والے کی روح مثل آئینہ کی
ہوتی ہے اور عالم قدس کے ساتھہ مناسبت کلی پیدا کرلیتی ہے اور اسوجہ سے حضور سرور عالم کی روح کے انطباع کے قابل ہوجاتی
ہے ایسی خواب نہایت عمدہ ہے اور بکم واقع ہوتی ہے۔ دوسری رویاے ملکی ہے اور اس طرح ہے کہ دیکھنے والا جناب رسالتمآب کے
ساتھہ کمال محبت رکھنے کی وجہ سے اپنی محبت کی صورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کے ساتھہ متمثل دیکھے یا کوئی شخص درود
وسلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ بھیجا کرتا ہے اس تعظیم وتکریم کی صورت کو جناب سرور کائنات کی صورت معاینہ کرے لیکن
جب کسی نے حضرت کو خواب مین دیکھا اور کوئی حکم قرآن وحدیث کے خلاف اون کی زبان سے سُنا تو سمجھنا چاہیئے کہ اوس نے
حضرت کو خواب مین نہین دیکھا بلکہ اوس کے ساتھہ ابلیس نے فریب کیا حضرت کی شکل کے ساتھہ دیکھنے والا متمثل نہین
ہوا ہے اور ایسا مغالطہ اکثر اہل علم کو واقع ہوا ہے اور جو کوئی ایسی صورت خواب مین دیکھے جو آپ کی دنیا کی صورت کے
بالکل مخالف ہو یا بعض وجہون مین مخالف ہو اور بعض مین موافق اور یہہ یقین ہو کہ یہہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین یا دیکھنے
والے سے کہین کہ یہہ پیغمبر علیہ السلام ہین تو اوس نے حقیقت مین جناب رسول مقبول کو نہین دیکھا بلکہ اپنی نسبت کی صورت کو
شرع کے ساتھہ دیکھا ہے پہر جسنے ساری وجہون کے ساتھہ مخالف دیکھا تو وہ ساری وجہون کے ساتھہ شرع کے مخالف ہے
اور جسنے کہ کسیقدر مخالف دیکھا تو وہ شخص کسی قدر شرع کے مخالف ہے +

اب تہوڑے سے حالات اولیاء اللہ کی خوابون کے سنو کسی نے سفیان ثوری کو خواب مین دیکھا اور اون سے دریافت کیا
کہ خدا تعالی نے تمہارے ساتھہ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ مجھپر رحم کیا پہر ابن المبارک کا حال پوچھا بولے وہ اپنے رب کے پاس
دو بار پہونچتے ہین۔ اور ابو سہل زجاجی کو خواب مین دیکھا اور یہ وعید دائمی کے قائل تھے ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالی
نے تمہارے ساتھہ کیا کیا بولے جیسا ہم جانتے تھے اوس سے بہت سہل پایا اور حسن شیبانی کو خواب مین دیکھا اور اوس سے
دریافت کیا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھہ کیا معاملہ کیا کہنے لگے کریم سے سوا کرم کے کیا ظہور مین آتا ہے اور حبیب
عجمی کو خواب مین دیکھا اور اون سے کہا تم اے حبیب عجمی مر گئے اونہون نے کہا کہ ہمارا عجمی پن جاتا رہا اور نعمت باقی رہ گئی
مالک بن انس کو خواب مین دیکھا اور اون کا حال دریافت کیا کہا مجھکو بسبب اوس ایک کلمہ کے بخشدیا جسکو حضرت عثمان
جنازہ دیکھنے کے وقت کہا کرتے تھے اور وہ یہہ ہے سبحان الحی الذی لا یموت ابو سہل صعلوکی کو خواب مین دیکھا
کہ نہایت اچھی حالت مین ہے پوچھا کیا حال ہے اور یہہ حالت تمکو کس طرح حاصل ہوئی کہا حق تعالی کے ساتھہ حسن ظن
رکھنے کی وجہ سے اس مرتبہ کو پہونچا ہون جاحظ کو کسی شخص نے خواب مین دیکھا اور اون سے استفسار کیا کہ تمہارے ساتھہ حق تعالے
نے کیسا برتاو کیا جواب دیا ؎ فلا تکتب بخطک غیر شیء + یسرک فی القیامۃ ان تراہ + انتہی

بجز اوس چیز کے مت لکھہ جو قیامت کو تجھے خوش کرے۔ جنید نے ابلیس کو خواب مین دیکھا کہ ننگا کھڑا تھا جنید نے کہا کہ تجھکو
شرم نہین آتی بولا کہ مین کس سے شرماؤن یہہ لوگ آدمی کب ہین آدمی وہ ہین جو مسجد شونیزیہ مین رہتے ہین کہ اونہون
نے مجھے دبلا کر دیا ہے اور میرے جگر کو جلا دیا ہے۔ جنید فجر کو مسجد مذکور مین گئے دیکھا کہ کئی آدمی زانو پر سر رکھے ہوئے متفکر بیٹھے
ہین جنید کو اونہون نے دیکھکر کہا کہ کہین تمکو اوس ناپاک کی بات دہوکے مین نہ ڈالے بناجی نے کہا کہ ایک دن ایک چیز
کی مجھے خواہش پیدا ہوئی خواب مین مجھسے کہا گیا کہ کیا آزاد صاحب ارادہ کو یہہ بات مناسب ہے کہ اپنے بندون کو ذلیل
کرے اور وہ اپنے مولا سے جو چاہتا ہے وہ پائے گا ابن الجلاء کہتے ہین کہ مین مدینہ مین آیا اور مجھکو فاقہ تھا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گیا اون سے عرض کی کہ مین آپ کا مہمان ہون مجھکو اونگھہ آگئی خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھکو ایک روٹی عطا کی آدہی کہانے پایا تہا کہ بیدار ہوگیا باقی آدہی مینے اپنے ہاتہہ مین پائی عتبہ نے خواب مین
حور کو دیکھا حور بولی اے عتبہ مین تمپر فریفتہ ہون ایسا کام مت کیجیو جسکے سبب سے میری تمہاری ملاقات نہو سکے
عتبہ نے کہا کہ دنیا کو تین طلاقین دیچکا ہون جس مین رجوع نہین ہے تا کہ تجھسے ملاقات ہو ایوب سختیانی اپنے مکان کے دروازے
کہڑے ہوئے تہے ایک گناہگار کا جنازہ ادہر سے نکلا یہہ اندر گہس گئے تا کہ اوسپر نماز پڑہنے سے بچین ایک شخص نے شب کو خواب مین
اوس مردہ کو دیکھا دریافت کیا کہ اللہ تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا بولا مجھے بخشدیا اور ایوب سے کہنا قل لو انتم
تملکون خزائن رحمۃ ربی اذاً لامسکتم خشیۃ الانفاق اگر تمہارے ہاتہہ مین میرے رب کے رحمت کے خزانے
ہوتے تو مقرر بند کر رکہتے اس ڈر سے کہ خرچ ہو جائین جس شب کو مالک دینار دنیا سے گذرے ایک بزرگ نے
خواب مین دیکھا کہ آسمان کے دروازے کہلے ہوئے ہین اور آواز غیب سے ہوتی ہے کہ مالک بن دینار جنت کے
رہنے والون مین سے ہوگئے کسی نے داؤد طائی کی انتقال کی شب کو خواب مین دیکھا کہ ایک نور پہیلا ہوا ہے
اور فرشتے آسمان سے اوترتے اور چڑہتے ہین اون سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے جواب دیا کہ آج کی رات داؤد
نے دنیا سے کوچ کیا ہے جنت کو اون کی روح کے داخل ہونے کے لئے آراستہ کیا ہے کرز بن وبرہ کا انتقال ہوا تو
خواب مین دیکھا کہ قبرستان کے مردے سفید مکلف کپڑے پہنکر قبرون سے نکلے ہین اون سے دریافت کیا گیا کہ یہہ
کیا تقریب ہے بولے کہ کرز کے استقبال کے لئے تیاریان ہورہی ہین یوسف بن حسین کو ایک شخص نے خواب مین دیکھا
اون سے دریافت کیا کہ اللہ تعالی نے تمہارے ساتہہ کیا معاملہ کیا بولے کہ مجھے بخشدیا سائل نے کہا کس وجہ سے
جواب دیا اس وجہ سے کہ مین نے پکی باتون کو ہزل کے ساتہہ کبہی نہین ملایا تہا اوزاعی کو کسی شخص نے خواب مین دیکھا
کہ کہتے ہین مینے یہان علما کے درجہ سے بڑا درجہ کسیکا نہین پایا اون کے دوسرے نمبر پر محزونون کا درجہ ہے زبیدہ کو کسی نے
خواب مین دیکھا اون سے دریافت کیا کہ تمپر کیا گذرا بولین کہ مین بخشدی گئی سائل نے کہا کیا اس وجہ سے کہ تم نے مکہ
کی راہ مین بہت کچہہ داد و دہش کی تہی بولین صرف میری نیت کی وجہ سے مجھے بخشا ہے سفیان ثوری سے کسی نے خواب

دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ واقع ہوا بولے پہلا قدم مینے صراط پر رکھا اور دوسرا جنت مین کسی نے بشر حافی کو
خواب مین دیکھا اور اون سے دریافت کیا کہ اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا بولے مجھے بخشدیا اور فرمایا کہ تجھکو شرم
نہین آتی ہی کہ مجھسے اسقدر ڈرتا تھا ابو سلیمان دارانی کو خواب مین دیکھا اور اون کے حالات دریافت کئے کہنے لگے
کہ میری بخشش ہوگئی اور کوئی چیز صوفیہ کے اشارات سے زیادہ مینے مضر نہ پائی علی بن موفق کہتے ہین کہ ایک دن
مجھکو اپنے عیال کے نان ونفقہ اور محتاجی کی وجہ سے بڑی فکر تھی شب کو خواب مین ایک رقعہ مینے دیکھا جس مین
یہ مضمون لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ابن الموفق اتخشے الفقر وانا ربک اے علی بن موفق
تم فقر سے ڈرتے ہو حالانکہ مین تمہارا رب موجود ہون جب آخر شب کا وقت ہوا تو ایک آدمی ایک تھیلی پانچہزار دیناروں کی لایا
اور کہا اسے لے اے ضعیف الیقین ابو بکر کتانی کہتے ہین کہ مینے خواب مین ایک نہایت حسین وجمیل جوان کو دیکھا اوس سے دریافت
کیا تم کون ہو بولا مین تقوی ہون مینے دریافت کیا تیرا مسکن کہان ہے بولا ہر دل حزین مین رہتا ہون پھر مینے ایک
بدصورت سیاہ فام وحشتناک عورت دیکھی اوس سے دریافت کیا تو کون ہے بولی مین خندہ ہون مینے دریافت کیا تیرا
ٹھکانا کہان ہے بولی مین ہر ایک شاد وخرم دل مین رہا کرتی ہون بیدار ہوا تو مینے عہد کرلیا کہ اب کبھی نہین ہنسونگا مگر بطور
غلبہ کے شبلی کو خواب مین دیکھا اور اون سے دریافت کیا کہ تمپر کیا گذرا جواب دیا کہ اللہ پاک نے مجھسے بہت کچھ مناقشہ کیا
یہانتک کہ مین مایوس ہونے لگا جب اوسنے میری یاس کو دیکھا تو رحمت فرمائی اور بخشدیا ابو سعید خراز کہتے ہین کہ مینے ابلیس کو
خواب مین دیکھا لاٹھی اوٹھائی کہ اوسے مارون بولا مین اس سے کبھی نہین ڈرتا مین تو اوس نور سے ڈرتا ہون جو دل مین ہوتا
ہے ابو عثمان مغربی سے خواب مین کہا گیا کہ فقر مین خدا تعالی سے ڈرتے رہنا چاہیئے ایک ذرہ بھی اوسکے خلاف نکرنا چاہیئے
اسی قسم کی سچی اور عمدہ خوابین بہت سی ہین کہ اہل سلوک اور اہل علم کے باب مین صلحا اور اتقیا دیکھتے رہتے ہین +

صوفیہ پر دنیا سے سفر کرنے کے وقت کیا گذرتا ہے

اللہ تعالی فرماتا ہے الذین تتوفھم الملائکۃ طیبین جنکی جان لیتے ہین فرشتے اور وہ شادمان ہین یعنی
نفس ایسے مولا کی طرف مصروف ہین کہ وہ موت سے خوش ہوتے ہین اور مولا کے پاس جانا اون پر شاق نہین گذرتا
مسلم نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے تین دن قبل فرماتے تھے لا یموتن
احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ یعنی تم مین سے ہر ایک آدمی کو چاہیئے کہ وہ ایسی حالت مین مرے کہ اللہ کے
ساتھ اوس کا گمان نیک ہو اور بیہقی نے شعب الایمان مین عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تحفۃ المومن الموت مومن کا تحفہ موت ہے یعنی مومن کے حق مین مرنا بمنزلے تحفہ کے ہے اللہ کی طرف سے
کہ اسکے سبب ثواب اور درجات آخرت کو پہونچتا ہے اور بریدہ سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا المومن یموت بعرق الجبین یعنی مومن پیشانی کے پسینے سے مرتا ہے مراد اس سے یہ ہے کہ مومن پر موت

کی وجہ سے شفقت اور سدت نہین ہوتی صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اور انس سے ترمذی نے روایت کی ہی دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی شاب وھو فی الموت فقال کیف تجدک قال ارجو اللہ یا رسول اللہ وانی اخاف ذنوبی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمعان فی قلب عبد فی مثل ھذہ المواطن الا اعطاہ اللہ ما یرجو وامنہ مما یخاف۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس اوسکی جانکنی کی حالت مین گئے حضرت نے اوس سے دریافت کیا کہ تو اس وقت اپنے کو کس طرح پاتا ہے اوسنے کہا ای رسول خدا مین اللہ سے امید رکہتا ہون اور باوجود اسکے اپنے گناہون سے ڈر رہا ہون آپنے ارشاد کیا کہ ایسے وقت مین جب بندے کے دل مین امید وبیم جمع ہوتے ہین تو اللہ اوسکو وہ چیز دیتا ہے جسکی وہ امید رکہتا ہے اور اوسکو اس چیز سے امن مین کرتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔ غرضکہ سالکون کا حال نزع کے وقت مین مختلف ہے بعض پر ہیبت غالب ہوجاتی تہی اور بعض پر امید غالب ہوتی تہی اور بعض پر ایسی چیز ظاہر ہوتی کہ اون کو اچھی طرح سکون اور اعتبار حاصل ہوجاتا ابو محمد جریری کہتے ہین کہ نزع کے قریب مین جنید کے پاس بیٹہا ہوا تہا جمعہ کا دن تہا قرآن پڑہتے تہے ختم کے بعد کہنے لگے کہ اس وقت مجھسے زیادہ قرآن پڑہنے کے کون لائق ہے کہ میرے اعمال کا صحیفہ لپیٹا جاتا ہے اور ابو محمد ہروی کہتے ہین کہ جس شب شبلی نے انتقال کیا مین اون کے پاس موجود تہا وہ یہ بیتین پڑہتے تہے +

کل بیت انت ساکنہ غیر محتاج الی السرج

جس گہر مین تو موجود ہے وہ چراغون کی احتیاج نہین رکہتا ہے۔

وجھک الماعول حجتنا یوم یاتی الناس بالحجج

تیری ذات پاک جسکی امید کی گئی ہے اوس دن ہماری دستاویز ہی جسدن لوگ حجتین پیش کرینگے۔

حمدون قصار نے وصیت کی تہی کہ سکرات کے وقت مجھکو عورتون مین مت رکہیو۔ بشر حافی سے نزع کے وقت کسی نے کہا کیا تم حیات کو پسند کرتے ہو جواب دیا کہ زندگی کو تو نہین پسند کرتا مگر اللہ کے پاس جانا سخت ہی۔ امام حسن بن علی علیہما السلام وفات کے وقت روئے کسی نے کہا آپ کیون روتے ہین۔ فرمایا ایسے سردار کے پاس جاتا ہون کہ جسکو کبہی نہین دیکہا ہے۔ بلال جب مرنے لگے تو اونکی بی بی بولین واحزناہ (یعنی افسوس ہے) بلال نے کہا بل واطرباہ غدا نلقی الاحبۃ محمد او حزبہ یعنی بڑی خوشی کا مقام ہے کہ مین کل دوستون یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کی جماعت سے ملاقات کرونگا عبداللہ بن مبارک نے وفات کے وقت آنکہ کہولی اور ہنسے اور کہا ایسے ہی دن کے واسطے عمل کرنا عمل کرنے والون کو چاہیے مکحول شامی پر غمگینی چہائی رہتی تہی مرض موت مین ہنسی کچھ پاس کے آدمیون نے اس خندہ کا سبب پوچہا جواب دیا کہ مین کیون نہ ہنسون جس چیز سے کہ ہمیشہ بچتا رہتا تہا اب اوسکی جدائی کی گہڑی نزدیک ہے اور جس چیز کی امید رکہا کرتا تہا اوس کی ملاقات عنقریب ہے جنید سے کسی نے دریافت کیا

اسکا کیا سبب ہی کہ ابو سعید خراز اپنی موت کے قریب بہت کچہہ وجد کرنے لگے تہے جواب دیا کہ اس مین تعجب کس بات کا ہی
اون کی روح اشتیاق کی وجہ سے اوڑنے لگی تھی ایک فقیر ممشاد دینوری کے پاس آیا اور سلام علیک کے بعد کہا کہ کوئی
شاداب جگہہ بہی یہان ہی کہ وہان پرانہ مری اوسکو ایک جگہہ بتا دی جہان پانی کا چشمہ موجود تہا اوس نے وہان
جاکر وضو کیا نماز ادا کی اور پہر اوسی جگہہ پر لیٹ گیا اور مر گیا ممشاد سے انتقال کے وقت حاضرین نے کہا کہ لا الہ الا اللہ
کہو اونہون نے اپنا منہ دیوار کی طرف کر کے کہا مینے اپنے کُل کو تیرے کُل مین فنا کر دیا یہی جزا ہے اوسکی جو تجہسے محبت رکہتا ہی
ابو محمد جبلی سے جان کنی کے وقت کہا کہ کلمہ پڑہو بولے کہ یہ وہ چیز ہے کہ ہم نے اسکو پہچان لیا ہی اور اسی کے ساتہہ ہم فنا ہوتے
یحیی اصطخری سے ایک شخص نے موت کے وقت کہا کہ کہہ اشهد ان لا اله الا الله وہ بیٹھہ گئی اور موجودین مین سے
ہر ایک کا ہاتہہ پکڑ کر کلمہ کہا اور مر گئے ابو علی رودباری نے موت کے وقت آنکہہ کہولدی اور کہا یہ آسمان کے دروازے
کہولے گئی ہین یہ جنتین آراستہ کیگئی ہین اور یہ کہنے والا کہہ رہا ہے اے ابو علی ہمنے تمکو مرتبہ اعلیٰ پر پہونچایا ہے اگرچہ
تم وہان نہین آئے ہو یہ کہا کہ پہلی بات ظاہر ہے اور دوسری مین اشکال ہے احمد بن نصر سے کسی نے سکرات کی حالت
مین کہا کہ کلمہ شہادت کہہ اوسکی طرف دیکہکر بولے بیحرمتی مت کر ابو الحسن نوری سے کہا گیا لا اله الا الله کہہ جواب دیا
کیا مین اوسکی طرف عود نہین کر سکتا ابو علی دقاق نے صبح کے وقت کہا یارب کب تک تو مجہکو دنیا مین رکہیگا آفتاب اچہی طرح نکلنے
نہین پایا کہ مر گئے ابو علی رودباری کہتے ہین کہ ایک جوان کو مین نے جنگل مین دیکہا اوس نے کہا کیا اوسکو یہ بات کافی نہین ہے
کہ اپنی محبت مین مجہکو مصروف کیا یہان تک کہ بیمار کر دیا مجہکو پہر وہ مرنے لگا مینے اوس سے کہا لا اله الا الله کہہ اوس نے
یہ شعر پڑہے ؎

ایا من لیس لی عنہ — وان عذبنی بدٌّ

اسے وہ ذات جس سے میرے لئے چہٹکارہ نہین۔ اگر وہ مجہپر عذاب کرے۔

ویا من نال من قلبی — منالا ماله حدٌّ

اور اسے وہ ذات جو پہونچی ہے میرے دل مین۔ ایسا پہونچنا جسکی کوئی حد نہین ہے۔

قوالی کی مجلس

یاد رکہو کہ سماع یعنی قوالی جمہور کے نزدیک جایز ہے یہان تک کہ اہل نقل کی ایک جماعت نے اسپر اتفاق اجماعی کیا ہے
اور اجماع کا دعویٰ علی الاطلاق اسکی حرمت پر صحیح نہین بعضے کہتے ہین کہ راگ ذکر الہی سے روکتا ہے اور گناہونکی
خواہشات پیدا کرتا ہے ہان جس طبیعت مین یہ خرابیان پیدا نہ کرے بلکہ اوسمین محبت الہی کا جوش ڈالے اوس کے
حق مین برا نہین۔ خواجہ بہاء الدین نقشبندکہ سنت رسول کے نہایت متبع تہے کہا کرتے تہے نہ مین یہ کام کرونگا اور
نہ اس سے انکار کرونگا۔ بعضے اہل حدیث کہتے ہین کہ سماع مشتبہات مین سے ہے اور حدیث صحیح مین آیا ہے

کہ مومنین شبہات کے پاس رک جاتے ہین اور شبہات کا ترک کرنے والا اپنے دین و ناموس کا بری رکھنے والا ہے اور کسی چیز کے
آس پاس گھومنے والے کی نسبت یہہ کھٹکا ہے کہ وہ اوسمین گر پڑے خصوصًا جبکہ گانے بجانے مین ناز و کرشمہ اور غمزہ و اشارہ
اور ہجر و جمال اور وصال اور فراق و اشتیاق اور شراب و کباب کی تعریف اور معشوقون کی مدح اور بعضے ممنوعات کی توصیف
وغیرہ ایسی باتین جمع ہین کہ جن کے سُننے سے کچھہ نہ کچھہ خرابی خیالات مین پیدا ہوتی ہے گو کتنا ہی طبیعت مین اس طرف سے
انقطاع اور ذات الہی کی طرف رجوع ہو شوکانی نے کہا ہے وکم لھذہ الوسیلۃ من قتیل دمہ مطلول واسیر
بھموم وغرامہ وھیامہ مکبول ولا سیما اذا کان المغنی حسن الصوت والصوت کالمرأۃ الحسنی والغلام
الجمیل وما کان الواقع فی زمن العرب فی الغالب الا باشعار فیھا ذکر الحرب وصفات الطعن والضرب و
مدح الشجاعۃ والکرم والتشبیب بذکر الدیار والنعم فلیحذر المتحفظ لدینہ الراغب فی اسلامہ
فان للشیطان حبائل ینصب لکل انسان منھا ما یلیق بہ وربما کان الغناء علی الصفۃ المذکورۃ من
اعظم خدائع الخبث ولا سیما لمن کان فی زمن السیئۃ فان نفسہ یمیل الی المستلذات الدنیویۃ
بالطبع انتھی یعنی بہت سے مقتول ایسے ہین کہ بسبب اس سماع و غنا کے اون کا خون معاف ہے اور بہت سے ایسے قیدی
ہین کہ اوسکی شیفتگی اور پریشانی غمون کی وجہ سے قید مین ہین خصوصًا جبکہ گانے والا خوبصورت اور خوش آواز ہو جیسے
حسین عورت اور خوبصورت لڑکا اور عرب مین گانا بجانا صرف اون اشعار کے ساتھہ ہوا کرتا تھا جن مین لڑائی کے حالات
اور نیزہ بازی کی صفات اور شمشیر زنی کے معاملات مذکور ہوتے تھے اور شجاعت و سخاوت کی مدح اور مکانون اور گھوڑون
اونٹون وغیرہ چوپایون کی تعریف بیان ہوتی تھی پس اوس شخص کو جو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہو اور اسلام کی طرف
رغبت رکھتا ہو گانے بجانے سے بچنا چاہیئے اس لیئے کہ شیطان کے پاس بہت سے قسم کے جال ہین وہ جیسا آدمی دیکھتا ہے
اوسی کے لایق جال لگاتا ہے اور اکثر اس طرح کا گانا بجانا فریب خباثت کا سبب ہوتا ہے خاصکر اوس شخص کے حق مین جو
برائی کے زمانہ مین ہو اور ابن تیمیہ نے کہا ہے اما النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فعبادتھم ما امر اللہ
بہ من الصلوات والقراءۃ والذکر والدعاء ونحو ذلک والاجتماعات الشرعیۃ ولم یجتمع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم علی استماع غناء قط لا بکف ولا بدف ولا تواجد ولا سقطت بردتہ بل کل
ذلک کذب باتفاق اھل العلم بحدیثہ ولم یکن الصحابۃ ولا التابعون لھم باحسان ولا سائر
الاکابر من ائمۃ الذین یجعلون ھذا طریقا الی اللہ ولا یعدونہ من القرب والطاعات بل
یعدونہ من البدع المذمومۃ وھو بمنزلۃ الخمر یؤثر فی النفوس اعظم من تاثیر الخمر وانما غایۃ
الکراھۃ لزوم الاستقامۃ انتھی حاصلہ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے اصحاب کی عبادت وہ چیزین
تہین جن کے کرنے کے لیئے اللہ نے حکم دیا ہے جیسے نماز پڑہنا قرآن کی تلاوت کرنا خدا کا ذکر کرنا دعا کرنا اور شرعی ملاقات

کے لوگ وہ جمع ہوا کرتے تھے اور کبھی حضرت گانے بجانے کی مجلس مین جمع نہین ہوئے خواہ وہان گانا بجانا بغیر دف وغیرہ کے
ہوتا یا ان کے ساتھہ اور نہ اونہون نے کبھی وجد کیا اور نہ کبھی کوئی کپڑا اون کے جسم کا ایسی حالت مین گرا محدثین کے
نزدیک یہ سب جھوٹی باتین ہین اور نہ صحابہ اور نہ تابعین اور نہ ائمہ دین نے اس کام کو اللہ کے حاصل ہونے کا طریق
سمجھا اور نہ اسکو معاملات قرب وطاعات مین سے شمار کیا بلکہ بدعت سیئہ جانتے تھے اور سماع وغنا بمنزلے شراب کے
ہین بلکہ نفسون مین شراب سے زیادہ اثر کرتے ہین اعلی درجہ کی کرامت یہ ہے کہ شرع پر مستقیم ہو اور حاشیہ شامی مین
مذکور ہے التحقیق القاطع للنزاع فی امر الرقص والسماع یستدعی تفصیلا ذکرہ فی عوارف المعارف
واحیاء العلوم وخلاصۃ ما اجاب بہ العلامۃ النحریر ابن کمال باشا بقولہ ؎

ما فی التواجد ان حققت من حرج ولا التمائل ان اخلصت من باس
فقمت تسعی علی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس

یعنی قوالی کے باب مین ایسی تحقیق جسکے سامنے ہر ایک ساکت ہو جائے اور نزاع جاتا رہے تفصیل کو چاہتی ہے عوارف المعارف
اور احیاء العلوم مین اسکو ذکر کیا ہے اور خلاصہ سب کا ابن کمال باشا نے ان دو شعرون مین بیان کر دیا ہے جنکا مطلب
یہہ ہے وجد کرنے مین کوئی حرج نہین اگر تجھکو تحقیق حاصل ہے اور جھومنے مین کوئی مضایقہ نہین اگر تجھہ مین اخلاص ہے تو
کھڑا ہوا پاؤن سے دوڑنے کے لئے اور حق اوس شخص کا کہ جسکو اوسکا مولا بلائے یہ ہے کہ سر کے بل دوڑے اسکے بعد
شامی نے ذکر کیا ہے والرخصۃ فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین الصارفین
اوقاتھم الی احسن الاعمال السالکین لضبط انفسھم عن قبائح الافعال فھم لا یستمعون الا من الالہ
ولا یشتاقون الا لہ ان ذکروہ ناحوا وان شکروہ باحوا وان وجدوہ صاحوا وان شھدوہ
استراحوا فی حضرۃ قربہ ساحوا اذا غلب علیھم الوجد بغلباتہ وشربوا من موارد اراداتہ فمنھم
من طرقتہ طوارق الھیبۃ فخر وذاب ومنھم من برقت لہ بوارق اللطف فتحرک وطاب ومنھم من
طلع علیہ الحب من مطلع القرب فسکر وغاب وھذا ما عن لی فی الجواب انتھی۔ یعنی جو کچھہ مجلس
قوالی مین شریک ہونے اور گانا بجانا سننے کی اجازت دی گئی ہے وہ ایسے عارفون کے لئے ہے جن کے اوقات اعمال
کے لئے منضبط ہین اور اونہون نے اپنے نفسون کو برے کامون سے روک لیا ہے ایسے لوگ جو کچھہ سنتے ہین اللہ
کی طرف سے سنتے ہین اور اونکو سوا اللہ کے کسیکا اشتیاق نہین ہے جب اللہ کا ذکر کرتے ہین تو نوحہ کرتے ہین اور جب
شکر کرتے ہین تو چلاتے ہین اور جب اوسکی توحید بیان کرتے ہین تو روتے ہین اور اوسکو دیکھتے ہین تو راحت پاتے ہین
اور جبکہ اوسکے حضرت قرب مین چرتے ہین تو پھرتے ہین اور یہہ معاملات اوسوقت ظہور مین آتے ہین جسوقت وجد اونپر بجید
غالب ہوتا ہے اور اوسکے ارادات کے گھاٹون سے سیراب ہوتے ہین پس اون عارفین مین سے جسپر ہیبت طاری ہو جاتی

ہر وہ گر پڑتا ہے اور پگہل جاتا ہے اور جسپر لطف الٰہی کی بجلی چمکتی ہے وہ جہومتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور جسپر مطلع قرب الٰہی مین سے
جب طلوع کرتی ہے وہ بیہوش ہوجاتا ہے اور گم جاتا ہے یہ جواب علامہ شامی نے اپنی طرف سے دیا ہے ابو حفص حداد نے
کہا ہر کہ جب مرید کو سماع کا شایق پاوے تو یہ سمجھہ لینا چاہیئے کہ اوسمین خرابی اور بطالت باقی ہے کسی نے ابوبکر رازی سے
سماع کا حال پوچہا تو فرمایا کہ وہ فتنہ انگیز اور طرب خیز ہے اس سے بچتے رہنا چاہیے۔ شاہ محمد یحییٰ الہٰ آبادی معروف
بہ شیخ خوب اللہ نے شرح وصایا مین کہا ہے کہ ایک شخص قوالی سننے والون کا بڑا معتقد تہا مجہسے بہی بارہا اصرار کرتا کہ
آپ بہی قوالی مین چلئے اور کہتا تہا کہ سلطان المشایخ نظام الدین اولیا بہی اس سے شوق رکہتے تہے ایک دن مجبور
ہو کر مینے کہا کہ اون مین صرف یہی ایک کمال تہا یا اور بہی کوئی کمال تہا بولا معاذ اللہ آپ یہ کیا کہتے ہین اون کے کمالات
احاطۂ بیان سے باہر ہین تب مینے جواب دیا کہ اون کمالات کی تحصیل مین تم نے کوشش نہکی اور صرف یہی ایک کمال
اون کا سیکہہ لیا کہ گانا بجانا سُننے لگے وہ شخص شرما گیا اور پہر کبہی ایسی بات زبان پر نہ لایا ایک شخص نے جو اسکا بڑا شایق
تہا اوسکی کراہت کا حال ایک درویش سے پوچہا اوس نے جواب دیا کہ آنحضرت کے موجبات خوشی و ناخوشی سب معلوم ہین
اگر نہ معلوم ہون تو کتب معتبرۂ حدیث و سیر سے معلوم کر لینا چاہیے ملاحظہ کرو کہ قوالی کے وقت نماز کا وقت تنگ ہوگیا اور
مکروہ ہونے لگا اور قوال اجورہ دار ہے اور سامع اس فکر مین ہین کہ ہمکو وجد آئے تاکہ ہمکو اہل مجلس ارباب ذوق مین سے
سمجہین اور معتقد ہون اور اس مجلس مین عورت و مرد حاضر ہون یا کہین دور کہڑے ہوے دیکہہ رہی ہون اور ایسی وقت
مین قوالی ہو تو فرمائیے کہ حضرت ایسی چیز کو دیکہکر پسند کرتے یا ناپسند اگر رنجیدہ ہوتے تو مبارک رہے اوسمین مشغول
رہنا چاہیے اور اگر یہہ جانتے ہو کہ حضرت اس فعل سے خوش نہوتے تو پہر کونسا ایسا مسلمان ہے کہ اون کی نامرضی بلکہ
مکروہ طبع کام کا ارتکاب کریگا۔ مصباح الہدایت مین لکہا ہے انصاف یہ ہے کہ اس زمانہ مین سماع قابل اسکے ہوگیا ہے
کہ اوس سے انکار کیا جاوے اور وہ سراسر وبال ہوگیا ہے اکثر مجلسین اس وقت خواہشات نفسانی اور حظوظ طبعی
کے لئے مقرر ہوتی ہین صدق و اخلاص کا اب نام نہین رہا ہے پہلے جس طرح حال کی ترقی کے لئے قوالی ہوتی تہی اب یہہ
کوسون دور ہے بعض اسلئے اوس مجلس مین شریک ہوتے ہین کہ کہانا جو پکے گا وہ کہانے کو ملیگا یا شیرینی پائینگے اور
بعض لہو و لعب و عیش و عشرت کے لئے شرکت کرتے ہین اور بعضے کسی اور قسم کے نفع کی توقع سے شرکت کرتے ہین اور
بعضے وجد اور تلبیس کے ظاہر کرنے کو جاتے ہین اور کچہہ اس نیت سے شریک ہوتے ہین کہ ہمارا شمار مشایخ کے گروہ مین
ہوتا رہے عوام کو ہمپر عقیدت بڑہے اور یہ ساری باتین وبال اور گمراہی کا موجب ہین اہل دین اس وجہ سے سماع سے
انکار کرتے ہین اور جس مجمع مین ایسی باتین موجود ہون اوس سے صفائی باطن اور جمعیت خاطر اور ترقی حال کیا
خاک حاصل ہوگی اور یہ خرابی خاص اسی وقت مین نہین ہے سید الطائفہ جنید کے عہد مین بہی جس وقت مین اولیاء اللہ
نہایت کثرت سے تہے موجود تہی انتہی۔ صاحب کشاف نے اس آیت کی تفسیر مین قل ان کنتم تحبون اللہ

فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو تا کہ اللہ تمکو چاہے کہا ہے اور جو
من یذکر محبۃ اللہ ویصفق بیدیہ مع ذکرہا ویطرب وینعر ویصعق فلا نشک انہ لا یعرف ما اللہ
ولا یدری ما محبۃ اللہ وما تصفیقہ وطربہ ونعرتہ وصعقتہ الا لانہ تصور فی نفسہ الخبیثۃ
صورۃ مستملحۃ معشقۃ فسماہا اللہ بجہلہ ودعارتہ ثم صفق وطرب ونعر علی تصورہا وربما رایت المنی
قد ملأ ازار ذلک المحب عند صعقتہ وحمقی العامۃ حوالیہ قد ملأوا اردانہم بالدموع لما
رققہم من حالہ انتہی۔ یعنی جسوقت تو یہ دیکھے کہ کوئی آدمی اللہ کی محبت کا دم بھرتا ہے اور تالیان دونون ہاتھون سے
بجاتا ہے اور بحالت طرب بہایم کی طرح چیختا ہے اور چلاتا ہے تو بالیقین جان لے کہ اُسنے خدا کو نہین پہچانا اور اسکو معلوم
نہین محبت خدا کس چیز کا نام ہے اسکا تالیان بجانا اور چیخنا چلانا محض اسوجہ سے ہے کہ اُسنے اپنے نفس خبیث مین
ایک صورت نمکین معشوقانہ فرض کرکے اسکا نام خدا رکھ چھوڑا ہے یہ سب اُسکی نادانی اور شرارت کی نشانی ہے
پس وہ اب اُس تصور فاسد کی بنا پر سیٹی بجاتا ہے اور چیختا چلاتا ہے اور مضطرب ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ اُس حالت ذوق وشوق مین جو حال اور وجد کے ساتھ تعبیر کیجاتی ہے اس محب کی ازار منی سے بھر جاتی
ہے اور عوام کالانعام اسکے گرداگرد حلقہ کئے زار زار وبے اختیار روتے ہین یا اُسکی حالت پر ملالت پر
رقت کرتے ہین۔ امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہے خاض صاحب الکشاف فی ہذا المقام
فی الطعن فی اولیاء اللہ وکتب ہہنا ما لا یلیق بالعاقل ان یکتب مثلہ فی کتب الفحش
فہب انہ اجترأ فی الطعن فی اولیاء اللہ فکیف اجترأ علی کتابۃ ذلک الکلام الفحش فی تفسیر
کلام اللہ المجید انتہی۔ یعنی صاحب کشاف نے اس مقام پر بڑی زبان درازی کی ہے اور عباد اللہ کی شان مین نہایت
گستاخی سے پیش آیا ہے اور وہ کچھ لکھا ہے جو کسی عاقل کو لایق نہین کہ ایسے فحش کلمات کتاب مین بھی لکھے پس اُسنے
اولیاء اللہ پر طعن کرنے مین بڑی جرأت کی ہے اور اُسنے اپنے ایسے کلام فحش کے لکھنے کی کلام الٰہی مین کیسی جرأت
کی۔ مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب خواجہ محمد ناصر عندلیب کے زمانہ مین عالم طفولیت مین تھے اور اُن دونون صاحبون کا
گھرانا دہلی مین ایک محلہ مین تھا۔ ایک دن شاہ صاحب خواجہ صاحب کے جلسہ قوالی مین چلے گئے اور خواجہ صاحب کے
پاس جا بیٹھے اُنکی مریدہت سی کچنیان بھی تھین اور چونکہ اُسوقت رخصت ہوا چاہتی تھین لیئے سب سامنے حاضر
تھین باوجودیکہ مولوی صاحب اسوقت بچے تھے مگر اُنکا تبسم اور طرز نظر دیکھکر خواجہ صاحب اعتراض کو تاڑ گئے
اور کہا کہ فقیر کے نزدیک تو یہ سب ماں بہنین ہین مولوی صاحب نے کہا کہ ماں بہنون کو عوام الناس مین لیکر بیٹھنا کیا
مناسب ہے۔ خواجہ صاحب خاموش ہو رہے۔ انتہی
اس فقیر کی راے خاص اس مسئلہ مین یہ ہے کہ جن اولیاء اللہ کے نفوس مطمئن ہو چکے ہین شیطان کی اغوا اور اتباع

کا انہیں خوف باقی نہیں رہا ہو بلکہ پاک و صاف ہو گئے ہوں تو اُنکے واسطے سماع میں کوئی حرج نہیں اسلئے کہ حرمت کی علت کہ وہ لہو و لعب ہے یہاں موجود نہیں ہے ؎ کسانیکہ یزدان پرستی کنند ٭ بآواز دولاب مستی کنند ٭ اور جو لوگ ابھی مرتبۂ اطمینان کو نہ پہونچے ہوں اور اُنکا دامن قصد لہو و لعب سے بالکل پاک نہوا ہو اور اُنکی نظر ہمت ابھی خرخشات نفس و ہوا کی کدورت سے صاف نہوئی ہو گو اُنکا شمار درویشوں کی زمرہ اور فقراء کے حلقہ میں ہوتا ہو اُنکو گانا اور راگ باجے کے ساتھ سننا مناسب نہیں اُنکے لئے لہو و لعب کے سامان میں مصروف ہونا ناجائز ہے۔

مرید و مراد۔ سالک مجذوب مجذوب سالک۔ سالک ابتر۔ مجذوب ابتر۔ سعید و شقی

اہل تصوف لفظ مرید و مراد کو دو معنی پر اطلاق کرتے ہیں ایک معنی مقتدی و مقتدا پر اور دوسرے معنی محب و محبوب پر مرید بمعنی مقتدی وہ ہے جسکا دیدۂ بصیرت نور ہدایت سے منور ہو اور اپنے نقصان کو دیکھتا رہے اور طلب کمال کی آتش اُسکی ذات میں دہکتی رہے اور جب تک مراد حاصل نہو اور اللہ سے تقرب نہ پائے اُس کے دل کو آرام نملے اور جو شخص اہل ارادت کے جامہ میں ہو اور دونوں جہان میں سوا اللہ تعالی کے اُسکی اور بھی مراد ہو یا لحظہ بھر بھی طلب مراد سے کوتاہی کرے تو اُسپر ارادت کا اطلاق عاریت کے طور پر ہے۔ اور مراد بمعنی مقتدا وہ ہے جسکی قوت ولایت کو اتنا تصرف پیدا ہو جاوے کہ ناقصوں کی تکمیل کر سکے اور انواع استعداد کے خلاف اور ارشاد کے طریقے اُسپر کھل جاتے ہیں اور ایسا شخص دو طور پر ہوتا ہے۔ (۱) یا سالک مجذوب ہوتا ہے کہ پہلے تمام نفسانی صفات کو قدم سلوک کے ساتھ طے کر کے پھر جذبات الٰہی کی مدد سے مدارج قلبی اور معارج روحی پر ترقی کر اور عالم کشف و یقین تک پہونچکر مرتبۂ معاینہ و مشاہدہ سے مشرف ہوا ہو (۲) یا مجذوب سالک ہے کہ اول امداد جذبات کی قوت سے مقامات کو طے کر کے پھر عالم کشف کو پہونچا ہو۔ بعد اسکے منازل و مراحل کو قدم سلوک کے ساتھ حاصل کیا ہو اور حقیقت حال کو صورت عالم میں پایا ہو۔ یہ دونوں شخص پیری و مقتدائی کے شایان ہیں مگر سالک ابتر جسکو ابھی تک مجاہدات کی کشایش سے مہلکا حاصل نہوا ہو اور ابھی مشاہدات کے مقام میں نہ پہونچا ہو۔ اور مجذوب ابتر جسکو ابھی تک سیر و سلوک کے دقایق اور مقامات و منازل کے حقایق کا حال معلوم نہوا ہو کسی طرح منصب ارشاد و تربیت کا استحقاق نہیں رکھتا ہے پس ایسا شخص مرید کی استعداد میں جو تصرف کرتا ہے اُسکا فساد اصلاح سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور مرید بمعنی محب سالک مجذوب کو کہتے ہیں اور مراد بمعنی محبوب مجذوب سالک کو کہتے ہیں منصب شیخوخیت کے ساتھ یہ دونوں سرفرازی رکھتے ہیں اسلئے کہ محب وہ ہے جسکا مجاہدہ مکاشفہ اور مشاہدہ سے سابق ہو۔ اور محبوب وہ ہے جسکے کشف کی حقیقت صورت مشاہدہ پر سابق ہو۔

متصوفہ۔ ملامتیہ۔ زاہد فقیر۔ خادم۔ عابد۔ متبنی باطنیہ۔ مباحیہ زنادقہ قلندر۔ حشویہ۔ متزہد۔ مرائیہ۔ متخادم۔ مستخدم۔ عابد متعبد

آدمی نص قرآنی کی موجب یا شقی ہی یا سعید قال اللہ تعالی فمنهم شقی وسعید یعنی اُن میں سے کوئی بدبخت ہی
اور کوئی نیکبخت۔ اور سعید دو طرح کے ہیں **پہلا طبقہ** واصلون اور کاملون کا ہی انکا نام اصطلاح قرآن میں
مقربین اور سابقین ہی **دوسرا طبقہ** سالکون کا ہی یہ ابھی کامل نہیں ہوئے ہیں اور واصلون کے مرتبہ کو نہیں پہونچے
ہیں بلکہ راہ کمال میں اِن کو سلوک حاصل ہی اسلئے اُن سے مرتبہ میں کم ہیں وہ اپنے اعلی ہیں انکا نام اصحاب الیمین اور
مقتصدین اور اصحاب المیمنہ ہی اور اشقیا جنکا نام اصطلاح قرآن میں اصحاب الشمال اور اصحاب المشئمہ ہی انکے بھی دو طبقے
ہیں **اول** مطرودین جنکے حق میں قرآن میں وارد ہی ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الانس والجن لہم
قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم آذان لا یسمعون بہا اولئک
کالانعام بل ہم اضل اولئک ہم الغافلون ہمنے دوزخ کیلئے بہت آدمی اور جن پیدا کئے ہیں جنکے دل
ایسے ہیں کہ اُنسے نہیں سمجھتے ہیں اور انکی ایسی آنکھیں ہیں کہ اُنسے نہیں دیکھتے ہیں اور اُنکے ایسے کان ہیں کہ اُنسے
نہیں سنتے ہیں وہ مثل چوپایوں کے ہیں بلکہ اُنسے بھی زیادہ گمراہ ہیں ایسے لوگ غافل ہیں۔ اور یہ گروہ حقیقت میں خارج انسانیت
سے ہیں گو انسان صورت میں ہیں۔ شعر اینکہ مے بینی خلاف آدم اند ٭ نیستند آدم غلاف آدم اند ٭
اسلئے کہ باعتبار اصل فطرت کے نور الٰہی کی قابل نہیں پیدائش انکی صرف جہنم کے پُر کرنے کے لئے ہی ہو کما
خلقناہم للنار ولا ابالی یعنی اُن لوگون کو مین نے دوزخ کے واسطے پیدا کیا ہی اور نہیں پروا مجکو اور **دوسرے**
منافقین کہ اصل میں استعداد قبول کرنی نور الٰہی کی رکھتی تھی مگر بسبب کرنے خصائل قبیحہ اور اختیار کرنے گناہوں اور مشغول
ہونے اعمال بہیمیہ وسبعیہ کے اور طہارت کھوئے فریبون شیطانیہ کے تاریکی اور سیاہی اُنکے دلونمین پہیلی اور رفتہ رفتہ
مثل زنگ کے جمگئی اس گروہ کی حالت فریق اول سے بدتر ہی اسلئے کہ استعداد اصلی اُن کے حال کے مخالف ہوگئی اور
اسی لئے اُن کے حق میں وارد ہی۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار آگ کے سب سے تلے کے درجہ
میں ہیں حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ مقربین میں پانچ روحیں ہوتی ہیں۔ روح القدس اور اسکی
وجہ سے علم جمیع اشیا کا انکو حاصل ہوتا ہی۔ روح ایمان اور اس روح سے عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ روح قوت
اور اس سے دشمنان خدا سے جہاد کرتے ہیں اور اصلاح معاش کرتے ہیں۔ روح الشہوات اور اس سے لذت طعام ونکاح
حاصل ہوتی ہی۔ روح بدن اور اس سے نقل وحرکت کرتے ہیں اور یہ چار روحین اصحاب یمین کو حاصل ہوتی ہیں روح القدس
انہیں نہیں ہوتی اور یہ ۳ اصحاب شمال کو روح الایمان انہیں نہیں ہوتی یہ حدیث منزل ہی۔ اور واصلون کی تین قسمین ہیں
اول انبیا۔ دوم اولیا۔ یہ دونون قسمین کامل ومکمل ہیں کہ حق تعالی نے انکو خلق کو برکات دینے اور درجات عطا کرنیکا
شرف بخشا ہی سوم قسم کے وہ لوگ ہیں جنکو درجہ کمال پر پہونچ جانیکے بعد یہ حکم نہیں کہ خلق کو دعوت کریں تربیت وتکمیل کو
پہونچا دین کیونکہ بحر جمع میں غرق ہوکر فنا ہوگئے کسی طرح اونکا پتا ساحل تفرقہ وبقا میں نہیں ملا اور پہلی دونون

قسمیں نجات پاکر ساحل تفرقہ و بقا میں پہونچگئی ہیں اسلیئے انہیں ارشاد خلق کا منصب عطا کیا گیا۔ اور سالکین کی دو قسمیں
ہیں ایک ذات پاک الٰہی کے طالب ہیں اسی مقصد علی کے سوا کوئی اور خواہش نہیں رکھتے دوسرے جنت اور نعمات کے طالب ہیں اسمین
سے جو ذات پاک حق تعالیٰ کے طالب ہیں انکی بھی دو قسمیں ہیں متصوفہ و ملامتیہ **متصوفہ** انہیں کہتے ہیں جو بعضے صفات نفس سے
خلاص پاکر صوفیہ کے بعضے احوال و اوصاف سے بہرہ یاب ہوگئے ہوں اور صوفیہ کے انتہائے احوال تک پہونچ جانیکا
انکو اشتیاق ہو چونکہ ابھی انمیں کچھ صفات نفوس باقی ہیں اسلیئے اہل قرب اور صوفیہ کے انتہائے مراتب تک نہیں پہونچے
ملامتیہ وہ لوگ ہیں جو اخلاص و صدق کے قاعدوں کی پوری پوری تعمیل کرتے ہوں اور خلق کی نظروں سے مخفی ہوکر
طاعات کو اچھی طور پر بجالاتے ہوں کسی وقت کوئی عمل صالح ان سے فروگذاشت نہو سارے فضائل و نوافل کو
ادا کرتے ہیں۔ اور خلق کے سامنے ریاضت و عبادت کرنے سے اس طرح ڈرتے ہیں جس طرح گناہگار گناہ سے ڈرتا ہے
یا ریاکاری سے خوف کرتا ہے تاکہ قاعدہ اخلاص میں خلل نہ پڑے ایسے لوگ اگرچہ کمیاب اور عمدہ ہیں مگر ہنوز نقص باقی
ہے وجود خلقت کا حجاب انکی نظروں سے ابھی بالکل نہیں رفع ہوا ہے اور اسی سبب سے توحید و تفرید کے مرتبے پر فائض نہیں
ہوسے ہیں کیونکہ یہ خیال کہ خلق کی نظروں سے چھپکر عبادت بجالانا چاہیے اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اپنے نفس اور
خلق کی وجود کی رویت ابھی تک انکے نزدیک ثابت ہے اور یہ بات توحید کے خلاف ہے اور بعض اغیار ان میں سے ابھی ہے
پس ابھی تک انکو اپنی حالت پر نظر ہے اغیار کو ابھی تک انھوں نے خارج نہیں کیا اور صوفیہ میں اور ان میں یہ فرق ہے کہ جذبہ
الٰہی نے صوفیہ کو بالکل انکے آپے میں سے نکال لیا ہے اور انکی نظر شہود سے خلق و نفس کا حجاب اٹھ گیا ہے پس جب
یہ عبادت کرتے ہیں تو انکا دھیان اپنی نفس اور خلق پر نہیں پہونچتا اسلیئے خلق کے مطلع ہوجانیکی پروا نہیں کرتے
اور اپنے اعمال کو چھپانیکی ضرورت نہیں سمجھتے اگر عبادت کے ظاہر کرنے میں مصلحت وقت دیکھتے ہیں تو ظاہر کرتے ہیں اور اگر
اخفا میں دیکھتے ہیں تو اخفا کرتے ہیں شیخ اکبر ملامتیہ کے حق میں کہتے ہیں وہم اعلی الطائفہ مگر ظاہر و باطن میں خلاف ہونے سے
بدون حکم شرع کے کوئی کمال نہیں ہے کمال اس میں ہے کہ ظاہر باطن کیسا اور باطن ظاہر کیسا موافق ہو تاکہ شرع اور شارع
کی طرف سے اعتراض وارد نہو اور شیخ نے جو انکو افضل طائفہ کہا ہے تو شاید وہ اس وجہ سے ہے کہ ریاکاری دنیا اور دینی
میں اس پردہ ملامت میں چھپ گئی ہے۔ ع بیا اے عشق رسوائی جہانم کن کہ یک چندے۔ نصیحتہائے
بیہودہ ملامت شنیدن آرزو دارم :: حضرت نوربخش نے معاش السالکین میں لکھا ہے کہ نیشاپور میں ایک سوداگر
کے پاس نہایت حسین کنیز تھی اسنے ایک ضرورت سے شیخ ابو عثمان حیری کے مکان پر اسے بھیجا شیخ اسے دیکھتے ہی فریفتہ
ہوگئے اور اپنے پیر ابو حفص حداد سے اس بات کو بیان کیا انھوں نے کہا کہ تم شہر ری میں شیخ یوسف بن حسین کے پاس چلے جاؤ یہ
وہاں گئے جب ری میں پہونچکر انکا مکان تلاش کیا تو لوگ وہاں کے کہنے لگے کہ تم جیسے مقدس آدمی کو ایسے خراب آدمی سے
کیا کام ہے وہ تو بڑا فاسق اور رندی ہے یہ انسے نہ ملے اور نیشاپور کو لوٹ آئے اور سارا حال پیر سے بیان کیا انھوں نے پھر بھی کہا کہ

کہ اُنکی پاس ضرور جاکر ملنا چاہئے یہ مجبور ہوئی اور ری پہونچے اور اُنکا مکان معلوم کرکے وہان گئے کلال کی بھٹی کے پاس اُنکا مکان تھا اُنسے ملے اُنھون نے اُنکی تعظیم کی اور پھر اُنکی کرامات اور مقامات شیخ ابو عثمان پر ظاہر ہوے اُسوقت اُنکی پاس ایک حسین لڑکا بیٹھا ہوا تھا شراب کا قرابہ پاس رکھا ہوا تھا ۔ ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا ٭ سماع وعظ کجا نغمۂ رباب کجا ٭ دلم ز صومعہ بگرفت و خرقۂ سالوس ٭ کجاست دیر مغان و شراب ناب کجا ٭

ابو عثمان نے کہا حضرت اپکا درجہ ایسا ہی پھر یہ حال کیون بنا رکھا ہی شیخ یوسف بولے ایک ظالم یہان کا مالک ہو گیا ہی اُسنے اس محلہ کو خرابات بنادیا ہی - یہ گھر میرا اسوقت خالی ہوا اور یہ لڑکا میرا خاص بیٹا ہی یہ قرابہ میرے پانی کا برتن ہی ابو عثمان نے دیکھا تو واقعی اُس مین پانی تھا ؎

بر آستانۂ میخانہ گر سرے بینی ٭ مزن بپائے کہ معلوم نیست نیت او ٭

کہا تم نے کیون اپنی جان کو ایسا متہم کر رکھا ہی جواب دیا اس لئے کہ مجھے آدمی دیندار و امانتدار نہ جانین اور اپنی کنیزین میرے سپرد نکرین اور میرا دل اسپر گرویدہ ہو ابو عثمان رونے لگے اور سمجھ گئے کہ پیر کے بھیجنے کا یہ مطلب تھا ؎

صوفی بیا کہ آئینہ صاف ست جام را ٭ تا بنگری صفائے مئے لعل فام را ٭ راز درون پردہ ز رندان مست پرس ٭ کین حال نیست زاہد عالی مقام را ٭

ابو حفص حداد ملامتیہ کے سرغنہ تھے کہتے تھے کہ جو شخص ہر وقت اپنے افعال و اقوال کو قران و حدیث کی ترازو مین نہ تولے اور اپنے خواطر کو متہم نکرے اُسکو مردان خدا مین سے مین شمار نہین کرتا اور حمدون قصار بھی اس فرقہ کے سرگروہ تھے نیشاپور مین اس طریق کو اُنھین نے پھیلایا ہی - اور طالبان آخرت کی چار قسمین ہین زاہد - فقیر خادم - عابد (۱) **زاہد** وہ لوگ ہین کہ نور ایمان و یقین کے ذریعہ سے جمال آخرت کو مشاہدہ کر سکتے ہین اور دُنیا کو بُرا جانتے ہین اور زینت دنیا پر رغبت نہین کرتے ہین جمال حقیقی باقی پر متوجہ رہتے ہین یہ لوگ صوفیہ سے اسلئے علحدہ ہین کہ زاہد اپنے حظ نفس کی وجہ سے حق سے محجوب رہتا ہی اسلئے کہ بہشت حظ نفس کا مقام ہی اور صوفی جمال حق کی محبت کی وجہ سے دونون جہان سے محجوب ہوتا ہی جسطرح دُنیا سے بے رغبتی کرتا ہی آخرت کی طرف بھی اُسکو رغبت نہین ہوتی صوفی کو زہد مین وہ مرتبہ حاصل ہی جو زاہد کو حاصل نہین کہ حظ نفس بھی اُس مرتبہ کی وجہ سے دور ہوتا ہے ۔

(۲) **فقیر** وہ لوگ ہین جنکو دنیا کی کوئی چیز حاصل نہو فضل الٰہی کی طلب مین سب چیزین اور خواہشین ترک کردی ہون اور رغبت دنیا کی ترک کر دینے کا سبب اُنکی نزدیک یہ تین چیزین ہوئین - اول تخفیف حساب کی امید اور عذاب کا خوف اسلئے کہ حلال کے لئے حساب اور حرام کے لئے عذاب ضرور ہی - دوسرے ثواب اور جنت کی توقع تیسرے دل جمعی جسکی وجہ سے دل عبادات پر لگے فقیر کا ملاحظہ اور مقصود ہے اسلئے علحدہ شمار ہوا کہ فقیر جنت اور حظ نفس کا طالب ہی اور وہ دونون حق تعالی اور اُسکے قرب کے طالب ہین اور فقر مین اس مرتبہ کے سوا جسکا بیان ہوا ایک اور مرتبہ ہی جو ملاحظہ اور مقصود کے مرتبہ پر تفوق رکھتا ہے اور وہ خاص صوفی کا وصف ہی اگرچہ صوفی کا مرتبہ فقیر کے مرتبہ سے علحدہ ہی مگر مقام فقر کا خلاصہ بھی صوفی کے مقام مین داخل ہی اسی سبب سے کہ صوفی کو معلوم

فقر پر بھی عبور حاصل ہی پھر جتنا اُسکا مقام بلند ہوتا جاتا ہی مقام فقر اُس سے زائل ہو کر اُس مقام بلند کے ساتھ مضمر ہو جاتا
پس فقر کے لئے مقام صوفی میں ایک اور وصف زائد موجود ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ سارے اعمال و احوال و مقامات کو اپنا
نہ جانے بلکہ اپنی ذات کو بھی اپنا نسمجھے پس اُسکی لئے نہ وجود ہوتا ہے نہ ذات نہ صفت وہ تو بالکل محو اور بالکل فنا ہو جاتا
ہے۔ فقر و زہد میں یہ فرق ہی کہ فقر بے زہد کے ممکن ہی اسلئے کہ کوئی شخص کو دنیا کو عزم مضبوط کے ساتھ ترک کیا اور ابھی
تک دل میں رغبت باقی ہے۔ اسیطرح زہد بے فقر کے ممکن ہی جیسے کسی شخص کے پاس اسباب دنیا موجود ہو مگر رغبت
نہو۔ (۳) خادم وہ لوگ ہیں کہ فقرا و طالبان حق کی خدمت کرتے ہوں اور فرائض ادا کر لینے کے بعد اسی کام میں
مصروف رہیں اور جسطرح ممکن ہو اُنکے واسطے ضروریات جو بتیسر عادۃ معلوم مہیا کریں۔ اور خادم و شیخ میں یہ
فرق ہی کہ خادم ابرار کے مقام میں ہی اور شیخ مقربون کے مقام میں اسلئے کہ خادم کی مراد خدمت سے یہ ہوتی
ہی کہ مجھے ثواب آخرت ملے ورنہ وہ خدمات اختیار نکرتا اور شیخ کی مراد وہ ہوتی ہی جو حق تعالی کی مراد ہی
اپنے نفس کی مراد سے غرض نہیں ہوتی (۴) عابد وہ لوگ ہیں کہ ہمیشہ عبادت و نوافل کے ادا کرنیں واسطے حصول ثواب
اخروی کے مصروف رہیں اگرچہ یہ وصف صوفی میں بھی ہوتا ہی مگر اُسکی یہ غرض نہیں کہ مجھے اسکا اجر ملے یہ اللہ کی عبادت
خاص اللہ کے لئے کرتا ہی نہ ثواب آخرت کے لئے اور عابد و زاہد میں یہ فرق ہی کہ عابد وہ ہوتا ہی جسے باوجود
رغبت دنیا کے عبادت میں بھی مصروفیت ہو بخلاف زاہد کے کہ اُسے دنیا کی طرف مطلقا رغبت نہیں ہوتی
اور فقیر و عابد میں یہ فرق ہی کہ عابد باوجود دولتمندی کے عبادت کرتا ہی برخلاف فقیر کے کہ اسکا دولتمند نہونا شرط
ہی۔ اس سارے بیان سے یہ ثابت ہوا کہ واصلوں کی تین قسمیں ہیں اور سالکوں چھ سب نو قسمیں ہوئیں پھر
انہیں سے ہر ایک قسم کے لئے دو قسمیں مشابہت رکھنے والوں کی ہیں جنمیں سے ایک سچی مشابہت رکھنے والا
ہوتا ہی اور دوسرا جھوٹی۔

(۱) انبیا کے ساتھ سچی مشابہت رکھنے والے مشایخ طریقت و علما کے صوفیہ ہیں اور جھوٹی مشابہت رکھنے والا
وہ ہوتا ہی جو نبوت کا جھوٹا دعوی کرے پس ایسے شخص کو متنبی کہتے ہیں ذوالحمار عنسی جو کہانت اور شعبدہ بازی
میں کمال رکھتا تھا قوم مذحج میں جو یمن میں ایک قبیلہ ہی نبوت کا مدعی بنا آنحضرت نے معاذ بن جبل کو لکھا کہ جتنے
مسلمان تمہارے ساتھ ہیں تم انکو لیکر اُس سے لڑو چنانچہ لڑائی ہوئی اور فیروز دیلمی کے ہاتھ سے ذوالحمار مارا گیا
اور طلیحہ بن خویلد اسدی نے قوم بنی اسد میں دعوی نبوت کیا۔ بعد انتقال حضرت صلعم کے ابوبکر صدیق نے خالد بن الولید
کو بہت سی جماعت کے ساتھ اُس سے لڑنے کے لئے بھیجا خدا نے اُسے شکست دی طلیحہ ملک شام کی طرف بھاگا اور
پھر مسلمان ہو گیا اور مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا یہ شخص پیغمبر خدا کے پاس قوم بنی حنیفہ کی طرف سے
ایلچی ہو کر آیا تھا مدینہ میں آکر اُسنے یہ دعوی کیا کہ محمد اور میں دونوں نبی ہیں میرے اور اُنکے درمیان نبوت

مین شرکت ہو اور ظاہر مین مسلمان ہو کر حضرت کے پاس رہا کیا جب اُسنے دیکھا کہ میری کسی طرح دال نہین گلتی اُسوقت مرتد ہو گیا اور شہر یمامہ مین یہ دعوی کیا کہ مین بھی نبی مستقل ہون چونکہ وہ شخص فصیح اور شاعر تھا اسلئے اُس نے ایک قرآن بھی اپنا علحدہ جمع کیا اور اپنے متبعین سے یہ دعوی کیا کہ بمیرے بھی سورتین فرشتے کی نازل ہو کر آتی ہین حضرت اُسکے دفعیہ کی کوئی تدبیر نہ کرنے پائے کہ راہی ملک بقا ہوئے ایام خلافت حضرت ابو بکر مین وہ مارا گیا مسیلمہ کے قران کی بعض آیات کو ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل لہ ذنب وبیل ومشفر طویل ان ذلک من خلق ربنا القلیل

ایضا والباذرات ذرعا فالحاصدات حصدا فالذاریات قمحا فالطاحنات طحنا فالخابزات خبزا فالثاردات ثردا فاللاقمات لقما اھالۃ وسمنا لقد فضلتم علی اھل الوبر وما سبقکم اھل المدر ایضا الم تران ربک کیف فعل بالحبلی اخرج منہا نسمۃ تسعی من بین صفاق وحشی اور بعض روایات مین ہو من بین شراسیف و احشی ایضا الم تران اللہ خلق النساء افواجا وجعل الرجال لھن ازواجا فتولج فیھن ایلاجا ثم نخرج ما نشاء اخراجا فینتجن لنا انتاجا ایضا انا اعطیناک الجواھر فصل لربک وھاجر ان مبغضک رجل فاجر اور ایکروایت مین اسطرح ہو انا اعطیناک الجماھر فخذ لنفسک وبادر واحذر ان تحرص او تکاثر اور ایک روایت اسطرح آئی ہو انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وبادر فی اللیالی الغوادر۔

(۲) اور سچی مشابہت رکھنے والے صوفیہ کے ساتھ متصوفہ ہین جو صوفیہ کے انتہاے کمالات و احوال کے مشتاق ہوتے ہین چونکہ انمین تعلقات صفات نفسانی کے ابھی باقی ہوتے ہین اسلئے اُس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتے اور جھوٹی مشابہت رکھنے والے صوفیہ کے ساتھ وہ لوگ ہین جو اپنی صورتین صوفیہ کی سی بنا لیتے ہین اور کوئی وصف صوفیہ کا نہین رکھتے لوگون کو فریب دیتے ہین اور چرتے پھرتے ہین اور کہتے ہین کہ احکام شرع کی پابندی عوام کیلئے ہی جو اشیا کے ظاہری باتون کے سوا کچھ نہین سمجھتے باریکیون اور حقایق و دقایق سے نابلد ہین اور خواص اور اہل طریقت کی سمجھ عالی ہی اُنکے لئے رسوم ظاہری کی قید ضروری نہین ایسے لوگ باطنیہ و مباحیہ کہلاتے ہین (۳) اور مجذوبان واصل کے ساتھ جنکی مشابہت فی ہو وہ ایک جماعت اہل سلوک کی ہو انہون نے صفات نفوس ابھی طے نہین کئے ہین اور طلب حق تعالی مین وہ نہایت بیچین ہو رہے ہین اور کشف ذات حاصل ہونے اور فنا مین پہونچنے سے قبل کبھی کبھی اُنپر کشف کی جھلک ظاہر ہو جاتی ہو اور شناسا کا کچھ جلوہ جلوہ کبھی کبھی دیکھ لیتے ہین مگر ان خیرون کے دفع ہونے کے بعد پھر صفات نفوس اُنپر ظاہر ہو جاتے ہین اور یہ سالک یہ چاہتے ہین کہ ہم بحر فنا مین بالکل غرق ہو جائین اور صفات نفسانی ہمارا بالکل ہلاک ہو جاوے مگر ایسا نہین ہوتا ہی بلکہ کبھی کبھی یہ معلم اُنپر نازل ہو جاتا ہو اور دل کا بالکل اس تعلم کا

مشتاق ہوتا ہی اور مجذوبان وہ ہین کے ساتھ جنکی مشابہت باطل ہی وہ لوگ ہین کہ دریائے فنا و توحید مین غرق
ہونے کا دعوی رکھتے ہین اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو اپنے اختیاری نہین سمجھتے کہتے ہین جو کچھ ہمسے ظہور مین
آتا ہی وہ سب اسکی طرف سے ہی ہماری حرکات دروازون کی حرکات کی طرح ہی کہ بے محرک کے ممکن نہین اگرچہ یہ بات صحیح ہی
مگر ان کی زبان سے یہ بات اچھی نہین معلوم ہوتی کیونکہ یہ اسلئے ایسا کہتے ہین کہ جو کچھ ہمسے گناہ سرزد ہوتے ہین وہ
ہمارے اختیار سے نہین ہوتے خدا کی مرضی سے ہوتے ہین اور مقصود اس سے انکا یہ ہی کہ ہم گناہون کے کرنے مین معذور ہین
اللہ تعالی ہمسے گناہ کراتا ہی تو کرتے ہین ہماری جانون کو ملامت کرنا نہ چاہیے ہمتو اس حاکم مطلق کے حکم کی تعمیل کے
لئے گناہون کا ارتکاب کرتے ہین یہہ لوگ زنادقہ کہلاتے ہین (۴) ملامتیہ کے ساتھ جھوٹی مشابہت رکھنے والے
وہ لوگ ہین کہ رسوم و عادات کے کھونے مین کوشان رہتے ہین اور اداب کی قید سے ازادی چاہتے ہین اور جو لوگ ان کو
بھلا کہنے کی اسباب مین پروا نہین کرتے انکا سرمایہ یہی ہی کہ دل فارغ رہے اور عابدون اور زاہدون کی مرا[illegible] ان
اور نہین ہوسکتے نوافل و طاعات مین یہ کثرت نہین کرسکتے اور اعمال کی پابندی پر انکو عزم نہین ہوسکتا بس اتنا
کرلیتے ہین کہ فرائض ادا کرتے ہین اور جو کچھ موجود ہوتا ہی اسی پر راضی رہتے ہین ال دنیا کے جمع کرنے مین حریص نہین ہوتے
یہ لوگ قلندر کہلاتے ہین یہ لوگ ریاکار نہونے کی وجہ سے ملامتیہ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہین مگر فرق دونو مین
یہ ہی کہ ملامتیہ تمام فضائل و نوافل کے ادا کرنے مین مصروف رہتے ہین لیکن خلق کی نظرون سے چھپا کر ادا کرتے ہین اور
قلندر فرائض سے آگے نہین بڑھتے اور نہ اس بات کی انکو پروا ہوتی ہی کہ اعمال خلق کی نظر سے چھپے رہین بعضے کہتے ہین کہ
ہر طریقے و فرقے مین سے کچھ بزرگ ایسے گزرے ہین جو قلندریہ مشرب رکھتے تھے جیسے شاہ بوعلی قلندر اور شاہ حسین
بلخی اور شیخ شمس الدین تبریزی اور مولانا روم اور شیخ فخر الدین عراقی - اور حافظ شیرازی - اور شاہ خضر رومی
اور شاہ نجم الدین قلندر اور شیخ محمود قلندر لکھنوی اور شیخ عبد الرحمن لاہوری اور شیخ علاء الدین علی احمد صابر اور شمس الدین
ترک اور میر سید محمد گیسو دراز اور میر سید محمد جعفر مکی خلیفہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور مسعود بیگ خلیفہ شیخ رکن الدین
سہروردی اور شیخ احمد عبد الحق رودولوی بھی یہی مشرب رکھتے تھے - مگر اس زمانہ مین جو قلندر مشہور ہین وہ ان کی
جماعت سے خارج ہین صرف نام ہی نام کے قلندر ہین ان کو تو حشویہ کہنا زیبا ہی اور ملامتیہ کے ساتھ جھوٹی مشابہت
رکھنے والے بھی ایک قسم کے زندیق ہین کہ اخلاص کا دعوی کرتے ہین اور فسق و فجور مین رات دن مشغول رہتے ہین
کہتے ہین مراد ہماری اس سے یہ ہی کہ لوگ برا سمجھین ملامت کرین اور اللہ تعالی خلق کی طاعت سے بے نیاز ہی
اور وہ ان کے گناہون سے اسکو کچھ نقصان پہونچ سکتا ہی کہتے ہین کہ اگر گناہ ہی تو صرف یہ ہی کہ خلق کو تکلیف
دی جائے اور طاعت یہ ہی کہ خلق کے ساتھ ہمدردی و احسان کرے (۵) اور زاہدون کے ساتھ مشابہت
رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ ابھی ان کی رغبت پورے طور پر دنیا کی طلب سے نہ پھری ہو اور یہ چاہتے

ہون کہ یکلخت دنیا سے دل برداشتہ ہوجائین ان کا نام متزہد ہے اور زاہدون کے ساتھہ جہوٹی مشابہت رکہنیوالے لوگ ہین کہ اس غرض سے دنیا کو ترک کرین کہ لوگ ہمین اچہا جانین اور اس پردے مین دنیا کے مراتب و مناصب کو حاصل کرین اور ان کے حالات ظاہری سے لوگون کو یہہ اشتباہ ہوتا ہے کہ واقعی تارکان دنیا ہین بلکہ کبہی یہ خود بہی اس اشتباہ مین پڑجاتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ جب ظاہر مین ہمکو دنیا طلبی کی غرض نہین تو واقعی ہم نے دنیا کو ترک کردیا ہے یہہ لوگ مرائیہ کہلاتے ہین (۶) اور فقرا سے سچی مشابہت رکہنے والے وہ لوگ ہین کہ اون کا ظاہر فقر کے رسوم سے آراستہ ہو اور باطن مین بہی حقیقت فقر کے طالب ہون لیکن ابہی تک دنیا کی آرایش اور دولت کیطرف میلان ہو اور تکلف کے ساتھہ فقر پر صبر کرتے ہون اور فقر حقیقی کو اللہ کی خاص نعمت جانین اور اوسپر اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہین اور فقرا سے جہوٹی مشابہت رکہنیوالے وہ لوگ ہین کہ ظاہر مین تو فقرا کی سی حالتین پیدا کرین اور باطن مین فقر کی طلب انکو نہو اس دعوے سے اونکی غرض صرف یہ ہو کہ لوگ ہمین قبولیت کی نظر سے دیکہین یہ لوگ بہی مرائیہ کہلاتے ہین (۷) اور خادمون سے سچی مشابہت رکہنے والے وہ لوگ ہین کہ بندگان خدا کی ہمیشہ خدمت کرتے ہون اور دل سے یہ چاہتے ہون کہ ہماری خدمت کسی دنیاوی غرض کی پابند نہو لیکن ابہی تک زہد کے مرتبہ کو نہ پہونچے ہون پس اس وجہ سے کبہی تو نور ایمان کا غلبہ ہوکر بعضی خدمات خالص نیت سے ادا ہون خاص اللہ کی خوشنودی کے لئے اور کبہی غلبہ نفسانی کی وجہ سے ریاکاری کے ساتھہ خدمت کرین اور جو لوگ مخدوم ہونیکے مستحق ہین اون کی خدمت تعریف اور شاباش کی غرض سے کرین اور بعضے ایسے شخصون کی جو خدمات کے لایق ہین خدمت نہ کرین ایسے شخص کو متخادم کہتے ہین اور جہوٹی مشابہت خادمون سے رکہنے والے وہ لوگ ہین کہ اون کی غرض خدمت سے آخرت کا ثواب نہو بلکہ اس حیلہ سے دنیاوی منافع چاہتے ہون اور جس سے کام نکلتا نہ دیکہین اوسکی خدمت چہوڑدین ایسے شخص کو مستخدم کہتے ہین (۸) اور عابدون سے سچی مشابہت رکہنے والے وہ لوگ ہین کہ اپنی اوقات کو عبادات مین مستغرق رکہین مگر طبیعت کے تقاضے باقی ہون اور نفس کو اچہی طرح تزکیہ حاصل نہونے کی وجہ سے اون کے اعمال و اوراد مین فتور پڑتا رہے یا ابہی عبادت کی لذت تو حاصل نہوئی ہو مگر جبر و لیر کرکے عبادت کرتے رہین ایسے شخص کو متعبد کہتے اور عابدون سے جہوٹی مشابہت رکہنیوالے وہ لوگ ہین کہ وہ عبادت قبولیت خلایق کے لئے کرتے ہون اللہ و آخرت پر یقین نرکہتے ہون اور جب تک انکو یہ نہ معلوم ہوجاے کہ لوگون کو ہماری عبادت کی خبر ہے تب تک عبادت نکرین یہ بہی مرائیہ ہین +

عارف متعرف غافل نفس کی قسمین دل نفس کی صفات ذمیمہ روح - ان اقوال مین تطبیق کہ اول عقل پیدا ہوئی کہ قلم یا نور محمدی - عقل کے مراتب قوت نظری قوت عملی اعتدال و عدالت

اللہ تعالی کی معرفت اس بات کے ساتھہ مشروط اور مربوط ہے کہ نفس کی معرفت بہی حاصل ہو جیسا کہ حدیث مین
آیا ہی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جسنے اپنے نفس کو پہچان لیا اوسنے اپنے رب کو پہچان لیا بس جو نفس کی
بُری صفت مجمل طور پر معلوم ہوا اور جب وہ نفس کے اندر آئی اور اوسکے ظاہر ہوتے ہی سمجہہ لے کہ یہ عادت بُری
ہی اور ترک کردے مثلاً کسی نے یہ جان لیا کہ تکبر اور حسد بُرا ہوتا ہے اور یہہ نفس کے اخلاق ذمیمہ مین سے ہین اور جب
اوسکے نفس مین تکبر یا حسد پیدا ہووے تو فوراً پہچان جاوے کہ یہہ عادت بُری ہی اس وجہ سے ترک کردے اور
پہر کبھی اوسکو نفس مین نہ آنے دے تو ایسے شخص کو عارف کہتے ہین اور یہہ پہچان اوس پہلے علم اجمالی کی تفصیل ہی اور معرفت
نفس اسی سے مراد ہی اور اگر باوجود اوس علم اجمالی کے جب نفس مین وہ عادت ظہور کرے اور اول وہلہ مین اوسکو
اسکا حال معلوم نہو سکے بلکہ کچہہ عرصہ کے بعد اوسکو یہ خیال پیدا ہو کہ یہ عادت میرے نفس مین بُری پیدا ہوئی
ہی اور اوسے چہوڑ دے تو ایسے شخص کو متعرف کہتے ہین اور اگر اپنے نفس مین آنے کے بعد کسی طرح نہ پہچان سکے تو ایسا شخص
غافل کہلاتا ہے اور وہ علم مجمل کسی طرح اوسکے لئے مفید نہین بلکہ بیکار ہے عارف کا وظیفہ یہ ہے کہ تقضاے الہی پر راضی
رہے اور متعرف کا شیوہ یہ ہی کہ اوسپر صبر کرے اور غافل کا شیوہ یہ ہے کہ تقضاے الہی سے کراہت اور اضطراب ظاہر کرے
نفس ذات کو کہتے ہین اور کبھی نفس ناطقہ انسانی پر نفس کا اطلاق ہوتا ہے یعنی النفس بولتے ہین اور نفس ناطقہ مراد ہوتا ہی
اور نفس ناطقہ خلاصہ ہی اجزاے ترکیب بدن کا کہ اوسے روح حیوانی بھی کہتے ہین اور روح علوی انسانی سے جو نور
اسپر فائض ہوتا ہی اوس نور کی وجہ سے نفس ناطقہ پر فجور و تقوی کا الہام وارد ہوتا ہے و نفس وما سوّیٰ ھا
فالھمھا فجورھا و تقوی ھا قسم نفس کی اور جیسا کہ اوسکو ٹہیک طور پر بنایا پہر اوسکے دل مین اوسکی بدکاری اور پرہیزگاری
ڈالدی نفس کو اوسکے تمام صفات کے ساتہہ جان لینا مشکل ہی اس لئے کہ اوسکی صفات رنگارنگ ہین اور وہ دم بدم
اور ساعت بساعت ایک نئی شکل مین ظہور کرتا ہے نفس امارہ اور لوامہ اور مطمئنہ انہیں صفات کی وجہ سے اوسکے
نام مقرر ہوتے ہین ابتدا مین جب وجود انسان اوسکے قبضہ اقتدار اور تصرف و حکومت مین ہوتا ہے تو اوسی نفس امارہ
کہتے ہین اور جب درمیان مین وجود انسان دل کے قبضہ مین آجاتا ہے اور نفس بھی دل کی اطاعت کر لیتا ہے مگر کسی قدر
اوسمین خودی اور تمرد اور کچہہ اوسکے صفات باقی رہتی ہین اور اس وجہ سے ہمیشہ اپنے آپکو ملامت کرتا رہتا ہے تو اوسکو
نفس لوامہ کہا کرتے ہین اور جب آخرکار بالکل اطاعت قبول کر لیتا ہے اور کسی طرح اوسکو دل کے ساتھہ نزاع باقی نہین
رہتا دل کے ساتہہ مخالفت کرنے سے اطمینان پیدا ہو جاتا ہے اور جو کچہہ دل اوسے حکم دیتا ہے بڑی خوشی کے ساتہہ
تعمیل کرتا ہے اور کراہت رضا کے ساتہہ بدل جاتی ہے تو اسے نفس مطمئنہ کہتے ہین اور ابتدا مین جب تک نفس مین اوسکے
اوصاف رذیلہ اور خواہشات باقی رہتی ہین تو یہ چاہتا ہے کہ روح و قلب دونون کو عالم علوی سے عالم سفلی پر جو اوسکا
مقام ہے کہینچ لے اسی لئے طرح طرح کی زینتون کے ساتہہ اپنے آپ کو ان کی نظرون مین ظاہر کرتا ہے اور اس کام مین

شیطان نفس کی مدد کرتا ہے اور زبان اشارت مین دل اوس نقطہ کو کہتے ہین جسکی وجہ سے دائرہ وجود کمال پاتا ہے اور
ازل وابد اوسمین جمع ہوگیا ہے اور جمال وجلال الہی نے اوسپر تجلی فرمائی ہے اور روح ونفس کا ازدواج اوسی کے
وجود کا نتیجہ ہے اور ملک وملکوت مین ارتباط اوسی کی صورت پر نظر ڈالنے کے لئے ہوا ہے جب نفس روح سے جدا ہوا
تو دونون کی طرف سے عشق ظاہر ہوا اور دونون کے عشق ملنے سے قلب کی صورت مین صمدیت پیدا ہوئی اور دل
برزخ کے طور پر دریاے نفس اور دریاے روح کے درمیان مین حائل ہوگیا اور دونون کی جگہہ پر ٹہیر گیا تاکہ اون مین کسی کو
کوئی خروج مین ایک دوسرے پر زیادتی کرسکے تو اون کو روکے اور حد معین سے تجاوز نہ کرنے دے اسی آیت مین
اسی طرف اشارہ ہے مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان - چلاے دو دریا ایک دوسرے کو
بہر کر چلتے ہین اون کے درمیان مین ایک پردہ ہے جسکی وجہ سے ایک دوسرے پر زیادتی نہین کرنے پاتا - عرش رحمن عالم آفاق
مین قلب اکبر ہے اور دل عالم صغیہ مین عرش اصغر ہے سارے دل عرش کے احاطہ مین داخل ہین جیسے ارواح جزی یعنی
خاص خاص روحین روح اعظم کے تحت مین اور نفوس جزی نفس کلی کے تحت مین ہین اور اس دل کی ایک صورت بہی ہے
جیسے کہ عرش کی صورت ہے اور وہ صورت ایک گوشت کا ٹکڑا ہے صنوبری شکل پہ کہ بدن مین الٹی جانب رکہا ہوا ہے
اور حقیقت دل کی وہی لطیفہ ربانی ہے جسکا ذکر ہمنے اوپر کیا اور اوسکی اس صورت اور حقیقت کے درمیان نفس ناطقہ اور
روح حیوانی واسطہ ہے اس لئے کہ حقیقت دل کی لطافت خالص ہے اور اوسکی صورت بالکل کثافت ہے اور لطیف مطلق
اور کثیف مطلق کے درمیان کسی طرح مناسبت نہین اور نفس ناطقہ اور روح حیوانی کو چونکہ ایک مناسبت عالم لطافت کیطرف
ہے اور ایک مناسبت عالم کثافت کے ساتہہ ہے اس لئے دونون دل کی صورت اور حقیقت مین واسطہ ہوگئی تاکہ جو اثر
کہ حقیقت دل سے صادر ہو اول نفس کو پہونچے اور وہ اوسی مناسبت لطافت کی وجہ سے تو لیلے اور مناسبت کثافت
کی وجہ سے روح حیوانی کو پہونچا دے اور ایسے ہی روح حیوانی مناسبت لطافت کی وجہ سے تو اوسکو لیلے اور مناسبت
کثافت کی وجہ سے صورت دل کو دیدے اور اوس سے تمام بدن مین پہونچے جس طرح اللہ تعالی کا فیض رحمت اول
حقیقت عرش پر پہونچتا ہے اور اوس کے ذریعہ سے صورت عرش کو حاصل ہوتا ہے اور وہان سے ہماری دنیا مین
آتا ہے جسوقت کہ قلوب اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اسی حالت مین دل اور عرش مین محاذات واقع ہوتی ہے
تو دل کی حقیقت کو عرش کی حقیقت سے فیض حاصل ہوتا ہے اور دل کی صورت کو عرش کی صورت سے فیض پہونچتا
ہے پس جملہ قلوب عرش سے فیضیاب ہوتے ہین - اور سوا نفس کے اور کوئی چیز بدن انسان مین صفات ذمیمہ و
اخلاق سیئہ کا منشا ومعدن نہین اسی طرح اخلاق حسنہ وصفات حمیدہ کا منبع ومنشا روح ہے (۱) ہوا
وہوس کی تابعداری کہ ہمیشہ لذات حسی کی طلب مین سرگرم رہے اور طبیعت کی مراد کا مطیع ومنقاد رہے اور اپنے
نفس کو اپنا معبود سمجہے (۲) نفاق (۳) ریاکاری (۴) دعوی الہیت یعنی اپنی مدح وثنا کی خواہش

اور لوگون پر حکومت کی طلب اور اون سے اپنے امر و نواہی کی اطاعت چاہنا (٥) خودبینی و تکبر (٦) بخل و اساک (٧) حرص (٨) تلون مزاجی اور کسی ایک بات پر قرار نہ پکڑنا (٩) چیز کو محنت حاصل کرنا پھر اوس چیز سے جلدی بیزار ہو جانا (١٠) طاعات و عبادات مین سستی و کسل کرنا۔ یہہ ساری نفس کی صفات ذمیمہ مین بلکہ اس سے بھی زیادہ بری عادتین اوس مین موجود ہین مگر یہہ دسون سب کی اصل ہین اور یہ دسون برائیان ان باتون سے جاتی رہتی ہین ہوا و ہوس کی تابعداری زہد اور محبت الہی سے نفاق صدق سے اور ریا اس بات کے پہچان لینے سے کہ خلق کی مقدار نہایت قلیل ہے اور دعوی الہیت تجلی صفات الہی سے اور خودبینی حقارت نفس کے پہچان لینے سے اور بخل نور یقین کے غلبہ سے اور حرص تقوی اور ورع سے اور تلون مزاجی صبر سے اور جلدی بیزار ہو جانا وظائف شکر سے اور کسالت ریاضت و مجاہدات سے زائل ہوتی ہے اور بعد معرفت الہی کے کوئی معرفت نفس کی معرفت سے زیادہ اشرف اور نافع نہین اسی لئے حق تعالی کی معرفت اوسکی معرفت کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ حدیث مین آیا من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اگر یہان نفس سے نفس ناطقہ مراد ہے تو یہہ مطلب ہے کہ جو کوئی اپنے نفس کو عبودیت کے ساتھ جان لے ہے وہ پروردگار کو صفت ربوبیت کے ساتھ جانتا ہے اور اگر اس حدیث مین نفس کو ذات کے معنی مین لین تو یہہ مراد ہے کہ جو کوئی اپنی ذات و حقیقت کو اس طرح جانتا ہے کہ مین اپنے سارے اجزاے وجود پر محیط ہون اور سارے لشکر ملکی و شیطانی و حقایق روحانی و جسمانی کو اپنی ذات کے احاطہ مین کہ عالم صغیر ہے جانتا ہے ایسا شخص یہ بھی بخوبی جان لیتا ہے کہ عالم کبیر مین ذات مطلق کو بھی یہی نسبت سارے اجزاے وجود موجودات روحانی و جسمانی و ملکی و شیطانی و جنی و انسی کے ساتھہ حاصل ہے اور جیسا کہ یہ شخص روح جزی و قلب جزی و نفس جزی و عقل جزی کو اپنی ذات کے احاطہ مین جانتا ہے اسی طرح روح اعظم و قلب اعظم یعنی عرش و نفس کلی و عقل کلی کو ذات مطلق کے ساتھ احاطہ کے اندر پاتا ہے اور کوئی ذات اس صفت کے ساتھہ ساری کائنات کی ذاتون مین سے سوا نفس کے موصوف نہین پس نفس کی معرفت اللہ تعالی کی معرفت کی دلیل ہے۔ اور روح ایک ایسی چیز ہے کہ اوسکی معرفت نہایت مشکل ہے ارباب مکاشفات نے اوس کے ظاہر کرنے سے غیرت کی ہے کچھہ کچھہ بطور رمز و اشارات کے کہدیا ہے اس سے بہتر اور اعظم اللہ کے نزدیک موجودات مین سے کوئی شے نہین ہے اللہ نے اوسکو اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ کہا ہے من روحی و من روحنا آدم کبیر خلیفہ اول اور ترجمان الہی اور مفتاح وجود اور قلم ایجاد اوسی کے اوصاف ہین مشیت قدیم نے عالم خلق مین اوسکو اپنا خلیفہ بنایا اور خزاین اسرار کی کنجیان اوسکے سپرد کین اور بحر الحیات مین سے ایک بڑی سی نہر اوسپر جاری کردی تاکہ اوسمین سے فیض حاصل کرکے اجزاے دنیا مین پہونچاے یہی کلمات الہی کی صورتون کو ذات مقدس الہی سے لیکر عالم خلق مین پہونچاتی ہے کرامت الہی نے روح کو دو نظرین عطا کی ہین ایک واسطے مشاہدہ جلال قدرت ازلی کے لئے اور دوسری ملاحظہ جمال حکمت لم یزلی کے واسطے نظر اول سے مراد عقل فطری

ہی اور یہ صاحب اقبال وخوش بخت ہی اور نتیجہ اسکا محبت الہی ہے اور دوسری نظر سے مراد عقل خلقی ہی اور یہ بدبخت
ہے نتیجہ اسکا نفس کلی ہی جو فیض کہ روح اعظم کو ذات مقدس سے پہونچتا ہے نفس کلی اوسے قبول کرتا ہے اور اس
اجمال کی اوس مین تفصیل واقع ہوتی ہی اور روح اضافی یعنی روح اعظم اور نفس کلی مین فعل وانفعال اور قوت و
ضعف کی وجہ سے ذکورت وانوثت کی نسبت ہے اور دونون مین تعشق پیدا ہو گیا ہے اور مل گئی ہین اور انکے ازدواج
سے موجودات پیدا ہوئی پس ساری مخلوقات نتیجہ ان دونون کا ہے اور نفس نتیجہ روح کا ہے اور روح نتیجہ امر کا ہے اسلیے
کہ اللہ تعالی نے روح کو بغیر کسی سبب کے پیدا کیا اور جملہ مخلوقات روح کے توسط سے پیدا ہوئی اس آیت مین الا لہ
الخلق والامر انہین دونون چیزون کی طرف اشارہ ہے امر مراد روح سے ہے اور خلق مراد نفس سے ہے اور چونکہ
ہر خلیفہ بہت سے مختلف اوصاف رکہتا ہے اس لئے فضل الہی نے روح کو خلافت ایجاد مین سارے اسما وصفات جمالی
وجلالی کا خلعت عطا کیا اور جب ایجاد کا دائرہ نقطۂ انتہا پر پہونچگیا اور نقطۂ ابتدا سے ملگیا تو روح کی صورت آئینہ
وجود آدم خاکی مین منعکس ہوئی اور جملہ اسماے صفات الہی آدم مین ظاہر ہو گئے وعلم آدم الاسماء کلہا یعنی
سکہائے آدم کو سارے نام۔ اسی بات کی طرف اشارہ ہے اور فرشتون کو خطاب ہوا انی جاعل فی الارض
خلیفة تحقیق مین زمین مین ایک نایب بنانے والا ہون۔ اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ اوسکو سجدہ کرین کیونکہ ملائکہ مین یہ جمعیت
وکمال نہ تہا بعضے ملائکہ صرف صفت جمال کا مظہر ہین اور یہہ ملائکہ رحمت ہین اور بعضے ملائکہ صرف صفت جلال کا مظہر ہین
اور یہہ ملائکہ قہر وغضب ہین اور آدم صفت جمال وجلال دونون کا مظہر ہے اس مین مہر وقہر دونون اوصاف ہین یہی مطلب ہے
اس قول الہی کا خلقت بیدی یعنے آدم کو اپنے دونون ہاتہون سے بنایا اور بیہقی نے شعب الایمان مین جابر سے روایت
کی ہی کہ اللہ تعالی نے فرشتون سے حضرت آدم کی نسبت کہا خلقتہ بیدی ونفخت فیہ من روحی یعنی مین نے
آدم کو اپنے دونون ہاتہون سے پیدا کیا اور اوس مین اپنی روح کو پہونکا۔ آدم نے حق تعالی کو تمام اسماے ساتہہ پہچانا ہے
اور فرشتون نے صرف اوس اسم کے ساتہہ پہچانا ہے جس جس کے وہ مظہر واقع ہوئے ہین اسی لئے اونہون نے کہا ہے سبحانک
ما علم لنا الا ما علمتنا تو سب سے پاک ہے ہمکو معلوم نہین مگر جتنا سکہایا ہے اور آدم کا وجود صورت روح کا مظہر ہے
عالم غیب مین جسکا نام روح تہا اوس نے عالم شہادت مین آدم علیہ السلام مین ظہور کیا اور حوا کا وجود صورت نفس کا
مظہر ہے جسکا نام عالم غیب مین نفس تہا اوس نے عالم شہادت مین حوا مین ظہور کیا اللہ تعالی فرماتا ہے وخلق منہا زوجہا
اور اوسی سے بنایا اوسکا جوڑا اور انکا آدم سے پیدا ہونا نفس کی روح سے پیدا ہونے کی مثال ہے نفس وروح کی ذکورت وانوثت
کی نسبت نے آدم وحوا کی صورت مین انتقال کیا ہے آدم وحوا کا وجود روح ونفس کے وجود کی نقل ہی اور جس طرح یہ
دونون روح ونفس کے ازدواج سے صادر ہوئی ہین اوسی طرح ان کی ذریات جو آدم کی صلب مین ودیعت تہے آدم وحوا
کے ذریعہ سے پیدا ہوئے اور آدم وحوا کے وجود مین سے دوسری نقل ازدواج روح جزی ونفس جزی

اور لوگون پر حکومت کی طلب اور اون سے اپنے امر و نواہی کی اطاعت چاہنا (۵) خود بینی و تکبر (۶) بخل و
امساک (۷) حرص (۸) تلون مزاجی اور کسی ایک بات پر قرار نہ پکڑنا (۹) چیز کو بمحنت حاصل کرنا پھر
اوس چیز سے جلدی بیزار ہو جانا (۱۰) طاعات و عبادات مین سستی و کسل کرنا - یہہ ساری نفس کی صفات ذمیمہ مین
بلکہ اس سے بھی زیادہ بُری عادتین اوس مین موجود ہین مگر یہہ دسون سب کی اصل ہین اور یہ دسون بُرائیان ان باتون سے
جاتی رہتی ہین ہوا و ہوس کی تابعداری زہد اور محبت الہی سے نفاق صدق سے اور ریا اس بات کے پہچان لینے سے
کہ خلق کی مقدار نہایت قلیل ہے اور دعوی الٰہیت تجلی صفات الہی سے اور خود بینی حقارت نفس کے پہچان لینے سے اور
بخل نور یقین کے غلبہ سے اور حرص تقوی اور ورع سے اور تلون مزاجی صبر سے اور جلدی بیزار ہو جانا وظائف
شکر سے اور کسالت ریاضت و مجاہدات سے زائل ہوتی ہے اور بعد معرفت الہی کے کوئی معرفت نفس کی معرفت سے
زیادہ اشرف اور نافع نہین اسی لئے حق تعالی کی معرفت اوسکی معرفت کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ حدیث مین آیا
من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اگر یہان نفس سے نفس ناطقہ مراد ہے تو یہہ مطلب ہے کہ جو کوئی اپنے نفس کو عبودیت
کے ساتھ جان لے ہے وہ پروردگار کو صفت ربوبیت کے ساتھ جانتا ہے اور اگر اس حدیث مین نفس کو ذات کے
معنی مین لین تو یہہ مراد ہے کہ جو کوئی اپنی ذات و حقیقت کو اس طرح جانتا ہے کہ مین اپنے سارے اجزاے وجود پر
محیط ہون اور سارے لشکر ملکی و شیطانی و حقایق روحانی و جسمانی کو اپنی ذات کے احاطہ مین کہ عالم صغیر ہے جانتا
ہے ایسا شخص یہ بھی بخوبی جان لیتا ہے کہ عالم کبیر مین ذات مطلق کو یہی نسبت سارے اجزاے وجود موجودات
روحانی و جسمانی و ملکی و شیطانی و جنی و انسی کے ساتھہ حاصل ہے اور جیسا کہ یہ شخص روح جزی و قلب جزی و نفس جزی
و عقل جزی کو اپنی ذات کے احاطہ مین جانتا ہے اسی طرح روح اعظم و قلب اعظم یعنی عرش و نفس کلی و عقل کلی کو ذات
مطلق کے ساتھ احاطہ کے اندر پاتا ہے اور کوئی ذات اس صفت کے ساتھہ ساری کائنات کی ذاتون مین سے
سوا نفس کے موصوف نہین پس نفس کی معرفت اللہ تعالی کی معرفت کی دلیل ہے - اور روح ایک ایسی چیز ہے کہ
اوسکی معرفت نہایت مشکل ہے ارباب مکاشفات نے اوس کے ظاہر کرنے سے غیرت کی ہے کچھہ کچھہ بطور رمز و اشارات
کے کہدیا ہے اس سے بہتر اور اعظم اللہ کے نزدیک موجودات مین سے کوئی شے نہین ہے اللہ نے اوسکو اپنی طرف
منسوب کیا ہے کہ کہا ہے من روحی و من روحنا آدم کیہ خلیفہ اول اور ترجمان الہی اور مفتاح وجود اور قلم ایجاد اوسی کے
اوصاف ہین مشیت قدیم نے عالم خلق مین اوسکو اپنا خلیفہ بنایا اور خزاین اسرار کی کنجیان اوسکے سپرد کین اور بحر الحیات مین
سے ایک بڑی سی نہر اوسپر جاری کردی تاکہ اوسمین سے فیض حاصل کرکے اجزاے دنیا مین پہونچاے یہی کلمات الہی
کی صورتون کو ذات مقدس الہی سے لیکر عالم خلق مین پہونچاتی ہے کرامت الہی سے روح کو دو نظرین عطا کی ہین ایک
واسطے مشاہدۂ جلال قدرت ازلی کے لئے اور دوسری ملاحظۂ جمال حکمت لم یزلی کے واسطے نظر اول سے مراد عقل جزی

ہی اور یہ صاحب اجمال و خوش بخت ہی اور نتیجہ اسکا محبت الٰہی ہے اور دوسری نظر سے مراد عقل خلقی ہی اور یہ بدبخت ہے نتیجہ اسکا نفس کلی ہی جو فیض کہ روح اعظم کو ذات مقدس سے پہونچتا ہے نفس کلی اوسے قبول کرتا ہے اور اس اجمال کی اوس مین تفصیل واقع ہوتی ہی اور روح اضافی یعنی روح اعظم اور نفس کلی مین فعل و انفعال اور قوت و ضعف کی وجہ سے ذکورت و انوثت کی نسبت ہے اور دونون مین تعشق پیدا ہو گیا ہے اور مل گئی ہین اور ان کے ازدواج سے موجودات پیدا ہوئی پس ساری مخلوقات نتیجہ ان دونون کا ہے اور نفس نتیجہ روح کا ہے اور روح نتیجہ امر کا ہے اس لیئے کہ اللہ تعالی نے روح کو بغیر کسی سبب کے پیدا کیا اور جملہ مخلوقات روح کے توسط سے پیدا ہوئی اس آیت مین الا لہ الخلق و الامر انہین دونون چیزون کی طرف اشارہ ہے امر مراد روح سے ہے اور خلق مراد نفس سے ہے اور چونکہ ہر خلیفہ بہت سے مختلف اوصاف رکہتا ہے اس لیئے فضل الٰہی نے روح کو خلافت ایجاد مین سارے اسما و صفات جمالی و جلالی کا خلعت عطا کیا اور جب ایجاد کا دائرہ نقطۂ انتہا پر پہونچگیا اور نقطۂ ابتدا سے ملگیا تو روح کی صورت آئینہ وجود آدم خاکی مین منعکس ہوئی اور جملہ اسماے صفات الٰہی آدم مین ظاہر ہو گئے و علم آدم الاسماء کلھا یعنی سکہائے آدم کو سارے نام - اسی بات کی طرف اشارہ ہے اور فرشتون کو خطاب ہوا انی جاعل فی الارض خلیفۃ تحقیق مین زمین مین ایک نایب بنانے والا ہون - اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ اوسکو سجدہ کرین کیونکہ ملائکہ مین یہ جمعیت و کمال نہ تہا بعضے ملائکہ صرف صفت جمال کا مظہر ہین اور یہہ ملائکہ رحمت ہین اور بعضے ملائکہ صرف صفت جلال کا مظہر ہین اور یہہ ملائکہ قہر و غضب ہین اور آدم صفت جمال و جلال دونون کا مظہر ہے اس مین مہر و قہر دونون اوصاف ہین یہی مطلب ہے اس قول الٰہی کا خَلَقْتُ بیدی یعنے آدم کو اپنے دونون ہاتہون سے بنایا اور بیہقی نے شعب الایمان مین جابر سے روایت کی ہی کہ اللہ تعالی نے فرشتون سے حضرت آدم کی نسبت کہا خلقتہ بیدی و نفخت فیہ من روحی یعنی مین نے آدم کو اپنے دونون ہاتہون سے پیدا کیا اور اوس مین اپنی روح کو پہونکا - آدم نے حق تعالی کو تمام اسماے ساتہہ پہچانا ہے اور فرشتون نے صرف اوس اسم کے ساتہہ پہچانا ہے جس جس کے وہ مظہر واقع ہوئے ہین اسی لئے اونہون نے کہا ہے - سبحانک ما علم لنا الا ما علمتنا تو سب سے پاک ہے ہمکو معلوم نہین مگر جتنا سکہایا ہے اور آدم کا وجود صورت روح کا مظہر ہے عالم غیب مین جسکا نام روح تہا اوس نے عالم شہادت مین آدم علیہ السلام مین ظہور کیا اور حوّا کا وجود صورت نفس کا مظہر ہے جسکا نام عالم غیب مین نفس تہا اوس نے عالم شہادت مین حوّا مین ظہور کیا اللہ تعالی فرماتا ہے و خلق منہا زوجہا اور اوسی سے بنایا اوسکا جوڑا اور حوّا کا آدم سے پیدا ہونا نفس کی روح سے پیدا ہونے کی مثال ہے نفس و روح کی ذکورت و انوثت کی نسبت نے آدم و حوا کی صورت مین انتقال کیا ہے آدم و حوا کا وجود روح و نفس کے وجود کی نقل ہی اور جس طرح یہہ دونون روح و نفس کے ازدواج سے صادر ہوئی ہین اوسی طرح ان کی ذریات جو آدم کی صلب مین ودیعت تہے آدم و حوا کے ذریعہ سے پیدا ہوئے اور آدم و حوا کے وجود مین سے دوسری نقل ازدواج روح جزی و نفس جزی

سبب سے ہر ایک شخص انسانی مین سے منتقل ہوگئی اور مرد کی صورت روح کلی کی صورت سے جو صفت نفس سے آمیز ہو رہی تھی مستفاد ہوئی اور عورت کی صورت نفس کلی کی صورت سے جو صفت سے مل رہی تھی ظاہر ہوئی اور اسوجہ سے کوئی نبی عورت کی صورت پر مبعوث نہین ہوا اس لئے کہ نبوت کو نفوس بنی آدم مین تصرف اور دنیا مین تاثیر حاصل ہے پس نبوت ذکورت کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے۔ قیصری نے شرح فصوص مین کہا ہے کہ بعضی روحین کلی ہوتی ہین اور بعضی جزی انبیا کی روحین کلی ہین اور ارواح انبیا کی کلی ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان لوگون کی روحین اون لوگون کی روحون پر مشتمل ہوتی ہین جو اون کے حکم مین داخل ہوتی ہین اور اون کی امت بنتی ہین جس طرح اسماے کلیہ مین اسماے جزیہ داخل ہوتے ہین اسی مطلب کیطرف اللہ تعالی نے اس قول مین اشارہ کیا ہے ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا۔ تحقیق ابراہیم اللہ کی یک فرمانبردار امت تھا۔ اور جس طرح زبان دل کی ترجمان ہے اسی طرح عقل روح کی ترجمان اور مفسر ہے جو معنی کہ روح پر غیب سے مکشوف ہوتے ہین اور اونکو بالمشافہ دیکھتی ہے اور جانتی ہے کہ اونکی خبر دل کو دے تو عقل اس معنی کو روح سے لیکر دلکو پہونچاتی ہے اور اسکی تفسیر و تقریر دل کے روبرو کرتی ہے مگر بعضے معانی مدرکہ روح کی ایسے بھی ہوتی ہین کہ عقل اونکو دلپر کھولنے اور بیان کرنے سے عاجز آتی ہے جس طرح دل کے ایسے بہت سے مفہوم ہوتے ہین کہ زبان اون کی تقریر نہین کر سکتی پس جو ایسے معانی روح کے ہوتے ہین کہ عقل اونکو نہین کھول سکتی وہ روح کے اسرار کہلاتے ہین کہ دل کو اون کی اطلاع نہین اور جو معانی دل کے ایسے ہوتے ہین کہ اونکی تفسیر سے زبان قاصر ہے وہ دل کے اسرار کہلاتے ہین اور مخاطب کو اونپر اطلاع نہین ملتی یہی وجہ ہے کہ بعضے ایسے لوگ جو صرف عقل ہی کے متبع تھے جیسے فلاسفہ وغیرہ وہ بہت سے ارواح انبیا کی مدرکات پر مطلع نہوسکے اون سے محروم رہے اور اون کا انکار کیا اس لئے کہ ساری مدرکات روح عقل کے احاطہ مین نہین سما سکتے اور عقل اگرچہ ساری مخلوقات مین اکرم و اشرف ہے اور عالم کی پیدایش کے بارے مین اسکو مرتبہ صدر حاصل ہے۔ حکما کا قول ہے اول ما خلق اللہ العقل جو چیز اللہ نے اول پیدا کی وہ عقل ہے لیکن روح کا مرتبہ اسکے مرتبہ سے زیادہ ہے اس لئے کہ عقل کو صدارت اور اولیت عالم خلق مین حاصل ہے اور روح عالم امر سے ہے نہ عالم خلق سے اور نیز قیام عقل کا روح کے ساتھ ہے نہ روح کا قیام عقل کے ساتھ۔ عقل کی تمثیل روح کے ساتھ ایسی ہے جیسے نور آفتاب کی قرص آفتاب کے ساتھ اسلئے کہ نور آفتاب اگرچہ شریف ہے لیکن قرص آفتاب کے ساتھ قایم ہے اور جسطرح نور آفتاب سے محسوسات کی صورتین زمین مین ظاہر ہوتی ہین اسی طرح نور عقل سے معلومات و معقولات کی صورتین دل مین روشن ہوتی ہین۔

فائدہ حکما کے اس قول مین اول ما خلق اللہ العقل اور ان احادیث مین اول ما خلق اللہ نوری یعنی اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے و اول ما خلق اللہ القلم یعنی اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ قلم ہے بڑا اختلاف ہے کہ ان تینون چیزون مین سے ہر ایک کا اول مخلوق ہونا لازم آتا ہے اس لئے بعضون نے ان اقوال مین توفیق

اس طرح دی ہو کہ اول جو چیز پیدا ہوئی وہ اس حیثیت سے کہ مجرد ہے اپنی ذات کو اور اپنے مبدء کو جانتے ہی عقل کہلاتی ہے
اور اس وجہ سے کہ وہ تمام عالم کے پیدا ہونے اور علوم کے نقوش اور حروف بننے مین واسطہ ہے قلم کہلاتی ہے اور اس حیثیت
سے کہ وہ انوار نبوت کے حاصل کرنے کے لئے واسطہ واقع ہوئی ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے اور نفس حیوانی کیلئے
خواہ انسان ہو یا غیر انسان تین قوتین جدا جدا ہین جنکی وجہ سے اوس سے مختلف آثار و افعال صادر ہوتے ہین قوت نطق
جسے نفس ملکی بھی کہتے ہین اس سے معقولات کا ادراک ہوتا ہے اور افعال کے مصالح و مفاسد مین تمیز پیدا ہوتا ہو اور تمام حیوانون
مین سے اس قوت نطق کے ساتھہ نفس انسان ہی مخصوص ہے اس لئے اسے نفس ناطقہ کہتے ہین اور مراد نطق سے انسان کی
تعریف حیوان ناطق مین ادراک کلیات ہو اور تکلم و گویائی نہین ہے ورنہ گونگا آدمی ہے چاہیئے کہ آدمی نہو اور طوطا و مینا
کو آدمی نہین ہین چاہیئے کہ آدمی ہون اور قوت نطق کو قوت عقلی بھی کہتے ہین اور اسکے بھی دو نام ہین جب یہ کلیات کو ادراک
کرتی ہو اور ان مین حکم ایجابی یا سلبی لگاتی ہو تو اسے قوت نظری یا عقل نظری کہا کرتے ہین اور جب صناعات کو انتظام
امور معاش کے واسطے استنباط کرتی ہو اور افعال کے مصالح و مفاسد مین تمیز کرتی ہو تاکہ انکو کیے یا نہ کرے تو قوت عملی یا
عقل عملی کہتے ہین اور قوت ناطقہ کی ان دو قسمون کی طرف منقسم ہونے کی وجہ سے علم حکمت کی دو قسمین قرار پائی ہین
ایک نظری دوسری عملی عقل نظری کا کام احکام کلی ہین خواہ وہ صادق ہون یا کاذب اور عقل عملی کا کام افعال جزی مین خواہ
وہ خیر ہون یا شر اور حسن ہون یا قبیح یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ نفس ان دونون مین مؤثر ہی ہو بلکہ عقل عملی سے خود بھی متاثر
ہو جاتا ہے اور علامت اوسکی تغیرات حالات بدن کے ذریعہ سے ظاہر ہو جاتی ہو جیسا کہ جب عقل عملی کے وسیلہ سے نفس
حیرتناک امور جزی کو جنکے سبب اوسپر مخفی ہوتے ہین ادراک کرتا ہے تو اوسمین ہیئت انفعالی پیدا ہو جاتی ہو اور ہنسی
اوسپر دلالت کرتی ہو اسی طرح خوف اور غم اور رشک وغیرہ امور جزی سے نفس منفعل ہو جاتا ہے تو خجالت اور حیا اور
افسردگی کے آثار بدن مین ظاہر ہونے لگتے ہین اور عقل نظری کے چار مرتبے ہین یعنی نفس ناطقہ کے تعقل کے چار مرتبے
ہین پہلا مرتبہ **عقل ہیولانی** کہلاتا ہے اس مرتبہ مین صرف نفس کو معقول کے قبول کر لینے کی استعداد حاصل ہوتی ہو
مگر معقول کے مفہوم اور صورت کا اوس کے آئینہ ذہن مین ابتک عکس منطبع نہین ہوتا اور یہہ اطفال کی حالت ہے کہ انکی
ابتدای پیدائش مین استعداد محض ہوتی ہو اور معقولات کے حاصل ہونے کا زمانہ بہت دور ہوتا ہے دوسرے مرتبہ کا
نام **عقل ملکی** یا عقل بالملکہ ہو اس مین بعض ضروریات کا علم بھی آجاتا ہے اور یہہ بھی استعداد پیدا ہو جاتی ہے
کہ ضروریات معلومہ کے ذریعہ سے نظریات کو سیکھہ سکے جسقدر جزئیات کا احساس بذریعہ حواس اور قوتون کے ہوتا ہے
اوسی قدر اس مرتبہ مین ترقی آتی جاتی ہو تیسرے مرتبہ کو **عقل فعلی** یا عقل بالفعل کہتے ہین جو ضروریات حاصل ہو چکی
ہین اون کے ذریعہ سے اس وقت مین نظریات کے استنباط کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جب چاہے تو اپنی ضروریات سے
نظریات حاصل کر سکے چوتھا مرتبہ **عقل مستفاد** ہے اس وقت مین نفس کے سامنے تمام نظریات جنکو اوس نے

ادراک کیا ہے حاضر رہتے ہین کسی وقت غایب نہین ہوسکتے اور عقل ہی پر تکلیف کا مدار ہی مگر جس عقل پر تکلیف کا مدار ہے
وہ وہ عقل بالملکہ ہی اور علم اس طرح ہے کہ معلوم عالم کے سامنے حاضر ہے جیسے ہمکو اپنی ذات اور اپنی صفات کا
علم اسے علم حضوری کہتے ہین اور اگر اس طرح ہی کہ عالم مین معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہی تو اس علم کو علم حصولی
کہتے ہین اور کلیات و جزئیات کا مدرک نفس ہی مگر کلیات کی صورتین اور جزئیات مجردہ کی صورتین خود نفس کی
ذات مین مرتسم ہوتی ہین اور جزئیات مادی کی صورتین اوس کے آلات مین مرتسم ہوتی ہین بعض کی راے
یہ ہی کہ اس صورت کی اور معلوم کی ماہیت ایک ہے اختلاف صرف اصلی اور ظلی یعنی غیر اصلی مین ہی یہی راے
صوفیہ کی اور میر سید شریف کی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ دونون کی ماہیت مین اختلاف ہی اور متکلمین نے وجود ذہنی کا
انکار کیا ہے اون مین سے بعض کی مراد انکار سے یہی ہے کہ دونون کی ماہیت مختلف ہی لیکن اکثر کہتے ہین کہ صورت
عقلیہ کوئی چیز نہین بالکل انکار کرتے ہین اور حکیم فرفوریوس صاحب الیساغوجی و صاحب سکندر یونانی کہتا
ہی کہ نفس اور صورت معقولہ دونون ایک ہین پس اگر یہ حکیم دونون حقیقتون کو متحد مانتا ہے تو یہ راے اوس کی
غلط ہی کیونکہ دو چیزون کا متحد ہونا محال ہی اور شیخ بوعلی سینا نے اشارات مین فرفوریوس پر بڑی تشنیع کی ہے
مگر کتاب مبدء و معاد مین خود بھی اس بات کا قائل ہوگیا ہے اس وجہ سے تلویحات مین شیخ مقتول نے
بوعلی سینا پر بڑا رد کیا ہی محقق طوسی نے عذر کیا ہے کہ شیخ نے کتاب مبدء و معاد کے اول مین لکھدیا ہے کہ مین اسکو
فرفوریوس کی راے کے مطابق لکھتا ہون اور بعضے کہتے ہین کہ نفس صورت معلوم کے ساتھ متشکل ہوجاتا ہے
اور کہا ہی کہ جس طرح موم مین صورت کسی چیز کی بن جاتی ہے اسی طرح عقل مین صورت شے کی ہوجاتی ہی اور آئینہ
مین جو کسی شے کا عکس پڑتا ہے وہ اس کے خلاف ہے کیونکہ آئینہ صورت کے ساتھ متشکل نہین ہوسکتا اور عقل
مثل موم کے متشکل ہوجاتی ہی (۲) قوت غضبی جسے نفس سبعی بھی کہتے ہین یہہ قوت منافع کے حاصل کئے جانے
کا اور کہانے پینے اور جماع وغیرہ کی لذتونکے طلب کرنیکا سبب ہی (۳) قوت شہوی جسے نفس بہیمی بھی کہتے ہین
یہ قوت مضرتون کے دفع کئے جانے اور خوفناک کامون پر پیش قدمی کرنے اور ترفع اور تسلط کا شوق پیدا
ہونے کا سبب ہے۔ ان پچھلی دونون قوتون مین حیوان اور انسان سب شریک ہین یہ سب مین موجود ہین
اور قوت شہوی و غضبی اور قوت غاذیہ [illegible] و قوت تولید وغیرہ مین یہ فرق ہے کہ اون دونون مین ارادہ بھی
موجود ہی اور ان مین ارادہ نہین یہہ جو کچھہ تاثیر و تصرف کرتی ہین وہ طبعی ہے ارادی نہین اسی لئے اون کے کمالات
اوس [illegible] ہوسکتے جو فطرت مین پڑے ہوئے ہین اور قوت نطقی اور قوت غضبی اور قوت شہوی مین
نفس کے لئے ایک امر متوسط ہے کہ اوسکا نام اعتدال ہے اسی اعتدال کی وجہ سے نفس کو فضیلت حاصل ہوتی
ہی قوت نطقی کا اعتدال حکمت ہی اور اسکی دو طرفین افراط و تفریط ہین افراط مکاری و حیلہ گری ہے اور

تفریط یہ تو قوتی ہی اور قوت غضبی کا اعتدال شجاعت ہے اور اوسکی دو طرفین تہور یعنی حد سے زیادہ مردانگی اور بزدلی ہی اور قوت شہوی کا اعتدال عفت ہے اور اوسکی دونون طرفین بدکار ہونا یا رجولیت کا نہونا ہے خلاصہ یہ ہی کہ قوت عقلی کی تہذیب سے حکمت حاصل ہوتی ہی اور قوت عقلی کی تہذیب سے شجاعت اور قوت شہوانی کی تہذیب سے عفت اور سب کے ملنے سے ایک مزاج معتدل متوسط پیدا ہو جاتا ہے اوسے عدالت کہتے ہین اور اس مقام کو اخلاق ناصری مین دوسری عبارت مین بھی بیان کیا ہے اور یہ حکمت کہ ہمنے ذکر کی اوس حکمت سے غیر ہے جسکو نظری اور عملی کی طرف تقسیم کرتے ہین شیخ نے آخر شفا مین کہا ہے راس ھذہ الفضائل عفۃ وشجاعۃ ومجموعھا العدالۃ وھی خارجۃ عن الفضیلۃ النظریۃ ومن اجتمعت لہ معھا الحکمۃ النظریۃ سعد ومن فاز مع ذلک بالخواص النبویۃ کاد یصیر ربا انسانیا ویکاد ان یحل عبادتہ بعد اللّٰہ وھو السلطان العالم الارضی وخلیفۃ اللّٰہ فیہ انتہے یعنی اصل ان فضائل کی عفت اور حکمت اور شجاعت ہے اور تینون کا مجموعہ عدالت ہے اور یہ فضیلت نظری سے علحدہ ہے اور جس آدمی مین عدالت کے ساتھ حکمت نظری بھی جمع ہو تو وہ سعید ہی اور پھر جسکو ان فضائل کے ساتھ خواص طبعی بھی معلوم ہون تو قریب ہے کہ وہ تمام انسانون کا رب ہو جائے اور خداے پاک کے بعد اوسکی عبادت حلال ہو جائے اور وہ روے زمین کا سلطان اور اللہ کا نائب ہوتا ہی۔

الحاصل یہ ہی کہ چراغ عقل کے ذریعہ سے راہ حق نہین معلوم ہو سکتی اور برہان کے وسیلہ سی مطلوب اصلی نہین مل سکتا جبتک آفتاب نبوت طالبون کے دل پر نہ چمکے مقصد تک راستہ ملنا دشوار ہی قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ تو کہو اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری پیروی کرو۔

مصطفیٰ گفتہ علی را کاے علی	شیر حقی پہلوانی پُر دلی	لیک بر شیری مکن ہم اعتماد	اندر آ در سایۂ نخل امید
خوش در آ در سایۂ آن عاقلے	کش نیارد برد از رہ ناقلے	ظلِ او اندر زمین چون کوہ قاف	روح او سیمرغ بس عالی طواف
گر بگویم تا قیامت حال او	ہیچ او را مقطع و غایت مجو	در بشر روپوش گشت است آفتاب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب

وہ شخص نفسانی پیچون اور شیطانی وسوسون سے بچتا ہے جسپر فضل الٰہی ہو اور سالکان مسالک طریقت اور مالکان ممالک حقیقت کا دستوس ہو +

بقیاسات عقل یونانی	نرسد کس بذوق ایمانی	عقل خود کیست تا بمنطق در آے	روبرو با جناب پاک خدا
گر بمنطق کسے ولی بودے	شیخ سینا ابو علی بودے	چشم عقل از حقایق ایمان	ہست چون چشم اکمہ از الوان

فلاسفہ یونان اور علماے اسلام کے نفس و روح کے باب مین اقوال

قل الروح من امر ربی کی تفسیر تجرد نفس کا مسئلہ اور سواے انسان کے

اور حیوانات کو بھی ادراک کلیات حاصل ہے یا نہین اور نطق کے معنی اور ارواح ابدان سے پیشتر پیدا ہوئی ہین یا اون سے قبل اور روح بے جسد کے نہین رہ سکتی وہ برزخ جہان روح بعد مفارقت بدن کے رہتی ہے

اب تہوڑی سی تحقیقات فلاسفہ یونان و علماے اسلام کی نفس و روح کے باب مین لکھتا ہون اور اونکی مذاہب کو کہوتا ہون - علی بن عیسی نے کہا ہے کہ ہر بدن کے لئے ابدان حیوانیہ مین سے روح اور بدن ہے یعنی ہر حیوان روح و بدن سے مرکب ہے مگر بعض وہ ہین جن مین روح ہی بدن پر غالب ہے اور بعض وہ ہین جن مین جسمانیت روحانیت پر غالب ہے شیخ بو علی نے رسالہ معراجیہ مین کہا ہے کہ مراد روان سے نفس ناطقہ ہے اور جان سے مراد روح حیوانی ہے - جمہور فلاسفہ کے نزدیک عقل اور روح ایک چیز ہے اور فلاسفہ کے نزدیک نفس ناطقہ بھی روح کا نام ہے اور وہ ایک جوہر ہے کہ ذات اوسکی مجرد ہے مادہ سے مگر فعل اوسکا مادہ کے ذریعہ سے واقع ہوتا ہے اور لفظ انا یا مین یا مین سے اوسی کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نفس ناطقہ اگرچہ بالذات روح سے متحد ہے لیکن فرق اعتباری ضرور ہے اس لئے کہ لطیفہ مدرکہ انسانی کو اس وجہ سے کہ وہ بدن سے تعلق رکھتا ہے اور اوسکا مدبر ہے نفس ناطقہ کہتے ہین اور اس اعتبار سے کہ اوسے عالم قدس کی طرف بہی توجہ ہے روح کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ عقل اور نفس ناطقہ مین فرق ہے عقل نفس ناطقہ کی قوت کا نام ہے حقیقت مین فاعل نفس ناطقہ ہے اور عقل اوسکا آلہ ہے جس طرح مقراض درزی کا آلہ ہوتا ہے اور بعضون نے کہا ہے عقل اور ذہن اور نفس تینون ایک چیز ہین فرق اعتباری ہے اس لئے کہ مدرک ہونے کی وجہ سے عقل کہتے ہین اور متصرف ہونے کی وجہ سے نفس کہتے ہین اور اس وجہ کہ فکر کے ساتھ علوم اور معارف کے ادراک کرنے کے لئے مستعد ہے ذہن کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ ذہن نفس کی قوت کا نام ہے جو شامل ہے سارے حواس ظاہری اور باطنی کو اور علوم کے سیکھنے کے لئے مددگار ہے قرآن مین ہے ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ یعنی رسول اللہ لوگ آپسے سوال روح کا کرتے ہین آپ کہئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے - جہال و ملحدین اس آیت مین ظاہر معنی سے یہ گمان کرتے ہین کہ خداوند علام اس سوال کے جواب مین عاجز ہو گیا اس لئے کہ لوگ حقیقت روح سے سوال کرتے تہے تو جواب اسکا یہ تہا کہ ماہیت روح کو بیان کیا جاتا کہ یہ کہنا مناسب تہا کہ امر رب سے ہے اور خدا کو اس سوال کا جواب معلوم تہا تو لازم تہا کہ موقع سوال مین بیان فرماتا اور یہ جو فرمایا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی تم لوگون کو علم کم ہے تو یہ کلام بہی عجز پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ جب جواب سے عاجزی ہوتی ہے تو دوسرے کو کلمات ایسے جس سے رنج و ملال اوسکو ظاہر ہو فقرہ دیکہتے ہین پس یہ کلمہ یعنی سائل کو کم علمی کی طرف منسوب کرنا اوس حال مین

کہ سوال و جواب تھوڑے واقع ہوے محض عجز پر دلالت کرتا ہے اس شبہ کا جواب چند طور سے ہے **اول** اعراض جواب سے
اس لئے ہوا کہ خداوند علام اس بات کو جانتا تھا کہ مصلحت سائلین کی اعراض جواب مین تھی اور اگر جواب تحقیقی دیا
جاتا تو فساد و عناد اونکا بڑھ جاتا کیونکہ سوال بھی استفادہ کی راہ سے نہ تھا بلکہ تمرد و فساد کی وجہ سے تھا اور اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ بعض سوال کے جواب مین اعراض کرنا سائل کے لئے مفید ہوتا ہے اور جواب تحقیقی اس کا موجب بادنی
تحیر ہوتا ہے توضیح اسکی یہ ہی کہ سائل کو باریک باتونکا سوال کرنا تو آسان ہوتا ہے مگر چونکہ جواب تحقیقی کے سمجھنے کی قابلیت
نہین ہوتی اس لئے اعراض اسکے جواب سے یا جواب اقناعی و اجمالی بہتر ہوتا ہے کیونکہ اگر مباحث حکمیہ کی باریکیان
اوس سے بیان کی جائین تو بسبب اسکے کہ اوسکو سمجھنے کی قابلیت حاصل نہین ہے اوسکی حیرت بڑھ جائے گی اور خبط
ہو جائے گا اور جہلائے عرب جنکو شہوات حیوانیہ و حرکات شہوانیہ مین مبتلا ہونے کے سوا کوئی کام نہ تھا اور جسپر قصائد
امرء القیس شاہد ہین اور کسی قسم کا علم نہین رکھتے تھے ایسے وحشی اور جاہل لوگ باریک مسائل و مباحث کتاب النفس کی
کیونکر سمجھ سکتے ہین ان کا جواب انکی فہم ناقص کے موافق یہی جواب اقناعی و اجمالی ان کے حال کے مناسب تھا اگر
رسول اللہ کوئی مسئلہ حکمی جواب مین بیان فرماتے تو وہ غبی و جاہل لوگ معاذ اللہ حضرت کو مجنون کہتے بدون اس کے
کہ کچھ سمجھے جاے کہ کوئی موقع پاتے - اور جبائی نے لکھا ہے کہ یہود نے قریش سے یہ کہا تھا کہ ہماری کتاب مین یہ لکھا ہے
کہ نبوت کی علامت یہ ہی کہ سوال روح کے جواب سے اعراض کرے - پس اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعراض فرماوین
تو نبی ہین اور اگر جواب تحقیقی دین تو نہین ہین چنانچہ جواب سے یہ اعراض اس تصدیق نبوت کے لئے تھا پس یہ اعراض
ان کے حق مین بہتر تھا کہ اون کے اسلام کا موجب تھا - حقیر کہتا ہے کہ اس روایت مین نظر ہے کیونکہ بیان حقایق
افضل دلائل نبوت ہی حتی کہ موافق تحقیق میر باقر داماد قبسات مین یہ دلیل افضل ہی دلائل معجزہ سے اور نہ بیان کرنا اسکا
باعث ضعف دعواے نبوت ہی اگر غرض صحیح سے خالی ہو اور یہہ غرض اعراض جو مروی ہے محض لغو ہے تو جیہ اعراض کیلئے
مناسب نہین ہی کیونکہ خدا پر واجب نہین ہے کہ قوم یہود کی لغویات و مفتریات و زیادات کی متابعت کرے - **دوم** لوگون نے
جناب رسالت مآب سے سوال کیا تھا کہ روح حادث و مخلوق ہے یا نہین ہے پس جواب وارد ہوا کہ مخلوق و حادث ہی
اس لئے کہ امر کے معنی فعل کے بھی اکثر مستعمل ہین پس معنی یہ ہوئے کہ روح رب کا فعل ہے یعنی مخلوق خدا و حادث ہی
یہ جواب سید مرتضی نے کتاب درر و غرر مین ایراد کیا ہے اور میرے نزدیک یہی عمدہ جواب ہے اور یہہ جواب
دونون مذہبون پر منطبق ہی یعنی حدوث و قدم نفس دونون مسلک کے موافق ہے کیونکہ افلاطون الٰہی جو روح کے
قدم کا قائل ہے وہ بھی نفس کو مجعول واجب جانتا ہے اور حادث ہونے مین روح کے کسی دیندار کو شبہ نہین ہی
اسواسطے کہ قدیم سواے ذات الٰہی کے اور کوئی نہین ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی کے ایک معنی لطیف اور
بھی ہین جو مناسب تجرد نفس سے ہین وہ یہ کہ من امر ربی یعنی من عالم الامر و البقاء لا من عالم الخلق و الفناء

یعنی روح عالم مجردات سے ہے اس عالم کو عالم الغیب وعالم الانوار وعالم الآخرۃ وعالم الامر کہتے ہین خود قرآن مین ہے
الا لہ الخلق والامر یعنی عالم جسمانی وعالم روحانی دونون اوسکے مجعول ہین اور روح کی تحقیق مین مذاہب مشہورہ
بہت سے ہین (١) روح عبارت ہے اس ہیکل مخصوص سے جسکو بدن کہتے ہین یہ رائے جمہور متکلمین کی ہے (٢)
روح قلب کا نام ہے یعنی وہ پارۂ گوشت جو بشکل صنوبری سینہ مین واقع ہے اور مبدء ہے روح حیوانی کا مذہب
محققین پر اور یہہ جو جالینوس نے کہا ہے کہ روح حیوانی دماغ مین ہے یہ غلط ہے اس لئے کہ دماغ سرد ہے اور روح
گرم (٣) روح دماغ سے عبارت ہے مگر محققین کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جو لوگ قائل اسکے ہین کہ روح قلب و
دماغ کا نام ہے مراد اونکی روح قلبی ودماغی یا قوت حیوانی ونفسانی ہے نہ جسم قلب ودماغ اختلاف تعبیرات مین ہے
جو غیر معتد بہ ہے چنانچہ شرح مواقف مین ہے المذهب الثالث انه قوة فی الدماغ وقیل فی القلب
(٤) عبارت ہے اجزاے لایتجزی سے جو قلب مین ہین اور یہ مذہب ابن راوندی اور اوسکے اتباع کا ہے (٥)
عبارت ہے اعضاے اصلیہ سے اور یہ ہڈیان اور رگین اور پٹھے ہین اور بعضے کہتے ہین اعضاے اصلی وہ ہین جو منی سے
پیدا ہوتے ہین تفصیل اسکی طب نظری مین ہے (٦) عبارت ہے مزاج سے (٧) عبارت ہے اوس جسم لطیف
سے جو بدن مین ساری ہے اس طرح جس طرح تیل فتیلہ مین اور پانی مٹی مین یہ مذہب نظام کا ہے (٨) پانی کا نام ہے
(٩) آگ جو جزو بدن انسانی ہے اور حرارت غریزی بھی بعضون نے اسکو کہا ہے (١٠) روح نام ہوا کا ہے
جو جاری مثل ناک ومنہہ سے اندر جاتی ہے اور سانس اسکو کہتے ہین اور یہ مذہب مختار جالینوس امام الاطبا ہے۔
مسئلہ روح مین تفصیل اسکی ردو قدح کی شرح قانون مین مذکور ہے اور یہ مذہب جمہور اطبا کی اصطلاح کے خلاف ہے
کیونکہ اون کے نزدیک روح اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ خون جب دل کے بائین حصے مین پہونچتا ہے اور اوس مین حرارت
پاکر لطیف ہو جاتا ہے تو بعضے اجزا اس خون لطیف کے بخار لطیف بن جاتے ہین اسی کا نام روح ہے (١١) روح
عبارت ہے خدا سے (١٢) روح نام عناصر اربعہ کا ہے (١٣) روح نام صورت نوعیہ کا ہے جو قایم مادۂ بدن مین ہے
اور یہہ مذہب طبیعین کا ہے (١٤) روح عبارت ہے قواے ثلثہ سے قوت حیوانیہ جو قلب مین ہے قوت نفسانیہ
جو دماغ مین ہے قوت نباتیہ وطبعیہ جو جگر مین ہے (١٥) روح عبارت اخلاط اربعہ خون وبلغم وصفرا وسودا سے
ہے اگر کماً وکیفاً معتدل ہون (١٦) روح نام خلط خون کا ہے مگر خون معتدل اس لئے کہ اعتدال وکثرت خون کے
موجب قوت حیات بدنی ہے (١٧) تفسیر مجمع البیان مین ہے کہ بعضون نے کہا ہے کہ روح عرض ہے۔ لیکن بعضون
نے یہ اختیار کیا ہے کہ وہ حیات بدن کا نام ہے جس سے محل مین استعداد قدرت وعلم واختیار کی آتی ہے اور
بعضون نے کہا ہے کہ وہ ایک معنی قلبی ہے (١٨) اسواری نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ خدا نے روح کو چھہ چیزون
سے پیدا کیا ہے جوہر ونور وخوشبو وبقا وحیات وعلم وعلو سے اس لئے کہ جب تک روح بدن مین رہتی ہے تو بدن

نورانی رہتا ہے آنکھون سے دیکھتا ہے اور کانون سے سنتا ہے اور جب بدن سے نکلجاتی ہے تو بدن بدبو ہوجاتا ہے اور جب تک
بدن مین رہتی ہے باقی رہتا ہے اور جب مفارقت کرتی ہے تو خراب اور فانی ہوجاتا ہے اور اسی سے حیات بدن ہی کہ جب
نکل جاتی ہی تو میت ہوجاتا ہے اور جب تک بدن مین باقی رہتی ہے تو علم رہتا ہے اور جب نکلجاتی ہی تو وہ مفقود ہوجاتا
ہی اور تا بقا اسکے بدن عالی و لطیف رہتا ہے اور بعد مفارقت یہ بات نہین رہتی (۱۹) روح ایک ایسا جوہر ہے
جسکی ذات مادہ اور مادیات سے مجرد ہے مگر اوسکے افعال مادیات مین ہوتے ہین اسی وجہ سے یہ جوہر مجرد بدن سے متعلق
ہوتا ہے اور تعلق اسکا بدن سے صرف اسی قدر ہے کہ اوسمین تدبیر اور تصرف کرتا ہے اور موت اسکے بدن سے قطع تعلق کا
نام ہی اور یہ مذہب فلاسفہ الٰہین کا ہے جو معاد روحانی نفس کے لئے ثابت کرتے ہین اور بعض علمائے اہل سنت بھی
اس مذہب پر ہین مثل فاضل عارف شیخ ابو حامد غزالی اور محقق دوانی اور راغب اصفہانی اور شیعہ مین سے محقق خواجہ
نصیر طوسی اور شیخ اجل مفید و شیخ ابن بابویہ و کلینی و سید مرتضی اور ہر طبقہ مین خاص خاص علمای شیعہ کا تا عصر میر باقر
داماد و مولانا صدرالدین شیرازی یہی قول رہا ہے اور قدمائے معتزلہ مین سے معمر بن عباد سلمی وغیرہ علمائے متکلمین کا یہی
یہی مسلک ہی اگر کسی مقام تصانیف شیخ مفید و سید مرتضے مین جسمیت روح کا قول پایا جاتا ہے تو مراد اس سے نفس ناطقہ
نہین ہی بلکہ روح لطیف بخاری ہی جو مصطلح و مستعمل طب ہے اور بائین جانب قلب مین لطیف خون سے بنتی ہی اور صوفیہ
مکاشفین اور حکمائے اشراقین بھی تجرد کے قائل ہین قال شیخ الاشراق قدس اللہ روحہ فی کتاب
ہیاکل النور و کیف یتوھم الانسان ھذہ الماھیۃ القدسیۃ جسما و اذا طربت طربا روحانیا
یکاد یترک عالم الاجسام و یطلب عالم ما لا یتناھی قال المحقق الدوانی فی شرحہ ھذا مما ینتفع بہ
ارباب البصیرۃ من ذوی النفوس المشرقیۃ و ایضا قال رحمہ اللہ فی الھیاکل و لو کنت انت ھذا
البدن او جزء منہ لتبدلت انانیتک کل حین و لما دام الجوھر المدرک منک فانت انت لا
بیدیک - حاصل اس کا یہ ہے کہ بدن و اجزاے بدن ہمیشہ ابتدائے ہنگام ولادت سے آخر عمر تک تبدل و تغیر مین
ہین اور ہر لحظہ مین جزو بدن تصرفات قواے غاذیہ وغیرہ کی وجہ سے بدلتا رہتا ہے حالانکہ ہویت باقی رہتی ہے یعنی کہے
کہتے ہین کہ یہ شخص وہی ہی جو صبح کو تھا پس اگر نفس جسم ہوتا تو انانیت و ہویت ہر وقت مین بدلتی جاتی حالانکہ ایسا نہین ہے
اس دلیل سے حکمای اشراق و حکمای قدیم تجرد نفوس حیوانیہ بھی مثل فرس و بقر وغیرہ ثابت کرتے ہین اور شیخ الاشراق اور
بعض اشارات صاحب محاکمات سے معلوم ہوتا ہے کہ نباتات کے لئے بھی نفوس مدرکہ ہین اور ثانی گو بظاہر مستبعد ہے
لیکن محال نہین ہی اور اول یعنی حیوانات غیر انسان کے لئے بھی نفوس مجرد ہونا تو صحیح ہی مگر جمہور مشائین اسکے منکر ہین
لیکن رئیس مشائین اسلام ابن سینا سے جب اوسکے شاگرد حکیم بہمنیار نے اس مطلب پر دلیل طلب کی کہ کس دلیل سے
ثابت ہوتا ہے کہ سواے انسان کے دوسرے حیوانات کے لئے نفوس مجرد نہین ہین تو شیخ نے عجز اپنا ظاہر کیا اور اقرار

کیا کہ اس بارہ مین تفرقہ انسان اور دوسرے حیوانات مین سخت مشکل ہے قیصری نے شرح فصوص مین لکہا ہے
ما قال المتاخرون من ان المراد بالنطق ادراك الكليات لا التكلم مع كونه مخالفا لوضع
اللغة لا يفيدهم لانه موقوف على ان النفس الناطقة للانسان خاصة ولا دليل لهم على
ذلك ولا شعور لهم بان الحيوانات ليس لها ادراك الكليات والجهل بالشئ لا ينافي وجوده
وامعان النظر فيما يصدر عنه من مثل العجائب يوجب لها ان يكون ادراك الكليات انتهى
یعنی متاخرین نے یہ جو کہا ہے کہ مراد نطق سے انسان کی تعریف حیوان ناطق مین ادراک کلیات ہے اور تکلم نہین ہے
تو باوجودیکہ یہ لغت کے مخالف ہے مفید نہین ہے کیونکہ یہ موقوف اس بات پر ہے کہ سوائے انسان کے
دوسرے حیوانات کے لئے نفوس ناطقہ مجردہ نہین ہین اور نہ انکو اس بات کا علم حاصل ہے کہ اور حیوانات مین
ادراک نہین پایا جاتا اور کسی شے کا جہل ہونا اوس کے معدوم ہونے پر دلالت نہین کرتا پس اگر ہمکو علم اس بات کا
حاصل نہو کہ دوسرے حیوانات مدرک کلیات ہین تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ نفس الامر مین ان کو ادراک
نہین ہے بلکہ عجائب غرایب افعال حیوان مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو بھی ادراک کلیات حاصل ہے مگر بنا بر
تحقیق محققین اہل سنت و جماعت مذہب تجرد کے مخالف ہین اس لئے کہ اون کے نزدیک مجرد موجودات مین سے
سوا خدا کے کوئی چیز نہین ہے اور مجرد اصطلاح حکما مین اوس شئ کو کہتے ہین کہ نہ کسی جوہر کا محل ہو اور نہ کسی جوہر کا
حال ہو اور نہ ایسے جوہرون سے بنا ہو اور علماے امامیہ مین سے بہی ایک جماعت نے مثل سید نعمت اللہ جزائری
مؤلف انوار نعمانیہ اور محدث مجلسی وغیرہ کے اس مسلک کو اختیار کیا ہے اور امام فخر الدین رازی بہی اسی مذہب کے
سو کہ ہین اور کتاب ہاے آسمانی و احادیث نبوی و دلائل عقلی و مکاشفات ذوقی بہی اس مذہب کے شاہد ہین -
اور مولانا بہائی نے کتاب کشکول کے مقام ثانی مین جو مذہب فخر الدین رازی نقل کیا ہے کہ وہ قائل تجرد نفس
انسانی کے ہین اور یہ مذہب اون کا ہے تو میرے نزدیک ابہی تک یہ امر ثابت نہین ہے اس لئے کہ صریح اقوال
انکی کتاب شرح اشارات مین اسکے خلاف پر سراسر دلالت کرتے ہین اور حکما کو جو قائل تجرد نفس ناطقہ کے
ہین اس طور پر رد و قدح باطل کیا ہے کہ جسکے مافوق کوئی حد ابطال و نقض کی متصور نہین ہے اور بعد تردید کوئی دلیل
جدید تجرد پر قایم نہین کی تاکہ معلوم ہو تا کہ مذہب ان کا تجرد نفس کا ہے علاوہ اسکے تفسیر کبیر مین میل شدید نسبت
نفس کی جانب کیا ہے چنانچہ ملخص عبارت اوسکی یہ ہے من الناس من يقول الروح عبارة عن اجسام نورانية
سماوية لطيفة الجوهر على طبيعة ضوء الشمس وهو مذاهب قوی شريف يجب التامل فيه
فانه شديد المطابقة لما ورد في الكتب الالهية من احوال الموت والحيات - یہ عبارت جلد پنجم
تفسیر مین واقع ہوئی جو یقینی تصنیف انکی ہے اور معنی اسکے یہ ہین کہ بعضے آدمی کہتے ہین کہ روح اجسام نورانی فلکی ہے

سے ہی (یعنی اوس مین تغیر وتبدل واقع نہین ہوتا اور یہہ مطلب نہین ہے کہ وہ فلک کا حصہ وجزء ہے بلکہ جس طرح فلک قابل تغیر وتبدل نہین ایسے ہی یہہ جسم نورانی بھی نہین) اور اوس کا جوہر نہایت لطیف ہے یہان تک کہ اپنی لطافت کی وجہ سے اجسام مین حرکت اور نفوذ بس کرتی ہے مگر اوسکی حرکت اور نفوذ محسوس نہین ہوتا اور وہ مروشن ہے مانند روشنی آفتاب کے جسکی وجہ سے حس وادراک حاصل ہوتا ہے اور ظلمت پہیلانی جاتی رہتی ہی اور یہہ مذہب نہایت عمدہ ہی کیونکہ یہ مطابق ہی اوس بیان کے جو روح کی نسبت کتب مقدسہ آسمانی مین وارد ہی کہ روح بدن مین داخل ہوتی ہے اور اوس مین سے نکلتی ہی۔ اشراقین کا مذہب یہ ہے کہ نفس ازلی یعنی قدیم ہی اور فقہا کے نزدیک یہ کفر ہے اور مشائین کا مذہب یہ ہی کہ جب نطفہ کو کمال استعداد حاصل ہوجاتی ہے تو اوس وقت مین مبدء فیاض سے اوس نطفہ پر نفس فایض ہوتا ہی اور قرآن مین جو آیا ہے ونفخت فیہ من روحی یعنی پہونکون مین اوس مین اپنی روح یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہی اگر غور سے دیکہا جائے تو اشراقین ومشائین کے مذہب مین کوئی نزاع نہین اس لئے کہ مبدء فیاض کو نفوس کے ساتہہ وہ نسبت ہی جو ابر کو قطرہائے بارش کے ساتہہ ہوتی ہے اگر ابر قدیم ہی تو کہہ سکتے ہین کہ قطرے بہی قدیم ہین اس لئے کہ ابر عین قطرہ ہی اور یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ قطرے حادث ہین اس لئے کہ صورت قطرون کی اوسوقت بنتی ہی جبکہ وہ ابر سے جدا ہوتے ہین اور شک نہین کہ مبدء فیاض قدیم ہے پس نفوس کو ایک اعتبار سے قدیم اور دوسرے اعتبار سے حادث کہہ سکتے ہین اور حکما جسے نفس ناطقہ اور روح حیوانی کہتے ہین صوفیہ اوسے روح اور نفس کہتے ہین محقق کاشی نے اصطلاحات مین کہا ہے الروح فی اصطلاح القوم ھی اللطیفۃ الانسانیۃ المجردۃ وفی اصطلاح الحکماء ھو البخار اللطیف المتولد فی القلب القابل لقوۃ الحیات والحس والحرارۃ ویسمی ھذا فی اصطلاحھم النفس والمتوسط بینھما المدرک للکلیات والجزئیات القلب ولا یفرق الحکماء بین القلب والروح الاول ویسمونھما النفس الناطقۃ - یعنی روح صوفیہ کی اصطلاح مین لطیفہ انسانی ہے جو مجرد ہی اور حکما کی اصطلاح مین وہ بخار لطیف ہی جو دل مین پیدا ہوتا ہے اور قوت حیات وحس وحرکت کو قبول کرتا ہے اور اس کا نام اون کی اصطلاح مین نفس ہی اور روح ونفس کے درمیان متوسط کہ کلیات وجزئیات کو ادراک کرتا ہے دل ہے اور حکما نے دل اور روح انسانی مین کوئی تفریق نہین کی ہے اور ان دونون کا نام نفس ناطقہ رکہا ہے سید شریف نے تعریفات مین لکہا ہے کہ روح انسانی ایک لطیفہ ہے انسان مین سے جو عالم اور مدرک ہے اور روح حیوانی اوپر سوار ہوئی ہے یہ لطیفہ عالم امر سے اوترتا ہے عقلین اوسکے بہید کے دریافت کرنے سے عاجز ہین کبہی مجرد ہوتا ہے اور کبہی بدن مین داخل ہوتا ہے اسکو روح اعظم بہی کہتے ہین اور یہ ذات الہی کا اوسکی ربوبیت کی حیثیت سے مظہر ہے اور وہ بخار لطیف جو دل مین پیدا ہوتا ہے روح حیوانی کہلاتا ہے اور قیصری نے کہا ہے کہ نفس ناطقہ اس طرح بدن مین ساری ہی جیسے وجود مطلق موجودات مین دائر وسائر ہے اور ایک وجہ سے عین بدن ہے اور دوسری وجہ سے غیر بدن ہے اور

شیخ جنید نے کہا ہے کہ لفظ قرآن اور جسم انسان دونون توام ہین اور معنی قرآن حقیقت انسان کے بھی توام ہی ہین
اور مناسب اس بات کے ہے یہ کہ قرآن کے سات بطن ہین اور حقیقت انسان بھی سلوک مین سات مرتبے ہین
علما کا اس بات مین اختلاف ہی کہ ارواح ابدان کے ساتھ پیدا ہوئی ہین یا اون سے پیشتر جو یہ کہتا ہے کہ جان بدن
کے ساتھ پیدا کی گئی ہی اوسکی دلیل یہ آیت ہے ثم انشانا ہ خلقاً آخر - پھر ہمنے اوسکو پیدا کیا دوسری پیدائش
بعض تفاسیر مین لکھا ہے کہ مراد اس سے نفس کا بدن پر قابض ہونا ہے لیکن محققین نے اس قول کو رد کیا ہی اس لئے
کہ جائز ہی کہ مراد اس سے نفس کا بدن کے ساتھ متعین ہونا ہو اور یہ بھی ایکطرح کا انشا یعنی پیدا کرنا ہے اور جسکی یہ
رائے ہے کہ روح بدن سے قبل پیدا ہوئی ہی اوسکی دلیل یہ خبر ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجسام بالفی عام یعنی
اللہ تعالی نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے مگر یہ خبر قابل تسلیم نہین ہی اس لئے کہ غریب ہی اور
اگر اوسکو تسلیم بھی کرلین تب بھی کہہ سکتے ہین کہ مراد ارواح سے یہان ملائکہ علوی ہون - امام غزالی نے اسکی اسطرح
تاویل کی ہی غرضکہ کسی طرف تعین نہین ہی اور متقدمین نے کسی طرف اتفاق نہین کیا ہے بعض عرفا نے اسکو بڑی تفصیل سے
بیان کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ہر چیز کی حیات کا مبدا تین چیزین ہین ایک نسمہ کہ روح حیوانی ہی مانند آگ کے جلتے ہوئے
کوئلے مین دوسرے نفس ناطقہ تیسرے روح سماوی کہ آدم علیہ السلام کی ذریات مین اوسکی نمایش موجود ہے پس
نفس ناطقہ دونون حادث ہین جب ابدان حادث ہوتے ہین تو اون کے ساتھ ہی حادث ہوتے ہین اور روح سماوی
ابدان کے حدوث سے بہت زمانہ قبل سے موجود تھی اور روح بے جسد کے نہین رہسکتی جب بدن عنصری سے جدا ہوتی ہے
تو اوسے ایک جسد مثالی عالم برزخ مین ملجاتا ہے جسے بدن مکتسب کہا کرتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے من ورائہم
برزخ الی یوم یبعثون - یعنی اون کے پیچھے پردہ ہے جس دن تک اوٹھائے جاوین - عبدالرحمن نے اپنے باپ
کعب بن مالک سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر
تعلق بشجر الجنۃ رواہ احمد یعنی مومنون کی روحین سبز جانورون کے قالب مین بہشت کے درختون پر رہینگی -
ابو جعفر طوسی نے تہذیب الاحکام مین یونس بن طیبان سے نقل کیا ہے کہ ایک بار مین حضرت امام حسین کے پاس
بیٹھا ہوا تھا کہ اونھون نے پوچھا آدمی ارواح مومنین کے بارے مین کیا کہتے ہین مین نے جواب دیا کہ سب پرندون کے
پوٹون مین ہونگے قندیلون مین زیر عرش کے تلے فرمایا کہ سبحان اللہ آدمی اس سے بزرگ ہے کہ اوسکی روح پرند کے پوٹے
مین ہے تو اوسکی روح کو ویسا ہی قالب ملتا ہے جو قالب دنیا مین اوس کے لئے ہی کہ کہاتا
پیتا ہے - شیخ محی الدین نے فتوحات کے باب ۳۲۱ مین کہا ہے کہ وہ برزخ کہ روح بعد مفارقت بدن کے وہان
منتقل ہوتی ہی اوس برزخ سے جدا ہے جو درمیان عالم ارواح و عالم اجسام کے ہے اور اول کو غیب مجالی کہتے ہین
اور دوسرے کو غیب امکانی اور ایسے لوگ کہ غیب امکانی کا مشاہدہ کرین اور حوادث آیندہ سے واقف ہون

بہت ہین بخلاف غیب مجالی کے کہ مکاشفہ احوال سوتی کے بہت کم حاصل ہوتا ہے وصایاے فتوحات مین مذکور ہے
کہ شیخ ابو الربیع مالقی نے سنا تھا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ستر ہزار بار کلمۂ لا الٰہ
الا اللہ اور آتش دوزخ سے کسیکے آزاد ہونے کی نیت کرے تو وہ آزادی حاصل ہوجاتی ہے اور اونہون نے یہ ذکر کیا
تھا ایک آدمی اوسکو ضیافت مین لیگیا وہان ایک جوان صاحب کشف بہی موجود تھا کھانا کھاتے مین رو پڑا اور کہا اپنی ماں کو
دوزخ مین دیکھتا ہون ابو الربیع نے اپنے دل مین اوس ذکر کو اوسکی ماں کی نجات کا وسیلہ کیا جوان نے اوسی وقت
کہا کہ الحمد للہ میری ماں کو آتش دوزخ سے نجات ملگئی +

معاد کے باب مین اقوال

معاد کے باب مین زیادہ پانچ قولون سے ممکن نہین (۱) فقط معاد جسمانی کا ثبوت یہ قول اکثر متکلمین کا ہے جو تجرد
نفس ناطقہ کے منکر ہین (۲) معاد روحانی کا ثبوت یہ قول فلاسفۂ الٰہیین کا ہے (۳) معاد روحانی و جسمانی
دونون کا ثبوت یہ قول جمہور اہل سنت و اکثر متاخرین امامیہ اور بہت سے صوفیہ کا ہے اور یہ کہتے ہین کہ انسان اصل
مین نفس ناطقہ ہے اور یہی نفس مکلف مطیع و گناہگار ہے اور اوسی پر عذاب و ثواب ہوتا ہے اور بدن اسکا آلہ ہے
بدن کے خراب ہوجانے کے بعد باقی رہتا ہے جب خدا چاہے گا حشر کرے تو نفس کے لئے بدن متعلق کو پیدا کردے گا
اور نفس اوسمین تصرف کرے گا جیسے دنیا مین کرتا تھا (۴) نہ معاد جسمانی کے قائل ہین نہ معاد روحانی کے اور یہ قول
فلاسفۂ طبعیین کا ہے (۵) دونون باتون مین توقف یہ قول جالینوس سے منقول ہے اس لئے کہ اوس نے کہا تھا
مجھکو معلوم نہوا کہ نفس مزاج ہے کہ موت کے بعد معدوم ہوجاتا ہے اور اسکا اعادہ محال ہو یا جوہر ہے کہ فساد بدن کے بعد
باقی رہتا ہے اور معاد اوس کا ممکن ہے - یاد رکھو کہ فلاسفہ کا کلام قابل اعتبار نہین انکو سواے حیرت کے اور کچھ حاصل
نہین اور تحقیق یہ بات ہے جو انبیا نے بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ روح کا معاد بدن کے ساتھہ ہوگا اور دونون کو
برزخ اور حشر مین رحمت و زحمت پہونچے گی اس قول کے سوا جو کوئی قول ہے وہ باطل ہے امام رازی نے اربعین مین
کہا ہے المعتمد فی ھذہ المسئلۃ ھو انہ تعالیٰ عالم بجمیع الجزئیات والکلیات قادر علی جمیع
الممکنات فیکون لا محالۃ قادرا علی خلق الجنۃ والنار وعلی ایصال مقادیر الثواب والعقاب
الی المطیعین والمذنبین واما تفاصیل تلک الاحوال فلا یمکن معرفتہا الا من القرآن و
الاحادیث انتہی یعنی خداے تعالیٰ تمام جزئیات و کلیات کو جانتا ہے سارے ممکنات پر قدرت رکھتا ہے
تو ضرور اوسکو جنت و دوزخ کے ایجاد کرنے پر اور گناہگارون کو عذاب اور مطیع کو ثواب پہونچانا ہی قدرت ہے
مگر ان باتون کی تفصیل اللہ اور اوس کے رسول کے بیان کے سوا اور جگہ سے نہین معلوم ہوسکتی +

ایمان کی بحث اور اوس کے دورے

ایمان لانا اوس شئ پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیون پر نازل کی ہے دو قسم ہے **ایک** ایمان لانا آدمی کا اپنے رب کے بیان پر **دوسری** قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان اپنے رب کے بیان پر ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار مین جاے اوسوقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور مہمات ملکی کا حاکم کرے اور اوسکو بھیجے کہ رعایا کو ان احکام کی خبر کردے اور اوس کے بیان کے ذریعہ سے رعیت کو مکلف کرے اور وہ شخص یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اوسنے آنکھون سے خلعت دیتے دیکھا اور کانون سے سُنا جو بادشاہ نے فرمایا اور اوسے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر ایسے حاضر ہونے سے وزیر نہین ہو جاتے گا اور نہ لوگون کی طرف مبعوث ہو جاے گا لیکن دیکھکر مکلف ہو گیا اور مامور رہ گیا اور جو ایمان بالغیب لاے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندہا ہے اوسکو انکھیارے نے خبر دی کہ آفتاب چمکا اوس نے اس بات کا اس طرح یقین کر لیا کہ برعکس اوسکے اوسکے دل مین نہین بلکہ کوئی احتمال ضعیف بھی نہین ہے لیکن اوس کے دل کو یقین اوس آنکھون والے کے خبر دینے سے ہوا ہے اور کامل وہ آدمی ہے جسکو دونون قسم کا ایمان حاصل ہو ایسے شخص کو حق تعالیٰ سے اس طرح ارتباط ہوتا ہے کہ کوئی درمیان مین واسطہ نہین ہوتا اور اس ارتباط سے اوسپر وہ سب علوم مترشح ہوتے ہین جو اللہ نے اپنے نبیون پر نازل کئے اور اس نے اونپر یقین کیا کیونکہ اپنے رب کے بیان پر اوسکو ایمان تہا ایسے شخص کو اللہ اپنی حفاظت مین رکہتا ہے اور یہ شخص اس حفاظت الہی کو جانتا ہے اور اس بات کا خیال رکہتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو جہنم میرا ٹہکانا ہے اور وہ موافق اسکے علم الہی کا محقق ہے اور سوا اسکے اوس کے لئے تدلی ہے مقابل عوام کے جسکا کمال ایمان بالغیب ہے اور ایسا شخص شریعت کی حفاظت کرتا ہے مخبر صادق کی خبر پر یقین رکہتا ہے اور مخبر صادق کا مطیع و منقاد رہتا ہے۔ لیکن جب پہلی قسم کی ایمان کے نور چمکتے ہین تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہین۔

تنبیہ یاد رکھو کہ ایمان کے سات دورے ہین **پہلا دورہ** ایمان حقیقی ہے کہ اسے کہتے ہین کہ جس قدر شر اور برائیان بسبب طغیان قوت عاقلہ و عاملہ کے طبیعت مین ہون اونکو مٹا دینا اور رکن اسکا دو چیزین ہین ایک یہہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ عبادت مین کرے اور نہ استعانت مین۔ دوسری یہہ کہ بُری خصلتین چھوڑ دے اور عبادت پر نہایت رغبت کے ساتھ ثابت قدم رہے جب اس حالت کی بشاشت دل مین آجاتی ہے تو پہر نہین نکل سکتے اور اسمین ایمان کے کچھ اوپر ستر شعبے ہین جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے الایمان بضع وسبعون شعبة اعلیٰ ھا قول لا الہ الا اللہ وادنیٰ ھا اماطة الاذی عن الطریق یعنی ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخین ہین ان مین سے افضل لا الہ الا اللہ کا کہنا ہے اور کمتر اون مین سے یہ ہے کہ راستے مین سے ایذا کی چیزین دور کرے۔ اور یہ ایمان بڑہتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے **دوسرا دورہ** شرح صدر ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ نفس انسانی کا جوہر جذب الہی کے صدمہ کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور نشانی اسکی یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے اعراض کرکے عاقبت کی طرف متوجہ ہونا [illegible] بعض کو توحید محبت اور بعض کو دوام [illegible] میسر ہوتا ہے اور اس دورے کے تمام ہونے پر بعض [illegible] کو لطائف ستہ معلوم ہوتے ہین **تیسرا دورہ** [illegible]

دورہ تجلی

بخاریؒ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ میرا
قرب نوافل کے ساتھہ چاہتاہے یہان تک کہ میرا محبوب ہوجاتاہے تو مین اوسکے کان بن جاتا ہون جن سے وہ سنتاہی
اور اوسکی آنکھین ہوجاتا ہون جن سے وہ دیکھتاہے اور اوسکے ہاتھہ ہوجاتا ہون جن سے وہ پکڑتاہے اور اوسکے پاؤن
بن جاتا ہون جن سے وہ چلتاہے اور بخاری کی اس روایت کے سوا اورون نے یہ بھی روایت کیاہے اور اوسکا دل
ہوجاتا ہون جس سے وہ سمجھتاہے اور اوسکی زبان ہوجاتا ہون جس سے وہ کلام کرتاہے آور اسکا بھید یہ ہی کہ نفس ناطقہ
کا جوہر ٹوٹ جاتاہے اور یہ کئی طور پر ہوتاہے ۱۔ اللہ تعالیٰ نفس ناطقہ مین تجلی فرمائی خارج مین متحقق ہو اور یھہ مقام حضرت
غوث اعظم کا ہی ۲۔ جذب الہی کا ثبوت نفس کی سختی کا مقابلہ کرے یہان تک کہ اوسکو بالکل بیکار کردے سوای صورت
کے کچھہ اور اوس مین سے باقی نرہے یہ مقام خواجہ نقشبند کا ہے ۳۔ نفس کا تقرر ذات الہی مین نیست و نابود ہوجانا ہی اور
یہ بات روشن ہوجاے کہ نفس کا تقرر ذات الہی کی شرح اور نمونہ ہی اور یھہ حالت شیخ احمد ولی اللہ کو عطا ہوئی تہی اور
یہ مقام پرتو ہے حسین بن منصور حلاج کی معرفت کا اور اس مقام مین عبادت یہی ہے کہ حضوری حاصل ہوجاتی ہی یہی کا
نام تجلی ذاتی ہے **چوتھا دورہ** حکمت ہے اللہ تعالیٰ فرماتاہے ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ یعنی جسکو
حکمت ملی بہت خوبی ملی اور قرب وجودہی ہے اور کنہ اسکی یہ ہے کہ بندہ اپنی اوس ہیئت پر باقی رہتاہے جسپر اوسکا عین ثابتہ
ازل الآزال مین تہا یعنی اسکے موجود ہونے سے قبل جو علم اسکا اللہ کو تہا اور وہ صورت علمیہ اللہ سے قربت کی منزلت مین
تہی اور تمام برائیون اور گناہون سے پاک تہی سو اسی حال پر بندہ باقی رہتاہے اس مقام مین جب بندہ پہونچ جاتاہی
تو تمام علوم سابقہ حاصل ہوجاتے ہین اسماے الہی اور موجودات اور قرب باللہ اور شرع اور معاد اور عجائبات انسان
کے علوم منکشف ہوجاتے ہین اعلیٰ درجہ کی وجاہت اور شہرت عالم اور خلایق مین قبولیت میسر ہوتی ہی **پانچوان**
دورہ قرب فرایض ہی۔ حدیث قدسی مین جو آیاہے ماتقرب الی عبدی بشیئ احب الی الخ یعنی میرے
جس بندے نے فرایض کے ذریعے سے جو مجھکو بہت محبوب ہین میرا قرب حاصل کیا۔ اس حدیث مین اسی حدیث کی طرف
اشارہ ہے اور کنہ اسکی حق کا بندے کے عین ثابتہ مین تجلی وجوبی کے ساتھہ جو خارج مین متحقق ہے ظہور فرماتاہے اس مقام
مین بندے کا دل اور بدن دونون طاعت الہی کے لئے مستعد ہوتے ہین خیال غیر جاتا رہتاہے اور یہ لوگون کو
یہی مقام قرب الہی کے راستے دکھاتا ہی اللہ کے سوا دوسرون کی عبادت کرنے سے اونکو روکتاہے اور کسی کے ساتھہ
رابطۂ محبت باقی نہین رہتا مگر اللہ کے واسطے لوگون سے محبت رکھتاہے دنیاوی کامون اور غرضون کے لئے لوگون سے
غرض نہین رکھتا یہ مقام مرزا مظہر صاحب کا ہے **چھٹا دورہ** قرب ملکوت ہے اور ماہیت اس دورہ کی یہ ہی
کہ وہ مقام صادق آجاے جسنے اوس کے سینہ سے طلوع کیاہے یعنی تجلی الہی کہ اوسکے عین ثابتہ مین متحقق ہوئی ہی اون
کے ساتھہ متحقق ہو [illegible] ملائکہ مقربین و انبیاء مرسلین کے سینون سے طلوع کیاہے اور اون کے انوار و کمالات

اوسکے اندر ظاہر ہوئے ہین یہہ جو ابوہریرہؓ سے مسلم نے روایت کی ہے اذا اَحبّ اللّٰہ عبدا دعا جبریل فقال انی احب
فلانا فاحبہ الحدیث یعنی جب اللہ اپنے کسی بندے کو دوست رکہتا ہے تو پکارتا ہے جبریل کو اور فرماتا ہے کہ تحقیق
مین دوست رکہتا ہون فلان شخص کو تو بہی اوسکو دوست رکھ اسی دورے کی طرف اشارہ ہی **ساتوان دورہ**
کمال ہی حدیث شریف مین جو آیا ہے کَمُلَ مِنَ الرجال کثیر و لم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران و آسیۃ امرأۃ
فرعونَ و خدیجۃ بنت خویلد و فاطمۃ بنت محمدؐ (تیسیر الوصول جلد دوم قسم ثانی ذکر خدیجہ بنت خویلد رضی اللّٰہ
عنہا) یعنی مردون مین سے کامل بہت ہوئے عورتون مین سے کوئی کامل نہین ہوئی سوا ان چار کے ۱ بی بی مریم ۲ - آسیہ
زوجۂ فرعون - ۳ - بی بی خدیجہؓ ۴ - بی بی فاطمہؓ - اسی طرف اشارہ ہی اور ماہیت اس دورے کی یہ ہے کہ بندہ اون
کمالات کے ساتھہ متحد ہوجاے جو اوسمین پیدا ہوئے ہین اور زبان حال کے ساتھہ خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہو اور یہہ
دورۂ کمال گویا اون چھہ دورون کا مجموعہ ہے کہ سب ملکر یہہ کمال بندہ کو ہاتھہ آیا ہے اور صورت مقدسہ اوسپر فائض
ہوئی ہے - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا و انتہا اسی دورے مین سے تہی اور اس دورے کی یہ خاصیت ہے کہ جو شخص
اس دورے مین داخل ہوجاتا ہے وہ حقانیت کا لباس پہن لیتا ہے یعنی اوسکے سارے قوٰی و ملکات کا انتظام بگڑجاتا
ہے اور تمام صفات حق کا ظہور ہوجاتا ہے اوسکی ذات کی سب نسبتین جاتی رہتی ہین اوسمین اللّٰہ ہی اللّٰہ کا ظہور ہوتا ہے
یہان تک کہ اوس کے ساتہہ دوستی عین اللہ کے دوستی اور اوس کے ساتھہ دشمنی عین اللہ کے ساتھہ دشمنی ہوتی ہے
شیخ احمد ولی اللّٰہ کہتے ہین ولما ابتدأت بنا ھذہ الدورۃ وانا جالس بعد العصر کانہ سلب عنی
اللباس حتی صرت مجردا عریانا ثم حضر تجلی من تجلیات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقام
علی یساری والبست لباس الحقانیۃ فضاقت النسمۃ وقالت حقٌّ حقٌّ حقٌّ ثم اطمانت فکان
ھذا افاضۃ الحقانیۃ مجملاً ثم افیض الوابل المستدیم من فوقی و عن یمینی و عن شمالی و عن
یساری بما کلت الالسن عن نعتہ وضاقت الصدور عن وصفہ والحمد للّٰہ رب العالمین انتہی
یعنی جب مجھکو یہ دورہ شروع ہوا اوس وقت مین بیٹھا ہوا تھا عصر کا وقت گذر چکا تھا مجھے یہ معلوم ہوا کہ گویا میرا
لباس اوتر گیا اور مین ننگا ہوگیا پہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات مین سے ایک تجلی آئی اور میری الٹی جانب
کہڑی ہوگئی اور مین نے حقانیت کا لباس پہن لیا اس سے میری جان تنگی مین پڑگئی اور کہنے لگی حق ہے حق ہے
حق ہے پہر مجھے اطمینان حاصل ہوگیا تو حقانیت کا فیض مجملاً پہونچا تہا بعد اسکے فیض کی جہڑی بندہگئی کہ ہر ایک
طرف سے فیض پہونچنے لگا اور اس فیض کے حال اور وصف کا بیان کسی دل و زبان سے ممکن نہین ہے اور یہ کمال
اوسی شخص کو حاصل ہوسکتا ہے جو ظاہر و باطن مین رسول کا نہایت متبع ہو +

کبہی اللہ اپنے کسی دوست سے وعدہ کرتا ہے اور پہر اوس وعدہ کو پورا نہین کرتا

کبہی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالی کسی اہل اللہ سے پہر نہین ظاہر کرتا اوس کام کو اوس وعدہ کے موجب باوجودیکہ الہام الہی
حق ہے تو یہ بات اکثر لوگون کو تعجب مین ڈالتی ہے اور اس تعجب کے رفع کرنے مین مشایخ نے کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ اکثر
اوقات لطف الہی اس بندے پر ہوتا ہے کہ ایک اچہا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اوس کا انتظار کرتا ہے پہر
وہ وعدہ وفا نہین ہوتا تو یہ بندہ محنت کی محبت سے ترقی کرکے منعم کی محبت اختیار کرتا اور افعال کی حب کو چہوڑکر ذات وصفات
کی حب کی طرف مائل ہوتا ہے غرضکہ یہہ وعدہ وفا نکرنا عیب نہین ہے اللہ تعالی کی تنزیہ ہر عیب سے واجب ہے کیونکہ اکثر وفا نکرنا
بخل و غرور و فریب ہوتا ہے اور یہ عیب ہے اور اللہ تعالی عیب سے پاک ہے اور بندہ پر جب لطف منظور ہوتا ہے اور اوسکی
ترقی خداے پاک چاہتا ہے تو ایسا کرتا ہے پس اللہ کی طرف سے وعدہ وفا نہونا بندے کے تقرب و ترقی کا سبب ہے
تو یہ صفت کمال ہوئی اور اسکے لئے بہت سی نظیرین موجود ہین اون مین سے ایک نظیر یہ ہے کہ کسی لفظ کو عبارت مین
اوسکے محل کے واسطے ضرورت رعایت قافیہ کے مقدم و موخر کردیا جاتا ہے اسی طرح جب کسی لفظ کے حقیقی معنی لینے مین
خوبی اور عمدگی نہین ہوتی تو اوسکی جگہہ مجاز کو استعمال کر لیتے ہین پس ہم اگر دونون باتون کو قرآن شریف کی عبارت
مین پاوین اور ان باتون کو اضطرار اور عدم قدرت پر حمل کرین تو یہ عیب ہے اور اگر ہم یہ سمجہین کہ قرآن شریف لغت
قریش مین نازل ہوا ہے اور اونکے محاورہ مین تقدیم و تاخیر بسبب رعایت قافیہ و فاصلہ کے جایز ہے یا مجاز کو خوشی ہی
کے لئے استعمال کرتے ہین اور قرآن لغت قریش مین نہایت فصاحت و بلاغت کے درجہ پر نازل ہوا ہے اور یہ باتین
اوس مین محاورہ کی مناسبت کی وجہ سے رکہی گئی ہین اضطرار کی وجہ سے نہین بلکہ یہ اون پر لطف ہے کیونکہ اون کے
لغت مین ہے جیسے وہ جانتے ہین تاکہ اوسمین غور کرین جس قدر غور کرنے کا حق ہے تو یہ صفت کمال ہے غرضکہ مشایخ
نے یون توجیہ کی ہے +

سلسلۂ پیران طریقت کے جدا جدا ہونے کا بیان

یاد رکہو کہ پیران طریقت بطور مجتہدان شریعت کے ہین یعنی جیسے مقصود اصلی مجتہدان شریعت کا قرآن و حدیث سے مسایل
شریعت کا نکالنا ہے جس مین لوگ حلال و حرام اور نیک و بد سے واقف ہووین اور ہر ایک کا طریقہ احکام نکالنے کا جدا
اور فہم جدی اور اون کے زمانے کے لوگ جدے ہین اس سبب سے اختلاف واقع ہوا اور فی الحقیقت اختلاف نہین
ایسے ہی پیران طریقت کا مقصود اصلی تحصیل نسبت اور وصول الی اللہ اور طریقہ اوسکا موافق اللہ جل شانہ اور
اوس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کرنا ہے پس ہر ایک نے مطابق اوس امر الہی کے جو اوس کی طرف
متوجہ ہوا اور جو نسبت اوسپر وارد ہوئی اور جیسے لوگ دیکہے طریقہ تحصیل نسبت اور وصول کی تعلیم کا شروع کیا اسی
جہت سے طریقے پیران طریقت کے مختلف ہوئے اور جو اس طریقے مین کامل مقرر کرنے والا اذکار و اشغال کا ہوا
اوسکی طرف نسبت ہوئی شیخ بہاء الدین بن ابراہیم شطاری نے ایک رسالہ مشرب شطار کے بیان مین لکہا ہے

اوس ہین کہتے ہین الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلق ۔ یعنی طریقے اللہ کی طرف پہونچنے کے اتنے ہین جتنی خلق کی سانسین ہین ۔ یہ ۱۴ طریقے جنہین ۱۴ خانوادے بہی کہتے ہین اصل سب طریقون کی ہین ۔ مناقب الاولیا مین کہا ہے کہ حسن بصری ان چودہ خانوادون کے پیر ہین اس لئے کہ حبیب عجمی اور عبدالواحد بن زید دونون اونکے خلیفہ ہین سو نو خانوادے حبیب سے توسل رکہتے ہین اور پانچ عبدالواحد سے اور مالک دینار بہی اون کے خلیفہ ہین ۔

تنبیہ نسبت دو طور پر ہوتی ہی ۱ نسبت صحبت کی کہ من وعن عالم شہادت مین ثابت ہوتی ہے ۲ نسبت اولیسیت کی اور یہ روحی فیض ہوتا ہے اور اولیسیت کی نسبت بہی قوی اور صحیح ہے ایسے شخص کو اولیسی کہتے ہین جیسے شیخ علی فارمدی کو بہت سے مشائخ سے نسبت صحبت حاصل ہے جن مین سے دو بہت بڑے کامل ہین ایک ابو القاسم قشیری رسالہ قشیریہ کے مصنف اور دوسرے ابو القاسم کرگانی اور شیخ علی فارمدی کو روحی فیض ابو الحسن خرقانی سے ہے اور اون کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور اونکو امام جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے چنانچہ رسالہ قدسیہ مین خواجہ محمد پارسا نے ذکر کیا ہے ۔

(۱) **خانوادہ زیدیان** ۔ یہ طریقہ خواجہ عبدالواحد بن زید سے نکلا ہے یہ بزرگ حسن بصری کے خلیفہ تہے اور حضرت کمیل بن زیاد مرید امیر المومنین حضرت علیؓ سے تربیت اور خرقۂ خلافت پایا تہا یہ خواجہ کمیل اور حسن بصری اون چار بزرگون مین سے ہین جو چار پیر کہلاتے ہین اور باقی دو پیر حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام ہین ۔

(۲) **خانوادۂ عیاضیان** ۔ یہ خانوادہ خواجہ فضیل بن عیاض خلیفہ خواجہ عبدالواحد کی طرف منسوب ہے

(۳) **خانوادہ ادہمیان** ۔ اس خانوادہ کے مربی ابراہیم ادہم مرید خواجہ فضیل عیاض ہین جنہین سید الطائفہ جنید بغدادی مفاتیح القلوب کہتے تہے اور امام ابو حنیفہ مولانا و سیدنا ابراہیم کہا کرتے تہے لوگون نے اون سے کہا کہ آپ جب ہمیشہ حق کے ساتہہ مشغول رہتے ہین تو حدیث کیون نہین پڑہا کرتے جواب دیا کہ صرف ایک اس حدیث سے ابہی تک فارغ نہین ہوا ہون ترک الدنیا رأس کل عبادۃ مگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتہ کتب احادیث مین مروی نہین ہے شاید بالمعنی آئی ہو حذیفہ مرعشی انکے خلیفہ تہے ۔

(۴) **خانوادۂ ہبیریان** ۔ اسکے منشا خواجہ ہبیرۃ البصری ہین جو مرید اور خلیفہ حذیفہ مرعشی کے تہے

(۵) **خانوادۂ چشتیان** ۔ یہ خانوادہ خواجہ علو ممشاد دینوری چشتی سے ملتا ہے اور خواجہ علو ممشاد دینوری کو خرقہ خواجہ ہبیرہ بصری سے پہونچا ہے ۔ دینور کے رہنے والے تہے ۔ بغداد مین نشو و نما پایا نام ان کا خواجہ علو ہے اور لقب کریم الدین منعم ۔ اقتباس الانوار مین لکہا ہے کہ ممشاد دینوری اور خواجہ علو ممشاد دینوری ایک ہین اور مرآۃ الاسرار مین دونو کو علیحدہ علیحدہ لکہا ہے اور انتباہ مین کہا ہے کہ مشائخ چشتیہ کے شجرون مین شیخ علو ممشاد دینوری لکہتے ہین اور اوسکا مقتضی یہ ہے کہ شیخ ممشاد و شیخ علو ایک شخص ہوا و بعضون

کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ اس سلسلہ مین شیخ علو ہے اور وہ ممشاد سے جدا ہین علو بکسر عین مہملہ و سکون لام ہی ابتدا اس
خانوادہ کی خواجہ ابو اسحاق سے ہے جو علو دینوری کے خلیفہ تھے جب ملک شام سے خواجہ ابو اسحاق اپنے پیر کی خدمت مین
مرید ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے تو اونھون نے دریافت کیا کہ تمہارا کیا نام ہے عرض کیا ابو اسحاق شامی حضرت علو دینوری
نے فرمایا کہ آج سے تمکو چشتی کہا کرینگے تم چشت کے خواجہ ہو پھر مرید کرکے اور خرقۂ خلافت دیکر چشت مین رہنے کا حکم دیا یہ
قصبۂ چشت مین جاکر رہے جو دو منزل ہرات سے درۂ کوہ مین واقع ہے اور اب اوسکو شاقلان کہتے ہین اور خواجہ
ابو احمد ابدال نے کہ مشایخ چشت کے سرخیل ہین اون سے صحبت اور تربیت حاصل کی اور ہندوستان مین طریقۂ
چشتیہ کے امام خواجہ بزرگ سید معین الدین بن سید غیاث الدین سنی حسینی سنجری ہین یہ اول اون اولیاء اللہ مین سے
ہین جنھون نے اقلیم ہند مین سلسلۂ ولایت قایم کیا بزرگان چشت کا ولایت ہند کی گردن پر بڑا حق ہے اس لیے
کہ سلطان محمود غزنوی نے حضرات چشتیہ ہی کی ہمت بلند ہانے سے ہندوستان پر غزا کے لیے کمر ہمت باندہی تھی اور
غزائے سومنات مین خواجہ محمد بن خواجہ ابو احمد چشتی بنفس نفیس سلطان کے ساتھ ہندوستان کو آئے خواجہ معین الدین
سنہ ۵۸۳ھ مین اجمیر مین پرتہی راج کے عہد مین آئے تھے اور اونہین کی بددعا کی وجہ سے سلطان شہاب الدین غوری
کے ہاتھ سے پرتہی راج شکست پاکر اسیر ہوا اور اس زمانہ سے اسلام نے ہندوستان مین استحکام پایا اور کفر کی جڑ
اوکھڑنے لگی اس لیے حضرت خواجہ کو ساتوین صدی کا مجدد کہتے ہین۔ خواجہ صاحب کو خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت
تھی اور اونکو حاجی شریف زندنی سے اونکو خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے اون کو اپنے والد خواجہ یوسف بن محمد
بن سمعان چشتی سے اون کو اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی سے اونکو اپنے والد خواجہ ابو احمد ابدال چشتی سے اون کو خواجہ ابو
اسحاق شامی سے اور خواجہ صاحب کو سنجری اس لیے کہتے ہین کہ سیستان کے رہنے والے تھے سنجری بکسر سین مہملہ و
سکون جیم و رائے معجمہ منسوب ہے سجستان کی طرف جو معرب ہے سیستان کا۔ شفاء العلیل مین لکھا ہے چشتیون کے یہان
ایک نماز ہے جسکو صلوٰۃ المعکوس کہتے ہین ہمنے سنت مصطفویہ اور اقوال فقہا سے ایسی اصل اوسکی نہین پائی جس سے ہم
اوسکی تقویت کرین اسی لیے ہمنے اوسکو ذکر نہین کیا اور علم اوسکے جواز اور عدم جواز کا خدا کے نزدیک ہے چشتیہ کے
یہان ایک اور نماز ہے کہ اوسکو صلوٰۃ کن فیکون کہتے ہین اس لیے کہ مطلب برآری مین اوسکی تاثیر نہایت جلد اور قوی
ہے اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ جسکو سخت حاجت پیش آوے تو چاہیے کہ چارشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کی راتون مین
دو رکعتین ادا کرے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ ایکبار اور قل ہو اللہ سو بار پڑہے اور دوسری رکعت مین سو بار اور قل
ہو اللہ ایکبار اور سو بار یون کہے اے دشوارون آسان کرنے والے اور سو بار یون کہے اے اندھیرون کے روشن
کرنے والے اور سو بار استغفار کرے اور سو بار درود پڑہے اور حق تعالیٰ سے دعا کرے بحضور قلب پھر جب تیسری
رات ہو تو یہی کرے [illegible] پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے اوتارے اور اپنی آستین کو گردن مین ڈالے اور روئے

اور حق تعالیٰ سے دعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاءاللہ دعا اوسکی مستجاب ہوگی - مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے حاشیہ مین فرمایا ہے کہ بعضے ناواقفون نے اعتراض کیا ہے کہ آستین گردن مین ڈالنا کیونکر جایز ہوگا حالانکہ ادعیہ ماثورہ مین یہ ثابت نہین ہم جواب دیتے ہین کہ چادر کا الٹنا پلٹنا نماز استسقا مین رسول علیہ السلام سے ثابت ہے تاکہ حال عالم کا بدل جاوے تو اسی طرح آستین گردن مین ڈالنا امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے یا اظہار گردش حال کے حصول مقصود سے کیونکر ناجایز ہوگا +

(٦) **خانوادۂ عجمیان** - یہ خواجہ حبیب عجمی سے ملتا ہے جو خواجہ حسن بصری کے خلیفہ تھے -

(٧) **خانوادۂ طیفوریان** - یہ بایزید بسطامی سے ملتا ہے جن کا نام طیفور ہے ابویزید بسطامی اصحاب رائے یعنی قیاس و اجتہاد مین سے تھے مگر اس وجہ سے کہ اونپر دروازہ ولایت کھل گیا اوسمین مذہب چھپ گیا امام جعفر صادق کے خادم تھے شیخ الاسلام ابواسمٰعیل انصاری ہرویؒ نے کہا ہے کہ بایزید پر ڈھیرون جھوٹ باندہا ہے ایک یہ کہ مین آسمان پر چڑہا عرش پر ٹھرا -

(٨) **خانوادۂ کرخیان** جو خواجہ معروف کرخی سے ملتا ہے - معروف کرخی کا شمار صوفیہ کے اول طبقہ مین ہے سنہ دوسو مین انتقال کیا ہے - نواب صدیق حسن خان نے تقصار مین سعدیؒ کا یہ شعر لکھا ہے ؎

شنیدم کہ در کرخ تربت بسے ست + بجز گور معروف معروف نیست + پہر کہا ہے اما جامی قبر او در بغداد نوشتہ مین کہتا ہون کہ کرخ بغداد کا ایک محلہ ہے کوئی بغداد سے علیحدہ بستی نہین معروف نے بہت سے پیرون سے فیض حاصل کیا ہے اون مین سے اعلیٰ درجہ کے دو شخص ہین ایک امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام دوسرے داؤد طائی جنکا ١٦٥ھ مین انتقال ہوا داؤد طائی نے حبیب عجمی کی صحبت پائی تہی اور حبیب نے حسن بصری کی اور حسن بصری نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اوٹھائی تہی جن مین سے ایک انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین +

(٩) **خانوادۂ سقطیان** - جو خواجہ سری سقطی مرید و خلیفہ معروف کرخی سے ملتا ہے +

(١٠) **خانوادۂ جنیدیان** - جسکے سرحلقہ جنید بغدادی ہین جو اپنے ماموں سری سقطی کے مرید تہے -

(١١) **خانوادۂ گازرونیان** - جو خواجہ ابواسحاق گازرونی سے ملتا ہے اور یہ مرید و خلیفہ عبداللہ خفیف کے تہے اور وہ خواجہ محمد رویم کے مرید و خلیفہ تہے اور وہ خواجہ جنید بغدادی کے -

(١٢) **خانوادۂ طوسیان** - یہ خانوادہ علاء الدین طوسی کی طرف منسوب ہے کہ شیخ وجیہ الدین ابوحفص بن عمر بن عمویہ کے مرید تہے +

(١٣) **خانوادۂ سہروردیان** یہ خانوادہ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقادر سہروردی مؤلف کتا

آداب المریدین سے شروع ہوا ہے یہ مرید شیخ وجیہ الدین ابو حفص کے تھے جو چار واسطے سے جنید کے مرید ہین اور شیخ ابو نجیب شیخ احمد غزالی سے بھی خرقہ خلافت رکھتے تھے جو پانچ واسطہ سے ابو حفص عمر بن محمد عمری کے مرید ہین شیخ ابو نجیب کا انتقال ۵۶۳ھ مین ہوا ہے شیخ شہاب الدین سہروردی ان کے بھتیجے اور مرید تھے اور فرقہ سہروردیہ کا طریق ہندوستان مین مخدوم بہاء الدین زکریا مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی جہت سے شائع ہوا ہے اور خراسان مین شیخ نجیب الدین علی بن بزغش (بضم باے موحدہ وسکون زاے معجمہ وضم غین معجمہ وسکون شین معجمہ) مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کی جہت سے پہیلا ہے عوارف المعارف و رشف النصائح واعلام التقی وغیرہ شیخ شہاب الدین کی تصنیفات سے ہین اوراد و اشغال و اعمال اس طریقہ کے عوارف المعارف مین لکہے ہوئے ہین اور کتاب الوصایا القدسیہ مؤلفہ شیخ زین الدین خوافی مین بعض آداب اس طریقہ کے مذکور ہین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے اون کے حق مین فرمایا تہا انت آخر المشہورین بالعراق تصوف مین عوارف بہی نہایت عمدہ کتاب ہے شیخ سعدی شیرازی ان کے مرید تہے ان کے حق مین کہتے ہین۔

مرا پیر دانا ے مرشد شہاب ۔۔۔ دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش ۔۔۔ دگر آنکہ بر غیر بد بین مباش

سعد الدین حموی سے کسی نے پوچہا کہ ابن عربی کو کس طرح پایا کہا کہ بحر مواج ہے اسکی انتہا نہین پہر سائل نے کہا سہروردی کو کیسا پایا جواب دیا کہ نور متابعت حضرت رسالت پناہ سہروردی کی پیشانی مین چمکتا ہے ان کا انتقال ۶۳۲ھ مین ہوا تہا اور شہاب الدین مقتول سہروردی اور ہین اور یہ مولانا شمس الدین تبریزی کے مرید تہے حکمت مشائیان و اشراقیان مین متبحر تہے جب حلب مین پہونچے تو ملک ظاہر بن ملک صلاح الدین ان کے معتقد ہو گئے اس بات سے فقہا کو حسد پیدا ہوا اور اون کے خلل عقیدے پر فتویٰ دیکر ۵۸۶ھ یا ۵۸۷ھ یا ۵۹۹ھ مین قتل کرا دیا۔

(۱۴) **خانوادۂ فردوسیان** یہ خانوادہ شیخ نجم الدین کبریٰ کی طرف منسوب ہے جو شیخ وجیہ الدین کے اشارہ سے ابو نجیب سہروردی کے مرید ہوئے اور اونہین سے خرقہ خلافت پہنا شیخ نے فرمایا کہ تم مشائخ فردوس ہو اوس دن سے خانوادۂ فردوسیان پیدا ہوا۔ یہ بیان مطابق انوار العارفین کے ہے اور تاریخ سرجان ملکم مین بہی مذکور ہے کہ فردوسیہ مریدان نجم الدین فردوسی ست واو خلیفۂ ابو نجیب سہروردی ست۔ اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکہا ہے کہ شیخ مقتدا نجم الحق والدین ابو الجناب احمد بن عمر بن محمد خوارزمی خیوقی معروف بالکبریٰ شہید ولی تراش کو دو جہتون سے سلسلہ تصوف مین خلافت حاصل ہے ایک تو اونہون نے شیخ عمار بن یاسر کی صحبت پائی اور اون ہی سے تصوف کو حاصل کیا اونہون نے شیخ ابو نجیب عبد القاہر بن عبد اللہ سہروردی سے کہ ممشاد دینوری مرید جنید بغدادی تک یہ سلسلہ پہونچتا ہے اور دوسری جہت سے یہ کہ اونہون نے صحبت پائی اور اصل خرقہ پہنا اور طریقہ

حاصل کیا شیخ اسمٰعیل قصری مرید محمد بن مالکیل سے (بہ سکون لام وکسر کاف وسکون یائے تحتانی اور بعض نسخون مین بجائے لام اول نون ہے) جن کا سلسلہ شیخ کمیل بن زیاد تک پہونچتا ہے اور خرقہ اصل سے مراد یہ ہے کہ تبرک کی جہت سے تہے علوم ظاہری مین محی السنۃ کے شاگرد رشید تہے اور طلب علم کے زمانہ مین جسکے ساتھ مناظرہ کرتے اوپر غالب آتے اس لئے لوگ اونکو طامۃ الکبریٰ کہنے لگے جسکے معنی بڑی آفت کے ہین اور یہ لقب اس آیت سے ماخوذ ہے فاذا جاءت الطامۃ الکبریٰ پہر لفظ طامہ تو گر گیا اور فقط کبریٰ رہگیا اور ان کے طریقہ کو کبرویہ کہا کرتے ہین اور ولی تراش اس لئے انکا نام ہے کہ غلبۂ حال مین جسپر نظر ڈالتے ولی ہوجاتا۔ ابو الجناب نون کی تشدید سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خطاب دیا تہا اس طریقہ کے شعبے بہت ہین اون مین سے بہت مشہور ترکستان و کشمیر وغیرہ مین سید علی ہمدانی کا شعبہ ہے اور بہت نادر اوسکا خرقہ کبرویہ خواجہ نقشبند کی جہت سے ہے شیخ کے مرید بہت تہے مگر اون مین سے چند مریدیگانۂ عصر گذرے ہین جیسے شیخ مجد الدین بغدادی و شیخ سعد الدین حموی و شیخ بابا کمال جندی و شیخ رضی الدین علی لالا و شیخ سیف الدین باخرزی و شیخ نجم الدین رازی و شیخ جمال الدین گیلی۔

ان خانوادون سے چالیس اور خانوادے پیدا ہوگئے ہین اون مین سے جسقدر مشہور ہین وہ بیان ہوتے ہین۔

(۱) **خانوادہ قادریہ غوثیہ** یہ خانوادہ حضرت شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی کی طرف منسوب ہے اور لقب قادریہ کے بہت سے شعبے ہین اور بہت پکا طریقہ اہل حدیث کے نزدیک شعبہ اکبریہ ہے شیخ محی الدین ابن عربی کی جہت سے اور عوام مین بہت مشہور شعبہ جیلانیہ ہے سادات ملتان کی جہت سے اور ہند مین بہت مشہور طریقہ قادریہ کا شعبہ ... ہے اور کتاب غنیۃ الطالبین وفتوح الغیب ومجالس ستین مین اصل طریقہ انکا مفصل مذکور ہے اور مجالس ستین حضرت شیخ جیلانی کے ملفوظات ہین اور حضرت شیخ اپنے وقت کے مجدد تہے چنانچہ ابن رجب حنبلی کے طبقات مین سنہ نوسو کے اخیر تک کے مجتہدین ومجددین مثل ابن تیمیہ حافظ ابن القیم اور ابن قدامہ مقدسی اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ کا ذکر بہت بسط کے ساتھ لکہا ہے۔ اور حضرت غوث اعظم کو طریقہ ابو سعید مخرمی (بضم میم وتشدید رائے مہملہ) سے ملا ہے اونکو ابو الحسن قرشی سے اون کو ابو الفرح طرطوسی سے اون کو ابو الفضل عبد الواحد تمیمی سے اونکو اپنے باپ شیخ عبد العزیز تمیمی سے اون کو ابو بکر شبلی سے اور اونکو جنید بغدادی سے اور جو بعضے شجرہ نویس حضرت غوث اعظم کے لئے سلسلہ نسب کا ثابت کرتے ہین اوس مین بقول مؤلف انتباہ جائے گفتگو ہے اس لئے کہ کوئی ایسا قرینہ نہین پایا جاتا کہ باطن کی ترتیب اس سلسلہ مین ہوئی ہو۔

(۲) **خانوادہ یسویہ** اس خانوادے کی ابتدا حضرت خواجہ احمد یسوی پیر ترکستان سے ہے جو خواجہ ابو علی فارمدی کے خلیفہ سوم ہین جن کا سلسلہ جنید بغدادی تک پہونچتا ہے۔ رشحات مین لکہا ہے کہ ترک انکو اتا یسوی کہا کرتے تہے یسی ایک شہر ہے ترکستان مین اوس کے باشندے ہین۔

(۴۴) **خانوادۂ نقشبندیہ** - اسکا ظہور خواجہ بہاء الدین نقشبند محمد بن محمد بخاری سے ہوا اون کے پیر محمد بابا سماسی ہین اور خواجہ نقشبند محمد بابا سماسی کے خلیفہ میر سید محمد کلال کی صحبت مین رہے ہین اور خواجہ محمد بابا سماسی کے پیر خواجہ علی رامیتنی ہین جنکا لقب اس سلسلہ مین عزیزان ہے اون کے پیر خواجہ محمود ابو الخیر فغنوی اور اون کے پیر خواجہ ریوگری اور اون کے پیر خواجہ عبد الخالق غجدوانی ہین اور اون کے پیر خواجہ یوسف ہمدانی ہین اور اون کے پیر خواجہ علی فارمدی ہین اور کئی واسطے سے جنید بغدادی کے مرید ہین عبد الخالق غجدوانی کے وصایا مشہور ہین جنپر شیخ خوب اللہ الہ آبادی نے شرح لکھی ہے سنہ ۷۹۱ھ مین خواجہ نقشبند کا انتقال ہوا تھا خواجہ محمد پارسا و یعقوب چرخی اون کے خلفا مین سے ہین - طریقۂ نقشبندیہ مطابق کتاب و سنت کے ہے جنکا ثبوت قطعی ہے اور جو کچھ منطبق قطعی پر ہو وہ بھی قطعی ہے پس یہہ طریقہ قطعی ہے - یہ طریقہ قرن اولی کے مشابہ ہے کہ جس مین بالکل تصرف نہین ہوا ہے - اسی وجہ سے حضرت مجدد نے فرمایا ہے کہ قیامت تک ہمارا طریقہ رہیگا بشرطیکہ اوس مین کوئی بدعت کی بات مل نہ جائے مولوی روم فرماتے ہین

شعر ؎ تو نقش نقشبندان را چہ دانی + تو شکل پیکر و جان را چہ دانی + ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست + حقائقہای ایمان را چہ دانی

مولوی جامی رہ : شعر ؎ قدر مل و گل بادہ پرستان دانند + نے خودمنش و تنگدستان دانند + از نقش توان لبہوسے بے نقش شدن + این نقش غریب نقشبندان دانند + طریقۂ نقشبندیہ کے بھی بہت سے شعبے ہین ملک ہندوستان مین دو جہت شائع ہین ایک تو خواجہ محمد باقی کی جہت سے اور دوسرا میر ابو العلی اکبر آبادی کی جہت سے اور ما ورا النہر مین مخدوم اعظم مولانا خواجگی کی جہت سے مشہور ہے اور ان سب مین بہت مشہور بموجب تصوف کے رسالون کے اور اشغال قوم کے بیان مین شعبہ جامیہ ہے اور پھر خواجہ محمد باقی کی جہت سے بہت سے شعبے ہین اون مین سے دو شعبے بہت مشہور ہین ایک شعبہ شیخ محمد معصوم خلف شیخ احمد سرہندی کا جو اپنے باپ سے بیعت رکہتے تھے اور دوسرا شیخ آدم بنوری خلیفہ شیخ احمد سرہندی سے جو خواجہ محمد باقی کے مرید و خلیفہ تھے اور ان دونون شعبون مین ایسے اشغال ہین جو متقدمین کے طریقے مین نہ تھے - شیخ تاج الدین سنبہلی خلیفہ خواجہ محمد باقی کا ایک رسالہ ہے مختصر اشغال نقشبندیہ مین اوسمین لکہا ہے کہ حضرات نقشبندیہ کا عقیدہ وہی ہے جو عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے اور طریقہ اون کا یہہ ہے کہ ہمیشہ عبودیت مین رہین جو بغیر اداے عبادات کے متصور نہین اور وہ عبارت ہے اس سے کہ ہمیشہ حق تعالی کے خیال مین رہے جبکا شعور بالکل جاتا رہے بلکہ اس بات کا بھی ذہول ہو جائے کہ مجھکو وجود حق کے ساتھہ حضوری حاصل ہے - اور یہ سعادت عقلی بغیر جذبۂ الہی کے حاصل نہین ہو سکتی اور طریق جذبہ مین کوئی جہت قوی سبب نہین سوا ایسے شخص کی صحبت کے جسکا سلوک بطریق جذبہ کے ہو شیخ ابو علی دقاق نے کہا ہے کہ وہ درخت خود بخود اوگتا ہے اوس سے پہل نہین حاصل ہوتا اور جو اوس مین پہل لگتا ہے تو اوس مین لذت نہین ہوتی اور سنت الہی اس بات پر جاری ہے کہ ہر ایک کام کسی سبب کے ذریعہ سے ہو جیسے ظاہر توالد و تناسل بے ماں اور باپ کے نہین حاصل ہوتا اسی طرح توالد معنوی کا حاصل ہونا بغیر مرشد کے مشکل ہے اور طریقہ وصول الی

سکے بطور حضرات نقشبندیہ سکے تین ہین **پہلا طریقہ** ذکر ہے اور **دوسرا طریقہ** وصول کے سبب اور معرفت کے
حصول مین بہت آسان اور بہت قریب ہے اور توجہ اور مراقبہ ہے اور **تیسرا طریقہ** صحبت ہے اوس شیخ سے جو مشاہدہ
کے مقام کو پہونچا ہوا ہے اور تجلیات ذاتیہ سے متحقق ہوا ہے اور مشایخ نقشبندیہ کی چند اصطلاحات ہین جن پر نقشبندیون کے
طریقے کی بنا ہے بعضے کلمون مین تو اون کے اشغال کی طرف اشارہ ہے اور بعضون مین اون کی تاثیر کی شرطون کی جانب
اشارہ ہے اور وہ یہ ہین ۱۔ ہوش در دم۔ ۲۔ نظر بر قدم۔ ۳۔ سفر در وطن ۴۔ خلوت در انجمن ۵۔ یاد کرد۔
۶ بازگشت۔ ۷ نگہداشت ۸ یادداشت۔ یہ آٹھ کلمے خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے منقول ہین اور اون کے بعد تین
اصطلاحین خواجہ نقشبند سے مروی ہین ۱ وقوف زمانی ۲ وقوف قلبی ۳ وقوف عددی۔

ہوش در دم کے معنی یہ ہین کہ ہر سانس کے ساتھ بیدار اور ہوشیار رہے خیال رکھے کہ نہ غفلت سے کوئی سانس
داخل ہو اور نہ غفلت سے کوئی سانس نکلے۔

نظر بر قدم سے یہ مراد ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ اوسکی نظر قدم پر ہو شہر مین چلے پھرے یا جنگل مین پھرے اسلئے کہ اوسکی
نظر متفرق نہو جاوے اور جسے نہ دیکھنا چاہیے اوسے نہ دیکھے اس لئے کہ نقوش مختلفہ کا دیکھنا اور تعجب انگیز رنگون پر نظر کرنا
سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے اور راہ سے روکتا ہے جس کی وہ طلب مین ہے اور نظر ہی کے حکم مین ہے لوگون کی آواز
اور اون کی باتون کی طرف کان لگانا اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ سالک کی نظر اول ہی مرتبہ سلوک کی انتہا پر ہو یعنی فقط
حضرت ذات کی طرف اوسکی نظر ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ معنی ہون جو شیخ ادہم نے فرمایا ہے ادب المسافر
ان لا یجاوز ہمتہ قدمہ یعنی مسافر کا ادب یہ ہے کہ اوسکی ہمت کا قدم پیچھے نہ پڑے۔

سفر در وطن کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی طبیعت بشری مین سے سفر کرے یعنی بری صفتون کو چھوڑ کر اچھی اختیار
کرے اور بعضون نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غیب کو شہادت مین دیکھے۔

خلوت در انجمن اسے کہتے ہین کہ سالک بظاہر خلقت کے ساتھ ہو اور باطن مین خالق کے ساتھ ہاتھ کام مین ہو
اور دل حق کی طرف رجوع ہو۔ بزرگون نے کہا ہے کہ اس طریقہ مین جمعیت ہے مجلس مین اور تفرقہ ہے خلوت مین۔

یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اوس ذکر کی تکرار رکھے جسکو مرشد سے سیکھا ہے یہان تک کہ حق جل شانہ کی حضوری
حاصل ہو جاوے۔

بازگشت رجوع کرنا اور پھرنا مراد اس سے یہ ہے کہ تھوڑے سے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف
رجوع کرے اور اللہ سے یون دعا کرے کہ اے رب میرے تو ہی میرا مقصود ہے مینے دنیا اور آخرت کو تیرے ہی لئے
چھوڑا اپنی نعمت کو مجھپر پورا کر اور وصال اپنا مجھکو نصیب فرما۔

نگاہداشت عبارت ہے اس رجوع کی حفاظت سے۔

یاد داشت ذکر مقدس کے ریہان کا نام ہے جو بلا ذریعہ تخیلات اور الفاظ کے ہو۔

وقوف زمانی سالک جب سلوک کے درمیان مین آوے تو چاہیے کہ اپنی ذاتکا تہوڑی دیر مین تفحص کرتا رہے اس طرح کہ ہر ساعت کے بعد تامل کرے کہ اس ساعت مین غفلت آئی یا نہین سو اگر غفلت آگئی ہو تو استغفار کرے اور آیندہ کو اوسکے چہوڑنے کا ارادہ کرے اسی طرح مدام تفحص کرتا رہے یہان تک کہ دوام حضور کو پہونچ جاوے

وقوف عددی یعنی ذکر قلبی مین تعداد کی رعایت مدنظر رکہے اور خیال رکہے کہ اوس کے دل نے کتنی بار ذکر کیا ہے تاکہ اس خیال مین مبتلا ہونے سے متفرق خطرے نہ آوین۔

وقوف قلبی اس سے مراد ہے کہ قلب اللہ جل شانہ کے ساتہ ایسی وجہ سے حاضر اور ہوشیار رکہے کہ دل کو غیر حق سے کچہ غرض نہو اور یون بہی کہا ہے کہ ذاکر اپنے قلب سے واقف ہو یعنی ذکر کے درمیان قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو جسکو مجازاً قلب کہتے ہین اور بائین طرف پستان کے مقابل ہے اور دل کو ذکر سے اور ذکر کے مفہوم سے مہمل اور بیکار نہ چہوڑے ذکر سے دفع غفلت مقصود ہے اور یہ حاصل نہین بدون وقوف قلبی کے۔

اور نقشبندیہ مین طریقہ **احمدیہ** حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی خلیفہ خواجہ محمد باقی باللہ بن قاضی عبد السلام سے علاقہ رکہتا ہے اور خواجہ محمد باقی باللہ نے خواجہ امکنگی سے اونہون نے مولانا درویش محمد سے اونہون نے مولانا زاہد سے اونہون نے خواجہ عبید اللہ احرار سے اونہون نے مولانا یعقوب چرخی اور خواجہ علاء الدین عجدوانی سے اور ان دونون بزرگون نے بلا واسطہ و بواسطہ خواجہ نقشبند سے صحبت پائی اور خلافت حاصل کی اور شیخ احمد صاحب کے فضل و کمال کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مرزا مظہر جان جانان اون کے طریق پر تہے - اور معمولات مظہریہ مین لکہا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ حضرت مرزا مظہر صاحب کے طریقہ کو بوجہ سنت سنیہ کے بہت پسند کرتے تہے اور خطوط بڑے بڑے القاب کے ساتہ لکہتے تہے اور حاجی محمد فاخر الہ آبادی کہ محدث تہے کہتے تہے کہ مرزا مظہر صاحب سنت مین اعلیٰ درجہ کا رتبہ رکہتے تہے اور قدم اون کا اس باب مین مستقیم تہا اور کلام ان دونون بزرگون کا شاہد عادل ہے اس بات پر کہ حضرت مرزا صاحب کو اتباع سنت اور جادۂ شریعت و طریقت مین پورا حصہ حاصل تہا۔

جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع مین ایک حدیث زید بن جابر کی نقل کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یکون فی امتی رجلٌ یقال لہ صلۃ یدخل بشفاعتہ الجنۃ کذا وکذا یعنی میری امت مین ایک آدمی پیدا ہوگا جسے صلہ کہا کرینگے اوسکی شفاعت سے جنت مین اسقدر آدمی ہونگے - شیخ بدر الدین نے کتاب حضرات القدس مین ذکر کیا ہے کہ یہ بشارت حضرت مجدد الف ثانی کے وجود کی ہے اس لئے کہ وہ درمیان صوفیہ اور علما کے صلہ یعنی پیوند تہے کہ فریقین کے اختلاف وحدت وجود کو اختلاف لفظی کی طرف راجع کر دیا ہے اور آپ تحریر فرمایا ہے الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین و مُصْلِحَۃً بین الفئتین اور اونکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ قیامت

تمہاری شفاعت سے اتنے ہزار آدمی بخشے جاوینگے اس حدیث کے مصداق وہی ہین اور اس مدت ہزار سالی مین کوئی اور اس لقب کے ساتھ ملقب نہین ہوا ہے اور اس استنباط کی تفہیمات اور کشفیات سے تائید ہوتی ہے خطیرۃ القدس مین نواب سید صدیق حسنخان نے مجددون کی بحث مین کہا ہے و این مجددان در ہر قطر از اقطار ارض گذشتہ اند چہ عرب و عجم مثلاً در ہند شیخ احمد سرہندی مجدد مسلک صوفیہ بودہ اند و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مجدد تقدیم من بر فتہ و مولانا محمد اسمٰعیل شہید مجدد عمل بالحدیث و در یمن حافظ محمد بن ابراہیم وزیر مجدد سنت و سید محمد بن اسمٰعیل امیر مجدد ما تبلغ و قاضی محمد علی شوکانی مجدد توحید و سنت انتہی۔ اسی وجہ سے شیخ احمد صاحب صاحب کے خانوادہ کو **مجددی** کہتے ہین مگر شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانہ مین یہ خانوادہ احمدیہ کہلاتا تہا چنانچہ اونہون نے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھا ہے ملا محمد دلیل ذکر کردہ اند کہ بجانب امیر موسیٰ ہنسی کوئی شیخ از بزرگان خانوادۂ احمدیہ این ملفوب نوشتہ بود م انتہی اور شفاء العلیل مین بھی شیخ احمد سرہندی کے سوا اس لقب کو ذکر نہین کیا۔ اور شاہ غلام علی صاحب نے بھی ہر جگہ مین اس خانوادہ کو خانوادۂ احمدیہ کے ساتھہ یاد کیا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی کو اوائل مین شیخ احمد مجدد الف ثانی کے ساتھ عقیدت و صفائی نہ تہی مگر آخر مین اپنے اون خیالات سے رجوع کر لیا تہا اپنے ایک خط مین خواجہ حسام الدین خلیفہ خواجہ باقی باللہ کو لکھتے ہین کہ درین ایام صفائی فقیر بخدمت میان شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ از حد متجاوز ست و ہیلا پردہ بشریت و غشاوۂ جبلیت بیان نماندہ و قطع نظر از رعایت طریقہ و انصاف و بحکم عقل کہ باین چنین عزیزان بزرگان بدبناید بود در باطن بطریق ذوق و وجدان و غلبہ چیزے افتادہ کہ زبان از تقریر آن لال ست سبحان اللہ مقلب القلوب مبدل الاحوال شاید ظاہر بینان استبعاد کنند من نمیدانم کہ حال چیست و بچہ منوال ست انتہی۔ شیخ احمد صاحب ۹۷۱ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۱۰۳۴ھ مین انتقال کیا شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن شیخ احمد سرہندی کے طریقہ احمدیہ مین بہت عمدہ مکتوب ہین اور نقشبندیہ طریقہ مین طریقہ **احسنیہ** وصول سے بہت قریب ہے اور یہ طریقہ منسوب ہے شیخ آدم بنوری کی طرف جو شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ ہین۔

(۴) خانوادہ نوریہ جو شیخ ابوالحسن نوری کی طرف منسوب ہے جنکا نام احمد بن محمد تہا اور ابن نوری عرف اور یہ سری سقطی کے مرید اور خلیفہ تہے۔

(۵) خانوادہ خضرویہ۔ یہ خانوادہ خواجہ خضرویہ سے شروع ہوا ہے جو خواجہ حاتم اصم کے مرید تہے اور وہ شقیق بلخی کے اور وہ ابراہیم ادہم کے۔

(۶) خانوادہ شطاریہ۔ یہ خانوادہ عبداللہ شطاری کی طرف منسوب ہے جو شیخ محمد عارف کے خلیفہ تہے شیخ عبداللہ شطار شیخ شہاب الدین سہروردی کے اولاد مین سے ہین سلسلۂ ارادت شیخ عبداللہ کا پانچ واسطے سے شیخ نجم الدین کبریٰ تک پہونچتا ہے۔ مرآت الاسرار مین لکھا ہے کہ اول سلسلۂ طیفوریان مین شطار کے ساتھ ملقب ہوا

وہ شیخ عبداللہ ہین شطار کے معنی لغت مین تیزرو ہین اور صوفیہ کی اصطلاح مین علم شطار ایک قسم کے شغل باطنی کو کہتے ہین
جسکے کسب سے فنا فی اللہ اور بقا باللہ حاصل ہوتی ہین شیخ عبداللہ کو چونکہ اسکا زیادہ کسب تھا اس لیے شیخ محمد عارف نے یہ لقب
عطا کیا جب یہ لقب اونہین ملا تو سلسلۂ شطاریہ پہیلا قلعہ منڈو مین شیخ عبداللہ شطار کا مزار ہے شیخ بدہن شطاری اونکی اولاد
مین سے سلطان سکندر کے عہد مین اس طریقہ مین بڑے مشہور تہے شیخ محمد غوث گوالیاری ان کے اکمل خلفا مین سے تہے اس
ملک مین انہین کی جہت سے یہ طریقہ جاری ہے اور انتباہ مین ہے کہ فی الحقیقت شیخ محمد غوث گوالیری سے پہلے کچھہ اس طریقہ کی
شہرت اس ملک مین نہ تہی اور ہندوستان مین جو پہلے جاری ہوا عبداللہ شطار سے ہوا اونہین نے پہلے یہ طریقہ جاری کیا ہے
وہ شیخ محمد غوث قلی اور السہروردی ہین کتاب جواہر خمسہ مولفہ شیخ محمد غوث گوالیاری اسی طریقہ کے اعمال و اشغال مین ہے اور
دعاے سیفی بہی وہین سے ہے اور ابو یزید بسطامی کی روحانیت کے ذریعہ سے امام جعفر صادق کی روحانیت تک اسکا سلسلہ
ختم ہوتا ہے اور ابوالحسن خرقانی اس سلسلہ کے رجال مین سے ہین ۔

(۷) **خانوادہ حسنیہ بخاریہ** کہ سادات کے ذریعہ پہونچتا ہے لطایف اشرفی مین لکھا ہے کہ صوفیہ کے
تمام فرقون کا منشا اور تمام سلاسل کی جڑ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہین خصوصاً اونکا خاندان عالی اور سادات کا سلسلہ اور
سلسلہ سادات بخاریہ کی نسبت کا منشا اور اس سلسلہ کے سید المتاخرین سید جلال الدین حسین بخاری ہین جن کا لقب
مخدوم جہانیان جہان گشت ہے چونکہ بخارا مین رہتے تہے اس لیے سید جلال الدین بخاری کہتے ہین اور سادات بخاریہ ان کی
طرف منسوب ہین ان کے دادا کا نام بہی سید جلال الدین بخاری ہے اور سید جلال سرخ کے نام سے مشہور ہین سید جلال سرخ
شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کے مرید تہے اور بخارا سے بکر مین آئے اور سید بدیع الدین بکری کی دختر سے نکاح کیا تاریخ
فرشتہ مین لکہا ہے کہ نسب اونکا امام علی ہادی تک یون پہونچتا ہے سید جلال سرخ ابن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد
بن محمود بن عبداللہ بن علی اشقر بن جعفر بن امام علی ہادی اور تذکرۃ السادات مین جعفر زکی ملقب بکذاب کے بعد تین باپ
ذکر کیے ہین یعنی جعفر بن محمود بن احمد بن عبداللہ بن علی اشقر اور منبع الانساب مین یون لکھا ہے جعفر بن محمد بن محمود بن احمد
بن عبداللہ اور الاوراق مین یون ذکر کیا ہے جعفر بن محمد بن احمد بن عبداللہ اور رسالہ زیدیہ مین ایک جگہ لکھا ہے جعفر
بن محمود بن احمد بن عبداللہ اور دوسری جگہ لکھا ہے جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن محمود بن عبداللہ اور خزانہ جلالی مین لکھا ہے
جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن عبداللہ اور رسالہ اشرفی مین محمد بن محمود کو درمیان سے ساقط کر دیا ہے غرضکہ ایک نسخہ بہی
دوسرے سے متفق نہین اور یہ اختلاف اس طرح ہے جیسے نسب نبوی مین عدنان کے بعد اختلاف ہے غرضکہ سید جلال سرخ
کے بعد اون کے بیٹے سید احمد کبیر سجادہ نشین ہوئے جن کے دو بیٹے مریم بنت سید مجاہد الدین کے بطن سے پیدا ہوئے ایک
مخدوم جہانیان جہان گشت دوسرے سید صدرالدین راجو قتال مخدوم جہانیان جہان گشت کو اجازت و خلافت کچھہ اوپر تین
چالیس مشایخ سے حاصل ہوئی ہے مگر پورے طور پر تربیت و ارشاد شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی اور شیخ نصیرالدین

محمود چشتی سے پائی ہے اور اون کے خاندان مین اب تک یہی دو سلسلے جاری ہین سہروردی و چشتی اور تیسرا خانوادہ حسینیہ بخاریہ ہی پہر اون کے بعد مقامات مذکورہ خلافتہاے متعددہ کے ساتھ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی کو پہونچی اور یہہ سلسلہ سادات بخاریہ کا سلسلۃ الذہب ہے اسلئے کہ اس سلسلہ مین سوائے اہل بیت نبوت کے کوئی دوسرا درمیان مین نہین ہے کیونکہ سید جلال الدین حسین بخاری مخدوم جہانیان جہان گشت جنکی طرف خانوادۂ حسینیہ بخاریہ منسوب ہے سید احمد کبیر بخاری کے مرید تھے اور وہ سید جلال اعظم بخاری کے اور وہ سید ابو المؤید بخاری کے اور وہ سید جعفر بخاری کے اور وہ سید محمود بخاری کے اور وہ سید احمد کے اور وہ سید عبد اللہ کے اور وہ سید علی اشقر کے اور وہ امام علی کے جنکا لقب ہادی و عسکری اور کنیت ابو الحسن اور عرف نقی نون سے ہے اور انہون نے اپنے باپ محمد کی صحبت پائی ہے جنکا لقب جواد اور تقی تاے فوقانی سے ہے اور کنیت ابو جعفر ہے اور انکو ابو جعفر ثانی بھی اسوجہ سے کہتے ہین کہ یہہ کنیت امام محمد باقر کی بھی ہے اور اونہون نے اپنے باپ علی سے تربیت پائی ہے جنکا لقب رضا و مرتضی و صابر و رضی و وفی و کنیت ابو الحسن ہے اور امام علی نے اپنے باپ موسی کی صحبت پائی ہے جنکا لقب کاظم و کنیت ابو الحسن و ابو ابراہیم ہے اور امام موسی نے اپنے باپ جعفر کی صحبت مین تعلیم پائی تہی جنکا لقب صادق اور کنیت ابو عبد اللہ ہے اور اونہون نے اپنے والد امام محمد سے تہذیب باطنی حاصل کی تہی جنکا لقب باقر اور کنیت ابو عبد اللہ ہے اور امام محمد نے اپنے باپ علی سے تعلیم حاصل کی تہی جنکا لقب زین العابدین اور کنیت ابو بکر و ابو الحسن و ابو محمد ہے اور امام زین العابدین نے اپنے والد امام حسین کی صحبت پائی تہی اور اونہون نے حضرت علی مرتضی سے حاصل کیا تھا اور جناب مرتضی نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تہا۔

(۸) **خانوادۂ زاہدیہ** یہہ سلسلہ خواجہ بدر الدین زاہد سے چلا ہے جو مرید خلیفہ خواجہ فخر الدین زاہد کے تھے جنکا واسطہ خواجہ ابو محمد رویم کے ذریعہ سے سید الطائفہ جنید بغدادی تک پہونچتا ہے۔

(۹) **خانوادۂ انصاریہ** یہہ خانوادہ شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی سے منسوب ہے جو خواجہ ابو الحسن خرقانی کے خلفا مین سے تھے۔

(۱۰) **خانوادۂ صفویہ** یہہ سلسلہ شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی سے جاری ہے جو مرید و خلیفہ امام شیخ زاہد ابراہیم گیلانی کے تھے جنکا سلسلہ شیخ ابو نجیب نجم الدین سہروردی سے جنید بغدادی تک پہونچتا ہی۔

(۱۱) **خانوادۂ مدینیہ** جو شیخ ابو مدین شعیب بن حسین بن ابو الحسن مغربی تک اون کے خلیفہ شیخ (محی) الدین بن عربی کی جہت سے منتہی ہوتا ہے شیخ نے فتوحات مین ابو مدین کا ذکر کیا ہے طریقہ مدینیہ کے شعبے بہت ہین اون مین سے بہت مشہور مغرب مین شعبہ **مغاربہ** ہے اور حضرموت مین شعبہ **عیدروسیہ** ہی شیخ عبد اللہ مکی کی جہت سے جنکا لقب عیدروس تہا اور دوسرا شعبہ فقیہ محمد بن علی کی جہت سے ہے کہ وہ آل سادہ باعلوی کے مورث اعلی ہین اور شیخ ابو مدین کا سلسلہ طریقہ ابو بکر بن العربی شارح موطا و ترمذی کی جہت سے امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی

ملتا ہوا جنید تک پہونچتا ہے اور فقیہ محمد بن علی کا دوسری جہت سے ایک طریقہ آبائی واجدادی ہے کہ امام جعفر صادق تک منتہی ہوتا ہے اور ابو مدین کا ایک اور طریقہ ابو الحسین نوری تک پہونچتا ہے جنکا لقب امیر القلوب ہے اور نوری سری سقطی کے خلیفہ ہین جنید نے کہا ہے ذہب نصف العلم بموت النوری اس طریقے والے اہل سنت وجماعت کے موافق ہین اور فقہ مین ان کا مذہب شافعی ہے اور سلوک مین جو کچھ احیاء العلوم مین ہے اوسپر پابند ہین ۔

(۱۱) خانوادہ مداریہ ۔ سرغنہ اس سلسلے کے بدیع الدین مدار ہین جن سے ایسے ایسے عجائبات نقل کرتے ہین کہ عقل مین نہین آتے کہتے ہین کہ مقام صمدیت مین تھے بارہ برس تک کہانا نہ کہایا اور لباس کو ایکبار پہنا دوبارہ محتاج تجدید غسل کے نہوئے انکا سلسلہ کہ بہ سنی یا کسی اور وجہ سے پانچ پانچ واسطے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے ۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے اون کے زمانہ مین اونہین خط لکہا تہا ۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی سے کسی نے ان کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ شیخ نصیر الدین محمود کے زمانہ کے بعد ہندوستان مین آئے تہے اور طیفور شامی معروف بہ ابو یزید بسطامی کے مرید تہے اور بایزید بسطامی شیخ یمین الدین شامی کے مرید تہے اور وہ شیخ ابو عبد اللہ کے مرید تہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان بردار تہے اور شیخ عبد اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق سے حاصل کیا تہا اور اونہون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تہی ۔ اور نسب آبائی اون کا یون بیان کرتے ہین بدیع الدین مدار بن بہاء الدین بن ظہیر الدین بن سعید بن احمد بن امام جعفر صادق کشف اللغات مین لکہا ہے کہ شاہ مدار کا نام شیخ بدیع الدین ہے اور مرید شیخ عبد اللہ مکی کے تہے اور شیخ عبد اللہ مکی شیخ ابو رب المقدس کے مرید تہے اور شیخ رب المقدس طیفور شامی کے مرید تہے اور طیفور شامی حضرت عیسی علیہ السلام سے صحابی تہے حضرت عیسی نے شیخ طیفور کو کہا تہا کہ تم اس غار مین رہا کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر آخر الزمان مبعوث ہونگے تم اون سے بیعت کرنا یہ بیان شیخ فاضل سے منقول ہے اور اونہون نے حسام الدین بنارسی سے نقل کیا ہے انتہی یہ بیان صحت سے عاری معلوم ہوتا ہے مناقب الاولیا مین لکہا ہے کہ شاہ مدار کے باپ حلب مین رہا کرتے تہے ۔ شاہ نے خردسالی مین ترک وطن کیا طریقہ ان کا اویسی تہا روحانیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پایا تہا مکن پور مین انتالیس ۳۹ برس تک رہے ۸۳۰ھ مین اور مدار الاسرار مین لکہا ہے ۸۴۰ھ مین وفات پائی ہے نواب صدیق حسنخان مرحوم تقصار مین کہتے ہین کہ اہل علم وشعور کو اسمین کلام ہے کہ مکن پور مین اونکی زیارت ہے عوام کی اگرچہ یہی رائے ہے مگر محققین کہتے ہین کہ مکہ مین صفا ومروہ کے درمیان اون کی قبر ہے ۔ ایمان محمودیہ مین جو شیخ محمود مرید شاہ مدار کی تصنیف ہے لکہا ہے کہ مدار انہین اس لئے کہتے تہے کہ اپنے وقت کے مدار تہے اور اونکو تکمیل ارشاد حضرت علی کی روح سے پہونچا تہا اور جنہون نے کہا ہے کہ طیفور شامی کے مرید تہے یہ غلط ہے اس لئے کہ دونون

کے عہد مین بڑا فرق ہے شاید اون کی روح سے تربیت پائی ہو جو خانوادہ ان سے ظاہر ہوتا ہے اوسے مداریہ اویسیہ بھی بھی کہتے ہین۔

(۱۳) خانوادۂ صابریہ یہ طریقہ چشتیہ کا شعبہ ہے اور منسوب ہے طرف علاء الدین علی احمد صابر کی جو شیخ فریدالدین گنج شکر کے بھانجے اور داماد اور خلیفہ تھے حضرت گنج شکر کہا کرتے تھے کہ میرا علم ظاہر و باطن شیخ نظام الدین بدایونی اور شیخ علاء الدین علی احمد صابر کو پہونچا ہے سبر الاقطاب مین لکہا ہے کہ حضرت فرید گنج شکر کی طرف سے ابتدا مین انکی سپرد لنگر تقسیم کرنے کی خدمت بارہ برس تک رہی مگر یہ اوس لنگر مین سے کچھہ نہ کہاتے تہے بہوکے رہتے تہے حضرت گنج شکر نے کشف سے معلوم کر کے کہا کہ علاء الدین تم لنگر کا کہانا بانٹتے ہو خود بہی کہاتے ہو یا نہین عرض کیا کہ بندہ کو بغیر ارشاد مرشد کے مجال نہ تہی کہ ایک دانہ کہائے حضرت گنج شکر نے کہا کہ علاء الدین علی احمد صابر ہے اوس دن سے ان کا لقب صابر مقرر ہو گیا مرشد سے اجازت پاکر کلیر مین جا رہے ۱۳ - ربیع الاول سنہ ۶۹۰ھ کو اور بعض سنہ ۶۰۲ھ کو جلال الدین خلجی کے عہد مین انتقال کیا۔ نظام الدین اولیا کے معاصر تہے اور اون کے ساتہہ محبت رکہتے تہے زیارت اون کی کلیر مین ہے۔

(۱۴) خانوادۂ فریدیہ - یہ خانوادہ شیخ فریدالدین گنج شکر کا ہے جن کا نام مسعود ہے وہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے خلیفہ ہین جو خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ ہین اور خاص خواجہ معین الدین چشتی سے بہی شیخ فریدالدین گنج شکر نے نعمت پائی تہی - مناقب الاولیا مین لکہا ہے کہ شیخ حماد نے کہا ہے کہ حق تعالی نے مجھے مشاہدہ کرایا کہ مریدان سلسلہ قادریہ قیامت تک توبہ کے بغیر نہ مرینگے اور ان کا خاتمہ اچھا ہوگا اور قول شیخ فریدالدین شکر گنج کا یہ ہے کہ متوسلان خانوادہ فریدیہ پر آتش دوزخ حرام ہے انتہی - میرے نزدیک ان مریدون سے شاید مراد وہ لوگ ہونگے کہ پیر کے طریقہ پر دنیا سے گذرین ورنہ صرف پیر سے ارادت کا ہونا بدون حسن عقیدت اور صلاح عمل اور حسن خاتمہ کے بیکار ہے اور شرع شریف سے اسکی سند نہین ملتی کسی کو جنتی یا دوزخی بدون اسکے کہ اوس کے حسن خاتمہ کا حال معلوم ہو قطعی طور پر نہ کہنا چاہیے اور اس حکم کو قیامت تک کے لئے لمبا کر دینا تو اور بہی سمجھ مین نہین آتا -

(۱۵) خانوادہ نظامیہ - یہ شعبہ خانوادہ چشتیہ کا ہے جو شیخ نظام الدین اولیا بدایونی کی طرف منسوب ہے اور یہ خلیفہ ہین شیخ فریدالدین گنج شکر کے اور نام انکا محمد بن احمد بن علی بخاری ہے اور لقب سلطان المشائخ نظام الدین اولیا ہے اگرچہ اولیا جمع ولی کی ہے لیکن انکا اس لئے لقب ہوا گویا کہ ایک ولی اولیاء کثیر کی مانند ہے چنانچہ قرآن مجید مین ابراہیم علیہ السلام کو امت فرمایا ہے اور اسکی مثالین بہت ہین جیسے خواجہ احمد عبدالصمد کا لقب احرار ہے اور کعب کا لقب احبار ہے جو کچھہ اس ملک مین خانوادۂ نظامیہ کے سلاسل

مشہور ہین وہ سراج الدین عثمان مشہور باخی سراج الدین اودہی اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خلفاے شاہ نظام الدین اولیا کی جنون سے جاری ہین انہین دونون خانوادون کو **سراجیہ** اور **نصیریہ** کہا کرتے ہین۔

(۱۶) خانوادۂ شاذلیہ۔ دال مہملہ یا ذال معجمہ کے ساتہہ بہ طریقہ حضرت ابوالحسن شاذلی علی بن عبد اللہ بن عبد الجبار سید حسینی ساکن اسکندریہ کی طرف منسوب ہے اور شاذلہ ملک سوڈان مین ایک مقام کا نام ہے ان کی شان مین ابو العباس عطا نے کہا ہے ؎

تمسک بحب الشاذلیہ تلق ما ۔۔۔ تروم فحقق ذاک منہم وحصل

شاذلیہ سے محبت رکہو کہ پاؤ گے تم اوس شئے کو جس کو مدعا ہوگے۔
تحقیق کرو اون لوگون سے جو تمہارا مقصد ہے اور اوسکو حاصل کرو۔

ولا تعدون عیناک عنہم فانہم ۔۔۔ شموس ہدی فی اعین المتامل

اور اپنی آنکہین اون سے مت پہیرو اس لئے کہ وہ ۔۔۔ متامل کی نظرون مین وہ ہدایت کے سورج ہین۔

شیخ ابو الحسن شاذلی نے ۶۵۶ھ مین انتقال کیا ہے اون کا قول ہے کہ جس مین یہ چار آداب ہون وہ درویش نہین ہے وہ اور مٹی دونون برابر ہین (۱) جہوٹون پر رحمت (۲) بڑون کی حرمت (۳) [illegible] خود انصاف کرنا (۴) دوسرون سے عوض نہ چاہنا اور شیخ شاذلی عبد السلام بن مشیش سید عبد الرحمن بن زیات مدنی کے مرید وخلیفہ تہے جنکا سلسلۂ طریقت شیخ ابو محمد جابر تک پہونچتا ہے جنہون نے سید شہید امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی سے فیض طریقت حاصل کیا تہا شیخ ابو محمد جابر کی نسبت امام ابو حنیفہ نے کہا ہے ما رایت اکذب من جابر ولا افضل من عطا یعنی جابر سے زیادہ جہوٹا اور عطا سے زیادہ سچا کوئی دوسرا آدمی میری نظر سے نہین گذرا اگر یا درکہو کہ حدیث مین دروغ بہت سی وجوہ سے داخل ہو گیا ہے کہ اون مین سے بعضی وجہین شخص راوی کی صلاح اور نیکی کو خراب نہین کرتین اور اون سے اوسکی دین مین طعن پیدا نہین ہوتا کیونکہ شاید اون کے کلام کی بارکی کی وجہ سے امام صاحب نے ایسا فرمایا ہو کہ اوس بارکی کی وجہ سے معنی فاسد و ہم پیدا ہوتا ہو جیسا کہ سمعانی نے انساب مین ابو طالب کی کا قصہ ذکر کیا ہے حالانکہ ابو طالب مکی طریقہ تصوف کے اکابرین مین سے ہین مگر مشایخ حدیث ان کی روایات کو فن حدیث کے اعتبار سے تسلیم نہین کرتے شیخ ابو الحسن شاذلی کے سب مریدون مین اعلی درجہ کے شیخ ابو العباس تہے اور شیخ علی بن حسام الدین بن عبد الملک معروف بعلی متقی بہی طریقہ شاذلیہ و چشتیہ پر تہے شیخ ابن حجر مکی ان کے مرید تہے اور عبد الوہاب متقی اون کے خلیفہ تہے محمد طاہر صاحب مجمع البحار علی متقی کے شاگرد ہین مجمع البحار کے اوائل مین انکی بہت مدح لکہی ہے اور شیخ عبد الوہاب متقی نے اتحاف التقی فی فضل الشیخ علی المتقی اپنے مرشد کے مناقب مین کتاب لکہی ہے شیخ عبد الحق دہلوی عبد الوہاب متقی کے مرید وخلیفہ تہے۔ زاد المتقین مین شیخ نے ان دونون بزرگون کا مفصل حال لکہا ہے ان کا طریقہ کتب توحید وحقایق

کے باب مین شل فصوص وغیرہ کے توقف وتسلیم ہے نہ ان کو پڑہاتے اور نہ ان سے شغل رکھتے اور ان سے انکار بہی نہین کرتے برا نہین کہتے اور جیسا کہ بعض صاحبون کی عادت ہے طعن وتشنیع سے پیش نہین آتے ۔

فائدہ سب طریقون سے قادریہ طریقہ عرب اور ہندوستان مین بہت مشہور ہے اور حرمین مین بہی شائع ہوا ہے اور چشتیہ طریقہ ہندوستان مین بہت مشہور ہے اور نقشبندیہ ہندوستان اور ماوراء النہر مین بہت مشہور ہے اور سہروردیہ خراسان وکشمیر وسندہ کی نواحی مین اور کبرویہ طریقہ توران اور کشمیر مین اور شطاریہ ہندوستان مین اور شاذلیہ سوڈان اور مصر اور اودہر کے ملک مین مشہور ہے اور کسی قدر مدینہ مین بہی رایج ہے اور کسیقدر مدینیہ سوڈان کی طرف اور عیدروسیہ طریقہ حضرموت مین جاری ہے ۔

اور سلسلہ صحبت ان طریقون مین تہذیب باطن ہے جسکی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مستفیض متصل یقینی الوقوع ہے کہ سلسلہ کے ہر ایک آدمی نے اپنے پیر کے ساتھہ صحبت رکھی ہے اور آداب طریقہ حاصل کئے ہین اگرچہ اون آداب واشغال کا متعین ہونا یقینی نہین ہے اور جو طریقہ آج کے دن محفوظ ہے اوسکا منشا جنید بغدادی ہین اور خرقہ بہی محفوظ وہی ہے جو جنید بغدادی کے ذریعہ سے ہے اور جنید اپنے ماموں سری سقطی کے مرید تہے اور وہ معروف کرخی کے اور معروف نے اگرچہ بہت سے پیرون سے فیض حاصل کیا ہے مگر اون مین سے اعلیٰ درجہ کے دو شخص ہین ایک امام علی بن موسی رضا دوسرے داؤد طائی اور داؤد طائی نے حبیب عجمی کی صحبت پائی تہی اور حبیب نے حسن بصری کی اور جنید بغدادی سے سلسلہ کے سید عبد اللہ حال تہے اور اون سے اوپر خواجہ محمد باقی تک ہند مین صوفیہ کے مقتدا گذرے ہین جن کے ارشاد سے ایک عالم منزل مقصود کو پہونچا ہے اور خواجہ محمد امکنگی سے خواجہ عبد الخالق تک ماوراء النہر کے ملک مین صوفیہ ہوئے ان مین سے ہر ایک صوفی اپنے عہد مین اہل اللہ کا مرجع اپنے زمانہ مین صوفیون کا اور طالبون کا مقتدا اور فضل وارشاد مین مشہور تہا اور یہہ طریقہ خواجہ نقشبند سے اوپر **طریقہ خواجگان** کہلاتا تہا اور اس طریقہ والے ملکر ذکر جہر کیا کرتے تہے اور خواجہ نقشبند سے اس طرف **طریقہ نقشبندیہ** کہلاتا ہے اور ان لوگون نے خفیہ ذکر پر اکتفا کیا ہے ۔

مصطلحات صوفیہ

صوفیہ کے خاص الفاظ اور مصطلحات ہین کہ کتب تصوف مین وہ جابجا لکہتے ہین اور اکثر علماء ظاہر جو باطن کے ساتھہ مزاولت نہین رکہتے ہین اونکی سمجہہ مین وہ الفاظ نہین آتے ۔ محمد بن علی حاتمی معروف بابن عربی کا ایک مختصر رسالہ اصطلاح الفاظ مصطلحہ صوفیہ کے ذکر مین ہے جس مین اونہون نے بہت ہی اختصار کے ساتھہ الفاظ کو جمع کیا ہے اور ابو القاسم قشیری نے رسالہ قشیریہ مین ایک مستقل باب مین ایسے الفاظ کو بیان کیا ہے جو صوفیون مین دائر سائر ہین اگرچہ یہہ الفاظ نہ منقول شرعی ہین نہ لغوی مگر اصطلاح مین کوئی مضائقہ نہین اہل سنت کے ہر فرقہ مین کچہہ الفاظ ایسے مصطلح ہوگئے ہین کہ شرع مین اون کا اطلاق نہین جیسے واجب الوجود متکلمین اہل سنت کی اصطلاح مین اور جیسے

وجود مطلق اور حقیقۃ الحقایق صوفیہ اور اہل سنت کی اصطلاح مین خصوصاً قیصری اور فرغانی اور مولوی جامی کے کلام
مین بہت وارد ہین اور شرع مین انکا اطلاق نہین پس اطلاق ان الفاظ کا اگرچہ بدعت ہے مگر بدعت حسنہ نہین
اس لئے کہ اسقدر علماے بادیانت وتقوی نے استعمال کیا ہے مگر ایسے الفاظ کو عوام الناس کے سامنے استعمال
نہ کرنا چاہیئے کہ کم فہمی کی وجہ سے فتنہ مین پڑنے کا خوف ہے خاصکر اتنا ضرور ہے کہ جب ایسے کسی لفظ کی معنی ظاہر
شریعت کے بالکل مخالف ہون تو اوسکو قبول نہ کرنا چاہیئے مثلاً مجمع البحرین صوفیہ کی اصطلاح مین وجوب وامکان
کے اجتماع کا نام ہے حالانکہ شرع اسکے خلاف ہے امکان کی کیا مجال ہے کہ وہ وجوب کے ساتھ جمع ہو اور نیستی کی کیا
مجال ہے کہ وہ ہستی مطلق کے ساتھ جمع ہو حق یہ ہے کہ حکمت تصوف ومعرفت سلوک کا مدار یہی تمہارے اعتبارات پر ہے
شرع کو اس سے کوئی تعلق نہین لولا الاعتبار لبطلت الحکمۃ بعضے الفاظ ان مین ایسے بھی ہین کہ جن کے
معانی شریعت وطریقت دونون مین ایک طور پر ہین اور صوفیہ کے کلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بعض
محاورات مین یہ باہم مختلف ہین اسی طرح بعض مطالب قلبی کے بیان کرنے مین ہر ایک نے ایسے استعارون اور
تشبیہون کو استعمال کیا ہے جو دوسرے کے بیان سے جدا ہین۔ قشیری نے اپنے رسالہ مین کہا ہے کہ علما کے
ہر ایک جماعت کے لئے الفاظ مقرر ہین جنکو وہ لوگ استعمال کرتے ہین اور ہر ایک جماعت کے لئے جدا جدا الفاظ مقرر
ہوتے ہین اور غرض اون کی اس سے یا تو یہ ہوتی ہے کہ مطلب اچھی طرح مخاطب کی سمجھ مین آجائے یا ہمارے معانی
ومطالب سمجھنے مین آسانی پیدا ہوجاے اور صوفیہ نے جو خاص اپنے لئے الفاظ مقرر کئے ہین تو اون کی غرض یہ ہے
کہ مطالب تصوف اہل تصوف پر کھل جائین اور جو لوگ تصوف کے کوچے سے نابلد ہین اون سے یہ مطالب چھپے رہین
اور انہون نے اس لئے غیرون سے ان مطالب کو چھپایا کہ اون کو ان نفیس مطالب کے ظاہر کرنے سے نااہلون اور غیرون
غیرت آتی ہے کیونکہ اون کے مطالب ایسے نہین ہین جنکو تکلف اور تصرف کے ساتھ جمع کرلیا گیا ہے بلکہ یہ ایسے معانی
ہین جنکو اللہ نے اپنے خاص بندون کے دلون مین رکھا ہے یہ اسرار معرفت ہین۔
مین بھی مصطلحات صوفیہ کو کہ اون مین مروج ہین یہان ذکر کرتا ہون تاکہ طالب کو اون سے اس مختصر مین اطلاع
ہوجاے مگر اتنا خیال رکھنا چاہیئے کہ حضرات صوفیہ نے ان الفاظ کو اپنے معانی ومطالب کے سمجھنے کے لئے مقرر کیا ہے
اور اللہ تعالیٰ کی شیون کو ان جامون مین پیمانا ہے لیکن واجب الوجود کی ہر دم ایک نئی شان اور نیا حال ہے
پس اوس ذات کے شیون اور احوال کو بیان کرنا بشر کے امکان سے باہر ہے کل یوم ھو فی شان یعنی ہر دن
وہ ایک شان مین ہے ہمنے مانا کہ بعضے اوسکے احوال صوفیہ کو معلوم ہوگئے ہین مگر اوسکی روز افزون نیرنگیون کا کیا علاج ہے
کہ اون کا حصر مشکل ہے اور سارے خلق کے علم کو علم الٰہی کے سامنے وہ نسبت بھی تو نہین جو قطرے کو دریا سے اور ذرے کو
آفتاب سے ہے اس لئے ایمان غیب پر لانا چاہیئے اور ایسے حالات ومعاملات مین خوض نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ شرع نے

ہمارے اوپر اوسکی تکلیف نہین رکہی ہی اور جس چیز کی شرع کی طرف سے انسان پر تکلیف نہو وہ چیز مرفوع القلم ہی۔

آبرو حجاب ربوبیت وعبودیت کو کہتے ہین یعنی مراد اس سے اسماے الٰہی ہین اور کبہی آبرو کو حاجب کہتے ہین اور مراد اس سے مرتبہ صفات ہوتا ہے اور صفات حجاب ہین ذات کے اور شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے آبروسے قاب قوسین کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابدال یہ چالیس آدمی ہین جب ان مین سے ایک شخص اپنے مقام سے جاتا ہے تو ظاہری صورت اپنی چہوڑ جاتا ہے کہ دوسرون کو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اگلا یہان سے چلا گیا ہے اور یہ جو بعض کتب جیسی کشف اللغات وغیرہ مین لکہا ہے کہ ابدال سات تن ہین یہ غلطی ہے وہ بدلا سبعہ ہین کہ ابدال سے علیحدہ ہین۔

آب حیات عشق ومحبت کا چشمہ جو شخص اوسمین سے جگہ لے وہ کبہی فانی ومعدوم نہو۔

اثبات احکام عبادت کو بجالانا اور بعضے کہتے ہین کہ اسکے معنی ملنے کی چیزون کا ثابت کرنا ہین۔

اتحاد دو ذاتون کا ایک ہوجانا اور یہ صرف اعداد مین ہوتا ہے اور یہ بات محال ہے۔ فتوحات کے باب ۲۲۳ مین مذکور ہے کہ مینے نبی علیہ السلام کو دیکہا کہ اونہون نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ابو محمد حضرت مین غائب ہوگئے اور ایک ہی ذات دکہنے لگی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہے یہ ملنے کی انتہا ہی اور اسی کو اتحاد کہا کرتے ہین ؎ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی + تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری + کشف اللغات مین لکہا ہے کہ اتحاد سالکون کی اصطلاح مین اسکا نام ہی دیکہنا واحد مطلق کے وجود کو اس حیثیت سے کہ ساری اشیا حق تعالیٰ کے ساتہہ موجود ہین اور بذات خود معدوم ہین اور اتحاد اسے کہتے ہین کہ اشیا کا کوئی وجود مستقل ہو جو حق تعالیٰ کے ساتہہ متحد ہوجاتا ہے ؎ حاش للہ کہ اینچنین گویند تا باین اتحاد آن جویند +

احسان عبودیت کے تحقق اور حضرت ربوبیت کو نور بصیرت کے ساتہہ مشاہدہ کرنے کا نام احسان ہے مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو ایسے حال مین دیکہنا کہ موصوف اپنی صفات کے ساتہہ عین اپنی صفت سے ہے پس یہ اوسکو یقینا دیکہنا ہے نہ حقیقۃً اس لئے کہ اوسکو حجاب صفات کے پردہ مین دیکہتا ہی حقیقت کوئی الحقیقت نہین دیکہتا ہے اور لغت مین احسان کہتے ہین اوس نیک کام کے کرنے کو جسکا بجالانا چاہیے اور شرع مین احسان اسے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرنا کہ عابد گویا اللہ کو دیکہتا ہے اور اگر اوسے نہین دیکہتا ہے تو یہ سمجہے کہ اللہ مجہے دیکہتا ہے۔

احد اسم ذات ہی کہ جسکے ساتہہ صفات واسما ونسبت وتعینات کا تعدد نہین ؎ اینجا صفت و تعدد اسما نیست آری نسب تعینات اینجا نیست۔

احدیت جمع اسکے یہ معنی ہین کہ کثرت اوسکے منافی نہین ہے۔

احدیت الکثرت معنی اسکے یہ ہین کہ وہ واحد ہے جس مین نسبتون کی کثرت پائی جاتی ہے اور اسکو مقام جمع واحدیت الجمع کہتے ہین۔

اخیار سات اولیا ہین ۳۵۶ مردان غیب ہین سے ۔
اخلاص لغت مین اسے کہتے ہین کہ طاعات مین ریا کو
ترک کردینا اور اصطلاح مین اخلاص اسے کہتے ہین کہ
قلب کا خالص کرنا اون آمیزشات سے جو صفائی مین
کدورت پیدا کرتی ہون اور تحقیق یہ ہے کہ جس چیز مین غیر کی
آمیزش پائی جائے اور جب وہ آمیزش دور ہو جائے تو
اوسے خالص کہتے ہین اور مخلص کے فعل کا نام اخلاص ہے
فضیل بن عیاض نے کہا ہے اخلاص اوس عمل کے ترک
کرنے کو کہتے ہین جو لوگون کے دکہانے کو کیا جائے اور لوگون
کے لئے عمل کرنے کو شرک کہتے ہین اور اخلاص کہتے ہین
ریا اور شرک سے خلاص ہونے کو اور بعضے کہتے ہین کہ اخلاص
اعمال کا تصفیہ کدورت سے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اخلاص
ایک پردہ ہے خدا کے اور بندے کے درمیان مین جسے نہ فرشتہ
جانتا ہے کہ لکہہ سکے اور نہ شیطان جانتا ہے کہ تباہ کرسکے
اور نہ خواہش نفسانی جانتی ہے کہ اوسکو اپنی طرف مائل
کرسکے اور فرق اخلاص اور صدق مین یہ ہے کہ صدق اصل
ہے اور وہ اول ہوتا ہے اور اخلاص فرع ہے اور وہ تابع ہوتا
ہے اور فرق دوسرا یہ ہے کہ اخلاص عمل مین داخل ہونیکے بعد
ہوتا ہے اور صدق اوس سے پہلے ۔
آدم خلیفۂ خدا در جمیع عالم اور جو کچہہ خدا پر اطلاق کرتے
ہین اطلاق اوس کا خلیفہ خدا پر بھی روا ہے ۔
ادب اس کا اطلاق کئی چیزون پر ہوتا ہے کبھی اور
کئی چیزون کے ساتھہ اوسکو استعمال کرتے ہین کبھی ادب شریعت
بولتے ہین اور کبھی ادب خدمت کہتے ہین اور کبھی ادب حق استعمال
کرتے ہین غرضکہ جس چیز کے ساتھہ لفظ ادب استعمال پاتا ہے
اوسی چیز کا ادب مراد ہوتا ہے شریعت کا ادب جدا ہے
خدمت کا ادب جدا ہے حق کا ادب علحدہ ہے ۔
ادب شریعت سے یہ معنی ہین کہ شریعت کے رسوم
پر خاموش رہے چون وچرا نہ کرے اور ادب خدمت سے
یہ مراد ہے کہ بہت سی خدمت کرنے پر بھی اپنی خدمت کو
کچہہ نہ جانے اور ادب حق اسے کہتے ہین کہ اس بات کو
پہچان لے کہ اللہ کا کیا رتبہ ہے اور میرا کیا رتبہ ہے اور ادب
ہم نشین کو کہتے ہین ۔
ادراک ۔ بالکسر صوفیہ کے نزدیک ادراک کی دو قسمین
ہین ایک ادراک بسیط اوسے کہتے ہین کہ حق کے وجود کو
جانے مگر اس ادراک سے غفلت رہے اور اس بات سے بھی
غافل ہو کہ جو کچہہ ادراک کیا گیا ہے وہ حق تعالی کا وجود ہے
اور وجود حق کے ظہور مین ادراک بسیط کے موافق کسی طرح اخفا
نہین اس لئے کہ جو کچہہ ادراک کیا جاتا ہے اونمین اول حق
تعالی کی ہستی مدرک ہوتی ہے اگرچہ اس ادراک کے ادراک
سے انسان کو غفلت ہو اور نہایت ظہور کے ساتہہ مخفی ہو ۔
دوسرا ادراک مرکب ہے اور وہ اوسے کہتے ہین کہ حق تعالی
کے وجود کو جانے اور اس ادراک کا شعور بھی رہے اور یہ بھی
معلوم رہے کہ جو کچہہ ادراک ہوا ہے وہ حق تعالی کا وجود ہے
یہی ادراک مرکب مگروہ خطا اور صواب کا محل ہے اور اسی
کی بنیاد پر کفر وایمان کا حکم کیا جاتا ہے اور اسکے مراتب
متفاوت ہین جسکا مفصل بیان کتب صوفیہ مین ہے ۔
ارادہ دل کا روح کی غذا کو چاہنا ہے نفس کی خوشی
سے اور ارادہ کے معنی یون بھی بیان کرتے ہین کہ اوسکی عادات
سے دور رکہنا اور خدا کے احکام پر مصروف ہونا اور اون سے

راضی ہونا اور بعضون نے کہا ہے کہ ارادہ آتش محبت کی چنگاری ہے کہ حق کی طرف بلانے والے کی اجابت کرتی ہے۔

ارین اشیا مین جو اعتدال کا محل ہے اسکو ارین کہتے ہین۔

استقامت ساری عہود و پیمان کو پورا کرنا اور صراط مستقیم پر قایم رہنا اور ہر ایک دنیا و دین کے کام مین حد اوسط اور اعتدال کی رعایت رکھنا اور بعضون نے کہا ہے کہ استقامت اسے کہتے ہین کہ ادا و طاعت اور اجتناب معاصی کو جمع کرے۔

اعوجاج استقامت کی ضد کا نام ہے۔

اسم جو کوئی اللہ کے نامون مین سے بندہ کے حال کا حاکم ہووے اوسکو اسم کہتے ہین جیسے کہ صوفیہ کہتے ہین کہ یہ قہار کا دورہ ہے اور فلان وقت رحیم کا دورہ ہے اور اسی کے تصرف سے سب کام ہوتا ہے اور سالکون کے نزدیک اسم اوس لفظ کو نہین کہتے ہین جو شی پر دلالت کرنیکے لئے موضوع ہو بلکہ اسم ایک ذات ہے کہ صفت کے اعتبار کے ساتھ مسمی ہوتی ہے اور صفت یا وجودی ہے جیسے علیم و قدیم یا عدمی ہے جیسے قدوس و سلام سہ عارفانے کہ علم را دانند ٭ صفت ذات اسم را دانند

اسلام جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے ہین اوسکو تسلیم کرنا انقیاد و خشوع سے پیش آنا۔

اشارہ کبھی نزدیک کی طرف ہوتا ہے اور کبھی حضور کی جانب ہوتا ہے اور کبھی دور کی طرف ہوتا ہے۔

اصطلام ایک قسم کی حیرانی اور تحیر ہے کہ دل پہ وارد ہوتا ہے اور دل اوسکے غلبہ سے ٹھہر جاتا ہے۔

اعیان بالفتح عین کی جمع ہے عین اسے کہتے ہین جو اپنی ذات سے قایم ہو بخلاف عرض کے کہ وہ اپنی ہستی مین دوسرے کا محتاج ہوتا ہے جیسے رنگ کپڑے کے بغیر نہین پایا جاتا ہے پس رنگ عرض ہے اور کپڑا عین ہے اور سالکون کی اصطلاح مین اعیان صور علمیہ کو کہتے ہین اور اعیان اسمائے الٰہیہ کی صورتین ہین اور ارواح اعیان کے مظاہر ہین اور ابدان ارواح کے ہین پس انسان کی حقیقت سے اول اعیان مین تجلی کی پھر ارواح مجردہ مین تجلی کی ذات و صفات و افعال کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔

اعیان ثابتہ علم الٰہی مین جو ممکنات کی حقیقتین ہین اون کا نام اعیان ثابتہ ہے اور وہ اسمائے الٰہی کی حقیقتون کی علم الٰہی مین صورتین ہین اور اونکو تاخر حق تعالیٰ سے بالذات ہے زمانہ کے اعتبار سے تاخر نہین پس اعیان ازلی و ابدی ہین اس لئے کہ کوئی زمانہ ایسا نہین نکل سکتا جس مین ذات الٰہی ہو اور یہ نہون اعیان ثابتہ علم الٰہی کے مخزن ہین اور اعیان ثابتہ حقیقت مین اسمائے الٰہی کی صورتین ہین کہ وہ صورتین علم الٰہی مین معقول ہین اور اعیان ثابتہ کے یہان دو اعتبار ہین ایک یہ کہ وہ اسمائے الٰہی کی صورتین ہین دوسرے اعیان خارجی کی حقیقتین ہین پس پہلے اعتبار سے ارواح کے لئے مثل بدنون کی ہین اور دوسرے اعتبار سے بدنون کے لئے ارواح کی مثل ہین۔

اعتکاف دل کا دنیا کے شغل سے خالی کرنا اور نفس کا مولی کو تسلیم کرنا بعضے کہتے ہین کہ اعتکاف اور عکوف کے معنی اقامت ہین اور مراد اس سے یہ ہے کہ دروازے سے نہین ہلنے کا جبتک نہ بخشدے۔

ملتا ہوا جنید تک پہونچتا ہے اور فقیہ محمد بن علی کا دوسری جہت سے ایک طریقہ آبائی واجدادی ہے کہ امام جعفر صادق تک منتہی ہوتا ہے اور ابو مدین کا ایک اور طریقہ ابو الحسین نوری تک پہونچتا ہے جنکا لقب امیر القلوب ہے اور نوری سری سقطی کے خلیفہ ہین جنید نے کہا ہے ذهب نصف العلم بموت النوری اس طریقے والے اہل سنت وجماعت کے موافق ہین اور فقہ مین ان کا مذہب شافعی ہے اور مسائل مین جو کہ احیاء العلوم مین ہین اوسپر پابند ہین -

(١١) خانوادہ مداریہ - سرغنہ اس سلسلے کے بدیع الدین مدار ہین جن سے ایسے ایسے عجائبات نقل کرتے ہین کہ عقل مین نہین آتے کہتے ہین کہ مقام صمدیت مین تھے بارہ برس تک کہانا نہ کہایا اور لباس کو ایکبار پہنا دوبارہ محتاج تجدید غسل کے نہوئے انکا سلسلہ کہ بہمنی پاکسی اور وجہ سے پانچ واسطہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے - قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے اون کے زمانہ مین اونہین خط لکہا تہا - شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے کسی نے ان کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ شیخ نصیر الدین محمود کے زمانہ کے بعد ہندوستان مین آئے تھے اور طیفور شامی معروف بہ ابو یزید بسطامی کے مرید تھے اور بایزید بسطامی شیخ امین الدین شامی کے مرید تھے اور وہ شیخ ابو عبد اللہ کے مرید تھے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان بردار تھے اور شیخ عبد اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے حاصل کیا تہا اور اونہون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تہی - اور نسب آبائی اون کا یون بیان کرتے ہین بدیع الدین مدار بن بہاء الدین بن ظہیر الدین بن سعید بن احمد بن امام جعفر صادق کشف اللغات مین لکہا ہے کہ شاہ مدار کا نام شیخ بدیع الدین ہے اور مرید شیخ عبد اللہ مکی کے تھے اور شیخ عبد اللہ مکی شیخ ابو رب المقدس کے مرید تھے اور شیخ رب المقدس طیفور شامی کے مرید تھے اور طیفور شامی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی تھے حضرت عیسیٰ نے شیخ طیفور کو کہا تہا کہ تم اس غار مین رہا کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر آخر الزمان مبعوث ہونگے تم اون سے بیعت کرنا یہ بیان شیخ فاضل سے منقول ہے اور اونہون نے حسام الدین بنارسی سے نقل کیا ہے انتہی یہ بیان صحت سے عاری معلوم ہوتا ہے مناقب الاولیا مین لکہا ہے کہ شاہ مدار کے باپ حلب مین رہا کرتے تھے - شاہ نے خردسالی مین ترک وطن کیا طریقہ ان کا اویسی تہا روحانیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پایا تہا مکن پور مین انتالیس [٣٩] برس تک رہے ۸۳۶ھ مین اور مدار الاسرار مین لکہا ہے ۸۴۰ھ مین وفات پائی ہے نواب صدیق حسنخان مرحوم تقصار مین کہتے ہین کہ اہل علم وشعور کو اسمین کلام ہے کہ مکن پور مین اونکی زیارت ہے عوام کی اگرچہ یہی راے ہے مگر محققین کہتے ہین کہ مکہ مین صفا اور مروہ کے درمیان اون کی قبر ہے - ایمان محمودیہ مین جو شیخ محمود پیر شاہ مدار کی تصنیف ہے لکہا ہے کہ مدار انہین اس لئے کہتے تہے کہ اپنے وقت کے مدار تہے اور اونکو تکمیل ارشاد حضرت علی کی روح سے پہونچا تہا اور جنہون نے کہا ہے کہ طیفور شامی کے مرید تہے یہ غلط ہے اس لئے کہ دونون

کے عہد مین بڑا فرق ہے شاید اون کی روح سے تربیت پائی ہو جو خانوادہ ان سے ظاہر ہوتا ہے اوسے مداریہ اویسیہ بہی بہی کہتے ہین۔

(۱۳) **خانوادۂ صابریہ** یہ طریقہ چشتیہ کا شعبہ ہے اور منسوب ہے طرف علاءالدین علی احمد صابر کی جو شیخ فریدالدین گنج شکر کے بہانجے اور داماد اور خلیفہ تہے حضرت گنج شکر کہا کرتے تہے کہ میرا علم ظاہر و باطن شیخ نظام الدین بداونی اور شیخ علاءالدین علی احمد صابر کو پہونچا ہے۔ سیر الاقطاب مین لکہا ہے کہ حضرت شیخ فرید گنج شکر کی طرف سے ابتدا مین اونکی سپرد لنگر تقسیم کرنے کی خدمت بارہ برس تک رہی مگر یہ اوس لنگر مین سے کچہ نہ کہاتے تہے روزہ رکہتے تہے حضرت گنج شکر نے کشف سے معلوم کرکے کہا کہ علاءالدین تم لنگر کا کہانا بانٹتے ہو خود بہی کہاتے ہو یا نہین عرض کیا کہ بندی کو بغیر ارشاد مرشد کے مجال نہ تہی کہ ایک دانہ کہالے حضرت گنج شکر نے کہا کہ علاءالدین علی احمد صابر ہے اوس دن سے ان کا لقب صابر مقرر ہو گیا مرشد سے اجازت پاکر کلیر مین جا رہے ۱۳۔ ربیع الاول سنہ ۶۹۰ھ کو اور بعض سنہ ۶۰۴ھ کو جلال الدین خلجی کے عہد مین انتقال کیا۔ نظام الدین اولیا کے معاصر تہے اور اون کے ساتہہ محبت رکہتے تہے زیارت اون کی کلیر مین ہے۔

(۱۴) **خانوادۂ فریدیہ**۔ یہ خانوادہ شیخ فریدالدین گنج شکر کا ہے جن کا نام مسعود ہے وہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے خلیفہ ہین جو خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ ہین اور خاص خواجہ معین الدین چشتی سے بہی شیخ فریدالدین گنج شکر نے نعمت پائی تہی۔ مناقب الاولیا مین لکہا ہے کہ شیخ حماد نے کہا ہے کہ حق تعالی نے مجہی مشاہدہ کرایا کہ مریدان سلسلہ قادریہ قیامت تک توبہ کے بغیر نہ مرینگے اور ان کا خاتمہ اچہا ہوگا اور قول شیخ فریدالدین شکر گنج کا یہ ہے کہ متوسلان خانوادہ فریدیہ پر آتش دوزخ حرام ہے انتہے۔ میرے نزدیک ان مریدون سے شاید مراد وہ لوگ ہونگے کہ پیر کے طریقہ پر دنیا سے گذرین ورنہ صرف پیر سے ارادت کا ہونا بدون حسن عقیدت اور صلاح عمل اور حسن خاتمہ کے بیکار ہے اور شرع شریف سے اسکی سند نہین ملتی کسی کو جنتی یا دوزخی بدون اسکے کہ اوس کے حسن خاتمہ کا حال معلوم ہو قطعی طور پر نہ کہنا چاہیے اور اس حکم کو قیامت تک کے لئے لمبا کردینا تو اور بہی سمجہ مین نہین آتا۔

(۱۵) **خانوادہ نظامیہ**۔ یہ شعبہ خانوادہ چشتیہ کا ہے جو شیخ نظام الدین اولیا بداونی کی طرف منسوب ہے اور یہ خلیفہ ہین شیخ فریدالدین گنج شکر کے اور نام انکا محمد بن احمد بن علی بخاری ہے اور لقب سلطان المشائخ نظام الدین اولیا ہے اگرچہ اولیا جمع ولی کی ہے لیکن انکا اس لئے لقب ہوا گویا کہ ایک ولی اولیای کثیر کی مانند ہے چنانچہ قرآن مجید مین ابراہیم علیہ السلام کو امت فرمایا ہے اور اسکی مثالین بہت ہین جیسے خواجہ عبیداللہ کا لقب احرار ہے اور کعب کا لقب احبار ہے جو کچہ اس ملک مین خانوادۂ نظامیہ کے سلاسل

مشہور ہین وہ سراج الدین عثمان مشہور بانی سراج الدین اودہی اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خلفاے شاہ نظام الدین اولیا کی جنسے جاری ہین انہین دونون خانوادون کو **سراجیہ** اور **نصیریہ** کہا کرتے ہین۔

(۱۶) خانوادۂ شاذلیہ۔ دال مہملہ یا ذال معجمہ کے ساتھ یہ طریقہ حضرت ابوالحسن شاذلی علی بن عبد اللہ بن عبد الجبار سید حسینی ساکن اسکندریہ کی طرف منسوب ہے اور شاذلہ ملک سوڈان مین ایک مقام کا نام ہے ان کی شان مین ابو العباس عطا نے کہا ہے ؎

تمسک بحب الشاذلیۃ تلق ما ترومُ فحقق ذاک منہم وحصل

شاذلیہ سے محبت رکھو کہ پاؤگے تم اوس شے کو جس کو تم چاہو گے۔

تحقیق کرو اون لوگون سے جو تمہارا مقصد ہے اور اوسکو حاصل کرو۔

ولا تعدون عیناک عنہم فانہم شموس ہدی فی اعین المتامل

اور اپنی آنکھین اون کی طرف سے مت پھیرو اس لیے کہ وہ تامل کی نظرون مین وہ ہدایت کے سورج ہین۔

شیخ ابو الحسن شاذلی نے ۶۵۶ھ مین انتقال کیا ہے اون کا قول ہے کہ جس مین یہ چار آداب ہون وہ درویش نہین ہے وہ اور مٹی دونون برابر ہین (۱) چھوٹون پر رحمت (۲) بڑون کی [illegible] (۳) [illegible] انصاف کرنا (۴) دوسرون سے عوض نہ چاہنا اور شیخ شاذلی عبد السلام بن مشیش سید عبد الرحمن بن زیات مدنی کے مرید و خلیفہ تھے جنکا سلسلۂ طریقت شیخ ابو محمد جابر تک پہونچتا ہے جنہون نے سید شہید امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی سے فیض طریقت حاصل کیا تھا شیخ ابو محمد جابر کی نسبت امام ابو حنیفہ نے کہا ہے ما رایت اکذب من جابر ولا احدا اصدق من عطا یعنی جابر سے زیادہ جھوٹا اور عطا سے زیادہ سچا کوئی دوسرا آدمی میری نظر سے نہین گذرا مگر یاد رکھو کہ حدیث مین دروغ بہت سی وجوہ سے داخل ہو گیا ہے کہ اون مین سے بعضی وجہین شخص راوی کی صلاح اور نیکی کو خراب نہین کرتین اور اون سے اوسکی دین مین طعن پیدا نہین ہوتا کیونکہ شاید اون کے کلام کی باریکی کی وجہ سے امام صاحب نے ایسا فرمایا ہو کہ اوس باریکی کی وجہ سے معنی فاسد وہم پیدا ہوتا ہو جیسا کہ سمعانی نے انساب مین ابو طالب مکی کا قصہ ذکر کیا ہے حالانکہ ابو طالب مکی طریقہ تصوف کے اکابرین مین سے ہین مگر مشایخ حدیث ان کی روایات کو فن حدیث کے اعتبار سے تسلیم نہین کرتے شیخ ابو الحسن شاذلی کے سب مریدون مین اعلی درجہ کے شیخ ابو العباس تھے اور شیخ علی بن حسام الدین عبد الملک معروف بعلی متقی بہی طریقہ شاذلیہ و چشتیہ رکھتے تھے شیخ ابن حجر مکی ان کے مرید تھے اور عبد الوہاب متقی اون کے خلیفہ تھے محمد طاہر صاحب مجمع البحار علی متقی کے شاگرد ہین مجمع البحار کے اوائل مین انکی بہت مدح لکہی ہے اور شیخ عبد الوہاب متقی نے اتحاف التقی فی فضل الشیخ علی المتقی اپنے مرشد کے مناقب مین کتاب لکہی ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی عبد الوہاب متقی کے مرید و خلیفہ تھے۔ زاد المتقین مین شیخ نے ان دونون بزرگون کا مفصل حال لکہا ہے ان کا [illegible] [illegible]

کے باب مین مثل فصوص وغیرہ کے توقف وتسلیم ہے نہ ان کو پڑہانے اور نہ ان سے شغل رکھتے اور ان سے انکار بہی نہین کرتے برا نہین کہتے اور جیسا کہ بعض صاحبون کی عادت ہے طعن وتشنیع سے پیش نہین آتے -

فائدہ سب طریقون سے قادریہ طریقہ عرب اور ہندوستان مین بہت مشہور ہے اور حرمین مین بہی شائع ہوا ہے اور چشتیہ طریقہ ہندوستان مین بہت مشہور ہے اور نقشبندیہ ہندوستان اور ماورالنہر مین بہت مشہور ہے اور سہروردیہ خراسان وکشمیر وسندہ کی نواحی مین اور کبرویہ طریقہ توران اور کشمیر مین اور شطاریہ ہندوستان مین اور شاذلیہ سوڈان اور مصر اور اودہر کے ملک مین مشہور ہے اور کسی قدر مدینہ مین بہی رایج ہے اور کسیقدر مدنیہ سوڈان کی طرف اور عیدروسیہ طریقہ حضرموت مین جاری ہے -

اور سلسلہ صحبت ان طریقون مین تہذیب باطن ہے جسکی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مستفیض متصل یقینی الوقوع ہے کہ سلسلہ کے ہر ایک آدمی نے اپنے پیر کے ساتھہ صحبت رکھی ہے اور آداب طریقہ حاصل کئے ہین اگرچہ اون آداب واشغال کا متعین ہونا یقینی نہین ہے اور جو طریقہ آج کے دن محفوظ ہے اوسکا منشا جنید بغدادی ہین اور خرقہ بہی محفوظ وہی ہے جو جنید بغدادی کے ذریعہ سے ہے اور جنید اپنے ماموں سری سقطی کے مرید تھے اور وہ معروف کرخی کے اور معروف نے اگرچہ بہت سے پیرون سے فیض حاصل کیا ہے مگر اون مین سے اعلیٰ درجہ کے دو شخص ہین ایک امام علی بن موسی رضا دوسرے داؤد طائی اور داؤد طائی نے حبیب عجمی کی صحبت پائی تہی اور حبیب نے حسن بصری کی اور جنید بغدادی کے سلسلہ کے سب عبد اللہ صالح تہے اور اون سے اوپر خواجہ محمد باقی تک ہند مین صوفیہ کے مقتدا گذرے ہین جن کے ارشاد سے ایک عالم منزل مقصود کو پہونچا ہے اور خواجہ محمد امکنگی سے خواجہ عبد الخالق تک ماورالنہر کے ملک مین صوفیہ ہوئے ان مین سے ہر ایک صوفی اپنے عہد مین اہل اللہ کا مرجع اپنے زمانہ مین صوفیون کا اور طالبون کا مقتدا اور فضل وارشاد مین مشہور تہا اور یہہ طریقہ خواجہ نقشبند سے اوپر **طریقہ خواجگان** کہلاتا تہا اور اس طریقہ والے ملکر ذکر جہر کیا کرتے تہے اور خواجہ نقشبند سے اس طرف **طریقہ نقشبندیہ** کہلاتا ہے اور ان لوگون نے خفیہ ذکر پر اکتفا کیا ہے -

مصطلحات صوفیہ

صوفیہ کے خاص الفاظ اور مصطلحات ہین کہ کتب تصوف مین وہ جابجا لکہتے ہین اور اکثر علماے ظاہر جو باطن کے ساتھہ مزاولت نہین رکہتے ہین اونکی سمجہہ مین وہ الفاظ نہین آتے - محمد بن علی حاتمی معروف بابن عربی کا ایک مختصر رسالہ الفاظ مصطلحہ صوفیہ کے ذکر مین ہے جسمین اونہون نے بہت ہی اختصار کے ساتھہ الفاظ کو جمع کیا ہے اور ابو القاسم قشیری نے رسالہ قشیریہ مین ایک مستقل باب مین ایسے الفاظ کو بیان کیا ہے جو صوفیون مین دائر سائر ہین اگرچہ یہہ الفاظ نہ منقول شرعی ہین نہ لغوی مگر اصطلاح مین کوئی مضائقہ نہین اہل سنت کے ہر فرقہ مین کچہہ الفاظ ایسے مصطلح ہوگئے ہین کہ شرع مین اون کا اطلاق نہین جیسے واجب الوجود متکلمین اہل سنت کی اصطلاح مین اور جیسے

وجود مطلق اور حقیقۃ الحقایق صوفیہ اور اہل سنت کی اصطلاح مین خصوصًا قیصری اور فرغانی اور مولوی جامی کے کلام مین بہت وارد ہین اور شرع مین انکا اطلاق نہین پس اطلاق ان الفاظ کا اگرچہ بدعت ہے مگر بدعت سیئہ نہین اس لئے کہ اسقدر علماے بادیانت وتقوی نے استعمال کیا ہے مگر ایسے الفاظ کو عوام الناس کے سامنے استعمال نہ کرنا چاہیے کہ کم فہمی کی وجہ سے فتنہ مین پڑنے کا خوف ہے خاصکر اتنا ضرور ہے کہ جب ایسے کسی لفظ کی معنی ظاہر شریعت کے بالکل مخالف ہون تو اوسکو قبول نہ کرنا چاہیئے مثلاً مجمع البحرین صوفیہ کی اصطلاح مین وجوب وامکان کے اجتماع کا نام ہے حالانکہ شرع اسکے خلاف ہے امکان کی کیا مجال ہے کہ وہ وجوب کے ساتھہ جمع ہو اور نیستی کی کیا مجال ہے کہ وہ ہستی مطلق کے ساتھہ جمع ہو حق یہ ہے کہ حکمت تصوف ومعرفت سلوک کا مدار میرے تمہاری اعتبارات سے ہے شرع کو اس سے کوئی تعلق نہین لو لا الاعتبار لبطلت الحکمۃ بعضے الفاظ ان مین ایسے بہی ہین کہ جن کے معانی شریعت وطریقت دونون مین ایک طور پر ہین اور صوفیہ کے کلام کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بعض محاورات مین یہ باہم مختلف ہین اسی طرح بعض مطالب قلبی کے بیان کرنے مین ہر ایک نے ایسے استعارون اور تشبیہون کو استعمال کیا ہے جو دوسرے کے بیان سے جدا ہین قشیری نے اپنے رسالہ مین کہا ہے کہ علما کے ہر ایک جماعت کے لئے الفاظ مقرر ہین جنکو وہ لوگ استعمال کرتے ہین اور ہر ایک جماعت کے لئے جدا جدا الفاظ مقرر ہوتے ہین اور غرض اون کی اس سے یا تو یہ ہوتی ہے کہ مطلب اچہی طرح مخاطب کی سمجہہ مین آجائے یا ہمارے معانی ومطالب سمجہنے مین آسانی پیدا ہو جاے اور صوفیہ نے جو خاص اپنے لئے الفاظ مقرر کئے ہین تو اون کی غرض سے یہ کہ مطالب تصوف اہل تصوف پر کہل جائین اور جو لوگ تصوف کے کوچہ سے نابلد ہین اون سے یہ مطالب چہپے رہین اور انہون نے اس لئے غیرون سے ان مطالب کو چہپایا کہ اون کو ان نفیس مطالب کے ظاہر کرنے سے نا اہلون اور غیرون غیرت آتی ہے کیونکہ اون کے مطالب ایسے نہین ہین جنکو تکلف اور تصرف کے ساتھہ جمع کر لیا گیا ہے بلکہ یہ ایسے معانی ہین جنکو اللہ نے اپنے خاص بندون کے دلون مین رکہا ہے یہ اسرار معرفت ہین۔

مین بہی مصطلحات صوفیہ کو کہ اون مین مندرج ہین یہان ذکر کرتا ہون تا کہ طالب کو اون سے اس مختصر مین اطلاع ہو جاے مگر اتنا خیال رکہنا چاہیے کہ حضرات صوفیہ نے ان الفاظ کو اپنے معانی ومطالب کے سمجہنے کے لئے مقرر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شیون کو ان جالون مین پہانسا ہے لیکن واجب الوجود کی ہر دم ایک نئی شان اور نیا حال ہے پس اوس ذات کے شیون اور احوال کو بیان کرنا بشر کے امکان سے باہر ہے کل یوم ھو فی شان یعنی ہر دن وہ ایک شان مین ہے ہمنے مانا کہ بعضے اسکے احوال صوفیہ کو معلوم ہو گئے ہین مگر اوسکی روز افزون نیرنگیون کا کیا علاج ہے کہ اون کا حصر مشکل ہے اور سارے خلق کے علم کو علم الٰہی کے سامنے وہ نسبت بہی تو نہین جو قطرہ کو دریا سے اور ذرے کو آفتاب سے ہے اس لئے ایمان غیب پہ لانا چاہیے اور ایسے حالات ومعاملات مین خوض نہ کرنا چاہیے اس لئے کہ شرع نے

ہمارے اوپر اوسکی تکلیف نہین رکہی ہی اور جس چیز کی شرع کی طرف سے انسان پر تکلیف نہو وہ چیز مرفوع القلم ہی۔

آبرو حجاب ربوبیت وعبودیت کو کہتے ہین یعنی مراد اوس سے اسماے الہی ہین اور کبہی آبرو کو حاجب کہتے ہین اور مراد اوس سے مرتبہ صفات ہوتا ہے اور صفات حجاب ہین ذات کے اور شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے آبرو سے قاب قوسین کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابدال یہ چالیس آدمی ہین جب ان مین سے ایک شخص اپنے مقام سے جاتا ہے تو ظاہری صورت اپنی چہوڑ جاتا ہے کہ دوسرون کو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اگلا یہان سے چلا گیا ہے اور یہ جو بعض کتب جیسی کشف اللغات وغیرہ مین لکہا ہے کہ ابدال سات تن ہین یہ غلطی ہے وہ بدلا سبعہ ہین کہ ابدال سے علیحدہ ہین۔

آب حیات عشق ومحبت کا چشمہ جو شخص اوسمین سے پیوے وہ کبہی فانی ومعدوم نہو۔

اثبات احکام عبادت کو بجالانا اور بعضے کہتے ہین کہ اسکے معنی ملنے کی چیزون کا ثابت کرنا ہین۔

اتحاد دو ذاتون کا ایک ہوجانا اور یہ صرف اعداد مین ہوتا ہے اور یہ بات محال ہے۔ فتوحات کے باب ۲۲۳ مین مذکور ہی مینے نبی علیہ السلام کو دیکہا کہ اونہون نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ابو محمد حضرت مین غائب ہوگئے اور ایک ہی ذات دکہنی گئی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہے یہ ملنے کی انتہا ہی اور اسی کو اتحاد کہا کرتے ہین ؎ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی + تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری + کشف اللغات مین لکہا ہے کہ اتحاد سالکون کی اصطلاح مین اسکا نام ہی دیکہنا واحد مطلق کے وجود کو اس حیثیت سے کہ ساری اشیا حق تعالی کے ساتہ موجود ہین اور بذات خود معدوم ہین اور اتحاد اسے کہتے ہین کہ اشیا کا کوئی وجود مستقل ہی جو حق تعالے کے ساتہ متحد ہوجاتا ہے ؎ حاش للہ کہ اینچنین گویند + تا باین اتحاد آن جویند +

احسان عبودیت کے تحقق اور حضرت ربوبیت کو نور بصیرت کے ساتہ مشاہدہ کرنے کا نام احسان ہے مطلب یہ ہے کہ حق تعالی کو ایسے حال مین دیکہنا کہ موصوف اپنی صفات کے ساتہ عین اپنی صفت سے ہے پس یہ اوسکو یقینا دیکہتا ہے نہ حقیقۃ اس لئے کہ اوسکو حجاب صفات کے پردہ مین دیکہتا ہی حقیقت کو فی الحقیقت نہین دیکہتا ہے اور بعضے مین احسان کہتے ہین اوس نیک کام کے کرنے کو جسکا بجالانا چاہیے اور شریعت مین احسان اسے کہتے ہین کہ اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرنا کہ عابد گویا اللہ کو دیکہتا ہے اور اگر اوسے نہین دیکہتا ہے تو یہ سمجہے کہ اللہ مجہے دیکہتا ہے۔

احد اسم ذات ہی کہ جسکے ساتہ صفات واسماء ونسبت وتعینات کا تعدد نہین ؎ اینجا صفت وتعدد اسما نیست + آری نسب وتعینات اینجا نیست۔

احدیت جمع اسکے یہ معنی ہین کہ کثرت اوسکے منافی نہین ہے۔

احدیت الکثرت معنی اسکے یہ ہین کہ وہ واحد ہے جس مین نسبتون کی کثرت پائی جاتی ہے اور اسکو مقام جمع واحدیت الجمع کہتے ہین۔

اخیار رسات اولیا ہین ۳۵۶ مردان غیب مین سے -

اخلاص لغت مین اسے کہتے ہین کہ طاعات مین ریا کو ترک کر دینا اور اصطلاح مین اخلاص اسے کہتے ہین کہ قلب کا خالص کرنا اون آمیزشات سے جو صفائی مین کدورت پیدا کرتی ہون اور تحقیق یہ ہے کہ جس چیز مین غیر کی آمیزش پائی جائے اور جب وہ آمیزش دور ہو جائے تو اوسے خالص کہتے ہین اور مخلص کے فعل کا نام اخلاص ہے فضیل بن عیاض نے کہا ہے اخلاص اوس عمل کے ترک کرنے کو کہتے ہین جو لوگون کے دکہانے کو کیا جائے اور لوگون کے لئے عمل کرنے کو شرک کہتے ہین اور اخلاص کہتے ہین ریا اور شرک سے خلاص ہونے کو اور بعضے کہتے ہین کہ اخلاص اعمال کا تصفیہ کدورت سے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اخلاص ایک پردہ ہے خدا کے اور بندے کے درمیان مین جسے نہ فرشتہ جانتا ہے کہ لکھہ سکے اور نہ شیطان جانتا ہے کہ تباہ کر سکے اور نہ خواہش نفسانی جانتی ہے کہ اوسکو اپنی طرف مائل کر سکے اور فرق اخلاص اور صدق مین یہ ہے کہ صدق اصل ہے اور وہ اول ہوتا ہے اور اخلاص فرع ہے اور وہ تابع ہوتا ہے اور فرق دوسرا یہ ہے کہ اخلاص عمل مین داخل ہونیکے بعد ہوتا ہے اور صدق اوس سے پہلے -

آدم خلیفۂ خدا در ح عالم اور جو کچھہ خدا پر اطلاق کرتے ہین اطلاق اوس کا خلیفہ خدا پر بھی روا ہے -

ادب اس کا اطلاق کئی چیزون پر ہوتا ہے کبھی اور کئی چیزون کے ساتھہ اوسکو استعمال کرتے ہین کبھی ادب شریعت بولتے ہین اور کبھی ادب خدمت کہتے ہین اور کبھی ادب حق استعمال کرتے ہین غرضکہ جس چیز کے ساتھہ لفظ ادب استعمال پاتا ہے اوسی چیز کا ادب مراد ہوتا ہے شریعت کا ادب جدا ہے خدمت کا ادب جدا ہے حق کا ادب علحدہ ہے -

ادب شریعت سے یہ معنی ہین کہ شریعت کے رسوم پر خاموش رہے چون و چرا نہ کرے اور ادب خدمت سے یہ مراد ہے کہ بہت سی خدمت کرنے پر بھی اپنی خدمت کو کچھہ نہ جانے اور ادب حق اسے کہتے ہین کہ اس بات کو پہچان لے کہ اللہ کا کیا رتبہ ہے اور میرا کیا رتبہ ہے اور ادیب ہم نشین کو کہتے ہین -

ادراک - بالکسر صوفیہ کے نزدیک ادراک کی دو قسمین ہین ایک ادراک بسیط اوسے کہتے ہین کہ حق کے وجود کو جانے مگر اس ادراک سے غفلت رہے اور اس بات سے بھی غافل ہو کہ جو کچھہ ادراک کیا گیا ہے وہ حق تعالی کا وجود ہے اور وجود حق کے ظہور مین ادراک بسیط کے موافق کسی طرح اخفا نہین اس لئے کہ جو کچھہ ادراک کیا جاتا ہے اونمین اول حق تعالی کی ہستی مدرک ہوتی ہے اگرچہ اس ادراک سے ادراک سے انسان کو غفلت ہو اور نہایت ظہور کے ساتھہ مخفی ہو - دوسرا ادراک مرکب ہے اور وہ اوسے کہتے ہین کہ حق تعالی کے وجود کو جانے اور اس ادراک کا شعور بھی رہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ جو کچھہ ادراک ہوا ہے وہ حق تعالی کا وجود ہے یہی ادراک مرکب مگر وہ خطا اور صواب کا محل ہے اور اسی کی بنیاد پر کفر و ایمان کا حکم کیا جاتا ہے اور اسکے مراتب متفاوت ہین جسکا مفصل بیان کتب صوفیہ مین ہے -

ارادہ دل کا روح کی غذا کو چاہنا ہے نفس کی خوشی سے اور ارادہ کے معنی یون بھی بیان کرتے ہین کہ اوسکی مراد اوس سے دور کرنا اور خدا کے احکام پر مصروف ہونا اور رادن ...

راضی ہونا اور بعضون نے کہا ہے کہ ارادہ آتش محبت کی
چنگاری ہے کہ حق کی طرف بلانے والے کی اجابت کرتی ہے

ارین اشیا مین جو اعتدال کا محل ہے اسکو ارین
کہتے ہین۔

استقامت سارے عہود وپیمان کو پورا کرنا اور
صراط مستقیم پہ قایم رہنا اور ہر ایک دنیا و دین کے کام
مین حد اوسط اور اعتدال کی رعایت رکہنا اور بعضون نے
کہا ہے کہ استقامت اسے کہتے ہین کہ ادا طاعت
اور اجتناب معاصی کو جمع کرے۔

اعوجاج استقامت کی ضد کا نام ہے۔

اسم جو کوئی اللہ کے نامون مین سے بندہ کے حال پر
حاکم ہووے اوسکو اسم کہتے ہین جیسے کہ صوفیہ کہتے ہین کہ یہ
قہار کا دورہ ہے اور فلان وقت رحیم کا دورہ ہے اور
اسی کے تصرف سے سب کام ہوتا ہے اور سالکون کے
نزدیک اسم اوس لفظ کو نہین کہتے ہین جو شی پر دلالت کرنیکے
لئے موضوع ہو بلکہ اسم ایک ذات ہے کہ صفت کے اعتبار کے
ساتہ مسمی ہوتی ہو اور صفت یا وجودی ہے جیسے علیم وقدیر
یا عدمی ہے جیسے قدوس وسلام ۔ عارفانے کہ
علم را دانند وصفت ذات اسم را دانند

اسلام جو کچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے
لائے ہین اوسکو تسلیم کرنا انقیاد وخضوع سے پیش آنا۔

اشارہ کبہی نزدیک کی طرف ہوتا ہے اور کبہی حضور کی
با غیب ہوتا ہے اور کبہی دور کی طرف ہوتا ہے۔

اصطلام ایک قسم کی حیرانی اور تحیر ہے کہ دل پر
وارد ہوتا ہے اور دل اوسکے غلبہ سے ٹہر جاتا ہے۔

اعیان بالفتح عین کی جمع ہے عین اسے کہتے ہین جو اپنی
ذات سے قایم ہو بخلاف عرض کے کہ وہ اپنی ہستی مین غیر
کا محتاج ہوتا ہے جیسے رنگ کپڑے کے بغیر نہین پایا جاتا
ہے پس رنگ عرض ہے اور کپڑا عین ہے اور سالکون کی
اصطلاح مین اعیان صور علمیہ کو کہتے ہین اور اعیان اسمائے
الہیہ کی صورتین ہین اور ارواح اعیان کے مظاہر ہین اور
ابدان ارواح کے ہین پس انسان کی حقیقت نے اول
اعیان مین تجلی کی ہے ارواح مجردہ مین تجلی کی ذات وصفات
وافعال کو بہی اسی پر قیاس کرلینا چاہیئے۔

اعیان ثابتہ علم الہی مین جو ممکنات کی حقیقتین ہین
اون کا نام اعیان ثابتہ ہے اور وہ اسماے الہی کی حقیقتون
کی علم الہی مین صورتین ہین اور ان کو تاخر حق تعالی سے بالذات
ہے زمانہ کے اعتبار سے تاخر نہین پس اعیان ازلی وابدی
ہین اس لئے کہ کوئی زمانہ ایسا نہین نکل سکتا جس مین ذات
الہی ہو اور یہ نہون اعیان ثابتہ علم الہی کے مخزن مین اور
اعیان ثابتہ حقیقت مین اسماے الہی کی صورتین ہین کہ
وہ صورتین علم الہی مین معقول ہین اور اعیان ثابتہ کے
یہان دو اعتبار ہین ایک یہ کہ وہ اسماے الہی کی صورتین
ہین دوسرے اعیان خارجی کی حقیقتین ہین پس پہلے
اعتبار سے ارواح کے لئے مثل بدنون کی ہین اور دوسرے
اعتبار سے بدنون کے لئے ارواح کی مثل ہین۔

اعتکاف دل کا دنیا کے شغل سے خالی کرنا اور
نفس کا مولی کو تسلیم کرنا بعضے کہتے ہین کہ اعتکاف اور
عکوف کے معنی اقامت ہین اور مراد اس سے یہ ہے کہ
دروازے سے نہین ہٹنے کا جب تک نہ بخشدے۔

افراد وہ لوگ ہین جو کہ قطب کے دائرہ سے خارج ہین اور اپنے اپنے کامون پر مصروف ہین -

افق اعلیٰ روح کے مقام کی انتہا کو کہتے ہین اور یہ وہ واحدیت اور الوہیت کا مقام ہے -

افق مبین دل کے مقام کی انتہا کو کہتے ہین -

آفتاب روح کو کہتے ہین اس لئے کہ روح بدن مین بمنزلے آفتاب کے ہے اور نفس بمنزلے ماہتاب کے اسی سلئے کہا ہے کہ جب سالک مثل ماہتاب کے کوئی نور دیکھے تو وہ ظہور نفس کا ہے اور جب مثل آفتاب کے کوئی نور دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ نور روح کا ہے مگر اسقدر پر قانع نہو جب تک ذات حق تک نہ پہونچ جاے اور جب نور ذات حق تک پہونچ جاے تو اپنی جان کو اور ساری مخلوق کو اوسمین گمادے اس گم ہو جانے کو بھی آفتاب کہتے ہین ش نور تو گم شو کہ تفرید این بود + گم شدن گم کن کہ تجرید این بود -

الیاس حالت قبض -

اللہ یہ عَلَم ہے کہ دلالت کرتا ہے حق تعالیٰ کی معبودیت پر ایسی دلالت کے ساتھ جو سارے اسماے حسنیٰ کی جامع ہے -

الٰہیت ایسی احدیت جو تمام حقایق وجود کی جامع ہو جیسے آدم علیہ السلام کہ اون مین ساری البشری صورتین جمع تہین اور یہی تمام بشری صورتون کی احدیت جمع ہے اور اللہ تعالیٰ کے اوس نام کو بھی کہتے ہین جو بندی سے متعلق ہو -

آلیہ جو خدا کا نام فرشتے یا عالم ارواح سے متعلق ہو -

امامان یہ دو شخص ہین ان مین سے ایک غوث کی دہنی طرف ہوتا ہے اور دوسرا الٹی طرف بطور نائب کے جو سیدہی طرف ہے اوسکی توجہ عالم بالا کی طرف ہوتی ہے اور جو الٹی طرف ہے اوسکی توجہ عالم دنیا کی طرف ہوتی ہے اور یہ دوسرے امام سے اعلیٰ رتبہ رہتا ہے اور کوئی موقع آجاے تو یہی غوث کا قایم مقام ہوتا ہے -

امنا ملامتیہ کو کہتے ہین -

امہات الاسما خدا کے ان چار نامون کو کہتی ہین اول آخر ظاہر باطن -

ام الکتاب عقل اول کو کہتے ہین کہ مرتبہ وحدت کی طرف اشارہ ہے ش عقل اول نام او ام الکتاب فہم کن و اللہ اعلم بالصواب -

امر اوس عالم کو کہتے ہین جو بے مادہ و مدت کے موجود ہوا ہے جیسے عقل و نفوس اسکو عالم ملکوت اور عالم غیب کہتے ہین -

امور کلی اوس چیز کو کہتے ہین جسکا دور کرنا عقل سے ممکن نہو اور نہ اوسکو عین مین پا سکین یا یون سمجھو کہ امور کلی وہ ہے کہ عقل مین موجود ہو اور خارج مین معدوم ہو کوئی ذات نہو کہ اوسکو علم کہہ سکین -

انابت دل کو ظلمات شبہات سے نکالنا اور بعضون نے کہا ہے کہ کل کی طرف سے پہر کر اوس ذات کی طرف رجوع کرنا جسکے لئے یہ کل ہین یا غفلت سے ذکر کی طرف یا وحشت سے انس کیطرف دل کو پہیرنا -

انزعاج دل مین وعظ یا سماع کی تاثیر ہو نیز اوس کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور کبھی متاثر ہونے

اعضا کے ہلانے کو کہتے ہیں جیسے کوئی عمدہ غزل سنکر وجد میں آتے ہین -

انصداع جمع کے بعد فرق پیدا ہونا ظہور کثرت اور اعتبار صفات کثرت کی وجہ سے -

آن مراد اوس وقت سے ہے جو ابھی ہین - ماکی موجود ہے اور وہ وقت ٹھرا ہوا نہین -

انیت مرتبہ ذاتیہ کی حیثیت سے وجود عینی کا متحقق ہونا -

انس اللہ کے جمال کے مشاہدہ کا اثر دل پر جو اوسے انس کہتے ہین یعنی جمالی جلالی ہو -

انتباہ اللہ تعالی کا بندے کو تنبیہ کرنا الہام ربانی سے -

انانیت انا یعنی مین ہون کہنا -

انانیت حقیقت متعین -

انسان کامل مراد اوس سے وہ ذرہ جو جامع ہو ساری علوم الہی اور علوم موجودات کلی وجزئی کا اور وہ اک کتاب ہے جو کتب الہی اور کونی کا مجموعہ ہے اور یہی روح وعقل کی حیثیت سے کتاب عقلی ہے اور نام اس کا ام الکتاب ہے اور قلب کی حیثیت سے کتاب لوح محفوظ ہے اور نفس کی حیثیت سے کتاب محو اثبات ہے اور یہ وہ صحیفے مکرم اور بلند اور پاک ہین جنکو ایسے آدمیون کے سوا جو حجابون سے پاک ہون اور کوئی نہین چہو سکتا ہے اور نہ اون کے مطالب معلوم کرسکتا ہے پس عقل اول کو عالم کبیر اور اوس کے حقایق کے ساتھ وہ نسبت ہے جو روح انسانی کو بدن اور قواے بدن کے ساتھ ہے اور دل کا نفس کلی عالم کبیر ہے جیسا کہ دل کا نفس ناطقہ انسان ہے یہی وجہ ہے کہ عالم کو انسان کبیر کہتے ہین -

اوتاد اون چار شخصون کو کہتے ہین جو عالم کے چارون سمت یعنی شرق وغرب وشمال وجنوب مین رہتے ہین اور ہر ایک ان مین سے اوسی طرف کے ملک کا نگران ہوتا ہے -

اولیا دوستان خدا مکتوبات مین لکھا ہے ان کی کئی قسمین ہین تین سو شخص ہین جنکو اخیار اور ابرار کہتے ہین اور چالیس شخص ایسے ہین جنہین ابدال کہتے ہین اور چار شخص ایسے ہین کہ اونہین اوتاد کہتے ہین اور تین شخص ایسے ہین کہ اونہین نقبا کہتے ہین اور ایک شخص ایسا ہے کہ اوسے قطب وغوث کہتے ہین -

اہل ذوق اون لوگون کو کہتے ہین جنکی تجلیات کا حکم اون کے قلب وروح کے مقام سے نفس وقوی کے مقام پر نازل ہو گویا کہ اسکو حس سے پاتے ہین اور ذوق سے معلوم کرتے ہین بلکہ یہ حال اونکی پیشانیون سے ظاہر ہے -

ائمۃ الاسما اللہ تعالی کے ان سات نامون کو کہتے ہین حی - عالم - مرید - قادر - سمیع بصیر - متکلم -

ایمان - اصطلاح صوفیہ مین ایمان اسماے جمالیہ کے مقتضیات کو کہتے ہین اور علم بقا کے مرتبہ کو بھی کہتے ہین اور ایمان کے پانچ مرتبے ہین (۱) مطبوع یہ ایمان ملائکہ کا ہے (۲) معصوم یہ ایمان انبیا کا ہے (۳) مقبول یہ ایمان مومنون کا ہے (۴) موقوف یہ ایمان اہل بدعت کا ہے (۵) مردود یہ ایمان منافقون کا ہے -

ایمان حقیقی حق تعالی کی وحدانیت کی تصدیق کرنا

جس مین کسی قسم کا شبہ نہو اور یہہ اوسوقت حاصل ہوتا
ہے کہ اپنے کو فنا کرکے حق تعالی کے ساتھہ باقی رہے اور
عین وحدت ہوجاے -

باب الابواب توبہ کو کہتے ہین اس لئے کہ توبہ
اون چیزون مین سے پہلی چیز ہے جسکی وجہ سے بندہ جناب الہی
کے قرب مین داخل ہوتا ہے -

بارقہ ایک روشنی ہے جو جناب الہی سے آتی ہے اور
جلد ہی بجہہ جاتی ہے اور کشف کے مبادی مین سے بارقہ
بھی ایک چیز ہے

باطل مسدوم ناچیز اور رسوا خدا کے جو کچھہ ہے اوسے
بھی سالکون کی اصطلاح مین باطل کہتے ہین ~
ما سوی الله عدم بود به یقین + ترک باطل بگوے
حق را ببین -

بت ہستی مطلق کے مظہر کا نام ہے اور ہستی مطلق
حق ہے پس بت حقیقت مین حق ہوا باطل اور عبث
بت نہ ہوا اور بت پرست کو حق پرست کہتے ہین اس سبب سے
کہ حق نے بت کی صورت مین ظہور کیا ہے -

بدلا باالتنم اللہ کے مخلص بندے ہین جو سات ہین
اور یہہ لفظ بدیل کی جمع ہے ان مین سے جب کوئی شخص
مسافرت کرتا ہے تو اپنے جسد کو اس صورت پر وہان
چھوڑ جاتا ہے جو اوسکی ہے کہ کوئی یہ نہین جانتا کہ وہ
یہان سے چلا گیا بدیل نے یہی معنی ہین ~ شیخ در مصر
خرقہ در کرمان + خرقہ بازی چنین کند ابدال -

بدعت اوس کام کو کہتے ہین جو سنت کے مخالف ہے
اور وہ ایک نیا فعل ہوتا ہے جسپر نہ صحابہ کا عمل در آمد ہے

نہ تابعین کا اور نہ دلیل شرعی اوسکی صحت پر قایم ہو -

برزخ سالکون کی اصطلاح مین برزخ روح اعظم کو
کہتے ہین اور عالم مثال کو بھی جو اجسام کثیف اور ارواح مین
اور دنیا و آخرت مین حائل ہے برزخ کہتے ہین ~
میان صورت و معنی و دنیا و عقبی + لطیف و ذو مثالیست
برزخے یعنی + اور پیر و مرشد کو بھی کہتے ہین اور برزخ
شطاریون کی اصطلاح مین مرشد کی صورت محسوسکا
نام ہے کہ وہ واسطہ ہے حق تعالی کے اور مرشد کے
درمیان مین پس ذاکر کو چاہیے کہ ذکر کرنے کے وقت مین
صورت مرشد کو اپنی نظر مین رکھے تاکہ اوسکی برکت سے
حق تعالی کی حقیقت تک پہونچ جاسے اور اپنے آپ کو
اور تمام کائنات کو ہستی حق مین گم کردے -

پردگی حاجب اور پردہ دار -

بسط اوسے کہتے ہین جو سب اشیا پر مشتمل ہو اور
اوسے کوئی چیز شامل نہو اور بعضون نے کہا ہے کہ بسط
امید کی حالت کو کہتے ہین مشہور ہے دنیا بامید قائم ہست
اور بعضون نے کہا ہے کہ بسط ایک القا ہے دل پر
جس سے رحمت اور انسیت کا اشارہ ہوتا ہے یعنی
دل پر اللہ کی رحمت کی آس بندھتی ہے اور وہ
پیدا ہوتی ہے -

بصیرت ایک قوت ہے دل کی جو نور قدس سے منور
روشن ہوتی ہے اور اس قوت کے ذریعہ سے اشیا کے
حقایق اور اندرونی حالتین دل پر کہلتی ہین اور یہہ قوت
دل کے لئے اس طرح ہے جس طرح نفس کے لئے قوت بصر
کہ نفس اوس کے ذریعہ سے اشیا کی صورتون اور اون کے

ظاہر کو دیکھتا ہے اسی قوت بصیرت کا نام حکمانے عاقلہ و نظریہ اور قوت قدسیہ رکھا ہے -

بُعد حق تعالیٰ کی مرضی کی مخالفت کرنے کا نام ہے -

بقا اللہ کی قدرت کو ہر شے پر دیکھنا -

بوادہ خوشی وغم کی باتین جو دلبر کا یک نوبت بہ نوبت آئین -

پیر خرابات - مرشد کامل و مکمل کو کہتے ہین جو مرید سے رسوم و عادات ترک کراتا ہے فقر و فنا کی طرف لاتا ہے اور سالک اور عاشق لاابالی کو بہی کہتے ہین جو تمام اشیا کے افعال و صفات کو افعال و صفات الٰہی مین محو جانتا ہے اور کوئی صفت اپنے یا غیر کی نہین سمجھتا -

پیر مغان پیر و مرشد -

تا شطاریون کی اصطلاح مین اسے کہتے ہین کہ سانس کو ناف کے نیچے سے سختی کے ساتھ لمبا کھینچے اس سے حرارت بڑہتی ہے اور عبدالرزاق کاشی کی اصطلاحات مین مذکور ہے کہ یہ کنایہ ہے ذات سے باعتبار تعینات اور تعددات کے

تجلی جو کچھہ دلون پر غیب کے نورون سے کہلے اوسے تجلی کہتے ہین -

تجلی اعظم شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے مکتوبات مین کہا ہے کہ فیض واجبی ہماری اصطلاح مین تجلی اعظم سے مراد ہے اور صاحب فتوحات کی اصطلاح مین اسکا نام حقیقت محمدی ہے

تجلی ذاتی اوس تجلی کو کہتے ہین جسکا مبدٔ ذات ہو اور کسی صفت کا صفات مین سے اوسکے ہمراہ اعتبار نہ کیا جاوے اگرچہ وہ بغیر ذریعہ اسما و صفات کے حاصل نہ ہو سکے اسلئے کہ خاص ذات حق کسی موجودات پر تجلی نہین فرماتی بلکہ کسی ...

یا صفت کے پردہ مین تجلی ہوتی ہے -

تجلی شہودی وجود حق کا ظہور ہے کہ جسکو اسم النور کہتے ہین اور یہ اسما کی صورتون کے ساتھہ موجودات میں حق کا ... اسما صور الٰہی ہین اور ان کا ظہور نفس الرحمن ہے سب ہمہ اشیا باین نفس موجود + گویا ہست این خزانہ جود -

تجلی صفاتی اوس تجلی کو کہتے ہین جسکا مبدٔ صفات الٰہی مین سے کوئی صفت ہو اس حیثیت سے کہ وہ صفت ذات الٰہی سے متعین ہے -

تجرید اپنی ہستی کے اور غیر کے خیال کو اپنے دل اور سے مٹا دینے کا نام تجرید ہے بعضے کہتے ہین فرق تجرید اور تفرید مین یہ ہے کہ علایق اور خلایق کے مٹا دینے کا نام تجرید ہے اور اپنے ہستی کے مٹا دینے کا نام تفرید ہے -

تخلی جو چیز کہ حق تعالیٰ سے روکے اوس سے عزلت اختیار کرنا -

تختم عارفون کے دل پر حق کی علامت ہو جانا -

تدبر اپنے کامون کے انجامون پر غور کرنا اور یہ تفکر کے قریب ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ تفکر دل کے تصرف کرنیکو غور کے ذریعہ سے کہتے ہین اور تدبر دل کا تصرف کرنا ہے غور کے ذریعہ سے کامون کے انجام مین -

تدانی مقربین کا معراج -

تدلی اوترنا مقربین کا اور کبہی اس کا اطلاق اوس حالت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کی طرف اون کی معراج مین نزول فرمائے -

ترقی احوال اور مقامات اور معرفتون کا بدلنا -

تعین اوس چیز کو کہتے ہین جسکی وجہسے ہر ایک شے کو اپنے غیر سے امتیاز حاصل ہوتا ہے تو ایک شے کا جو چیز تعین ہوتی ہین وہ دوسری شے کا تعین نہین ہوسکتین پس ہر ایک شے کے تعین مین اوس کا غیر شریک نہین ہوسکتا ہے دیکھو آدمی کے ہر ایک فرد کو وہ تعین اور شخصیت حاصل ہے کہ دوسرے شخص کو حاصل نہین اسی لئے ہر ایک شخص دوسرے سے ممتاز ہے کروڑون آدمی ہین مگر یہ نہین ہوتا کہ دو آدمی بھی پورے طور پر ایک سی شخصیت رکھتے ہون ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ انہین تعینات مخصوصہ کی وجہسے شناخت ہوتی ہے۔

تفکر دل کا چراغ ہے کہ اوس سے خیر و شر اور منافع و مضار کو دیکھتا ہے جس دل مین تفکر نہین وہ تاریکی مین بسا ہوا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر معرفت اشیا کے حاضر کرنے کو جو دل کے اندر ہے کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ تفکر زوائد کے وارد ہونے کے ساتھ دل کا صاف کرنا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر عبرت کا چراغ اور سمجھداری کی کنجی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر اشجار حقایق و دقایق کا باغ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ حقیقت و طریقت کی کھیتی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر دنیا کے زوال اور عقبیٰ کی بقا کے پہونچنے کا نام ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر ان سارے احوال کا مجمع ہے۔

تفرید اس بات کا جاننا کہ حق تعالیٰ ہمراہ ہے۔

تفرقہ پریشان خاطری عالم غیب سے اشتغال کیلئے جس طرح کہ ممکن ہو اور بعضے کہتے ہین کہ تفرقہ وہ چیز ہے جس مین اختلاف کرین اور بعضے کہتے ہین کہ تفرقہ کہتے ہین حالات و تصرفات و معاملات کو۔

تقلید غیر آدمی کے قول و فعل کو حق سمجھکر اوس کی پیروی کرنا اور اوس کے دلیل پر خیال نہ کرنا اور بعضون نے کہا ہے کہ غیر کے قول کو بلا دلیل و حجت قبول کر لینے کو تقلید کہتے ہین۔

تلقی جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے وارد ہو اوس کے لینے کو کہتے ہین۔

تلوین بندے کا اپنے حالات مین نقل کرنا کہ کبھی کچھ ہونا اور کبھی کچھ اور یہ اکثر صوفیہ کے نزدیک نقصان سے خالی نہین مگر شیخ اکبر کے نزدیک یہ تمام مقامات سے کامل ہے اور بندہ کا حال یہان ایسا ہے جیسے کہ اللہ کا قول ہے کل یوم هو فی شان ہر دن وہ ایک نئی حالت مین ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ تلوین اسے کہتے ہین کہ طریق استقامت مین کوئی مقام تلاش کرنا۔

تمکین تلوین مین قایم ہونے کا نام تمکین ہے اور جب تک بندہ راہ مین ہے صاحب تلوین ہے اس لئے کہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف اور ایک وصف سے دوسرے وصف کی طرف ترقی کرنے والا ہے اور جب واصل و متصل ہو گیا تو تمکین حاصل ہو گئی اسی لئے بعضے کہتے ہین کہ تمکین واصل باللہ کا ایک حال ہے۔

توحید فرق و جمع کی احدیت کو کہتے ہین اور یہ وہ توحید ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی آپ کی ہے چنانچہ صورت اوسکی یہ ہے **شهد الله انه لا اله الا هو** جمع کن خلق و حق بیکدیگر + چنین اور اعین او بنگر بعضون نے یون معنی کئے ہین کہ ولی کو دو مرتبے کے شغل سے

خالی کرنا۔

تواجد وجد کے چاہنے کا نام ہے۔ اور بعضے کہتے ہین کہ تواجد اسے کہتے ہین کہ وجد نہو اور بہ تکلف وجد ظاہر کرے۔

تولی بندہ کا خدا کی طرف سے اپنی جانب لوٹنا۔

توجہ اسکے یہ معنی ہین کہ اپنی ہمت مرید پر قلب کیطرف لگائے اور اپنے قلب کا دہن مرید کے قلب کے دہن پر تصور کرے اس طرح سے کہ اور کوئی خطرہ اپنے قلب مین آنے دے اور نہ پورے توجہ کے ساتھ جناب حق سبحانہ تعالی سے التجا کرے کہ وہ سالک کے دل کے نور کو قوت بخشے اور مرشد کو چاہیے کہ جذبہ قلبی اور ہمت باطنی سے مرید کے قلب کو اپنی طرف کھینچے ایک ساعت کم و بیش اس طور پر مرید کے حال پر متوجہ رہے اور اس طریقہ کے بزرگون کی ارواح مبارک کو اپنے شامل حال سمجھے اس تصرف کو ہر وقت اون کی امداد جانے

توبہ اسکے معنی یہ ہین کہ قلب سے عقدۂ اصرار حل ہوکے خدا کی طرف لوٹنا۔ اور رب کے حقوق کے ساتھ ٹھہرجانا اور بعضے کہتے ہین کہ توبہ اعتراف اور ندامت اور اوکے ترک کا نام ہے اور رکن اوس کی تین چیزین ہین ایک ندامت دوسری عود نہ کرنے کا عزم کرلینا۔ تیسری جو خطا اس سے واقع ہوا ہے اوسکی عوض پورا کرنے مین کوشش کرنا۔

توبہ نصوح عزم کو اس بات پر مضبوط کرنا کہ پھر یہ کام نہ کرونگا اور اسکی اور بہی تعریفین کی گئی ہین اور شرع مین توبۂ نصوح اسے کہتے ہین کہ بری عادتون کو ترک کرکے اچھی اختیار کرے اور یہہ عامۂ علما کے نزدیک فوری طور پر واجب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ اوسکے بعد کسی طرح گناہ کا کوئی اثر علانیہ یا خفیہ باقی نہ رہے اور اس سے صاحب توبہ مین صلاح و فلاح جلد یا دیر مین پیدا ہوجاتی ہے۔

جابلسا و جابلقا شیخ اکبر اور دوسرے محققین کہتے ہین کہ یہہ دو شہر عالم مثال مین ہین۔

جان روح انسانی کو کہتے ہین جو معانی کو ادراک کرتی ہے اور علوم ربانی بتاتی ہے۔

جبروت ابو طالب مکی کہتے ہین کہ جبروت عالم علوی کا نام ہے اور اکثر کی رائے یہ ہے کہ عالم درمیانی کا نام ہے اور سالکون کی اصطلاح مین مرتبۂ وحدت کا نام بہی ہے جو حقیقت محمدی اور مرتبۂ صفات سے متعلق ہے۔

جرس۔ اللہ کے خطاب کا مجمل طور پر ایک تھوڑے سے قہر کے ساتھ دل پر وارد ہونا ؎ مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم + جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا۔

چشم حق تعالی کا اعیان کو اور اون کی استعدادات کو مشاہدہ فرمانا اس شہود کو صفت بصری کے ساتھ تعبیر کرتے ہین۔

جلوہ بندے کو خلوت سے اوصاف الہی کی طرف نکلنا یعنی اوس کے سے اوصاف پیدا کرنا۔

جلال اللہ تعالی کے قہر کی صفتین۔

جمع محض حق تعالی کا خیال جس مین خلق کا تفرقہ خاطر پر نہو۔

جمع الجمع بالکل فنا فی اللہ ہوجانا۔

حال اوس چیز کو کہتے ہین جو بغیر ارادہ اور کوشش کے دلپر وارد ہو اور اوسکی شرط یہ ہی کہ صفات نفس کے ظاہر ہونے سے یہ جاتا رہتا ہی اور جب ایک حال جاتا رہتا ہے تو دوسرا حال پیدا ہو جاتا ہے اور جبکہ باقی رہتا ہے تو پہر اوس کا مثل نہین آتا پس جس شخص پر کہ اوس حال کا مثل آتا رہتا ہی تو وہ اوس کے دوام کا قائل ہے اور جسپر کہ اوس کا مثل نہین آتا وہ کہتا ہے کہ ہمیشہ رہنے والی چیز نہین اور کبھی حال بندے کے حالات کے متغیر ہونے کو کہتے ہین اور حال جب دایم رہتا ہے تو اوسکو مقام کہتے ہین پس احوال وہبی یعنی خداداد ہین اور مقامات کسبی ہین کیونکہ احوال عنایت الہی سے حاصل ہوتے ہین اور مقامات اپنی کوشش سے پیدا ہوتے ہین۔

حجاب جو چیز بندے کے مطالب کو اوسکی آنکھہ سے چھپا دے اوسے حجاب کہتے ہین۔ حجاب کی دو قسمین ہین ایک حجاب ظلمانی یہ بندے کی طرف سے ہوتا ہے جو کچھہ اس مین بری عادتین ہون یا اشغال صوری رکھتا ہو وہی حجاب واقع ہوتی ہین **شعر** حجاب چہرۂ جان میشود غبار تنت + تو خود حجاب خودی حافظ ازمیان برخیز۔ دوسرا حجاب نورانی یہہ حجاب حق تعالیٰ کی جانب سے ہوا کرتا ہے اس لئے کہ افعال کا حجاب آثار ہین اور افعال صفات الہی کا حجاب ہین اور صفات ذات الہی کا حجاب ہین۔

حجاب العزت پریشانی اور اندہا پن اسلئے کہ ادراکات کشفی کو کنہ ذات مین کوئی تاثیر نہین پس ادراکات کشفی کا اوس مین نہ پہونچنا ایک حجاب ہے کہ غیر حق مین کسی وقت مین مرتفع نہین ہوتا۔

حد جدائی اللہ کے اور بندے کے درمیان مین جیسے کہ عبادت کہ اوسکی وجہ سے اللہ مین اور بندے مین فصل واقع ہے۔

حدیث قدسی اوس حدیث کو کہتے ہین جس کا مضمون خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ رسول خدا کی جانب سے اور یہ وہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ سے یا خواب مین پہونچایا ہے اور پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عبارت مین اوسکو بیان کرتے ہین اور فرق قرآن مین اور اس مین یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ بھی نازل ہوتے ہین اور حدیث قدسی کے صرف معانی نزول فرماتے ہین۔

حروف وہ بولی جس مین رب اپنے بندے کے ساتھہ خطاب کرے اور بعضے کہتے ہین اعیان مین سے جسقدر حقایق بسیطہ ہے اونہین حروف کہتے ہین۔

حروف عالیات یہ شیون ذاتی جو غیب الغیوب مین چھپے ہوئے ہین جیسے درخت بیج کے اندر ہوتا ہے۔

حریت اہل حقیقت کی اصطلاح مین اوسے کہتے ہین کہ دنیا کے سارے جھگڑون سے قطع تعلق کرنا اور سارے عالم سے آزادی اختیار کر لینا اور اسکے مراتب مین عام آدمیون کی آزادی یہ ہے کہ وہ شہوتون اور خواہشون سے رہا ہو جائین اور خاص آدمیون کی آزادی یہ ہے کہ اپنی مرادات سے چھٹ جائین اس لئے کہ ایسے لوگون کا ارادہ اللہ کی راہ مین فنا ہو جاتا ہے اور جو لوگ

نہایت خاص ہین اون کی آزادی یہ ہے کہ اپنی عادات اور
رسوم سے آزاد ہوجائین اس لئے کہ ایسے لوگ فی الانوار مین
بالکل چھپ جاتے ہین ۔

حرق اون تجلیات کا جو فنا کی طرف جذب کرتی ہین
درمیانی مرتبہ ہے اور پہلا مرتبہ اونکا برق ہے اور سب سے
آخر کا مرتبہ ذات مین محو اور ناپید ہونا ہے ۔

حضور جسوقت دل خلق سے غائب ہوکر اللہ کی طرف
حاضر ہو اوس حالت کو حضور کہتے ہین ﷺ مرا بیگانگی
از خلق با حق آشنا کردہ است * بطبع من کہ کس کم ساختی
بسیار سے سازد * اور مقام وحدت کا نام بھی حضور ہے ۔

حضرات خمس الٰہیہ پانچ چیزین ایسی ہین جنہین
صوفیہ کی اصطلاح مین حضرات خمس الہیہ کہتے ہین
اوران مین سے ہر ایک چیز کے لئے ایک عالم بھی قرار دیا
ہے اور دوسری تقریر مین یون کہنا چاہیے کہ خود ہر ایک
حضرت کو ایک عالم فرض کرلیا ہے اون کی تفصیل یہ ہے
(۱) حضرت غیب مطلق اسکا عالم اعیان ثابتہ کا علم
ہے اور وہ علم الٰہی مین ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت غیب
مطلق کا عالم اعیان ثابتہ کا ہے (۲) حضرت شہادت
مطلقہ عالم اسکا عالم ملک ہے اور حضرت شہادت
حضرت غیب مطلق کے مقابلہ مین ہے پھر حضرت غیب مضاف
ہے جسکی ذیل کی دونون قسمین مذکورہ پانچ قسمین اس طرح
پوری ہوتی ہین (۳) حضرت غیب مضاف کا وہ پہلو جو
غیب مطلق سے بہت قریب ہے اور عالم ارواح جبروتیہ
وملکوتیہ یعنی عالم عقول ونفوس مجردہ اس کا عالم ہے (۴)
حضرت غیب مضاف کا وہ پہلو جو شہادت مطلقہ سے بہت
قریب ہے اور عالم مثال اوس کا عالم ہے جسے عالم
ملکوت کہا کرتے ہین (۵) پانچوان حضرت ان چارون
حضرات کا جامع ہے یعنی حضرت غیب مطلق وحضرت
شہادت مطلقہ اور دونون عالم حضرت غیب مضاف کے
اوس مین موجود ہین اور عالم اسکا عالم انسان ہے جس مین
سارے عالم اور اون کی چیزین موجود ہین پس عالم ملک
مظہر ہے عالم ملکوت کا اور عالم ملکوت عالم مثال مطلق ہے
اور ہر عالم مثال مطلق عالم جبروت یعنی عالم مجردات کا مظہر
ہے اور عالم مجردات مظہر ہے عالم اعیان ثابتہ کا اور عالم
اعیان ثابتہ مظہر ہے اسماے الہیہ وحضرت واحدیت کا
اور حضرت واحدیت مظہر ہے حضرت احدیت کا ۔

حق جو چیز بندے پر من جانب اللہ واجب ہے اوسے
حق کہتے ہین اور جو کچھ اللہ نے اپنی ذات پر واجب
کرلیا ہے اوسے بھی حق کہتے ہین ۔

حق الیقین بندہ کا حق تعالیٰ مین فانی ہونا باقی ہونا
اور یہ دونون باتین اوسکو علم اور شہود اور حال تینون
کے ساتھ حاصل ہون صرف علم اس بات کا ہونا کہ مین
حق مین فانی ہون اور حق مین باقی ہون کافی نہین اسلئے
کہ ہر ایک عاقل کو موت کا علم علم الیقین ہے اور جب
موت کے فرشتون کو دیکھ لیتا ہے تو موت کا علم عین الیقین
ہو جاتا ہے اور جب موت کا مزہ چکھ لیتا ہے تو اوسوقت
عین الیقین پیدا ہوجاتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ
علم الیقین ظاہر شریعت کو کہتے ہین اور عین الیقین
شریعت مین اخلاص پیدا کرنے کا نام ہے اور حق
الیقین اوسمین مشاہدہ پانے کو کہتے ہین اور بعضون نے

حق الیقین کی یون تعریف کی ہے جو چیز مشاہدہ سے معلوم
ہوجاے اوس کے حاصل ہونے کا نام حق الیقین ہے۔

حقیقۃ الحقایق وہ مرتبہ احدیت جو ساری حقایق
کو جامع ہے اسکو حضرت الجمع و حضرت الوجود بھی کہتے ہیں

حقایق الاسما ذات کے تعینات اور نسبتون کو
کہتے ہین مگر اسقدر ہے کہ یہ وہ صفات ہین جنکے ذریعہ سے
انسان اون مین سے بعض کو بعض سے تمیز کرتے ہین۔

حقیقت محمدیہ ذات تعین اول کی ہمراہ اور یہی
اسم اعظم ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتابون مین کہا ہے
کہ صاحب فتوحات کی اصطلاح مین تجلی اعظم کا نام حقیقت محمدیہ
ہے۔

حقیقت - بندگی کے اوصاف کے آثار کو بندے سے
حق تعالی کے اوصاف کے ساتھہ سلب کر لینے کو حقیقت
کہتے ہین مطلب یہ ہے کہ کوئی کام اپنے اوصاف کی وجہ سے
نہ سمجھے سب کو من جانب اللہ جانے اور صورت اوسکی یہ
ہے کہ یہ سمجھہ لیا جاے کہ جو کچھہ بندہ کرتا ہے اور بندگی سے
وقوع مین آتا ہے اور بندے مین ہوتا ہے اس سب کا اللہ
فاعل ہے اور حقیقت ماہیت کو بھی کہتے ہین یعنی چیز کا وہ جز
جو اصل ہے اوس چیز کی اسی وجہ سے کہا ہے ہر شے کی
حقیقت حق تعالی ہے اور بعضون نے ماہیت اور
حقیقت مین فرق کیا ہے اور گلشن راز کی شرح مین ہے
کہ حقیقت ذات حق کے مظہر کو کہتے ہین کہ تمام تعینات
اور کثرات انوار ذات کے سامنے محو و معدوم ہون۔

خال نقطۂ وحدت کو کہتے ہین پوشیدگی کی حیثیت سے
کہ اوسی سے سب کی ابتدا اور اوسی کی طرف انتہا ہے اور
صاحب طارقہ نے فرمایا ہے کہ خال گناہ کی ظلمت کا نام ہے
جو طاعت کے انوار مین پایا جاے بعضے کہتے ہین کہ اگر
بہت کم ہو تو خالی کہتے ہین اور شیخ جمال کہتے ہین کہ خال
نقطہ روح انسانی سے مراد ہے۔

خاطر وہ بات جو دل پر آئے عام ہے اس سے کہ بری ہو
یا اچھی مگر دل پر قائم نہ رہے اور کبھی خاطر اوسے کہتے ہین
کہ ایک بات ناگہانی پیدا ہو جاے پہلے سے اوسکا منصوبہ نہو۔

خرابات مظہر جلالی کو کہتے ہین کہ سالک تجلی قہاری
کی وجہ سے فانی ہو جاے قرآن مین جو آیا ہے فلما تجلی
ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا یعنی
جب ظاہر ہوا موسی کا رب پہاڑ پر تو اوسکو ریزہ ریزہ کیا
اور موسی بیہوش ہوکر گر پڑے اس آیت مین اسی مطلب
کی طرف اشارہ ہے اور خرابات سے مراد مرشد کا عزلت
خانہ بھی ہے کہ مرید اپنی پیشانی اوسکے آستانہ پر رگڑے
تو اوسکے اندر سے آواز مرید کے کانون مین آئے جس سے
وہ مست و لا یعقل ہو جائے اور گلشن راز کی شرح مین ہے
کہ خرابات مراد ہے مقام وحدت سے اس لئے کہ مرتبہ محو
تمام صورتون سے پاک اور منزہ ہے نہ وہان صور تعین
خیالی ہین نہ حسی نہ معانی تمام نقوش اور اشکال وہان فنا
ہین اس لئے کہ غیر کا توہم اور دوئی کا گمان مقام توحید
مین محال ہے اور خرابات لامکان کی جو کہٹ ہے اور یہی
اون عاشقان جان باز و کلاابالی کا مقام ہے جو کسی قید
صوری اور معنوی مین مقید نہین اونکی مقام مین شہرتی
ہین۔

خشوع اصطلاح صوفیہ مین خشوع اسے کہتے ہین کہ حق تعالی

کی اطاعت کرنا اور بعضے کہتے ہین کہ ہمیشہ دل مین خوف کرنا اور علامت خشوع کی یہ ہی کہ جب بندی پر غصہ ہون یا اوسکے خلاف کرین یا اوسکی کسی بات چیت کا رد کرین تو وہ چین بر جبین نہو۔

خصوص ایک ہونا ہر شے کا۔

حضر حالت بسیط سے مراد ہے۔

خضوع و تواضع - دونون خشوع کے معنی مین ہین۔

خطرہ - اندیشہ جو دل مین آوے اسکی چار قسمین ہین خطرہ نفسانی اور خطرہ شیطانی اور خطرہ ملکی اور خطرہ رحمانی اور متصوفہ خطرہ اوس خواہش کو کہتے ہین جو بندہ کو رب کی طرف بلاوے اور بندہ اوس کے دفع کرنے پر قادر نہو **سه**

بندۂ حق بسوی حق خواند ؛ دفع آن خطرہ بندہ نتواند

خفی صوفیہ کی اصطلاح مین ایک لطیفہ ربانی کا نام ہی جو روح مین بالقوہ موجود ہے بالفعل حاصل نہین ہوسکتا مگر جب واردات ربانی کا غلبہ ہوجاے تو اوسوقت یہ بالفعل حاصل ہوتا ہے تاکہ روح مین اور حضرت حق مین ذریعہ اور واسطہ بن جاوے کہ روح اس ذریعہ سے صفات ربوبیت کی تجلی اور فیض الٰہی حاصل کرے۔

خلق وہ عالم جو مادہ کے ذریعہ سے موجود ہو جیسے افلاک اور عناصر اور موالید ثلاثہ یعنی جمادات و نباتات و حیوانات اسی کو عالم خلق و عالم ملک و عالم شہادت کہتے ہین

خلوت - بھید کی باتین کرنا اللہ تعالیٰ سے اس طور پر کہ علاوہ اللہ کے اور کوئی بادشاہ دوسرا نہین ہی۔

خوف جس بری چیز سے بندہ فی الحال ڈرے اوسی خوف کہتے ہین۔

خیال عالم مثال کو کہتے ہین جو عالم ارواح اور اجسام کے درمیان مین برزخ ہے۔

درۃ البیضا - عقل اول۔

دل صوفیہ کی اصطلاح مین لطیفہ ربانی و روحانی کا نام ہے اور وہ انسان کی حقیقت ہی اور مدرک اور عالم اور عارف اور عاشق اور مخاطب اور معاتب وہی ہے جس نے اوسے جان لیا اور پالیا اوس نے خدا کو جان لیا اور پالیا اور وہ گوشت کا ٹکڑا جو صنوبری شکل ہے اور سینہ مین اولٹی طرف ہے یہ مجازاً دل کہلاتا ہی **سه**

دل اگر این خانہ آب و گل ست ؛ خر ہم از اقبال تو صاحبدل ست

ذوق - تجلیات الٰہی کے شروع کو کہتے ہین۔

ذوق فی معرفۃ اللہ - نور عرفانی جو حق تعالیٰ اپنی تجلی کے ساتھ اولیا کے دل مین ڈالتا ہے اور اوسکے ذریعہ سے تفرقہ حق و باطل مین ہوتا ہی۔

ذوالعقل اوس آدمی کو کہتے ہین کہ ظاہر مین خلق کو دیکھتا ہی اور باطن مین حق کو دیکھتا ہے گویا اوسکے نزدیک حق خلق کا آئینہ ہے اسلئے کہ آئینہ ظاہری صورتون مین چھپ جاتا ہے۔

ذوالعین اوس شخص کو کہتے ہین کہ حق کو ظاہر مین اور خلق کو باطن مین دیکھتا ہے گویا اوسکے نزدیک خلق حق کا آئینہ ہی اس لئے کہ حق اوسکے نزدیک ظاہر ہے اور خلق اوسمین چھپی ہوئی ہے جس طرح آئینہ صورتون سے چھپ جاتا ہی

ذوالعقل والعین اوس آدمی کو کہتے ہین جو حق کو خلق کے اندر دیکہتا ہے وہ قرب فرائض کا مرتبہ ہے اس حدیث مین انہین مراتب کی طرف اشارہ ہے ماتقرب الی عبدی بشیٔ احب الی مما افترضت علیہ و مایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل الخ اس حدیث کے معنی کرامات کی بحث مین دیکہو بہر صورت حق تعالیٰ کو خلق کے اندر دیکہو یا خلق کو حق کے اندر دونون صورتون مین ایک دوسرے سے چہپ نہین سکتا بلکہ ایک وجود معین ہوتا ہے کہ ایک وجہ کے ساتہہ اوسے حق دیکہتا ہے اور دوسری وجہ سے اوسے خلق دیکہتا ہے کثرت خلق کی وجہ سے اوس یکتا کی ذات چہپ نہین سکتی جیسے کہ آئینے بہت سے ہون تب بہی ایک شخص دیکہنے والے کا منہ برابر دکہتا ہے چہپ نہین سکتا باوجودیکہ خلق مین کثرت ہے مگر اونکے مشاہدہ مین کسی طرح خلل نہین پڑتا ایک دوسرے کے دیکہنے مین مزاحمت نہین کرسکتا اسی طرح خلق کی کثرت سے اوس ذات یکتا کی تجلیات کے دیکہنے مین مزاحمت واقع نہین ہوسکتی اگرچہ خلق کثیر ہے مگر وہ برابر مشاہدہ مین آتی ہے اور یہہ مسلک وحدت وجود کا ہے جو ابن عربی اور اون کے متبعین کا مختار ہے

ذہاب محبوب کے مشاہدہ سے جو علل طبیعت پر پیدا ہو اوسکا دل سے جاتا رہنا گو کیسا ہی محبوب ہو

سالک اوسے کہتے ہین جسنے اپنے مقامات کو اپنے حال سے طے کیا ہو بغیر علم کے اس صورت مین اوس کا حال اور مقام ایک ہو جائیگا۔

سبحہ ہباکا نام ہے کہ ہیولیٰ کو کہتے ہین۔

ستر جو چیز کہ فنا سے بندہ کو بچاوے اوسے ستر کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ پردہ ہستی سے مراد ہے کہ آدمی اپنے رب کو موجود دیکہتا ہے پس غفلت مین پڑا ہوا ہے اور کبہی پردہ عادت کے سبب سے ہوتا ہے اور کبہی اعمال کے نتیجون کی وجہ سے پردہ واقع ہوتا ہے

سحق بندی کو مزاج کا قہر کے تلے آکے جاتا رہنا۔

سر اسکے کئی معنی ہین جیسے اضافت اس لفظ کی ہووے ویسے ہی معنی لگاتے ہین سر العلم جاننے والا جس چیز کو جانتا ہے اوسکی حقیقت کو کہتے ہین سر الحال علم مین اللہ کے ارادہ کو جان لینا جیسے ہمنے نماز کو جان لیا پہر جاننا کہ ارادہ الہی یہ ہے کہ ہم نماز پڑہین تو یہ سر الحال ہے اور سر الحقیقت اوسے کہتے ہین جس سے اشارہ واقع ہو۔

سر السر اوسے کہتے ہین جس بات کی وجہ سے بندے مین اور حق تعالیٰ مین غیریت ثابت ہوتی ہے جیسے کہ حق تعالیٰ کو حقائق کا علم تفصیلی حاصل ہے اور وہ سب کی کنہ اور باریکیون کو جانتا ہے اور بندہ کو یہ بات حاصل نہین ہے پس ایسی چیز سر السر کہلاتی ہے۔

سفر۔ دل کی سیر سے مراد ہے اس طرح کہ وہ اللہ کے ذکر مین مصروف ہو۔

سکینہ غیب سے جو بات دل پر نازل ہو اور اوس سے دل جمعی ہو اوسے سکینہ کہتے ہین

سکر کسی قوی خیال کے دل پر آجانے کی وجہ سے غفلت پیدا ہو جانے کو سکر کہتے ہین اور اس سے بڑی لذت اور مزہ حاصل ہوتا ہے اور غیبت سے نہایت

قوی اور کامل ہے۔

سمسمہ معرفت جو بیان میں نہ آسکے۔

سُنّت ترک کر دینا۔

سوی جو روح جسم عنصری کے سوا جسم ناری یا نوری سے متعلق ہو اوسے کہتے ہیں۔ اور سوی غیر کو بھی کہتے ہین اور وہ اعیان ہیں تعینات کی حیثیت سے۔

سو ا ور پوشیدہ ہونا اللہ کا خلق مین اور خلق کا اللہ مین۔

سواد الوجہ فی الدارین اللہ مین پوری طور پر فنا ہوجانا کہ کچھ بھی اپنے وجود کی خبر نہ ہے نہ ظاہر میں نہ باطن مین نہ دنیا مین نہ آخرت مین۔ فقر حقیقی اسی سے مراد ہے اور عدم اصلی کی طرف رجوع کرنا اسی سے عبارت ہے۔

شاہد جس کے مشاہدہ کا اثر دل پر ہو اوسے شاہد کہتے ہین اور حقیقت میں شاہد وہ چیز ہے کہ انسان کے دل مین آجائے اور اُسکا ذکر دل پر غالب ہو جائے پس اگر اوسپر علم غالب ہے تو اوسے مشاہدہ علم کہتے ہین اور اگر وجد غالب ہے تو شاہد وجد کہلاتا ہے اور اگر حق غالب ہے تو شاہد حق کہلاتا ہے۔

شجرۂ موسی و شجرۂ کلیم اللہ اور نخل طور اوس درخت سے عبارت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے وادی ایمن مین کوہ طور مین اوس درخت پر تجلی انوار الٰہی کو مشاہدہ کیا تھا۔

شجرہ انسان کامل کو کہتے ہین جو ہیکل کلی کا مدبر ہے اِسلئے کہ یہی حقیقت کا جامع ہے اور اسی کے دقایق ہر شئے کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اور یہ درمیانی شجرہ ہے کہ نہ تو بالکل کمال وجوب کیساتھ متصف ہے اور نہ سراسر نقصان امکان رکھتا ہے یعنی وجوب و امکان کے درمیان مین اسکا مرتبہ ہے۔ اِس شجرہ کی جڑ تحت الثری مین ہے اور اسکی شاخ آسمانون کے اندر پہونچگئی ہے اور اسکی جڑین کیا ہین یہی اسکے جمعیت کے حصے ہین اور اسکی روحانیت کے حقایق اسکی شاخین ہین اور وہ تجلی ذاتی جو احدیت جمع کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے اسکی حقیقت ہے اور اِس مین سِرانّی انا اللہ کا نتیجہ پیدا ہوجانا اسکا ثمرہ ہے۔

شرب تجلیات کی درمیانی حالت جسکی انتہا ہر مقام مین ہے۔

شطحیات درویشونکی وہ باتیں کہ مستی و ذوق و غلبہ حال کے وقت مین بے اختیار اُنکے مونھ سے صادر ہوتی ہین۔ جیسے انا الحق حسین منصور نے کہا اور سبحانی ما اعظم شانی اور لا الہ الا اللہ انا فاعبدنی بایزید نے کہا۔ ولیس فی جبتی سوا اللہ خواجہ جنید نے کہا و قدمی علی رقاب اولیاء اللہ حضرت سید محی الدین نے فرمایا کہ یہ باتین ظاہر مین خلاف شرع ہین اور باطن مین خدا جانے کہ کیا ہیں اور مشایخون نے نہ اُنہین رد کیا ہے نہ قبول۔

(منقول از معدن المعانی مخدوم)

شوق دل کو اوسکی خواہشات سے

چہرہ اگر لفافہ محبوب کی طرف کہینچتا ہے۔

شواہد حق موجودات کی حقیقتین جن سے اُنکی پیدا کرنیوالیکا حال معلوم ہوتا ہے۔

شیون انتباہ مین ایک خط طریقہ احمدیہ کا لکہا ہوا اِسمضمون ہے کہ شیون ہماری اصطلاح مین اوسے کہتے ہیں جو عبارتین حضرت واجب تعالیٰ مین مندرج ہون۔ کہ ذات پر معانی زاید نہون۔ اور وہ جو معانی زاید ذات حق جلّ وعلا پر ہون اور خارج مین موجود ہون وہ صفات کہلاتے ہین۔

حضرت مجدد الف ثانی نے رسالہ معارف لدنیہ مین لکہا ہے کہ شیونات آلہی خاص ذات آلہی کی فرع ہین اور صفات آلہی اِن شیونات کی فرع ہین اور اسما آلہی جیسے خالق اور رازق وغیرہ اِن صفات کی فرع ہین اور افعال آلہی اِن اسمار کی فرع ہین۔ اور تمام موجودات انہیں افعال آلہی کی فرع اور نتیجہ ہین۔ پس معلوم ہوا کہ شیون اور چیز ہین اور صفات اور چیز دونون مین فرق یہی اور شیون خارج مین ذات آلہی کے عین ہین اور صفات خارج مین ذات آلہی پر زاید ہیں۔ اور جن لوگوں کو یہ فرق معلوم نہین وہ شیون اور صفات کو ایک چیز جانتے ہین۔ اور اسلیئے خیال کرتے ہین کہ صفات عین ذات ہیں جسطرح شیون خارج مین عین ذات ہین۔ اور اِسی وجہ سے اِن لوگونکا صفات آلہی سے انکار کیا اور کہا کہ صفات آلہی ذات آلہی سے کوئی علیحدہ چیز نہین ہین۔ حالانکہ اہل حق کے نزدیک صفات آلہی ذات آلہی پر خارج مین زاید ہین۔

صماد شطاریون کی اصطلاح مین صفات آلہی اشارہ ہے کہ اسم ذات مین کوئی صفت صفات مین سے درج کرین جیسے سمیعٌ بصیرٌ علیمٌ وغیرہ۔

صحو کسی خیال کے دل پر آنے کیسے جو غفلت ہوتی تہی اُس سے سنبہل جانے کو صحو کہتے ہیں۔

صدا امر ہیئت نفس کی ظلمت کے سبب سے ایک تہوڑا سا پردہ دلپر واقع ہوجانا جو دل کو قبول تعلق اور تجلیات انوار آلہی سے محجوب کردے

صعق نور آلہی کی تجلی کے وقت فنا ہوجانا۔

صفت عالم کی طرح معنی کا طلب کرنا۔

صفات ذاتیہ اون اوصاف آلہی کو کہتے ہین جنکے ساتہ وہ موصوف ہے اور اونکی اضداد کے ساتہ اُسکا وصف نہیں ہوسکتا جیسے قدرت وعزت وعظمت وغیرہ کہ اُنکی ضدون کیساتہ توصیف ممنوع ہے۔

صفات فعلیہ اُن اوصاف آلہی کو کہتے ہین جنکی ضد کیساتہ بہی اللہ تعالیٰ موصوف ہوسکے جیسے رضا اور رحمت وغضب وغیرہ کہ اللہ تعالیٰ اِنکی اضداد کے ساتہ بہی متصف ہوتا ہے۔

صفاتِ جمالیہ اون صفاتِ آلہی کو کہتے ہین جو رحمت ولطف کیساتہ تعلق رکہتی ہین جیسے رحیم کریم وعفو وغیرہ۔

صفاتِ جلالیہ وہ صفات آلہی جنکا تعلق قہر وعزت وعظمت سے ہے۔

ضنائن اللہ تعالی کے مقبول بندے ہین کہ جنکو اللہ تعالی اتنا عزیز رکھتا ہے کہ عام طور پر لوگو پر ظاہر نہین کرتا کیونکہ اُسکو غیرت آتی ہے کہ عام طور پر لوگو اُن سے واقف ہوجائیں۔

ضیاء ماسوی اللہ کو حق تعالی کے ذریعہ سے دیکھنا۔ اور صورت اوسکی یہ ہے کہ حق تعالی کی ذات ایک ایسا نور ہے کہ نہ وہ خود کسی طرح دِکھ سکتا ہے نہ کسی اور چیز کو اوسکے ذریعہ سے دیکھ سکتے ہین مگر اوسکے اسما ایسے نور ہیں کہ وہ خود بھی دِکھ سکتے ہین اور اُنکے ذریعہ سے دوسری چیزین بھی دیکھ سکتے ہین۔ پس جس وقت قلب اسوجہ سے ظاہر ہوجاوے کہ وہ نور الٰہی کو دیکھتا ہے تو اسوقت مین دل کی بصیرت منورہ ماسوی اللہ کا مشاہدہ اوس نور کے ذریعہ سے کرلیتی ہی اسلیئے کہ جب انوار اسماء الٰہی ممکنات مین ظہور کرتے ہین تو اوپر اون ممکنات کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو وہ مظاہر بھی جن مین ان اسماء نے ظہور کیا ہوتا ہے معلوم ہوجاتے ہین۔ جیطرح قرص شمس جب کسی جانکے سے بادل کی آڑ میں آجاتا ہے تو دکھنے لگتا ہی۔

طالب وہ شخص جو شہوات طبعی و لذات نفسانی کو عبور کرے اور خودی اور دھوکہ کا پردہ حقیقت کے چہرہ سے اُٹھادے۔ اور تقیید سے اطلاق کی طرف اور کثرت سے وحدت کی طرف آجاتے تاکہ انسان کامل ہوجاے۔ اور اس مقام کو فنافی اللہ کہتے ہین کہ طالبون کے سیر کی یہ انتہا ہے۔ اور شیخ شرف الدین منیری نے اپنے مکتوبات مین لکہا ہی کہ طالب کو کسی مقام مین قیام نہین اور کسی منزل مین آرام نہین دونوں جہان مین سکون اوسپر حرام ہی۔

طاہر وہ آدمی جسکو اللہ نے اپنی مرضی کی مخالفت کرنے سے معصوم کردیا ہے۔

طاہر ظاہر وہ آدمی جو گناہون سے پاک ہی۔

طاہر باطن وہ آدمی جسکے دل مین وسوسے بھی کبھی پیدا نہین ہوتے۔ گناہ کرنا تو درکنار۔

طاہر السر وہ آدمی جو ایک لحہ بھی خدا سے غافل نہین رہتا۔

طاہر السر والعلانیہ وہ آدمی جو اللہ تعالی اور اُسکی مخلوق دونون کے حقوق پورے پورے ادا کرتا ہو۔ کیونکہ اسمیں دونون طرف کی رعایت رکھنی کی گنجائیش ہوا کرتی ہی۔

طب روحانی — دلونکے کمالات اور آفات اور امراض اور اُسکی دواؤن کا جاننا اور دلونکی صحت اور اعتدال قایم رکھنے کی کیفیت کو پہچاننا۔

طبیب روحانی وہ شیخ کامل جو طب روحانی کا ماہر ہو اور مرید کے تکمیل اور ارشاد دیتا دیتا ہو۔

طبع ہر شخص کی نسبت جو علم الٰہی ازل مین مقرر ہوگیا ہی۔

طریق اُن مراسم سے مراد ہی جنکو اللہ نے مشروع کیا ہو اور اُن کی مخالفت کی اجازت نہو۔

طریقہ اولیاء اللہ کی پاک خصلت کو کہتے ہین کہ وہ ترقی مقامات کی اور طے کرنا منازل کا ہی۔

طلب سالکون کی اصطلاح مین اُسے کہتے ہین کہ شب و روز

اُسکی یاد مین رہے ۔ خلا ہو یا ملا ۔ گھر ہو یا بازار اگر دنیا
اور اوسکی نعمت اور عقبیٰ اور جنت اُسکو دین تو وہ قبول نکرے
اور اُسکی نعمت کو کافرون کے لئے چھوڑ دے اور عقبیٰ اور
جنت کو مومنون کے لئے اور ساری خلق توبہ گناہ سے
کرتی ہو تاکہ دوزخ سے بچے اور وہ توبہ حلال سے کرتا ہو تاکہ
بہشت مین نہ ڈالا جائے اور تمام اہلِ جہان راحت اور
مراد کی جستجو کرین اور وہ مولا کی اور دیدار آلہی کی جستجو مین
ہو اور تمام خلق اپنے کاروبار مین زیادتی چاہے اور وہ
ہر حال مین کمی چاہے ۔ اگر پائے تو جمع نکرے اور اگر نہ پائے
تو شکر کرے ۔ اور مراد کے نہ پانے سے شاد ہو تاکہ تمام
قیدون سے آزاد ہو جائے اور توکل مین قدم رکھے
نہ خلق سے سوال کرے نہ حق سے چاہے کہ سوال خلق
سے شرک سمجھے اور حق سے سوال شرم جانے اور بلا اور محنت
اور آرام اور عطا اور منع اور رد و قبول خلق کا سب اُسکے
نزدیک یکسان ہو۔

طمس بندے کے صفات کا صفات حق تعالیٰ مین فنا
ہو جانا۔

طوالع توحید کی روشنیان جو پیدا ہون اہل معرفت
کے دلو نپر اور یہ روشنیان سارے نورون کو مٹا دیتی

ظاہر العلم اہلِ معرفت اعیان ممکنات کو کہتے ہین

ظاہر الوجود اسماء آلہی کے ظہورات کو کہتے ہین

ظاہر الممکنات حق تعالیٰ کا اعیان کی صورتون
اور صفات مین ظہور کرنا اسی کو وجود آلہی کہتے ہین اور
کبھی اسپر ظاہر الوجود کا بھی اطلاق ہوتا ہے۔

ظلمت نورانی اور چمکدار چیز کی نور کا معدوم ہو جانا
اور اجسام کثیف کے سایہ کو بھی ظلمت کہتے ہین اور کبھی اسکا
استعمال ذات آلہی کے علم پر ہوتا ہی اسلئے کہ اسکے ساتھ
غیر نہیں کھلتا ہی۔

ظل غیر کے خیالات کا بغیر وجود خدا اسکے تعالیٰ کے حجاب کی
آڑ مین دلپر گزرنا یعنی خدا کے وجود کا تو خیال نہ آوے
بلکہ حجابون مین غیرون کا خیال آوے اور مشایخ کی اصطلاح
مین **وجود اضافی** کو بھی کہتے ہین جو ممکنات مین ظاہر
ہوا ہے۔

ظل اول عقل اول اسلئے کہ ممکنات مین سے سب سے
اول نورِ حق تعالیٰ سے عقل اول ہی نے ظہور پایا ہی۔

ظل آلہ انسان کامل کہ حضرت وحدیت کے ساتھ متحقق
ہوا ہے۔

عارف وہ شخص ہی جو حال اور شہود کے طور پر مشاہدہ
ذات اور صفات اور اسمائے آلہیہ کرے اور وہ صاحب
نظر جسکو اللہ تعالیٰ اپنے ذات و صفات و اسماء و افعال
کے ساتھ بینا کرے ایسے شخص کی معرفت دیکھی ہوئی ہوتی ہی
اسی لئے کہا ہی کہ عارف دیکھی ہوئی بات کہتا ہی اور عاقل
سنی ہوئی۔

عاشق وہ شخص ہی کہ عقل سے دور ہو اپنے سر و پا کی
خبر نرکھتا ہو اور بالونمین کنگھی نکرے نیند اور کھانا پینا اپنے
اوپر حرام کرے زبان ذکر کے ساتھ اور دل فکر کے ساتھ اور
جان مشاہدہ معشوق کیساتھ مشغول رکھے دل بریان ہو
چشم گریان ہو منہ زرد ہو بال پریشان ہون سر و پا برہنہ
ہون ۔ دوست کے سوا جو کچھ ہی اُس سے بیزار ہو ۔ مگر اس زمانہ
مین ایسے عاشق پیدا ہوئے ہین کہ رات دن ان کا کام

کمین کو یعنی مذاق عورتون سے اور خوبصورت لڑکون سے صحبت ہو۔ کھانا سونا انکا کام ہو اور ان افعال پر عاشق ہونے کا دعوی کرتے ہین۔

عالم بفتح لام۔ ماسوی اللہ یعنی ممکنات سے عبارت ہو اور صفات باری تعالی اس سے خارج ہین کیونکہ صوفیہ کے نزدیک وہ عین ذات ہین فصوص مین فصہ نوح علیہ السلام مین لکھا ہو کہ عالم لام کے فتح سے جان اور رق کی صورت ہو اور رق اُس صورت کی ارواح ہو۔ اور فص آدم علیہ السلام مین کہا ہے کہ روح عالم کی آدم ہو اسلئے کہ آدم خدا کا خلیفہ ہو اور جو کچھ خدا پر اطلاق کیا جاتا ہو اُسکا اطلاق خلیفہ پر بھی روا ہے۔ شاہ مدار بدیع الدین سے قاضی شہاب الدین نے دریافت کیا کہ اٹھارہ ہزار عالم جو خدا نے پیدا کئے ہین اسکو کہان رکھا ہو جواب دیا کہ آٹھ ہزار عالم آسمان مین ہین اور آٹھ ہزار عالم دریا مین اور زمین کے اندر ہین اور دو ہزار عالم دنیا مین رہتے ہین۔ اور قاضی صاحب نے شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ عالم کسے کہتے ہین۔ حضرت بدیع الدین نے جواب دیا سرشت کو کہتے ہین اور دنیا مین جو دو ہزار عالم ہین اُن مین ایک ہزار بچہ جنتا ہو اور ایک ہزار انڈے کے ذریعہ سے پیدا ہوتا ہو۔

عالم امر جو اللہ سے بغیر سبب اور ذریعہ کے پیدا ہوا ہے اُسے عالم امر کہتے ہین اور کبھی عالم ملکوت بھی کہتے ہین۔

عالم خلق جسے اللہ نے کسی چیز کے ذریعہ سے پیدا کیا اور اسکا اطلاق دنیا پر ہوتا ہو۔

عالم لام کے کسرہ سے وہ شخص جو علم الیقین کے ساتھ اللہ کی ذات و صفات و اسمار سے مطلع ہو یعنی کشف و شہود کے طور پر۔ اور شیخ اکبر کے رسالہ مصطلحات مین لکھا ہو کہ عالم وہ شخص ہو جسکو اللہ نے اپنی ذات کی اُلوہیت پر حاضر کیا ہو اور اُسپر کوئی حال ظاہر ہوا ہو اور علم اُسکے حال کا نام ہو۔

عبودیت اپنے رب کے مقام عبودیت مین اپنی جان کو دیکھنا۔

عدل اور حق مخلوق یہ مراد اُس مخلوق سے ہے جسکو اول اللہ نے پیدا کیا ہو۔

عرش ایک جسم ہو کہ سارے اجسام کا احاطہ کئے ہوئے ہو وہین سے احکام قضا و قدر الہی نازل ہوتے ہین وہان نہ کوئی صورت ہو نہ کوئی جسم۔ جمہور اہل شرع کہتے ہین کہ عرش کا فلک اطلس بھی نام ہو اور فلک ثوابت کرسی کا نام ہو۔ اور شیخ محی الدین کی رائے ہو کہ عرش و کرسی نو افلاک کو محیط ہین اور شیخ کا مذہب یہ ہے کہ عرش و کرسی و فلک اطلس یعنی فلک الافلاک اور فلک ثوابت قابل خرق و التیام نہین ہین اور باقی افلاک عنصری ہین اور استعداد و دونون باتون کی رکھتے ہین۔ اور حکما کی رائے یہ ہے کہ فلک قابل خرق و التیام نہین ہو مگر انکی دلیل صرف فلک الافلاک کی باب مین ہو اور وہ بھی ناتمام ہے اور جو لوگ حکما کے طرفدار ہین وہ قران کی اس آیت سے افلاک کے قابل خرق و التیام نہ ہونے پر استدلال کرتے ہین وبنینا فوقکم سبعًا شدادًا یعنی بنائے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان لیکن اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ یعنی جب

آسمان چھت جادین اسکے خلاف پردال ہر اور یہ
آیت شیخ کے مذہب کے مخالف نہین اسلئے کہ سماکا
لفظ کواکب سیارہ کے افلاک کے سوا استعمال
نہین پاتا چنانچہ آیات قران مین سبع سموات اکثر
آیا ہے اور شیخ انکے خرق والتیام کے
منکر نہیں۔

عشق کمالات کی جمعیت کو کہتے ہین جو ایک
ذات مین جمع ہون اور یہ سوا حق کے کسی مین
نہین اور شیخ فخر الدین عراقی نے عشق سے
ذات احدیت مطلق کی طرف اشارہ کیا ہر اور تمام
متاخرین کا یہی مختار ہے

عقاب اسی کو عقل اول بھی کہتے ہین۔

علم الیقین جو بات دلیل سے ثابت ہو۔

علامت اللہ تعالی کا خبردار کرنا بندے کو کسی
ذریعہ سے یا بغیر ذریعہ کے۔

عماء مرتبہ احدیت کو کہتے ہین۔

عموم شرکت کی بات کو کہتے ہین۔

عنقاء وہ غبار ہے کہ اللہ تعالی نے اُسمین جسم
عالم کو کھولا ہے مراد یہ ہر کہ جب عالم کی پیدائش
شروع کی تو ایک غبار سا تھا اور اصل مین عنقا
کنایہ ہیولی سے ہر۔

عین ثابتہ ایک حقیقت ہر اللہ تعالی کے علم مین
اور یہ خارج مین موجود نہین بلکہ علم الٰہی مین ثابت ہر

عین الیقین جو بات مشاہدہ سے پیدا ہو۔

عین التحکم اُسے کہتے ہین کہ کرامت سے
اظہار کا اپنی ولایت کے ظاہر کرنے کے لئے دعوی
کرے۔

عید اعمال کے اعادہ کرنے سے جو کچھ اللہ
کی تجلیات بندہ کے دل پر پڑین اُسکا نام عید ہے

غراب جسم کلی کو کہتے ہین اور وہ اول صورت
ہر کہ ہیولی نے اُسکو قبول کیا ہر اور جب یہ غراب
اور ہیولی ملگئے تو خلا عام ہوگیا اور وہ ایک استداد
موہوم ہے جسم مین نہین اور جب جسم کلی نے
شکل کروی قبول کی اور کوئی دوسری شکل قبول
نہ کی تو اس سے معلوم ہوا کہ خلا مستدیر ہے
اور یہی صورت جسمیہ کی اصل ہر اور صورت جسمیہ پر
امکان کے سیاہی چھائی ہوئی ہر اسلئے عالم قدس مین
اور حضرت احدیت سے اُسکو بہت دوری ہے
اسلیئے اسے غراب کہنے لگے اسواسطے کہ وہ بھی اور
سیاہی مین مثل کوے کی ہر۔

غربت کبھی اسے کہتے ہین کہ اپنے وطن کو
مقصود کی طلب مین چھوڑ دینا اور حق تعالی سے
غربت یہ ہر کہ اُسکی معرفت سے دور ہوجاتے۔

غوث یہ ایک مرتبہ ہر اولیاء کا کہ ہر زمانہ مین
یہ ایک ہی شخص معین ہوتا ہر مگر جبکہ ایسا وقت اور
موقع آپڑے کہ دوسرے غوث کی ضرورت
واقع ہو تو یہ عنایت الٰہی پر موقوف ہر۔

غیرت فی الحق اسے کہتے ہین کہ اللہ کی حدود
مین تجاوز کرے مثلاً اُسنے شراب پینا منع
کیا ہر۔ اور پھر پیجے تو یہ غیرت حق کی جگہ ہر اور یہ بھی

غیرت حق ہے کہ جو چھپانے کی باتین ہین اُنکو ظاہر کر دیا جائے۔

غیر بالفتح عالم موجودات کہ غیریت کا لفظ اسپر اطلاق کرتے ہین اور اُسکی دو قسمین ہین ایک عالم لطیف جیسے ارواح اور عقول اور نفوس دوسرا عالم کثیف جیسے عرش و کرسی فلک و ملک و خاک و آب و باد و آتش و نباتات و حیوان و جماد وغیرہ اور اِس مرتبہ کو ماسوی اللہ اور کائنات کہتے ہین۔

غیبت دل کا اُس حال کو دیکھنا جو خلق پر جاری ہے بلکہ اُس حال سے بھی غافل ہو جو اپنے نفس پر جاری ہو اسوجہ سے کہ حواس اِن باتون کی طرف مشغول ہوتے ہین جو انپر زور و شور کے ساتھ وارد ہوتے ہین جیسے کہ زنان مصر نے یوسف علیہ السلام کے مشاہدہ کے وقت لیمون کی جگہ اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

غیب اُسے کہتے ہین جسے اللہ نے بندہ سے چھپا دیا ہو مگر اللہ سے چھپی ہوئی نہو۔

غیب ہویت اور غیب مطلق ذات حقتعالی اِس اعتبار سے کہ اسکے ساتھ کوئی تعین نہین۔

غیب مکنون اور غیب مصون ذات کا وہ بھید جسے سوا اُسکے کوئی دوسرا نہ جانتا ہو اسلئے ایسا بھید غیرون سے چھپا ہوا ہوتا ہی اور عقلین اور نظرین اُسکو نہین پا سکتین۔

غین ایک ہلکا سا حجاب ہے جو دل کی صفائی کے بعد نور تجلی کے پیدا ہونے سے دور ہو جاتا ہی کیونکہ ایمان اُسکے ساتھ باقی ہوتا ہی اور اعتقاد کی صحت قایم ہوتی ہی۔

فانی وہ شخص جو دریاے وحدت مین غوطہ مارے اور بالکل محو ہو جائے اور بے نام و نشان ہو جائے اور اُس مین ہستی کا اثر باقی نرہے۔

فتوح یہ کئی طرح پر ہی۔ ایک فتوح عبادت ہی کہ ظاہری احکام کے حالات کامل ہو جائین اور ایک فتوح حلاوت ہی کہ باطن مین مزا آئے۔

فترت آثار طبیعت کی وجہ سے ابتدائی تعلق اور طلب کی آگ کا بجھ جانا۔

فتوت اپنی جان پر دوسرونکو دنیا و آخرت مین ترجیح دینا۔

فرق خلق بدون حق تعالی کے اور بعض کہتے ہین کہ عبودیت کے مشاہدہ کو کہتے ہین۔

فرق اول اللہ تعالی سے خلق کے پردے مین ہونا اور عادات خلیقہ کا اپنے حال پر باقی رہنا۔

فرق ثانی خلق کے قیام کو حق تعالی مین مشاہدہ کرنا یعنی ساری خلق مین اللہ ہی نظر آئے اور وحدت کثرت مین اور کثرت وحدت مین معلوم ہو اور ایک دوسرے کے پردہ مین نہ چھپے۔

فرق وصف ذات احدیت کا اپنی اوصاف کے ساتھ حضرت واحدیت مین ظہور کرنا۔

فرق الجمع واحد کا مراتب مین ظہور کرکے کثیر ہو جانا۔ اور مراد اِس سے یہ ہی کہ ذات حقیقی

احوال ظاہر ہون اور یہ احوال محض اعتباری چیزین ہین کسی طرح کا تحقق اور وجود انکو نہین مگر جبکہ واحد انکی صورتون مین ظہور کرتا ہی تو اُسوقت انکو تحقق حاصل ہوتا ہی۔

فراق غائب ہوجانا مقام وحدت سے۔ نیز سالک کا عالم بطون سے عالم ظاہر کی طرف آجانا بھی اسکا فرق ہی اور پھر عالم ظہور سے عالم بطون کی طرف لوٹنا اُسکا وصال ہی اور یہ وصال اُسوقت تک حاصل نہین ہو سکتا جب تک مرگ صوری حاصل نہو

فضل جس پسندیدہ چیز کی تجھے اُمید ہو اُسکو کھونا اور مراد اُس سے یہ ہی کہ کسی پسندیدہ چیز کو پالینے کے بعد اُس سے جُدا ہوجانا۔

فقر فنافی اللہ کو کہتے ہین اور یہ جو کہا ہی کہ الفقر سواد الوجہ فی الدارین مراد اس سے یہ ہی کہ سالک بالکل فنافی اللہ ہوجاتا ہی کہ ظاہر و باطن اور دنیا و آخرت مین اُسکا وجود نہین رہتا اور عدم اصلی اور ذاتی کی طرف رجوع کرتا ہی اُسکو فقر حقیقی کہتے ہین اسی لیے کہا ہی اذا تم الفقر فہو اللہ۔ یعنی جسوقت فقر تمام ہوا تو وہ اللہ کے سوا کچھ باقی نہین رہتا ہی اسلیے کہ یہ مقام ذات حق کے اطلاق کا ہی اور یہان غیر کو گنجائش نہین ہی اور سواد الوجہ سواد اعظم ہی کہ اسلیے کہ سواد اعظم اسے کہتے ہین کہ جو کچھ تھا ہین اُسمین موجود ہو اور جو کچھ تمام موجودات مین مفصل ہی اس مرتبہ مین اجمال کے طور پر ہی۔

فقیر وہ آدمی جو کسی کا محتاج نہو اسلیے کہ احتیاج صفت موجود ہی اور فقیر جب بحر نیستی مین غوطہ مارتا ہی تو احتیاج باقی رہتی ہی اور جب احتیاج نرہی تو فقر تمام ہوگیا۔

فکر سالک کا سیر کشفی مین کثرات اور تعینات سے جو حقیقت مین باطل ہین وحدت وجود مطلق کی طرف جانا جو حق حقیقی ہی اور مراد اس جانے سے یہی کہ سالک مقام فنافی اللہ مین پہونچ جاتے جیسے قطرہ دریا مین محو ہوجاتا ہی ایسے ہی سالک نور وحدت مین محو ہوجاتا ہی۔

فنا معارف لدنیہ مین حضرت مجدد صاحب نے فرمایا ہی کہ فنا اسے کہتے ہین کہ جو کچھ حق تعالی کے سوا ہے اُسکا نسیان ہوجاوے اور یہ نسیان وجود حق تعالی کے ظہور کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہی اور کتب قوم مین لکھا ہی کہ اسکی دو قسمین ہین۔ ایک بندے کو اپنا فعل کچھ نہ دیکھنا سب کو خدا کی قدرت جاننا۔ دوسرے بُری خصلتون اور عادات کا دور ہوجانا جسطرح بقا اسے ہین کہ اچھی عادتین موجود ہوجانا۔ اور بعض نے کہا ہی کہ فنا یہ ہی کہ تعزقہ اور تمیز قدم و حدوث مین نرہے اسلیے کہ جب روح کی بصیرت مشاہدۂ ذات الٰہی کے ساتھ منجذب ہوگئی تو عقل کا نور جو اشیا مین فرق کرتا تھا غلبۂ نور ذات مین چھپ گیا جسطرح تارون کا نور آفتاب کے نور کے سامنے چھپ جاتا ہی سالک کی ہستی مجازی اور تمام کثرات پر تو تجلی ذاتی مین بالکل محو و نابود ہوجاتی ہین اور سامن جانت کو جمع

کہتے ہین اسلئے کہ تمام کثرات نے اس تجلی مین
رنگ وحدت کا حاصل کر لیا ہے اور کثرات اور
غیار فانی ہو گئے ہین اس حالت مین جو کچھ
سالک سے صادر ہو حقیقت مین اسکا فاعل
اللہ ہے اسلئے کہ سالک درمیان سے اُٹھ جاتا ہی
اسی مرتبہ مین منصور نے انا الحق کہا ہی۔ اور کبھی
فنا کے معنی اس طرح بیان کرتے ہین کہ باطن پر
ظہور حق کا غلبہ اتنا ہو کہ ماسوی اللہ کا شعور نہ رہے
اور فنائے فنا اسی کہتے ہین کہ اس بے شعوری کا
بھی شعور نہ رہے اور یہ فنا بھی فنا مین داخل ہی۔ اسلئے
کہ صاحب فنا کو اگر اپنے فنا کا شعور رہوگا تو وہ صاحب
فنا نہین اور یہ وجہ اسکے کہ صفت فنا اور موصوف
فنا یہ دو نون ماسوی حق کے قسم سے ہین اس
شعور فنا کا فنا کے منافی ہی۔ کشف المحجوب مین
لکھا ہو کہ ایک جماعت کو فنا مین غلطی واقع ہو گئی
ہو لکھتے ہین کہ فنا شخص کے گم ہو جانے اور نیست
ہو جانے کا نام ہی اور بقا اسے کہتے ہین کہ نفس الٰہی
اُس سے مل جائے اور یہ دونون باتین محال ہین
بعضے جہال صوفیہ ایسے بھی ہین کہ فنائے کلیت کو
روا رکھتے ہین۔ اور یہ بدیہی مکابرہ ہی اسلئے کہ
اجزائے طینت کی فنا اور اسکا انقطاع ہرگز درست
نہین۔

فہوانیہ عالم مثال مین اللہ بندے سے بات
بالمشافہ کرے تو اُسے فہوانیہ کہتے ہین۔

فیض اقدس حیثیت ذاتی کی تجلی کو کہتے ہین
جسکے سبب سے اشیا اور انکی ذاتون کو علم الٰہی مین
وجود حاصل ہوتا ہی۔

فیض مقدس اسماء الٰہی کی تجلیات کو کہتے ہین
جنکے سبب سے اعیان کے استعدادات خارج مین
ظہور پذیر ہوتے ہین اور یہ فیض فیض اقدس کے بعد
ہوتا ہی فیض اقدس کی وجہ سے اعیان ثابتہ
اور انکی استعدادات اصلی علم الٰہی مین حاصل ہوتی
ہین اور فیض مقدس کی وجہ سے یہ اعیان خارج مین اپنے
تمام حالات اور لوازمات کے ساتھ موجود ہوتے ہین

فیض واجبی شاہ ولی اللہ کی اصطلاح مین
تجلی اعظم سے مراد ہی۔

قاب قوسین اللہ تعالیٰ کے سالک کے قرب کا
ایک مقام ہی کہ اسما کے درمیان مین جو تقابل امر الٰہی
مین ہی اُسکی وجہ سے یہ مقام ہوتا ہی اسکو دائرۃ الوجود
کہتے ہین جیسے ظاہر کرنا اور لوٹانا۔ اور چڑھاؤ اُتار
اور فاعلیت اور قابلیت اور یہ حق کیسا متحد ہوتا ہی مگر تمیز
باقی رہتا ہی جسکو اتصال کے ساتھ تعبیر کرتے ہین کوئی
مقام اس مقام سے اعلے نہین مگر مقام او ادنیٰ اس سے
بلند رتبہ ہی اور او ادنیٰ احدیت عین جمع ذاتیہ کو کہتے ہین
اِس لئے کہ مقام او ادنیٰ مین تمیز اور جو محض اعتباری ہی بالکل
فانی ہو جاتی ہی اور سارے رسوم جاتے رہتے ہین۔

قبض اُس حال کو کہتے ہین جو کسی وقت سالک کو
خوف کا حال پیش آتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ
قبض اُس اندیشے کو کہتے ہین جو دل پہ پیدا ہو اور
اُس میں خوف کا یا عذاب کا سختی رہے اور بعضے

کہا ہی کہ جو اندیشہ دلپر آئے اُسکے لینے کو قبض کہتے ہین

قدم جو بات علم حق مین بندے کے لیے ثابت ہی
اُسکو کہتے ہین خواہ سعادت کی بات ہو یا شقاوت کی
پس جو خاص سعادت کی بات علم حق مین مقرر ہو چکی
ہی تو اُسے قدم صدق کہا کرتے ہین اور اگر شقاوت
ہی تو اُسکا نام قدم جبار ہی اور یہ دونون قدم علم حق
مین سعیدون اور شقیون کے منتہی ہین جو احاطہ ہادی
و مضل کا مرکز ہی۔

قرب عبادت پر قایم ہونے کو کہتے ہین اور کبھی
قرب سے مراد قاب قوسین کا رتبہ ہوتا ہی۔

قرب نوافل شیخ عبد الاحد سرہندی مجدد الف ثانی
کہتے ہین کہ قرب نوافل اسے کہتے ہین کہ سالک اپنے
آپکو فاعل پائے اور حق کو اپنے اعضا —

قرب فرائض اسے کہتے ہین کہ سالک اپنے
آپکو اعضا پائے اور حق کو فاعل۔ اور یہ قرب
فنای وجود سالک کا ثمرہ دیتا ہی بخلاف پہلے قرب کے
اور جمع بین القربین یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو
درمیان مین کچھ نپاوے نہ فاعل نہ اعضا اور
آیۂ کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ
رمی گویا تینون مقام کی خبر دیتی ہی کیونکہ ما رمیت
قرب فرائض سے مراد ہی اور اذ رمیت قرب نوافل
سے کنایہ ہے ولکن اللہ رمی اشارہ ہے
جمع بین القربین سے —

قشر مستم محقق کو جو علم اپنی تجلی کے سبب سے
فساد سے روکے یعنی جب اسکا ظہور اُسپر ہووے
تو خراب باتون کو روک دیوے اسکا نام قشر ہی۔

قطب اُس شخص کو کہتے ہین جسپر اللہ تعالی کا خاص
التفات ہی اور ایسا شخص ہر زمانہ مین تمام عالم مین
سے ایک ہوتا ہی اسی کا نام غوث ہی اور یہ قلب اسرافیل
پر ہوتا ہی۔

قطبیت کبرے ایک مرتبہ ہی جو خاص قطب الاقطاب
کو حاصل ہوتا ہے اور وہ مرتبہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کا باطن ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت سے
اور انکے کمالات کے ساتھ پورے طور پر اختصاص حاصل
کر لینے سے نصیب ہوتا ہی۔

قلب ایک لطیفہ ربانی ہی جسکا تعلق اس دل سے
ہی جو بدن مین بائین جانب موجود ہی اور یہی لطیفہ انسان
کی حقیقت ہی حکیم اسکو نفس ناطقہ اور روح باطنہ اور
نفس حیوانیہ مرکب کہتا ہی اور انسان کے بس دل کی
طرف خطاب الٰہی اور عبادت اُس سے چاہی گئی ہی اور
ترک عبادت پر اُسکو عتاب ہوتا ہی وہ وہ ہے
جو مضغۂ گوشت مین موجود ہے

قلم علم تفصیل کے جاننے کو کہتے ہین۔

قناعت جو چیزین مرضی کے خلاف ہون
اُنپر ٹھہر جانا۔

قواطع وہ چیز جو انسان کو اُسکی خواہشات
نفسانی و طبعی سے اکھیڑ دیوے اُسے قواطع کہتے ہین
اور اولیا کو سیر الی اللہ مین جو چیز کو ان باتون سے
اکھیڑتی ہے وہ امدادات آسمانیہ و تائیدات
الٰہیہ ہین —

قیام باللہ اسے کہتے ہین کہ تمام منازل کو عبور کرکے اور فنا ہوکے اور تمام رسومات وعادات کو چھوڑ کر بقا کے نزدیک ٹھہر جانا۔

قیام للہ سیر الی اللہ مین شرع کی طرف سے جو غفلت واقع ہوجاے اُسکا دفع ہوجانا۔

کرامت کسی نیک آدمی سے خرق عادات ظہور جسکے ساتھ نبوت کا دعوی نہو پس جو خرق عادت ایسی ہو کہ نیک آدمی کے ہاتھ سے ظہور مین نہ آوے وہ استدراج ہی کرامت نہین۔ اور جسکے ساتھ دعوی نبوت بھی ہو تو وہ معجزہ ہی کرامت نہین۔

کرسی امر ونہی کی جگہ۔

کشف جو کچھ معانی غیبی اور امور حقیقی پردہ مین چھپے ہوئے ہین اُنپر واقف ہوجانا۔

کفر بالضم چھپانا کثرت کا وحدت مین کہ تعینات اور کثرات موجودات کو بحر احدیت مین فنا کردے بلکہ اپنی ہستی اور تعین کو بھی ذات الٰہی مین محو کردے اور بقاء حق تعالیٰ کے ساتھ باقی رہکر جذب ہوجاتے اور اصطلاح عبدالرزاق کاشی مین لکھا ہی کہ کفر اسماء جلالی کا مقتضا ہی۔

کل واحد مطلق یہ اللہ کا نام ہی اور تمام اسما کا جامع ہی اسوجہ سے کہا ہی احد بالذات کل بالاسماء چونکہ ذات باری تمام اسماکی جامع ہی اسلئے اُسے کل کہتے ہین

کلمہ اُسے کہتے ہین جسکے ساتھ اقسام ماہیات کی ہر قسم کی طرف اشارہ کرسکین اسیوجہ سے اسکی قسمیں ہین مثلاً ماہیات اور اعیان کی طرف کلمہ معنویہ کے ساتھ اشارہ کرتے ہین اور امور غیبیہ خارجیہ کی طرف کلمہ وجودیہ کی ساتھ اشارہ کرتے ہین اور مجردات کی طرف کلمہ مفارقات کے ساتھ اشارہ کرتے ہین مطلب یہ ہی کہ اعیان کو کلمہ معنویہ کہتے ہین اور امور غیبیہ وخارجیہ کو کلمہ وجودیہ اور مجردات بولتے ہین۔

کلمۃ الحضرت کلمہ کن کو بولتے ہین جو کہکر اللہ نے خلق کو ایجاد کیا ہے اور یہ ارادہ کلی کی صورت ہی۔

کلمات قولیہ اور کلمات وجودیہ اُس تشخص کو کہتے ہین جو انسانونکی نفس کو عارض ہی اسلئے کہ کلمات قولیہ عبارت ہی نفس انسانی سے اور کلمات وجودیہ عبارت ہی نفس رحمانی سے وہ نفس انسانی جو خود صورت عالم کی ہی اور وہ نفس رحمانی ہو بمانند جوہر ہیولے کے ہی۔ ماحصل مطلب یہ ہی کہ گویا نفس انسانی نفس رحمانی کو تشخص دیتا ہی۔

کلمات الٰہیہ حقیقت جوہری کہ متعین اور موجود ہو۔

کمال صفتوں اور اُنکے آثار سے پاک کرنا۔

کنز مخفی اُس احدیت کی حقیقت جو غیب مین ہو کھلی ہوا ہیہ نہایت پوشیدہ ہی اسلئے کہ جب اسکا کھلنا غیر مین ہی تو سب سے مخفی ہوگی۔

کون ہر امر وجودی کو کہتے ہین۔

کیمیائے عوام عالم آخرت کی ہمیشہ رہنے والی چیزون سے جو باقی رہنے والی ہین دلکو توڑکر دنیائے فانی کی چیزون کی طرف لگانا۔

کیمیائے خواص دنیا کی ہستی کو دل سے دور کرکے خالق عالم کو اختیار کرنا۔

کیمیائے سعادت نفس کی بُری خصلتین دور کرکے اور اچھی عادتین اُسمین جمع کرکے مہذب بنانا۔

لاہوت ایک حیات ہی کہ اشیار مین ساری ہی اور محل اُسکا ناسوت ہی۔ اور مرتبہ ذات کو بھی لاہوت کہتے ہین اور مرتبہ اسمار کو ملکوت بولتے ہین

لائح اُس شئے کو کہتے ہین جو جس پر عالم مثال سے ظاہر ہو اور یہ کشف صوری ہی۔

لُب وہ علوم جو ایسے دلون مین محفوظ ہین جو ہستی سے متعلق ہین اور نور آلہی کے مادہ کو بھی لُب کہتے ہین۔

لسان الحق وہ انسان کامل جو اللہ کے اسم متکلم کا مظہر ہے۔

لسن عارفونکے کان مین جس سے پیغام آلہی پہونچے۔

لطیفہ انسانیہ نفس ناطقہ جسی قلب بھی کہتے ہین اور یہ حقیقت مین روح کا تنزل ہی اس رتبہ کی طرف جو نفس سے قریب ہی کہ ایک وجہ سے تو یہ رتبہ نفس کے مناسب ہی اور دوسری وجہ سے روح کے مناسب ہی۔ اسی اول کو صدر اور دوسرے کو لواد کہتے ہین۔

لطائف ستہ بکسر سین مہملہ وتشدید تائے فوقانی۔ مقرر ہی کہ سالک مراتب علیا اور معرفت کو نہین پہونچ سکتا جب تک یہ چھ لطیفہ اُسپر روشن نہو جامین۔ اول لطیفہ نفس ہی اُسکا محل ناف ہی۔ دویم لطیفہ قلب ہی محل اُسکا دل ہی کہ سینہ مین اُلٹی طرف ہی سوم لطیفہ روح ہی کہ محل اُسکا سینہ کی سیدھی طرف ہی۔ چہارم لطیفہ سر محل اُسکا فم معدہ ہی۔ پنجم لطیفہ خفی ہی کہ محل اُسکا پیشانی ہی ششم لطیفہ اخفی ہی کہ محل اُسکا سر کی کھوپڑی ہی۔ انکو اطوار ستہ کہتے ہین۔

لوائح اُن اسرار کو کہتے ہین جو ترقی پر ترقی ظاہر ہون۔ اور شیخ محی الدین ابن عربی کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک اُن حالات کو کہتے ہین جو بصیرت کو معلوم ہون بغیر امداد اعضا کے اور یہ حالات انوار ذاتی ہون دل کے خیالات نہون۔

لوامع وہ انوار تجلی جو دو وقتون مین ثابت ہون یا اُس سے کم۔

لوح اگلون کی ایک حد علوم تک جمع کرنے اور لکھنے کی جگہ کہ فلان بات فلان وقت پر ہو گی اور نفس کلیہ کو بھی کہتے ہین اور لوح کی چار قسمین ہین۔

(۱) لوح قضا یہ محو و اثبات سے بھی پہلے ہی اور یہ لوح عقل اول ہی۔

(۲) لوح قدر یعنی لوح نفس ناطقہ کلیہ اس مین لوح اول کی کلیات کی تفصیل ہوتی ہی۔ اور اپنے

اسباب کے ساتھ متعلق ہوتی ہین اسکا نام لوح محفوظ ہی
(۳) لوح نفس جزئیہ و سماویہ کہ اس لوح مین جو کچھ
عالم مین ہی اپنی شکل و ہیئت و مقدار کے ساتھ
منقش ہوتا ہی اور اسکا نام آسمان دنیا ہی
گویا یہ لوح عالم کا خیال ہی جسطرح لوح اول عالم کی
روح کی طرح ہی اور لوح دوم عالم کے دل کی طرح -
(۴) لوح ہیولی جو عالم شہادت مین صورتون کو
قبول کرتی ہی -

لیلۃ القدر ایک رات ہی جسمین سالک کو ایک
خاص تجلی الٰہی کے ساتھ خصوصیت حاصل ہوتی ہی
اور اس تجلی سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسکا رتبہ
اور قدر اسکے محبوب کے نزدیک کتنی ہی اور اس تجلی
خاص کا ظہور کا وقت سالک کے عین جمع اور مقام
معرفت مین پہونچنے کی ابتدا ہی - سورۂ قدر مین
اسی کے حال کے طرف اشارہ واقع ہی -
شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ مین ذکر
کیا ہی کہ لوگون نے لیلۃ القدر کی تاریخ مین اختلاف
کیا ہی - سو بعض کہتے ہین کہ تمام سال مین دائر ہی
اور مین بھی یہی کہتا ہون کیونکہ مین نے اسکو کبھی
شعبان مین دیکھا اور کبھی ماہ ربیع الاول مین
اور اکثر رمضان کے عشرۂ آخیر مین اور ایکبار عشرۂ
اوسط مین اور کبھی جفت راتون مین اور کبھی طاق مین
سو مجکو یقین ہی کہ وہ سال بھر مین دائر ہے مہینے کی
جفت رات ہو یا طاق انتہی -
اور اس باب مین علما کے اور اقوال بھی ہین جو
شمار مین چھیالیس[۴۶] کو پہونچتے ہین اور عوام ستائیسوین[۲۷]
رمضان کو شب قدر سمجھتے ہین - اور ان اقوال مین سے
ایک قول یہ بھی ہی اور احادیث کثیرہ بھی اسپر دلالت
کرتی ہین - اور شیخ موصوف نے شب قدر کی شناخت
مین ایک نظم لکھی ہی - جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ اگر
جمعہ کو یکم رمضان ہو تو انتیسوین[۲۹] رمضان کو شب قدر
واقع ہوگی اور روز شنبہ کو پہلا روزہ واقع ہو تو
اکیسوین[۲۱] رمضان کو لیلۃ القدر ہو اور یکشنبہ کو
یکم رمضان ہو تو ستائیسوین[۲۷] کو شب قدر ہو -
اور اگر دوشنبہ کو پہلی رمضان ہی تو انیسوین[۱۹]
رمضان کو لیلۃ القدر ہو - اور اگر سہ شنبہ کو پہلی
رمضان ہو تو پچیسوین[۲۵] کو لیلۃ القدر ہو اگر
چہارشنبہ کو پہلی رمضان ہو تو سترہ[۱۷] رمضان کو
لیلۃ القدر ہو - اور اگر پنجشنبہ کو یکم رمضان ہو
تو دہم رمضان کے بعد جو رات طاق ہو انمین سے
کسی ایک رات مین شب قدر واقع ہوتی ہو - مثلاً
دہم رمضان کے بعد گیارہوین تاریخ طاق
ہی تو گیارہوین تاریخ کو لیلۃ القدر ہو - اسیطرح
تیرھوین اور پندرہوین اور اکیسوین اور
تئیسوین[۲۳] وغیرہ جتنی طاق تاریخون کی راتین
ہین انمین سے ایک نہ ایک مین لیلۃ القدر ہوتی
ہی مگر تعین نہین ہی -

مالک الملک جس بات کا بندے کو حکم
کیا ہو اور وہ بات اللہ کے علم مین موجود ہو
اسکے جزا دینے کی حالت کا نام مالک الملک ہو -

مبدا و معاد امر بفتح اول نکلنے کی جگہ صوفیہ کی اصطلاح مین
مبدا اسما کونی کو کہتے ہین اور معاد اسمار کلی آلہی
کو اور سالک کا آنا اسمائے کلی کونی کی راہ سے ہوتا ہے
جو اُسکا مبدا ہے اور لوٹنا اُسکا اسمار کلی آلہی کی راہ سے
ہوتا ہے کہ جو اسکا معاد ہے۔ اور شرح گلشن راز مین آیا ہے
کہ مبدا ہر ایک آدمی کا وہ اسم ہے جس سے اُسنے
ظہور پایا ہے کما بدأکم تعودون یعنی جیسا کہ
تمکو پہلے بنایا دوسری بار ہوگے۔ اسی برابر ہر ایک
چیز ایک اسم کا مظہر ہے جو چیز جس اسم کا مظہر ہے وہی
اسکا مبدا و معاد ہے اور عارف اُسی اسم کا عارف
ہوتا ہے جسکا وہ مظہر ہے مگر انسان کامل سارے
اسمار کا عارف و مظہر ہے۔

مثل انسان کو کہتے ہین جس صورت پر کہ وہ
ظاہر ہو۔

مثال صوفیہ کے نزدیک مثال عینیت ہے اور
اہل شرع کے نزدیک غیریت اور بعضے کہتے ہین کہ
نہ عین ہے نہ غیر اور بعضون نے فرق کیا ہے یعنی مثال
مین ایک قسم کی مشابہت ثابت ہے اور مثل مین پوری
اور بخوبی مشابہت ہوتی ہے اسلیئے کہ کثرت حروف
کی معنی کی کثرت پر دلالت کرتی ہے اور بعضون نے
اسکے برعکس بیان کیا ہے اور عالم مثال عالم شہادت
سے بالا ہے اور عالم ارواح سے نیچے ہے اور عالم
شہادت عالم مثال ہی کا سایہ ہے۔ اور عالم
مثال سایہ عالم ارواح کا ہے اور جو کچھ اس عالم
مین ہے وہ سب عالم مثال مین موجود ہے اسے عالم
نفوس بھی کہتے ہین اور جو کچھ خواب مین دیکھا جاتا ہے
اُسے عالم مثال کہتے ہین۔

مجذوب اُس شخص کو کہتے ہین جسے اللہ تعالی نے
خاص اپنی ذات کے لیئے منتخب کر لیا ہو اور اپنی جناب
مقدس پر مطلع کیا ہو ایسا شخص بغیر کسب اور تکلیف
کے تمام مراتب و مقامات کو پہونچ جاتا ہے۔

مجمع البحرین حضرت قاب قوسین کو کہتے ہین
اسلیئے کہ اُس مین وجوب اور امکان کے دو دریا
جمع ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت جمع وجود کا
نام ہے اسلیئے کہ اُس مین اسمار آلہی اور حقایق
موجودات مجتمع ہین۔

مجمع الاضداد نفس ذات شئے کو کہتے ہین
بغیر لحاظ کسی اور بات کے خواہ نفس شخص کو خواہ نفس
طبیعت کو اسی لئے اسے مجمع الاضداد کہا کرتے ہین
کیونکہ وہ ایک شخص سب عوارض مختلفہ کا مثل حرارت
و برودت وغیرہ کے محل ہے۔

مجاہدہ نفس کو مشقت بدنی کا برداشت کرنا
اور اپنے خواہشات کو مٹانا۔

محبت دوستی خاص اللہ تعالی کی کہ نہ اُس مین
کوئی علاقہ ہو نہ کوئی حرکت اور جسے محبت مین مراد
کو چاہا وہ عاشق مراد کا ہے نہ عاشق محبوب کا۔

محو الجمع اور محو الحقیقی کثرت کا وحدت
مین فنا ہونا۔

محو العبودیت اور محو عین العبد وجود کو
جو اعیان کی طرف نسبت ہے اُسکا ساقط کرنا۔

محو عارف کے حالات کا دفع کر دینا - اور بعضے
کہتے ہین کہ محو علت سے دور کر دینے کو کہتے ہین اور
بعضے کہتے ہین کہ محو یہ ہی کہ بندے کے افعال کا اللہ تعالی
کے فعل مین فنا ہونا -

محقق وہ شخص جسپر اشیاء کی حقیقت پوری طور پر کھلگئی
ہو اور یہ مرتبہ ایسے شخص کو ملتا ہی جو دلیل و برھان کے
کوچہ سے نکلکر کشف الٰہی کے مرتبہ مین پہونچ گیا ہو اور
اچھی طرح یقین کر لیا ہو کہ ساری اشیاء کی حقیقت حق تعالی
ہی اور واحد مطلق کے سوا کوئی اور موجود نہین دوسری
چیزین انکی موجودیت سوا اعتباری ہونیکے اور کچھ نہین

محق اللہ کی ذات مین بندے کی ذات کا فنا ہو جانا

محاضرہ پے درپے دلیل آنے کے اور اسماء الٰہی کے
جاری ہونے سے حقیقت اشیاء سے خبردار ہو جانا -

محادثہ اللہ تعالی کا عارفونکے ساتھ دنیا مین خطاب
کرنا جیسے حضرت موسی کو درخت سے آواز آئی تھی -

مخدع میم کے کسرہ سے واصلین باللہ سے چھپکر جس
مکان مین قطب رہتا ہی اسکو مخدع کہتے ہین یہ واصلین
باللہ قطب کے اوپر تصرف کے دائرہ سے خارج ہوتے
ہین اسلیئے کہ قطب اصل مین انہین افراد مین سے ایک
شخص ہی فرق اسقدر ہی کہ قطب کو تصرف و تدبیر کے
لئے انتخاب کر لیا ہی -

مخلص لام کے فتح سے ان لوگون کو کہتے ہین جنہین
باری تعالی نے شرک و گناہ سے پاک و صاف کر دیا ہو
اور لام کے کسرہ سے مخلص ان لوگون کو کہتے ہین
جنہون نے خالص طور پر اللہ کے لئے عبادت کی ہو
اور اسکی کبھی نافرمانی نہ کی ہو نہ اسکا کبھی کسی کو شریک
بنایا ہو - اور بعضے کہتے ہین کہ اس شخص کو کہتے ہین
جو اپنی نیکیان بھی اسیطرح چھپائے جس طرح گناہون
کو چھپاتے ہین -

مرید وہ شخص جو ارادہ سے خالی ہو اور ابو حاتم
کہتے ہین مرید وہ ہی جسکے لیئے اسماء کا باب کھل گیا
ہو اور متوصلین الٰہی کے زمرہ مین بسبب اسم کے
داخل ہو گیا ہو - اور فتح الباری مین ابن حجر مکی نے
کہا ہے کہ مرید وہ ہے جسکی نظر خدا کی طرف منقطع
ہو گئی اور اپنے ارادہ سے نکل گیا اسلیئے کہ جانتا ہی
کہ جو کچھ پیدا ہوتا ہی وہ خدا کے ارادہ سے ہوتا ہے
غیر کو اسمین مداخلت نہین پس اسکا ارادہ ارادہ
الٰہی مین محو ہو جاتا ہی اور وہی بات ہے کہ
جو خدا چاہتا ہی -

مراد وہ شخص جسکا ارادہ سلب کر لیا گیا ہو اور بھی
اسکے سب کام تیار ہون اس صورت مین تمام
رسوم اور مقامات کے مرتبے طے کر لیتے ہون
اور اسکو اسمین کوئی مشقت بھی نہ پڑی ہو -

مرشد وہ شخص جو گمراہی سے نکالکر راہ راست
بتلائے -

مرتبہ احدیت جب وجود کی حقیقت اس
شرط کے ساتھ لیوین کہ اسکے ساتھ کوئی شے نہین
تو وہ مرتبہ ہے کہ اس مین سارے اسماء و صفات فنا ہین
صرف وجود ہی وجود باقی ہی اسی کو جمع الجمع اور
حقیقۃ الحقائق اور عما بھی کہتے ہین -

مرتبۂ الٰہیہ۔ جب وجود کی حقیقت کو اسطرح
لیا جائے کہ اُسکے ساتھ کوئی شئے ہو تو اُس کی
کئی صورتین ہین۔ ایک یہ کہ حقیقت وجود کو ساری
اشیاء کے ساتھ جو وہ اسکو لازم ہون لیا جائے
اور وہ اشیاء لازمہ کلی اور جزئی سب ہون جنکو
اسما اور صفات کہا کرتے ہین تو ایسے مرتبۂ الٰہی کا
نام صوفیہ کی اصطلاح مین واحدیت اور مقام جمع ہے
اور اس مرتبہ کا ایک اور اعتبار سے دوسرا نام بھی ہے
اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ اسمار کا مظاہر یعنی اعیان و حقایق کو
اُنکے کمالات جو استعدادات کے مناسب ہوا کرتے
ہین خارج مین پہونچا دیتا ہے اسلئے مرتبہ ربوبیت
کہلاتا ہے اور جب اُس حقیقت وجود کو صرف کلیات
اشیاء کے ساتھ لیا جاوے تو وہ مرتبہ اسم رحمن
کہلاتا ہے اور یہ رب عقل اول کا ہے جسکو لوح قضا اور
ام الکتاب اور قلم اعلیٰ کہتے ہین اور جب حقیقت
وجود کو کلیات کے ساتھ اسطرح لیا جائے کہ اُن
کلیات مین جزئیات تفصیل کے ساتھ ثابت
ہین کسی طرح جزئیات کلیات سے پوشیدہ
نہین تو اس مرتبہ کا نام اسم رحیم ہے اور یہ رب نفس
کلیہ کا ہے جسکو لوح قدر و لوح محفوظ اور کتاب مبین
کہتے ہین اور جب حقیقت وجود کو اس شرط سے
لیا جائے کہ صور منفصلا ایسی جزئیات ہین کہ جنمین
تغیر واقع ہو تو اس مرتبۂ الٰہی کو مرتبہ اسم ماحی و
مرتبہ اسم مثبت و مرتبہ اسم محی کہتے ہین اور یہ مرتبہ
رب اُس نفس کا ہے جو جسم کلی مین موجود ہے جسکو لوح
محو و اثبات کہا کرتے ہین اور جب حقیقت وجود کو
اس شرط سے لیوین کہ وہ صور تمامے نوعیہ
روحانی و جسمانی کو قبول کرتا ہے تو یہ مرتبہ الٰہی اسم
قابل کا مرتبہ کہلاتا ہے اور یہ رب ہیولی کلیہ کا
ہے جسکو کتاب مسطور اور رق منشور بھی کہتے ہین
اور جب حقیقت وجود کو صور تمامے حسیہ عینیہ
کی ساتھ لیا جاوے تو یہ مرتبہ الٰہی اسم مصور کا مرتبہ
کہلاتا ہے اور یہ عالم خیال مطلق و مقید کا رب ہے
اور جب اسکو صور تمامے حسیہ شہادیہ کے ساتھ
لیا جاوے تو یہ مرتبہ الٰہی اسم ظاہر مطلق و اسم آخر
کا مرتبہ کہلاتا ہے اور رب عالم دنیا کا ہے۔

مراتب ستہ۔ یہ چھ مرتبے ہین جنکی یہ تفصیل
ہے (۱) مرتبہ احدیت کہ یہان تعینات کا اعتبار
ہے اور اسکو عالم غیب بھی کہتے ہین اور بعضے کہتے
ہین وحدت جسکا نام تعین اول اور برزخ کبریٰ
اور قابلیت محض ہے۔

(۲) واحدیت یہان ذات کا اعتبار اسمائے
و صفات کے ساتھ تفصیلی طور پر ہو۔

(۳) ارواح مجردہ کہ عقول عالیہ اور ارواح بشریہ
کو کہتے ہین (۴) ملکوت جو حاوی ہو نفوس سماوی
و بشری کو اس کو عالم مثال بھی کہتے ہین۔

(۵) عالم ملک عالم اجسام و اعراض سے کنایہ
ہے اسکو عالم شہادت بھی کہتے ہین۔

(۶) عالم انسان۔ کامل جسمین سارے مراتب
جمع ہون۔

مراتب چہارگانہ شریعت طریقت معرفت حقیقت ۔

مراتب کلیہ اور مظاہر کلیہ یہ چھ مرتبے ہین (۱) مرتبہ وحدت حقیقی یعنی صفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کہ فقط ظہور ذات ہین ہو اور اعیان اشیا اس مرتبہ مین نہین ہین۔ (۲) مرتبہ واحدیت یعنی مرتبہ اسما اور حضرت آدم کا اسی مقام کو قاب قوسین کہتے ہین۔ (۳) مرتبہ عالم ارواح مجرد کا اس مین ایک روح کا ظہور ہے (۴) مرتبہ عالم مثال و خیال کا ہے کہ اس مین مرکبات لطیف کا وجود ظاہر ہوا۔ (۵) مرتبہ عالم اجسام کا جو اسمین مرکبات نے ظہور کیا۔ (۶) مرتبہ حقیقت انسانی کا ہے کہ تمام مراتب کا جامع ہے۔

مراقبہ بندہ کا ہمیشہ یہ بات جانتے رہنا کہ اللہ تعالی ہمیشہ میرے ہر حال پر مطلع ہے اور دل کو خدا کی حضوری حاصل ہونے اور ماسوی اللہ سے غیب پیدا ہوجانے کا نام بھی مراقبہ ہے۔

مستریح بندگان خدا مین سے اس آدمی کو کہتے ہین جسکو اللہ نے اپنی قدر کے بھید پر مطلع کر دیا ہو اسلئے کہ یہ شخص جانتا ہے کہ ہر ایک مقدور خاص اپنے وقت پر جو اسکے لئے اللہ کے علم مین ہو پیدا ہوگا اپنے وقت سے آگے یا پیچھے وقوع مین نہین آسکتا اور جو کچھ مقدور نہین ہے اسکا پیدا ہونا محال ہے یہ شخص ایسی شئے کی انتظار سے جو وقوع مین آنیوالی نہین ہے استراحت مین ہوتا ہے

مسافر وہ آدمی جسنے اپنے فکر کے ذریعہ سے معقولات اور اعتبارات کو طے کیا ہو پس دنیا کے کنارہ سے آخرت کے کنارہ تک عبور کر گیا ہو۔

مسامرہ اللہ تعالی کا اپنے دوستون کو اپنے اسرار اور غیب کی باتین بتانا خواہ روح الامین کے ذریعہ سے یا دوسرے طور پر سے

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ؛
دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد ؛

مشاہدہ چیزون کا دلائل توحید کے ساتھ دیکھنا اور اس لفظ کو اس موقع پر استعمال کرتے ہین کہ خدا اشیا کو دیکھتا ہے اور کبھی وہان اطلاق کرتے ہین جہان بالکل یقین آجائے شک باقی نرہے۔

مطالعہ جو حوادث کائنات مین پیدا ہونے کو ہون انکی خبر دینا اللہ تعالی کا اپنے عارفون کو انکے سوال کرتے ہی۔

مطلع عالم دنیا کی طرف نظر کرنے کو مطلع کہتے ہین اور نا ظر عزت الہی کے حجاب کا نام ہے اور اسی کا نام عما یعنی نابینائی و حیرت ہے۔

مفردین۔ فتوحات مکیہ مین کہا ہے کہ مفردین ایک جماعت ہے کہ قطب کے دائرہ سے خارج ہین اور خضر علیہ السلام انہین سے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے انہین سے تھے۔

مقام اس شئے کو کہتے ہین جس کو کسی قسم کی کوشش اور تکلیف کے ساتھ آدمی ہو پہنچتا ہے

پس مقام ہر ایک کا وہ ہی جہان اُسکی کوشش کی منتہا ہی۔

مکاشفہ چیز کی جو حالت ہو اسکو ویسی ہی سمجھنا اسکا نام مکاشفہ ہی اور کبھی مکاشفہ اُسے کہتے ہین کہ چیز کا بخوبی حال کھل جاوے اور کبھی وہان اسکو بولتے ہین جہان اشارہ ثابت ہو سکے اور چیز کھل جائے۔ اور بعضے کہتے ہین مکاشفہ ایک ایسی حضوری ہے کہ وہ بیان سے سمجھ مین نہین آسکتی۔ اور بعضے کا قول ہی کہ ناسوت وملکوت وجبروت ولاہوت کے ظاہر ہو جانے کو مکاشفہ کہتے ہین۔ یعنی نفس اور دل اور روح اور سر سے واقف ہو اور جو واقعہ کہ دنیا مین ہونے والا ہوتا ہے اول اللہ تعالی اُس سے اپنے دوستون کو مطلع کرتا ہی پھر دنیا مین اُسے موجود کرتا ہی۔

مکان سیاہ درویشی کے درجون کو کہتے ہین اور یہ منازل اُنھین کو میسر آتے ہین جنہون نے مقامات اور احوال کا درجہ پایا ہی مگر ابھی اُن مقامات کو نہین پایا ہی جو جلال اور جمال سے فوق ہین۔

مکر اور مکر اللہ اسکے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی کو باوجودیکہ کسی سے مخالفت ہو مگر پھر بھی اُسکے غرور کو بڑھانے کے لیے نعمتین اُسی وے اور اُسکے مرتبہ اور شان کو بنا رکھے۔ اُسکے ہاتھ سے کرامات بیجد ظاہر کرائے۔

ملک بالضم اُس عالم کو کہتے ہین جو جو اس ظاہری سے معلوم ہو سکتا ہی۔ اور اُس چیز کو بھی کہتے ہین جو عناصر سے مرکب ہی جیسے موالید ثلثہ یعنی حیوانات ونباتات وجمادات اور اُس جسم کو بھی کہتے ہین جو اِن کیفیات مختلفہ یعنی حرارت وبرودت وغیرہ سے بری ہو خواہ باعتبار خیال کے بری ہو یا باعتبار اپنی پاکیزگی وریاضت کے۔

ملکوت عالم غیب جو ارواح ونفوس کے ساتھ مختص ہی۔

ملکات فاضلہ چہار گانہ حکمت وشجاعت [illegible] وعدالت است۔

ملکات ردیہ ہشت گانہ حسد وبغض وبخل وکذب وغضب وکبر وبیحیائی۔

ملاء اعلی بفتح میم وضم ہمزہ کہ تفسیر احرف ہی وسکون لام وفتح ہمزہ وسکون عین وفتح لام او آخر مین [illegible] اُن سے فرشتون کی ایک گروہ کا نام ہی جو عالم علوی مین موجود ہین یا اُسے کہ [illegible] مردم اشراق گروہ کو کہتے ہین اور اعلی کے معنی برتر۔

ملامتیہ اُن [illegible] لوگون کو کہتے ہین جنکے باطن کا حال ظاہر سے نہین معلوم ہو سکتا کیونکہ ظاہر کو خلاف شرع رکھتے ہین

منصّہ مراد اِس سے باطنی تجلیات ہین۔

موت خواہش نفسانی کا دور کر دینا یعنی جو شخص اپنی خواہش نفسانی سے مرجاتا ہی وہ اللہ کی خواہش کے ساتھ زندہ ہوتا ہے۔

موت احمر نفس کی مخالفت کو کہتے ہین۔

موت ابیض بھوک کا نام ہوا سلیئے کہ بھوک رہنے سے باطن منور اور قلب صاف ہوتا ہی۔

موت اخضر اپنے نفس کو آرام دینا قناعت کے ساتھ۔ اور اسے موت اخضر اسلیئے کہتے ہین کہ فقراء کا قاعدہ ہی کہ سبز رنگ اور پیوندار کپڑے پھٹے پرانے پہنکر بسر اوقات کیا کرتے ہین اور اسمین نفس کو مارا کرتے ہین۔

موت اسود خلق سے ایذا کو اٹھانا اور یہ حقیقت مین فنا فی اللہ ہی کیونکہ ایسا شخص جو خلق کی اذیت کو برداشت کرتا ہی تو وہ یہ سمجھتا ہی کہ سب اللہ کی طرف سے ہی اور اپنے افعال کو محبوب کے افعال مین فنا جانتا ہی حاتم اصم نے کہا ہی کہ جو کوئی اس طریق مین آوے اُسے چاہیئے کہ چار موتین قبول کرے۔ (۱) موت ابیض اور وہ بھوک ہی (۲) موت اسود اور وہ یہ ہے کہ جب لوگ اسے ایذا دین تو صبر کرے (۳) موت احمر وہ یہ ہے کہ نفس سے مخالفت کرے (۴) موت اخضر وہ یہ ہے کہ پیوند لگے پھٹے پرانے کپڑے پہنے۔

ناموس حرمت اور جاہ کی توقع رکھنی خلق سے اور شہرت و توصیف اور نیکنامی و ناموری چاہنا اور یہ اخلاص سے بعید ہے۔

نجبا یہ چالیس آدمی ہین کہ عالم کے کاروبار مین مصروف ہون اور یہ جو کچھ کرتے ہین غیر کے لیے کرتے ہین۔ ~ چہل تن اند ہر چہل دایم؛
باسود جہانیان قایم؛

نشیع عمل کو فساد کی آمیزش سے خالی کر دینا۔

نصیحت جس چیز مین صلاح ہو اُسکی طرف بُلانا۔ اور جس چیز مین فساد اور برائی ہو اُس سے منع کرنا۔

نعت نسبت کا پہلی کی طرح طلب کرنا۔

نفس ایک روح ہی کہ اسکو اللہ دل پر غالب کرتا ہی تاکہ دل کی آگ بجھ جائے۔

نفس وہ چیز جو بندے کے اوصاف مین سے ہو دل پر پیدا

نفس امارہ وہ جو طبیعت بدنی کی طرف میل کرتا ہی اور لذتون اور خواہشات حسیہ کے لئے حکم دیتا ہی اور قلب کو اُسکے معارج اور عروج سے روک کر دُنیا کی طرف کھینچتا ہی اُسے نفس امارہ کہتے ہین پس اسی سے ساری برائیان اور بد اخلاقیان پیدا ہوتی ہین۔

نفس لوامہ وہ نفس جو نور دل کیساتھ منور ہو گیا ہو مگر اسی قدر جس قدر خواب غفلت سے متنبہ ہو جاوے اور اگر اُس سے کوئی برائی کسی وقت صادر ہو جاوے تو شرمندہ اور پشیمان ہو اور اپنے آپکو ملامت کرے اور اس فعل بد سے توبہ کرے۔

نفس مطمئنہ وہ نفس جو نور قلب سے بالکل منور ہو جاوے یہانتک کہ اُسکی ساری برائیاں اور بد اخلاقیان جاتی رہین عمدہ عادات اُسمین آجائین

نفس قدسیہ جس مین اُن تمام باتون کو محقق کر لینے کا ملکہ یقینی طور پر موجود ہو جتنی باتو چیز و اقفیت نفس کے لئے ممکن ہی اُسے نفس قدسی کہتے ہین۔

نفس رحمانی وجود کو کہتے ہین جو سودات مین پھیلا ہوا ہی - اور ہیولی کو بھی کہتے ہین -
نون علم اجمالی - ۵ علم اجمالی و تفصیلی ہو ان یعنی نون و قلم ہر دو بدان -
نواله وہ معزولی جو افراد سے مخصوص ہی اور کبھی اس لفظ کو عام طور کے معزولی اور دور کرنے کے معنی مین استعمال کرتے ہین افراد کی خصوصیت نہین رہتی
نور جیا اللہ کی طرف سے دل پر کوئی بات نازل ہو اور وہ ہستی کو دل سے مٹا دے -
واقعه اس بات کو کہتے ہین جو آدمی کے دل پر عالم دنیا سے القا ہو کوئی فرشتہ یا ہاتف کہدے یا عالم مثال سے معلوم ہو جائے -
واصل اپنے آپ مین سے نکلکر خدا سے ملگیا ہو بے نام و نشان ہوگیا ہو بحر ہستی مین ڈوب گیا ہو کہ اثر اسکا باقی نرہے جیسے قطرہ دریا مین محو ہو جاتا ہی
وجود بندے کا اوصاف بشری اور وجود حق مین گم ہو جانا اسلئے کہ جب حقیقت کا سلطان ظہور کرتا ہی تو بشریت بالکل باقی نہین رہتی اور حق تعالی کا اپنی ذات کو اپنی ذات سے پانا اور اس معنی کی وجہ سے حضرت جمع کو حضرت وجود کہتے ہین اور وجود حقتعالی کو وجد مین پانے کا نام بھی ہی - **وجود الٰہی** حقتعالی کا اعیان کی صورتون اور صفات مین ظہور کرنا -
وجد قلب سے ایسے احوال کا پیدا ہونا جو شہود کے منافی ہین سو یہ برائی ہی - **وجه الحق** اس پہلو کو کہتے ہین جس سے شئے کی حقیقت موجود ہے

چونکہ ممکن کے لئے دو جہتین ہین - ایک جہت اپنی ذات کی وہ تو اسکے حساب سے معدوم محض ہی اور دوسری جہت اسکی یہ ہی کہ اسکو ذات حق کی طرف نسبت ہی اس حساب سے وہ موجود ہی سو جس جہت سے وہ موجود ہے اسی جہت کو وجہ الحق کہتے ہین -
ورقاء نفس کلیہ کو کہتے ہین اور اسی سے لوح محفوظ مراد ہے - **وصل** غائب چیز کا پانا اور وحدت حقیقی کو بھی کہتے ہین جو ظہور اور بطون مین واسطہ ہی اور فنا ہونا سالک کا مع اپنے اوصاف کے حق تعالی مین اور اسماء الٰہی کے ساتھ متحقق ہونا اور بعضے کہتے ہین کہ وصل یہ ہی کہ کسی وقت اس سے جدا نہو اور اسکی یاد سے غافل نرہے زبان اسکے ذکر مین اور دل اسکی فکر مین کان اسکے مشاہدہ مین مشغول ہو اور سوتے جاگتے چلتے اور بیٹھتے اسکے ساتھ ہو اگر سو برس اس حال مین ہو تو ایک لحظہ بھی اور سیر نہو **وقت** درویش کے اس حال کو کہتے ہین جس پر موجودہ زمانہ مین ہو یعنی ماضی اور مستقبل سے کوئی غرض نہین اگر دنیا مین ہی تو اسکا وقت دنیا ہی اور اگر عقبی مین ہی تو وقت اسکا عقبی ہی اور اگر حضور مین ہی تو اسکا وقت حضور ہی - **وقفه** دو مقامون کے درمیان مین رُک جانا **وَلَه** وجد کی زیادتی -
ولایت بندے کا حق کیساتھ قائم ہونا اور اپنی نفس سے فنا ہو جانا - **هاجس** خطرہ ربانی کہ کبھی خطا نہین کرتا اور اسکو خاطر اول اور سبب اول اور نقر خاطر بھی کہتے ہین جب یہ نفس کے اندر متحقق

ہوتا ہے تو اُسکو ارادہ کہتے ہیں اور یہ دوسرا درجہ ہے اور جب
تیسری بار پھر آتا ہے تو ہمت کہتے ہیں اور چوتھی بار میں عزم نام
رکھتے ہیں اور جب پانچویں مرتبہ ہوا اور ادا کرنے کی بات ہو تو اسے
قصد کہتے ہیں اور جب کام کو شروع کرنے کو ہوتے ہیں تو اسے
نیت کہتے ہیں **ہیولا** وہ چیز جس میں اللہ تعالی نے سارے
عالم کے صورتوں کو کھولا ہے یعنی اُس سے ایجاد عالم ہوئی ہے مگر
اُسکا اپنا وجود خود متعین نہیں ہاں جب صورت اُسمین ملجاتی ہے
تو اُسکا وجود مقرر ہوتا ہے اور اُسکو عنقا بھی کہتے ہیں اسوجہ سے کہ
سننے میں آتا ہے مگر اُسکا وجود معین نہیں اور اُسکو ہیولی الکل بھی کہتے
ہیں اور مراتب وجود کی جو ترتیب ہے تو اُس میں اسکا چوتھا نمبر ہے
پہلا مرتبہ وجود میں عقل اول کا ہے دوسرا نفس کلیہ کا تیسرا طبیعت کلیہ کا
چوتھا ہیولا کا اسلئے یہ اجسام کی صورتوں کی کھولی کے مخصوص کیا گیا
ہے کیونکہ اس سے کمتر مرتبہ جسم کلی کا ہے جو ہیولا اور صورت سے تیار ہوتا ہے
اور یہ مرتبہ ہیولا کا مدرک نہیں ہو سکتا مگر اتنا ہی کہ سمجھا جا سکتا ہے
سیاہی و سفیدی سیاہ و سفید میں جیسے پائی جاتی ہیں سیاہی و سفیدی کو
اسطرح سمجھے جاتی ہیں سیاہ و سفید کیساتھ متعلق ہیں **ہجوم** وہ چیز جو
وقت کے سبب سے دل پر وارد ہو اور سالک کی تصنع کو اُسمیں دخل نہو
ہفت منزل سات وادی ہیں جنکا ذکر خواجہ فریدالدین
عطار نے منطق الطیر میں کیا ہے اول وادی طلب دوسرا وادی عشق
تیسرا وادی معرفت چوتھا وادی استغنا پانچواں وادی توحید چھٹا
وادی حیرت ساتواں وادی فقر و فنا **ہمت** دلکو خواہشوں سے
خالی کرنا اور کبھی اُس حال کو کہتے ہیں جو ابتدائے صدق میں مرید کو پیدا
ہوتا ہے اور کبھی اُسے کہتے ہیں کہ صفائی الہام کے لئے ہمتوں کو جمع کیا ہو
ہویت حقیقت مطلقہ جو تمام حقایق کو غیب میں اسطرح
مشتمل ہو جیسے گٹھلی یا بیج میں درخت موجود ہوتے ہیں اور وہ ہویت
جو تمام موجودات میں دائر و سایر ہے اور حقیقت وجود کو کہتے ہیں جبکہ
اطلاق کے مرتبہ میں ہو کہ نہ اُسکے ساتھ کوئی شئے مشروط ہو
نہ غیر مشروط ہو۔ **ہو** وہ غیب کی بات جسکا ظاہر ہونا
درست نہو۔ **ہیبت** اللہ کے جلال کے مشاہدہ کا اثر
دل پر ہو اسے ہیبت کہتے ہیں۔ اور کبھی یہ اثر جلال الٰہی کے جمال
کی وجہ سے ہوتا ہے۔ **ہیبت و انس** یہ دو حالتیں
قبض و بسط سے علیحدہ ہیں جیسے کہ قبض و بسط خوف و رجا سے
علاوہ ہیں ہیبت اور بیہوشی غیب کو چاہتے ہیں اور اُنس ہوش و
افاقہ کو۔ **یاقوتہ احمر** نفس کلیہ کو کہتے ہیں اسلئے کہ اُسکی
نورانیت میں کسی قدر ظلمت بھی ملی ہوئی ہے اور یہ ظلمت جسم کے ساتھ
متعلق ہونیکی وجہ سے ہے **یقین** اہل حقیقت کی اصطلاح میں
اُسے کہتے ہیں کہ عیان طور پر دکھا جانا قوت ایمان کی وجہ سے نہ دلیل و
برہان کے ذریعہ سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ غیب کی چیزوں کا صفائی قلب
کیساتھ دیکھنا اور فکر ان کے ذریعہ سے اسرار کے ملاحظہ کرنیکا نام یقین ہے
اور بعضوں نے کہا ہے کہ حقیقت شئے پر قلب کے اطمینان پکڑنیکو
یقین کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ تصدیق بالغیب کے تحقیق
ہو جانے اور تمام شکوک کے رفع ہو جانیکا نام یقین ہے۔ اور بعضوں نے
کہا ہے کہ غیب کی چیزوں سے شک اُٹھ جانے کو یقین کہتے ہیں
اور بعضوں نے کہا ہے کہ یقین اُس علم کا نام ہے جو شک کے
بعد حاصل ہو۔ **یقظہ** خدا کی طرف سے سمجھنا جو
کچھ اُسکے زجر میں مقصود ہے۔ **یوم الجمع** ملاقی ہونے
اور عین جمع سے ملجانیکا وقت۔

تمت بالعافیة والخیر

فتوی مرجوعہ بابت ماہ رمضان ۱۳۱۴ھ
آمدہ از اودیپور میواڑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماے دین و مفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل مین کیا فرماتے ہین۔
مسئلہ اول ۔ ماہ رمضان مین ہر سال آخری جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد نماز پنجگانہ بطور قضا مع اذان و اقامت کے پڑہنا کیا حکم رکھتا ہی اور یہ تخصیص آخری جمعہ کی کیسی ہی۔
مسئلہ دوم اسقاط کرنا کیسا ہی یعنی موتی کے واسطے قضا نمازون کا حساب لگاکر اُسکے عوض قران شریف بے بہا سمجھکر دیدینا اور نماز کی معانی کا نعم البدل جاننا کیسا ہی۔
مسئلہ سوم ۳۰ رمضان کو اگر بذریعہ تار برقی کسی معتبر شخص مسلمان کے تار دینے سے یہ بات ثابت ہوجاے کہ فلان شہر مین رویت ہلال ۲۹ تاریخ کو ہوگئی اور وہان کے معتبر شخصون نے رویت ہلال ۲۹ ہو کو مانی ہی اس صورت مین آیا اس تار کا اعتبار ہوسکتا ہی یا نہین اور روزہ افطار کرسکتے ہین یا نہین۔ بینوا بالکتاب و توجروا بیوم الحساب ۔

جواب از سوال اول

آخری جمعہ کی قضاے عمری کو سنت نہ سمجھنا چاہیے اسلیئے کہ نہ تو جناب سرور کائنات نے اپناکیا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نہ تابعین نہ تبع تابعین نے اسی وجہ سے کتب معتبرہ فقہ جیسے بزازیہ اور خلاصہ اور فتاوی قاضیخان اور محیط اور ذخیرہ اور خزانۃ المفتین اور واقعات اور نوازل اور ہدایہ اور اسکی شروح یعنی کفایہ و بنایہ و عنایہ و فتح القدیر اور معراج الدرایہ اور غایۃ البیان اور وقایہ اور شرح وقایہ اور مختصر وقایہ اور شرح مختصر وقایہ اور کنز اور بحر الرائق و نہر الفائق شروح کنز اور در مختار اور شامی اور جامع الصغیر اور جامع کبیر اور ان کی شروح وغیرہ مین اسکا ذکر نہین ہی اگر اسکی

کچھ اس سلف صالح سے ثابت ہوتی تو یہ اکابردین ضرور اس کو بیان کرتے البتہ ایک حدیث صاحب نہایہ شرح ہدایہ نے لکھی ہی اور وہ یہ ہی من قضی صلوٰۃ من الفرائض فی آخر جمعۃ من رمضان کان ذلک جابرًا لکل صلوٰۃ فائتۃ فی عمرہ الی سبعین سنۃ یعنی جس کسی نے ایک نماز بھی اپنے فرائض فائتہ مین سے ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو قضا کی تو یہ پورا کرے گی ہر ایک نماز کو جو اُسکی عمر مین فوت ہوئی ستر برس تک مگر ملا علی قاری حنفی لکھتے ہین کہ یہ حدیث موضوع ہی چنانچہ اُنھون نے اپنے رسالہ تذکرۃ الموضوعات مین اس کے ابطال مین طول طویل تقریر لکھی ہی خلاصہ اُنکے بیان کا یہ ہی کہ مضمون اس حدیث کا اجماع کے خلاف ہی اِسلیئے کہ اجماع اس بات پر ہو چکا ہی کہ کوئی شئے عبادت مین سے قایم مقام برسون کی فوت شدہ عبادت کے نہین ہو سکتی اور اس حدیث کی سند بھی مخرجین حدیث تک نہین پہونچتی ہی اور محدث محمد طاہر حنفی گجراتی مولف مجمع البحار نے بھی اس حدیث کو غلط بتایا ہی۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنے رسالہ عجالۂ نافعہ مین قراین وضع کے ضمن مین لکھا ہی۔ پانچوان قرینہ وضع کا یہ ہی کہ مقتضائے عقل کے مخالف ہو اور قواعد شرع سے بھی اُسکی تکذیب پیدا ہوتی ہو جیسے قضائے عمری اور سوا اسکے انتہی۔ یعنی قضائے عمری عقل اور قواعد شرع دونون کے خلاف ہی اِسلیئے کہ نہ عقل سلیم یہ تجویز کر سکتی ہی کہ ایک وقت کی یا پانچون وقت کی قضا پڑھنے سے عمر بھر کی قضائے فائتہ ساقط ہو سکتی ہی اور نہ شرع اسکو جایز کر سکتی ہی اور اِسکے عدم جواز کی کئی وجہ ہین (۱) شرع مین اِسکی نظیر نہین ملتی۔ (۲) قضا اللہ تعالی کا قرض ہی بندے کے ذمہ اور یہ مقرر ہو چکا ہی کہ دین مدیون کے ذمہ سے بدون ادا یا ابراء کے ساقط نہین ہو سکتا اور یہ ظاہر ہی کہ ایک نماز یا پانچ نمازون کے ادا کرنے سے تو عمر بھر کی نمازین ادا نہین ہو سکتین اور نہ ابراء پایا گیا پس بہ نیت اُسکے اور سقوط فوائت صحیح نہین۔ (۳) ظہیریہ اور بحر الرائق وغیرہ مین ہی اگر نماز فائتہ بہت ہون اور اُنکی قضا پڑھنا چاہے تو مناسب یہ ہی کہ سہولت کے لیئے نیت کرے اول ظہر کی اپنی یا آخر ظہر کی مثلاً ہفتہ بھر کی نمازین قضا ہوگئین تو سہولت کے لیئے تعین قضا مین ضرور ہی کہ کون سے دن کی ظہر پڑھتا ہی اسلیئے چاہئے کہ سب سے اول ظہر کی نیت کرے تو سب سے پہلے دن کی نماز ذمہ سے ساقط ہوگی بعد اُس کے دوسرے روز کی ظہر اول ہو جائے گی اور آخر ظہر کی نیت سے بھی یہی فائدہ ہی۔ اب خیال کر لینا چاہئے کہ ایک وقت یا پانچ وقت کی قضا پڑھ لینے سے بہت سی غیر متعین فائتہ سے کیسے بری الذمہ ہو سکتا ہی (۴) قضا کا اعلان مکروہ تحریمی ہی چنانچہ در مختار مین لکھا ہی وینبغی ان لا یطلع غیرہ علی قضائہ لان التاخیر معصیۃ فلا یظہرہا انتہی۔ یعنی چاہیے کہ اپنی قضا پر دوسرے شخص کو اطلاع نہ کرے یعنی قضا نماز

کو چھپا کر پڑھے کیونکہ نماز کو وقت سے ٹالنا گناہ ہے تو اِس کو ظاہر نہ کرے شامی نے اِس عبارت کے حاشیہ مین لکھا ہی کہ ظاہرا قضا نماز کا اعلان کر کے پڑھنا مکروہ تحریمی ہی انتہی۔ اور مکروہ تحریمی امام ابو یوسف اور ابو حنیفہ کے نزدیک حرام نہین حرام سے قریب ہی اور امام محمد کے نزدیک مکروہ تحریمی حرام ہی اور ظاہر ہی کہ رمضان مین آخری جمعہ کو اذان اور اقامت اور جماعت کے ساتھ نماز کو مسجد مین پڑھنے مین بہت بڑا اعلان ہی (۵) قضاء فوائت کے واسطے اذان و اقامت آہستگی کے ساتھ اگرچہ جنگل وغیرہ مین مسنون ہی مگر زور سے کہنا خصوصًا مسجد مین قطعًا منع ہی اسطرح کہ دوسرے آدمی آواز سن سکین چنانچہ در مختار مین مذکور ہے ولا فیما یقضی من الفوائت فی مسجد لان فیہ تشویشًا و تغلیطًا یعنی نہین مسنون اذان اور اقامت اُس نماز مین فوائت سے جس کو قضا کرنی ہون مسجد مین اس لئے کہ اسمین لوگون کی پریشان خاطری اور غلط اندازی ہی یعنی وہ وقت کی اذان سمجھینگے۔ (۶) چونکہ قضا کو جتا کر ادا کرنا مکروہ ہی اسلئے کہ معصیت ہی اسی واسطے جماعت کے ساتھ مسجد مین قضا کا پڑھنا منع ہی مکان مین یا کسی اور جگہ بلا جتائے پڑھنا چاہئے چنانچہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین موجود ہی اور در مختار مین بھی بزازیہ سے یونہی نقل کیا ہی اسکے محشی کہتے ہین کہ اگر جتا کر نہ پڑھے تو مسجد مین مکروہ نہین جایز ہی۔ بحر الرائق کی عبارت یہ ہی اذا اخر الصلوٰۃ عن وقتہا ینبغی ان یقضیہا فی بیتہ ولا یقضیہا فی المسجد انتہی خلاصہ کلام یہ ہی کہ اِس نماز سے یہ ارادہ کرنا کہ مجھسے قضا سے تمام فوائت کی صحیح نہین اسلئے کہ تعریف قضا کی اِس پر صادق نہین آتی اور اگر اسکے پڑھنے سے یہ ارادہ کیا جائے کہ حق تعالی اپنے فضل و کرم سے اس کو تمام فوت شدہ نمازون کی قضا گردان لے اور اِس کی وجہ سے ایسا ثواب عطا کرے جو اُن فوائت کا مقابل اور بدل واقع ہوجائے تو اس صورت مین کوئی مضائقہ نہین اللہ تعالے کریم ہی اُسکے کرم کے آگے یہ مشکل نہین آسان ہی۔ بہرصورت ایسی نماز کو نفل کی نیت سے اور نفل پڑھنا ناجایز نہین۔ مگر یاد رہے کہ اِس نفل کو فرائض فائتہ کی قضا نہ سمجھے اسلئے کہ نفل کی نیت کے ساتھ فرض ادا نہین ہوسکتا چنانچہ فتح القدیر کے باب الوتر مین تجنیس وغیرہ سے لکھا ہی ان الفرض لا یتادی بنیۃ النفل اور نفل کی صورت مین جماعت کے ساتھ پڑھنے مین بھی قباحت نہین اسلئے کہ نفل کا جماعت کے ساتھ پڑھنا رمضان مین جایز ہے۔ در مختار مین باب الوتر والنوافل کے آخر مین لکھا ہی ولا یصلی الوتر والتطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک یعنی نہ پڑھنا چاہئے وتر اور نفل جماعت سے رمضان کے سوا اور دنون مین یعنی وتر ادا

اور نفل کی جماعت اور دونون مین مکروہ ہی۔ رمضان مین نہین۔

جواب از سوال دویم

جو حیلہ اسقاط کے نام سے ہندوستان مین مشہور ہی اُسکی صورت فقہا نے یون لکھی ہی۔
والعمل الاٰن ما تعورف انه یحاسب تمام عمرہ ثم یبیع مصحفاً او شیئاً آخر بمقدارھما من الفقیر فیقبض الفقیر المبیع ویصیر المقدار المذکور دیناً علی ذمته ثم یقول المفدی اعطیتک ھذا القدر الذی من الحنطة فی عوض فدیة فلان المیت ویقول الفقیر قبلت ۱۲ العشور علی دار السرور یعنی اسقاط کا عمل مختصر جیسا کہ متعارف ہی اسطرح ہی کہ میت کے تمام عمر کا حساب لگا کر جس قدر مقدار معین ہو اُسکے بدلے قران مجید یا کوئی اور چیز فقیر کے ہاتھ بیچی جائے پس فقیر اُس مبیع پر قبضہ کر لے اور وہ مقدار واجب الادا اُسکے ذمہ ہوگی پھر فدیہ دینے والا فقیر کو یون کہے کہ مین نے اسقدر گیہون عوض مین فدیہ فلان میت کے دیئے اور فقیر قبول کر لے۔ اور غایة الاوطار کے باب قضاء الفوائت مین لکھا ہی اہل ہند اسقاط کے باب مین بالفعل یہ حیلہ استعمال کرتے ہین کہ عمر بھر کی نماز روزہ کا حساب کر کے کفارہ کا نقد دام ٹھہرایا یا اناج معلوم کیا پھر فقیر کو وہ نقد غلہ زبانی دیکر اپنے ذمے قرض لیا بعد اسکے اُس قرض کے عوض ایک قران مجید فقیر کے حوالہ کرتے ہین اور اسقاط وارث کے ذمہ واجب نہین تبرع ہی مگر اِس طریق کا تبرع خالی تکلف سے نہین۔

جواب از سوال سوم

اگر کسی شہر مین لقیوا عید شرع ثابت ہوجاے اور دوسرے شہر مین اُسکی خبر بذریعہ تار کے آئے اور خبر بھیجنے والے مسلمان ہون اگرچہ تار پہونچانے والے کفار کے ہاتھ مین ہو اور یقین ہو کہ اس شخص کافر نے کوئی تصرف اسمین نہین کیا ہی اور یہ خبر مرتبہ افاضہ کو پہونچ جائے تو اعتبار اس خبر کا کیا جائیگا اور افطار کر لیا جائیگا اور معنی افاضہ خبر کے یہ ہین کہ اتنے آدمیون کی طرف سے خبر آئے کہ ظن غالب صدق کا ہوجاے اور اسطرح شائع ہوجانا خبر کا کہ جسنے اُسکو شائع کیا اُسکا حال معلوم ہو معتبر نہین بلکہ اُسکے شائع کرنے والے معین ہون کما فی رد المحتار۔ اور در مختار کی کتاب الصوم مین ہی لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمھم علی الصحیح من المذھب انتھی یعنی اگر کسی دوسرے شہر مین بکثرت خبر شائع ہوجاے تو انکو لازم ہوگا روزہ رکھنا بنا بر مذہب صحیح کے ظاہر ہے کہ جب

روزہ رکھنا ثابت ہوا تو روزہ افطار کرنا بھی ثابت ہی شامی نے اِس قول پر یون حاشیہ لکھا ہی
عن الذخیرۃ قال شمس الائمۃ الحلوانی الصحیح من مذھب اصحابنا
ان الخبر اذا استفاض و تحقق فیما بین اھل البلدۃ یلزمھم حکم ھذہ
البلدۃ انتھی یعنی ذخیرہ مین ہی کہ شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہی کہ صحیح ہمارے مذہب مین
یہ ہی کہ جب خبر پھیل جاے اور تحقق ہو جاتے دوسرے شہر مین تو انکو بھی لازم ہوگا اس شہر کا حکم
یہی مضمون جامع الرموز کا ہی اور فتاوی تاتارخانیہ مین بھی اسیطرح آیا ہی۔ اور مراقی الفلاح مطبوعہ
مصر مین ہی اذا ثبت الھلال فی بلدۃ لزم سائر الناس فی ظاھر المذھب وعلیہ
الفتوی انتھی شرح مشکوۃ مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہین کہ جب چاند ایکجگہ ہوگا
تو سبھو پر روزہ رکھنا بموجب ظاہر روایت کے لازم ہوگا انتہی۔ پس اسی پر افطار کو قیاس کر لینا چاہیے
مگر یہ بھی یاد رہے کہ اختلاف مطالع کے اعتبار کرنے نکرنے مین بھی علمانے تحقیق کی ہی سو بعض مشایخ
حنفیہ کا قول یہ ہی کہ موافق ظاہر الروایات کے اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہین ہی۔ ایک شہر کی رویت
دوسرے شہر مین اگرچہ اُن کے درمیان فاصلہ بعید ہو حتی کہ اہل مشرق پر رویت ہلال اہل مغرب
وہان کی بطریق شرعی پہونچ جانے کے بعد قابل تسلیم و اعتبار ہی اور بعض کے نزدیک اختلاف مطالع
معتبر ہی فتاوی تاتارخانیہ مین ہی۔ اھل بلدۃ اذا رأوا الھلال ھل یلزم فی حق
کل بلدۃ اختلفوا فیہ فبعضھم قالوا لا یلزمہ فانما المعتبر فی حق اھل
بلدۃ رؤیتھم وفی الخانیۃ لا عبرۃ باختلاف المطالع فی ظاھر
الروایۃ انتھی۔ اور تبیین الحقایق شرح کنز الدقایق مین زیلعی نے کہا ہی لا عبرۃ
باختلاف المطالع بینھما ومعناہ اذا رأی الھلال اھل بلدۃ ولم یرہ اھل
بلدۃ اخری یجب ان یصوموا برؤیۃ اولئک کیف ما کان علی قول من قال
لا عبرۃ باختلاف المطالع اور محققین حنفیہ کے نزدیک اصح المذاہب یہ ہے تیسرا مذہب ہے
کہ جن شہرون مین موافق قواعد علم ہیئت کے اختلاف مطالع کا ثابت ہی اور مقدار اسکی انکے
نزدیک ایک مہینے کی راہ ہی وہان اختلاف مطالع معتبر ہوگا اور رویت کے باب مین ایک شہر کا حکم دوسرے
شہر مین معتبر نہوگا جن مین ایک مہینے کی راہ کا فاصلہ ہی اور جو شہر قریب ہین اور انمین فاصلہ ایک ماہ
کی راہ سے کم ہے وہان ثبوت رویت ایک شہر کی دوسرے شہر مین معتبر ہے مراقی الفلاح مین
لکھا ہی کہ یہی رای صاحب تجرید کی ہی طحاوی نے شرح مراقی الفلاح مین کہا ہی کہ اذ

الی صاحب التجرید اهو اشبه لان انفصال الهلال من شعاع الشمس یختلف باختلاف الاقطار کما فی دخول الوقت وخروجه وهذا اثبت فی علم الافلاک والهیئة واقل ما اختلف المطالع مسیرة شهر کما فی الجواهر اور قدوری مین ہی ان کان بین البلدتین تفاوت لا یختلف به المطالع یلزمه و ذکر شمس الائمة الحلوانی انه الصحیح من مذهب اصحابنا اور صاحب ہدایہ نے مختارات النوازل مین بیان کیا ہی اهل بلدة صاموا لتسعة وعشرین یوماً بالرویة واهل بلدة اخری صاموا ثلثین بالرویة ففی الاولی قضاء یوم اذا لم یختلف المطالع بینهما واما اذا اختلف لا یجب القضاء یعنی ایک شہر کے آدمیون نے چاند دیکھکر ۲۹ روزے رکھے اور دوسرے شہر والون نے چاند دیکھکر ۳۰ روزے رکھے تو انپر لازم ہی کہ ایک روزے کی قضا کرین مگر یہ اُس صورت مین ہی کہ وہان اختلاف مطالع نہو اور اگر اختلاف مطالع ہو تو قضا نکرنا چاہئے۔

خلاصہ یہ ہی کہ جن شہرون مین ایک ماہ کی راہ کا فاصلہ ہو وہان ایک شہر کی رویت کا اعتبار دوسرے شہر مین نہین اور جہان اس سے کم کا فاصلہ ہو وہان ایک جگہ کی رویت کا اعتبار دوسری جگہ بھی کیا جائے گا خواہ خبر اس شرائط کے ساتھ بذریعہ تار کے آئے یا بدون تار کے کسی قاصد یا خط کے ذریعے سے اور یہ جو سب مین مشہور ہے لکل اہل البلد رویتہم اس سے یہ مراد نہین ہے کہ مطلقاً ایک جگہ کی رویت دوسرے مقام پر معتبر نہین ورنہ لازم آئے گا کہ اگر ایک شہر مین رویت ہو اور دوسرے شہر مین کہ اس سے صرف دو ایک منزل دور ہو رویت نہو تو وہ رویت اُن لوگون کے حق مین معتبر نہو اور یہ امر کوئی عاقل جسکو کتب حدیث سے مناسبت اور فن ہیئت کے ساتھ مناسبت ہی تجویز نکریگا بلکہ مراد اُس سے یہی ہی کہ جن دو بلاد مین اختلاف مطالع ہوتا ہے اور یہ ممکن ہی کہ ایک جگہ ہلال دیکھا جائے اور دوسری جگہ نہین ایسے دو بلد وہین ایکجگہ کا حکم دوسری جگہ لازم نہوگا اور اگر ایسا نہو جیسے دونون شہرون مین مسافت ایک مہینے سے کم ہو تو ضرور حکم ایک جگہ کا دوسری جگہ پر لازم ہوگا اور یہ لفظ حدیث کا نہین بلکہ کسیکا قول ہی لکل اہل البلد رویتہم۔ فقط ۲۹ - شوال ۱۳۱۴ھ ہجری۔

مجیب احقر العباد محمد نجم الغنی خان رامپوری ابن مولوی محمد عبد الغنی خان۔

الاجوبة صحیحة

مہر مولوی عبد الغفار خان

نماز پنجگانہ کا بہ نیت قضاے فوایت جیسے عوام مین مروج ہے استناد کسی اصل شرعی کی طرف نہین اور حدیث اسکے ثبوت مین موضوع ہے کما فصلہ المجیب المصیب اور حیلۂ اسقاط شرعی جائز ہے کما حررہ المجیب المصیب من العثور علی دار السرور - العبد

محمد ظہور الحسین عفا عنہ مدرس دوم مدرسہ عالیہ رامپور

مہر

خصوصیت آخری جمعہ رمضان اور قضاے عمری باین طور کہ پانچ وقت کی نماز بعد نماز جمعہ پڑھ لے تو تمام قضاے عمری ادا ہوگی صحیح نہین ہان اگر نماز پنجگانہ بطور قضا کوئی شخص بعد فراغ نماز وقتی یا قبل اگر وقت مین گنجایش ہو کسی روز بھی ادا کرے جائز ہے اور قضا ماسبق کی ہو جائیگی مگر ایک دن کی نہ تمام عمر کی - خبر واثق درباب رویت ہلال مفید اس امر کی ہے کہ روزہ رمضان کا رکھا جاے اور نیز افطار اور یوم عید کے بارہ مین معتبر ہوگی اور حیلۂ اسقاط بھی جائز ہے کما نقل المجیب المصیب العبد

محمد اعجاز حسین مجددی عفا عنہ

مہر

الجواب صحیح والمجیب مصیب

دستخط مولوی محمد نثار علی -

سند از جناب استاد علامہ

مولانا عبد الحق صاحب خیرآبادی ابن مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی - الجواب صحیح

محمد عبد الحق عفا عنہ

مہر

الجواب صحیح والمجیب مثاب دستخط مولوی محمد ارشد علی صاحب

اصاب واجاد فیما اجاب وافاد محمد فضل حق اصلح اللہ حالہ

مہر

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ

مہر مولوی محمد نبی صاحب

ذلک کذلک وانا علی ذلک من المصححین والمصوبین - فقیر در آگہی محمد عبد الغنی ولی اللہی عفا عنہ

مہر

نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد

دار السلام نہایت عمدہ سلام منقبت حضرت امام علیہ السلام میں

منتہی القواعد۔ معروف بہ قواعد حامدی صرف و نحو کی جامع کتاب سلیس اردو زبان میں بچوں کی تعلیم کو مفید ۔/۴

کلمات طیبات حضرت غوث پاک مرزا مظہر جان جاناں۔ قاضی ثناء اللہ صاحب کے مکتوبات۔ نصائح۔ وصایا۔ کلمات قدسیہ و ترجمہ اسرار العارفین و سیر الطالبین ۔/۸

افضال رحمانی۔ حضرت مولانا شاہ فضل رحمن صاحب گنج مراد آبادی کے حالات کرامات۔ اوراد و وظائف مجربہ او خاندان نقشبندیہ کے بزرگونکے حالات ۔/۶

ذکر رحمانی۔ ایضاً ۔/۴

شرح چہل کاف۔ عمل چہل کاف کی نہایت جامع شرح۔ ۔/۲

[illegible] الیعلات فی امور الاموات فی [illegible] المختیات ۔/۴

[illegible] الاسلام [illegible] تحریرین مختلف تین نمبر ۔/۹

صون الایمان عن وساوس الشیطان ۔/۱

وقف بغیہ کا فیصلہ۔ ۔/۲

وصیت نامہ نواب ضیغم الدین خان ۔/۲

عدد التاریخ معروف بہ زنبیل تاریخی۔ ۳۰ ہزار کے نقطوں سے لیکر دو ہزار برس تک کے تاریخی الفاظ۔ فقرات۔ محاورات۔ ضرب الامثال۔ آیات۔ حدیث تام وغیرہ بہ بنائے مادی تحریر ہیں۔ اس فن میں ایسی کتاب نہ چھپے گی نہ چھپی ہے۔ کئی لاکھ تاریخی مادہ ہیں ۸۰۰ صفحہ ضخامت

گنج شائیگان معروف بہ ٹکسال۔ قدیم شاہان ایران سے لیکر اسوقت تک کے دنیا بھر کی بادشاہتوں ریاستوں وغیرہ کے سونے چاندی تانبے وغیرہ کے سکونکی دونوں رخونکی اصلی تصویر۔ حال وزن ماہیت سب تفصیلی تحریر ہے۔ لفظ سکہ کی پوری تشریح اردو کے لئے یہ کتاب سرمایہ ناز ہے سکونکے دونوں رخونکی عبارت قابل دید ۔/۸

احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار حضرت غوث پاک محبوب سبحانی کی مفصل سوانح عمری مناقب صحیحہ طریق ارشاد خوارق عادات۔ اخلاق [illegible]

اشتہار
طالبان علم تصوف کو مژدہ ہو کہ ان دنون یہہ
کتاب موسوم بہ تذکرۃ السلوک جو علم تصوف مین
بہت مفید ہی نہایت کوشش اور اہتمام سے
اس مطبع مطلع العلوم مرادآباد مین چھپی۔ اور
مولف نے حق تالیف اس کتاب کا راقم کو
ہبہ فرمایا ہے لہذا کوئی صاحب بدون اجازت
اس خاکسار کے اسکے چھاپنے یا چھپوانے
کا قصد نہ فرمائین جسقدر نسخے مطلوب ہون
مطبع سے منگوالین
المشتہر
ایس ابن علی مالک اخبار نیر اعظم
مرادآباد